امام غزالی ؒ کا کرتا تہا اور دو جلدین آخر کی ترجمہ کر چکا تہا اوسی سال یہہ ترجمہ کرنا پڑا علاوہ اسکی ترجمہ کے
ساتہہ ہی اس کتاب کا چہپنا بہی شروع ہوگیا اور چہپنے مین کمال جلدی تہی کہ عرصہ سات مہینے مین ترجمہ اور طبع
دونو ختم ہوگئی اسجہت سی مجکو مہلت نظر ثانی اور تصحیح کامل کی نہین پونہچی جو غلطیان طبع مین نظر سرسری
معلوم ہوئین اونکو آخر مین لکہدیا اور چونکہ اسی سال مین قصد فقیر کا جانب حجاز ہوگیا اسنظر سی بہی کچہہ ایک
جلدی ہوئی اور ہجوم کار دبار مین زیادہ فرصت نملی بہرحال حتے الوسع مین نے کمال جانفشانی اور درستی اس
ترجمہ مین اٹہائی اور رعایت الفاظ اصل اور درستی محاورہ اور چستی مضمونکو ملحوظ رکہا اور ترجمہ نظم کا نظم مین کیا
مگر ایک دو جگہہ کہ اشعار عربی صرف الفاظ کی سند کیواسطی مذکور ہین اونکا ترجمہ زائد از حاجت جانا پانچوین یہہ
کہ اس ترجمہ کی عبارت کا مین نے ایسا ڈہنگ ڈالا ہی کہ اگر کوئی چاہی تو عربی عبارت سی علیحدہ کر کے کتاب جدا اوسکا
بنالے اسی جہت سی جملونکی تعلق اور فہم معانی کے لئی اکثر جگہہ کچہہ الفاظ زائد کئی اور بعض جا فصل کو مخل
مطلب جانکر وصل سی بدلدیا چہٹی یہہ کہ مضامین اس کتاب کے جیسے تہی مین نے بدستور ویسی رہنی دئی مولف کتاب نے
اصحاب ظواہر کی راہ اکثر جا اختیار کی ہی پس مقلدون کے لئی مسائل جزئیہ مین اتباع اپنے امام کا چاہئیے مین نے
بنظر کم فرصتی و جلدی کے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہی تحقیق مذاہب اور دلیلون سی تعرض نہین کیا بعض جا
جو کچہہ ضرورت داعی دیکہی کچہہ لکہدیا ہی ساتوین یہہ کہ مطالب اس کتاب کی فی زماننا کہ رواج بدعت کا زیادہ
ہی بہیئت مجموعی بہت کار آمد ہین ہرچند مولف نے بعض جا تقریر آزادانہ وبیباکانہ کی ہی تاہم اگر ناظرین انصاف
آگین بنظر استفادہ ملاحظہ کرینگی اور احقاق حق کی مراعات فرماوینگی تو البتہ کیفیت اور حظ اوٹہاوینگی آٹہوین یہہ
کہ اس کتاب مین اگر کوئی لفظ مشکل یا اصطلاحی آیا ہی جیسے بیع عینہ اور مساقات اور مضاربت وغیرہ کہ فقہ کی
اصطلاحین ہین تو وہ اول جگہہ کتاب مین جہان کہین وارد ہوا ہی وہان اوسکی معنی حاشیہ پر لکہدئی ہین مگر اصطلاح
اہل حدیث کو کہین نہین لکہا اوسکی الفاظ سب جو اس کتاب مین وارد ہین ذیل مین اونکی معنی اصطلاحی لکہدئی جاتے ہین ÷

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

صحیح	وہ حدیث ہی جسکی سند راوی سی لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متصل ہو کوئی چہوٹ نگیا ہو اور اوسکی سب راوی سچی اور یاد رکہنی والی ہون اور اوسمین شذوذ یعنی لوگونکی روایت کا خلاف اور علت یعنی پوشیدہ اسباب طعن کے نہون ÷

اصطلاح	تعریف
ضعیف	وہ حدیث ہی جسکی راویون مین سے کوئی دروغگو یا فاسق یا اور کسیطرح سے مطعون ہو +
حسن	وہ حدیث ہی جسکے راویون مین کسی پر تہمت جھوٹ کی نہوئی ہو نہ شاذ ہو اور وہی الفاظ حدیث کے دوسری طرحسے بھی مروی ہون اسکا رتبہ صحیح کے رتبہ سے کم ہے +
مرفوع	وہ ہی جو خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول یا فعل یا مقرر کیا ہو +
متصل	وہ حدیث ہی جسکی سند برابر ملی ہوئی ہو کوئی راوی چھوٹا نہو +
مسند	وہ حدیث ہی جسکے راویون کے نام مذکور ہون +
مشہور	وہ حدیث ہی کہ خاص اہل حدیث کے نزدیک شائع ہو یعنی اسکو بہت سی راویون نے ہر زمانہ مین روایت کیا ہو +
متواتر	وہ حدیث ہی کہ اوسکے راوی اس کثرت سی ہون کہ انکا اتفاق جھوٹ پر جاوے تو محال ہو +
موقوف	وہ قول فعل ہی جو کسی صحابی سی روایت کیا جاوی خواہ سند متصل ہو خواہ کوئی راوی چھوٹ گیا ہو +
مرسل	وہ حدیث ہی جو تابعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کری کہ آپنے ایسا کہا یا ایسا کیا یعنی ذکر صحابی کا نکری +
منقطع	وہ حدیث ہی جسکی اسناد برابر نہو شروع مین سی خواہ بیچمین سی خواہ اوپر سی کوئی راوی چھوٹ گیا ہو مگر اکثر ایسی حدیث کو کہتی ہین جو تبع تابعی صحابی سی روایت کری +
غریب	وہ حدیث صحیح ہی جسکا راوی کسی جگہہ روایت مین اکیلا ہو اور اگر ہر زمانہ مین ایک ہی ہوگا تو وہ فرد کہلاتی ہی +
عزیز	وہ حدیث ہی جسکے راوی ہر جگہہ دو ہون +
شاذ اور منکر	وہ حدیث ہی جو کوئی ثقہ اور معتبر شخص لوگونکی روایت کے خلاف بیان کری +
تعلیق	اس فعل کو کہتی ہین کہ جسکی اسناد کی شروع مین ایک یا زیادہ راویونکو چھوڑ دیا جاوے +
تدلیس	حدیث مین اس فعل کو کہتی ہین کہ راوی جس شخص سی روایت کری اس سی ملاقات کی ہو یا وہ اسکا ہمعصر ہو مگر اوس سی اوس روایت کو سنا نہو اور ایسی لفظون سی بیان کری جس سی یہ وہم ہو کہ سنا ہوا کہتا ہی +
معلل	وہ حدیث ہی کہ ظاہر مین تو عیوب سی پاک معلوم ہوتی ہو مگر اوسمین پوشیدہ سبب طعن کی پائی جاتی ہون +
موضوع	وہ حدیث ہی جو کسی نے خود بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہؓ کیطرف منسوب کر دی ہو +
	اب ترجمہ شروع ہوتا ہی واللہ التوفیق
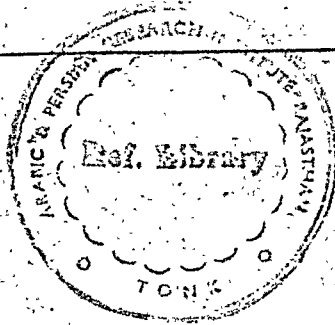
ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدایا حمد تجھی کو سزاوار ہی کہ شیطانکی شکارگاہو نمین فریاد دیکا کوئی دادخواہ تیری توفیق اور بچاؤ کی سوا نہین آور بجز تیری ہدایت اور رحمت کی بیمار دلونکی کوئی دوا نہین جب بندہ تیری طرف تقرب کرتا ہی تو اوسکی طرف تو تقرب کرتا ہی اور وہ تیرے پاس کی چیز کی جستجو سی اعراض بھی کری تو تو اپنی الطاف کی زنجیرون سی اُسکو اپنی طرف پھیر لیتا ہی اُسکی توبہ سی تو ایسا خوش ہوتا ہے جیسی کسیکو اپنی سواری مع اسباب مُہلک جنگل مین کھوئی ہوئی کے ملجانیسے خوشی ہوتی ہی تو ہی ہمیشہ اُسکو اپنی رحمت سی ہر ایک حال مین سنبھالے بشرطیکہ وہ ہلاکت مین خود اپنا ہاتھہ نہ ڈالے مین گواہی دیتا ہون کہ تو معبود واحد دیکتا ہی اور کمال کی صفتو نمین نرالا نقصانون اور مثلون سی مبرا اور یہہ بھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدا لك یا من لا اغاثة للهفان فی مصائد الشیطان الا بتوفیقك وعصمتك * ولا دواء للقلوب العلیلة الا بموادّ هدایتك ورحمتك * تتقرب بمحبتك الی العبد اذا تقرب الیك * وتزید الجنان بسلاسل الالطاف وقد اعرض عن طلب ما لدیك * وتفرح بتوبته فرح الفاقد لراحلته ومتاعه فی الداویة المهلكة * ولا تزال متداركا له برحمتك فی كل حال الا ان یلقی بیده الی التهلكة * اشهد انك الاله الواحد الاحد المنفرد بصفات الكمال المتقدس عن النقائص والامثال * واشهد ان

انکو لگا دیتا ہی سبکے سب اُسکی غلامی اور حکم مین ہتی ہین کوچ مقام اُسکے پیرو اور بند و بست مین اُسکی تابع اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ آگاہ رہو کہ بدن مین ایک گوشت کی بوٹی ہی جب وہ سنور جاتی ہی تو تمام بدن سنور جاتا ہے۔ پس دل عضا کا بادشاہ ہوا اور عضا اُسکے امر کی تعمیل کرنیوالے اور اُسکی ہدایت کو ماننے والے ہین اونکا کوئی کام ٹھیک نہین ہوتا یہانتک کہ دلکی قصد اور نیت سے سرزد نہو اور سب عضا کی پوچھہ بھی دل ہی سے ہوگی اسلئے کہ رعیت کا مال اُسکے حاکم سے پوچھا جاتا ہی اس لحاظ سے دل کے سنوارنے اور درست کرنے مین ہمت لگانی اُن سب امور سے بہتر ہی جنپر سالک اعتماد کرین اور عابدون کے لئے اوسکی مقدمہ مین غور کرنا اور اُسکی علاج کی تدبیر کرنی سب سے زیادہ اہم ہی۔ اور جبکہ خدا کی دشمن ابلیس نے جانا کہ سب کا مونکا مدار اور اعتماد دل پر ہی تو اُسنے دل پر وسوسے لا ڈالے اور طرح طرحکی شہوتین اُسکے سامنے کین اور اُسکی نظرون مین وہ اقوال اور اعمال اچھے کر دئے جو اُسکو راہ سے رد کردین اور اُسکے لئے گمراہی کے سامان وہ اکٹھے کئے جو اوسکو توفیق کے اسباب سے علیحدہ کردین اور ایسے جال اور پھندے ڈالے کہ اگر انمین گرنے سے بچا رہے تو اعمال خیر مین سستی کرنیسے نہ بچے پس شیطانکی شکار اور مکر سے بچاؤ کی کوئی صورت

ويستعملها فيما شاء وكلها تحت عبوديته وقهره و تكتسب منه الاستقامة و الزيغ وتتبعه فيما يعقده من العزم او يحله قال النبي صلى الله عليه وسلم الا وان في الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد كله فهو ملكها وهي المنفذة لما يأمرها به القابلة لما يأتيها من هديته ولا يستقيم لها شيء من اعمالها حتى تصدر عن قصده ونيته وهو المسئول عنها كلها لان كل راع مسئول عن رعيته كان الاهتمام بتصحيحه وتسديده

اولى ما اعتمد عليه السالكون والنظر في امراضه وعلاجها اهم ما تنسك به الناسكون ولما علم عدو الله ابليس ان المدار على القلب والاعتماد عليه اجلب عليه بالوساوس واقبل بوجوه الشهوات اليه وزين له من الاقوال والاعمال ما يصده به عن الطريق وامده من اسباب الغي بما يقطعه عن اسباب التوفيق ونصب له من المصائد والحبائل ما ان سلم من الوقوع فيها لم يسلم من ان يحصل له بها التعويق فلا نجاة من مصائده ومكائده

نہین بجز اسکے کہ ہمیشہ اللہ تعالے سے فریاد کیا کرے اور اُسکی خوشنودی
کے لوازم بجا لایا کرے اور تہہ دل سے اُسکی طرف التجا کرے اور اپنی حرکات و
سکنات مین اُسکی طرف متوجہ ہو اور بندگی کی دولت کو جو عمدہ شعار انسان ہے
اپنا اوپر ثابت کرے تاکہ آیت کریمہ اِنَّ عِبَادِی لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ (جو میرے بندے ہین تجھکو اونپر کچھہ زور نہین ہے)
کے حصار مین داخل ہونا نصیب ہو۔ تو یہی نسبت ہے کہ بندہ کو شیاطین سے علیحدہ
کرتی ہے اور یہ اُسیقدر حاصل ہوتی ہے جسقدر پروردگار کی بندگی اسکو حاصل ہو
اور دل اخلاص عمل اور یقین دائمی پر پایا ہے پس جبکہ دل جام عبودیت اور
اخلاص پیتا ہے تو اللہ تعالی کے نزدیک مقربون مین داخل ہو جاتا ہے اور
اس خصوصیت مین شامل اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ (مگر جو تیرے چنے ہوے بندے ہین اونمین سے) اور چونکہ اللہ تعالی اسنے
مجھپر احسان کیا کہ اپنی مہربانی سے جن باتون سے مین اب واقف ہون انپر مجھکو
آگاہ کیا اور وہ یہ ہین کہ دلکی بیماریان اور اُسکی روگ اور جو کچھہ اُسکی دشمنون
یعنی شیطانونکی طرف سے اسکو وسوسے پیش ہوتے ہین اور ان وسوسون سے جو عمال
پیدا ہوتے ہین اور اعمال سے جو وہ حالات حاصل کرتا ہے اسلئے کہ عمل بد دل کے ارادہ
کے بگاڑ سے سرزد ہوتا ہے اور عمل کے فساد سے دلپر سختی آجاتی ہے تو اور زردگ
پر روگ بڑھجاتا ہے یہانتک کہ مرجاتا ہے اور بیجان اور بے نور ہوجاتا ہے اور آ

الا بان یداوم الاستغاثة بالله و
یتعرض لاسباب رضائه و
ابتغاء القلب الیه واقباله
علیه فی حرکاته وسکناته و
یتحقق بذل العبودیة الذی
هو اولی ما یلتبس به الانسان
لیحصل له الدخول فی ضمان
ان عبادی لیس لک علیهم سلطان فهذه
الاضافة هی القاطعة بین العبد وبین الشیاطین
وحصولها بحسب تحقیق مقام العبودیة لرب و
المعاملة واستعداد القلب بخلاص العمل و
دوام الیقین فاذا شرب القلب العبودیة و
الاخلاص صار عند الله من المقربین
وشمله استثناء الا عبادک
منهم المخلصین ولما من الله
علیّ بلطفه بالاطلاع علی ما اطلع علیه
من امراض القلوب وادوائها وما یعرض لها
من وساوس الشیاطین اعدائها وما تثمر تلک الوساوس من
الاعمال وما یکتسب القلب بعدها من
الاحوال فان العمل السیئ یصدر
عن فساد قصد القلب ثم یعرض للقلب
من فساد العمل قسوة فیزداد مرضه
حتی یموت ویبقی لا حیوة فیه ولا نور

سب امور شیطانکے وسوسی کو مانتے اور اپنے ایسے دشمن کیطرف مائل ہوتے ہوتے ہین کہ اُس سے وہی بچتا ہی جو اُسکا کہا نمانے اور اُس سے لڑتا رہے اسلئے مینے ارادہ کیا کہ اِن امور کو اس کتاب مین لکھکر یادگار بناؤن تاکہ جو کوئی اُسکو دیکھے نفع اُٹھاوے اور مؤلف کے حق مین دعا مغفرت اور خوشنودی پروردگار کی کرے اور اسبابین مین اللہ تعالی کے فضل و احسان کا مقر ہون اور اِس کتاب کا نام اغاثۃ اللہفان فی مصائد الشیطان رکھا اور تیرہ بابوں پر اسکو مرتب کیا اِسطرح کہ **باب اول** دل کی تین قسمون صحیح اور مریض اور مردہ کے ذکر مین **باب ۲** مرضِ دل کی حقیقت کے بیانمین **باب ۳** اس امر مین کہ دلکے مرضونکی دوائین دو طرحکی ہوتی ہین ایک طبعی دوم شرعی **باب ۴** اِس بیانمین کہ دل کا زندہ اور نورانی ہونا ہر نیکی کی اصل ہے اور اوسکا مرجانا اور تاریک ہونا ہر ایک بدی کی جڑ ہے **باب ۵** اس امر مین کہ دل کی زندگی اور صحت بجز اِسکے نہین ہوسکتی کہ خدا تعالی کو پہچانے اور اُسکو اپنا مطلوب کرے اور غیر پر ترجیح دے **باب ۶** اس ذکر مین کہ دلکی سعادت اور لذت اور آسائش اور درستی اسمین ہے کہ اوسکا معبود اور غایت مقصود صرف اللہ جلشانہ اُسکا پیدا کرنیوالا ہو اور وہی تمام ماسوا سے اُسکو محبوب ہو

باب ۸ اسمین کہ کلام مجید مین دلکے سب مرضونکی دوا اور علاج ہے **باب**
دل کی زکوۃ مین **باب ۹** دلکو اُسکی کثافتون اور نجاستون سے پاک کرنےمین
باب ۱۰ دلکے مرض اور صحت کی علامات مین **باب ۱۱** دلپر غلبہ نفس سے جو
مرض ہوتا ہی اوسکی علاج مین **باب ۱۲** شیطانکے باعث جو روگ دلمین ہوتا ہے
اُسکے علاج مین **باب ۱۳** شیطان کے اُن مکرونمین جنسے وہ آدمی کو فریب دیتا
ہے اور اسی بات کی لئی یہہ کتاب بنی ہی اسبابمین چند فصلین ہین جنمین بہت
سی فوائد اور عمدہ مضامین ہین

باب اوّل اسمین کہ دل تین قسم پر منقسم ہین ایک صحیح دوم بیمار سوم مردہ
ازانجا کہ دل زندگی اور موت سی موصوف ہوتا ہی اسیوجہ سی اُسکی تین
قسمین مذکور ہوتی ہین پس قلب صحیح قلب سلیم کا نام ہی کہ قیامت کے روز اُسی
شخص کو نجات ملیگی جو خدا تعالی کے سامنی قلب سلیم لاویگا چنانچہ اللہ تعالے
فرماتا ہے **یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ** پس قلب سلیم
(جس دن نہ کام آوی کوئی مال نہ بیٹی مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس لیکر دل چنگا)
اُس سلامت دل کو کہتی ہین کہ سلامتی اُسکی لئی ایک پکی صفت ہوگئی ہو جیسے
علیم و قدیر اُسکو کہتی ہین جسمین صفت علم و قدرت پکی ہوا ور اُس دل کا مقابل
دل مریض اور بیمار اور روگی ہی اور لوگونکی اقوال قلب سلیم کی تعریف مین مختلف

السابع في ان القرآن متضمن لادوية القلب وعلاجه من جميع امراضه
الثامن في زكوة القلب
التاسع في طهارة القلب من ادرانه وانجاسه
العاشر في علامات مرض القلب وصحته
الحادي عشر في علاج مرض القلب باستيلاء النفس عليه
الثاني عشر في علاج مرض القلب بالشيطان
الثالث عشر في مكائد الشيطان التي يكيد بها ابن آدم وهو الباب الذي لاجله وضع الكتاب وفيه فصول جمة الفوائد حسنة المقاصد

الباب الاول في انقسام القلوب الى صحيح وسقيم وميت لما كان القلب يوصف بالحياة وضدها انقسم بحسب ذلك الى هذه الاحوال الثلاثة فالقلب الصحيح هو القلب السليم الذي لا ينجو يوم القيامة الا من اتى الله به كما قال تعالى يوم لا ينفع مال ولا بنون الا من اتى الله بقلب سليم والسليم هو السالم الذي صارت السلامة صفة ثابتة له كالعليم والقدير وضده المريض والسقيم والعليل وقد اختلفت عبارات الناس في معنى القلب السليم

والامر كله مع الله الذي سلم من كل شهوة تخالف امر الله ونهيه ومن كل شبهة تعارض خبره فسلم من عبودية ما سواه وسلم من تحكيم غير رسوله فخلص لله في محبته وخوفه ورجائه والتوكل عليه وانابته اليه والتذلل له وايثار مرضاته في كل حال والتباعد من سخطه بكل طريق وهذا هو حقيقة العبودية التي لا تصلح الا لله وحده فان احب احب في الله وان ابغض ابغض في الله وان اعطى اعطى لله وان منع منع لله و

ہین اور پوری بات یہ ہی کہ دل سلیم وہ ہے جو اللہ تعالی کے امر ونہی کے
مخالف شہوتون اور اپنی خبری کے مزاحم شبہون سے سلامت ہو کر غیر اللہ
کی بندگی اور غیر رسول مقبول کی طاعت سے محفوظ رہے اور اللہ تعالی کی محبت اور
اسی سے امید وبیم رکھنی اور اسپر بہروسا کرنی اور اسکی طرف رجوع کرنی اور اسکی سامنے
ذلیل رہنے اور ہر ایک حال مین اسکی رضا اختیار کرنے اور سب طرح سے اسکی غضب سے
دور رہنے مین خالص اللہ ہی کا ہو جاوے واقع مین بندگی یہی ہی جو سوا خدا کے کسیکا
کے اور کسیکے لئے زیبا نہین غرضکہ اگر کسیکو دوست رکھی تو اللہ کیواسطے اور اگر دشمن
رکھی تو اسکی لئے اور دیوی تو اسکی لئے اور نہ دیوی تو اسکی لئے اور اپنے اقوال اور اعمال اور
عقیدون اور ارادون اور محبت اور نفرت سب باتونمین غیر اللہ سے روگردانی کرے
اور ان سب باتونمین اسکا دستور العمل وہ ہو جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم
لائے ہین یعنی رسول اللہ کے سامنے کسی قول اور عمل اور عقیدہ مین نہ بڑہے جیسے کہ
اللہ تعالی فرماتا ہے یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ
یعنی جبتک وہ کچہہ کہی تم کچہہ نکہو اور جبتک وہ حکم نکری تو تم کچہہ مت کرو بعض
اکابر سلف کا قول ہی کہ ہر ایک کام کے لئے گو چہوٹا ہی ہو دو دفتر کہلینگے دو
سوال آدمیکو ملینگی اول یہہ ہوگا کہ کیون کیا دوم یہہ کہ کسطرح کیا یعنی سوال

فلا يتقدم بين يديه بعقيدة ولا قول ولا عمل في الاقوال والاعمال والعقائد والارادات والاحكام كلها مقيسة فيها الى ما جاء به الرسول صلى الله عليه وسلم فلا يتقدم بين يديه بعقيدة ولا قول ولا عمل كما قال الله تعالى يا ايها الذين آمنوا لا تقدموا بين يدي الله ورسوله اي لا تقولوا حتى يقول ولا تفعلوا حتى يأمر قال بعض السلف ما من فعلة وان صغرت الا ينشر لها ديوانان لم وكيف اي لم فعلت وكيف فعلت

فالاول سؤال عن علة الفعل وباعثه هل هو لعوض عاجل وغرض من اغراض الدنيا كمحبة المدح من الناس او خوف ذمهم او استجلاب محبوب عاجل او دفع مكروه عاجل ام الباعث القيام بحق العبودية والتقرب الى الرب وابتغاء الوسيلة اليه ومحل هذا السؤال انه هل كان عليك ان تفعل هذا الفعل لمولاك ام فعلته لحظك وهواك والثاني سؤال عن متابعة الرسول في ذلك التعبد اي هل ذلك العمل مما شرعته لك على لسان رسولي ام عمل لم اشرعه ولم ارضه فالاول سؤال عن الاخلاص والثاني عن المتابعة فطريق التخلص من السؤال الاول بتجريد الاخلاص وطريق التخلص من الثاني بتحقيق المتابعة وسلامة القلب من ارادة تعارض الاخلاص او هوى يعارض الاتباع

اول یہہ ہوگا کہ اس فعل کا باعث اور سبب اور موجب کوئی لذت سرور ست اور
غرض دنیادی ہی جیسے لوگونکی تعریف کی محبت اور انسے خوف کرنا اور جو چیز بالفعل
محبوب ہے اُسکا حاصل کرنا خواہ جو چیز اوسیوقت بری معلوم ہوتی ہی اُسکا دور
کرنا یا اُسکا باعث حق بندگی بجالانا اور پروردگار کیطرف نزدیک ہونا اور
اُسکی طرف ذریعہ ڈہونڈہنا ہی اور اس سوال کا محل یہہ ہے کہ اس کام کا کرنا اپنے
مالک کے لئے خواہ اپنی لذت اور خواہش کے لئے کیا تجہپر لازم تہا—
اور دوسرا سوال یہہ ہوگا کہ اس فعل کو عبادت جاننے مین متابعت رسول مقبول
کی کی یا نہین یعنی یہہ عمل اُن کامونمین سے ہی جنکو ہمنے اپنی رسول کی زبانی تیرے
لئے مشروع کئے یا ایسا کام ہی کہ ہمنے جائز نہین فرمایا اور ہم اُس سے خوش نہین
غرضکہ پہلا سوال خلاص سے ہی اور دوسرا پیروی سے اور اول سوال سے بچنے
کی صورت اخلاص کا خالص کرنا ہی اور دوسرے سے نائی کا طریق پیروی کا ٹھیک
کرنا اور دل کا سلامت رکھنا ہی اُس ارادہ سے جو مزاحم اخلاص کا ہو اور اُس
خواہش سے جو مخالف اتباع سنت ہو **دوسرا دل** جو قلب سلیم کی ضد ہے
وہ دل مردہ ہی جسمین جان نہین وہ اپنے رب کو نہین پہچانتا اور نہ اُسکی عبادت
اُسکی حکم سے کرے وہ اپنی شہوتون پر اڑا رہتا ہی گو انمین خدا تعالیٰ کی ناراضی

فصل والقلب الثاني ضد هذا وهو القلب الميت الذي لا حياة به فهو لا يعرف ربه ولا يعبده بامره ومحبته ورضاه بل هو واقف مع شهواته ولذاته ولو كان فيها سخط ربه

لایبالی اذا فاز بشہوتہ وحظہ
رضی ربہ ام سخط فہو یتعبد
لغیر اللہ حبا وخوفا ورجاءً
سخطا وتعظیما وذلا ان احب
احب لہواہ وان ابغض ابغض
لہواہ وان اعطی اعطی لہواہ و
ان منع منع لہواہ فہواہ آثر عندہ
واحب الیہ من رضی مولاہ فہو فی الدنیا کما
قیل فی لیلی شعر عدو لمن عادت وسالم اہلہا
ومن قربت لیلی احب واقرب

ہوجب وہ اپنی شہوت اور لذت کو پونہچگیا تواب کچہہ پروا نہین چاہے
اللہ تعالیٰ راضی ہویا ناراض پس ایسا دل غیر اللہ ہی کی محبت اور اُسی
سی خوف و رجا اور اُسکی خفگی اور تعظیم اور اُسکے سامنے ذلیل ہونیکو عبادت
سمجہتا ہی اگر کسی سی محبت کرتا ہی تو اپنی خواہش کے باعث اور نفرت کرتا ہی تو
اپنی خواہش کی مارے اور دیتا ہی تو اپنی خواہش کی لئے اور نہین دیتا تو اپنی خواہش کیواسطے غرض
اوسکی خواہش نفسانی اُسکے نزدیک اُسکے مالک کی خوشی کی نسبت کہین بہتر و محبوب تر
ہی پس اُسکا حال دنیا مین ایسا ہی جیسا کسینے لیلیٰ کی باب مین کہا ہی ؎ عدو ہون اوسکے
دشمن کا موافق اوسکے اپنونکا * بہا دی جسکو اپنے پاس لیلے اور شیدا ہون اُن *
تیسرا دل وہ ہی کہ اسمین جان بہی ہی اور روگ بہی رکہتا ہی تو اسمین دو مادے
ہین کبہی اوسپر یہ زور کرجاتا ہی اور کبہی وہ اور جونسا ان دونون مین سے
غالب ہوتا ہی وہ اُسیکا ہوجاتا ہی یعنی اسمین جو محبت اللہ تعالیٰ کی اور اُسپر
ایمان و توکل اور اُسکی ساتہہ اخلاص ہی تو یہ اُسکی زندگی کا مادہ ہے اور جو محبت
شہوات کی اور اُنکا اختیار کرنا اور اُنکے حاصل کرنیکا حریص ہونا اور حسد
اور تکبر اور شیخی اور ریاستی زمین مین فساد کرنیکی محبت ہی وہ اُسکی ہلاک کا
مادہ ہی اور وہ ان دونو سببون مین مبتلا ہی ایک سبب تو اُسکو اللہ تعالےٰ

فصل

والقلب الثالث قلب لہ حیاۃ وبہ علۃ فلہ مادتان تمدہ ہذہ مرۃ وہذہ اخری وہو لما غلب علیہ منہما
فیہ من محبۃ اللہ والایمان بہ والاخلاص لہ والتوکل علیہ ما ہو مادۃ حیاتہ وفیہ من محبۃ الشہوات وایثارہا والحرص علی تحصیلہا والحسد والکبر والعجب وحب العلو والفساد فی الارض بالریاسۃ ما ہو مادۃ ہلاکہ وعطبہ وہو ممتحن بین داعیین داع یدعوہ الی اللہ

اور اُسکے رسول اور دار آخرت کیطرف بُلاتا ہے اور دوسرا اُسکو
دنیا کیطرف بُلاتا ہی اور وہ ان دونوںمیں سے اُسکی مانتا ہی جسکا دروازہ
اُس سے قریب اور جواب سہل تر ہو۔ پس اول دل تو زندہ اور متواضع
اور نرم اور یاد رکھنے والا ہی اور دوسرا خشک مُردہ اور تیسرا مریض ہی وہ یا
سلامتی کیطرف نزدیک ہی یا ہلاک ہونیکے اور ان تینوں دلوں کو اللہ جلشانہ نے
اپنے کلام پاک میں جمع فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
مِنْ رَسُوْلٍ وَلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ
مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيَاتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ
فِتْنَةً لِلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ وَاِنَّ الظَّالِمِيْنَ لَفِيْ
شِقَاقٍ بَعِيْدٍ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ
فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
اِس آیت میں اللہ تعالے نے تین دل ٹھہرائے دو مبتلاء فتنہ اور ایک
نجات پانیوالا پس فتنہ کے گرفتار وہ دل ہیں جنمیں روگ اور سختی ہی
اور نجات والا دل ایماندار اور اپنے رب کیطرف مائل ہی یہی دل اللہ تعالے
سے چین پکڑتا ہی اور اُسکے سامنے دبتا ہی اور اُسکا تابع اور فرمانبردار رہتا ہے

ورسوله والى الدار الآخرة وداع يدعوه الى العاجلة وهو يجيب فيه كامنه بابا وادناهما اليه جوابا فالقلب الاول حي مخبت لين واع والثاني يابس ميت والثالث مريض فاما الى السلامة ادنى واما الى العطب ادنى وقد جمعها سبحانه في قوله وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته فينسخ الله ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله آياته والله عليم حكيم ليجعل ما يلقي الشيطان فتنة للذين في قلوبهم مرض والقاسية قلوبهم وان الظالمين لفي شقاق بعيد وليعلم الذين اوتوا العلم انه الحق من ربك فيؤمنوا به فتخبت له قلوبهم وان الله لهادي الذين آمنوا الى صراط مستقيم فجعل القلوب ثلاثة قلبين مفتونين وقلبا ناجيا فالمفتونان القلب الذي فيه مرض والقلب القاسي والناجي القلب المؤمن المخبت الى ربه وهو المطمئن اليه الخاضع له المستسلم المنقاد

اوردل کے اِس تقسیم کی یہ وجہ ہی کہ دل اور اُسکے سوا اور عضا سی مقصود یہ
ہے کہ وہ تندرست ہون انمین کوئی ایسی آفت نہو جو مخالف اُس غرض
کے ہو جسکے لئے وہ پیدا ہوئے ہین اجب وہ اس اعتدال سی تجاوز کرینگے تو یا اپنی
نرمی اور سختی کے باعث یا کسی مرض ور آفت کی سبب سے پس جو دل کہ
تندرست ہی اسمین اور حق کی قبول کرنے اور محبت کرنیمین بجز ادراک کے
اور کوئی حائل نہین ادہر حق کو سمجہا اُدہر مانا اور دل مردہ اُسکو قبول نہین کرتا
نہ حق کا فرمانبردار ہوتا ہی اور دل مریض کا اگر مرض بڑہجاتا ہی تو سخت دل سے ملجاتا ہے
اور اگر تندرستی غالب ہُوئی تو قلب سلیم سی ملجاتا ہی اور شیطان جو الفاظ کہ کانونمین اور
شُبہات دلونمین ڈالتا ہی سیاہ دلون دلونکی لئی فتنہ ہوتی ہین اور سلیم دلکی لئی قوت
اِسلئی کہ قلب سلیم شیطانکی ڈالی ہوئی باتکو باطل اور بُرا سمجہتا ہی اور جانتا ہی کہ امر
حق اِسکی خلاف مین ہی پس حق کیطرف کو مائل ہو کر ایمانمین زیادہ ہوجاتا ہی اور دل گرفتار
فتنہ ہمیشہ شک مین رہتا ہی حضرت حذیفۃ بن الیمان رض فرماتے ہین کہ
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنے دلونپر ایسی پیش ہوتے ہین
جیسے چٹائی کا بُننا کہ ایک کی بعد دوسرا اُٹہایا جاتا ہی پس جس دلمین فتنہ
رچجاتا ہی اوسمین ایک کالا نکتہ بنجاتا ہی اور جونسا دل فتنہ سی انکار کرتا ہی اُسمین

وذلك ان القلب وغيره
من الاعضاء يراد منه ان يكون
صحيحا لا آفة به تتأتى ما خلق
لاجله وخروجه عن الاستقامة
اما ليبسه وقساوته واما لمرضه
وانه فالقلب الصحيح السليم
بينه وبين قبول الحق ومحبته
سوى ادراكه والقلب الميت لا يقبله و
لا ينقاد له والقلب المريض ان غلب مرضه
التحق بالقلب القاسي وان غلبت صحته
التحق بالسليم وما يلقيه الشيطان و
الايماء من الالفاظ في القلوب من الشبهة
فتنة للقلبين القاسي والمريض
وقوة للقلب السليم
لانه يعلم بطلان ما القاه الشيطان فيبغضه
ويعلم ان الحق في خلافه فيخبت للحق
فيزداد ايمانا فالانزال القلب المفتتن
في مرية وقال حذيفة بن اليمان
قال رسول الله صلى الله
عليه تعرض الفتن على
القلوب كعرض الحصير
عودا عودا فاي
قلب اشربها نكتت فيه
نكتة سوداء واي
قلب انكرها نكتت فيه

ایک سفید نکتہ پڑجاتا ہی یہانتک کہ دل دو طرحکے ہوجاتے ہین ایک تو دل
سیاہ مٹیالا جیسے اولٹا کوزہ کہ نیکی کو جانے نہ بدی سے انکار کرے بجز اوسکے
جو اسمین رچی ہی خواہش نفس اور ایک دل سفید ہی کہ اسکو فتنہ نقصان نہین کرتا
جبتک کہ آسمان و زمین موجود ہین انتہی اس حدیث مین دلونپر فتنون کے
ایک دوسرے کے بعد آنیکو تشبیہ چٹائی کی کہا چونسدی ہی کہ وہ بھی بُنتی وقت
ایسی ہی آتی ہین اور فتنہ کے پیش ہونے پر دلونکو دو قسمونپر تقسیم فرمایا
ایک وہ دل کہ جب اسپر فتنہ پیش ہو تو اوسکو پیجاوے اور اسمین ایک نکتہ سیاہ
بنجاوے اور ہمیشہ جو فتنہ آتا جاوے اسکو پیتا جاوے یہانتک کہ سب سیاہ ہوکر
اوندہا ہوجاوے اور یہی مراد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کالکوز
مجخیاً سے یعنی اولٹا اور سرنگون ہو پس جب سیاہ اور اوندھا ہوجاتا ہی
تو ان دونو آفتونسے اسکو دو بڑے روگ لگجاتے ہین اول نیکی کا بلاو
بدی سے کہ نیکی کو پہچانے نہ بدی سے انکار کرے اور یہہ روگ کبھی ایسا جم جاتا ہے
کہ نیکی کو بدی اعتقاد کرلیتا ہی اور بدی کو نیکی اور سنت کو بدعت اور بدعت
کو سنت اور حق کو باطل اور باطل کو حق دوسرا روگ اپنی خواہش نفسانی
کو شریعت محمدی پر غالب کرتا ہی اور ایک سفید دل فرمایا جسمین نور ایمان

نکتة بیضاء حتی تصیر القلوب
علی قلبین قلب اسود مرباداً
کالکوز مجخیاً لا یعرف معروفاً
ولا ینکر منکراً الا ما اشرب من هواہ
وقلب ابیض لا تضرہ فتنة ما دامت السموات
والارض فشبہ عرض الفتن
علی القلوب شیئاً فشیئاً کعرض عیدان
الحصیر وهی طاقاتها شیئاً فشیئاً وقسم
القلوب عند عرضها علی قسمین قلب
اذا عرضت علیه فتنة اشربها کما یشرب
نکتة سوداء فاذا اشرب کل
فتنة تعرض علیه حتی یسود وینکس
وهو معنی قوله کالکوز مجخیاً ای مکبوباً
منکوساً فاذا اسود وانتکس عرض له من
هاتین الآفتین مرضان خطران احدهما
اشتباہ المعروف علیه بالمنکر فلا یعرف معروفاً
ولا ینکر منکراً وربما استحکم هذا
المرض حتی یعتقد المعروف منکراً
والمنکر معروفاً والسنة بدعة والبدعة
سنة والحق باطلاً والباطل حقاً
الثانی تحکیمه هواہ علی ما جاء
به الرسول صلی اللہ علیه وسلم وقلب ابیض
قد اشرق فیه نور الایمان

تابان اور چراغ ہدایت روشن ہو جب دسپر کوئی فتنہ پیش ہوتا ہی تو وہ اسکو انکار کرتا ہی اور مٹا دیتا ہی تو اسکا نور اور زور اور زیادہ ہوجاتا ہے اور فتنے جو دلونپر پیش ہوتے ہین وہ شہوات کی فتنے ہین اور شبہات کی یعنی گمراہی اور بہکنی اور گناہون اور بدعتون اور ظلم اور جہالت کے پس شہوات کے فتنے موجب قصد اور ارادہ کے بگڑنیکے ہوتے ہین اور شبہات کی فتنے علم و اعتقاد کے فاسد ہونیکے سبب ہین اور صحابہؓ نے دلونکی چار قسمین فرمائی ہین اول دل صاف جسمین چراغ روشن ہو یہہ دل مومن کا ہی دوسرا دل غلاف والا یہہ دل کافر کا ہی تیسرا دل اوندھا یہہ منافق کا دل ہی کہ سچا نکر مانا اور دیکھکر اندھا ہوگیا چوتھا وہ دل ہی کہ دو مادے اسکی یاری کرین ایک ایمان کا دوسرا نفاق کا اور وہ ان دونومین سے اوسیکا ہوگا جو غالب ہو- اور دل صاف وہ ہی جو ماسوای خدا اور رسول سے خالی ہو یعنی غیر حق سے پاک اور سالم ہے اور اسمین چراغ روشن سے مراد ایمان ہی غرضکہ اوسکی صفائی یہہ ہی کہ جہوٹے شبہات اور گمراہی کی شہوات سے پاک ہو اور اسمین چراغ کا ہونا یہہ ہی کہ اسکی چمک اور روشنی علم و ایمان کے نور سے ہو اور غلاف والا دل کافر کا ہی اسکی یہہ معنی ہین کہ کافر کے پردہ اور غلاف کے اندر ہی اسلئے اس تک علم و

وازهر فيه مصباحه فاذا عرضت عليه الفتنة انكرها وردها فازداد نوره واشراقه والفتن التي تعرض على القلوب هي فتن الشهوات وفتن الشبهات التي هي فتن الغي والضلال وفتن المعاصي والبدع وفتن الظلم والجهل فالاولى توجب فساد القصد والارادة والثانية توجب فساد العلم والاعتقاد وقد قسم الصحابة رضي الله عنهم القلوب الى اربعة قلب اجرد فيه سراج يزهر فذلك قلب المؤمن وقلب اغلف فذلك قلب الكافر

وقلب منكوس فذلك قلب المنافق عرف ثم انكر وابصر ثم عمي وقلب تمده مادتان مادة ايمان ومادة نفاق وهو لما غلب عليه منهما والاجرد المتجرد مما سوى الله ورسوله فهو الذي تجرد وسلم مما سوى الحق وفيه سراج يزهر وهو مصباح الايمان فاشار بتجرده الى سلامته من شبهات الباطل وشهوات الغي وبحصول السراج فيه الى اشراقه واستنارته بنور العلم والايمان واشار بالاغلف الى قلب الكافر لانه داخل في غلافه وغشائه

فالفصل اليه نقل العلم والايمان
وهي الاكنة التي ضربها الله
على قلوب من دل الحق وتأبى
عن قبولها ومثلها الوقر في
الاسماع والعمى في الابصار
والحجاب المستقر عن العيون
في قوله تعالى جعلنا بينك و
بين الذين لا يؤمنون بالآخرة حجابا مستورا
وجعلنا على قلوبهم اكنة ان يفقهوه وفي آذانهم
وقرا والقلب المنكوس قلب المنافق قال تعالى
والله اركسهم بما كسبوا اي نكسهم في الباطل
الذي كانوا فيه بسبب كسبهم واعمالهم الباطلة

ايمان کا نور نہین پونہچتا اور یہہ پردی وہ ہین جو اللہ تعالے نے اُن لوگونکے دلون پر ڈال رکہی ہین جو حق سے منکر اور اوسکی قبول کرنے سے متکبر ہین اور انہین پردون کی مثل کانون کا بوجہہ اور آنکہونکی نابینائی اور چہپا ہوا پردہ ہے اس آیت کریمہ مین جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۔ اور اوندہا دل منافق کا ہی اللہ تعالے فرماتا ہے وَاللَّهُ أَرْكَسَهُم بِمَا كَسَبُوا یعنی اونکو اوندہا کرکے جس باطل مین تہی آنکو کردار اور نحمی اعمال کی جہت سی اوسمین ہٹا دیا اور یہہ دل سب دلون سے برا اور ناپاک ہی اسلئی کہ یہہ باطل کو حق جانتا ہی اور ارباب باطل سی محبت کرتا ہی اور حق کو باطل سمجہتا ہی اور اہل حق سی عداوت رکہتا ہی اور جس دلکے دو مادّہ ہین وہ ایسا دل ہی جسمین ایمان جما نہین اور نہ چراغ ایمان اوسمین ظاہر ہوا اور نہ صرف حق کے لئے خالص ہوا بلکہ حق کا ایک مادّہ اوسمین ہی اور ایک مادّہ اوسکی خلاف کا ہی تو جونسا مادّہ اُن دونوں مین سی غالب ہوگا حکم اوسیکا ہوگا

(کر دیتے ہم بیچ مین تیرے اور بیچ ان لوگون کے جو نہین مانتے پچہلا جینا ایک پردہ ڈہانکا اور رکہی ہین اونکے دلون پر اوٹ کہ اوسکو سمجہین اور اونکے کانون مین بوجہہ ۔ اور اللہ نے اونکو الٹ دیا اونکے کامونپر)

دوسرا باب دل کے مرض کی حقیقت مین

٢

وهو شر القلوب واخبثها فانه يعتقد
الباطل حقا ويوالي اصحابه والحق
باطلا ويعادي اهله والقلب الذي
له مادتان القلب الذي لم يتمكن
فيه الايمان ولم يزهر فيه سراجه ولم
يتجرد للحق المحض

حقيقة مرض القلب
الذي بعث به
والحكم للغالب
ومادة من خلافه
فيه مادة

قال الله تعالى عن المنافقين في قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا وقال ليجعل ما يلقي الشيطان فتنة للذين في قلوبهم مرض فاشار الى مرض الشهوة وقال يا نساء النبي لستن كاحد من النساء ان اتقيتن فلا تخضعن بالقول فيطمع الذي في قلبه مرض وقال تعالى لئن لم ينته المنافقون والذين في قلوبهم مرض وقال وما جعلنا اصحاب النار الا ملائكة وما جعلنا عدتهم الا فتنة للذين كفروا ليستيقن الذين اوتوا الكتاب ويزداد الذين آمنوا ايمانا ولا يرتاب الذين اوتوا الكتاب والمؤمنون وليقول الذين في قلوبهم مرض والكافرون ماذا اراد الله بهذا مثلا

الله تعالی منافقونکے حالمین ارشاد فرماتا ہی فِی قُلُوبِہِم مَرَضٌ فَزَادَہُمُ
اللہُ مَرَضًا اور فرمایا لِیَجعَلَ مَا یُلقِی الشَّیطَانُ فِتنَۃً لِلَّذِینَ فِی
قُلُوبِہِم مَرَضٌ اسمین اشارہ ہی شک کی مرض کیطرف اور فرمایا یَا نِسَاءَ النَّبِیِّ
لَستُنَّ کَاَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ اِنِ اتَّقَیتُنَّ فَلَا تَخضَعنَ بِالقَولِ فَیَطمَعَ الَّذِی
فِی قَلبِہِ مَرَضٌ اشارہ ہی مرض شہوت کیطرف اور فرمایا لَئِن لَم یَنتَہِ المُنَافِقُونَ
وَالَّذِینَ فِی قُلُوبِہِم مَرَضٌ اور فرمایا وَمَا جَعَلنَا اَصحَابَ النَّارِ اِلَّا مَلَائِکَۃً
وَمَا جَعَلنَا عِدَّتَہُم اِلَّا فِتنَۃً لِلَّذِینَ کَفَرُوا لِیَستَیقِنَ الَّذِینَ اُوتُوا الکِتَابَ وَ
یَزدَادَ الَّذِینَ آمَنُوا اِیمَانًا وَلَا یَرتَابَ الَّذِینَ اُوتُوا الکِتَابَ وَالمُؤمِنُونَ
وَلِیَقُولَ الَّذِینَ فِی قُلُوبِہِم مَرَضٌ وَالکَافِرُونَ مَاذَا اَرَادَ اللہُ بِہٰذَا مَثَلًا
اسمین کئی حکمتونکی طرف اشارہ فرمایا مثلاً جو فرشتے آگ پر مقرر ہین اونکے
انیس ۱۹ کر دینے سے کافرونکی تو جانچ ہوتی ہے اسوجہسے کہ انکا کفر اور گمراہی
بڑہتی ہی اور اہل کتاب اور ایمان والونکی یقین کو قوت ہوتی ہی کیونکہ یہ مضمون کتابونکی موافق ہے
اور ایمان والونکی تصدیق اس سے پوری ہوتی ہی اور کفار اور اُن لوگونکو جنکی دلونمین روگ اور
نابینائی ہی اسکی غرض سے حیرت ہوتی ہی - تو یہہ دلونکا حال ہی کہ جسوقت امرِ حق اونپر
اُترتا ہی تو ایک دل اُس سے کفر و انکار مین مبتلا ہو جاتا ہی اور ایک کا اُس سے

فاشار الى علة جعل عدتهم تسعة عشر من فتنة الكافرين بزيادة كفرهم وضلالهم وقوة يقين اهل الكتاب لموافقة ما عندهم من الخبر وزيادة ايمان المؤمنين بكمال التصديق وحيرة الكافر ومن في قلبه مرض وعمى عن المراد [illegible] وهذا حال القلوب عند ورود الحق [illegible] عليها فالقلب يكفر وجحود والقلب

يزداد به ايمانا وتصديقا وقال تعالى مشيرا الى مرض الجهل ايضا يا ايها الناس قد جاءتكم موعظة من ربكم وشفاء لما في الصدور وهدى ورحمة للمؤمنين فالجهل مرض شفاؤه العلم والهدى والغي مرض شفاؤه الرشد وقال تعالى منزها لنبيه عن هذين المرضين والنجم اذا هوى ما ضل صاحبكم وما غوى وكلامه تعالى موعظة عامة وهدى ورحمة لمن آمن به خاصة وشفاء لما في الصدور لمن استشفى به ومن لم يستشف به فهو كما قيل اذا

ایمان اور یقین بڑہجاتا ہے اور نیز مرض جہل کیطرف اشارہ کرکی خدا تعالے فرماتا ہی یَا اَیُّہَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْکُمْ مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَہُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ پس جہل ایک بیماری ہی جسکی شفا علم اور ہدایت ہی اور گمراہی ایک روگ ہی اوسکی شفا راہ پر چلنا ہے اللہ تعالی ان دونو مرضون سی اپنی نبی کو پاک کرکے فرماتا ہی وَالنَّجْمِ اِذَا ہَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی اور اللہ جلشانہ کا کلام عام کی تو نصیحت ہی اور جو اسپر ایمان لاوا اسکے لئے خاصکر ہدایت اور رحمت ہی اور جیون کے روگ کی راہ بتاتی ہی اور شفا ہی تو جو شخص اس کلام سی شفا چاہیگا وہ تندرست اور مرض سی اچہا ہو ویگا اور جو اس سی شفا کا طالب نہوگا اسکا حال اس شعر کے مطابق ہوگا ؎ جب دوا اچہا ہوا دکھ سی تو جانا بچگیا * اور اسی موجود ہے احسن ابہی قاتل مرض * اللہ تعالے فرماتا ہی وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ہُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا

فصل جسطرح کہ بدن کا روگ یہہ ہی کہ اپنی اعتدال سی کسی بگاڑ کے لگاؤ سی باہر ہوجاتا ہی اور اس بگاڑ سی اوسکی سمجھ اور حرکت اصلی خراب ہوجاتی ہی تو اسکی تین صورتین ہین یا تو بگاڑ سی ادراک بالکل نہین رہتا جیسی اندہا ہونا اور گونگا ہونا اور لنجا ہونا یا ادراک کم ہوجاتا ہے

ومن لم يستشف به فهو كما قيل اذا ... ومن جاءه ظن انه يبغي وبه الداء الذي هو قاتله قال تعالى وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا خسارا

فصل ان مرض البدن ان يخرج عن اعتداله الطبيعي لفساد يعرض له يفسد به ادراكه وحركته الطبيعية فاما ان يذهب ادراكه بالكلية كالعمى والصمم والشلل واما ان ينقص

یا چیزونکو جیسی واقع مین ہین اوسکے خلاف سمجہتا ہی مثلاً شیرین کو تلخ
اور بُری کو اچہا اور اُنکے برعکس اور علی ہذا القیاس تو ان سب صورتون مین
علاج کا محتاج ہوتا ہی اور اسکی تندرستی تین باتون پر موقوف ہی ایک قوت
کی حفاظت دوسرے ضرر کی چیزونسے پرہیز کرنا تیسرے بگڑے ہوئے مادون
کا نکالنا اور طبیب کی نظر پہر پہرا کر انہین تین باتونکی طرف ہوتی ہی اور
قرآن مجید مین یہہ تینون باتین موجود ہین اور اُنکو اُس شخص نے سوجہایا ہی
کہ جسنے اس کلام پاک کو شفا اور رحمت کی لئی آتارا ہی دیکہو قوت کی حفاظت کے
لئی تو خدا پاک نے مسافر اور بیمار کو رمضان شریف مین افطار کا حکم دیا ہے
اور یہہ کہ مسافر سفر سی آکر اور بیمار شفا پاکر قضا کرے یہہ اسلیئے ہی کہ اُنکی قوت
جون کی تون بنی رہی اور مضر چیزسی پرہیز اسطرح بتایا کہ مریض کو وضو اور
غسل مین اگر پانی ضرر کرتا ہو تو اوسکے استعمال سی بچاکر تیمم کیطرف میل کرنیکا
حکم فرمایا اور مادہ فاسد نکالنا یہہ کہ جس احرام والیکے سر مین دُکہہ ہو اوسکے
لئے سر منڈانے کی اجازت دی کہ مونڈنے سی بخارات دُکہہ دینی والے
سے نکلجاوین اور یہہ بہی مادہ کے نکالنے کی نہایت سہل ہی اس ارشاد سی
جس چیز کی زیادہ تر حاجت تھی اُسپر خبردار فرمایا۔ اور جب مین نے یہہ فائدہ

واما ان یدرک الاشیاء علی خلاف ما ہی علیہ کما یدرک الحلو مرًّا والخبیث طیبًا والعکس او نحو ذلک فطبائع الی العلاج وما ان الصحة علی ثلاثة امور علی حفظ القوة والحمیة عن المؤذی واستفراغ المواد الفاسدة ونظر الطبیب دائر علی ہذہ الاصول الثلاثة وقد تضمنہا الکتاب العزیز وارشد الیہا من انزلہ شفاء ورحمة اما حفظ القوة فانہ سبحانہ امر المسافر والمریض ان یفطرا فی رمضان ویقضی المسافر اذا قدم والمریض اذا برئ حفظا للقوة علیہما واما الحمیة فانہ سبحانہ حمی المریض عن استعمال الماء فی الوضوء والغسل اذا کان یضرہ وامرہ بالعدول الی التیمم واما استفراغ المادة فانہ سبحانہ اباح للمحرم الذی بہ اذی من راسہ ان یحلقہ فیستفرغ المواد البخاریة وہذا من اسہل انواع الاستفراغ واعلاہا فنبہ علی ما ہو عن حجر الآیة مننبہا لذٰلک

بعضهم رؤساء الطب بمصر
ليهم انه قال والله لو سافرتم الى
الغرب في معرفة هذه الفائدة
لكان سفرا قليلا الاتي
من القلب محتاج الى حفظ قوته
بالايمان واوراد الطاعات
والحمية عن المؤذي باجتناب
المعاصي والاثام وانواع المخالفات
واستفراغ المادة الفاسدة بالتوبة النصوح
واستغفار غافر الخطيات سواء كان مرضه
بفساد تصوره بان لا يدرك الحق او يدركه
على خلاف ما هو عليه او بفساد
ارادته

سر مشد انیکا مصر کے ایک بڑی طبیب سی کہا تو اوسنے کہا کہ بخدا اگر مین مغرب
تک اس فائدہ کے معلوم کرنیکے لئے سفر کرتا تب بھی سفر تہوڑا ہی ہوتا
اسیطرح دل کا مرض بھی تین امور مذکورہ کا محتاج ہی اوسکی قوت کی حفاظت
تو ایمان اور طاعات کے وظیفون سے چاہیے اور مضر چیزون سی پرہیز لوگون کے
گناہون اور اقسام مخالفات شرعی سی بچے اور مادہ کا نکالنا اسطرح کہ توبہ
خالص کرے اور خطا کے بخشنے والے سی درخواست آمرزش کی کرے خواہ دل
کا روگ ادراک کے بگاڑ سے ہو یعنی حق کو حق نجانتا ہو یا امر حق کو جیسا
واقع مین ہی اوسکے خلاف سمجھتا ہو خواہ ادراک ناقص ہو کہ اس سے اوسکا
ارادہ بگڑ گیا ہو اور ہمین وجہ امر حق مفید سی نفرت کرتا ہو اور باطل بات مضر سے
محبت خواہ ادراک اور ارادہ دونونکا بگاڑ ہو گیا ہو اور اکثر ایسا ہی ہوا کرتا ہی
اور صحت کی حفاظت موافق اور مناسب چیز سے کیجاتی ہی اور مرض کو مخالف اور ضد
سے دور کیا جاتا ہے اگر مرض کی سبب کے موافق دوا ہو تو اوسکو زور ہو جاتا
ہے اور اوسکی ضد سے ہو تو دور ہو جاتا ہی اور صحت کے سبب کی مناسب تدبیر
ہوگی تو صحت بنی رہیگی اور مخالف سی ہوگی تو کم ہو جاویگی خواہ جاتی رہیگی
اور جیسی مریض کے بدنکو تہوڑی سی گرمی اور سردی اور حرکت وغیرہ مین

فيبغض الحق النافع ويحب
الباطل الضار او يجتمعان له وهو
الغالب والصحة تحفظ بالمثل
والشبه والمرض يدفع
بالضد والخلاف و
هو يقوى بمثل
سببه ويزول
بضده والصحة
تحفظ بمثل سببها و
تضعف او تزول وكما
كان البدن المريض

وہ تکلیف ہوتی ہے جو تندرست کو نہین ہوتی اسیطرح جب دلمین مرض ہوتا ہے
تو اسکو بھی ادنے شبہہ اور شہوت ضرر پونہچاتی ہے حالانکہ قلب سلیم اور چاق
پر اگر اوسطرحکی بیسیون آوین تو وہ اپنی قوت اور صحت کی باعث انکو ٹالدیتا ہی

تیسرا باب

اس ذکر مین کہ دلونکی بیماریکی دوائین دو طرحکی ہین ایک طبعی دوم شرعی

واضح ہو کہ دلکی بیماری دو طرحپر ہی ایک وہ کہ مریض کو درست اُسسے تکلیف نہو
اور یہہ قسم اول ہوا کرتی ہی جیسے جہالت اور شبہہ اور شک اور شہوات کا مرض
اور باوجودیکہ دونون قسمونمین سے اسمین تکلیف زیادہ ہوتی ہے مگر دلکو اسکی تکلیف
معلوم نہین ہوتی اسوجہ سے کہ دل بگڑ جاتا ہی اور اسلیے بھی کہ جہالت اور خواہش
نفس کا نشہ دلکو تکلیف معلوم ہونے مین آڑ بنجاتا ہی یعنی معلوم نہین ہونے
دیتا اور یہہ تکلیف دونو قسمونکی تکلیف سے سخت تر ہی اور اسکا علاج پیغمبرون اور
اُنکے تابعین کے پاس ہی کیونکہ اس مرض کی طبیب وہی ہین — دوسری
قسم وہ ہے جو بالفعل مریض کو ایذا دے جیسے رنج اور غم اور اندوہ اور غصہ
یہہ قسم کبھی سرشتی دواؤن سے دور ہوجاتی ہی مثلاً مرض کے سببونکو دور
کرنے اور ایسی چیزونسے علاج کرنیسے جو ان اسباب کی ضد ہون اس لئے

بقوته وصحته
اضعاف ذلك وهي يدافعه
والقلب الصحيح القوي يطرقه
شئ من الشبهة والشهوة
اذا كان فيه مرض ادنى
فالبدن المريض يؤذيه

الباب الثالث في
ان دواء امراض القلب على قسمين طبيعية و
شرعية ومرض القلب نوعان نوع لا يتألم به
صاحبه في الحال وهو النوع المتقدم كمرض
الجهل والشبهة والشك ومرض
الشهوات وانما لم يحس القلب بفساده
وهو اعظم النوعين الما ولكن لفساد
ولان سكرة الجهل والهوى تحول بينه
وبين ادراك الالم وهو اصعب
وعلاجه الى الرسل واتباعهم فهم اطباء
هذا المرض والنوع الثاني مرض
مؤلم له في الحال كالهم
والغم والحزن والغيظ
وهذا المرض قد يزول بادوية طبيعية
كازالة اسبابه
والمداواة بما يضاد
تلك الاسباب مع

من جنس امراض الابدان
ومن تشفى غيظه بحق اشتفى
كما قال تعالى ويشف صدور
قوم مؤمنين ويذهب غيظ
قلوبهم ومن شفاه بظلم وباطل
زاده مرضا من حيث ظن
انه يشفيه فهو كمن شفى مرض
العشق بالفجور بالمعشوق فان ذلك
يزيد في مرضه ويوجب له امراضا اصعب
من مرض العشق وكذلك الغم والهم والحزن
يزول باضدادها من الفرح والسرور ان
كانت بحق واما ان كانت بباطل فانما يتوارى
بها الالم ويستتر فيعقب امراضا اصعب
منها واخطر وكذلك مداواة الجهل بعلم
لا ينفع فهذه العلاجات انما اضعفت المرض
وانما اشتغل القلب بها عن ادراك الالم الكامن
وهذا النوع قد يوجب لصاحبه

کہ یہہ مرض بدنکے امراض کی قسم سی ہی پس جو اپنی غصہ کو حق طور پرنکالیگا
وہ اوسکے مرض سی اچھا ہوجاویگا چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہی وَیَشْفِ
صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِینَ وَیُذْہِبْ غَیْظَ قُلُوبِہِمْ اور جو کوئی اپنا غصہ ظلم
(اور ٹھنڈی کرے دل کتنے مسلمان لوگون کے اور نکالے انکے دل کی جلن ۱۲)
باطل طور پرنکالیگا اوسکا مرض اور زیادہ ہوجاویگا باین لحاظ کہ اسنی
اس اپنی حرکت کو سمجھا کہ مجکو اچھا کردیگی تو اوسکا حال ایسا ہوگا کہ کوئی
شخص اپنی عشق کے مرض سی معشوق کے ساتھہ بدکاری کرنیسے اچھا
ہوا چاہی کیونکہ بدکاری تو اور مرض بڑہاویگی اور ایسی روگ پیدا کریگی
جو عشق کے روگ سی بھی سخت ہون اور اسیطرح رنج اور غم اور اندوہ
اپنی ضد ونسی یعنی فرحت اور خوشی سی دور ہوجاتے ہین بشرطیکہ حق پر ہون
اور اگر باطل پر ہون تو اونکی تکلیف پوشیدہ اور مخفی رہتی ہی اور بعد کو ایسی
امراض پیدا کرتی ہی جو اونسے بھی سخت اور خوفناک تر ہون یہی حال جہالت
کے علاج کا ہی ایسی علم سی جو مفید نہو تو اسطرحکے علاج جونسی مرض دوبالا
ہوجاتا ہی اور انہین تدابیر کی جہت سی دلکو حال تکلیف مخفی کا معلوم نہین
ہوتا- اور یہہ قسم مرض کی تنہا مریض کی لئی بعض اوقات موجب بدبختی
اور عذاب بعد مرگ کی نہین ہوتی مگر قسم اول کا علاج اگر ایمانی اور

الشقاء والعذاب بعد الموت
واما النوع الاول
فهو الموجب للشقاء
والعذاب الدائم ان
لم يتداركه الله
بالادوية
المضادة

نبوی دواؤن سے کیا جاوے تو وہ موجب بدبختی اور عذاب دائمی کی ہے

چوتھا باب

اس امر مین کہ دلکی زندگی اور چمک اسمین ہرایک چیز کی اصل ہے اور اسکی موت و تاریکی سب بدیونکی جڑ

ہر بہتری کی اصل ہرایک زندہ کے لئے زندگی کا کامل ہونا اور نور عقل کا پورا ہونا ہے یہی دونو چیزین تمام خیر کی اصل ہین اللہ تعالی فرماتا ہے

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتاً فَاَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْراً يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا

بھلا ایک شخص کہ مردہ تھا پھر ہمنے اسکو زندہ کیا اور دی روشنی کہ لئے پھرتا ہے لوگون مین برابر اوسکی کہ جسکا حال یہ ہے کہ اندھیرون مین پڑا ہے نکل نہین سکتا

پس زندگی سے دل کی قوت اور اوسکا سننا اور دیکھنا اور اوسکی حیا اور پاکدامنی اور بہادری اور صبر اور اچھی کی محبت اور بری سے نفرت ہوتی ہے اور ان صفتونکے کمزور ہونیسے دلکی حیات کمزور ہو جاتی ہے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہین کہ ہلاک ہوا وہ شخص جسکا دل ایسا نہین کہ نیک و بد باتکو پہچانے اور اللہ تعالی فرماتا ہے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ

اسمین سوچنے کی جگہہ ہے اوسکو جسکے اندر دل ہے

پس دل تندرست کے سامنے جب برائیان آتی ہین تو انسے متغیر ہوتا ہے اور خود بخود انسے نفرت کرتا ہے اور دل مردہ اچھے اور بری مین تمیز ہی نہین کرتا اسیطرح وہ دل جو شہوت

النبوة الباب الرابع في ان حيوة القلب واشراقه مادة كل خير فيه وموته وظلمته مادة كل شر فيه اصل كل خير كمال حيوته ونوره قال تعالى اومن كان ميتا فاحييناه وجعلنا له نورا يمشي به في الناس كمن مثله في الظلمات ليس بخارج منها فحيوة القلب يكون سمعه وبصره وحياؤه وعفته وشجاعته وصبره ومحبته الحسن وبغضه القبيح وبضعف هذه الصفات ضعفت حيوته قال عبد الله بن مسعود هلك من لم يكن له قلب يعرف المعروف والمنكر قال تعالى ان في ذلك لذكرى لمن كان له قلب فالقلب الصحيح يتغير بالقبائح وينفر عنها بطبعه والقلب الميت لا يفرق بين الحسن والقبيح والقلب المريض بالشهوة

کاروگی ہے کہ وہ اپنی ضعف کے مارے جو برائی اسکی سامنے آتی ہے اُسکی
طرف اُسقدر جھکتا ہے جتنا مرض مین زور یا کمزوری ہوتی ہی اسیطرح
نور جب قوی ہوتا ہی تو دلپر معلومات کی صورتین کھلجاتی ہین پس خوب
کی خوبی اور بد کی برائی عیان ہو جاتی ہے اور خداوند کریم نے ان
دونوں باتونکو کلام مجید مین ذکر فرمایا ہی چنانچہ ارشاد ہی وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ
(اور اسیطرح ہم بھیجا ہمنی تیری طرف ایک)
رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا
(فرشتہ اپنے حکم سے تو نہ جانتا تہا کہ کیا ہے کتاب نہ ایمان پر ہمنے رکہی ہے یہہ روشنی)
نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا اس آیت مین روح اور نور کو جمع فرمایا
(اس سے راہ دیتے ہین جسکو چاہین اپنے بندون مین)
روح سے زندگی حاصل ہوتی ہے اور نور سے چمک اور بتایا کہ ہماری کتاب
ان دونوں باتونکو شامل ہی چنانچہ فرمایا اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ
(بہلا ایک شخص کہ مردہ تہا پہر ہمنے اسکو زندہ کیا اور دی)
نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ یعنی بہلا جو شخص کہ کافر مردہ دل ظلمت جہل مین
(اسکو روشنی لئے پہرتا ہے لوگون مین)
چہپا ہوا تہا اور اوسکو ہمنے سنورنے کی راہ بتائی اور ایمان کی توفیق دی
اور اسکی دلکو مرنیکے بعد زندہ کیا اور تاریکی سے روشنی عنایت کی پس
اللہ جلشانہ نے کافر کو اسوجہ سے کہ اوسکی طاعت سے روگردان اور اعمال
سعادت سے بہرہ ور ہونیکا تارک تہا بمنزلہ مردہ کے قرار دیا جو اپنے نفس کو کسی
فائدہ کی چیز سے نفع نہین دیتا اور نہ اُس سے کوئی برائی دور کری پہر اسلام

فانه بضعفه یمیل الی ما یعرض له من ذالک بحسب قوة المرض وضعفه وکذالک النور اذا قوی انکشف بالقلب صور المعلومات فاستبان حسن الحسن و قبح القبیح وقد ذکر سبحانه فی کتابه العزیز هذین الاصلین وهما الروح والنور فقال وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناه نورا نهدی به من نشاء من عبادنا فجمع بین الروح الذی یحصل به الحیوة والنور الذی یحصل به الاضاءة واخبر ان کتابه متضمن للامرین کما قال اومن کان میتا فاحییناه وجعلنا له نورا یمشی به فی الناس ای اومن کان میت القلب بظلمة الجهل فهدیناه لرشده ووفقناه للایمان وجعلنا قلبه حیا بعد موته مشرقا بعد ظلمته فجعل الکافر لاعراضه عن طاعته وترکه اعمال السعادة بمنزلة المیت الذی لا ینفع نفسه بنافعة ولا یدفع عنها مکروه

ہدایت سے اُسنے وہی نفع اور ضرر کی چیزین معلوم کین اور خدا تعالے کی
خفگی اور عذاب سے نفس کے رہا کرنے مین محنت کی تو اوسنے حق کو دیکہا
بعد اسکے کہ اندہا تہا اور اوسکو ایک نور ملا جسکو لوگونمین لئے پہرتا ہے
اور وہ گہرے اندہیرے مین ہین **قطعہ** میری رات چہرہ سے تیرے ہی روشن
اور اوسکا اندہیرا ہے لوگونمین چہایا + تو اب خلق تو ہے اندہیرے مین یکسر
دہوپ مین ہمنے نقشہ جمایا + اور اسی لئے خدا تعالی نے اپنی وحی
اور اپنے بندونکی دو مثلین ایک آبی اور ایک آتشی بیان فرمائی یعنی سورہ
رعد مین وحی کی دونو مثلونکے لئے ارشاد فرمایا اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
(اتارا آسمان سے پانی)
فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ
(پہر بہنے نالے اپنی اپنی موافق پہر اوپر لایا وہ نالہ جہاگ پہولا ہوا اور جس چیز کو دہوتے ہین)
فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِثْلُهُ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ
(آگ مین واسطے زیور کے یا اسباب کے اسمین بہی جہاگ ہے ویسا یون ٹہراتا ہے اللہ صحیح اور غلط)
فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ كَذٰلِكَ
(سو وہ جو جہاگ ہے سو جاتا رہتا سوکہ کر اور وہ جو کام آتا ہے لوگونکی سو رہتا ہے زمین مین یون)
يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ پس اپنی وحی کی مثال پانی سے دی اسوجہہ سے
(بتاتا ہے اللہ کہاوتین)
کہ اُس سے زندگی حاصل ہوتی ہے اور آگ سے اسلئے کہ اُس سے روشنی اور چمک
پیدا ہوتی ہے اور نالونکو جو اپنے موافق بہتے ہین مثل دلونکے فرمایا یعنی
جیسے کسی نالہ مین بہت پانی کی گنجائش ہوتی ہے اور کسی مین کم اسیطرح

منافق وضلالۃ فی الناس ری
الناس فی شک الظلام ومن فی ضوء النہار
وکہذا ضرب اللہ المثلین المائی والناری
لوحیہ وعبادہ فقال فی سورۃ الرعد انزل
من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا فاحتمل
السیل زبدا رابیا ومما یوقدون علیہ فی النار
ابتغاء حلیۃ او متاع زبد مثلہ کذلک
یضرب اللہ الحق والباطل فاما الزبد فیذہب
جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض
کذلک یضرب اللہ الامثال فضرب
لوحیہ مثلا بالماء لما یحصل بہ
من الحیاۃ وبالنار لما یحصل بہ
من الاضاءۃ والاشراق وجعل

کسی دلمین بہت سی علم کی گنجائیش ہوتی ہی اور کسی مین کم اور جو شبہات
اور شہوات کہ اُنکو دل بباعث ملنی وحی کے اور دلو نمین سی اُنکو اُکسانیکے
اُٹھاتے ہین انکو اُس جھاگ سی تشبیہ دی جو بہتا پانی اُٹھایا کرتا ہی اور علم
نافع سی جو یہہ شبہات جاتے رہتی ہین اوسکو اُس جھاگ کی جاتی رہنی اور نالہ کے
پھینک دینے اور صرف پانی جس سی نفع ہوتا ہی اُسمین رہجانیسے تشبیہ دی
اِسیطرح دوسری مثال مین جو اِسکے بعد ہی وہ میل جو اس جوہر مین ہوتا ہی
جاتا رہتا ہی اور خالص رہجاتا ہی اور بندونکے لئی دو نو مثلین سورہ بقرمین
اِسطرح فرمائین مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ
(جیسے ایک شخص نے سلگائی آگ پہر جب روشن کیا اوسکے گرد کو لے گیا)
ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ
(اللہ اونکی روشنی اور چہوڑا انکو اندہیرمین نظر نہین آتا بہری گونگی اندہی سو وہ نہین پھرین گی)
یہہ تو مثال آتشی ہی پہر فرمایا أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَ
(یا جیسے مینہ پڑتا آسمان سی اوسمین ہین اندہیرے اور گرج اور)
بَرْقٌ الخ اسمین اشارہ مثل آبی کیطرف ہی اور ہمنی ان دونون مثلونکی اسرار
(بجلی ۱۲)
کیطرف کتاب معالم وغیرہ مین اشارہ کیا ہی غرضکہ دلکی درستی انہین دونون
پر موقوف ہی اللہ تعالے فرماتا ہی لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا اور فرمایا
(تا ڈر سناوے اوسکو جسمین جان ہو ۱۲)
اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ اور جو شخص حکم نمانے اسکو
(اے ایمان والو مانو حکم اللہ کا اور رسول کا جسوقت بلاوے تمکو ایک کام پر جسمین تمہاری زندگی ہی ۱۲)
قبر والون سی تشبیہ دی ہی اور یہہ بڑی عمدہ مشابہت ہی اسلئی کہ اونکے

كالقلع ابت فاتك كبد بيع
علما انكثير او قليلت صنفيه
يسع بقدره وتشبه ما
تشبيه القلوب من التشبيه
والشهوات لسبب عامرة
الوحي واتاتع ليا فيها
من ذلك بانه التسيل
من ذلك بانه بطلان ذلك باستقر
من الزبد وتشبه بطلان ذلك الزبد و
من الزبد بما ذهاب ذلك الزبد الذي
العلم النافع بالماء واستقرار الماء الذي
الفاء العوادي له واستقرار المثل الذي بعده
به النفع فيه وكذا في المثل الذي بعده
بذهاب الخبث الذي في ذلك الجوهر
ويستقر صفوه وقال في ضرب المثلين
لعباده في سورة البقرة مثلهم كمثل الذي
استوقد نارا فلما اضاءت ما حوله ذهب
الله بنورهم وتركهم في ظلمت لا يبصرون صم
بكم عمي فهم لا يرجعون فهذا المثل الناري ثم قال
او كصيب من السماء الخ اشارة الى
المثل المائي وقد اشرنا الى سر هذين
المثلين في كتاب المعالم وغيره فصلاح القلب
موقوف على هذين الاصلين قال تعالى لينذر من
كان حيا وقال استجيبوا لله وللرسول
اذا دعاكم لما يحييكم وشبه من لا يستجيب
باصحاب القبور وهذا من احسن التشبيه فان

بدن اونکے دلونکی قبرین ہین یعنی جب دل مرگیٔو تو بدنونمین گاڑدئیے گئے اور
اِسلیٔے کسیکا قول ہے جہل مین ہے جاہلونکی موت پہلی موت سی جسم
اونکو دفن سی پہلے ہین جانونکی قبور روحین گہبراتی ہین اور بیتاب ہین
اجسام مین حشر سی پہلی مگر ہو وی کہان اونکا نشور اور خدا وند پاک
نے وحی کو ایک روح ٹھہرایا ہی ان آیتونمین یُلقِی الرُّوحَ مِن اَمرِہٖ عَلٰی
مَن یَّشَآءُ اور وَکَذٰلِکَ اَوحَینَا اِلَیکَ رُوحًا اسکی وجہ یہہ ہے کہ روحون
اور دلونکی زندگی اِسی سی ہی اور حیات پاکیزہ یہی ہی جسکو اللہ جلشانہ نے
اُس شخص کے لئی بنایا ہی جو وحی کو مانے اور اوس پر عمل کرے
چنانچہ ارشاد ہی مَن عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَکَرٍ اَو اُنثٰی وَھُوَ مُؤمِنٌ فَلَنُحیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً
طَیِّبَۃً اور اسکی موافق یہہ ہی یُمَتِّعکُم مَّتَاعًا حَسَنًا اور اِس آیت مین
لِلَّذِینَ اَحسَنُوا فِی ھٰذِہِ الدُّنیَا حَسَنَۃٌ وَلَدَارُ الاٰخِرَۃِ خَیرٌ وَلَنِعمَ
دَارُ المُتَّقِینَ اللہ تعالی نے بیان فرما دیا کہ بہلائی کرنیوالا اپنی بہلائی
کی بدولت دونو جہانمین نیکبخت ہو جاتا ہی اور بدی کرنیوالا اپنی بدی کے
مارے دونون جہانمین بدبخت ہو جاتا ہی اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے
وَمَن اَعرَضَ عَن ذِکرِی فَاِنَّ لَہٗ مَعِیشَۃً ضَنکًا وَّنَحشُرُہٗ یَومَ القِیٰمَۃِ اَعمٰی
اور جسنے منہ پھیرا میری یاد سی تو اسکو ملنی ہے گذران تنگی کی اور لا دیکھے ہم اسکو دن قیامت کو اندھا

ابدانهم فقال
مات قلبهم وقد قبرت ابدانهم ولذا قال القائل
وفي الجهل قبل الموت موت لاهله
واجسامهم قبل القبور قبور
وارواحهم في وحشة من جسومهم
وليس لهم حتى النشور نشور * وجعل سبحانه الوحي روحا
في قوله يلقي الروح من امره على من يشاء
وكذلك اوحينا اليك روحا من امرنا
لانه حياة الارواح والقلوب وهذه هي الحيوة الطيبة
التي جعلها سبحانه لمن قبل وحيه وعمل به
في قوله من عمل صالحا من ذكر او انثى
وهو مؤمن فلنحيينه حيوة طيبة ومثله
يمتعكم متاعا حسنا وقوله للذين احسنوا
في هذه الدنيا حسنة ولدار الآخرة خير
ولنعم دار المتقين فبين سبحانه انه يسعد
المحسن باحسانه في الدارين ويشقي المسيء
باسائته في الدارين قال تعالى ومن اعرض
عن ذكري فان له
معيشة ضنكا
ونحشره يوم القيامة اعمى

وقال تعالى فمن يرد الله أن يهديه يشرح صدره للإسلام ومن يرد أن يضله يجعل صدره ضيقا حرجا كأنما يصعد في السماء كذلك يجعل الله الرجس على الذين لا يؤمنون فأهل الهدى والإيمان لهم سعة الصدر وأهل الضلال لهم ضيق الصدر وقال تعالى أفمن شرح الله صدره للإسلام فهو على نور من ربه فأهل الإيمان في النور والانشراح وأهل الضلال في الظلمة والضيق وسيأتي إن شاء الله تعالى

اور فرمایا فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء کذلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یؤمنون اس آیت مین دونو قسمونکو اکہٹا کر دیا تو اہل ہدایت اور ایمان کے لئی تو سینہ کا کہلنا اور اُسکا پہیلاو ہی اور گمراہی والونکی لئی سینہ کی تنگی اور اُسکا سکڑنا ہی اور فرمایا افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ایمان والے نور اور سینہ کی کشادگی مین ہین اور گمراہی والے تاریکی اور تنگی مین اور نوین باب مین اس امر کی زیادہ تقریر انشاء اللہ آنیوالی ہی

پانچوان باب

اِس بیان مین کہ دل کی زندگی اور صحت بجز اسکے نہین ہوسکتی کہ حق کو پہچانے اور اُسکو اپنا مطلوب کری اور غیر پر ترجیح دے

ازانجا کہ دلمین دو قوتین ہین ایک قوت علم و تمیز دوسری قوت ارادہ و محبت اسلیئے دل کا کمال اور اوسکی درستی اسمین ہی کہ ان دونو قوتونکو اُس چیز مین برتے جو اوسکو مفید ہو مثلاً قوت علم کو حق مین اور حق اور باطل کو جدا کرنی مین استعمال کری اور قوت ارادہ اور محبت کو حق کی طلب اور اوسکی محبت

الباب الخامس في أنه لا حياة للقلب ولا صحة له إلا بأن يكون عارفا بالحق مريدا له مؤثرا له على غيره

فصل لما كان في القلب قوتان قوة العلم والتمييز وقوة الإرادة والحب كان كماله وصلاحه باستعمال هاتين القوتين فيما ينفعه فيستعمل قوة العلم في تمييز الحق والتمييز بينه وبين الباطل وقوة الإرادة والمحبة في طلب الحق ومحبته

اور باطل پر اوسکو ترجیح دینے مین فرق کرے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص
حق کو نہ پہچانے وہ گمراہ ہی اور جو پہچانے اور دوسرے کو اوسپر ترجیح دے
اور پسند کرے وہ گرفتار غضب آلہی ہی اور جو جانے اور اسکا اتباع کرے
وہ وہ شخص ہی جسپر انعام الہی ہوا اور اللہ تعالی نے ہمکو حکم فرمایا ہے
کہ ہم اُس سے اپنی نمازون مین اس امر کی درخواست کیا کرین کہ ہمکو اُن لوگونکا
راستہ بتائے جنپر اوسنے فضل کیا ہی نہ اونکا جنپر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والونکا
اسلئے کہ نصاری بہکنے کے لئے مخصوص ہین اسوجہ سے کہ وہ جہل کی امت
ہین اور یہود غضب کے لئے کیونکہ وہ امت ہین دشمنی کی اور یہہ امت محمدیہ وہ
ہی جنپر فضل ہوا اور اسیوجہ سے سفیان بن عیینہ کہتے ہین کہ جو شخص ہمارے
عابدون مین سے بگڑتا ہی تو اوسمین کچھہ مشابہت نصاری کی پائی جاتی ہے
اور اگر علما مین سے بگڑتا ہی تو مشابہت یہود کی اسلئے کہ نصاری نے
نادانستہ عبادت کی اور یہود نے حق کو پہچانا اور اس سے انحراف کیا اور
مسند اور ترمذی مین عدی بن حاتم کی حدیث سے ہی کہ آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ یہود وہ ہین جنپر غصہ ہوا اور نصاری بہکنے والے ہین اور
اللہ تعالی نے کلام مجید مین ان دونو قومونکو ایکجا بہت جگہہ ارشاد فرمایا ہے

وايثاره على الباطل فمن لم يعرف الحق فهو ضال ومن عرفه وآثر غيره فهو مغضوب عليه ومن عرفه واتبعه فهو منعم عليه وقد امرنا سبحانه ان نسأله في صلوتنا ان يهدينا صراط الذين انعم عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين لكن النصارى اخص بالضلال لانهم امة جهل واليهود اخص بالغضب لانهم امة عناد وهذه الامة هم المنعم عليهم ولذا

قال سفيان بن عيينة من فسد من عبادنا ففيه شبه من النصارى ومن فسد من علمائنا ففيه شبه من اليهود لان النصارى عبدوا بغير علم واليهود عرفوا الحق وعدلوا عنه وفي المسند والترمذي من حديث عدي بن حاتم ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اليهود مغضوب عليهم والنصارى ضالون وقد جمع سبحانه بين الصنفين في مواضع من كتابه

مثلاً ارشاد ہی وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ
اور جب تجھہ سے پوچھین بندے میرے مجھکو تو مین نزدیک ہون پہنچتا ہون پکارنے کی پکار نے
اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ اسمین اپنی حکم ماننے
کو جس وقت مجھکو پکارتا ہے تو چاہیے کہ حکم مانین میرا اور یقین لاوین مجھپر شاید نیک راہ پر آوین ۱۲
اور یقین لانے کو کہا فرمایا اور فرمایا فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ
سو جو اس پر یقین لائے اور اوسکی رفاقت کی
وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اور فرمایا وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
اور مدد کی اور تابع ہوئے اس نور کے جو اوسکے ساتھ اترا ہی ۱۲ لیکن نیکی وہ ہی جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے
وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی
دن پر اور فرشتون پر اور کتاب پر اور نبیون پر اور دیوے مال اوسکی محبت پر ناتے والون کو اور یتیمون کو
وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ
اور محتاجون کو اور راہ کے مسافر کو اور مانگنے والون کو اور گردنین چھڑانے مین اور کھڑی رکھی نماز
وَاٰتَی الزَّکٰوةَ اور فرمایا وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
اور دیا کرے زکوة ۱۲ قسم اوترتے دن کے مقرر انسان پر ٹوٹا ہی مگر جو یقین لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اس مین خدا تعالے
اور کئی بھلے کام اور آپسمین تقید کیا سچے دین کا اور آپسمین تقید کیا سہار کا ۱۲
نے زمانہ کی قسم کھائی جو وقت نفع اور نقصان کے کامونکا ہی اس امر پر کہ
ہر ایک شخص ٹوٹے مین ہی بجز اس شخص کے جسکی قوت علمیہ خدا تعالی پر یقین
لانے مین اور قوت عملی اوسکی طاعت پر عمل کرنے مین کامل ہوا اور دوسرے کو
اوسکی تقید کرے اور اسکی جڑ صبر ہی اسیلئے حضرت امام شافعیؒ فرماتے
ہین کہ اگر آدمی سورہ عصر مین غور کرین تو انکو کافی ہو اور یہہ دونو قوتین
بیکار نہین رہتین بلکہ آدمی اپنی قوت علمیہ کو یا تو حق کی معرفت مین صرف
کرتا ہی نہین تو کسی امر باطل نازیبا کی معرفت مین استعمال کرتا ہی یا اوسکی برعکس

فقال واذا سألك عبادي عني فاني قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان فليستجيبوا لي وليؤمنوا بي لعلهم يرشدون فجعل باب الاستجابة الايمان وقال فالذين آمنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذي انزل معه وقال ولكن البر من آمن بالله الى قوله واقام الصلوة واتى الزكوة وقال والعصر ان الانسان لفي خسر الا الذين آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر فاقسم سبحانه بالدهر الذي هو زمن الاعمال الرابحة والخاسرة ان كل احد في خسر الا من كمل قوته العلمية بالايمان بالله وقوته العملية بالعمل بطاعته وكمل غيره بالوصية بذلك وعملا له ذلك هو الصبر ولذلك قال الشافعي لو فكر الناس في سورة العصر لكفتهم وهذا ان القوتين لا تتعطلان بل ان استعمل قوته العلمية في معرفة الحق والا استعملها في معرفة ما لا يليق به من الباطل وان

استعمل قوته الارادية العملية في العمل الصالح والا استعملها بضده فان النفس متحركة بالارادة وحركتها الارادية لها من لوازم ذاتها والارادة تستلزم مرادا فان لم تتصور الحق وتريده تصورت الباطل وارادته ولا بد وهذا يتبين بالباب الذي بعده

اسیطرح قوت ارادی علمی کو یا عمل صالح مین استعمال کرتا ہی یا اُسکی برعکس
مین اسلیئے کہ نفس ارادہ سی حرکت کرتا ہی اور اُسکی حرکت ارادی اُسکی ذات
کے لوازم سی ہے اور ارادہ کو مراد ضرور چاہیے اسصورتمین اگر نفس حق کا تصور
اور ارادہ اور طلب کریگا تو باطل کا تصور اور ارادہ ضرور کریگا اور یہہ
بات باب آیندہ سی معلوم ہوگی جسکو اب شروع کرتے ہین

چھٹا باب

اِس ذکر مین کہ دلکی سعادت اور لذت اور آسایش اور درستی اسمین ہی کہ اُسکا
معبود اور غایت مقصود صرف اللہ ہو اُسکا پیدا کرنیوالا اور وہی تمام ماسوای محبوب تر ہو
اور یہہ بات کئی وجہوں سی ثابت ہی وجہ **اول** محتاج ہونا بندہ کا خدا تعالی
کیطرف حصول نفع و دفع ضرر مین اور ظاہر ہی کہ جتنی چیزین خدا تعالی کے
سوا ہین خواہ فرشتہ ہو یا انسان یا جن یا حیوان وہ سب محتاج ہین اپنے
نفع کے حاصل کرنے اور ضرر کے دور کرنیکے ہین اور یہہ بات بدون
تصور مفید اور مضر کے پوری نہین اور نفع آسایش اور لذت کی قسم سی
ہی اور ضرر رنج و عذاب کی جنس سی اور یہان چار باتین ہین ایک وہ محبوب چیز
جسکا حصول منظور ہی دوم وہ مددگار جو اُس مطلوب تک پونہچاوی سوم امر

الباب السادس

في انه لا سعادة للقلب ولا لذة ولا نعيم ولا صلاح له الا بان يكون الهه وفاطره وحده هو معبوده وغاية مطلوبه واحب اليه من كل ما سواه

فصل

اول حاجة العبد الى جلب النفع ودفع الضر ...

فلا انفكاك عن عبد عن هذه الامور الاربعة فيجب ان يكون مطلوبه ومقصوده هو المعين على حصول ذلك وعلى دفع ما يضاده

مکروہ جسکا نہونا مطلوب ہو چہارم مددگار جو اُسکو دفع کرے تو کوئی بندہ
اِن چارون بات تو نسی خالی نہین ہوتا پس ضرور ہی کہ بندہ کا مطلوب اور
مقصود خدا تعالیٰ ہی ہو اور وہی اس امر کی حاصل ہونیکی لئے مددگار ہی اور
اوسکی غیر کی بندگی اور غیر کیطرف توجہ کرنی امر مکروہ اور مضر ہی اور اسکے
دفع کا بھی مددگار ہی ہی اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ ہی معبود محبوب ہے
اور وہی بندہ کے پونہچنے کا اپنے آپتک معین و مددگار ہی اور وہی اس سے
ہر ایک مکروہ چیز کا دور کرنیوالا ہی اسلیئے بندہ کی سعادت اسمین ہوئی کہ
مقام اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ مین ثابت قدم رہے اور اس امر کیطرف
(تجھی کو بندگی کرین اور تجھی سے مدد چاہین ۱۲)
اللہ تعالیٰ کا یہ قول اشارہ فرماتا ہی فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ اور یہہ آیت حضرت
(بندگی کر اور اوسپر بھروسا رکھہ ۱۲)
شعیبؑ کے باب مین وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ اور یہہ
(اور بن پڑنا ہو اللہ کیطرف سے اوسی پر مینے بھروسا کیا ہی اور اوسکی طرف رجوع ہوتا ہون ۱۲)
قول وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ اور انکے سوا اور بہت سی
(اور بھروسا کر اوس زندہ پر جو نہ مرے اور یاد کر اوسکی خوبیان ۱۲)
آیتین ہین **دوسری وجہ** یہہ ہی کہ خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اپنی
عبادت کی لئے پیدا کیا ہی جو متضمن ہی اوسکی معرفت اور اسکی طرف رجوع کرنے
اور اوسکے ساتھہ محبت اور اخلاص کرنیکو تو اُسکے ذکر سے اُنکی دلونکو
چین اور نفسونکو آرام ہوتا ہی اسلیئے کوئی چیز اونکے نزدیک محبوب تر اور

فهو المعبود المحبوب والمعين ... وصول العبد الى الله تعالى ... سعادة العبد في التحقق بمقام اياك نعبد واياك نستعين وقد اشار الى ذلك فقال الله تعالى فاعبده وتوكل عليه وقوله عن نبيه شعيب عليه السلام وما توفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب وقوله وتوكل على الحي الذي لا يموت وسبح بحمده وغير ذلك من الآيات الثاني ان الله سبحانه خلق الخلق لعبادته الجامعة لمعرفته والانابة اليه ومحبته والاخلاص له فبذكره تطمئن قلوبهم وبرؤيته تقر اعينهم ولا شيء احب اليهم

زیادہ آنکہہ کو طراوت دینے والی نسبت اُسپر یقین لانے اور اُسکے ساتھہ محبت
کرنی اور اُسکے دیدار کے مشتاق ہونے اور اُسکے ذکر سے راحت پانیکے نہین اِس
معلوم ہوا کہ بندونکی حاجت خدا کیطرف اُسکی عبادت کرنے اور بندہ
ہونے مین ایسی ہی ہے جیسے اپنی مخلوق ہونے اور روزی دئے جانے مین اور اُسکے
محتاج ہین بلکہ حاجت اول بڑھکر ہے اسلئے کہ وہ نہایت مقصود وہی ہے اور اسیوجہہ
سے لا اِلٰہ الا اللہ کہنا حسنات سے بہتر ہے اور خدا تعالی کو براہ معبود ہونیکے
ایک جاننا اصل دین کی ہے اور براہ پرورش ایک کہنا جسکے قائل مسلمان
اور کافر دونو ہین اور کلام والونے اُسکو اپنی کتابونمین لکھا ہے صرف
تنہا کافی نہین بلکہ وہ تو اُنپر الزام ہے اور اسی جہت سے اللہ تعالی کا حق
بندونپر یہہ ہے کہ اُسکی عبادت کرین اور کسی چیز کو اُسکا شریک نکرین چنانچہ
حدیث شریف صحیح مین جسکو حضرت معاذ رض روایت کرتے ہین موجود ہے
کہ آپنے مجکو فرمایا کہ تمہین معلوم ہے کہ خدا تعالی کا حق بندونپر کیا ہے مین نے
عرض کیا کہ خدا اور اوسکا رسول زیادہ جانتے ہین آپنے فرمایا کہ اوسکا حق
بندونپر یہہ ہے کہ اوسکی عبادت کرین اور کسی چیز کو شریک اُسکا نکرین
اور تمہین معلوم ہے کہ بندونکا حق خدا تعالی پر کیا ہے جب ایسا کرین مینے عرض کیا

واثنبیوهم من الایمان به ومحبته والشوق الی لقائه والتنعم بذکره فی حاجة العباد الیهم فی عبادتهم ایاه و کما الهمهم له کی یحبهم الیه فی خلقه لهم ورزقه ایاهم بل اعظم لان ذلک هو الغایة المقصود ولذا کانت لا اله الا الله احسن الحسنات وکانت توحید الالهیة اس الامر واما توحید الربوبیة الذی اقر به المسلم والکافر وقرره اهل الکلام فی کتبهم فلا یکفی وحده بل هو الحجة علیهم

کہ خدا اور اُسکا رسول بہتر جانتے ہین آپ نے فرمایا کہ بندون کا حق اللہ تعالےٰ پر یہہ ہے کہ اُنکو آگ سے عذاب نہ دے اور اِسی جہت سے وہ اپنے بندون ایماندار خدا کو ایک کہنے والونکو محبوب جانتا ہے اور اُنکی توبہ سے خوش ہوتا ہے اسصورت مین جو کوئی اوسکے غیر کی عبادت کرے اور اُسکو کسیطرحکی لذت اور منفعت حاصل ہو تو اوسکو فائدہ کی نسبت نقصان صد چند ہوگا اور اِسکی مثال ایسی ہوگی جیسے کوئی شخص غذاء لذیذ زہر پڑی ہوئی کہاوے اور جسطرح کہ آسمان و زمین مین اگر بالفرض بہت سے خدا سوے اللہ پاک کے ہون تو وہ بگڑ جاوین اسیطرح آدمی مین بھی اگر سوا خدا تعالیٰ کے کوئی معبود ہوگا تو ایسا بگڑیگا جسکے سنورنیکی توقع بجز اسکے نہین کہ وہ معبود اوسکے دل سے نکلجاوے اور صرف خداوند کریم اوسکا خدا اور معبود اور محبوب اور امید گاہ رہجاوے اُسی سے خوف کرے اور اوسی پر بہروسا اور اُسیکی طرف رجوع **تیسری وجہ** یہہ ہے کہ بندہ جو عبادت اور توحید کا محتاج ہے اوسکی کوئی مثال نہین جسپر اس امر کو قیاس کرلیا جاوے مگر بعض باتو مین البتہ مشابہ جسم کی حاجت کی ہے کہانے پینے اور سانس لینے کیطرف اگرچہ اور فرق دونو مین بہت ہین اور وجہ مشابہت یہہ ہے کہ بندہ کی حقیقت اوسکا دل اور روح ہے اور اوسکی درستی بدون اوسکے معبود

الله ورسوله اعلم قال حقهم عليه ان لا يعذبهم بالنار وبذلك يحب عباده المؤمنين الموحدين ويفرح بتوبتهم فمن عبد غيره سبحانه وحصل له نوع منفعة فضرره اضعاف المنفعة وذلك فضرره من يأكل الطعام المسموم اللذيذ وهو بمنزلة من ... وكما ان السماء والارض لو كان فيهما الهة غير الله لفسدتا فكذلك اذا كان في قلب العبد معبود غير الله فسد فسادا لا يرجى صلاحه الا بان يخرج ذلك المعبود من قلبه ويكون الله وحده الهه ومعبوده ومحبوبه ومرجوه ومخوفه والذي يتوكل عليه وينيب

الوجه الثالث ان فقر العبد الى العبادة والتوحيد ليس له نظير فيقاس به ولكنه يشبه من بعض الوجوه حاجة الجسد الى الغذاء من الطعام والشراب والنفس وان كان بينهما فروق فان حقيقة العبد قلبه وروحه و لا صلاح له الا بالهه

ولا اطمئنان له الا بذكره ولا سكون له الا بمعرفته ومحبته ولابد له من لقائه ولو يحصل له من اللذات بغير ما يحصل فلابد ودوم له ذلك بل ينتقل من نوع الى نوع ومن شخص الى شخص ... وكثيرا ما يكون ذلك هو اعظم اسباب مضرته واما الهه الحق فلابد له منه في كل وقت وعلى كل حال فهو غذاؤه وقوته وصلاحه

کے نہین اور نہ بدون اُسکی ذکر کے چین اور نہ بدون اُسکی معرفت اور
محبت کے ارام بلکہ اُسکا دیدار اوسکے لئی ضروری ہی اگرکسیقدر لذت
دلکو غیر سی ہوتی بہی ہے تو یہہ ہمیشہ نہین ٹھہرتی بلکہ ایک قسم سی دوسری
قسم کیطرف اور ایک شخص سی دوسرے شخص کیطرف بدلتی رہتی ہی کبہی کسی سے
راحت پاتا ہی کبہی کسی سی اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ یہی لذت اُسکی اسباب ضرر
مین سب سے بڑی ہو جاتی ہی مگر معبود برحق کی ضرورت اوسکو ہر وقت ہر حال مین ہے
اس سی ثابت ہوا کہ وہی دل کی غذا اور قوت اور درستی اور موجب قیام ہے
چنانچہ اہل ایمان کا عقیدہ یہی ہی اور قران و حدیث بہی اسی پر دال ہین ایسا
نہین جیسی بعض لوگ جنکو تحقیق اور معرفت مین مایہ کم اور حقائق ایمان کے
سمجہنے مین بہرہ ناقص اور اپنی خیال خام اور ذہن ناقص پر نازان کہتی ہین کہ
اوسکی عبادت اور ذکر اور شکر صرف پہنسانے اور جانچنے کے لئی تکلیف
اور مشقت ہی یا محض اوسکی عوض ثواب دینا ہی یا نیز النفس انسانی کا اراستہ
کرنا ہی تاکہ اور حیوانات کے نفسوں سی اونچا ہو جاوے اسوجہ سی کہ خدا تعالی
کی عبادت اور توحید انسان کی آنکہ کی ٹھنڈک اور عمدہ لذت روح اور دل
کی ہی اور عبادات اور احکام الہی سی پہلی پہل مقصود تکلیف و ایذا رسانی

نہین گو بعضی امور مین چند اسباب کی باعث جو مقتضی تکلیف ہوتے ہین تبعاً اور ضمناً تکلیف ہو جاتی ہے اسلئے کہ یہہ مشقت تو اس گہر کے لوازم مین سی ہی ورنہ خدا تعالی کی شریعتین آنکہونکی ٹھنڈک اور دلونکی لذت اور روحونکی راحت ہین اللہ تعالی فرماتا ہے یَا اَیُّہَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَہُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ÷ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ہُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ۔ حضرت ابو سعید خدری رض نے اسکی تفسیر مین فرمایا کہ فضل اللہ کا قران ہی اور اسکی رحمت یہہ ہی کہ تمکو اوسکا اہل بنایا اور ہلال بن یساف رح فرماتے ہین کہ بفضل الله و برحمتہ سی یہہ غرض ہی کہ اوس اسلام سی جسکی راہ بتائی اور اُس قران سی جسے تمکو سکہایا خوش ہو کہ وہ بہتر ہی اُس چیز سی جو تم سونا اور چاندی جوڑتے ہو ÷ **چوتھی وجہ** یہہ ہی کہ بندہ کو مخلوق کے پاس کچہہ نفع ہی نہ ضرر نہ دینا نہ روکنا نہ ہدایت نہ گمراہی نہ مدد کرنا نہ رسوا کرنا نہ پست کرنا نہ بلند کرنا بلکہ صرف خدا تعالی ان سب چیزونکا مالک ہی چنانچہ اوسنے فرمایا ہی مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ فَلَا مُمْسِکَ لَہَا وَمَا یُمْسِکْ فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ مِنْ بَعْدِہٖ وَہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اور فرمایا وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا ہُوَ وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَادَّ

(اے لوگو تمکو آئی ہے نصیحت تمہارے رب سے اور چنگے کرنے جیو ان کی روگ اور راہ سجہانے اور مہربانی یقین لانے والون کو ۱۲ کہہ اللہ کے فضل سے اور اسکی مہر سے سو اسی پر چاہیے خوشی کرین یہہ بہتر ہے اُس سے جو جوڑتے ہین ۱۲)

(جو کہولدے اللہ لوگون پر کچہہ مہر تو کوئی نہین اوسکو روکنے والا اور جو روک رکہے تو کوئی نہین اوسکو بہیجنے والا اسکے سوا اور وہی ہے زبردست حکمت والا ۱۲)

(اور اگر تو پہنچاوے اللہ تجکو کچہہ تکلیف تو کوئی نہین اوسکو کہولنے والا اوسکے سوا اور اگر چاہے تجہپر کچہہ بہلائی ۱۲)

وان وقع ذلک تبعاً وضمناً لاسباب تقتضی ذلک فی بعض الاحیان تبتنی معه لوازم هذه النشاة والا فشرائعه سبحانه قرة العیون ولذة القلوب والارواح قال تعالی یا ایها الناس قد جاءتکم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور وهدی ورحمة للمؤمنین قل بفضل الله وبرحمته فبذلک فلیفرحوا هو خیر مما یجمعون قال ابو سعید الخدری فضل الله القرآن ورحمته ان جعلکم من اهله وقال هلال بن یساف بالاسلام الذی هداکم الیه والقرآن الذی علمکم ایاه هو خیر مما تجمعون من الذهب والفضة

الوجه الرابع ان المخلوق لیس عنده للعبد نفع ولا ضر ولا عطاء ولا منع ولا هدی ولا ضلال ولا نصر ولا خذلان ولا خفض ولا رفع بل الله وحده هو الذی یملک ذلک کله قال تعالی ما یفتح الله للناس من رحمة فلا ممسک لها وما یمسک فلا مرسل له من بعده وهو العزیز الحکیم وقال وان یمسسک الله بضر فلا کاشف له الا هو وان یردک بخیر فلا راد

بفضلہ یصیب بہ من یشاء من عبادہ وہو الغفور الرحیم اور فرمایا
اپنے فضل کو پہنچاتا ہی کہ جسپر چاہے اپنے بندوں میں اور وہی ہی بخشنے والا مہربان ۱۲

ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ
اگر اللہ تمکو مدد دیگا تو کوئی تمپر غالب نہوگا اور جو وہ تمکو چھوڑ دیگا پھر کون ہی کہ تمہاری مدد کریگا اوسکے بعد

وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون اور یس والے کے قصہ مین فرمایا
اور اللہ پر بھروسا چاہیے مسلمانون کو ۱۲

أأتخذ من دونہ الہۃ ان یردن الرحمن بضر لا تغن عنی شفاعتہم شیئا
بھلا مین پکڑون اوسکے سوا اور دیکہو تو جانا کہ اگر مجہہ پر چاہے رحمن تکلیف کچہہ کام نہ آوی مجکو انکی سفارش

ولا ینقذون اور فرمایا یا ایہا الناس اذکروا نعمۃ اللہ علیکم ہل من خالق
اور نہ وہ مجکو چہڑا دیں ۱۲ لوگو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر کوئی ہے بنانے والا اللہ کے سوا

غیر اللہ یرزقکم من السماء والارض لا الہ الا ہو فانی تؤفکون اور بندہ کی
روزی دیتا تمکو آسمان اور زمین سے کوئی حاکم نہیں مگر وہ پھر کہان سے الٹی جاتی ہو ۱۲

کمال ہوشیاری اسمین ہی کہ یہہ جانے کہ خدا تعالے اوسکو کوئی تکلیف اگر
پونہچا دی تو سوا اوسکے اور کوئی اوسکو دور نہین کریگا اور جب اوسکو کوئی
نعمت دیوے تو بجز خداوند کریم کے اور کوئی نہین دینے کا۔ اللہ تعالی نے اپنے
کسی پیغمبر پر وحی بہیجی کہ میرے لئے لطیف ہوشیاری اور چہپی مہر پیدا
کر کہ مین ان دونو کو پسند کرتا ہون پیغمبر نے عرض کیا کہ الہی لطیف ہوشیاری
کیا ہی حکم ہوا کہ وہ یہہ ہی کہ اگر مین تجہپر ایک مکہی گراؤن تو تو یہہ جان کہ
مین نے اوسکو گرایا ہی اور مجہہ سے درخواست کر کہ اوسکو اٹہا لون عرض کیا
کہ چہپی مہر کیا ہی حکم ہوا کہ جب تیری پاس کوئی دانہ آوے تو یہ سمجہہ کہ مین نے
تجکو اوس سے یاد کیا ہی۔ حضرت امام احمدؒ فرماتے ہین کہ مجہہ سے عبد الرزاق

الفضلہ یصیب بہ من یشاء من عبادہ وہو الغفور الرحیم وقال تعالی ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ وہو الغفور الرحیم وقال عن صاحب یس أأتخذ من دونہ الہۃ ان یردن الرحمن بضر لا تغن عنی شفاعتہم شیئا ولا ینقذون وقال یا ایہا الناس اذکروا نعمۃ اللہ علیکم ہل من خالق غیر اللہ یرزقکم من السماء والارض لا الہ الا ہو فانی تؤفکون ومن کمال فطنۃ العبد ان یعلم انہ اذا مسہ بسقام یرفعہ عنہ غیرہ واذا اتاہ بنعمۃ لم یرزقہ ایاہا سواہ اوحی اللہ تعالی الی بعض انبیائہ ادرکنی بلطیف الفطنۃ وخفی اللطف فانی احب ذلک قال یا رب وما لطیف الفطنۃ قال ان وقعت علیک ذبابۃ فاعلم انی انا اوقعتہا فسلنی ارفعہا قال وما خفی اللطف قال اذا اتتک حبۃ فاعلم انی ذکرتک بہا قال الامام احمد حدثنا عبد الرزاق

نے حدیث بیان کی اور اُنکو عمران نے خبر دی اور عمران کہتے ہین کہ
مین نے وہب بن منبہؒ سے سنا ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالی نے اپنی کسی
کتاب مین ارشاد فرمایا ہی کہ قسم ہی مجکو اپنی عزت کی جو شخص مجہپر بہروسا کرتا
ہی تو پہر اگر سارے آسمان اور اُنکے درمیانکے لوگ اور تمام زمینین اور
اُنکے لوگ اُسکو فریب دین تو مین اوسکے لئے اُنکے فریب سے نکلنے کیصورت
کردونگا اور جو مجہپر بہروسا نہین کریگا تو مین اُسکے ہاتھ آسمانکی رسیون سے
علٰحدہ کردونگا اور اوسکے پانو کے نیچے کی زمین مین اوسکو دہسا دونگا
یعنی اوسکو خواہش نفس مین ڈالدونگا پہر اُسکو اُسکے نفس کے حوالہ
کردونگا مین اپنے بندہ کو مال سے بدلے بس ہون اگر وہ میری طاعت مین
ہوتا ہی تو مین اوسکو سوال سی پہلے دیتا ہون اور دعا سی پہلے اُسکی مراد
قبول کرتا ہون اسلئے کہ مین اوسکی نسبت کر اوسکی حاجت کو زیادہ جانتا
ہون جو اوسکے لائق ہی - اور حضرت امام احمدؒ نے اس حدیث قدسی
کو اور طرح پر بھی روایت کیا ہی فرمایا کہ مجہہ سی ہاشم بن قاسم نے حدیث
بیان کی اور اُنسے ابو سعید مؤذن نے اور اُنسے اُس شخص نے جسنے
عطاء خراسانی سی سنی ہی اور عطاء خراسانی کہتی ہین کہ مینے وہب بن منبہؒ

ابا عمران قال سمعت وهبا يقول ان الله عز و جل قال في بعض كتبه بعزتي انه من اعتصم بي فان كادته السموات بمن فيهن و الارض بمن فيهن فاني اجعل له من ذلك مخرجا ومن لم يعتصم بي فاني اقطع يديه من اسباب السماء و اخسف به من تحت قدميه الارض فاجعله في الهواء ثم اكله الى نفسه كفى بي لعبدي مالا اذا كان عبدي في طاعتي اعطيه قبل ان يسألني واستجيب له قبل ان يدعوني فانا اعلم بحاجته التي ترفق به منه قال احمد حدثنا هاشم بن القاسم حدثنا ابو سعيد المؤذن حدثنا من سمع عطاء الخراساني قال لقيت وهب بن منبه وهو يطوف بالبيت

فقلت له حدثني حديثا احفظه عنك وتنفعني هذا فقال نعم اوحى الله تبارك وتعالى الى داود وعزتي وعظمتي لا يعتصم بي عبد من عبادي دون خلقي اعرف ذلك من نيته فتكيده السموات السبع ومن فيهن والارضون السبع ومن فيهن الا جعلت له من بينهن مخرجا وعزتي وعظمتي لا يعتصم عبد من عبادي بمخلوق دوني اعرف ذلك من نيته الا قطعت اسباب السماء من يديه واسخت الارض من تحته ثم لا ابالي باي واد هلك

سے جب وہ طواف کعبہ معظمہ کرتے تھے ملاقات کی اور کہا کہ مجھہ سے
کوئی ایسی حدیث مختصر بیان کیجئے کہ مین آپسے اسجگہہ یاد کرلون انہون نے
فرمایا بہتر اللہ جلشانہ نے حضرت داؤد پر وحی بھیجی کہ یاد رکھہ قسم ہے
اپنی عزت اور عظمت کی کہ جو شخص میرا دامن تھامتا ہے نہ میری خلق کا اور
مین یہہ بات اوسکے ارادہ سے معلوم کرلیتا ہون تو پھر اگر ساتون آسمان
اور انکے درمیانی لوگ اور ساتون زمین اور انکے بیچ کے آدمی اوس سے
فریب کرتے ہین تو مین اوسکے لئے اونکے درمیان سے نکلنے کی راہ
کردیتا ہون یاد رکھہ قسم ہے اپنی عزت وعظمت کی کہ اگر کوئی شخص میری
مخلوق کا دامن تھامتا ہے نہ میرا اور مجکو یہہ بات اوسکی نیت سے معلوم ہوجاتی ہے
تو مین آسمانکی رسیان اوسکے ہاتھہ سے چھڑالیتا ہون اور زمین کو اوسکے پانو
تلے سے کھینچ لیتا ہون پھر پروا نہین کرتا کہ کونسے جنگل مین تباہ ہوگا
پانچوین وجہ یہہ ہے کہ بندہ کا تعلق ماسوی اللہ سے اوسکا مضر ہے بشرطیکہ
اوسمین سے مقدار حاجت سے زیادہ لیوے اور طاعت آلہی پر اوس سے مدد
نچاہے تو جب کھانے اور پینے اور نکاح اور لباس سے مقدار حاجت سے زیادہ
لیگا تو اوسکو ضرر کریگا اور اگر سواے خدا تعالی کے اور کسی چیز سے

الباعث الخامس ان تعلق العبد بما سوى الله تعالى مضر اذا اتخذ منه فوق الحاجة غير مستعين به على الطاعة فاذا نال من الطعام والشراب والنكاح واللباس فوق الحاجة ضره ذلك وان احب شيئا سوى الله فان ابدا ان يسلبه ويفارقه

محبت کریگاتو وہ اُس سی چہین جاویگی اور اوسکو ترک کرنا پڑیگا پہر اگر اُس
شے کو غیر اللہ کی خاطر محبوب جانا ہوگا تو ضرور ہی کہ اُسکی محبت ضرر بھی کری
اور اپنی محبوب کے مارے دنیا و آخرت مین عذاب بھی دیا جاوے اور غالبًا دونون
جہانمین عذاب پاویگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّہَبَ
اور جو لوگ گاڑ رکھتے ہین سونا اور روپا
وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَہَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْہُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْہَا فِیْ نَارِ
اور خرچ نہین کرتے اللہ کی راہ مین سو انکو خوشخبری سنادو دکہ والی مار کی جسدن آگ دہکاوینگے
جَہَنَّمَ فَتُکْوٰی بِہَا جِبَاہُہُمْ وَجُنُوْبُہُمْ وَظُہُوْرُہُمْ ہٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ
اوسپر دوزخ کی پہر داغین گے اوس سی انکی ماتھے اور کروٹین اور پیٹھین یہہ ہی جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو
تَکْنِزُوْنَ اور فرمایا فَلَا تُعْجِبْکَ اَمْوَالُہُمْ وَلَآ اَوْلَادُہُمْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ بِہَا
مزا اپنے گاڑنیکا ۱۲ سو تو تعجب نکر اونکے مال اور اولاد سے یہی چاہتا ہے اللہ کہ عذاب کرے انکو ان
فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَتَزْہَقَ اَنْفُسُہُمْ وَہُمْ کَافِرُوْنَ اور جن لوگون نے کہا ہی
چیزون سے دنیا کی جیتے اور نکلی انکی جان جب تک وہ کافر ہی رہین ۱۲
کہ یہہ آیت آگے پیچھے ہی اُنکا قول درست نہین اونکے قول کی وجہ یہہ ہی کہ
مال و اولاد سے دنیا مین عذاب دئیے جانیکے معنی نہ سمجھے اور ہماری دانست
مین واللہ اعلم مال و اولاد کے باعث دنیا مین عذاب دئے جانیسے یہہ مراد ہی کہ
وہ لوگ دنیا کی طلب اور اُسکی محبت اور آخرت پر ترجیح دینے مین اور اوسکی
حاصل کرنے پر حریص ہونے اور اوسکے جوڑنیکے لئے محنت بہرنے مین
طرح طرحکی مشقتین اوٹھاتے اور بڑی دُکھ پاتے ہین پس عذاب کے
معنی یہان مشقت اور رنج کے ہین جیسے اس حدیث مین کہ سفر ایک ٹکڑا ہی

فان احبه لغير الله فان به
ان نضره محبته وان يعذب
بهما بسببه اما في الدنيا

العذاب وفي اهوان الميت يعذب ببكاء اهله وهذا كل من كانت الدنيا اكبر همه كما جاء في حديث انس عند الترمذي عنه صلى الله عليه وسلم من كانت الآخرة همه جعل الله غناه في قلبه وجمع له شمله واتته الدنيا وهي راغمة ومن كانت الدنيا همه جعل الله فقره بين عينيه وفرق عليه شمله ولم يأته من الدنيا الا ما قدر له

عذاب کا اور اس حدیث مین کہ میت کو اوسکے گہر والونکے رونیسے
عذاب ہوتا ہی اور اسیطرح ہر ایک شخص ہی جسکا بڑا مطلب دنیا ہو جیسے ترمذی
مین حضرت انس رض کی حدیث آنحضرت ص سے مروی ہی کہ جسکا مطلب آخرت ہو
اللہ تعالے اُسکی توانگری اوسکے دلمین کر دیتا ہی اور اُسکی جمعیت خاطر کو ایک جا
کر دیتا ہی اور دنیا اوسکے پاس ذلیل ہوکر آتی ہی اور جس کسیکا مطلب دنیا ہو
اللہ تعالی اوسکی مفلسی اوسکی دونو آنکہونکے سامنے کر دیتا ہی اور اوسکی جمعیت
کو پریشان کر دیتا ہی اور اُسکے پاس صرف اُسی قدر آتا ہی جو مقدر سے انتہی
اور دنیا مین سب سے زیادہ عذاب جمعیت کا ابتر ہونا اور دل کا پریشان ہونا
اور مفلسی کا بندہ کی آنکہونکے سامنے کہڑا رہنا ہی اور اگر دنیا کے عاشق اوسکی
محبت کے نشہ مین چور نہوتے تو اس عذاب سے فریاد کیا کرتے اور مضا
انمین سے بہت ہمیشہ چیختے چلاتے ہین — اور جن حدیثونکو ترمذی نے
روایت کیا ہی اُنمین سے ابوہریرہ رض کی حدیث بہی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالی فرماتا ہی کہ اے آدم کے بیٹے میری
عبادت کی لئے فارغ ہو رہ مین تیرے سینہ کو توانگری سے بہر دونگا اور تیری
مفلسی کو روک دونگا اور اگر ایسا نہین کریگا تو مین تیرے دونو ہاتھ کام سے

ومن ابلغ العذاب في الدنيا تشتت الشمل وتفرق القلب وكون الفقر نصب عيني العبد ولعل اسكان عشاق الدنيا بحبها استغاثوا من هذا العذاب على ان اكثرهم لا يزال يشتكي ويصرخ ومما رواه الترمذي من حديث ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يقول الله تبارك وتعالى ابن ادم تفرغ لعبادتي املأ صدرك غنى واسد فقرك وان لم تفعل ملأت يديك

ملأت قلبك شغلا ولم اسد فقرك و
من انواع العذاب اشتغال
القلب والبدن بتحمل انكاد
الدنيا ومحاربة اهلها و
مقاساة معاداتهم وقال
بعض السلف من احب الدنيا
فليوطن نفسه على تحمل
المصائب ومن ذلك ان محب الدنيا لا
ينال منها شيئا الا طمحت نفسه الى ما
فوقه كما في الحديث الصحيح لو كان
لابن آدم واديان من مال لابتغى
لهما ثالثا ومثل عيسى عليه السلام
محب الدنيا بشارب الخمر كلما ازداد شربا ازداد
عطشا وذكر ابن ابى الدنيا ان
الحسن كتب الى عمر بن
عبد العزيز اما بعد فان
الدنيا دار ظعن ليست
بدار اقامة انما انزل
اليها آدم عقوبة فاحذرها
يا امير المؤمنين فان
الزاد منها تركها والغنى
فيها فقرها لها في كل حين قتيل تذل
من اعزها وتفقر من جمعها هي كالسم

بھر دونگا اور تیری محتاجی کو نہ روکونگا - اور عذاب کی قسمون مین سی ہی کہ
دل اور بدن دنیا کے رنج اوٹھانے اور دنیا والونکی کشاکش اور انکی
دشمنی بھگتنے مین الجھی رہین بعض سلف کا قول ہے کہ جو شخص دنیا سے
محبت کرے وہ مصیبتونکے اٹھانیکو دلین ٹھان لے اور یہہ انہی فرمایا
کہ دنیا کا عاشق جب اسمین سی کوئی چیز پاتا ہی تو اسکا نفس اس سی زیادہ کا
خواہان ہوتا ہی چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ اگر آدمیکے پاس دو جنگل مال
کے ہون تو تیسرے کا خواہان ہوتا ہی منقول ہی کہ حضرت عیسیٰؑ نے
دنیا کے دوستدار کی مثال شرابخوار سی دی کہ جتنا زیادہ پئے اتنا ہی زیادہ
پیاسا ہو اور ابن ابی الدنیا نے ذکر کیا ہی کہ حضرت حسنؓ نے حضرت
عمر بن عبد العزیز کو لکھا کہ بعد حمد و نعت کے واضح ہو کہ دنیا کوچ کی جگہہ
ہی ٹھہرنیکی جگہہ نہین حضرت آدمؑ کو صرف سزا کے لئے اسمین اتار دیا تھا
پس اے امیر المومنین اس سی بچو کہ اس سی توشہ لینا اسکا چھوڑ دینا ہی اور اسمین
توانگری محتاجی ہے ہر وقت مین اسکا ایک قتیل ہے (یعنی لوگونکو
برابر مارتی رہتی ہے) جو اسکی عزت کرے اوسکو ذلیل کرتی ہے
اور جو اوسکو جوڑے اوسکو محتاج کرتی ہی وہ ایسی ہی جیسا زہر کہ اوسکو

بجملتہا وفتنت بغرورہا وتختلت بآمالہا وتشوفت لخطابہا فاصبحت کالعروس المجلوۃ فالعیون الیہا ناظرۃ والنفوس بہا مشغوفۃ والقلوب الیہا والہۃ وہی لازواجہا کلہم قاتلۃ

الحتالۃ التی قد تزینت ہذہ الدار الغدارۃ الخداعۃ خانۃ طول البلاء فاحذر طویلا ویصبر علی مضض الدواء تحمی قلیلا مخافۃ ما یکرہ فان مثلکم کالمتطبب باکلہ من لا یعرفہ وہو حتفہ

وہی کہاتا ہے جو نہین جانتا حالانکہ وہ اوسکی موت ہی پس ای امیر المومنین
تم اسمین ایسی طرح رہو جیسی کوئی زخم کا علاج کرنیوالا کہ تہوڑی دنون پرہیز
کرتا ہی اس خوف سی کہ کہین بہت دنون مصیبت بہگتنی نہ پڑی اور دوا کی
تلخی پر صبر کرتا ہی اس ڈر سی کہ مرض زیادہ نہ بڑہجاوی پس اس خانہ غدار مکار
فریب دہندہ سی بچو جو دہوکے کی ٹٹی ہے اور اپنی فریب مین پہنساتی ہے
اور آرزون سی لبہاتی ہے اور اپنی طالبونکو شوق دلاتی ہے تو اسکا
حال ایسا ہو گیا ہی جیسی جلوہ کیوقت دلہن کہ آنکہین سبکی اسکی طرف نگران اور
دل اسپر حیران اور نفس اسکی عاشق ہین اور وہ اپنی سب خاوندونکی قاتل ہے
پہر اگر کسی اوسکے عاشق کو اُس سی حاجت ملگئی تو مغالطہ کہایا اور سرکشی
کی اور آخرت کو بہولا اور اسمین انکی عقل ایسی مشغول ہوئی کہ اُسکا پانو
پہسل گیا اور اسکو نہایت ندامت اور بڑی حسرت ہوئی اور اوسپر موت
کی سختیان ٹوٹ پڑین اور دنیا کے جاتے رہنے کی حسرتون نے ایذا دی
اور جس عاشق کو اُس سی اُسکی تمنا نملی تو وہ غصہ مین جیا اور رنج لیگیا اور
اُس سی اپنا مطلب نپایا نہ مشقت سی اُسکی نفس نے راحت پائی ایسا شخص دنیا
سی نے توشہ نکلا اور آخرت مین بے سامانی سی آیا تو جو حالت کہ تمکو اسمین

فعاشق لہا قد ظفر منہا بحاجتہ فاغتر وطغی ونسی المعاد فشغل بہا لبہ حتی زلت عنہا قدمہ فعظمت علیہ ندامتہ وکثرت علیہ حسرتہ واجتمعت علیہ سکرات الموت والمہ وحسرات الفوت وعاشق لم ینل منہا بغیتہ فعاش بغصتہ وذہب بکمدہ لم یدرک منہا ما طلب ولم یرح نفسہ من التعب فخرجا بغیر زاد وقدما علی غیر مہاد فلکن

زیادہ خوشی کی ہو اوسمین اُس سے زیادہ خوف کرو اسلئے کہ دنیا دار جب دنیا سی کسی خوشی پر مطمئن ہوتا ہی تو وہ اُسکو کسی برائی مین پھینکدیتی ہے دنیا کی امید بلا مین ملی ہوئی ہے اور اُسکی بقا یون مقرر ہی کہ انجام کو فنا ہو اُسکی خوشی غم آمیز ہے اور اُسکی آرزوئین جھوٹی اور توقعین بیکار صفائی پر کدورت اور عیش تلخ اگر بالفرض ہمارا رب اُسکی حال کی ہمکو خبر ندیتا اور اوسکی کہاوت بیان نہ فرماتا تب بھی یہہ سوتے کو جگا دیتی اور غافل کو چوکنا کر دیتی اور جس صورتمین کہ خود اللہ تعالی کیطرف سے اُسکے بابمین نصیحت کرنیوالا اور اُس سی جھڑکنے والا آیا ہو تو پھر کیسے تنبیہہ نہوگی نہ اللہ تعالی کے نزدیک اوسکی کچھہ قدر و منزلت نہ جب سی کہ اُسکو بنایا اوسکی طرف دیکھا اور اُسکی کنجیان اور خزانے آنحضرتؐ کے سامنے پیش کئی گئی گو آپکی قدر خدا کے نزدیک مچھر کے پر کی برابر بھی کم نہوتی مگر اوسکو قبول فرمانے سے انکار کیا اور برا جانا کہ جس چیز سے خالق نے نفرت کی اُس سی محبت کرین اور جسکو مالک نے پست کیا ہوا وسکی قدر بڑہاوین اللہ تعالی نے جو اُسکو نیکبختون سے علیحدہ رکہا تو اونکی امتحان کے لئے اور اپنی دشمنوں پر جو اُسکا پھیلاوا کیا تو اُنکے مغالطہ مین پڑنیکے لئے تو جو شخص دنیا کے باعث اینٹھا ہی اور اسیر

قادر ہوتا ہی یہہ گمان کرتا ہے کہ اسکی سبب سی مجھپر اکرام ہوا ہی اور اس معاملہ کو بھولجاتا ہے جو اللہ تعالے نے اپنے رسول صلعم سی کیا جبکہ آپ نے اپنے پیٹ پر بھوک کے مارے پتھر باندہا انتہی **فائدہ** مترجم کہتا ہی کہ یہی مکتوب حضرت حسن بصری رح کا بنام حضرت عمر بن عبد العزیز رح کے جلد ثالث احیاء العلوم مین مذمت دنیا کی ذیل مین مذکور ہی مگر وہان چند فقرے اور بھی مذکور ہین اور کچھہ الفاظ مین فرق ہی جسکو شوق ہو وہان دیکھے — غرضکہ جو شخص سوا خدا تعالے کے اور کسی سی محبت کرتا ہی تو اسکو اپنے محبوب سے گو ملے یا نملے ضرر حاصل ہوتا ہی اسلئے کہ اگر نپاویگا تو نہ ملنے کا عذاب ہوگا اور جسقدر دلکو لگاؤ اس سی ہوگا اوسیقدر تکلیف اوٹھاویگا اور اگر پاویگا تو پہلے ملنے سی جو رنج ہوا ہی اور وقت حاصل ہوتے کے جو مشقت اٹھائی ہی اور جاتے رہنے کے بعد جو حسرت ہوگی وہ اُس لذت سی بہت زیادہ ہوگی جو ملنے مین ہے چنانچہ یہ قطعہ اس مضمون پر دال ہی **ع**

عاشق سی زیادہ نہین بدبخت زمین پر + گو عشق کو پاتا ہی وہ شکر سی بھی میٹھا + عمر اوسکی ہر اک حالمین روتے ہی کٹی ہی + یا ہجر رولادی اُسی یا یار کا ملنا + گر دور ہے معشوق تو ہی شوق سی گریان + اور وصل مین روتا ہی کہ ہی ہجر کا کھٹکا + القصہ

المعتقد دعلیها انه اکرم
وتبنی ما صنع الله رسوله
حین شد الحجر علی بطنه
امضی والمعصوم ان فمن
احب سوی الله تعالی
فالضرر حاصل له بمحبوبه
ان وجد وان فقد
فانه ان فقده عذب بفواته
وناله من الغم علی قدر تعلق قلبه به وان وجده کان
ما یحصل له من الالم
فی حصوله ومن التکلیف فی حال حصوله
ومن الحسن علیه بعد فقده
مافی حصاله من اللذة

اشعر

فما فی الارض اشقی من محب * وان وجد الهوی حلو المذاق *
تراه باکیا فی کل حال * مخافة فرقة او لاشتیاق *
فیبکی ان نأوا شوقا الیهم * ویبکی ان دنوا حذر الفراق *

فتنبهن عينه عند التنائي
وتبصرهن عينه عند التداني

الوجه السادس

ان اعتماد العبد على المخلوق وتوكله عليه يوجب له الضرر من جهته ويخذل من حيث ظن انه ينصر منها وهذا امر معلوم بالاستقراء والتجارب وقد ثبت بالقرآن والسنة

نہین آنکھہ کو اوسکے ہی کبھی چین + نزدیکی و دوری مین لگا رہتا ہی ٹیکا +

چھٹی وجہ یہہ ہی کہ بندہ کا اعتماد کرنا مخلوق پر اور اسپر توکل کرنا ایک تو خود اوسکی طرف سے اوسکے نقصانکا سبب ہی دوم اس جہت سے کہ مان لیا کہ مخلوق سے مدد ملیگی رسوا ہوتا ہی سوم باینجہت کہ تصور اپنی تعریف کا کیا برا کہا جاتا ہی اور یہہ بات جیسی کہ قران اور حدیث سے ثابت ہی ویسی ہی تجربہ اور تلاش سے بھی معلوم ہی اللہ تعالے فرماتا ہے

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اٰلِہَۃً لِّیَکُوْنُوْا لَہُمْ عِزًّا کَلَّا سَیَکْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِہِمْ
اور پکڑا ہے لوگون نے اللہ کے سوا اور وںکا پوجنا کہ وہ ہون انکی مدد یون نہین وہ منکر ہونگے انکی بندگی سے اور
وَیَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِمْ ضِدًّا اور فرمایا وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اٰلِہَۃً لَّعَلَّہُمْ یُنْصَرُوْنَ
ہو جاوینگے اونکے مخالف ۱۲ — اور پکڑے ہین اللہ کے سوا اور حاکم کہ شاید انکو مدد پونہچے
لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَہُمْ وَہُمْ لَہُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ اور فرمایا وَمَا ظَلَمْنٰہُمْ وَلٰکِنْ ظَلَمُوْٓا
نہ سکینگے اونکی مدد کری اور یہہ اونکی فوج ہوکر پکڑے آوینگے ۱۲ — اور ہمنے ان پر ظلم نکیا لیکن کر گئے
اَنْفُسَہُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْہُمْ اٰلِہَتُہُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ
اپنی جان پر پہر کچھہ کام نہ آئی اونکے ٹہاکر جنکو پکارتے تھے اللہ کے سوا کسی چیز مین جب پونہچا
اَمْرُ رَبِّکَ وَمَا زَادُوْہُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ اور اسکی سوا اور بہت آیتین ہین اس سے
حکم تیرے رب کا اور کچھہ نہ بڑہایا اونکی حق مین سوا تباہی کی ۱۲

معلوم ہوا کہ دلکی درستی اور سعادت اور فلاح خدا کی عبادت اور اس سے مدد چاہنے مین ہی اور اسکی بدبختی اور ہلاک اور حال اور مآل کا نقصان مخلوق کی پرستش اور اس سے مدد چاہنے مین ہی **ساتوین وجہ** یہہ ہے کہ اللہ تعالے غنی اور کریم اور عزت والا اور مہربان ہی تو وہ اپنے بندہ پر احسان کرتا ہی اور

قال الله تعالى واتخذوا من دون الله آلهة ليكونوا لهم عزا كلا سيكفرون بعبادتهم ويكونون عليهم ضدا وقال تعالى واتخذوا من دون الله آلهة لعلهم ينصرون لا يستطيعون نصرهم وهم لهم جند محضرون وقال وما ظلمناهم ولكن ظلموا انفسهم فما اغنت عنهم آلهتهم التي يدعون من دون الله من شيء لما جاء امر ربك وما زادوهم غير تتبيب وغير ذلك من الآيات فصلاح القلب وسعادته وفلاحه في عبادة الله والاستعانة به وهلاكه وشقاوته وضرره العاجل والآجل في عبادة المخلوق والاستعانة به

الوجه السابع ان الله غني كريم عزيز رحيم فهو محسن الى عبده

اُسکی کچھہ پروا نہین رکہتا اوسکی بہلائی چاہتا ہے اور نقصان کو اُس سے دور کرتا ہی نہ اسوجہ سے کہ بندہ سے کچھہ نفع لے یا نقصان دور کراوے بلکہ صرف اپنی رحمت اور احسان ہی کے باعث اُسپر احسان کرتا ہی اور کچھہ غرض نہین رکہتا کہ اللہ تعالی نے اپنی خلق کو اسلئے نہین پیدا کیا کہ پہلے کم تہا اُنکی باعث زیادہ ہوجاوے یا اُنکے سبب سے کسی ذلت مین مدد دیوے ارشاد فرماتا ہی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ
(اور مینے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو مین نہین چاہتا اُن سے روزینہ اور نہین چاہتا کہ مجکو کہلاوین اللہ جو ہی وہی ہی روزی دینیوالا زور آور مضبوط ۱۲)
اور فرمایا وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ
(اور کہہ سب خوبی اللہ کو جسنے نہین رکہی اولاد نہ کوئی اُسکا ساجھی سلطنت مین اور نہ کوئی اوسکا مددگار ذلت کیوقت پر ۱۲)
اور بندہ بہ فحوای ارشاد خداوندی وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ
(اور اللہ بے پروا ہے اور تم محتاج ۱۲)
ایکدوسرے پر اپنی حاجت اور حال اور مآل کے فائدہ کے لئے احسان کرتے ہین اگر نفع کا خیال نہو تو کوئی بھی دوسرے پر احسان نکرتے تو حقیقت مین آدمی احسان اپنے نفس ہی پر کرتا ہی اور دوسرے پر احسان کرنیکو اپنے لئے فائدہ حاصل ہونیکا ذریعہ اور اُس احسان کے اپنی طرف پہنچنے کا وسیلہ بناتا ہی بایطور کہ یا توقع عوض کی کرتا ہی یا اوسکی تعریف کرنے اور مشکور ہونیکا امیدوار ہوتا ہی یا اُس احسانپر خدا تعالی سے ثواب اخروی کی رجا رکہتا ہی اوس دن مین کہ وہ فقیر اور شدت سے محتاج ہوگا۔ اور اس ارادہ

تعالی وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون ما اريد منهم من رزق وما اريد ان يطعمون ان الله هو الرزاق ذو القوة المتين وقال تعالى وقل الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك في الملك ولم

ولم ينتصر بهم من ذل وقال ... خلقه ليتكثر بهم من قلة ... نفى سبحانه لم يخلق ... محض بل رحمة منه واحسانا ... منفعة من العبيد ولا ... ويكشف عنه الضر لا لجلب ... مع غناه عنه يريد به الخير

الى بعض العباد كما قال الله تعالى والله الغني وانتم الفقراء انما يحسن بعضهم الى بعض لحاجته وانتفاعه ... فهو في الحقيقة انما احسانه الى نفسه وانما جعل الاحسان ... وسيلة الى حصول النفع ... انما اراد الاحسان الى الغير ... انما التوقع جزاءه او لرجاء الجزاء ... من الله تعالى ... الاحسان في يوم فقره وحاجته وفاقته

وهما عند الامام في هذا القصد فانه فقير محتاج بل فقير مضطر في ذاته فمن هنا علم ان ما ينفعه كمال له قال تعالى ان احسنتم احسنتم لانفسكم وان تفعلوا من خير فانه يوف اليكم

مین بندہ پر کچہہ الاہنا نہین اسلئی کہ بندہ فقیر اور محتاج ہی بلکہ اوسکی احتیاج
اوسکی ذات کے لوازم مین سی ہی تو بندہ کا اپنی نفع کی چیز پر حریص ہونا
اوسکا کمال ہی اللہ تعالی فرماتا ہے اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ اور
اگر بہلائی کی تم اپنے تو بہلا کیا اپنا ۱۲
فرمایا وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ اور حدیث قدسی مین وارد ہی کہ اے
اور جو تم بہلائی کرو گے وہ پوری دیجائیگی تمکو ۱۲
میرے بندو تم نہین پوہنچنے کے میرے فائدہ کو کہ میری کام آو نہ میرے
نقصان کو کہ کچہہ میرا ضرر کرو اے میری بندو یہہ تمہاری کام ہین جنکو مین تمہارے
ہی لئی گن گن رکہتا ہون پس جو شخص اپنی اعمال مین بہتری پاوی وہ خدا تعالے
کا شکر کرے اور جو اعمال خیر کے سوا پاوی وہ ملامت نکری مگر اپنے آپکو
حاصل یہہ کہ خلق کو تمہاری نفع پہنچانے سے بجز تم سی فائدہ اُٹھانیکے اور
کچہہ مطلب نہین اور خدا تعالی جو تمکو نفع دیا چاہتا ہی اُس سی کچہہ اوسکا
مطلب نہین علاوہ ازین اوسکا نفع ضرر سے خالص ہی بخلاف خلق کی نفع
کے کہ اوسمین کبہی تمپر ضرر بہی ہو جاتا ہی مثلا خلق کی منت ہی اُٹھانی پڑی
اِسبا تکو سوچ لو کیونکہ اسکو سوچنا اور اسکا لحاظ رکہنا تمکو اس امر کا مانع
ہوگا کہ خلق سی کچہہ توقع کرو یا خدا تعالی کے سوا اُس سی کچہہ معاملہ کرو یا
اُس سی کوئی فائدہ یا نقصان کو دفع کرنا چاہو یا اپنی دلکو اوسمین لگاؤ اور

وفي الكلام القدسي يا عبادي انكم لن تبلغوا نفعي فتنفعوني ولن تبلغوا ضري فتضروني يا عبادي انما هي اعمالكم احصيها لكم فمن وجد خيرا فليحمد الله ومن وجد غير ذلك فلا يلومن الا نفسه فالمخلوق القصد بنفعه ذلك في الحقيقة الا انتفاعه بك والله تعالى انما يريد نفعك نفعا لا يرجع اليه منه شيء ونفعه ذلك خالص عن الضرر بخلاف نفع المخلوق فانه قد يكون فيه مضرة عليك ولو بتحمل منته فتدبر فلاحظه ذلك ولا يمنعك ان ترجو المخلوق ونفعه او ضره الله او تطلب منه نفعا او دفعا وتعلق قلبك به

سیه حال ساری مخلوق کا ہے ستے کہ بیٹی کا باپکے ساتھہ اور بی بی کا خاوند کے ساتھہ اور غلام کا آقا کے ساتھہ - پس نیکبخت وہ ہے جو اُنسے خدا کیواسطے معاملہ رکھتے اونکے واسطے اور اُنکے باب مین خدا تعالی کا خوف کرے اور اُنسے خوف نکرے اور انپر احسان کرنیمین خدا تعالی سے توقع ثواب کی کرے اور اللہ تعالی کے ہوتے ہوے اُنکی توقع نکرے اور اُنسے محبت خدا تعالی کی محبت کی وجہ سے کرے نہ یہہ کہ خدا تعالے کی محبت مین اُنکو شریک کرے چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے

إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا
ہم جو تمکو کھلاتے ہین سو خالص اللہ کی رضا چاہنیکو نہ تم سے ہم چاہین بدلا نہ شکر گذاری

آٹھوین وجہ یہہ ہے کہ بندہ کو دوسری کی بہتری معلوم نہین ہوتی جبتک وہ خود اُسکو نہ بتادے اور نہ دوسرکی بہتری کرسکتا ہے جبتک کہ خدا تعالے اوسکو قدرت نہ دے اسصورتمین سب معاملہ خدا تعالی کیطرف سے ہے اوسیکے قبضہ مین بہتری ہے اور معاملہ کل کا کل اوسیکی طرف آرہتا ہے پس دل کا لگانا خدا تعالی کے سوا اسے براہ رجا اور خوف اور توکل اور بندگی کے بڑا نقصان ہے کہ جسمین کچھ فائدہ نہین اور جو نفع دوسرے سے ہوتا بھی ہے تو خدا تعالی ہی اوسکو مقدر اور میسر فرماتا ہے

نوین وجہ یہہ ہے کہ اکثر لوگ دوسریکے ساتھہ سلوک کرنیسے اپنا مطلب پورا کرنا چاہا کرتے ہین گو اس سے دوسریکا نقصان دین اور دنیا مین ہوجاوے

وهذا حال الخلق كلهم حتى الولد مع والده والزوجة مع زوجها والمملوك مع سيده فالسعيد من عاملهم لله لا لهم وخاف الله فيهم ولم يخفهم ورجى الله بالاحسان اليهم ولم يرجهم فيه واحب الله واحبهم لحب الله ولم يحبهم مع الله كما قال تعالى انما نطعمكم لوجه الله لا نريد منكم جزاء ولا شكورا

الوجه الثامن ان العبد لا يعلم مصلحته حتى يعرفه الله اياها ولا يقدر على تحصيلها حتى يقدره الله عليها ولا يريدها حتى يجعل الله فيه ارادتها فالامر كله لله ومنه واليه فتعلق الرجاء بغيره والخوف منه والتوكل عليه والعبودية له ضرر محض لا منفعة فيه وما يحصل من النفع فانما هو بسبحانه الذي قدره

الوجه التاسع ان غالب الخلق انما يريدون قضاء حاجاتهم منك وان اضر ذلك بدينك ودنياك

اور خدا تعالے جو بندہ پر ارادہ کرتا ہے تو صرف اوسکے لئی اور
اُسپر احسان جو فرماتا ہے تو خاص اوسکی نفع کے لئے نہ اپنی نفع کیواسطے
اور ضرر کو اُس سے دور کرنا بھی بلا غرض چاہتا ہی تو اِسصورتمین تمہاری توقع
اور بیم و رجا دوسرے سے کیسی متعلق ہو سکتی ہی حالانکہ تمکو معلوم ہی کہ اگر
تمام مخلوق اِسبات پر متفق ہون کہ تمکو کچھہ نفع پونہچاوین تو نہ پونہچاوینگی
مگر اوسیقدر جو اللہ تعالے نے تمہاری لئی لکھدیا ہی اور اگر سبکے سب
تمکو ضرر دینی پر اکٹھے ہون تو ضرر بھی اوسیقدر دینگے جو اللہ تعالی نے تمپر
لکھدیا ہی خدا تعالی فرماتا ہے قُل لَن يُّصِيبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَ
عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (تو کہہ ہمکو نہ پونہچیگا مگر وہی جو لکھدیا اللہ نے ہمکو وہی ہے صاحب ہمارا اور اللہ ہی پر چاہیے بھروسا کریں مسلمان ۱۲) **دسوین وجہ** یہہ ہی کہ ہر جاندار کی سرشت
اِسبات پر ہے کہ کسی چیز کا ارادہ اور قصد کری اور کسی چیز سی مدد چاہے
اور اوسپر اعتماد کری اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہی یعنی مراد کی دو قسمین
ہین ایک وہ کہ خود بالذات مراد ہو دوسری وہ کہ غیر کیواسطے ہو یعنی مراد بالذات
کا وسیلہ ہو اور جس چیز سی مدد چاہتا ہے یعنی مددگار اوسکی بھی دو قسمین
ہین ایک وہ کہ خود اپنی آپ مددگار ہو ایک وہ کہ مددگار بالذات کا تابع
اور آلہ ہو تو یہان چار باتین ہین مراد بالذات اور مراد بوجہ غیر اور

على ان ينفعوك بشيء لم ينفعوك الا بشيء قد كتبه الله لك ولو اجتمعوا على ان يضروك بشيء لم يضروك الا بشيء قد كتبه الله عليك قال الله تعالى قل لن يصيبنا الا ما كتب الله لنا هو مولانا وعلى الله فليتوكل المؤمنون

الوجه العاشر ان كل حي له مراد ويطلب وله شيء يقصده ويستعين بشيء ويعتمد عليه والمراد مراد لنفسه ومراد لغيره والمستعان قسمان مستعان بنفسه ومستعان هو تبع لغيره وآلة وهاهنا اربعة امور مراد لنفسه ومراد لغيره

مددگار بالذات اور مددگار اسجہت سی کہ مددگار بالذات کا تابع ہی
پس اِن چارون مین سی اول اور سوم خداوند تعالی ہے یعنی مراد اور
مقصود اور محبوب بالذات اور مددگار بالذات اوسیکی ذات ہی اور جتنی
چیزین اوسکے سوا ہین چاہیے کہ اُنکی محبت تابع اُسکی محبت کے ہو اور اُن سی
مدد اسوجہ سی لیجاوی کہ وہ آلہ اور ذریعہ خداتعالی کی مدد کے ہین تو اس سے
ثابت ہوا کہ غیر اللہ کی محبت اور استعانت اگر وسیلہ اوسکی محبت اور استعانت
کا نہوگی تو اُسکا ضرر نسبت فائدہ کے زیادہ ہوگا

ساتوان باب

اِس امر مین کہ قرآن مجید مین دلکی دوائین اور اوسکے سب مرضون کا
علاج موجود ہے

اللہ تعالی فرماتا ہے یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا
(ای لوگو آئی تمکو نصیحت تمہارے رب سی اور چنگا کرنے کو)
فِی الصُّدُوْرِ اور فرمایا وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ اور
(جیونکو روگ ۱۲) (اور ہم اوتارتے ہین قرآن مین کہ وہ جس سے روگ چنگے ہون اور مہر ایمانوالونکو)
پہلے اوپر گذر چکا ہے کہ دلکے مرض شبہات اور شہوات کی روگ ہین
اور قرآن مین وہ کہلی باتین اور پکی دلیلین ہین جو حق کو باطل سی علیحدہ
کردیتی ہین اور جن شبہون سی کہ علم اور تصور اور فہم مین خرابی پڑتی ہے

وبمواخبة ويستعان به لكونه الله وسيلة فمحبة غير الله تعالى واستعانته ان لم يكن وسيلة الى محبته و استعانته كانت مضرتها على العبد اعظم من مصلحتها

الباب السابع في ان القران متضمن لادوية القلب وعلاجه من جميع امراضه قال تعالى يا ايها الناس قد جاءتكم موعظة من ربكم وشفاء لما في الصدور وقال وننزل من القران ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين وقد تقدم ان امراض القلب هي امراض الشبهات والشهوات وفي القران من البينات والبراهين القطعية ما يبين الحق من الباطل فيزيل امراض الشبه المفسدة للعلم والتصور والادراك

بحیث یزیح الاشتباه علی
ما هی علیه ولیس تحت
ادیم السماء کتاب متضمن
للبراهین والآیات علی
المطالب العالیة من
التوحید واثبات
الصفات واثبات المعاد
والنبوات ورد النحل الباطلة و
الآراء الفاسدة مثل القرآن فانه
کفیل بذلک کله متضمن له علی
اتم الوجوه واحسنها ولکن ذلک موقوف
علی فهمه ومعرفة المراد منه فمن رزقه الله
ذلک ابصر الحق والباطل عیانا
بقلبه کما یری اللیل والنهار واعلم ان
ما عداه من کتب الناس وآرائهم
ومعقولاتهم بین علوم لا ثقة بها
وبین ظنون کاذبة لا تغنی
من الحق شیئا وبین امور صحیحة
لا منفعة للقلب فیها واما
بین امور صحیحة وقد
هی آراء وتقلید او
وعروا الطریق الی تحصیلها و
اطالوا الکلام فی اثباتها مع
قلة نفعها فهی لحم جمل غث

اونکا روگ مٹا دیتی ہین ایسی طرح کہ چیزین جونکی تون معلوم ہونے
لگتی ہین اور قران مجید کی مثل کوئی کتاب مین سے پردہ پر نہین جسمین بڑی
بڑی مطالب یعنی توحید و ثبوت صفات اور ثبوت آخرت اور نبوت اور
جھوٹے دینونکے باطل ہونے اور خراب تجویزونکے رد کرنے پر دلیلین اور
آیتین موجود ہون اور قران مجید مین یہہ سب کچھہ موجود ہی ساری کا سارا
ان امور پر اچھی کامل طور سی شامل ہے مگر ان باتونکا سمجھنا قران مجید کے
سمجھنے پر اور اوسکے مقصود کے دریافت کرنے پر موقوف ہی پس جس شخص
کو خداوند کریم اوسکی سمجھہ عنایت فرماتا ہی وہ حق اور باطل کو اپنی دل سے
صاف دیکھہ لیتا ہی جیسی دن اور رات کو دیکھتا ہی اور جان لو کہ قران
مجید کے سوا جو لوگونکی کتابین اور انکی تجویزین اور معقولات ہین جنمین وہ
علوم ہین کہ جنپر اعتماد نہین خواہ جھوٹے توہمات ہین کہ امر حق سی کچھہ بھی انکو
مس نہین خواہ درست باتین ہین مگر دلکو انسی کچھہ فائدہ نہین بلکہ صرف
تجویزین اور تقلیدین ہین خواہ ایسی درست باتین ہین جنکے حاصل کرنے مین بڑی
دقتین اٹھائی ہین اور اونکے ثابت کرنے مین باوجود کم فائدہ کے بہت
گفتگو بڑہائی ہے تو اس قسم کی کتابین وغیرہ ایسی ہین جیسی بلی اونٹ کا

کوشت سخت پہاڑ کی چوٹی پر رکہا ہو کہ نہ جگہہ آسان ہی کہ کوئی اوپر چڑہکر
لیوی اور نہ موٹا ہی کہ کوئی نقل بنا دی اور جو کچہہ متکلمین وغیرہم نے لکہا ہی وہ
قران مجید مین بہت صحیح تقریر اور عمدہ تفسیر سی موجود ہی پس اونکی بیان بجز
کلام کی طوالت اور بناوٹ اور دقت کے اور کچہہ نہین جیساکسی نے
کہا ہی **قطعہ** حرص آپکی نہوتی تو کبہی دنیا مین ✦ نہ تناظر کوئی لکہتا
نہ معانی نہ کلام ✦ اپنی دانست مین کہولین ہین مصنف عقدی ✦ لیک
تصنیف سی بڑہتی گئی وہ سب نے انجام ✦ اور جو شخص کہ ان لوگونکی نہایت
رتبے سے واقف ہی وہ یون کہتا ہی **ع** قید ہی انجام معقولات کا ✦ کوشش
اکثر عالمونکی ہے ضلال ✦ ہی ہماری روح تن سی گریز ✦ حاصل اس
دنیا کا ہے ہمکو وبال ✦ عمر بہر کی بحث سی بس یہہ ملا ✦ لکہہ لیا ہمنے
جو تہا کچہہ قیل و قال ✦ ہمنے جو علم کلام کے طریقون اور حکمت کے
دستور ونکو دیکہا تو ایسا نہ پایا جس سی کوئی روگ اچہا ہو یا پیاس بجہے
ہان طریقہ قران مجید کا نہایت قریب راہ ہی چنانچہ اثبات مین ان دونو
آیتون کو پڑہ لے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى اور اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ
اور نفی مین ان دو کو پڑہ لے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اور وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا

علم مناظرہ ۱۲ — گمراہی ۱۲ — وہ بڑی مہروالا تخت کے اوپر قائم ہوا ۱۲ — اور اوسی کیطرف چڑہتا ہی کلام ستہرا ۱۲ — نہین اوسکی طرح کا سا کوئی — یہہ قابو مین نہین لاتی اوسکو ۱۲

على رأس جبل وعر لا سهل فيرتقى ولا سمين فينتقل وما عند المتكلمين وغيرهم فهو في القرآن أصح تقريرًا وأحسن تفسيرًا فليس عندهم إلا التطويل والتكلف والتعقيد

أي قبل أن يوضع هذا العلم لولا التنافس في الدنيا ما وضعت كتب التناظر لا المغني ولا العمد تحقق عقول أربابها الذي وضعوه حصل من تعمقهم زادت العقد وقد أخبر الواقف على نهايات إقدامهم

نهاية إقدام العقول عقال ✦ وأكثر سعي العالمين ضلال ✦ وأرواحنا في وحشة من جسومنا ✦ وحاصل دنيانا أذى ووبال ✦ ولم نستفد من بحثنا طول عمرنا ✦ سوى أن جمعنا فيه قيل وقال ✦ لقد تأملت الطرق الكلامية والمناهج الفلسفية فما رأيتها تشفي عليلا ولا تروي غليلا ورأيت أقرب الطرق طريقة القرآن اقرأ في الإثبات الرحمن على العرش استوى إليه يصعد الكلم الطيب واقرأ في النفي ليس كمثله شيء ولا يحيطون به علما

وهما شفاء لمرض الشهوات فان القرآن فيه من الحكمة والموعظة الحسنة بالترغيب والترهيب والتزهيد في الدنيا والترغيب في الآخرة والامثال والقصص التي فيها انواع العبر والاستبصار فالقرآن مزيل للامراض الموجبة للارادة الفاسدة فيصلح ارادته ويعود الى فطرته التي فطر الله عليها فتصلح افعاله بصحته وصلاحه الى الحال الطبيعي فيصير بحيث لا يقبل الا الحق كما ان الطفل لا يقبل الا اللبن ليس بقابل لشيء سوى الطفل وعاد الغذاء

اور قرآن مجید جو شہوتون کے روگ سے شفا دیتا ہے تو اوسکی وجہ
یہہ ہے کہ اوسمین حکمت اور عمدہ نصیحت رغبت اور خوف دلانیکے تہہ نا
اور دنیا مین زہد کرنا اور آخرت کی خواہش کرنی اور کہاوتین اور قصے
جنمین طرح طرحکی عبرتین اور سوجھہ بوجھہ موجود ہین غرضکہ قرآن مجید اون
امراض کو دور کرتا ہے جو موجب فاسد ارادونکے ہوتے ہین پس
قرآن مجید سے آدمی کا ارادہ درست ہوکر اپنی اصل پیدایش کیطرف
پہر آتا ہے جسپر کہ خدا تعالے نے اوسکو پیدا فرمایا ہے اسکے بعد اوسکے
افعال درست ہوجاتے ہین جیسا بدن صحت اور تندرستی کے بعد اپنی
حالت طبیعی پر ہوجاتا ہے اسکے بعد دل سوا امر حق کے اور کسی چیز کو نہین
مانتا جیسے لڑکا بجز دودھہ کے اور کسی شی کو قبول نہین کرتا

جون طفل نہین مانتا وہ حق کے سوا کو + اور اوسکی ملامت گر اب آرام سے بیٹھے

اسحالت مین دل ایمان اور قرآن سے وہی غذا حاصل کرتا ہے
جو اوسکو پاک کرے اور قوت و مدد دیوے اور فرحت و سرور بخشے جسطرح کہ بدن
اپنی بڑہانیوالی اور قوت دینیوالی چیز سے غذا حاصل کیا کرتا ہے اور جو چیز
دل اور بدن نہین ہے وہ اسباتکی محتاج ہے کہ ترقی کرکے بڑھے اور زیادہ ہو

القلب من الايمان والقرآن بما يزكيه ويقويه ويؤيده ويفرحه ويسره كما يغتذي البدن بما ينميه ويقويه وكل من القلب والبدن محتاج الى ان يتربى فينمو ويزيد

یہانتک کہ درست ہو جاوے اور از انجا کہ دلکی زندگی اور آسایش بدون اوسکی زکوۃ اور طہارت کے ممکن نہین اسلئے ہمکو اُسکا ذکر کرنا بھی ضرور ہوا

اٹھوان باب

دل کی زکوۃ مین

دلکی زکوۃ کے معنی لغت کی رو سے درستی مین زیادتی و ترقی کے ہین کہتے ہین زکی الشیٔ جب چیز بڑھجاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا (لی اونکے مال سے بہتسے زکات کہ اونکو پاک کرے تو اسسے اور بڑہاوے) اِس آیت مین دونو باتین طہارت اور زکوۃ جمع فرمائین اسواسطے کہ دونو ایکدوسرےکے ساتھ رہتی ہین کیونکہ برائیون اور گناہونکی ناپاکی دلمین ایسی ہی جیسی نکمے اخلاط بدنمین یا گہاس کہیتی مین یا میل سونے چاندی وغیرہ مین تو جیسے بدن بُری خلطونسے جب خالی ہوجاتا ہے تو قوت طبیعی صاف ہوجاتی ہے اور ارام پاکر نے روک ٹوک اپنا کام کرنے لگتی ہے اور بدن بڑہنا شروع کرتا ہے اسیطرح جب دل توبہ کے باعث گناہون سے صاف ہوتا ہے اور گناہ کی ملاوٹسے خالص بنجاتا ہے تو دل کا ارادہ اُن کشاکشون اور خرابیون سے علیحدہ ہوکر محض خیر کے لئے ہو جاتا ہے اور دل بڑہتا ہے اور زور پکڑتا ہے اور اپنے تخت سلطنت پر بیٹہکر اپنی رعیت مین حکم جاری کرتا ہے

فی زکوۃ القلب زکوۃ القلب تحفۃ لباب الرحمن وطہارتہ لم یکن بد من ذکرہما القلب وتنعیمہ ... حتی یصلح وما کانت حیوۃ

فصل فی زکوۃ القلب الزکوۃ فی اللغۃ ہی النماء والزیادۃ فی الصلاح یقال زکی الشیٔ اذا نما فقال تعالی خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا فجمع بین الطہارۃ والزکوۃ لتلازمہما فان نجاسۃ الفواحش والمعاصی فی القلب بمنزلۃ الاخلاط الردیۃ فی البدن وبمنزلۃ الدغل فی الزرع والخبث فی الذہب والفضۃ والنحاس والحدید فکما ان البدن اذا استفرغ من الاخلاط الردیۃ تخلصت القوۃ الطبیعیۃ منہا فاستراحت فعملت عملہا بلا معوق ولا ممانع فنمی البدن فکذلک القلب اذا تخلص من الذنوب بالتوبۃ فقد استفرغ من تخلیطہ فتخلصت ارادۃ القلب وارادتہ الخیر ... المواد الردیۃ وزکی ... وقوی واستند علی سریر ملکہ ونفذ حکمہ فی رعیتہ

فیہمت له وطاعت
فاراسبیل الی تزکیته الا
بعد طہارته قال تعالی
قل للمؤمنین یغضوا من
ابصارہم ویحفظوا فروجہم
ذلک ازکی لہم ان اللہ
خبیر بما یصنعون فجعل
الزکوٰۃ بعد غض البصر وحفظ
الفرج ولذلک کان غض البصر عن المحارم
یوجب ثلاث فوائد عظیمۃ الخطر جلیلۃ القدر
احدہا حلاوۃ الایمان ولذته التی ہی احلی
فمن غض بصرہ عنه لله فان من ترک شیئا لله
عوضه الله خیرا منه
والنفس مولعة بالنظر الی الجمال من
الصور والعین رائد القلب فیبعثه
لینظر فاذا اخبرہ بحسن المنظور الیه
واشتاق الیه فاذا کف الرائد
عن الکشف والمطالعة استراح
القلب من کلفة
الطلب فمن اطلق لحظاته
دامت حسراته والنظر
یولد المحبة والعلاقة
بالقلب ثم تقوی
فتصیر صبابة

اُسوقت رعیت اُسکا حکم سُنتی اور مانتی ہے غرضکہ دلکی زکوۃ کی
کوئی سبیل بدون اُسکی طہارت کے نہین اللہ تعالے فرماتا ہے
قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِہِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَہُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَہُمْ اِنَّ اللّٰہَ
کہدے ایمان والونکو نیچی رکھین اپنی آنکھین اور تہامتے رہین اپنی ستر اسمین خوب ستہرائی ہی اونکی اللہ
خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ اس آیت مین زکوۃ کو موقوف آنکھہ کے بند کرنے اور
کو خبر ہی جو کچھہ کرتے ہین
شرمگاہ کے نگاہ رکہنے پر فرمایا اور یہین وجہ محارم سی آنکھہ نیچی رکہنا
موجب تین بڑی فائدونکا ہی **اول** ایمان کی حلاوت اور اوسکی وہ لذت
کہ جس چیز سے اپنی آنکھہ پھیر لی ہے اور اُسکو خدا کے لئی چھوڑ دیا ہی
اوسکی نسبت کرزیادہ مزہ دار ہی اسلئی کہ جو شخص کسی چیز کو خدا تعالی کے
لئی چھوڑتا ہی اللہ تعالے اوسکے عوض مین اُسکو بہتر عنایت فرمایا کرتا ہی
اور نفس اچھی صورتونکے دیکھنے پر مرتا ہے اور آنکھہ دلکی لئی اگوا ہی دل
اوسکو دیکھنے لئی بہیجتا ہی پس جب خوبصورت چیز کی خبر دلکو دیتی ہے تو
دلمین حرکت اور اشتیاق پیدا ہوتا ہی اور اگر آنکھہ کہلنے سی باز رہی تو دل
آرام سی رہی اور طلب کی مشقت نہ اٹھادی اس سی معلوم ہوا کہ جو شخص
اپنی نگاہ کو مطلق العنان رکہتا ہی ہمیشہ حسرتین کرتا ہی اور دیکھنی
سی محبت اور دل کا لگاؤ پیدا ہوتا ہے پہر زور پاکر یہی علاقہ میلان بنجاتا ہی

یعنی دل ہمہ تن اُس چیز کیطرف جھکا پڑتا ہی پہر اور قوت پکڑکر غرام یعنی آشفتگی ہو جاتی ہی جو ہر وقت دل کے ساتھ رہتی ہی جیسے غریم یعنی قرضخواہ قرضدار کے ساتھ رہتا ہی پہر اور زور پکڑکر عشق ہو جاتا ہی جو حد سے زیادہ محبت کا نام ہی پہر اور غلبہ پاکر تتیم یعنی بندگی کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے اسطرح کہ دل محبوب چیز کا بندہ ہو جاتا ہی اور یہہ سب خرابیاں نگاہ ہی ہوتی ہین اِس صورت مین دل پہلے تو بادشاہ تہا اب گرفتار ہو جاتا ہی اور پہلے چہوٹا ہوا تہا اب محبوس ہو جاتا ہی اور آنکہہ سے شکایت ظلم کی کرتا ہی اور آنکہہ کہتی ہے کہ مجکو تو نے ہی بہیجا تہا ع ای باد صبا اینہمہ آوردۂ تست + اور ان امور مین وہی دل پہنستے ہین جو خدا تعالی کی محبت اور اخلاص سے خالی ہون اِسلئے کہ دل کے لئے کوئی نہ کوئی محبوب ضرور ہی تو جسکا محبوب خدا یکتا نہوگا اوسکا دل ضرور ہی کہ دام محبت غیر اللہ مین پہنسے ورنہ اللہ تعالی کی محبت کے ہوتے ہوتے غیر کی محبت دل کے گرد نہین پہٹکتی اللہ تعالی فرماتا ہے كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ
(یوں ہی ہوا اسواسطے کہ ہٹادین اوس سے برائی اور بیحیائی البتہ وہ ہی ہمارے چنے بندوں میں ہے ۱۲)
دوسرا فائدہ دل کی روشنی اور دانائی کا درست ہونا ہی - ابو شجاع کرمانی کہتے ہین کہ جو شخص اپنے ظاہر کو اتباع سنت اور باطن کو ہمیشہ مراقبہ رکہنے سے آباد کرے اور اپنے نفس کو

بتضیق الیہ القلب بکلیتہ ثم یقوی ای فیصیر غراما یلزم القلب لزوم الغریم الذی لا یفارق غریمہ ثم یقوی فیصیر عشقا وهو الحب المفرط ثم یقوی ای فیصیر تتیما والتتیم و التعبد تتیم القلب عبد وهذا كلہ بجنایۃ النظر فیصیر القلب اسیرا بعد ان كان ملكا و مسجونا بعد ان كان مطلقا یتظلم من الطرف والطرف یقول انت اجلبتہ ویعنی وانما تبتلی بذلك القلوب الفارغۃ من حب اللہ والاخلاص لہ فان القلب لا بد لہ من محبوب فمن لم یكن اللہ وحدہ محبوبہ فلا بد ان یتعبد قلبہ لغیرہ قال تعالی كذلك لنصرف عنہ السوء والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین

الفائدۃ الثانیۃ تنقیح القلب وصحۃ الفراسۃ قال ابو شجاع الكرمانی من عمر ظاہرہ باتباع السنۃ وباطنہ بدوام المراقبۃ وكف نفسہ

شہوات سے روکے اور اپنی آنکھہ حرام چیزونسے نیچی کرے اور غذا ے حلال کا عادی ہو تو اُسکی سمجہہ کبہی غلطی نکریگی اللہ تعالی نے اول مومنون کو حکم نگاہ کے تلے رکہنے اور ستر کے روکے رکہنے کا فرمایا بعدہٗ ارشاد فرمایا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ (اللہ ہے روشنی آسمانون اور زمین کی ۱۲) اور اسکا بہید یہہ ہے کہ بدلا عمل کی جنس سے ہوا کرتا ہے تو جو شخص اپنی آنکھہ کو نیچی رکہیگا اللہ تعالی اوسکے عوض مین ویسی ہی چیز اس سے بہتر عنایت فرماویگا مثلاً اگر اوسنے اپنی آنکھہ کا نور حرام چیزون پر نجانے دیا تو اللہ تعالی نے اُسکے عوض مین اُسکا نور باطن چہوڑ دیا تو اوسکو وہ چیزین معلوم ہونے لگین جو نگاہ کی چہوڑنے والے اور آنکھہ کو تلے نرکہنے والیکو نہین سوجہتین حاصل یہہ کہ دل مثل آئینہ کے ہے اور ہوای نفسانی اُسکی لئے بمنزلہ زنگ کے ہے جسکے باعث حقیقتونکی صورتین اسمین منقش نہین ہوتین **تیسرا فائدہ** دل کا زور پکڑنا اور ثابت اور جما ہوا رہنا تو اللہ تعالی دلکو اوسکی قوت کی باعث فتح کا غلبہ عنایت فرماتا ہے جیسے نور کے سبب سے حجت کا مرحمت کرتا ہے تو دونو غلبے اللہ تعالے جمع کر دیتا ہے اور اسیو اسطے اثر مین آیا ہے کہ جو شخص اپنی خواہش کی خلاف کرتا ہے تو شیطان اوسکی سایہ سے بہاگتا ہے

عن الشہوات وغض بصره عن المحارم واعتاد اكل الحلال لم يخطئ له فراسة قال الله تعالى قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم ثم قال الله نور السموات والارض وسر ان الجزاء من جنس العمل فمن غض بصره عن محارم الله عوضه الله من جنسه ما هو خير منه فكما امسك نور بصره عن المحرمات اطلق الله نور بصيرته فيرى ما لم يره من اطلق بصره ولم يغضه والقلب كالمرآة والهوى كالصدأ فيها ومنعها صور الحقائق

والثالثة قوة القلب وثباته فيعطيه الله بقوته سلطان النصرة كما اعطاه بنوره سلطان الحجة فيجمع الله له السلطانين ولهذا في الاثر ان الذي يخالف هواه يفرق الشيطان من ظله

اسیطرح جو شخص اپنی خواہش کا پیرو ہوا اوسمین نفس کی ذلت اور
مغلوب ہونا وہ ہوتا ہی جو اللہ تعالی نے اپنے نا فرمانونکی لئے مقرر فرمایا
اس سے معلوم ہوا کہ عزت اوسی شخص کو ہی جو اللہ تعالی کی اطاعت کری
اور ذلت اور رسوائی اوسکو ہی جو اوسکی نا فرمانی کری چنانچہ اللہ تعالے
فرماتا ہی وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ (اور عزت خاص اللہ اور اسکے رسول اور مسلمانونکو ہے) اور فرمایا مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّۃَ (جسکو چاہیے عزت)
فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ جَمِیْعًا (تو اللہ کی ہی عزت ساری) - بعض اکابر سلف فرماتے ہین کہ لوگ بادشاہونکے
دروازی پر عزت ڈہونڈہتے ہین مگر عزت اونکو صرف خدا تعالی کی طاعت
ہی مین ملیگی - اور حضرت حسن بصری فرماتے ہین کہ گو گنہگارونکے
گہوڑونکی قدم بھی اچھی ہون اور خچر بھی اونکے نیچے کھٹا کھٹ چلتے ہون
مگر گناہونکی ذلت اونکی دلمین ہی خدا تعالی اپنے نافرمان کی رسوائی کے
رسوا اور کچھہ نہین مانتا - اور دعاء قنوت مین ہی کہ الٰہی جسکا تو والی ہو
وہ رسوا نہین ہوتا اور جس سے تو دشمنی کری وہ عزت نہین پاتا +
اب اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہین کہ دل کا ترقی کرنا اوسکی
طہارت پر منحصر ہی جیسے بدن کی زیادتی بدون نکمی خلطونکے نکالے
نہین ہوا کرتی اللہ تعالی نے بعد حرام کرنے زنا اور تہمت اور فاحشہ کے

نکاح کے فرماتا ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰکِنَّ
کبھی نہوتا فضل اللہ کا تمپر اور اسکی مہر نہ سنورتا تم مین ایک شخص کبھی لیکن
اللّٰہَ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ - یہہ آیت اِسبات پر دال ہی کہ تزکیہ
اللہ سنوارتا ہی جسکو چاہی اور اللہ سب سنتا جانتا ہے ۱۲
یعنی دلکا بڑہنا حرام سی بچنی سے ہوتا ہی اور گہروالونسی اجازت لینی کے باب
مین فرمایا وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ہُوَ اَزْکٰی لَکُمْ
اور اگر کوئی تمکو کہی کہ پہر جاؤ تو پہر جاؤ اِسمین خوب ستہرائی ہی تمہارا

نواں باب

دل کے پاک کرنے مین اُسکی میل کچیل سے

ہرچند یہہ باب اوپر کے بیانمین داخل ہے مگر یہان صرف اِسلیے علیحدہ
لکہا گیا کہ دلکی طہارت کے معنی بیان کئی جاوین اللہ تعالے نے فرماتا ہی
یَا اَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَہِّرْ اور فرمایا اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ
ای لحاف مین لیٹی کہڑا ہو پہر ڈر سنا اور اپنی رب کی بڑائی بول اور اپنی کپڑی پاک رکہہ ۱۲ وہی لوگ ہین جنکو
لَمْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یُّطَہِّرَ قُلُوْبَہُمْ اور اکثر مفسر متفق ہین اِسپر کہ پہلی آیت مین
اللہ نے نچاہا کہ دل پاک کرے ۱۲
ثیاب سی مراد دل اور طہارت سی غرض اعمال اور عادتونکی اصلاح ہے
واحدی کا قول ہی کہ ثیابک فطہر کے معنو نمین مفسرونکو اختلاف ہی
عطاکی روایت جو حضرت ابن عباسؓ سی ہی اُس سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ گناہون
سی اور اُن امور سی جو حالت کفر مین جائز سمجہتے تھی پاک کرنا مراد ہی اور
یہی قول مجاہدؒ کا ہے ان دونو کے قول کی غرض یہہ ہوئی کہ اپنے

ولولا فضل الله عليكم
ورحمته ما زكى منكم
من احد ابدا ولكن
الله يزكي من يشاء
والله سميع عليم فدل
على ان التزكية
باجتناب ما حرم وقال
في الاستيذان على اهل البيوت
وان قيل لكم ارجعوا فارجعوا
هو ازكى لكم

الباب التاسع

في طهارة القلب من ادناسه وانما افرد
هذا الباب فيما قبله
بالذكر لبيان معنى طهارة القلب قال
تعالى يا ايها المدثر الى قوله وثيابك فطهر
وقال تعالى اولئك الذين لم يرد الله
ان يطهر قلوبهم وعليه المفسرين
على ان المراد بالثياب هنا
القلب والمراد بالطهارة
اصلاح الاعمال والاخلاق
قال الواحدي اختلف المفسرون
في معناه فروي عن عطاء
عن ابن عباس يعني من
الاثم وما كانت الجاهلية
تجيزه وهذا قول مجاهد وقتادة

نفس کو گناہ سی پاک کر اور ایسا ہی کچھہ شعبی اور ابراہیم اور ضحاک سی
مروی ہے اور عرب والے لفظ ثیاب کو کنایۃً نفس پر بولا کرتے ہین
چنانچہ شماخ اور عنترہ کے اشعار مین جو متن مین مذکور ہین یہ امر
موجود ہے اور کلبی کی روایت مین اس آیت کے یہہ معنی کہی
ہین کہ بیوفائی نکرو ورنہ تو بیوفا میلے کپڑون والا ہوجاویگا اور حضرت
عکرمہؓ کہتے ہین کہ اسکے یہہ معنی ہین کہ گناہ اور بدکاری پر اپنے
کپڑے مت پہن اور عکرمہؓ نے اسکو حضرت ابن عباس سی روایت
کیا ہے اور اپنی حجت کے لئے کسی شاعر کا شعر نقل کیا ہی اور ابو رزین
نے اس آیت کے یہہ معنی کہی ہین کہ اپنے عمل کو درست کر اور سدی
نے کہا ہی کہ جب کوئی آدمی نیکبخت ہوتا ہی تو اسکو عرب والے
طاہر الثیاب یعنی پاک کپڑونوالا بولا کرتے ہین اور جب بدکار ہوتا ہے
تو خبیث الثیاب یعنی ناپاک کپڑونوالا کہا کرتے ہین (جیسی فارسی مین
اول کو پاکدامن اور دوسری کو تردامن کہتی ہین) جسطرح کہ بیوفا اور
بدکار کا وصف کپڑے کیمیل سے اور نیکبخت کا وصف کپڑے کی پاکی
کرتے ہین چنانچہ امرء القیس شاعر کا مصرع ہی ع ثیاب بنی عوف طہارا نقیۃ

نفسك فطهرها من الذنب ومثله عن الشعبي وابراهيم والضحاك والعرب تكني بالثياب عن النفس قال الشماخ رموها بأثواب خفاف فلا ترى لها شبها الا النعام المنفرا * يعني الركاب بأبدانهم وقال عنترة فشككت بالرمح الاصم ثيابه * ليس الكريم على القنا بمحرم يعني نفسه وقال في رواية الكلبي لا تغدر فتكون غادرا دنس الثياب وقال عكرمة لا تلبس ثيابك على معصية ولا على فجرة روى ذلك عن ابن عباس واحتج بقول الشاعر * فاني بحمد الله لا ثوب فاجر * لبست ولا من غدرة اتقنع * وقال ابو رزين عملك فاصلح وقال السدي يقال للرجل اذا كان صالحا انه لطاهر الثياب واذا كان فاجرا انه لخبيث الثياب [illegible] الغادر والفاجر دنس الثياب وصف الصالح بطهارة الثياب قال امرؤ القيس * ثياب بني عوف طهارى نقية *

اس سی مراد اوسکی یہی ہے کہ بنی عوف کے لوگ بیوفا نہین اور
حضرت حسنؓ اس آیت کی معنی یہہ فرماتے ہین کہ اپنی خلق کو اچھا کر
اور یہی قول قرطبی کا ہی اور عوفی ابن عباسؓ سی راوی ہین کہ اسکے یہہ معنی
ہین کہ جو کپڑی تو پہنتا ہی وہ حرام کمائی سے نہونی چاہیئین اور سعید بن
جبیر فرماتے ہین کہ اس سی یہہ مراد ہی کہ اپنی نیت کو پاک کر اور بعض مفسر
صرف ظاہر کے معنونکو لیتی ہین یعنی آیت مین حکم کپڑونکے پاک کرنیکا
نجاست سی ہی کہ جسکے ہونیسے نماز نہین ہوتی اور یہی قول ابن سیرین
اور ابن زید کا ہے اور بعضی کہتی ہین کہ غرض چہوٹا کرنیسے ہی اسلیئے کہ کپڑونکو
چہوٹا کرنا نجاست سی دور تر ہی اور آیت سی یہہ سب معنی بطریق اشارہ
اور لزوم کے نکل سکتے ہین اسلئی کہ اگر حکم دلکی پاکی کا ہی تو کپڑی کی پاکی
اور اسکا وجہ حلال سی ہونا دلکی طہارت کی تکمیل ہی اسواسطی کہ لباس کی
نجاست سی دلکی ایک ناپاک صورت بنجاتی ہی اور اسیوجہ سی پہننا چیتون
اور درندونکی کہال کا آنحضرتؐ نے ناجائز فرمایا کیونکہ دل صورت ان
حیوانات کی حاصل کرتا ہی اسلئی کہ ظاہر کا تعلق باطن مین اثر کرجاتا ہی
دوسری آیت اولئک الذین لم یرد اللہ ان یطہر قلوبہم الخ بعد اس آیت کے
وہی لوگ ہین جنکو اللہ نے نہ چاہا کہ دل پاک کرے ۱۲

فی بیان نقض العهد عنه وقال الحسن حسن خلقك وهو قول القرطبي وفي رواية العوفي عن ابن عباس لا تلبس على كسب غير طيب وعن سعيد بن جبير وثيابك فطهر ... بعضهم الى الظاهر ومعناه امر بطهارة الثياب من النجاسة التي لا تجوز الصلوة معها وهو قول ابن سيرين وابن زيد وقيل امر بتقصير الثياب لانه ابعد من النجاسة ويدل على هذه المعاني جميعا بطريق التنبيه واللزوم فان المامور به اذا كان طهارة القلب فطهارة الثوب وطيب مكسبه تكميل لذلك فان من خبث الملبس يكسب القلب هيئة خبيثة ولذا حرم لبس جلود النمور والسباع بنهي النبي صلى الله عليه وسلم عن ذلك لما يكسب القلب من هيئة تلك الحيوانات اذ الملابسة الظاهرة تسري الى الباطن وفي قوله اولئك الذين لم يرد الله ان يطهر قلوبهم ...

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ آخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ

جاسوسی کرنے مین جہوٹ بولنے کو اور جاسوس ہین اوسری جماعت کے جو تجہ تک نہین آئی بدلتے ہین بات کو

اِس آیت پر دلیل ہے کہ دلونمین سے جو ناپاک ہوتا ہی اُسپر اگر باطل پیش ہو تو اُسکو پسند کرتا ہی اور مان لیتا ہی پہر اگر امر حق اوسکے خلاف پر آتا ہی تو اگر اُس سے بن سکتا ہی تو حق کو رد کر دیتا ہی اور جہٹلاتا ہی ورنہ معنی بدلکر اور سے اور کر دیتا ہی اور اگر وہ دل پاک ہوتے تو کلام خدا کی عوض مین باطل کو نہ لیتے اور آیت اِسمانکی بہی دلیل ہی کہ جو شخص اپنے دلکو پاک نکریگا اوسکو ضرور ہے کہ دنیا مین رسوائی اور آخرت مین عذاب ہو اور اسلئے خدا تعالے نے جنت کو اُس شخص پر حرام فرمایا کہ جسکے دلمین نجاست اور میل ہو اور وہ جنت مین نجاویگا جبتک کہ پاک وصاف نہو لے اِسلئے کہ جنت تو پاک لوگونکا مقام ہی اور یہین جہت اونسے کہا جاویگا طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ اور

تم لوگ پاکیزہ ہو سو چلے جاؤ اس مین سدا رہنے کو ١٢

موت کیوقت خبر خوش بہی اُنہین لوگونسے مخصوص ہوئی اور وہی نہونگے

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ

جنکی جان لیتے ہین فرشتے اور وہ ستہرے ہین اونکو کہتے ہین

سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس جو شخص دنیا مین ستہرا

سلامتی ہی تمپر جاؤ بہشت مین بدلا اوسکا جو تم کرتے تھے ١٢

رہیگا اور خدا تعالے سے صاف وشستہ ملیگا وہ جنت مین بلا روک ٹوک کے چلا جاویگا اور جو شخص دنیا مین پاک نہوگا تو اگر اوسکی

الحق فيهم بالتأويل وإنما لو تطهرت تلك القلوب لم تعتض بالباطل عن كلام الله والآية دليل على أن من لم يطهر قلبه لابد أن يناله الخزي في الدنيا والعذاب في الآخرة ولهذا حرم الله الجنة على من في قلبه نجاسة وخبث ولا يدخلها إلا بعد أن يطيب ويطهر فإنها دار الطيبين ولهذا يقال لهم طبتم فادخلوها خالدين واختصت البشارة عند الموت بهم قال تعالى الذين تتوفاهم الملائكة طيبين يقولون سلام عليكم ادخلوا الجنة بما كنتم تعملون

نجاست ذاتی ہوگی جیسے کافر تو وہ کسی صورت سے جنت مین داخل نہوگا اور اگر اُسکی نجاست عارضی اور عمل کے باعث سے ہوگی تو بعد اُس نجاست کے پاک ہوجانیکے جنت مین جاویگا یہانتک کہ اہل ایمان جب پل صراط سے اوترینگے تو جنت اور دوزخ کے درمیان پل پر روک دئے جاوینگے کہ جو کچھہ اُنپر میل کچیل رہگیا ہو اُس سے پاک صاف ہوجاوین پھر اُنکو اجازت جنت مین داخل ہونے کی ملیگی اور اسیوجہ سے نماز مین طہارت مشروع ہوئی کیونکہ نماز مین بھی خدا تعالی کے حضور مین داخل ہونا ہے اور وضو کرنیکے بعد وضو والیکو یہہ کہنا مشروع ہوا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ اِس دعا کا حاصل یہہ ہے کہ دلکی طہارت توبہ سے ہوجاوے اور بدن کی طہارت پانی سے اور یہہ دونو پاکیان جب اکٹھی ہوجائین تب لیاقت خدا تعالی کے حضور مین جانے اور اوسکے سامنے کھڑا ہوکر راز و نیاز کرنیکے ہو اور مینے شیخ الاسلام سے پوچھا کہ حدیث شریف مین جو وارد ہے کہ الٰہی مجکو میری خطاؤن سے پاک کردے پانی اور برف اور اولے سے اور ایک روایت مین ٹھنڈے پانی سے وارد ہے تو اسمین

فما فائدة التخصیص والماء الحار ابلغ فی الانقاء فقال الخطایا تفجر القلب حرارۃ ونجاسۃ وضعفًا فترخی القلب وتضع فیہ نار الشہوۃ وتنجسہا والماء یغسل الخبث ویطفئ النار فان کان باردًا اورث الجسم صلابۃ وقوۃ فان کان معہ ثلج کان اقوی فی التبرید وصلابۃ الجسم وشدتہ فکان اذہب لاثر الخطایا

سرد کی خصوصیت سے کیا فائدہ ہے حالانکہ گرم پانی صاف کرنے مین زیادہ تاثیر رکہتا ہی تو اونہون نے فرمایا کہ خطاؤن سے دلمین گرمی اور ناپاکی اور سستی ہو جاتی ہے تو دل ڈہیلا ہو جاتا ہے اور اسمین آتش شہوت بہڑکتی ہی اور اسکو ناپاک کردیتی ہی اور پانی میل کو دہودیتا ہی اور آگ کو بجہا دیتا ہی پس اگر ٹھنڈا ہوتا ہے تو جسم مین سختی اور قوت بھی پیدا کرتا ہی اور اگر اوسکے ساتھ برف بھی ہو تو سردی مین اور جسم کے سخت کرنے مین قوی تر ہوگا تو اسی وجہ سے خطاؤنکے اثر کو زیادہ تر کھودیگا **فصل** اور خداوند کریم نے شرک اور زنا اور اغلام کو اپنی کتاب مین نجاست اور میل سے نامزد فرمایا ہی اور گناہونکو نہین فرمایا گو نجاست اور میل اونمین بھی پایا جاتا ہی شرک کے بابمین فرمایا کہ اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ (مشرک جو ہیں سو پلید ہیں) اور اغلام کے بابمین فرمایا وَنَجَّیْنَاہُ مِنَ الْقَرْیَۃِ الَّتِیْ تَعْمَلُ الْخَبَائِثَ (اور بچا نکالا اوسکو اوس شہر سے جو کرتے تھے گندے کام) اور زنا کے بابمین فرمایا اَلْخَبِیْثَاتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثَاتِ (گندیان ہین گندوں کو اور گندے واسطے گندیان کے) اور کبھی روح اور دلپر میل و نجاست اسقدر بڑہجاتی ہے کہ زندہ دل والا اس روح اور دلمین سے بدبو سونگہتا ہی اور اس سے ایسی ہی تکلیف اٹہاتا ہی جیسی ظاہری بدبو سے اٹہاتا ہی

فصل وقد قرن اللہ سبحانہ الخبث بالنجاسۃ والخبث فی کتابہ دون سائر الذنوب وان کانت مشتملۃ علی ذلک فقال تعالی انما المشرکون نجس وقال فی حق اللوطیۃ ونجیناہ من القریۃ التی کانت تعمل الخبائث وقال الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات وقد یغلب الخبث والنجاسۃ علی الروح والقلب حتی ان صاحب القلب الحی لیتأذی من تلک الروح والقلب رائحۃ خبیثۃ یتأذی بہا کما یتأذی من نتن رائحۃ النتن

ويظهر ذلك كثيرا في عرقه حتى يجد من نتن القلب والروح يتصل بالبدن اكثر من ظاهره والعرق يفيض من الباطن ولذا يجد العرق الرجل الصالح طيب العرق وكان صلى الله عليه وسلم اطيب الناس عرقا وكانت ام سليم تجمع عرقه وسألها عنه فقالت

اور یہہ بات اکثر پسینے مین ظاہر ہوتی ہے کہ اُسکے پسینے مین سے
سڑی بدبو زندہ دلکو آتی ہے اِسلئے کہ دل اور روح کی سڑاہند
ظاہر بدنکی نسبت کر باطن سی بہت ملی ہے اور پسینا اندرسی بہاکرتا ہی
اور اِسیوجہ سی جو شخص نیکبخت ہوتا ہی اُسکے پسینے کو دیکہتے ہو کہ خوشبو ہوتا
ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پسینا سب لوگونسے زیادہ
خوشبو دار تہا حضرت ام سلیمؓ آپکا عرق جمع کرتی تہین آپ نے اُنسے
اُسکا حال دریافت فرمایا تو انہون نے عرض کیا کہ وہ سب خوشبوون
سی زیادہ خوشبو دار ہی غرضکہ نفس نجس اور خبیث کی نجاست وخباثت
اِتنی قوی ہو جاتی ہے کہ جسم پر ظاہر ہو جاتی ہے اور نفس پاک
اوسکے برعکس ہی اور جب ان دو نو نفسوئین سی ہر ایک اپنی بدن سے
علیحدہ ہوتا ہی تو نفس پاک مین سی تو ایسی عمدہ خوشبو آتی ہی جیسی تمام
زمین کی عمدہ مشک مین سی آتی ہو اور نفس خبیث مین سی بدبو ایسی پائی
جاتی ہی جیسی زمین پر سب سی زیادہ بدبو دار مُردار مین سی آتی ہو
اور ازانجاکہ شرک سب ظلمونسی بڑھکر اور سب بُری چیزون سی بدتر ہے
اِسیلئے خدا تعالی کے نزدیک سب چیزونسے زیادہ بُرا اور نفرت مین

وهي النقطة هو من طيب الطيب فالنفس الخبيثة يبقى خبثها ونجاستها حتى يبدو على الجسد والنفس الطيبة بضدها واذا خرجت كل منهما عن البدن وجد من الطيبة نفحة كاطيب نفحة مسك وجدت على وجه الارض ومن الخبيثة كانتن ريح جيفة وجدت على وجه الارض ولما كان الشرك اظلم الظلم وكان ابغض الاشياء الى الله واشدها

مقتا لله ورتب عليه من عقوبات الدنيا والاخرة ما لم يرتبه على ذنب سواه واخبر انه لا يغفره وان اهله نجس ومنعهم من قربان حرمه وحرم ذبائحهم ومناكحتهم وقطع الموالاة بينهم وبين المؤمنين وجعلهم اعداء له ولملائكته وأباح لاهل التوحيد اموالهم ونساءهم وابناءهم وان يتخذوهم عبيدا وذلك لان الشرك هضم لحق الربوبية وتنقيص لعظمة الالهية وسوء ظن برب العالمين قال تعالى ويعذب المنافقين والمنافقات والمشركين والمشركات الظانين بالله ظن السوء عليهم دائرة السوء وغضب الله عليهم ولعنهم واعد لهم جهنم وساءت مصيرا واخبر عنهم سبحانه وتعالى بانهم ما قدروه حق قدره في ثلاثة مواضع من كتابه وكيف يقدره حق قدره من جعل له عدلا او ندا يحبه ويخافه ويرجوه

سخت تر ہے اور اسپر دنیا و آخرت کے وہ عذاب مقرر فرمائے ہین
جو اوسکے سوا اور کسی گناہ پر نہین فرمائے اور خبر دی کہ ہم شرک کی
مغفرت نکرینگے اور یہہ کہ اہل شرک ناپاک ہین اور انکو اپنے حرم محترم کے
پاس آنے سے منع فرمایا اور اونکے ہاتھہ کا ذبح کیا ہوا جانور اور
انسے آپسمین نکاح کرنا حرام فرمایا اور انمین اور مسلمانونمین دوستی
کو منقطع کر دیا اور اُنکو اپنا اور اپنے فرشتونکا دشمن فرمایا اور اہل توحید
کے لئے اُنکے مال اور زن و فرزند مباح کئے کہ انکو غلام بنالین اور اسکی وجہ
یہہ ہے کہ شرک حقیقت مین پروردگار ہونیکے حق کو توڑتا ہے اور معبود
ہونیکی عظمت گھٹاتا ہے اور رب العلمین سے بدگمانی پیدا کرتا ہے اللہ تعالی
فرماتا ہے وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ
اور تا عذاب کرے دغاباز مردون کو اور عورتونکو اور شرک والے مردون کو اور عورتون کو جو
الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَ
اٹکلتے ہین اللہ پر بری اٹکلین انہین پر پڑے پھیر مصیبت کا اور غصہ ہوا اللہ اون پر اور انکو پھٹکارا
أَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا اور مشرکین کا حال خداوند پاک نے تین
اور سدھا رکھی انکے واسطے دوزخ اور بری جگہہ پہنچے ۱۲
جگہہ اپنی کتاب مین اسطرح فرمایا کہ مشرکون نے خدا تعالی کو اتنا
نہ سمجہا جو حق اُسکے سمجہنے کا ہے اور ظاہر ہے کہ جو شخص اللہ تعالی کا شریک اور
برابر ٹھہراتا ہو اور اُس سے محبت اور خوف و رجا رکھتا ہو اور اُسکے لئے

عاجزی کرتا ہو تو وہ خدا تعالی کو کیونکر اتنا سمجھیگا جو حق اوسکی سمجھنے کا ہی اور فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ (سب تعریف اللہ کو جسنے بنائے آسمان اور زمین اور ٹھہرایا اندھیرا اور اُجالا پھر یہہ منکر اپنے رب کے ساتھہ کسیکو برابر کرتے ہین ۱۲) اور یہہ وہ برابری ہے کہ مشرکون نے خدا تعالی اور اپنے معبودون کے درمیان ٹھہرائی اور دوزخ مین جاکر مقر ہوئے کہ یہہ بات گمراہی کی تھی یہانتک کہ اپنے معبودون سے کہ وہ بھی اُنکے ساتھہ آگ مین ہونگے کہین گے تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (قسم اللہ کی ہم تھی صریح غلطی مین جب تمکو برابر کرتے تھی جہان کے صاحب کی ۱۲) اور مشرکون نے اپنے معبودونکو خدا تعالے سے ذات اور افعال مین برابر نہین کیا نہ یہہ کہا کہ ہماری معبودون نے آسمانون اور زمینونکو پیدا کیا ہی یا زندہ کرتے ہین اور مارتے ہین بلکہ اونکو خدا تعالی سے محبت اور تعظیم اور عبادت مین برابر کرتے ہین جیسی کہ اُن شرک والونکو دیکھتے ہو جو اسلام کیطرف منسوب ہین اور عجیب بات یہہ ہے کہ اس قسم کے مشرک توحید والونکو منسوب کرتے ہین کہ یہہ لوگ مشائخ اور انبیا اور صلحا مین نقصان نکالتے ہین حالانکہ اُن بیچارونکی کچھہ خطا نہین بجز اسکی کہ یہہ کہتے ہین کہ انبیا اور اولیا خدا تعالی کے بندے ہین اپنے اور غیر کے لئے نفع اور ضرر اور

ويخضع له وقال الحمد لله الذي خلق السموات والأرض وجعل الظلمات والنور ثم الذين كفروا بربهم يعدلون وهذه هي التسوية التي اتبعها المشركون بين الله وبين معبوديهم فدخلوا وهم في النار اقروا بانهم في ضلال الاخرى فاقروا بانهم في ضلال مبين فقالوا تالله ان كنا لفي ضلال مبين اذ نسويكم برب العالمين وهم ما ساووهم به في الذات والافعال ولا قالوا ان الهتهم خلقت السموات والارض وانها تحيي وتميت وانما ساووهم به في محبتهم وتعظيمهم وعبادتهم كما ترى عليه اهل الاشراك ممن ينتسب الى الاسلام ومن العجب انهم ينسبون اهل التوحيد الى التنقص بالمشائخ والانبياء والصالحين وما ذنبهم الا ان قالوا انهم عبيد لا يملكون لانفسهم ولا لغيرهم ضرا ولا نفعا

موت اور زندگی اور دوبارہ جی اُٹھنے کے مالک نہین اور وہ اپنے پرستش
کرنیوالونکی کبھی سفارش نفرماوینگے بلکہ خدا تعالی نے اُنکی سفارش
اُنکے حق مین توحرام فرمادی اور اہل توحید کی جو سفارش کرینگے تو جب
خداوند کریم اُنکو سفارش کی اُنکو اجازت دیگا تب کرینگے اور اُنکو کسی امر
کا اختیار کچہہ نہین اختیار سب اللہ تعالی کو ہے اور سفارش اور دوستی
سب اُسیکو ہے پس اُسکے سوا مخلوق کا نہ کوئی ولی ہے نہ سفارشی —
اور شرک جو اللہ جلشانہ پر بدگمانی رکہتا ہی اور قائل اپنے معبودونکے
اختیار کا خدا تعالی کے کارخانہ مین ہی تو اوسکو یا یہہ گمان ہی کہ خدا تعالے
ایسے شخص کا محتاج ہی جو انتظام عالم کا اوسکے ساتھہ ہو کر ہی اور ظاہر ہے
کہ جو شخص اپنی ذات سی غنی ہی اُسکے حق مین ایسا گمان بڑا ہی نقصان ہے
حالانکہ جتنے اشیا اُسکے سوا ہین وہ سب اپنی ذات سی اوسکی محتاج
ہین یا یہہ گمان ہی کہ خدا تعالی کو حال نہین معلوم ہوتا جبتک کہ کوئی واسطہ
اُسکو نہ بتا دے یا وہ رحم نہین کرتا جبتک کہ کوئی بیچ کا ذریعہ اوسکی یہان
سفارش نکرے جیسی مخلوق آپسمین ایکدوسرے کیلئے سفارش کرتے ہین
یا وہ بندونکی عرضداشت کا جواب نہین دیتا جبتک کہ درمیانی اُنکی

ماجاتا ہو اُسکی سامنے پیش کرین جیسی دنیا کی بادشاہونکا حال ہے یا یہ گمان ہو کہ خدا بسبب دور
ہونیکی لوگونکی دعا نہین سنتا جب تک کہ درمیانی لوگ دعا کو اُس تک نہ پونہچاوین یا یہ گمان
ہو کہ مخلوق کا خدا پر کچھہ حق ہو جسکی مشرک اُسپر قسم دیتا ہو اور اُسکو اپنا وسیلہ بناتا ہو
جیسے بڑے بادشاہونکی یہان جسکی عزت زیادہ ہوتی ہو اور بادشاہ اُسکی مخالفت نہین کرسکتے
اوسکو وسیلہ کیا کرتے ہین اور یہہ کمال درجہ کو ربوبیت کا گھٹانا ہو
ان وجوہات کے لحاظ سی خداوند کریم کی حکمت اس امر کی خواہان
ہوئی کہ مشرک کی مغفرت نفرماوی اور شرک والیکو ہمیشہ عذاب مین رکھے

فصل لیکن گناہون اور نافرمانیونکی نجاست اور طرح پر ہو اُسکو شرک
کی نسبت ایسا سمجھو جیسی نجاست غلیظہ کے سامنے نجاست خفیفہ ہوتی
ہو مثلاً ڈھیلا لینے کے بعد جو استنجا کے مقام پر نجاست ہوتی ہو اور موزہ
اور جوتی کی نیچے کیطرف کی نجاست اور شیرخوار بچہ کا پیشاب یہہ سب
خفیفہ ہین اور ایسا ہی چھوٹے گناہ کبیرہ گناہونکی نسبت کرہین اسلیئے
گناہ اور نافرمانیان نری توحید والونکی معاف کردئی جاوینگے یعنی
اگر وہ موحد جسنے خدا تعالی کا کسی چیز کو یقینا شریک نہین کیا زمین بہر
خطائین لیکر اپنے رب کے پاس آویگا تو اللہ جلشانہ زمین بہر مغفرت سی

ان یرفع تلک الحاجات الیہ کما ہو حال الملوک او یظن ان اللہ لا یسمع دعاءہم حتی یرفع الوسائط الیہ ذلک او یظن ان للمخلوق علیہ حقا فیقسم علیہ بحقہ ویتوسل الیہ بذلک کما یتوسل الی الملوک بالاکابر عند الملوک ممن یکرم علیہم ولا یمکنہم مخالفتہ وہذا غایۃ التنقص للربوبیۃ فاقتضت حکمتہ تعالی ان لا یغفر

فی العذاب **فصل** واما نجاسۃ الذنوب والمعاصی فانہا بوجہ آخر ومنزلتہا من الشرک منزلۃ النجاسۃ المخففۃ من المغلظۃ کالنجاسۃ فی محل الاستجمار والنعل وبول الرضیع کذلک منزلۃ الصغائر من الکبائر ولذا تغفر لاہل التوحید المحض فلو ان الموحد الذی لم یشرک باللہ شیئا البتۃ لقیہ بقراب الارض خطایا اتاہ بقرابہا مغفرۃ

ولا يحصل من الالهين كمل توحيده فان التوحيد الخالص لا يبقى معه ذنب لتضمنه من محبة الله و اجلاله وتعظيمه وخوفه ورجائه وحده ما يوجب غسل الذنوب ولو كانت قراب الارض لعروض النجاسة والدافع قوي فلا تثبت معه النجاسة ولكن نجاسة الزنا واللواطة غليظة تفسد القلب وتضعف توحيده جدا ولذا كان احظى الناس بهذه النجاسة اكثرهم شركا فكلما كان الشرك فيه اغلب كانت هذه النجاسة فيه اغلب وكلما كان اكثر اخلاصا كان منها ابعد كما قال في يوسف كذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصين وعشق الصور المحرمة نوع تعبد بل هو من اعلى انواع التعبد ولا سيما اذا استولى على القلب وتمكن منه صار تتيما

اوسکے پاس آویگا اور یہہ بات اوسیکو حاصل ہوگی جسکی توحید
پوری ہو اسلئے کہ خالص توحید کے ساتھہ کوئی گناہ باقی نہین رہتا
کیونکہ توحید مین خداتعالی کی محبت اور رجا اور خوف و تعظیم اتنی ہی
جو موجب گناہونکے دہلجانیکی ہو اگرچہ گناہ زمین بھر کر ہون کیونکہ یہہ نجاست
عارضی ہی اور نجاست کی دور کرنیوالی ایسی زبردست ہی جسکے سامنے
نجاست نہین ٹہر سکتی لیکن زنا اور اغلام کی نجاست نہایت غلیظ ہی
اسلئے کہ وہ دلکو بگاڑ دیتی ہی اور توحید کو بہت کمزور کر دیتی ہی اور
بہین لحاظ جو شخص اس نجاست سی لوگونکی نسبت کر زیادہ تر بہرہ ور ہوگا
وہ شرک مین بھی اوسی قدر بڑہکر ہوگا پس جسقدر بندہ مین شرک غالب تر ہوگا
تو یہہ نجاست بھی اوسمین غالب تر اور اکثر ہوگی اور جتنی اوسمین اخلاص
زیادہ ہوگی وتناہی اس نجاست سی دور تر رہیگا جیسا کہ اللہ تعالی حضرت
یوسف ع کے حق مین ارشاد فرماتا ہی كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ
إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ اور حرام صورتونکا عاشق ہونا ایکطرحکا بندہ پن
ہے بلکہ بندہ پن کے اقسام مین سے بڑہکر ہے خصوصاً ایسے حالمین کہ
عشق کا غلبہ دلپر ہوتے ہوتے تتیم یعنی بندہ پن کو پونہچگیا ہو یہانتک کہ

یونہی ہوا اسواسطی کہ ٹہادین ہم اوس سی برائی اور بیحیائی البتہ وہ ہمارے چنی ہوئی بندونمین ہی

بغلبة حبه على حب الله ولا ذكره على ذكره فيتقرب اليه بما لا يتقرب به الى الله وينفق في مرضاته ما لا ينفق في مرضاته ويصبر عنه ويؤثر من رغبة ورجاء وخضوع وطاعة فلا افسد للقلب من هاتين الفاحشتين وبعدهما من الله خاصية تبعد القلب من الله فانهما من اعظم الخبائث فانهما ينجس القلب فاذا انجس القلب بعد ممن هو طيب لا يصعد اليه الا الطيب وكلما ازداد خبثا ازداد منه بعدا ولذا كان الزنا قرينا للشرك في كتاب الله قال تعالى الزاني لا ينكح الا زانية او مشركة والزانية لا ينكحها الا زان او مشرك وهذه الآية محكمة غير منسوخة وقد اشكل معناها على الكثير من الناس فانه ان كان لا ينكحها خبرا فقد نرى الزاني ينكح عفيفة وان كان نهيا

محبوب چیز کی محبت خدا تعالی کی محبت پر اور اوسکا ذکر خدا تعالی کے ذکر پر بڑہجاوی پس اوسکی طرف تقرب ایسی چیز سے کری جس سے خدا تعالی کیطرف نکری اور اوسکی رضا مین جو خرچ کری وہ خدا تعالی کی رضا مین نہ خرچ کری خدا تعالی کی نسبت کر محبت اور خضوع اور فرمان پذیری مین ترجیح اوسیکو دینی لگے غرضکہ دلکی زیادہ بگاڑنیوالی زنا اور غلام سے بڑہکر کوئی برائی نہین اور ان دونو مین ایک خاصیت ہی جو دلکو اللہ تعالی سے دور کرتی ہے اسلئی کہ یہہ دونو بڑی ناپاک چیز ہین جب دل اسی رنگا جاتا ہی تو ایسے شخص سے دور ہو جاتا ہی جو پاکیزہ ہی اور جسکی طرف بدون طیب کی اور کوئی چیز نہین جاتی اور جتنی ناپاکی زیادہ ہوتی جائیگی وتنی ہی دوری خدا تعالی سی زیادہ ہوگی اور اسی ناپاکی کی جہت سی زنا خدا تعالی کی کتاب مین شرک کی ساتھہ مذکور ہوا ہی چنانچہ ارشاد ہی

اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْکِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ

بدکار مرد نہین بیاہتا مگر عورت بدکار یا شرک والی اور بدکار عورت کو بیاہ نہین لیتا مگر بدکار مرد یا شرک والا ۱۲

اور یہہ آیت محکم ہے منسوخ نہین ہی اور اکثر لوگونپر یہہ آیت مشکل ہوئی ہے اسطرح کہ لاینکح اگر جملہ خبریہ ہی یعنی نہین بیاہا کرتا تو اکثر زانیونکو دیکھتی ہین کہ پارسا عورتونکو بیاہا کرتے ہین اور اگر جملہ انشائیہ ہے کہ

نہ بیاہ کریں تو اس سے زانی کو حکم پایا جاتا ہے کہ فاحشہ عورتوں اور
شرک والیوں سی بیاہ کریں ایماندار وں سے نکرے حالانکہ یہہ غرض ہرگز نہیں
اس اشکال کے دفع کے لئی بعض لوگوں نے تو یوں معنی بنائے کہ نکاح سے
مراد صحبت اور زنا ہی تو گویا یوں ارشاد ہی کہ زانی بجز زانیہ کے اور سے زنا
نہیں کیا کرتا اور یہہ تاویل نہایت نکمی ہے اور بعضوں نے یہہ تاویل کی ہی کہ
آیت کے لفظ عام ہین اور معنی خاص یعنی اس آیت سی مراد عناق فاحشہ
اور اوسکا خاوند ہی کہ وہ مسلمان ہوا اور آنحضرت صلعم سی اوسکی نکاح کی اجازت
چاہی اور یہہ تاویل بھی خراب ہی عام آیتوں کے اسباب پر ہی اکتفا نہیں کیا
کرتے اور جو لوگ اس آیت کو منسوخ کہتے ہین اس آیت سی وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی
مِنْکُمْ (اور بیاہ دو رانڈوں کو اپنی اندر) اونپر یہ اعتراض ہوتا ہی کہ ان دو نو آیتوں میں کچھہ مخالفت نہیں
بلکہ ایک مین خدا تعالی نے رانڈوں کی نکاح کر دینے کا حکم کیا ہی اور دوسری
مین زانیہ کا نکاح حرام فرمایا جیسے عدت والی اور احرام والی عورت
اور محرم عورتوں کا نکاح حرام کیا ہی اور صحیح تقریر واللہ اعلم یہہ ہی کہ بیا ہنے والے
کو حکم ہی کہ پارسا بی بی سی نکاح کرے اور اوسکو لونڈیوں کا نکاح بھی اسی شرط
سی مباح کیا گیا چنانچہ اللہ تعالی نے سورہ نساء اور مائدہ مین اس شرط کو

والحكم المعلق على شرط ينتفي عند انتفائه والاباحة قد علقت على شرط الاحصان فاذا انتفى الاحصان انتفت الاباحة والمتزوج اما ان يلتزم حكم الله و ان لا يلتزمه ان لم يلتزمه فهو مشرك لا يرضى بنكاحه الا من هو مشرك مثله وان التزمه وخالفه ونكح ما حرم عليه لم يصح النكاح فيكون زانيا فظهر معنى قوله الزاني لا ينكح الا زانية او مشركة

مذکور فرمایا ہی ان لفظوں سی مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ اور قاعدہ اصول کا ہی کہ جو حکم کسی شرط پر لگا ہوتا ہی وہ شرط کی نہونے پر جاتا رہتا ہی اور یہاں نکاح کرنا احصان کی شرط پر موقوف تہا (قید مین لانی نہ مستی نکالنی ۱۲ ہیا) تو جب احصان نپایا جاویگا تو اباحت بھی نرہیگی اور بیاہنی والا دو حال سی خالی نہین یا حکم خدا اور اسکی شریعت کا التزام رکہتا ہی یا نہین اگر نہین رکہتا تو وہ مشرک ہی اسکی نکاح پر اوسی جیسا مشرک راضی ہوگا اور اگر التزام رکہتا ہے لیکن اوسکے خلاف کرکے جو اوسپر حرام کردیا گیا تہا اوس سی نکاح کریگا تو نکاح درست نہوگا پس زانی ہوگا اس تقریر سی معنی لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً (نہین بیاہتا مگر بدکار عورت اور شرک والی کو ۱۲) کی ظاہر اور خوب کہل گئی یہی حکم عورت کا ہی اور جسطرح کہ یہہ حکم قرآن مجید سی ثابت ہی اوسیطرح سرشت اور عقل بھی مقتضی اسی امر کی ہی اسلئے کہ اللہ پاک نے اپنے بندہ پر بھڑوا اور دیوث ہونا اور فاحشہ کا خاوند بننا حرام فرمایا ہے اور آدمیونکو اسکے برا جاننے پر پیدا کیا اور یہہ امر شریعت کی خوبیون سی ہی اسلئے کہ اس کی نہی اسوجہ سی ہی کہ انجام کو نسب بگڑ جاتا ہی جسکو اللہ تعالی نے لوگونکی مصلحت پورا کرنیکو اونکے درمیان مقرر کیا ہی اس سی معلوم ہوا کہ بدکار عورت جبتک کہ توبہ نکرے اور دوسریکے نطفہ سی اپنا شکم صاف نکرے تب تک حرام

وتبين غاية البيان وكذلك الحكم في المراة وكما ان هذا الحكم موجب القرآن فهو مقتضى الفطرة والعقل فان الله سبحانه حرم على عبده ان يكون قرنانا ديوثا زوج بغي و فطر الناس على استقباحه ذلك وذلك من محاسن الشريعة فالنهي عن ذلك لما يؤدي اليه من فساد النسب الذي جعله الله بين الناس لتمام مصالحهم فعلم ان الزانية حتى تتوب وتستبرئ

رہیگی علاوہ اِسکے ایک وجہ اُسکی حرمت کی یہہ بھی ہی کہ بدکار عورت
ناپاک ہی اور اللہ تعالی نے نکاح کو دوستی اور مہر کا سبب بنایا ہی تو
ناپاک عورت پاک مرد کی دوست اور جفت کیسے ہوگی پس جو لوگ کہ اِس
طرف گئی ہین کہ زنا کار عورت کا نکاح حرام ہی اُنہون نے بہت ہی سلوک
کیا ہی بخلاف اُن لوگونکے جو کہتے ہین کہ زنا کار کا نکاح جائز ہی اور اُس
سی اُسی رات صحبت بھی درست ہی گو اُس سی پیشتر کی رات مین مرد
زانی صحبت کر چکا ہو اور وجہ یہہ بیان کرتے ہین کہ زانی کے پانی کی کچھ
حرمت نہین ہنس مانا کہ بات یون ہی ہی تب بھی خاوند کے پانی کی تو
حرمت ہی اُسکا جمع ہونا زانی کی پانیکے ساتھہ ایک رحم مین کیسے درست ہوگا

دسوان باب

دل کے مرض و صحت کے علامات کے بیانمین

ہر ایک عضو اعضاء بدن مین سی ایک فعل خاص کے لئی پیدا ہوا ہے
اُسکا کمال اِسمین ہی کہ وہ فعل اُس سی ہو سکی اور مرض یہہ ہی کہ فعل
مذکور اُس سی نہ بن پڑی یعنی یا تو کر ہی نہین سکتا یا کرتا ہی تو کچھہ ایک
اضطرار کے ساتھہ کرتا ہی مثلاً ہاتھہ گرفت کے لئی بنا ہی اُسکا مرض یہہ ہے

وايضا فان الزانية خبيثة والله سبحانه جعل النكاح سببا للمودة والرحمة فكيف تكون الخبيثة مودة للطيب زوجا له فلعل احسن هذا المذهب بخلاف من ذهب الى الاحسان من ذهب الى جواز ان يطأ زوجها في تلك الليلة وقد وطئها الزاني البارحة وقال ان ماء الزاني لا حرمة له فهب ان الامر كذلك فماء الزوج له حرمة فكيف يجوز اجتماعه مع ماء الزاني في رحم واحد

الباب العاشر في علامات مرض القلب وصحته كل عضو من اعضاء البدن خلق لفعل خاص به كماله في حصول ذلك الفعل منه ومرضه ان يتعذر عليه الفعل الذي خلق له حتى لا يصدر منه او يصدر مع نوع من الاضطراب فمرض اليد ان

که گرفت اوسپر مشکل ہوا اور آنکھہ کا مرض یہہ ہی کہ دیکھنا مشکل ہوجاوے
اس سی معلوم ہوا کہ دل کا مرض وہ ہی کہ جس کام کے لئی دل پیدا ہوا ہی وہ
اس سی نہ بن پڑی یعنی معرفت اللہ تعالی کی اور اسکی محبت اور اسکی ملنی کا
شوق اور اوسکی طرف رجوع کرنا اور ان باتونکو اپنی خواہش پر مقدم
کرنا دشوار ہو پس اگر بندے نے تمام چیزونکو پہچانا اور اپنی رب کو نہ پہچانا تو
گویا اوسنے کچھہ نہ پہچانا اور اگر دنیا کی لذتون اور شہوتون مین سے
ہر ایک سی بہرہ اٹھایا اور اللہ تعالی کی محبت اور اسکی انس پر کامیاب نہوا
تو گویا کوئی لذت وراحت نہین پائی بلکہ اگر دل اس محبت سی خالی ہوگا تو
دوسری لذتین اسکی لئی عذاب ہونگی ایک تو محبت کی نملنی کی حسرت سی دوم
اسوجہ سی کہ باوجود اپنی تعلق کے محبت کی ساتھہ یہہ لذتین حجاب
ہوگئین سوم اس سی کہ جو چیز بہتر اور پائدار تھی وہ ہاتھہ نہ لگی غرضکہ جو شخص
خدا تعالی کی محبت اور اسکی بندگی خالص کرنے پر دوسری محبوب چیز کو
ترجیح دیگا تو اسکا دل بیمار ہے جیسے معدہ ناپاک چیز کے کہانیکا عادی
ہو جاتا ہے اور پاک پر اوسکو ترجیح دیتا ہے تو پاک چیز کی بھوک اس سی
جاتی رہتی ہے اور دل کبہی مریض ہوتا ہی مگر دل والے کو اسکی مرض کی

يتعسر عليها البطش و
العين ان يتعسر عليها
المرض القلب ان
يتعسر عليه ما خلق له
من معرفة الله ومحبته
والشوق الى لقائه
والانابة اليه وايثار
ذلك على كل شهوة فلو عرف
العبد كل شيء ولم يعرف
ربه فكانه لم يعرف شيئا ولو نال
كل حظ من حظوظ الدنيا
ولم يظفر بمحبة الله والانس
به فكانه لم يظفر بلذة ولا نعيم بل
اذا خلى القلب عن ذلك عادت
تلك الحظوظ عذابا له من جهة
حسرة فوته وانه حيل بينه وبينه
مع تعلقه به ومن جهة فوت ما هو خير
له منه وادوم فمن آثر على محبة الله
واخلاص العبادة له شيئا
من المحبوبات فقلبه مريض كما
ان المعدة اذا اعتادت
اكل الخبيث وآثرته على
الطيب سقط عنها شهوة
الطيب وقد يمرض القلب

شناخت نہین ہوتی اِسلئے کہ وہ اوسکے صحت کے اسباب کا جویا
نہین رہتا بلکہ کبہی دل مرجاتا ہی اور اُس شخص کو خبر نہین ہوتی اور دل کے
مرنیکی پہچان یہہ ہے کہ بُرائیون اور حق کے نجاننے اور جہوٹے عقیدون
کے زخمون سے اوسکو تکلیف اور درد نہوجب لیکن جان ہوتی ہی تو ان زخمون
سے درد معلوم کیا کرتا ہی اور مردہ کو تو ظاہر ہی کہ زخم کی کچھہ ایذا نہین ہوتی
ع زخم سے مردہ کو کب ہوتا ہی درد + اور کبہی آدمی دکھے لگے مرض پر تو واقف
ہو جاتا ہی مگر دوا کی تلخی کی برداشت اوسپر سخت ہوتی ہے اسلئے تکلیف کا
باقی رہنا پسند کرتا ہی اسلئے کہ علاج اوسکا خواہش نفس کی مخالفت مین ہے
اور یہہ امر نفس پر نہایت سخت ہی حالانکہ اس سے زیادہ نافع بھی نفس کے
لئے کوئی چیز نہین اور کبہی اس تلخی پر بھی دل کڑا کرکے صبر کرتا ہی مگر یہہ
علم اور سوجھہ اور صبر کے ضعف کے باعث اُسکا ارادہ پست ہو جاتا ہی
جیسے کوئی شخص کسی خوفناک راہ مین گھسے جو انجام کو امن پر پونہچادیتا
ہو اور وہ جانتا ہو کہ اگر مین اسپر صبر کرونگا تو خوف تمام ہو چکیگا اور اسکے
پیچھے امن ملیگا تو وہ دو باتونکا محتاج ہوگا ایک صبر قوی ہونیکا دوسرے
یقین انجام کا اور اگر صبر اور یقین کم ہوگا تو پھر آئیگا اور مشقت نہ سہ سکیگا

فيه حيوة تام بذلك في البدن
من المعلوم لا بد ان يعرف ذلك الا من
ما يحتاج عيب الالم وقد يستر مرضه
ولكن يشتد عليه تحمل مرارة الدواء
فيؤثر بقاء الالم فان دواءه في
مخالفة الهوى وهو صعب على النفس

عقائده الباطلة فاذا كان
الفاسدة وجهله بالحق و
ذلك ان لا تؤلمه جراحة
قد يموت ولا يشعر بموته و
تفقد اسباب صحته بل
ولا يعرف صاحبه لعدم

وليس لها انفع منه وقد يشتد عليه ويصبر
على الصبر عليه لضعف

مستيحشا ان حاصر الرفيق واستوحش من الوحدة وجعل يقول اين ذهب الناس فلي بهم اسوة وهذا حال اكثر الخلق وهي التي اهلكتهم فالبصير الصادق لا يستوحش من قلة الرفيق ولا من فقده اذا استشعر قلبه مرافقة الرعيل الاول الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا فتفرد العبد في طريق طلبه دليل على صدق طلبه ولقد سئل اسحق بن راهويه عن مسئلة فاجاب عنها فقيل له ان اخاك احمد بن حنبل يقول فيها بمثل قولك فقال ما ظننت ان احدا يوافقني عليها ولم يستوحش بعد ظهور الصواب له من عدم الموافق فانه اذا ظهر وتبين لم يحتج الى شاهد يشهد به والقلب يبصر الحق كما يبصر العين الشمس فاذا رآها لم يحتج الى شاهد يشهد بطلوعها

خصوصاً ایسی صورتمین که رفیق نهوا ور تنهائی سے گهبراوی اور کهنے
لگے که لوگ کهان گئے مین تو اُنهین کی پیروی کرونگا اور اکثر لوگونکا
یهی حال ہے اور اسی حال نے سب کو تباه کیا ہی پس سچا بصیرت والا
وه ہی که ساتهی کے کم ہونے یا بالکل نهونے سے نه گهبراوے بشرطیکه دل
مین رفاقت اول قافله کی سمجهتا ہو جنپر الله تعالے نے انعام کیا ہی یعنی
نبیون اور صدیقون اور شهدا اور صالحین کو جو عمده رفیق ہین اپنا
ساتهی جانتا ہو کیونکه راه طلب مین آدمی کا اکیلا ہونا دلیل سچی طلب کی
ہے - اسحق بن راهویه سے کسی نے ایک مسئله پوچها انهون نے اوسکا جواب دیا
سائل نے اونسے کها که آپکے بهائی امام احمد بن حنبل بهی اسمین آپ ہی
کے موافق فرماتے ہین انهون نے فرمایا که مجهکو گمان نه تها که کوئی
اسبابمین میری موافقت کریگا غرضکه بعد ظاهر ہونے صواب کے موافق کے
نهونے سے نه گهبرائے اسلئے که امر حق جب ظاهر و باهر ہوجاتا ہی تو کسی دلیل
کا محتاج نهین رہتا جو اوسکے حق ہونے کی شهادت دے اور دل حق کو
ایسا دیکهتا ہے جیسے آنکهه آفتاب کو دیکهتی ہے تو آفتاب نکلنے پر
آنکهه کو اسباب کی ضرورت نهین ہوتی که اوسکے نکلنے پر کوئی شهادت دے و

وبوافقه عليه وما احسن ما قال ابو شامه عبد الرحمن بن اسمعيل في كتاب الحوادث والبدع حيث جاء الامر بلزوم الجماعة فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان المتمسك به قليلا والمخالف له كثيرا لان الحق هو الذي كانت عليه الجماعة الاولى من عهد النبي صلى الله عليه وآله وسلم واصحابه ولا نظر الى كثرة اهل الباطل بعدهم قال عمرو بن ميمون الازدي صحبت معاذا باليمن فما فارقته حتى واريته في التراب بالشام ثم صحبت بعده افقه الناس عبد الله بن مسعود فسمعته يقول عليكم بالجماعة فان يد الله على الجماعة ثم سمعته يوما من الايام وهو يقول سيلي عليكم ولاة يؤخرون الصلاة عن مواقيتها فصلوا الصلاة لميقاتها فهي الفريضة وصلوا معهم فانها لكم نافلة قال فقلت يا اصحاب محمد ما ادري ما تحدثونا قال وما ذاك قلت

اور موافق ہوا اور ابوشامہ عبدالرحمن بن اسمعیل نے کتاب الحوادث البدع
مین کیا خوب کہا ہی کہ جہان جماعت کے ساتھہ رہنی کا حکم ہی اُس سے
یہہ غرض ہی کہ حق بات کا ساتھی اور پیرو ہو گو اوسپر چلنی والے تہوڑی
ہون اور مخالف بہت اِسلئی کہ حق وہ ہی جسپر پہلی جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی عہد مبارک اور صحابہؓ کی تہی اور اُنکے بعد جو باطل والے بہت ہوگئی
ہون اُنکا کچہہ اعتبار نہین عمرو بن میمون ازدیؒ فرماتے ہین کہ مین
حضرت معاذ بن جبلؓ کے ساتھہ یمن مین رہا اور جبتک کہ شام مین اُنکو
دفن کیا تبتک اُنسے علٰحدہ نہوا پہر اُنکی وفات کی بعد سب لوگون سے
زیادہ تر فقیہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھہ رہا اُنسے مین نے
سُنا کہ فرماتے تہی کہ جماعت مین رہنا لازم پکڑو اسلئی کہ اللہ تعالیٰ
کا ہاتھہ جماعت پر ہی پہر مین نے اونکو ایکروز یون فرماتے سُنا کہ عنقریب
تمپر ایسے حاکم ہونگے کہ نماز کو اُسکے وقت سی ٹالینگے پس تم وقت
پر پڑہ لینا کہ فرض ادا ہو جاویگا پہر اُنکے ساتھہ پڑہنا کہ وہ تمہاری لئے
نفل ہو جائیگی مینے عرضکیا کہ ای اصحاب محمدؐ مین نہین جانتا کہ آپ
کیا فرماتے ہین اُنہون نے فرمایا کہ یہہ کیا بات ہی مین نے کہا کہ آپ

تامرني بالجماعة وتحضني عليها ثم تقول صل الصلاة وحدك وهي الفريضة وصل مع الجماعة وهي نافلة قال يا عمرو بن ميمون قد كنت اظنك من افقه اهل هذه القرية تدري ما الجماعة قلت لا قال ان جمهور الناس فارقوا الجماعة وان الجماعة ما وافق الحق وان كنت وحدك قال نعيم بن حماد يعني اذا فسدت الجماعة فعليك بما كانت عليه الجماعة قبل ان تفسد وان كنت وحدك فانك انت الجماعة حينئذ وعن الحسن قال السنة والذي لا اله الا هو بين الغالي والجافي فاصبروا عليها رحمكم الله فان اهل السنة كانوا اقل الناس فيما مضى وهم اقل الناس فيما بقي الذين لم يذهبوا مع اهل الاتراف في اترافهم ولا مع اهل البدع في بدعهم وصبروا على سنتهم حتى لقوا ربهم

مجکو جماعت کے لئے حکم فرماتے ہین اور اُسپر ترغیب دیتے ہین پھر یہہ
فرماتے ہین کہ نماز تنہا پڑہنا وہ فرض ہوگی اور جماعت کی ساتھہ پڑہنا وہ
نفل ہوگی اُنہون نے فرمایا کہ ای عمرو بن میمون مین تجکو گمان کرتا تہا
کہ اس گانو کے لوگونمین تو بڑا سمجھدار ہی تجھی معلوم ہی کہ جماعت کیا ہی
مینے کہا کہ نہین اُنہون نے فرمایا کہ تمام آدمیون نے جماعت کو چھوڑ دیا ہے
جماعت وہ ہی جو حق کے موافق ہو گو اکیلا ہی ہو نعیم بن حماد کہتی ہین کہ
اس سی غرض یہہ ہی کہ جب جماعت بگڑ جاوی تو تجکو وہی طریق اختیار کرنا
چاہئی جسپر جماعت کی لوگ بگڑنے سی پیشتر تھی گو تو اکیلا ہی ہو کہ اُس
صورتمین تو ہی جماعت ہوگا اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ قسم
ہی اُس ذات کی جسکے سوا کوئی معبود نہین کہ سنّت درمیان دشمن اور ستمگر
کے ہے (یعنی سنت پر چلنے والیکے لوگ دشمن ہو جاتے ہین اور اُسپر
ستم کیا کرتے ہین) پس خدا تعالی تمپر رحم کری طریق سنت پر صبر کرو اسلئی
کہ اہل سنت پہلے زمانہ مین بھی کمتر تھی اور آیندہ کو بھی کمتر رہینگے ایسے وہ
لوگ ہین کہ نہ آسودہ لوگونکی آسودگی مین شریک ہوئے اور نہ بدعتیونکی
بدعت مین اور اپنی طریق سنت پر صبر کیا یہانتک کہ اپنی پروردگار سی ملی

والہ وسلم الا عملت بہا ولقد
عن رسول الله صلى الله عليه
زمانه حتى قال ما بلغتني سنة
من اتبع الناس للسنة في
الامام المتفق على امامته
وكان محمد بن اسلم الطوسي
فكذلك ان شاء الله فكونوا

حرصت على ان اطوف بالبيت راكبا
فما مكنت من ذلك وسئل بعض اهل
العلم في زمانه عن السواد الاعظم الذين
جاء فيهم اذا اختلف الناس
فعليكم بالسواد الاعظم فقال محمد بن اسلم
الطوسي هو السواد الاعظم

قال محمد بن اسلم هو السواد الاعظم
والمقصود بين علامات امراض القلب عدم ميله
الى الغذاء والدواء النافع والضار المؤذي
عن النافع من الغذاء انفع الاغذية
وانفع الادوية القرآن ومن علامات صحته ان يرتحل
عن الدنيا الى الآخرة حتى كانه
والدنيا غريب جاء البعض
دار وموطنه اخذ منها حاجة
يعود الى وطنه كما قال صلى
الله عليه وآله وسلم لعبد الله بن عمر
كن في الدنيا كانك غريب او
عابر سبيل وعد نفسك من اهل القبور

تو اسیطرح انشاء اللہ تعالیٰ تم بھی ہو جاؤ اور محمد بن اسلم طوسی جنکی امامت
پر اتفاق ہی اپنے وقت مین سب سی زیادہ تابع سنت کے تھے حتی کہ فرماتی ہین کہ
جو سنت مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی پونہچی اوسپر مین نے عمل کیا اور اسبات کا
حریص ہوا کہ خانہ کعبہ کا طواف سوار ہوکر کرون کہ یہہ سنت بھی ادا ہو جاوے
مگر مجکو کرنے نہ دیا اور انکی عہد مین کسی عالم سی سوال کیا گیا کہ سواد اعظم یعنی
بڑا گروہ کیا ہی جسکے باب مین حدیث شریف مین یہہ حکم ہی کہ جب لوگ اختلاف
کرین تو تم بڑی گروہ کو لازم پکڑو عالم نے فرمایا محمد بن اسلم طوسی بڑا گروہ
ہے اب اصل مقصود کیطرف رجوع کرتے ہین کہ دل کے مرض کی
علامتون مین سی ہی کہ جو غذا اور دوا نافع ہو اوسکو چھوڑ کر مضر اور ایذا رسان
کیطرف جھکی اور دل کے لئی سب غذاؤن سی مفید تر ایمان کی غذا ہی اور دواؤن
مین سی نافع تر قرآن مجید کی دوا اور اسکی صحت کی علامتون سی یہہ ہی کہ
دنیا سی آخرت کیطرف کوچ کری گویا اپنی گھر اور وطن کو چھوڑ کر کسی کام کو
دنیا مین مسافر آیا ہی پھر اپنی وطن کو چلا جاویگا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حضرت عبد اللہ بن عمر کو فرمایا تھا کہ دنیا مین ایسی طرح رہ کہ گویا تو مسافر ہے
یا راہ کا گذرنیوالا اور شمار کر اپنے آپ کو قبر والون سے انتہی

فحي على جنات عدن فانها * منازلك الاولى وفيها المخيم * ولكننا سبي العدو فهل ترى * نعود الى اوطاننا فنسلم * فكلما صح القلب من مرضه ترحل الى الآخرة وقرب منها حتى يصير من اهلها وكلما مرض واعتل آثر الدنيا واستوطنها حتى يصير من اهلها ومن علامات صحة القلب انه لا يزال يضرب على صاحبه حتى ينيب الى الله ويطمئن به ويسكن اليه وكلما تعلق بغيره اضطرب فالاطمئنان ويرزق اضطرابه وقلقه الا برجوعه اليه فان في القلب فاقة لا يسدها سوى الله وشعث لا يلمه غير الاقبال عليه ومرض لا يشفيه غير الاخلاص له ولا يتزيد ومن ذلك روح الحياة ويذوق طعمها ويتحقق بها حياة غير حياة الغافلين المعرضين عن هذا الامر الذي له خلق الخلق ولاجله

آؤ قدم بڑہاؤ تو جنات عدن کو * جنمین کہ پہلے سے تہے تم خیمہ مار کر * پر پنجۂ عدو مین ہین ماخوذ دیکہیئے * ہم خیر سی بہی جاوینگے پہر کر کی اپنی گہر * پس جسقدر کہ دل مرض سی اچہا ہوگا اُسیقدر آخرت کیطرفکو بڑہیگا اور اوسکے قریب ہوگا یہانتک کہ آخرت والونمین سی ہوجائے اور جسقدر مریض و علیل ہوگا وتناہی دنیا کو پسند کریگا اور اُسکو اپنا وطن بناویگا اور دل کی صحت کی پہچان ایک یہہ ہی کہ وہ اپنی مالک چوٹ کرتا رہی یہانتک کہ خدا تعالے کیطرف منسوب ہو اور بدون خدا تعالی کے کسی چیز سے اطمینان اور تسکین نہ پکڑی اور جب کبہی وہ غیر سی لگاو پیدا کری اوسیوقت اضطراب کرنے لگی پہر یہہ اضطراب اور قلق دور نہو جبتک کہ خدا تعالی کیطرف رجوع نکری اسلئی کہ دلمین ایک بہوک ہی جو خدا تعالی کے سوا کسی سی بند نہین ہوتی اور ایک الجہاو ہی جو بجز اللہ تعالی کیطرف متوجہ ہونیکی اور کسی چیز سے نہین سلجہتا اور ایک مرض ہی جو بدون اخلاص الہی کے اور کسی دوا سے اچہا نہین ہوتا اور بدون ان باتونکے دلکو نہ اصل زندگی ملی نہ اوسکا ذائقہ چکہی نہ کوئی نئی زندگی اوسکو حاصل ہو بجز اُس حیات کے جو غافلون اور اس امر سی روگردانونکو میسر ہے جسکے لئی مخلوق اور بہشت

خلقت الجنة والنار وله
ارسلت الرسل وانزلت
الكتب قال بعض العارفين
مساكين اهل الدنيا
خرجوا من الدنيا وما ذاقوا
اطيب ما فيها قيل وما اطيب
ما فيها قال محبة الله والانس
به والشوق الى لقائه والتنعم بذكره
وطاعته وقال الآخر انه ليمر بي اوقات
اقول فيها ان كان اهل الجنة في مثل هذا
انهم لفي عيش طيب [illegible] الفوت عند
العارفين اشد من الموت لانه
انقطاع عن الحق والموت انقطاع
عن الخلق * ومن صفا [illegible]
حظه الى فيه * ومن امارات صحة
القلب ان لا يفتر من ذكر ربه ولا يانس
بغيره الا بمن يدله عليه ويذكره
به واذا فاته ورده وجد لفواته
الما اعظم من تالم الحريص على
فوت ماله وان يكون همه
واحدا في الله تعالى وانه
اذا دخل في الصلاة ذهب
عنه همه وغمه في الدنيا و

اور دوزخ بنی ہین اور رسول بہیجی گئی اور کتابین آترین کسی عارف کا قول
ہی کہ بیچاری دنیا والے دنیا سی نکلے اور جو چیز اُسمین بہت ستہری تھی اُسکو
نہ چکہا اُن سی پوچہا گیا کہ دنیا مین بہت ستہری چیز کیا ہی فرمایا کہ اللہ
کی محبت اور اُس سی انس کرنا اور اوسکے دیدار کا شوق اور اوسکے ذکر اور
طاعت سی لذت حاصل کرنی اور دوسرے عارف کا قول ہی کہ مجہپر بہت اوقات
ایسے گذرتے ہین کہ مین انمین یہہ کہتا ہون کہ اگر جنت والے ایسی ہی
حالمین ہونگی تو البتہ وہ پاکیزہ عیش مین ہین اور ہمین لحاظ مطلوب کا نملنا
عارفونکے نزدیک موت سی سخت تر ہی اسلئی کہ نملنا تو خدا سی علیحدہ رہنا
اور موت خلق سی جدا ہونا ہے جو رسکے ہمسے نصیب اُسکو ہی دوری
دشمنی + جو ہمین کہو بیٹہی اوسکو ہی یہی حرمان بہت + اور دل کی تندرستی
کی ایک علامت یہہ ہی کہ اپنی پروردگار کے ذکر سے نہ تہکی اور اُسی شخص
سی اُنس کری جو پروردگار کی راہ بتاوی اور اسکی یاد دلاوی اور جب
اُسکا وظیفہ فوت ہوجاوی تو اوسکے جاتے رہنی سی ایسا دکہ پاوے
جیسا حریص کو مال کے جانیکا رنج ہوتا ہی اور یہہ کہ اوسکو صرف ایک فکر
خدا تعالی کے بابمین ہوجاوے اور جب نماز مین داخل ہو تو دنیا کا رنج

وجدت فيها راحة وسرورًا
وبانجماعه فالقلب الصحيح
الذي همه كله في الله وفي قصده
وحبه واعماله ونومه
ويقظته وحديثه واستماعه
عنه اشتهى اليه من كل
حديث وافكاره في خواطر
مرضاته وكلما وجد من
على نفسه اليسير التفات الى غيره
تلى عليه يا ايتها النفس المطمئنة
ارجعي الى ربك راضية مرضية
فيسمع ما تشتاق ليسمعه من
ربه يوم لقائه ينصبغ القلب
بين يدي معبوده بصبغة
العبودية فتصير العبودية له
صبغة وذوقا لا تكلف
فكلما عرض له امر او نهي من ربه
وحبيبه ومعبوده احس
من قلبه ناطقا يقول لبيك
وسعديك والنعمة والجنة
ذلك والخير كله بيديك واذا اصابه قدر
بحس من قلبه ناطقا يقول انا
عبدك الفقير العاجز الضعيف وانت
ربي العزيز الرحيم لا صبر لي ان لم تصبرني

وغم نرہے نماز کے اندر خوشی اور چین سلے حاصل یہہ کہ تندرست
دل وہ ہی جسکی ہمہ تن ہمت خدا تعالی کے بابمین ہوا ور اللہ تعالی
کیطرف قصد کرنا اور اُسکی محبت اور اُسکی لئی عمل کرنا اور سونا اور جاگنا
اور اوسیکی بات کہنی اور سُننی سب باتون سی اوسکو مرغوب تر ہوا ور
اُسکی فکر خدا تعالی ہی کی رضا مین جولانیان کرتی ہون اور جب کبہی نفس
سی ذراسی توجہ غیر کیطرف پاوی تو اُسپر یہہ پڑہی یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ
(ای جی چین پکڑے پہر چل)
ارْجِعِي اِلٰی رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً یعنی اوسکو وہ بات سُناوی جو عنقریب
(اپنے رب کیطرف تو اوس سی راضی وہ تجہ سی راضی ۱۲)
خود اپنے پروردگار سے وصال کے روز سنیگا غرضکہ دل سامنی اپ
معبود کے رنگ عبودیت مین رنگین ہوجاوے کہ بندگی اوسکی لئی رنگ او ذوق
ہو تکلف اور بناوٹ نرہی اسطرح کہ جب امر یا نہی اُسکی پروردگار اور محبوب
اور معبود کیطرف سی اُسپر پیش ہو تو اپنی دل سی ایک بولنی والا پاوے کہ وہ
یون کہی ہان مین حاضر ہون خدمت کو اور کہنا ماننے کو اور اسباب
مین جان اور تعریف تجہی کو ہی اور جب کوئی تقدیر اوسکو پونہچی تو اپنی
دل سی ایک بولنی والا پاوی کہ وہ یون کہی کہ الہی مین تیرا بندہ فقیر عاجز
کمزور اور تو پروردگار مہربان ہی اگر تو مجہی صبر نہ دیگا تو مین صبر نہین کرسکتا

ولا فق لى الا بك ولا
منجا منك الا اليك ولا
انضى في غير بابك فظلما
مسه من البلوى او القضاء
اهتدى به طريقا اليه و
وانفتح له منه باب يدخل
منه عليه كما قيل

فامسك فذر يكن الا ورضى الاهين من
به اليك طريقا * امضي القضاء على
رضى منى به * او وجدت سوى البلاء رفيقا

الباب الحادي عشر

في علاج مرض القلب واسبابه (۹۱)

۱۱

مجکو طاقت صرف تیرے ہی سبب سے ہے تجھسے بچاؤ کی جگہہ کوئی نہیں بجز تیری طرف کے اور نہ تیرے دروازہ سے کہین پھرنا اسی طرح جب کبھی اُسکو خوشی یا تکلیف پونہچی اُس سے خدا تعالی ہی کیطرف کو راہ پاوے اور اُسمین ایک دروازہ اُسکی لئے ایسا کھلے جسمین سے خدا تعالی ہی کی پاس جاوے جیسے کوئی شاعر کہتا ہے **قطعہ** ہو رضا یا ناخوشی میری کسی تقدیر مین + سوجھتا ہے اُسمین لیکن مجکو تیرا ہی طریق + سر پہ لیتا ہون سدا راضی ہو مین حکم قضا
کیونکہ پاتا ہون بلا مین تجکو مین اپنا رفیق +

گیارہوان باب

دلکے مرض کے علاج مین اُسصورتمین کہ نفس اسپر غالب ہووے

یہہ بات اگلے بابونکے لئے مثل بنیاد کے ہے اِسلئے کہ دلکی بیماریان صرف نفس کیجانب سے پیدا ہوتی ہین کیونکہ جتنے خراب عادتین ہین وہ سب نفس پر گرتے ہین اور اُسی سے اور اعضا مین پھیلتے ہین اور سب سے پہلے دلمین پونہچتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم خطبہ حاجت مین یون فرمایا کرتے کہ سب تعریفین اللہ کو ہین ہم مدد اور ہدایت اور بخشش اوس سے چاہتے ہین اور اُس سے پناہ مانگتے ہین اپنے نفسونکی برائیون اور اپنے اعمال کی خرابیون سے

النفس عليه هذا الباب كالاساس لما
بعده من الابواب فان امراض القلب
انما تنشأ من جانب النفس فالعادات
الفاسدة كلها اليها انصبت ومنها انبعثت
الى الاعضاء واول ما تنال القلب و
فما كان رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم يقول
في خطبة الحاجة
الحمد لله نستعينه ونستهديه
ونستغفره ونعوذ به
من شرور انفسنا
ومن سيئات اعمالنا

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حصین بن منذر سے فرمایا کہ اسطرح دعا مانگ کہ الٰہی
ڈالدے میرے دلمین میرا ارادہ پانا اور مجکو میرے نفس کی بدی سے بچا
اور جتنے خدا تعالی کیطرف کے چلنے والے ہین گو اُنکے مختلف طریقے
اور چالین ہین مگر سبکا اِسپر اتفاق ہے کہ نفس خدا تعالی تک پونہچنے مین لگا
راہزن ہے اور اُسکی خدا تعالی تک سائی نہین ہوتی ہے جب تک
کہ نفس کو ترک نکرے اور مار نڈالے اور اس اعتبار سے آدمیون
کی دو قسمین ہین ایک وہ لوگ ہین جنکے نفس انپر فتح پا گئے ہین اور اُنکے
مالک بنکر انکو تباہ کر دیا ہے اور ایک وہ ہین جو اپنے نفس پر فتحیاب ہوئے ہین اور
اُسکو دبا لیا ہے اور نفس اُنکے کہنے مین ہو گیا ہے۔ کوئی عارف فرماتے ہین
کہ طالبونکے سفر کی انتہا نفس سے جیتنا ہے پس جو شخص نفس سے جیت گیا
وہ بہتری اور مطلب کو پونہچا اور جس شخص کا نفس اوسپر جیتا وہ ٹوٹے مین
رہا اور ہلاک ہوا اللہ تعالی فرماتا ہے فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَآثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ
(سو جسنے شرارت کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا سو)
الْجَحِیْمَ ہِیَ الْمَاْوٰی وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ الْہَوٰی
(دوزخ ہی ہے اوسکا ٹھکانا اور جو کوئی ڈرا اپنے رب کے پاس کہڑے ہونے سے اور روکا جی کو چاؤ سے)
فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ہِیَ الْمَاْوٰی خلاصہ یہہ کہ نفس سرکشی اور دنیا کے اختیار
(سو بہشت ہی ہے ٹھکانا ۱۲)
کرنیکی طرف بلاتا ہے اور خدا تعالی اپنے بندہ کو اپنے خوف اور ہوائے نفسانی

وقال صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لحصین بن المنذر قل اللھم الھمنی رشدی وقنی شر نفسی فان السالکین الی اللہ علی اختلاف طرقہم وتباین سبلہم علی ان النفس قاطعۃ بین القلب وبین الوصول الی الرب وانہ لا یدخل علیہ سبحانہ ولا یوصل الیہ الا بعد اماتتہا وترکہا والناس علی قسمین قسم ظفرت بہ نفسہ فملکتہ واہلکتہ وقسم ظفروا بنفوسہم فقہروہا وصارت طوعا لہم قال بعض العارفین انتہاء سفر الطالبین الی الظفر بانفسہم فمن ظفر بنفسہ افلح وانجح ومن ظفرت بہ نفسہ خسر وہلک قال تعالی فاما من طغی وآثر الحیوۃ الدنیا فان الجحیم ہی الماوی واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی فان الجنۃ ہی الماوی فالنفس تدعو الی الطغیان وایثار الدنیا والرب یدعو عبدہ الی خوفہ

ونزع النفس عن الهوى والقلب بين الداعيين يميل الى هذا مرة والى هذا اخرى وهنا موضع الامتحان والابتلاء وقد وصف الله النفس في القران بثلث صفات المطمئنة والامارة بالسوء واللوامة فاختلف الناس هل هي واحدة وذلك اوصاف لها ام للعبد ثلث انفس فالاول قول الفقهاء والمتكلمين واكثر المفسرين ومحققي الصوفية والثاني قول كثير من الصوفية

باز رکھتی کیطرف بلاتا ہے اور دل ان دونو بلانے والونکی بیچ مین ہے
کبھی اسکی طرف جھکتا ہی اور کبھی اُسکی طرف اور یہہ مقام امتحان اور
جانچ کا ہی اور چونکہ اللہ تعالی نے نفس کو قران مجید مین تین صفتون
سی موصوف فرمایا ہی ایک اطمینان والا دوسری برائیکا حکم کرنیوالا
تیسرے ملامت کرنیوالا۔ تو لوگون نے اختلاف کیا ہی کہ آیا وہ ایک
ہی ہے اور یہہ تینون اُسکی صفتین ہین یا بندہ کے تین نفس ہین اول
قول تو فقیہون اور کلام والون اور اکثر تفسیر والون اور محقق صوفیونکا
ہی اور دوسرا قول اکثر صوفیونکا ہی۔ اور تحقیق یہہ ہی کہ دونو فریقون مین
اسباب مین تو جھگڑا نہین کہ نفس ایک ہی مگر ہر ایک صفت کے ساتھ
جداگانہ معتبر کرلیا گیا ہی اس اعتبار سی کئی ہوگئی ہین اور مجھی گمان نہین کہ
لوگ یون کہتی ہون کہ ہر شخص کے لئی تین نفس ایسی ہون کہ ہر ایک اپنی
ذات سی قائم ہو اور تعریف اور ماہیت مین دوسریکا مساوی ہو اور
خدا تعالی نے بھی جہان نفس کو ذکر کیا ہی یا اوسکو نفس والے کی
طرف منسوب کیا ہی تو مفرد ہی فرمایا ہی اسیطرح حدیث شریف مین بھی جہان
نفس وارد ہی تو مفرد ہی وارد ہی اگر بالفرض آدمی مین تین نفس ہوتے

والتحقيق انه لا نزاع بين الفريقين فانها واحدة وانما تعددت باعتبار كل صفة فهي باعتبار صفة ذات وباعتبار الاخرى ذات ثلث وما اظن احدا يقول ان لكل احد ثلث انفس كل نفس قائمة بذاتها مساوية للاخرى في الحقيقة والصفة وانما ذكرها الله تعالى مفردة واضافها الى صاحبها وكذا في الاحاديث وردت في الاحاديث ولو كان للانسان ثلاث انفس

توکہین ایک ہی جگہہ قران وحدیث مین نفوسک اور نفوسہم یعنی تیری نفس اور اُسکی نفس ارشاد ہوجاتا جب لفظ جمع کہین نہین آیا تو معلوم ہوا کہ نفس ایک ہی ہی اب ہر ایک کی تعریف سُننی چاہئی کہ نفس جب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ساکن اور چین پکڑنیوالا ہوتا ہی اور اُسکی نزدیکی سی انس پاتا ہے تو وہ اطمینان والا ہی اوسیکو مرنیکے وقت کہا جائیگا یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ مطمئنہ سی مراد تصدیق کرنیوالا ہی اور حضرت قتادہؓ کہتی ہین کہ وہ مومن ہی جسکے نفس نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر اطمینان پکڑا اور ایسا ہی حضرت حسنؓ سی مروی ہی اور حضرت مجاہدؓ سی منقول ہی کہ وہ رجوع کرنیوالا اور دبنے والا ہی جسکو یقین ہی کہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہی اور اوسکے امر اور طاعت اور ذکر کے لئی پہلو مارتا ہی اور اُسکی سوا کیطرف نہین جُھکتا اسلئی کہ وہ اطمینان پاچکا ہی خدا تعالیٰ کے ملنی اور اوسکی وعدہ اور اوسکے نامون اور صفتون کی حقیقتونکی تصدیق سی اور اُسکی کافی اور بس ہونے اور ضامن ہونیسے اور اگر نفس اسکی برخلاف ہوگا تو وہ بدی کا حکم کرنیوالا ہے کہ گمراہی کی خواہشون اور باطل کی پیروی مین سی جو

(اے نفس جی چین پکڑی ہی پھر چل اپنی رب کیطرف تو اوس سے راضی وہ تجھ سی راضی ۱۲)

جاء ولو في معارضتين الكتب والسنة نفوس ونفسك فالنفس اذا سكنت والطمأنت بذكر الله وانست بقربه فهي مطمئنة وهي التي يقال لها عند الموت يا ايتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية قال ابن عباس المطمئنة المصدقة وقال قتادة هو المؤمن اطمأنت نفسه الى ما وعد الله وعن الحسن نحوه وعن مجاهد المنيبة المخبتة التي ايقنت ان الله ربها وضربت جاشا لامره وطاعته وذكره ولم تسكن الى سواه فقد اطمأنت الى لقائه ووعده والتصديق بحقائق اسمائه وصفاته والى كفايته وحسبه وضمانه فان كانت بضد ذلك فهي امارة بالسوء تأمر صاحبها بما تهواه من شهوات الغي واتباع الباطل

فیقی ماوی محل سوء ان اطاعتها فادته الی محل قبیح وکل فاسق وفق طبعه امان بصیغة المبالغة اشارة الی ان ذلک عادتها ودابها لا انصاف الاصل جاهلة ظالمة والعلم والعدل طار علیها الهام ربها

اوسکا آقا چاہی اوسکو حکم کرتا ہے تو یہہ نفس ہر بدی کا گہر ہی اگر آقا
اسکی اطاعت کریگا تو اوسکو ہر ایک طرحکی خرابی اور برائی مین لیجائیگا
اور اللہ تعالی نے جو اس نفس کو امارہ مبالغہ کے وزن سی فرمایا ہی
اسمین اشارہ ہی کہ حکم برائی کا کرنا اسکی عادت اور خو ہی اسلیٔی کہ اصل
مین یہہ نفس جاہل اور ظالم ہی انصاف اور عدل اسکی پروردگار اور
لالوح کے الہام سی اوسپر آجایا کرتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی وَلَولَا فَضلُ
اللّٰهِ عَلَیکُم وَرَحمَتُهُ مَا زَکیٰ مِنکُم مِّن اَحَدٍ اَبَدًا پس جب اللہ تعالی کو اوسکی بہتری
منظور ہوتی ہی تو اوسمین وہ بات پیدا کردیتا ہی جس سی وہ سنور جاوی
اور جب اوسکی بہتری نہین منظور ہوتی تو اوسکو جس حال پر وہ ہوتا ہی
اوسی پر چہوڑ دیتا ہی اسیوجہ سی بندہ کو اپنی پروردگار کیطرف ضرورت
ہر ایک ضرورت سی بڑہکر ہی اور نفس لوامہ یعنی ملامت کرنیوالیکا حال یہہ
کہ اس صفت کی نکلنی مین اختلاف ہی کہ تلوم بمعنی تردد سی نکلا ہی یا لوم بمعنی
ملامت سی اور سلف کی عبارت سی بہی دونو معنی معلوم ہوتے ہین سعید بن جبیرؓ
فرماتے ہین کہ مینی حضرت ابن عباسؓ سی پوچہا کہ نفس لوامہ کیا ہی انہون
نے فرمایا کہ وہ نفس ملامت کرنیوالا ہی اور حضرت مجاہد فرماتے ہین

[حاشیہ: اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تمپر اور اوسکی مہر تو نہ سنورتا تم مین ایک شخص کبہی]

ولولا فضل الله علیکم ورحمته ما زکی منکم من احد ابدا ولکن الله یزکی من یشاء فاذا اراد الله

فصل

واما اللوامة فاختلف فیها

هي التي تندم على ما فات وتلوم عليه وقال قتادة هي الفاجرة وقال عكرمة تلوم على الخير والشر وقال عطاء عن ابن عباس كل نفس تلوم نفسها يوم القيامة تلوم المحسن نفسه ان لا يكون ازداد احسانا وتلوم المسيء نفسه ان لا يكون رجع عن اساءته وقال الحسن ان المؤمن والله ما تراه الا يلوم نفسه على كل حال لانه يستقصر في كل ما يفعل فيندم ويلوم نفسه وان الفاجر ليمضي قدما لا يعاتب نفسه فهذه عبارات من ذهب الى انها من اللوم ومن جعلها من التلوم فلكثرة ترددها وتلومها وانها لا تستقر على حال والاول اظهر والا لقيل المتلومة والنفس قد تكون امارة وتارة لوامة وتارة مطمئنة بل في الوقت الواحد

کہ نفس لوامہ وہ ہی جو فوت ہوئی چیز پر نادم ہوا اور اوسپر ملامت
کرے اور حضرت قتادہ فرماتے ہین کہ لوامہ بدکار سے غرض ہے اور
عکرمہ فرماتے ہین کہ لوامہ وہ ہی جو خیر وشر پر ملامت کرے اور عطاؒ
حضرت ابن عباسؓ سے یون روایت کرتے ہین کہ ہر ایک نفس قیامت
کے دن اپنے آپکو ملامت کریگا نیک آدمی تو اس بات کی ملامت اپنے
نفس کو کریگا کہ نیکی زیادہ کیون نکی اور برا آدمی اپنے نفس کو یہہ ملامت کریگا
کہ اپنی برائی سے رجوع کیون نہ کی اور حضرت حسنؓ فرماتے ہین کہ ایماندار
کو بخدا جب دیکھوگے اپنے نفس کو سب حالتون مین ملامت ہی کرتا پاؤگے جو کچھہ وہ کرتا ہے
اُسکو کم جانتا ہے اسلیئے پشیمان ہو کر اپنے نفس کو ملامت کرتا ہے اور بدکار
ہمیشہ بڑہی جاتا ہے اور اپنے نفس کو نہین جھڑکتا یہہ قول اُن لوگون کے
ہین جو یہہ کہتے ہین کہ لوامہ لوم سے نکلا ہے اور جو لوگ تلوم سے مشتق
بتاتے ہین تو اسکی کثرت تردد کی جہت سے اور اِسوجہ سے کہ وہ ایک حال
پر نہین رہتا اور قول اول یعنی لوم سے مشتق ہونا ظاہر ہے ورنہ اگر تلوم
سے مشتق ہوتا تو لوامہ کی جگہہ متلومہ کہتے اور نفس کبھی امارہ ہوتا ہے
اور کبھی لوامہ اور کبھی مطمئنہ بلکہ ایک ہی وقت مین یہہ تینون اوصاف

اوسکی اندر ہوجاتے ہین اور نفس کے غالب ہوجانیسے دلیر جور وک ہوتا ہی اوسکے دو علاج ہین ایک تو نفس سی حساب لینا دوسرا اُسکی خلاف کرنا اور اگر حساب لیا جاوی اور خواہشونکی پیروی مین نفس کی موافقت کیجاوی توان دونو باتو نسی دلکی موت ہی شداد بن اوسؓ کی حدیث مین جسکو حضرت امام احمدؒ وغیرہ نے روایت کیا ہی وارد ہی کہ دانا وہ ہی جو نفس کو مطیع کرلے اور مرنیکے بعدکی لئی کام کری اور عاجز وہ ہی جو نفس کی خواہش مین اوسکی پیروی کری اور اللہ پر آرزو کری اور امام احمدؒ نے حضرت عمر بن خطابؓ سی روایت کی ہی کہ انہون نے فرمایا کہ اپنی نفسونکا حساب تو پیشتر اس سی کہ تمسی حساب لیا جاوی اور اُنکو تولو پہلے اس سی کہ تم تولیجاؤ اسلئی کہ اگر تم آج اپنی نفسونکا حساب لوگے تو کل کو تمپر حساب مین آسانی ہوگی اور بڑی پیشی کے لئی آراستہ ہوجاؤ اُس روز تمہارا سامنا ہوگا کہ کوئی تمہارا بھید چھپا نرہیگا اور حضرت حسنؒ سی روایت ہی کہ مومن کو جب پاؤگی تو اپنی نفس کا حساب ہی کرتا ہوگا کہ کہانے سی تیری کیا مراد ہی اور پینے سی کیا غرض ہی اور بدکار ہمیشہ یون ہی گذارتا ہی اور اپنی نفس کا حساب نہین لیتا اور میمون بن مہران

يحصل بهما هلاكه الا وصف ومرض القلب باستيلاء النفس عليه علاجان محاسبتها ومخالفتها القلب من اعمال المحاسبة ولا وزن موافقتها واتباع هواها وافق تحديث شداد بن اوس الذى رواه احمد وغيره الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله وذكر الامام احمد عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه قال حاسبوا انفسكم قبل ان تحاسبوا وزنوا انفسكم قبل ان توزنوا فانه اهون عليكم في الحساب غدا ان تحاسبوا انفسكم اليوم وتزينوا للعرض الاكبر يومئذ تعرضون لا تخفى منكم خافية وذكر عن الحسن قال لا تلقى المؤمن الا يحاسب نفسه ماذا اردت تعملين ماذا اردت تاكلين ماذا اردت تشربين والفاجر يمضي قدما لا يحاسب نفسه وقال ميمون بن مهران

لا يكون العبد تقيا حتى يكون لنفسه أشد محاسبة من الشريك لشريكه ولهذا قيل النفس كالشريك الخوان إن لم تحاسبه ذهب بمالك وذكر الإمام أحمد عن وهب قال مكتوب في حكمة آل داود حق على العاقل أن لا يغفل عن أربع ساعات ساعة يناجي فيها ربه وساعة يحاسب فيها نفسه وساعة يخلو فيها مع إخوانه الذين يخبرونه بعيوبه ويصدقونه عن نفسه وساعة يخلي فيها بين نفسه وبين لذاتها فيما يحل ويجمل فإن في هذه الساعة عونا على تلك الساعات وإجماما للقلوب وقد روي هذا مرفوعا من كلام النبي صلى الله عليه وآله وسلم رواه أبو حاتم وغيره وكان الأحنف بن قيس يجيء إلى المصباح فيضع إصبعه فيه ثم يقول حس يا حنيف ما حملك على ما صنعت يوم كذا ما حملك على ما صنعت يوم كذا

فرماتے ہین کہ بندہ متقی نہین ہوتا جبتک کہ اپنے نفس سے حساب لینے
مین زیادہ کڑا نہو بنسبت ایک شریک کی حساب لینے کے دوسرے
ساجھی سے اور اسیواسطے کہتے ہین کہ نفس مثل دغاباز شریک کی ہے اگر تم
اس سے حساب نلوگے تو وہ تمہارا مال خردبرد کرلیگا اور امام احمدؒ وہبؒ سے روایت
کرتے ہین کہ آل داؤد کی حکمت مین لکہا ہوا ہے کہ عاقل پر واجب ہے کہ چار
ساعتون سے غافل نہو ایک وہ ساعت جسمین اپنے پروردگار سے مناجات
کرے دوسری وہ ساعت کہ اسمین اپنے نفس سے حساب لے تیسری وہ ساعت
کہ اسمین اپنے ان بھائیونکے ساتھ الگ بیٹھے جو اسکے عیب بتاوین اور
نفس کیطرف سے اسکو سچا کرین چوتھی وہ ساعت کہ اسمین اپنے نفس کو حلال
چیز کے ساتھ لذت حاصل کرنے دے کیونکہ یہہ چوتھی ساعت پہلی
تین ساعتون پر مددگار ہوگی اور دلونکی ماندگی دور کریگی اور یہہ روایت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام مبارک سے مرفوعا بھی آئی ہے ابو حاتمؒ وغیرہ نے
اسکو روایت کیا ہے اور احنف بن قیسؒ کا دستور تہا کہ چراغ کے پاس آتے
اور اپنی انگلی اسکی لو پر رکہتے پھر کہتے کہ اے حنیف تجکو کس چیز نے جرأت
دی کہ فلان روز تو مرتکب اس فعل کا ہوا اور فلان روز اس فعل کا

اور حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے کسی عامل کو لکھا کہ حساب لے اپنے نفس کا وسعت کیوقت مین پیشتر شدت کے حساب سے اسلئے کہ جو شخص اپنے نفس کا حساب شدت کے حساب سے پیشتر وسعت مین لیگا تو اُسکا معاملہ رضا اور خوشحالی کیطرف رجوع کریگا اور جسکو زندگی غافل کریگی اور اوسکی خواہشین روکے رہینگی اوسکا مآل ندامت و افسوس ہوگا اور حضرت حسنؓ فرماتے ہین کہ مومن اللہ کیواسطے اپنے نفس پر داروغہ ہوتا ہے اور قیامت کے روز انہین لوگونپر حساب ہلکا ہوگا جنہون نے دنیا مین اپنے نفسونکا حساب لیا اور مشکل اُن لوگونکا ہوگا جنہون نے اس کام کو بے حساب لیا اور حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہین کہ خدا تعالی رحم کرے اُس بندہ پر جو اپنے نفس سے کہے کہ تو فلان گناہ والا نہین تو فلان قصور کا مرتکب نہین ہے اوسکو لگام دے پھر نا تھے پھر اللہ تعالی جلشانہ کی کتاب کی پیروی اوسپر لازم کردے ۔ اور نفس کو آدمی کے ساتھ مال کے شریک کی سی نسبت بیان کی گئی ہے شریک کے ساتھ نفع پورا اوسوقت ہوتا ہے کہ اول اُس سے باہم شرط کرلیجاے دوم اُسکی کام کی نگرانی اور خبرگیری رکھی جاے سوم اُس

وكتب عمر بن الخطاب الى بعض عماله حاسب نفسك في الرخاء قبل حساب الشدة فان من حاسب نفسه في الرخاء قبل حساب الشدة عاد امره الى الرضا والغبطة ومن الهته حياته وشغلته اهواؤه عاد امره الى الندامة والحسرة وقال الحسن المؤمن قوام على نفسه يحاسب نفسه لله وانما خف الحساب يوم القيامة على قوم حاسبوا انفسهم في الدنيا وانما شق الحساب يوم القيامة على قوم اخذوا هذا الامر من غير محاسبة وقال مالك بن دينار رحم الله عبدا قال لنفسه الست صاحبة كذا الست صاحبة كذا ثم ذمها ثم خطمها ثم الزمها كتاب الله عز وجل فكان له قائدا وقال تمثلت النفس مع صاحبها بالشريك في المال

سی حساب کتاب کیا جاوی ہی اور اگر کوئی خیانت پاوی تو اُس سے
روکدیا جاوی ہی پس جو شخص نفس سی شرط ساتون اعضا کے نگاہ رکھنی
کی نکریگا جنکی حفاظت اصل سرمایہ ہی تو وہ طمع نفع کی کیسی رکھیگا اور وہ
ساتون اعضا یہہ ہین آنکھہ کان مُنہ زبان شرمگاہ ہاتھہ پانو
کہ یہی ساتون سواری نجات کی بہی ہین اور ہلاکی کی بہی اللہ تعالی
فرماتا ہی قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِہِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَہُمْ اور فرمایا
کہدی ایمان والونکو نیچی رکہین ذرا اپنی آنکہین اور تہامتی رہین اپنی ستر ۱۲
وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اور فرمایا وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ
اور مت چل زمین مین اتراتا ۱۲ اور نہ پیچہی پڑ جس بات کی خبر نہین تجکو
اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا اور فرمایا
بیشک کان اور آنکہ اور دل ان سب کی اوس سے پوچہ ہے ۱۲
قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ اور فرمایا یا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا
کہدے میرے بندون کو بات وہی کہین جو بہتر ہو ۱۲ ای ایمان والو ڈرتے رہو
اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا اور فرمایا یا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ
اللہ سی اور کہو بات سیدہی ۱۲ ای ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے
وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ ان آیتون سی ان اعضاء مذکورہ کی
اور چاہیے دیکھ لے کوئی جی کیا بہیجا کل کیواسطے ۱۲
حفاظت رکھنی پائی جاتی ہی پس جب نفس سی انکی حفاظت کی شرط کرلی
تو پہر چاہیی کہ نفس کی نگرانی اور خبرگیری رکہی کیونکہ اگر ایک لحظہ اسکی
خبر نہ لیگا تو وہ خیانت مین پڑجاویگا پہر اگر اسیطرح چہوڑی رکہیگا تو
وہ خیانت مین بڑہتا جاویگا یہانتک کہ اصل مال سب جاتا رہی اور اگر

ثم بالمحاسبة والمنع من
الخيانة ان اطلع عليها
فمن بمر شارط النفس
على حفظ الجوارح السبعة التى حفظها رأس
المال وهي العين واللسان و
الاذن والفم والرجل فانهم
والفرج واليد والعطب قال تعالى
مركب النجاة والعطب
قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا
فروجهم وقال ولا تمش في الارض مرحا وقال
ولا تقف ما ليس لك به علم ان السمع والبصر
والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا و
قال قل لعبادي يقولوا التي هي احسن و
قال يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وقولوا
قولا سديدا وقال يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله
ولتنظر نفس ما قدمت لغد فاذا شارطها
على حفظ هذه الجوارح انتقل الى المطالعة
ومراقبتها فان اهملها
لحظة وقعت في الخيانة
فان تمادى في الاهمال عادت في الخيانة
حتى تذهب رأس
المال كله وان

ہمیشہ دیکھتا بھالتا رہیگا تو کیا عجب ہی کہ حفاظت پوری ہو اِس سی معلوم ہوا کہ جس شخص کو نقصان معلوم ہو وہ نفس کیطرف رجوع کری اور حساب کے بعد اگر گہٹی رہی تو اُس سی بہر لے جیسی شریک اپنی ساجہی سی کیا کرتا کہ جو گذر گیا وہ اُس سی لیتا ہی اور اینده کی لئی بجا آوری شرائط اور حفاظت مین جو قصور ہوتا ہی اوسکا تدارک کرتا ہی اور شریک کی خیانت کیصورت مین تو یہ بھی ممکن ہی کہ معاملہ شرکت توڑ دیا جاوی مگر یہہ بات نفس کے ساتھہ مین نہین ہو سکتی کہ اگر وہ خائن ہو تو معاملہ اُس سے چھوڑ کر اوسکے عوض دوسری سی کیا جاوی اسلئی کہ نفس ایسا شریک ہی کہ آدمی کو اُس سی چارہ نہین اور بجز نگاہبانی اور حساب لینی کے کوئی اور سبیل نہین — اور نگاہبانی اور حساب پر یہہ بات جاننی، دگار ہوتی ہی کہ جتنی آج حساب مین کوشش کرونگا اوسیقدر کل کو آرام پاونگا جبکہ حساب اوروں کے سپرد ہوگا اور جسقدر اوسمین آج سستی کرونگا اوسیقدر کل کو مجہپر حساب سخت ہوگا اور یہہ جاننا کہ نفع اس تجارت کا جنت مین رہنا ہی اور اوسکی گہٹی دوزخمین جانا اور یہہ کہ ہر ایک سانس اِس عمر کی سانسون مین سی ایسا جوہر نفیس ہے کہ اوسکی مقابل جونسا خزانہ خزانون مین

ولم یجمع همته فی المستقبل فقد ضیع
والمستبق الی نعیم الاخرۃ
هو شریک لا یسنه ولا یؤ

ویعینه علی المراقبة والمحاسبة علمه بانه کلما اجتهد فیها الیوم استراح منها غدا اذا العمل
احسانا لی غایة علیه بان ...
والتجارۃ ... الفردوس ... النار ... نفیس من انفاس ...

فما يضيعه هذا لا التفات وينتشر بعيا ماشيكا هما الموالا من جعلها الخسران العظيم و كان من اجهل الخلق واحمقهم ولا يظهر له هذا الخسران الا يوم التغابن يوم تجد كل نفس ما عملت من خير محضرا وما عملت من سوء تود لو ان بينها وبينه امدا بعيدا

سے ہوا اوسکی برابر نہوگا پس ایسی سانسون بیش بہا کو تلف کرنا اور اوسکے بدلے مین مہلک چیز کو خریدنا اس شخص کا کام ہی جسپر نقصان عظیم ثابت ہوچکا ہی اور وہ شخص سب لوگون مین جاہل تر اور احمق ہوگا اور اوسکو یہہ ٹوٹا معلوم نہوگا مگر اُس حسرت کے دن مین جسکی شان مین اللہ تعالی فرماتا ہی يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا *

(جسدن پاویگا ہر شخص جو کی ہی نیکی روبرو اور جو کی ہے برائی آرزو کریگا کہ مجہہ مین اور اوسمین فرق پڑجاوی دور کا)

فصل نفس کا حساب لینا دو طرحپر ہے ایک تو کام سی پہلی دوسرے اوسکے بعد عمل سی پہلے حساب کی یہہ صورت ہی کہ اپنی اول قصد عمل پر توقف کری اور جبتک کام کے کرنیکی ترجیح نکرنے پر معلوم نہو جاوی تب تک کرنیمین جلدی نکری حضرت حسنؓ فرماتے ہین کہ خدا تعالے رحم کری اُس بندہ پر کہ اپنی ارادہ کیوقت توقف کری پہر اگر ہو وہ کام اللہ تعالی کے لئی تو کیا اور اگر غیر اللہ کے لئی ہوا تو ملتوی رکہا اور بعد عمل کے حساب کرنا تین قسم ہی اول نفس کا حساب لینا کسی طاعت پر جسمین کوتاہی کی ہو یعنی اخلاص اور نصیحت اور پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اور مقام احسان کو دیکہنا اور اپنی اوپر خدا تعالی کی منت اور اسکی بعد

فصل ومحاسبة النفس نوعان قبل العمل وبعده فالاول ان يقف عند اول همه ولا يبادر حتى يتبين له رجحان العمل على تركه قال الحسن رحم الله عبدا وقف عند همه فان كان لله مضى وان كان لغيره تاخر والثاني ثلاثة انواع الاول محاسبتها على طاعة قصرت فيها فلم توقعها على الوجه الذي ينبغي من الاخلاص والنصيحة ومتابعة الرسول صلى الله عليه وآله وسلم فيه وشهود مشهد الاحسان فيه وشهود منة الله عليه

ومشهود تقصيره فيه بعد ذلك كله فيحاسب نفسه هل وفى هذه المقامات الستة حقها الثاني ان يحاسب نفسه على عمل كان تركه خير له من فعله الثالث ان يحاسب نفسه على مباح او معتاد اراد به الله والدار الاخرة فيكون رابحا فيه او اراد الدنيا وعاجلها فيخسر ويفوته ذلك الربح

فصل واضر ما على العبد الاهمال وترك المحاسبة والاسترسال وتسهيل الامور وتمشيتها والاغماض عن العواقب والاتكال على العفو فيهمل محاسبة نفسه والنظر في العاقبة فيسهل عليه مواقعة الذنوب ويأنس بها ويعسر عليه فطامها ولو حضره رشده لعلم ان الحمية اسهل من الفطام قال ابن ابي الدنيا ان توبة ابن الصمة كان بالرقة وكان محاسبا لنفسه فحسب يوما فاذا

اپنے قصور کو مشاہدہ کرنا ان امور کے ساتھہ اُس عمل کو جسطرح
چاہیے تہا ادا نکیا ہو پس اپنی نفس سے حساب لیوے کہ بہلا ان چہون
مقامونکا حق پورا کیا ہے دوسری قسم یہہ کہ نفس سے حساب ایسے عمل کا لے
جسکا نکرنا بنسبت کرنیکے اوسکے حق مین بہتر ہو تیسری یہہ کہ اپنی نفس کا
حساب کسی امر مباح یا عادت کی کام پر لے کہ آیا اس سے مقصود خدا تعالیٰ
اور آخرت ہے تو اسصورتمین نفع پانیوالا ہوگا یا اُس کام سے مراد دنیا
اور اوسکی بالفعل کی چیزین ہین تو ٹوٹے والا ہوگا اور وہ نفع اوس سے
جاتا رہیگا **فصل** اور سب سے زیادہ مضر چیز بندہ کے حقمین یہہ ہے کہ
سستی کرے اور نفس کا حساب نہ لے اور اوسکو مطلق العنان کر دے اور
اسبابکو سرسری جانے اور کامونکی انجام سے آنکہین بند کر لے اور بخشش
الٰہی پر تکیہ کرے یہانتک کہ گناہونکا کرنا اوسپر آسان ہو اور ان سے
اُلفت ہو جاوے اور اُنکو چہوڑنا شاق معلوم ہو اور اگر بندہ کو عقل و سنوجہہ
ہو تو جانے کہ گناہوں سے اول ہی بچا رہنا آسان تر ہے بنسبت مبتلا ہوکر
چہوڑنیکے - ابن ابی الدنیا کہتے ہین کہ توبہ ابن صمہ رقہ مین تہے اور
اپنی نفس کا حساب لیا کرتے تہے ایک روز حساب کیا تو معلوم ہوا کہ

انکی عمر ساٹھہ برس کی ہے ان برسونکے دن گنی تو ایکیس ہزار پانسو دن ہوئے
پس ایک چیخ ماری اور کہا کہ اگر دنمین ایک ایک ہی گناہ ہو تو اپنی پروردگار
کے سامنے ایکیس ہزار گناہ لیکر جاؤن اور جس صورتمین کہ ایک روز
مین ہزارون گناہ ہون تب کچھہ ٹہکانا نہین یہہ کہکر بیہوش ہوکر گر پڑے
لوگون نے دیکہا تو مر گئے پہر انہون نے سُنا کہ کوئی یون کہتا ہے
ع کیا خوب ہی یہہ دوڑنا فردوس برین کو + اور حساب لینے کا قاعدہ
کلیہ یہہ ہے کہ اول نفس کا حساب فرائض پر لے پس انمین کچھہ کمی یاد آوے
تو اوسکا تدارک کرے پہر منع کی ہوئی چیزونکا حساب لے اور اگر معلوم
ہو کہ کسی ممنوع چیز کا مرتکب ہوا ہے تو توبہ اور استغفار سے اور ان نیکیون
سے جو برائی کو مٹا دین اوسکا تدارک کرے پہر غفلت کا حساب لیوے اور
اسکا تدارک ذکر کرنے اور خدا تعالی کیطرف متوجہ ہونیسے کرے پہر جو کچھہ
زبان سے بولا ہو یا پانوسے کسی چیز کیطرف چلا ہو یا ہاتھونسے اوسکو پکڑا
ہو یا کانونسے اوسکو سنا ہو اسکا حساب نفس سے لیوے کہ تیری اس سے
کیا غرض ہے اور کونسی وجہ سے تونے اسکو کیا کیا تجھے معلوم نہین کہ ہر حرکت
اور کلمہ کے لئے دو دفتر کہلینگے ایک یہہ کہ کیون کیا دوسرے یہہ کہ

کیونکر کیا اول سوال اخلاص سی ہوگا اور دوسرا متابعت سے
اللہ تعالی فرماتا ہے فَوَرَبِّکَ لَنَسْأَلَنَّہُمْ أَجْمَعِیْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اور
فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِیْنَ أُرْسِلَ إِلَیْہِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ اور لِیَسْأَلَ الصَّادِقِیْنَ
عَنْ صِدْقِہِمْ - پس جب لوگونسے سچ کے اوپر بازپرس اور حساب
ہوگا تو جہوٹونپر کیا گمان کرنا چاہیئے - مقاتل اسکی تفسیر مین فرماتے
ہین کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ ہمنی آنکا عہد لیا تاکہ صادقین یعنی انبیاء
سی پیام پہونچانیکا حال پوچہین اور مجاہد کہتی ہین کہ غرض یہہ ہی کہ جو
لوگ انبیا کیطرف سے پیام اداکرینگے اُنسے بازپرس اسباتکی ہوگی کہ
انبیا کیطرف سی پیام پہنچا دیا کہ نہین جیسی انبیا سی پوچہہ ہوگی کہ خدا تعالے
کیطرف سے پیام پونہچایا کہ نہین اور تحقیق یہہ ہی کہ آیت دونو مضمونکو
شامل ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ
محمد بن جریر اسکی تفسیر مین کہتی ہین کہ جس نعمت مین دنیا مین تہی اسکا
حال پوچہا جائیگا کہ تمنی اُسمین کیا کیا اور کہانسے اُس تک پونہچی اور
کس کام مین اوسکو لگایا اور اُس سی کیا کیا - اور جس نعمت کی پوچہہ
ہوگی وہ دو قسم پر ہی ایک تو وہ کہ وجہ حلال سی لی گئی اور حق طور پر صرف

سو قسم ہے تیرے رب کی ہمکو پوچہنا ہی اُن سب سی جو کام کرتے تہے
سو ہمکو پوچہنا ہی اُن سی جن پاس رسول بہیجے گئے اور ہمکو پوچہنا ہی رسولوں کو
تا پوچہی اللہ سچوں سے اونکا سچ ۱۲
پہر اُسدن پوچہیں گے تم سے اس دن آرام کی حقیقت ۱۲

لیسئل الصادقین عن صدقہم فاذا
سئل الصادق فمن دونہ مسبوا
علی صدقہم فما الظن بالکاذبین
قال مقاتل یقول تعالی اخذنا
میثاقہم لکی نسأل الصادقین

البہم ولنسئلن المرسلین
فلنسئلن الذین ارسل
اجمعین عما کانوا یعملون
تعالی فوربک لنسئلنہم
سوال عن المتابعۃ قال
عن الاخلاص والثانی
وکیف نغفلہ الاول سوال

یعنی الانبیاء عن تبلیغہم الرسالۃ وقال
مجاہد نسأل المبلغین المؤدین عن
الرسل یعنی الامم کما سأل الرسل
ہل بلغوا عنہم ان الاخر تبیناؤ
ہل بلغوا عن اللہ والحق یتناول
ہذا وہذا وقال تعالی ثم لتسئلن یومئذ
عن النعیم قال محمد بن جریر
عن النعیم الذی کنتم فیہ
فی الدنیا ماذا عملتم فیہ ومن
این وصلتم الیہ وفیم اصبتموہ
وماذا عملتم بہ والنعیم
المسئول عنہ نوعان نوع
اخذ من حلہ وصرف فی حقہ

ہوئی اوسکے توشکر سے سوال ہوگا دوسری یہہ کہ وجہ ناجائز سے
لی گئی اور ناحق مین صرف ہوئی اوسکی خرچ اور صرف کی جگہہ سے سوال ہوگا۔
اور محاسبہ کے واجب ہونے پر یہہ قول خدا تعالی کا دلالت کرتا ہے
فصل يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ
اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہیئے دیکھیے ہرجی کیا بھیجا ہے کل کیواسطے ۱۲
نفس سے حساب لینے مین کئی مصلحتین اور فائدے ہین اول نفس کے
عیبونپر واقف ہونا اور جو شخص اپنے نفس کے عیب پر واقف نہوگا
تو وہ اوسکے عیب کو دور نکرسکیگا پس جب عیب پر واقف ہو تو
نفس سے اللہ پاک کی لئے دشمنی رکھے امام احمد حضرت ابو درداؓ سے
راوی ہین کہ انہون نے فرمایا کہ آدمی پورا دانا نہین ہوتا جبتک کہ
لوگونکو خدا تعالی کے مقابل مین دشمن نجانے پہر اپنے نفس کیطرف
رجوع کرکے اُس سے سب سے بڑھکر دشمنی نکرے۔ اور مطرف بن عبد اللہ
کہتے ہین کہ اگر مین اپنے نفس کا حال نجانتا ہوتا تو لوگونپر غالب ہوتا اور
عرفہ مین کسی دعا مین یون کہا کہ الٰہی لوگونکو میری باعث سے نامنظور نفرما
اور ایوب سجستانی کہتے ہین کہ جب نیکبخت ذکر کئے جاتے ہین تو مین اُن سے
الگ ہوتا ہون اور جعفر بن زید کہتے ہین کہ ہم ایک جہاد مین کابل کیطرف

فيسأل عن شكره ونعمه وفي
اخذ بغير حله وفيسأل عن
مستخرجه وفي صرفه
وقد دل على وجوب
محاسبة النفس قوله
تعالى يا ايها الذين امنوا
اتقوا الله ولتنظر نفس ما قدمت
لغد **فصل** وفي محاسبة النفس
فوائد منها الاطلاع على عيوبها
ومن لم يطلع على عيب نفسه
لم يمكنه ازالته فاذا اطلع
عليه مقتها في ذات الله وروى
الامام احمد عن ابي الدرداء قال
لا يفقه الرجل كل الفقه حتى يمقت
الناس في جنب الله ثم يرجع الى نفسه فيكون
لها اشد مقتا وقال مطرف بن عبد الله
لولا ما اعلم من نفسي لقليت الناس
وقال في بعض دعائه بعرفة
اللهم لا ترد الناس لاجلي
وقال ايوب السختياني اذا ذكر
الصالحون كنت عنهم
بمعزل وقال جعفر بن زيد
خرجنا في غزاة الى كابل

في الجيش صلة بن اشيم فنزل الناس عند العتمة فصلوا ثم اضطجع فغفلت لارمقن عمله فالتمس غفلة الناس حتى اذا قلت هدأت العيون وثب فدخل غيضة قريبا منا فدخلت على اثره فتوضأ ثم قام يصلي وجاء اسد حتى دنا منه فصعدت في شجرة فالتفت وعد به جروا فلما سجد قلت الآن يفترسه فجلس ثم سلم ثم قال ايها السبع اطلب الرزق من مكان آخر فولى وان له لزئيرا اقول تصدع الجبال منه فما زال كذلك يصلي حتى اذا كان عند الصبح جلس فحمد الله بمحامد لم اسمع بمثلها ثم قال اللهم اني اسألك ان تجيرني من النار او مثلي يجترئ ان اسألك الجنة ثم رجع واصبح

گئی اور لشکر مین صلہ بن اشیم بھی تھے لوک عشا کیوقت اترے اور نماز
پڑہی وہ بزرگ لیٹ رہے مین نے دلمین کہا کہ دیکہون یہہ کیا کرینگے
پس لوگونکی غفلت کی جویا رہے جب میری عندیہ مین لوگ سوگئے تو صلہ
بن اشیم اوٹھے اور ایک جہاڑ مین جو ہمسے قریب تہی گہس گئے اور مین بھی
انکے پیچہے ہی گیا وہان پونہچکر اُنہون نے وضو کیا اور کہڑے ہوکر نماز
پڑہنے لگے اور ایک شیر آیا یہانتک کہ اُن سے قریب ہوا مین ایکدرخت
پر چڑہگیا پہر گویا اُنہون نے اُسکو دیکہا اور بہیڑئے کا بچہ جانا جب وہ سجدہ
مین گئے تو مینے کہا کہ یہہ درندہ اب انکو چیر ڈالیگا پہر وہ بیٹہے اور معلوم
کیا کہ شیر ہے اُسکو فرمایا کہ اے درندے اپنا رزق اور جگہہ جا دیکہہ وہ اس
زور وشور سے غراتا گیا کہ مین یہہ کہتا تہا کہ پہاڑ اُسکی آواز سے پہٹ
جائینگے غرضکہ صبح تک اسیطرح نماز پڑہتے رہے یہانتک کہ جب صبح ہوئی تو
بیٹہے اور خداتعالی کی وہ تعریفین بیان کین کہ مینے ویسی نہین سُنی
تہی پہر عرض کیا کہ الٰہی مین تجہہ سے یہہ سوال کرتا ہون کہ تو مجکو دوزخ
سے پناہ دے اور مجہہ جیسے کو یہہ جرأت کہان کہ تجہہ سے جنت کا سوال
کرے پہر آپ وہان سے لشکر کیطرف پہرے اور صبح کو ایسے معلوم ہوتے تہے کہ

كانّه بات على الحشايا واصبحت وبي من الفترة شيء الله عالم به وقال محمد بن واسع لو كان للذنوب ريح ما قدر احد ان يجلس الي واخرج ابن ابي الدنيا عن خالد بن ايوب قال كان راهب في بني اسرائيل في صومعته منذ ستين سنة فاتي في منامه ليلة بعد ليلة فقيل له ان فلان الاسكاف خير منك فاتى الاسكاف فسأله عن عمله فقال اني رجل لا يكاد يمر بي احد الا ظننت انه في الجنة وانا في النار وقال ابن ابي حاتم بسنده الى عمر بن الخطاب انه قال يوما اللهم اغفر لي ظلمي وكفري فقال قائل يا امير المومنين هذا الظلم فما بال الكفر قال ان الانسان لظلوم كفار وقال الامام احمد بسنده الى مسروق قال دخل عبد الرحمن

گویا خوب نرم بچھونوں پر تمام رات سوئے ہین اور میرے اور پرندوں کو ایسی
سُستی تھی کہ خدا ہی جانتا ہے اور محمد بن واسع کہتے ہین کہ اگر گناہون
مین بو ہوا کرتی تو میرے پاس کوئی نہ بیٹھ سکتا - اور ابن ابی الدنیا
خالد بن ایوب سے روایت کرتے ہین کہ بنی اسرائیل کا ایک راہب اپنے
عبادتخانہ مین ساٹھہ برس سے رہتا تھا اوسکو خواب مین کسی نے کئی رات
کہا کہ فلانا موچی تجھ سے بہتر ہے وہ راہب اُس موچی کے پاس آیا اور
اُس سے اوسکے عمل کا حال پوچھا اوسنے کہا کہ مین ایسا آدمی ہون
کہ جو کوئی میرے پاس کو گذرتا ہے مین یہی گمان کرتا ہون کہ وہ تو جنت
مین ہوگا اور مین دوزخ مین (یعنی اپنے آپکو سب سے برا جانتا ہون)
اور ابن ابی حاتم نے اپنی سند حضرت عمر بن خطابؓ تک پونہچا کر کہا
ہے کہ آپ نے ایک روز فرمایا کہ الہی تو مجکو میرا ظلم اور کفر بخشدے
اوسوقت کسی نے آپکی خدمت مین عرض کیا کہ یا امیر المومنین ظلم تو یہی
ظلم ہے مگر کفر کیسا آپ نے فرمایا کہ جو اس قول خداوندی مین ہے
اِنَّ الْاِنسَانَ لَظَلُومٌ کَفَّارٌ اور امام احمدؒ اپنی سند مسروقؒ تک
پونہچا کر فرماتے ہین کہ اُنہون نے فرمایا کہ حضرت عبد الرحمن

علی ام سلمة فقالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان من اصحابی لمن لا یرانی بعد ان اموت ابدا فخرج من عندها مذعورا حتی دخل علی عمر فقال له اسمع ما تقول امک فقام عمر حتی اتاها فسألها ثم قال انشدک بالله امنهم انا فقالت لا ولن ابرئ بعدک احدا قال ابن القیم فسمعت شیخنا یقول انما ارادت ان لا افتح هذا الباب ولم ترد ببرائته وحده = وذکر ابن ابی الدنیا عن مالک ابن دینار ان قوما من بنی اسرائیل کانوا فی مسجد لهم فی یوم عید فجاء شاب حتی قام علی باب المسجد فقال لیس مثلی یدخل معکم انا صاحب کذا انا صاحب کذا یزری علی نفسه *

حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس گئے انہون نے فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے اصحاب مین سے بعض ایسے بھی ہین کہ مجکو بعد میرے مرنیکے کبھی نہ دیکھین گے حضرت عبد الرحمن انکے پاس سے ڈر کر نکلے اور حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور انکی خدمتمین عرضکیا کہ سنو آپ کی مان کیا ارشاد فرماتی ہین حضرت عمرؓ اوٹھے اور حضرت ام سلمہؓ کے پاس آکر پوچھا جب انہون نے حدیث بیان فرمائی تو آپ نے اونسے کہا کہ مین تمکو اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ کیا مین انہین لوگونمین سے ہون حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ نہین اور تمہارے بعد اور کسیکو مین بری نکرونگی — امام ابن قیم اس جملہ کے معنی اپنے استاد سے سنے ہوئے یہہ فرماتے ہین کہ حضرت ام سلمہؓ کی غرض اس قول سے یہہ ہے کہ آگے کو مین یہ راہ بند کرونگی یہہ غرض نہین کہ صرف حضرت عمرؓ کی برأت منظور ہو — اور ابن ابی الدنیا مالک بن دینارؒ سے روایت کرتے ہین کہ کچھہ لوگ بنی اسرائیل کے عید کے دن اپنی کسی مسجد مین تھے اتنے مین ایک جوان آیا اور مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہوا اور کہا کہ مجھہ سا آدمی تم لوگونکے ساتھہ اندر نہین جاسکتا مینے فلان قصور کیا اور فلان خطا کی اپنے نفس کی حقارت کرتا رہا پس

اللہ تعالی نے اُن لوگو نکے نبی پر وحی بھیجی کہ فلان شخص صدیق ہے اور امام احمدؒ وہبؒ سے روایت کرتے ہین کہ ایک سیاح نے خدا تعالی کی عبادت ستر برس کی پھر ایک روز نکلا اور اپنی عمل کو چھوٹا جانا اور اپنی تقصیر کا مقر ہوا اور خدا تعالی سی اپنی درد کا اظہار کیا پس اوسکی پاس کوئی شخص خدا تعالی کے پاس سی آیا اور کہا کہ تیری یہہ بیٹھک مجکو تیری عمر گذشتہ کے عمل کی نسبت کر محبوب تر ہے اور حضرت قتادہؒ فرماتے ہین کہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ تم اپنی دلونکو نرم کرو اسلئی کہ مین بھی نرم دل اور اپنے نزدیک چھوٹا ہون اور احمد عبد اللہ بن رباح انصاری سی راوی ہین کہ اونہون نے فرمایا کہ حضرت داودؑ بنی اسرائیل مین سی پوشیدہ حلقہ دیکھتے اور اونکے درمیان بیٹھتے پھر فرماتی کہ الٰہی مین مسکین ہون اور مسکینون کے درمیان ہون اور عمران بن موسیٰ قصیر فرماتے ہین کہ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ الٰہی مین تجکو کہان تلاش کرون حکم ہوا کہ مجکو شکستہ دلون کے پاس تلاش کر کیونکہ مین انسی ایک ڈگ ہر روز قریب ہوتا ہون اور اگر یہہ بات نہو تو وہ لوگ ڈھجا دین اور امام احمدؒ کی کتاب الزہد مین مرقوم ہے کہ ایک شخص نے بنی اسرائیل مین سی ساٹھہ برس

فأوحى الله تعالى إلى نبيهم أن فلانا صديق وقال الإمام أحمد عن وهب أن سائحا تعبد الله عز وجل سبعين سنة ثم خرج يوما فقلل عمله وشكى إلى الله تعالى واعترف بذنبه فأتاه آت من الله أن مجلسك هذا أحب إلي من عملك فيما مضى من عمرك وعن قتادة قال قال عيسى عليه السلام لينوا القلوب وذلك فاني لين القلب صغير عند نفسي

واحمد عن عبد الله بن رباح الانصاري قال كان داود ينظر اغمض حلقة في بني اسرائيل فيجلس بين ظهرانيهم ثم يقول يا رب مسكين بين ظهراني مساكين وعن عمران بن موسى القصير قال قال موسى يا رب اين ابغيك قال ابغني عند المنكسرة قلوبهم فاني ادنو منهم كل يوم باعا ولولا ذلك لانهدموا وفي كتاب الزهد للامام احمد ان رجلا من بني اسرائيل تعبد ستين سنة

فطلب الحاجة فلم تظفر بها فقال يا نفسه والله لو كان فيك خير لظفرت بحاجتك فاتي في منامه فقيل له ارأيت ازدراءك على نفسك تلك الساعات فانه خير من عبادة تلك السنين ومن فوائد محاسبة النفس معرفة حق الله عليه ومن لم يعرف حق الله عليه فان عبادته لا تجدي عليه قال الامام احمد حدثنا حجاج ثنا جرير بن حازم عن وهب قال بلغني ان موسى عليه السلام مر برجل يدعو ويتضرع فقال يا رب ارحمه فاني قد رحمته فاوحى الله اليه لو دعاني حتى ينقطع قواه ما استجبت له حتى ينظر في حقي عليه فمن نظر في حق الله عليه

ایک حاجت کی طلب مین عبادت کی مگر کامیاب نہوا پس اپنی جبین کہا کہ
بخدا اگر تجہہ مین کوئی بہتری ہوتی تو تجکو تیری حاجت ضرور ملتی اُس شخص کو
خوابمین یہہ کہا گیا کہ تو نے ان ساعتون مین اپنے نفس کو برا کہنا دیکہا کہ یہہ
آن برسونکی عبادت سے بہتر ہے دوسرا فائدہ نفس سے حساب لینے کا یہہ ہے
کہ آدمی کو اللہ تعالی کا حق اپنے اوپر معلوم ہوجاتا ہے اور جو شخص کہ خدا تعالی
کا حق اپنے اوپر نہین پہچانتا تو اوسکی عبادت اوسکو کچہہ فائدہ نہین دیتی
حضرت امام احمدؒ فرماتے ہین کہ ہمسے حدیث بیان کی حجاج نے اور
اُنسے جریر بن حازم نے اور اُنسے وہب نے کہ مینے سُنا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا
گذر ایک ایسے شخص پر ہوا جو دعا اور تضرع کرتا تہا حضرت موسیٰ نے
جناب احدیت مین عرض کیا کہ الہی اس شخص پر رحم فرما کہ مجکو اسکی حال پر
ترس آیا ہے خدا تعالی نے اُنپر وحی بہیجی کہ اگر یہہ شخص مجہہ سے اتنی دعا مانگیگا
کہ اسکی قوا جاتی رہینگی تب بہی مین اوسکی دعا قبول نکرونگا جب تک کہ یہہ میرے
حق کو اپنے اوپر لحاظ نکریگا اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص خدا تعالی کی حق
مین نظر کرتا ہے اوسکے لئے فروتنی کا دروازہ کہلجاتا ہے اور اپنے نفس سے
یاس ہوجاتی ہے اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ اوسکو نجات بدون اللہ تعالی

کی عفو اور مغفرت کے حاصل نہین ہوتی اِسلئی کہ خدا تعالی کا حق یہہ ہے
کہ اوسکی اطاعت کیجاوی نہ نافرمانی اور یاد کیا جاوی تو نہ بہولایا جاوے
پس بندہ یہہ جانے کہ مین اس حق کو جیسا چاہیئی ویسا ادا نہین کرتا ہون
اور بدون اوسکی معاف کرنے اور مغفرت کرنیکے میری گنجایش نہین
اور جو شخص اپنی حق کو خدا تعالی پر لحاظ کری تو اللہ تعالی اُس سی علیحدہ
ہوجاتا ہی اور اُسکا دل خدا تعالی کی مغفرت اور محبت اور اوسکی یاد
سی آرام پانے سی محجوب ہوجاتا ہی اور اگر اعمال مین سی سب کچہہ کیا اور خدا تعالی
کے حق کو اپنے اوپر پہچاننا نصیب نہوا تو جو نیکی کہ اوسکی اعمال کی نسبت
افضل تھی وہی نصیب نہوئی اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ پر وحی بہیجی
کہ جب تو مجہی یاد کری تو ایسی طرح یاد کر کہ تیری اعضا کانپتی ہون اور میری
یاد کیوقت عاجزی کرنیوالا اور اطمینان پکڑنیوالا رہ اور اپنی زبانکو
اپنے دلکے پیچہی کرلے اور جب تو میری سامنی کہڑا ہو تو یون کہڑا ہو جیسے
بندہ حقیر اور ذلیل کہڑا ہوتا ہی اور اپنی نفس کو برا کہہ کہ وہ برا کہنی کے
لائق تر ہی اور جب تو مجہہ سی مناجات کری تو دل خوف زدہ اور زبان سچی
سی کر اور ایک فائدہ اللہ تعالی کے حق پر بندہ کو لحاظ رکہنی کا یہہ ہی کہ

یعفو الله ویغفر له فان حقه ان یطاع فلا یعصی ویذکر فلا ینسی فعلم العبد انه عاجز عن ذلک وانه لا یسعه الا العفو والمغفرة ومن لحظ حقه علی الله انقطع عنه بذلک وحجب قلبه عن مغفرته ومحبته وانسه وذکره ولو عمل من الاعمال ما عمل فانه فاته معرفة حق الله علیه فانه من البر افضل مما ... اوحی الله الی موسی اذا ذکرتنی فاذکرنی وانت تنتفض اعضاؤک وکن عند ذکری خاشعا مطمئنا واجعل لسانک من وراء قلبک واذا قمت بین یدی فقم مقام العبد الحقیر الذلیل وذم نفسک فهی اولی بالذم وناجنی حین تناجینی بقلب وجل ولسان صادق ومن فوائد لحظ العبد حق الله

علم اجابه بعمله فان من اذل بعمله لم يصعد اليه ودعى بعض اهل العلم الله فقال له رجل انى لارفع فى صلوتى فابكى حتى يكاد ينبت البقل من دموعى فقال له انك ان تضحك وانت تعترف لله بخطيئتك خير من ان تبكى وانت تدل بعملك فان صلوة المدل لا تصعد فوقه فقال له اوصنى قال عليك بالزهد فى الدنيا وان لا تنازع اهلها فان مثلك كالنحلة ان اكلت اكلت طيبا وان وضعت وضعت طيبا وان وقعت على عود لم تضره ولم تكسره وانصحك نصح الكلب لاهله فانهم يجيعونه ويطردونه ويأبى الا ان يحوطهم وينصح لهم ومن هنا اخذ الشاطبى قوله وقد قيل كن كالكلب يقصيه اهله * ولا يأتلى فى نصحهم متبذلا **

اپنی عمل پر ناز نہین کرتا کیونکہ جو شخص اپنی عمل پر ناز کرتا ہی تو اُسکا عمل خدا کی طرف نہین چڑہتا بعض اہل علم سی کسی شخص نے کہا کہ مین اپنی نماز مین کہڑا ہوکر اتنا روتا ہون کہ میری آنسوؤنسے سبزہ جمنی کے قریب ہوجاتا ہی اہل علم نے فرمایا کہ اگر تو ہنسے اور اللہ تعالی سی اپنی قصور کا اقرار کری تو اِس سی بہتر ہے کہ تو روے اور اپنی عمل سی ناز کری اِسلئی کہ ناز کرنیوالے کی نماز اوپر کو نہین جاتی اُس شخص نے کہا کہ آپ مجہی وصیت کرین عالم نے فرمایا کہ دنیا مین زہد کرنا اختیار کر اور اوسکی بابین دنیا داروں سے نزاع مت کر اور شہد کی مکہی کیطرح ہو کہ کہاوی تو اچہا کہاوی اور جمع کری تو ستہرا جمع کری اور اگر کسی لکڑی پر گری تو اوسکو نقصان دی نہ توڑی اور تجہکو وصیت کرتا ہون کہ خدا ہی عزوجل کی خیرخواہی ایسی کرنا جیسے کتا اپنے مالک کی خیرخواہی کرتا ہی کہ وہ اوسکو بہوکا رکہتی ہین اور نکالدیتی ہین مگر وہ اونکا گہر نہین چہوڑتا اور اِسی جگہہ سی شاطبی نے یہ مضمون شعر مین باندہا ہی ع کہتی ہین کہ ہو سگ کیطرح جسکو نکالین + گہر والے وہ رہتا ہی وہ اونکا وفادار +

بارہوان باب

الباب الثانى عشر

علاج مین دلکی مرض کے جو شیطانکی باعث سی ہوا اور یہ باب نہایت ضروری بابون سی ہی از انجا کہ اللہ تعالی نے شیطان سی چند جا اپنی کتاب مجید مین ڈرایا ہی اور اوسکی لئی ایک سورت پوری جدا کردی ہی (یعنی سورۂ ناس) تو اسی سے لئے خداوند کریم کا ڈرانا شیطان سی نفس کے ڈرانیکی نسبت کر زیادہ ہوا اور نفس کی شرارت اور خرابی صرف شیطانکے وسوسے سے پیدا ہوتی ہی اسلئے کہ نفس شیطانکی سواری اور جال کی جگہ اور وسوسہ کا مقام ہی اور اللہ تعالے نے شیطان سی پناہ مانگنی کا حکم تلاوت قران مجید کیوقت اور دوسرے وقتونمین فرمایا اور نفس سی پناہ مانگنی کا ذکر بجز خطبہ حاجت کی اور کہین نہین آیا اوس خطبہ مین آیا ہی کہ پناہ مانگتی ہین ہم اللہ سی برائیون سے اپنی نفسونکی نظر برین جن ارباب سلوک نی عیوب نفس کا ذکر بہت کچھ لکھا ہی اور شیطان کے بیان اور اس سی لڑائی کرنیکو مختصر لکھا ہی تو اچھا نہین کیا

فصل اللہ تعالی نے فرمایا فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ (جب تو پڑھے قران) فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (تو پناہ لی اللہ کی شیطان مردود سی) اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطَانٌ عَلَی الَّذِیْنَ (اوس کا زور نہین چلتا ان پر جو یقین رکھتے ہین) اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ (اور اپنی رب پر بھروسا کرتے ہین) اِنَّمَا سُلْطَانُہٗ عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَہٗ (اسکا زور انہین پر ہی جو اوسکو رفیق سمجھتی ہین) وَالَّذِیْنَ ہُمْ بِہٖ مُشْرِکُوْنَ (اور جو اسکو شریک ٹہراتے ہین) اس آیت مین اللہ پاک نے شیطان سی استعاذہ کا

في علاج مرض القلب بالشيطان وهو من اهم المهمات وقد حذر الله سبحانه من الشيطان في غاية مواضع وافرد له سورة تامة فكان التخويف منه اكثر من خوف من النفس وشر النفس وفسادها انما ينشأ من وسوسته وهي مركبه ومحل نزغته وامر الله وموضع شركه ومنبه عند قراءة بالاستعاذة منه عند قراءة القران وغيرها وبذل وتم ذكر الاستعاذة من النفس الا في خطبة الحاجة ونعوذ به من شرور انفسنا فلما نصب من توسع من ارباب السلوك في ذكر عيوب النفس وقصر في ذكر الشيطان ومحاربته

فصل قال الله تعالى فاذا قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشيطان الرجيم انه ليس له سلطان على الذين امنوا وعلى ربهم يتوكلون انما سلطانه على الذين يتولونه والذين هم به مشركون امر سبحانه بالاستعاذة

حکم یعنی اُس سے رکنا اور بچنا اور پناہ ڈہونڈہنے کی لئے قران کی پڑہنے کے وقت
مین حکم دیا اور اِس حکم کی کئی وجہین ہین اول وجہ یہ ہی کہ قران سینون
کے مرضونکی شفا ہی کہ جو کچہہ شیطان وسوسے اور شہوات انمین ڈالتا ہی
قران اونکو دور کردیتا ہی تو حکم کیا کہ استعاذہ سے بالکل مادہ مرض کا
نکالدینا چاہئے تاکہ دوا یعنی تلاوت خالی جگہہ مین پونہچے اور اوسمین و
کے نہونیکے باعث قرار پکڑے دوسری وجہ یہ ہے کہ قران مجید دل مین
ہدایت اور علم اور خیر کی اصل ہی جیسے پانی روئیدگی کا مادہ ہوتا ہی اور
شیطان آگ ہی اور اوسکا کام یہہ ہی کہ جب خیر کی روئیدگی دلمین پاتا ہے
تو اوسکی خرابی کرنے اور جلانیمین کوشش کرتا ہی اسلئے اُس سے پناہ مانگنے کا
حکم ہوا تاکہ جو کچہہ قران مجید سے آدمیکو حاصل ہوا وسکو شیطان تباہ نکرے
پہلی وجہ مین تو استعاذہ اسلئے تہا کہ فائدہ قران مجید کا حاصل ہو اور
دوسری وجہ مین اسلئے ہی کہ فائدہ بنا رہے اور یہان سے معلوم ہوتی ہی اُس
شخص کے قول کی وجہ جسنے یہہ کہا ہی کہ استعاذہ بعد قرارت کی ہے
اور یہہ وجہ خوب لحاظ کے قابل ہی مگر کیا کیجے کہ حدیث اور صحابہؓ کے
اقوال مین استعاذہ قرارت کی شروع مین ہی وارد ہی تیسری وجہ یہہ ہے

مادة الداء ليصادف الدواء محلا خاليا فيتمكن فيه فيعمل
والشهوات فأمر أن يطرد
الشيطن من الوساوس
الصدر وهو بمنزلة
أن القرآن شفاء لما في
قراءة القرآن بوجوه الأول
والمجانب من الشيطن
أي الامتناع والاعتصام

التراحم ومنها أن القرآن
مادة الهدى والعلم و
الخير في القلب كالماء
إن الماء مادة النبات والشيطن نار
فكلما أحس بنبات الخير في القلب سعى في إفساده
واحتراقه فأمر أن يستعيذ بالله لئلا يفسد عليه
ما حصل له بالقرآن والاستعاذة في الوجه الأول
لحصول فائدة القرآن وفي الثاني لأجل بقائها
ومن هنا يظهر وجه قول من
قال إن الاستعاذة بعد
القراءة وهو ملحظ حسن
لولا أن السنة وآثار
الصحابة تدل إنما جاءت
بالاستعاذة قبل
الشروع ومنها

من الملائکة تدنو من قاری القرآن ویستمع لقرائتہ کما فی حدیث اسید بن حضیر انہ کان یقرأ ورای مثل الظلة فیہا مثل المصابیح فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلک الملائکة والشیطان ضد الملائکة وعدو اللہ فامر القاری ان یطلب من اللہ تعالی مباعدة عدوہ عنہ حتی یحضرہ خاصتہ وملائکتہ فہذہ ولیمة لا یجتمع فیہا الملائکة والشیطان ومنہا ان الشیطان یجلب علی القاری بخیلہ ورجلہ حتی یشغلہ عن المقصود بالقرآن من تدبرہ وتفہمہ ومعرفة ما فیہ فحرص علی ان یحول بینہ وبین مقصود القرآن فلا یکمل انتفاع القاری بہ [illegible] ومنہا ان القاری مناج ربہ واللہ اشد اذنا للقاری [illegible] الصوت من صاحب القینة الی قینتہ والشیطان انما قرأتہ الشعر والغناء

کہ قران سکے پڑہنے والے سی فرشتے نزدیک ہوتے ہین اور اوسکے
پڑہنے کو سنتے ہین چنانچہ اسید بن حضیر کی حدیث مین ہی کہ جب اونہون نے
قرات کیوقت ایک سایہ سا دیکہا جسمین چراغ تہی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ یہ فرشتے ہین اور شیطان فرشتونکی ضد اور خدا تعالی کا دشمن ہی
اسلئی قاری کو حکم ہوا کہ اپنی پاس سی اللہ تعالی کے دشمن کے دور کرنیکی
طلب کری تاکہ اوسکی پاس اللہ تعالی کے مخصوص بندی اور فرشتی موجود
ہون اسلئی کہ قران مجید پڑہنا ایسی دعوت ہی جسمین فرشتی اور شیطان دونو
اکہٹی نہین ہوسکتی چوتہی وجہ یہہ ہے کہ شیطان قاری پر اپنی سوار اور پیادی
چڑہا لاتا ہی تاکہ قاری کو قران کے مقصود یعنی اوسکی معانی کے سمجہنی اور
مضمون کے پہچاننی سی باز رکہی پس اپسی باتکی حرص کرتا ہی کہ قاری مین اور
قران کے مقصود مین آڑ ہوجاوے تاکہ قاری کو نفع کامل قران سی نہو تو
جب قاری پناہ مانگیگا یہہ آڑ دفع ہوجاویگی پانچوین وجہ یہہ ہی کہ قاری
اپنی رب سی تلاوت مین راز و نیاز کی باتین کرتا ہی اور اللہ تعالی اوس قاری
کی خوش آوازی کو زیادہ سنتا ہی بنسبت راگ والی لونڈی کے مالک
کے اپنی لونڈی کی راگ کو اور شیطان کی قرأت شعر اور راگ ہین اسلئی

قاری کو حکم ہوا کہ مناجات کیوقت اور پروردگار سی سُننی کیوقت شیطان کو دور کری چھٹی وجہ یہہ ہے کہ خدای پاک نی فرمایا ہی وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْ اُمْنِیَّتِہٖ (اور جو رسول ہم نے بھیجا ہے تجہسی پہلی یا نبی سو جب لگا خیال باندہنی شیطان نی ملا دیا اوسکے خیال مین) اور اکابر سلف سب اسپر متفق ہین کہ اِس آیت کی یہہ معنی ہین کہ جب وہ تلاوت کرتا ہی تو شیطان تلاوت مین ملا دیتا ہی پس جب شیطان کا یہہ فعل رسولون کے ساتھہ ہوا تو اورونکی ساتھہ کیسے نہوگا اِس سی معلوم ہوا کہ وہ قاری سی غلطی کراتا ہی اور اسپر قرات کو اُلجہاتا ہی اور پریشان کرتا ہی یا اوسکی فہم کو پراگندہ کرتا ہی یا دونو باتین اوسکی لئی جمع کرتا ہی پس استعاذہ سی یہہ خرابی دور ہوجاتی ہی ساتوین وجہ یہہ ہی کہ انسان جسوقت خیر کا ارادہ کرتا ہی یا اوسمین داخل ہوتا ہی تو شیطان اوسپر زیادہ تر حسد کرتا ہی اور اسبابین کوشش کرتا ہی کہ انسان کو اُس خیر سی علٰحدہ کردی چنانچہ بخاری شریف مین ایک حدیث صحیح مین وارد ہی کہ ایک شیطان نے کل رات مجہپر چڑہائی کی اور چاہا کہ میری نماز کو توڑ دی اور جسقدر عمل بندہ کے حقمین نافع تر اور اللہ تعالی کے نزدیک محبوب تر ہوتا ہی اوسیقدر شیطان کی روک بھی اوسکو زیادہ ہوتی ہی مسند امام احمدؒ مین سبرۃ بن الفاکہہ کی

فامر القارى بطرده عند المناجاة واستماع الرب وصفا نه سبحانه قال وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبى الا اذا تمنى القى الشيطان فى امنيته والسلف كلهم على ان المعنى اذا تلا القى الشيطان فى تلاوته واذا كان هذا فعله مع الرسل فكيف بغيرهم فيغلط القارى ويخلط عليه القراءة ويشوشها او يشوش فهمه او يجمع له بين الامرين ومنها ان الشيطان احرص ما يكون على الانسان عند ما يهم بالخير او يدخل فيه فيجلب عليه حينئذ ليقطعه عنه وفى الصحيح ان النبى صلى الله عليه وسلم قال ان شيطانا تفلت على البارحة فاراد ان يقطع على صلاتى وكلما كان الفعل انفع للعبد واحب الى الله كان اعتراض الشيطان له اكثر وفى مسند الامام احمد من حديث سبرة بن الفاكه
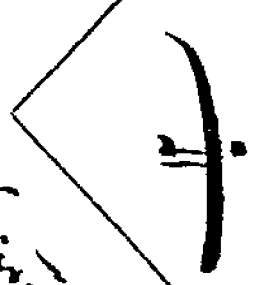
حدیث سے مروی ہے کہ شیطان آدمی کی راہونمین بیٹھا یعنی اول اسلام کی راہ مین بیٹھکر کہا کہ تو مسلمان ہوتا ہی اور اپنا طریق اور اپنے باپ دادیکا دین چھوڑے دیتا ہی آدمی نے اُسکا کہنا نمانا اور مسلمان ہوگیا پھر اوسکی لئی ہجرت کی راہ مین بیٹھکر کہا کہ بھلا تو ہجرت کرکے اپنی زمین اور اپنا آسمان یعنی اپنا وطن چھوڑے دیتا ہی اور ہجرت کرنیوالیکی مثال تو ایسی ہی جیسی گھوڑا اگاڑی پچھاڑی لگا ہوا پس آدمی نے اُسکا کہنا نمانا اور ہجرت کی پھر اوسکی لئی جہاد یعنی جان و مال کے جہاد کی راہ مین بیٹھکر کہا کہ اگر تو لڑیگا تو مارا جاویگا اور تیری منکوحہ کسی اور سے بیاہی جائیگی اور تیرا مال لٹ جاویگا اور منصور مجاہد سے راوی ہین کہ جو قافلہ مکہ معظمہ کی جانیکو نکلتا ہی تو شیطان بھی اونکی شمار کی برابر اپنا لشکر بھیجتا ہی ابن ابی حاتم نے اس مضمونکو اپنی تفسیر مین روایت کیا ہی غرضکہ شیطان ہر وقت انسانکی تاک مین رہتا ہی خصوص تلاوت قران مجید کیوقت اسیلئے قاری کو حکم ہوا کہ اپنے اُس دشمن سے کہ جو رہزنی کرتا ہی اور اوسکی شر سے خدا تعالی سے پناہ مانگے تاکہ اوسکو راہ کا چلنا نصیب ہو جیسے مسافر کہ اگر اوسکے سامنے کوئی راہزن آجاتا ہی تو اول اُسکی دفع کرنیمین مشغول ہوتا ہی آٹھوین وجہ یہ ہے کہ قرارت

ان الشیطان قعد لابن آدم باطرقه فقعد له بطریق الاسلام فقال اتسلم وتذر دینك ودین آبائك فعصاه فاسلم ثم قعد له بطریق الهجرة فقال اتهاجر وتدع ارضك وسماءك وانما مثل المهاجر کالفرس فی الطول فعصاه فهاجر ثم قعد له بطریق الجهاد فقال هو جهاد النفس والمال فتقاتل فتقتل فتنکح المرأة ویقسم المال وقال منصور عن مجاهد ما من رفقة تخرج الی مکة الا جهز معهم ابلیس مثل عدتهم رواه ابن ابی حاتم فی تفسیره فهو بالرصد للانسان ولا سیما عند قراءة القرآن فامر القاری بالاستعاذة لیتخلص من الذی یقطع الطریق ویستعین بالله منه لیتم له سلوکه کالمسافر اذا عرض له قاطع عن الطریق اشتغل اولا بدفعه ومنها ان الاستعاذة

سی پہلے پناہ مانگنا اسبات کا عنوان اور مقدمہ ہی کہ جو چیز اسکے بعد آنیوالی ہی وہ قران مجید ہی اور اسی وجہ سی استعاذہ خدا تعالی کے کلام کے سوا اور کسیکے کلام کی پیشتر مشروع نہین پس جب سننی والا استعاذہ سُنتا ہی تو اللہ تعالی کے کلام پاک کی سننی کو مستعد ہو جاتا ہی پہر یہہ امر قاری کی لئی مشروع ہوگیا گو وہ اکیلا ہی ہو۔ پس یہہ ہین چند فائدہ استعاذہ کے اور امام احمدؒ سی روایت ہی کہ نماز اور غیر نماز مین قران بدون استعاذہ نہ پڑہتی تھی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (جب پڑہو تو قران تو پناہ مانگو اللہ کی شیطان مردود سے ۱۲) اور ابن مشیش کی روایت مین ہی کہ جب کبھی پڑہتے استعاذہ کرتے اب استعاذہ کی کلمات کو سننا چاہیئے کہ کئی طرح پر مروی ہین عبد اللہ بن امام احمدؒ فرماتے ہین کہ مینی اپنی باپکو سُنا ہی کہ جب قران مجید پڑہتی تھی تو یون پناہ مانگتی تھی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ ہو السمیع العلیم اور مسند اور ترمذی مین حضرت ابو سعید خدریؓ کی حدیث مین ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب نماز کو کھڑی ہوتے تو شروع کی دعا پڑہکر پہر فرماتے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ہمزہ ونفخہ ونفثہ اور ابن منذر فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سی ثابت ہوا

قبل القراءة عنوان و امام بان القرآن به نعقبها القرآن ولذا لم يكثر في الاستعاذة بين يدي كلام غير فاذا سمع السامع الاستعاذة استعد لاستماع كلام الله تعالى ثم نشرع في ذلك القارى وان كان وحده فهذه بعض فوائد الاستعاذة وقال احمد بن حنبل في رواية بعد الصلوة وغيرها في الصلوة لا استعاذة لقوله تعالى فاذا قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشيطان الرجيم وفي رواية ابن مشيش كلما قرأ يستعيذ وقال عبد الله بن احمد سمعت ابي اذا قرأ استعاذ يقول اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ان الله هو السميع العليم وفي المسند والترمذي عن ابي سعيد كان النبي صلى الله عليه وآله وسلم اذا قام الى الصلوة استفتح ثم قال اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزه ونفخه ونفثه وقال ابن المنذر جاء عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم

انه كان يقول قبل القراءة أعوذ بالله من الشيطان الرجيم واختار الشافعي وأبو حنيفة والقاضي في الجامع أنه يقول أعوذ بالله من الشيطان الرجيم لأن حمله على ظاهر الآية وهو رواية عن أحمد وعليه حديث ابن المنذر وعن رواية أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم لحديث أبي سعيد رواه وعليه الحسن وابن سيرين ودليله ما رواه أبو داود في قصة الإفك أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم جلس وكشف عن وجهه وقال أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم إن الله هو السميع العليم وبه قال سفيان الثوري ومسلم بن يسار واختاره القاضي في المجرد وابن عقيل لأن قوله فاستعذ بالله من الشيطان عقب قوله من الشيطان الرجيم وفي الأخرى فاستعذ بالله انه هو السميع العليم

۱۴

کہ آپ قرات کے پیشتر فرمایا کرتے تھے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
اور حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعیؒ نے اور قاضی نے جامع
مین اسی بات کو اختیار کیا ہی کہ قاری تلاوت سے پیشتر اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم کہے اور ایک روایت حضرت امام احمدؒ سے بھی یہی ہی ان سبکے قول کی
وجہ یہہ ہی کہ ظاہر آیت سے یہی معلوم ہوتا ہی اور حدیث ابن منذرؒ اسی پر دال ہی
اور دوسری روایت حضرت امام احمدؒ سے بروایت عبد اللہ یہہ ہے کہ
اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم کہے کہ یہ کلمات مطابق حدیث حضرت
ابو سعید خدریؓ کے ہین اور یہی مذہب حضرت حسن بصری اور ابن سیرینؒ
کا ہی اور اسکی دلیل وہ روایت ہی جو ابو داؤد نے حضرت عایشہؓ کے بہتان کے
قصے مین بیان کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے اور اپنا چہرہ مبارک
کھولکر فرمایا اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم انہ ہو السمیع
العلیم اور اسی کو اختیار کیا ہی سفیان ثوری اور مسلم بن یسارؒ نے اور
قاضی نے مجرد مین اور ابن عقیل نے اسلئے کہ قران مجید مین ایک جا فاستعذ
باللہ من الشیطان الرجیم ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اعوذ باللہ کے بعد
من الشیطان الرجیم کہے اور دوسری جا فاستعذ باللہ انہ ہو السمیع العلیم ہی

سیہ اسباکی مقتضی ہی کہ استعاذہ کی ساتھہ خدا تعالیٰ کا وصف انہ ہو السمیع
العلیم ایک جملہ جداگانہ مین جسکی تاکید حرف انہ سی ہوئی ہو ملنا چاہیے اسلئی کہ
خداوند پاک نی بھی اسکو اسیطرح مذکور فرمایا ہی اور اسحق کہتی ہین کہ مین وہ
الفاظ پسند کرتا ہون جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سی مروی ہین اللہم انی
اعوذ بک من الشیطان الرجیم من ہمزہ ونفخہ ونفثہ اور حدیث مین انکی تفسیر آئی
(تیری پناہ چاہتا ہون شیطان مردود سی اسکی جنون اور تکبر اور دم سی)
ہی کہ شیطان کا ہمز جنس جنون سی ہی اور اسکا نفخ کبر ہی اور نفث شعر اور اللہ تعالیٰ
فرماتا ہی وَقُل رَّبِّ اَعُوذُ بِکَ مِن ہَمَزَاتِ الشَّیَاطِینِ ہمزات جمع ہمزہ کی ہے
(تو کہہ اے رب مین تیری پناہ چاہتا ہون شیطان کی چھیڑ سے)
جیسے تمرات جمع تمرہ کی اور ہمز کے معنی اصلی دور کرنیکے ہین چنانچہ ابو عبید
کسائی سی نقل کرتے ہین کہ ہمزتہ ولمزتہ ولہزتہ ونہزتہ اوسوقت بولتے ہین
جب تو کسی چیز کو دور کرے اور تحقیق یہہ ہی کہ ہمز کے معنی چہاتی پر مار کر اور دبا کر
ہٹانیکے ہین جو مشابہ کونچا دینی کی ہی غرضکہ ہمز ایک خاص ہٹانیکو کہتے ہین اس صورت
مین ہمزات شیاطین سی غرض وہ وسوسی اور بہکانا ہین جو شیطان دلون مین
ڈالتے ہین حضرت ابن عباسؓ اور حسنؒ فرماتے ہین کہ ہمزات شیاطین انکی
خلشین اور وسوسے ہین اور ہمزات کی تفسیر شیاطین کی پہونک اور دم سی بھی
کی گئی ہی اور مجاہدؒ کا قول یہی ہی اور نیز ہمزات کو دیوانگی از قسم جنون سی

يقتضي ان يلحق بالاستعاذة وصفه بانه هو السميع العليم في جملة مستقلة بنفسها مؤكدة بحرف ان لانه سبحانه ذكر ذلك وقال اسحق اختار ما ذكر عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم اللهم اني اعوذ بك من الشيطان الرجيم من همزه ونفخه ونفثه وفي الحديث تفسير ذلك قال همزه الموتة ونفخه الكبر ونفثه الشعر وقال تعالى وقل رب اعوذ بك من همزات الشياطين والهمزات جمع همزة كتمرات جمع تمرة واصل الهمز الدفع حكى ابو عبيد عن الكسائي همزته ولمزته ولهزته ونهزته اذا دفعته والتحقيق ان الهمز دفع بنخس وغمز يشبه الطعن فهو دفع خاص فهمزات الشياطين دفعهم الوساوس والاغواء الى القلب قال ابن عباس والحسن همزات الشياطين نزغاتهم ووساوسهم وفسرت همزاتهم بنفخهم ونفثهم وهو قول مجاهد وفسرت بخنقهم وهو الموتة التي تشبه الجنون

جو شیاطین کیطرف سے یونہی بھی تعبیر کیا ہی اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ
ہمز اور چیز ہی سوا نفخ اور نفث کے اور کبھی یون کہتے ہین کہ ہمزات جب اکیلے
مستعمل ہوتے ہین تو جتنی آفتین شیطانونکی آدمی کے لئے ہین وہ سب ہمزات
مین آجاتی ہین اور جب نفخ اور نفث کے ساتھ مین آتی ہین تو ایک نوع خاص
مراد ہوتی ہی جیسے اور الفاظ سے معانی جدا جدا مراد ہوتے ہین بعد اسکے
اللہ تعالی فرماتا ہی وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ یعنی ای رب تجھہ سے پناہ
مانگتا ہون اس سے کہ شیطان میرے پاس آئین بعضونے کہا ہی کہ مراد یہہ ہے
کہ میرے کاموں مین پاس آئین اور کلبی کا قول ہی کہ تلاوت قران کیوقت انکے
پاس آنیسے غرض ہی اور عکرمہ فرماتے ہین کہ جانکنی اور رحلت کیوقت مین
آنیسے مراد ہی غرضکہ خدا تعالی نے ان دونو آیتون مین اپنے بندہ کو حکم فرمایا
کہ شیطانکی دونو طرحکی شرارت سے پناہ مانگے اول انسان پر انکے وسوسہ وغیرہ
پہنچانے سے دوم انسان کے پاس انکے آنے سے اور ان دونو آیتونکو جو
بعد اس آیت کے ذکر فرمایا ہی ادفع بالتی ہی احسن السیئة نحن اعلم بما یصفون
تو اسمین یہہ حکم دیا ہی کہ انسانونکی شیطانونکی برائی کو اپنے اوپر سے بھلائی
کرکے ٹالنی چاہئیے اور شیاطین جن کی برائی کو استعاذہ سے دور کرنی چاہئیے

اور اِسکی مثل ہی اللہ تعالیٰ کا فرمانا سورہ اعراف مین کہ اول ارشاد فرمایا خُذِ العَفْوَ وَأْمُرْ بِالعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِينَ اسمین حکم دیا کہ جاہلون کی شرکو اُن سی روگردانی کرکے دُور کرنا چاہیی پہر فرمایا وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اور اسیطرح سورہ فصلت مین مین ہی کہ اول ارشاد ہی وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ پہر یہہ فرمایا وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اس سورت مین انہ ہو السمیع العلیم کہا یعنی ضمیر غائب انہ کی تاکید ایک ضمیر منفصل ہو سی کی اور سمیع اور علیم کو معرف لام سی کیا اور اعراف مین صرف انہ سمیع علیم فرمایا اور غالبا اسکا بہید یہہ ہی کہ جس جگہہ صرف نام پر کفایت کی ہی اور اُسکی تاکید نہین کی تو وہان صرف اُس صفت کا ثبوت منظور ہے جو استعاذہ کی باب مین کافی ہی اور یہہ بتلاتا ہی کہ اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہی یعنی تیری پناہ مانگنی کو سنیگا اور تجہکو جواب دیگا اور جس چیز سی تو پناہ مانگتا ہی اوسکو وہ جانتا ہی تجہسی اُسکو دور کردیگا اور اسبات سی مقصود پناہ مانگنی کا حاصل ہی اور یہہ امر دونو جگہہ پایا جاتا ہی اور سورہ فصلت کی آیت مین تاکید اور تعریف اور تخصیص کی زیادتی ہوئی تو اوسکی وجہ یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ

ونظيره قوله في الاعراف خذ العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلين فأمره بالاعراض ثم قال وإما ينزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله انه سميع عليم ونظيره في سورة فصلت ولا تستوي الحسنة ولا السيئة ادفع بالتي هي احسن ثم قال وإما ينزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله انه هو السميع العليم وقال ههنا انه هو السميع العليم فأكد بضمير الفصل وأتى بالالف واللام في السميع العليم وقال في الاعراف انه سميع عليم وسر ذلك والله اعلم انه حيث اقتصر على مجرد الاسم اريد اثبات مجرد الوصف الكافي في الاستعاذة والاخبار انه سبحانه يسمع استعاذتك فيجيبك ويعلم ما تستعيذ منه فيعصمك منه وهناك لما كان المعنى شاملا للتوكيد والتعريف والتخصيص

نے وہان اُس آیت کو اُن لوگونکے گمان رد کرنیکے بعد فرمایا ہی
جنہونے شک کیا تہا کہ خدا تعالی ہماری اقوال سنتا ہی اور ہماری احوال
جانتا ہی جیسا کہ بخاری اور مسلم مین حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث سی ثابت ہے
کہ کعبہ مکرمہ کے پاس تین شخص جمع ہوئی جنمین سی دو قریش کے اور ایک
ثقیف کا یا ایک قریش کا اور دو ثقیف کی تہی اونکی پیٹون کی چربی تو بہت
تھی مگر دلونکی سمجھہ کم تھی انہون نے تذکرہ کیا کہ بہلا جو ہم کہتی ہین اسکو
خدا تعالی سنتا بھی ہی پس ایک نے کہا کہ اگر ہم پکار کر کہین تو سنتا ہی اور آہستہ
سی بولین تو نہین سنتا اور دوسرے نے کہا کہ جب بعض گفتگو کو سنتا تو کل
کو سنتا اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ
اور تم پردہ نکرتے تھے اس سے
أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ
کہ تمکو بتا دینگے تمہارے کان نہ تمہاری آنکھین نہ تمہارے چمڑے پر تمکو یہہ خیال تہا کہ اللہ نہین جانتا
كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ
بہت چیزین جو کرتے ہو اور یہہ وہی تمہارا خیال ہی جو رکہتے تہی اپنی رب کے حق مین اوسی نے تمکو کہپایا پہر آج رہ گئی ٹوٹے مین
تو تاکید انہ ہو السمیع العلیم اس انکار کے موقع پر آئی ہی جس سے
یہہ غرض ہی کہ صرف وہی واحد برحق ایسا ہی جسکو کامل سننے اور پورا جاننے
کی قوت ہی ایسا نہین جیسا اوسکی جاہل دشمن گمان کرتے ہین کہ اگر وہ
آہستہ کچھہ کہین گے تو نہین سنے گا۔ اور ایک خوبی یہہ بہی ہی کہ سورہ فصلت

لأن سياق ذلك بعد
إنكار من يحسب أن الله لا يسمع
وسمعه لقولهم وعلمه بهم من
كما ثبت في الصحيحين من
حديث ابن مسعود قال
اجتمع عند البيت ثلاثة
نفر قرشيان وثقفي أو ثقفيان وقرشي
كثير شحم بطونهم قليل فقه قلوبهم
فقالوا أترون الله يسمع ما نقول فقال الآخر
يسمع إن جهرنا ولا يسمع إن أخفينا
وقال الآخر إن كان يسمع إذا جهرنا فإنه يسمع إذا أخفينا
فأنزل الله عز وجل وما كنتم تستترون
أن يشهد عليكم سمعكم ولا أبصاركم ولا
جلودكم ولكن ظننتم أن الله لا يعلم
كثيرا مما تعملون إلى قوله من الخاسرين
فجاء التأكيد في قوله إنه هو السميع
في سياق هذا الإنكار أي هو وحده
الذي له كمال السمع وإحاطة
العلم لا كما يظن أعداؤه
الجاهلون أنه لا يسمع
إن أخفوا وحسن
ذلك أيضا
أن سورة
حم فصلت

مین یہ حکم ہی کہ لوگونکی بُرائی کو اپنی اوپر سی احسان کرکے ٹالنا چاہئی

اور یہہ بات نفسونپر صرف روگردانی کی نسبت کر نہایت شاق ہی اور انہین

لحاظ اِس آیت کو اِس قول کے بعد فرمایا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا

اور یہہ بات ملتی ہی اونہین کو جو سہار رکہتے ہین

وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ - اور ایک وجہ یہہ ہے کہ یہان صفات کمال

اور یہہ بات ملتی ہی اوسکو جسکی بڑی قسمت ہی

کا ثابت کرنا اور اونکی ثبوت کی دلیلین اور اپنی رب ہونیکی نشانیان مذکور

ہین اور اِسی مضمون کے لحاظ سی اسکی بعد یہ آیتین مذکور فرمائی ہین

وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ تو حرف تعریف

اور اوسکی قدرت کی نمونے ہین رات اور دن اور ایک اوس کی نشانی یہہ ہے کہ تو دیکھتا ہی زمین کو

اِسلئی لائی کہ اِس سی معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نامو نمین سی السمیع اور

العلیم بھی ہین جیسی اور اسماء حسنی سب کے سب لام تعریف کی ساتھ ہین

اور جو آیت کہ سورہ اعراف مین ہی اوسمین مضمون مشرکون اور اونکی

بہائی شیطانون کے وعید کا ہی اور پناہ چاہنی والیکو وعید ہے کہ اوسکا

ایک پروردگار ہی جو سنتا جانتا ہی اور مشرکون کے خدا نہ سنتی ہین نہ

دیکھتی نہ جانتی تو پہر وہ کسطرح اونکو خدا تعالیٰ کی برابر عبادت مین کرتے

ہین - اور از انجا کہ پناہ چاہنی کی چیز سورہ مومن مین کفار کی لڑائی

جھگڑے کی شر تھی جو خدا تعالیٰ کی آیتو نمین اور اُن افعال مین نکالتی تہی جو

اسمائهم اليه سبحانه

لك اشق على النفوس

ولذا عقبها بقوله ومن آياته الليل والنهار ومن آياته انك ترى الارض

فاتى باداة التعريف الدالة على ان من اسمائه السميع العليم كما جاءت

الاسماء الحسنى كلها فيها والتي في الاعراف

في سياق وعيد المشركين واخوانهم

بسبب ترتب علیه من افعاله المنبعة قال ان الذین یجادلون فی آیات الله بغیر سلطان اتیهم ان فی صدورهم الا کبر ... السمیع البصیر وهنا المستعاذ منه غیر مشاهد فانه یرانا هو وقبیله من حیث لا نراهم وانما نعرفه باخبار الله ورسوله

فصل فالقران ارشد الی دفع شر شیاطین الانس والجن بالاستعاذة منهما والاعراض عن الجاهلین ودفع اساءتهم بالاحسان واخبر عن عظم من یلقاه ذلک ولما کان لا ینال ذلک الا بالصبر قال وما یلقاها الا الذین صبروا ولما کان الغضب مرکب الشیطان فیتعاون النفس الغضبیة والشیطان علی النفس المطمئنة امر بالاستعاذة لانه لیقوی علی مدافعته ... شد الصبر الذی یکون معه النصر

آیتو نپر مترتب ہوتے ہین اور آنکھہ سے سوجھتی ہین تو اوسکی لئی خدا تعالے فرماتا ہی اِنَّ الَّذِینَ یُجَادِلُونَ فِی اٰیَاتِ اللّٰہِ بِغَیرِ سُلطَانٍ اَتٰھُم اِن فِی (جو لوگ جہگڑتے ہین اللہ کی باتون مین بدون کسی سند کے جو پوہنچی ہو اونکو اور کچھہ نہین اونکے) صدورہم الا کبر ما ہم ببالغیہ فاستعذ باللہ انہ ہو السمیع البصیر (جی مین غرور ہے کہ کبہی نہ پوہنچین گے اوس تک سو تو پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ ہی سنتا دیکھتا ۱۲) اور یہان تو جس چیز سے پناہ مانگتی ہین وہ معلوم نہین ہوتی اِسلئے کہ شیطان اور اسکا گروہ تو ہمکو دیکھتا ہی اور ہم اوسکو نہین دیکھتے صرف اللہ تعالی اور اوسکی رسول مقبول کے خبر دینی سے ہمکو اوسکا وجود معلوم ہی پس جب محسوس چیز کے لئی استعاذہ کا ارشاد ہی تو ظاہر ہی کہ اس لغل کے گہونسے سے پناہ مانگنی پر ضرور ہی **فصل** پس قران مجید نے ان دونو دشمنونکے دور کرنیکو استعاذہ اور جاہلون سے کنارہ کشی سے اور اُنکی بُرائی کو بہلائی سے ٹالنی کو بتا دیا اور یہہ بہی خبر دی کہ جسکو یہہ بات نصیب ہوئی وہ بڑا شخص ہی اور چونکہ اوسکا ملنا بدون صبر کے نہین ہوتا اسلئے ارشاد ہوا وما یلقہا (یہہ بات ملتی ہی) الا الذین صبروا (اونہین کو جو سہار رکہتے ہین ۱۲)۔ اور ازانجا کہ غضب شیطان کی سواری ہی اور اسصورت مین نفس سرکش اور شیطان ایکدوسرے سے کشتی پاکر نفس مطمئنہ پر زور کرتے ہین اسلئی بندہ کو حکم نفس مطمئنہ کی مدد کا ہوا اِسطرح کہ شیطان سے پناہ مانگی تاکہ اوسکی دفع پر قادر ہو اور صبر کی کمک پوہنچ جاوی جسکے ساتھہ فتح ہی

اور ایمان اور توکل کی مدد آکر شیطانکا غلبہ بیکار کردیا اس لئے

لَیْسَ لَہٗ سُلْطَانٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ قران مجید مین آیا

(اسکا زور نہیں چلتا انپر جو یقین رکھتے ہین اور اپنے رب پر بہروسا کرتے ہین ۱۲)

اسکے معنی بعض لوگ یہہ کہتے ہین کہ اسکو حجت نہین اور بہتر یہہ ہی کہ یون

کہین کہ اوسکو رستہ نہین نہ حجت کیطرف سے نہ قابو کیطرف سے اور اللہ تعالی

نے خبر دی ہی کہ شیطانکو غلبہ نہین ہمارے مخلص اور متوکل بندون پر چنانچہ

سورہ حجر مین فرمایا قَالَ ھٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ

(فرمایا یہہ راہ ہی مجھ تک سیدھی جو میرے بندے ہین تجھکو)

عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْغٰوِیْنَ اور سورہ نحل مین فرمایا

(انپر کچھ زور نہین مگر جو تیری راہ چلا خراب لوگون مین ۱۲)

اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطَانٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ اِنَّمَا سُلْطَانُہٗ

(اسکا زور نہین چلتا انپر جو یقین رکھتے ہین اور اپنے رب پر بہروسا کرتے ہین اسکا زور اونہین پر)

عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَہٗ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِہٖ مُشْرِکُوْنَ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ شیطانکا

(ہی جو اوسکو رفیق سمجھتے ہین اور جو اوسکو شریک ٹہراتے ہین ۱۲)

غلبہ اللہ تعالی نے اہل توحید اور اخلاص پر بیکار کردیا ہی اور اہل شرک

اور ان لوگون پر جو شیطان سے موافق ہین ثابت رکہا ہی اور جبکہ دشمن خدا

ابلیس نے جان لیا کہ اللہ تعالی مجکو اہل اخلاص پر مسلط نہین فرماتا تو

کہا کہ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْہُمُ الْمُخْلَصِیْنَ پس اگر کوئی کہے کہ سورہ نحل کی آیت سے

(مگر تیرے بندے اونمین سے چنے ہوئے ۱۲)

شیطان کا دباو اوسکے موافقون پر ثابت ہی حالانکہ سورہ سبا مین

اسکی نفی پائی جاتی ہی اس آیت مین وَمَا کَانَ لَہٗ عَلَیْہِمْ مِّنْ سُلْطَانٍ

(اور اوسکا اونپر کچھ زور نہ تہا مگر اسواسطے کہ معلوم ۱۲)

ولا من جہۃ القدرۃ وقال ... عبادہ المخلصین ... الموحدین والاخلاص ... فقال لیس لہ سلطان علی الذین امنوا وعلی ربہم یتوکلون انما سلطانہ علی الذین یتولونہ والذین ہم بہ مشرکون فابطل سلطانہ علی اہل التوحید والاخلاص واثبتہ علی اہل الشرک ... فان قیل ... الا عبادک منہم المخلصین ... فان قیل ... نفی ذلک فی قولہ وما کان لہ علیہم من سلطان

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ
مگر لین ہمکو یقین لاتا ہی آخرت پر الگ اوس سی جو رہتا ہی اوسکی طرف سے دہوکے مین ۱۲
اگر ضمیر جمع غائب وما کان لہ علیہم کی مومنین کیطرف پھرتی ہی تب تو اعتراض
ہی جاتا رہتا ہی اور استثنا منقطع ہو جاتا ہی تو یہہ معنی ہوئی کہ ہمنی اونکا امتحان ابلیس
سی لیا تاکہ پہچانین اوسکو جو آخرت پر ایمان لاتا ہی اوس سی جو آخرت کیطرف سے
دہوکے مین ہی اور اگر ان لوگونکی طرف پہرتی ہی جنکی طرف اس آیت مین ہے
وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اور یہی ظاہر بھی ہی تو یہہ معنی ہونگے
اور سچ کر دکہائی اونپر شیطان نے اپنی اٹکل ۱۲
کہ شیطان کا دباو اونپر صرف اسوجہ سی ہی کہ آخرت پر جو ایمان لاوی اوسکو
ہم جان لین غرضکہ نفی مطلق دباؤ کی ثابت نہین ہوتی اب اگر یہہ کہا جاوے کہ سورہ ابراہیم
کی آیت مین کیا کروگی وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ تھیہ
اور میری تمپر حکومت نہ تہی مگر یہ مینے تمکو بلایا پہر تمنے مان لیا ۱۲
قول اگرچہ شیطانکا ہی مگر خدا تعالی نی اسکو بیان فرمایا ہی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ جس
دباؤکی یہان نفی ہوئی ہی وہ حجت اور برہان ہی چنانچہ حضرت ابن عباس رض
اس آیت کے معنی یہہ فرماتے ہین کہ میری پاس کوئی دلیل نہی جس سے
مین تمہاری اوپر غالب ہوتا صرف اتنا ہی ہوا کہ مینی تمکو بلایا تمنے حجت و
برہان میری پیروی اختیار کی اور جس دباؤ کا ہونا سورہ نحل کی آیت انما سلطانہ
مین پایا جاتا ہی وہ شیطانکا لوگونپر مسلط ہونا بہکانیمین اور اونکا ایسی طرح قابو

مین لاناہی جس سے کفر و شرک کیطرف اُنکو اکساد ہی اور اُبھار ہی دیکھو اللہ
فرماتا ہی اِنَّا اَرْسَلْنَا الشَّیَاطِیْنَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ تَؤُزُّہُمْ اَزًّا حضرت ابن عباسؓ
یعنے چھوڑ رکہی ہم نے شیطان منکروں پر اُچھالتے ہیں اُنکو اُبھار کر ۱۲
اِسکی معنی یہہ فرماتی ہین کہ بہکاتا ہی اُنکو بہکانا اور ایک روایت مین ہے کہ برانگیختہ کرتا ہی برانگیختہ
کرنا اور ایک مین ہی کہ اُبھارتا ہی اُبھارنا اور ایک مین ہے کہ بہڑکاتا ہی اُنکو یعنی ہلاتا ہی اُنکو
جیسے بہڑکانے سے آگ ہلائی جاتی ہی اور تؤز مشتق ہی ازّ سے جسکی معنی تحریک
اور اُٹھانیکے ہین لیکن شیطان کے پاس کوئی حجت اور دلیل نہین کفارنے
اوسکا کہنا صرف بلانیکے ساتھہ ہی مان لیا اسلئے کہ اُسکا ہلانا اونکی
خواہشون کے موافق تھا اسلیئے خود بخود اوسکی طرف چلی آئی اور چونکہ اللہ
فرماتا ہی وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکَافِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا اس سے معلوم ہوا
اور ہرگز نہ دیگا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر راہ
کہ اللہ تعالی بندہ پر شیطان کا دباؤ نہین کرتا جب تک کہ بندہ شیطان کی فرمانبرداری
سے اوسکی راہ نہین نکالتا

تیرہوان باب

شیطان کی اُن مکرونین جنسے وہ آدمیکو فریب دیتا ہے

اللہ تعالی اپنی دشمن ابلیس کا حال بتلانیکو اوسکا قول نقل فرماتا ہے
فَبِمَا اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَہُمْ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِیْمَ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّہُمْ مِّنْ بَیْنِ اَیْدِیْہِمْ وَ
تو جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہی میں بیٹھونگا اُنکی تاک مین تیری سیدھی راہ پر پھر اُنپر آؤنگا اُنکے آگے سے

وفي آخر تؤزهم تزعجهم ... كما تحرك النار بالايقاد من الامر وهو التحريك والتهييج ولكن ليس له حجة وبرهان وانما استجابوا له لما وافقت اهواءهم فانها من انفسهم

ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا ... والله سبحانه لم يجعل للشيطان على العباد سلطانا حتى جعلوا له سبيلا باتباعهم ... سلطانه على الذين يتولونه

فمكائد الشيطان التي يكيد بها ابن آدم قال الله تعالى اخبارا عن عدو الله ابليس ... فبما اغويتني لاقعدن لهم صراطك المستقيم ثم لآتينهم من بين ايديهم و

من خلفہم و عن ایمانہم و عن شمائلہم و لا تجد اکثرہم شاکرین اور حدیث سبرۃ بن الفاکہہ کی گذر چکی جسمین یہہ مذکور تہا کہ شیطان آدمیکی سب راہون پر بیٹہا اِس سی معلوم ہوا کہ کوئی طریق خیر ایسا نہین جسپر شیطان نہ بیٹہا ہو اور سالک کی رہزنی نکرتا ہو اور یہہ جو آیت مین من بین ایدیہم مذکور ہے اسکی تفسیر مختلف ہی حضرت ابن عباسؓ سی ایک روایت تو یہہ ہی کہ آدمیون کو آخرت کے بابمین دہوکا دونگا اور ایسا ہی کچہہ حسنؒ سی مروی ہی اور مجاہد فرماتے ہین کہ اوس سی یہہ غرض ہی کہ ایسی طرفسے آونگا جہانسے دیکہین اور من خلفہم سی حضرت ابن عباس یہہ غرض فرماتے ہین کہ اونکو اونکی دنیا مین رغبت دلاونگا اور حضرت حسنؒ فرماتے ہین کہ دنیا کیطرفسے اونکے پاس آکر دنیا کو اونکی لئی آراستہ کرونگا اور اوسکی خواہش دلاونگا اور ایک روایت حضرت ابن عباسؓ سی ہی کہ آخرت کیطرفسی آونگا۔ اور ابو صالح فرماتے ہین کہ آخرت مین اونکو شک ڈالونگا اور اُسکو اُن سی دور کرونگا اور مجاہدؒ اس سی یہہ مراد فرماتے ہین کہ ایسی جگہہ سی آونگا کہ وہ ندیکہین اور عن ایمانہم کی تفسیر مین حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ اُنپر اونکا دین مشتبہ کرونگا اور ابو صالح کہتی ہین کہ حق باتمین اُنکو شک مین ڈالونگا

من خلفہم وعن ایمانہم
وعن شمائلہم ولا تجد
اکثرہم شاکرین وفی
حدیث سبرۃ بن
الفاکہہ ان الشیطان
قعد لابن آدم باطرقہ

اشککہم ... فی
امر دینہم وقال ابو صالح
عباس اشبہ علیہم
وعن ایمانہم قال ابن
وقال مجاہد من حیث لا یبصرون
فی الاخرۃ وقال مجاہد
وقال ابو صالح اشککہم
من قبل دنیاہم وقال الحسن
عن ابن عباس من قبل الاخرۃ

ومن ابن عباس من قبل حسناتهم قال الحسن ابطاهم عنها وعن شمائلهم الباطل انفقه عليهم وارغبهم فيه وقال الحسن السيئات بامرهم بها وزينها لهم قال ابن عباس ولم يقل من فوقهم لعلمه ان الله من فوقهم وعن الشعبي قال الله انزل الرحمة من فوقهم وقال قتادة اتاك الشيطان يا ابن ادم من كل وجه غير انه لم يأتك من فوقك لم يستطع ان يحول بينك وبين رحمة الله وعن بعضهم من بين ايديهم لاغوينهم فيما بين ايديهم من [illegible] الامم السالفة ومن خلفهم بامر البعث وعن ايمانهم وعن شمائلهم [illegible] فيما يتعلق [illegible] بما كسبت ايديهم

اور ایک روایت حضرت ابن عباسؓ سی یہہ ہی کہ اونکی نیکیونکی طرف سی
آونگا اور حسنؓ فرماتے ہین کہ اِس سی یہہ غرض ہی کہ نیکیونکی جانب سے اُنکو
سست کردونگا اور عن شمائلہم کے معنی یہہ ہین کہ باطل کو اُنمین رائج کرونگا
اور اُسکی ترغیب اونکو دلاؤنگا اور حسنؓ فرماتے ہین کہ برائیونکا حکم کرونگا
اور اونکو آنکی نظر ونمین اچھا کر دکہاونگا حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ
شیطان نے چار جہت اپنی آنیکے بیان کئی یہہ کہا کہ اونکے اوپر سی آونگا
اِسلئی کہ جانتا ہی کہ اللہ تعالی اونکے اوپر ہی اور شعبی سی مروی ہی کہ اللہ
نے رحمت اونکی اوپر سی نازل فرمائی اور قتادہؓ فرماتی ہین کہ ای ابن آدم
شیطان تیرے پاس ہر طرفسی آیا مگر اوپر کیجانب سی نہین آیا اوسکو قدرت
نہوئی کہ تجہہ مین اور خدا تعالی کی رحمت مین حائل ہو جاتا۔ اور بعض اکابر
اس آیت کی معنی یہہ کہتی ہین کہ مین بنی آدم کو اتنا بہکاؤنگا کہ وہ اُن باتونکو
جو پہلی اُمتونمین ہو چکی ہین اور مرنیکے بعد جی اُٹھنی کو جھٹلاوینگی یعنی سامنی
سی غرض حالات گذشتہ سلف کی امتونکی ہین اور پیچھی سی غرض احوال قیامت
ہی اور دہنی اور بائین سی یہہ مراد ہی کہ اونکو اونکی کامو نمین بہکاونگا اِسلئی
کہ کام کو یون ہی بولا کرتے ہین کہ یہہ عوض ہی تیری دونو ہاتہہ کی کمائی کا

اگرچہ ہاتھون سے کچھہ خطا نہین کی ہوتی الا اسجہت سے کہ تصرف مین ہاتھہ ہی اصل ہین جو کچھہ عمل اور اعضا سے کیا جاتا ہے اوسکو بھی اونہین کیطرف منسوب کرتے ہین آور اور لوگ کہتے ہین اور زمخشری بھی اونہین مین ہے کہ ان طرفونکا ذکر تاکید مین مبالغہ کے لئے ہے اور غرض یہہ ہے کہ سب طرفونسے آونگا اور یہہ مثال شیطانکے وسوسہ اور حتی الامکان آدمیونکو فریب دینے کی ہے شقیق رحمہ اللہ کہتے ہین کہ ہر صبح کو شیطان میرے لئے چار گہا تو مین بیٹھتا ہے اول سامنے سے کہتا ہے کہ تو خوف مت کر اسلئے کہ اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے پس مین یہہ پڑہتا ہون وَاِنِّی لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی

(اور میری بخشش ہے اوسپر جو توبہ کرے اور یقین لاوے اور کرے بہلا کام پہر راہ پر رہے ۱۲)

دوم میرے پیچھے سے مجکو ڈراتا ہے کہ تیرے پس ماندے تلف ہو جاوینگے تو مین یہہ آیت پڑہتا ہون وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا

(اور کوئی نہین پانوسے چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اوسکی روزی ۱۲)

سوم میرے داہنے سے میری تعریف کرتا ہے تو مین پڑہتا ہون وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ

(اور آخر بہلا ہے ڈر والونکو ۱۲)

چہارم بائین سے شہوات کی رغبت دلاتا ہے تو مین یہہ پڑہتا ہون وَحِیْلَ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَهُوْنَ

(اور اٹکاو پڑ گیا انمین اور جو انکا جی چاہے اوسمین ۱۲)

اور حسن دلیل سے کہ سلف کے اقوال کی صحت معلوم ہوتی ہے وہ یہہ آیت ہے وَقَیَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَیَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

(اور لگا دیے ہمنے انپر تعیناتی پہر اونہونکے بہلا دکہایا انکو جو اونکے آگے اور جو اونکے پیچہے ۱۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ما بین ایدیہم سے امر دنیا سے غرض ہے و ما خلفہم سے امر آخرت سے اور معنی یہہ ہین کہ دنیا کو

ابلیس شیطان

وان كانت الآية ان الصحيح نبيا لا بها الا لاحتمال ولم يتصرف فيها لاسناد الجميع الا بعمل بغير بهما وقال آخرون منهم الزمخشري ذكر هذه الوجوه للمبالغة في النكاية اي انهم من جميع الجهات وهو مثل التسويل وتسويله ممكنه فقال شقيق ما من صباح الا قعد لي الشيطان على اربع مراصد من بين يدي يقول لا تخف فان الله غفور رحيم فاقرأ وانى لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اهتدى ومن خلفي فيخوفني الضيعة على من اخلفه فاقرأ وما من دابة في الارض الا على الله رزقها ومن قبل يميني يأتيني من قبل الثناء فاقرأ والعاقبة للمتقين ومن قبل شمالي فيأتيني من قبل الشهوات فاقرأ وحيل بينهم وبين ما يشتهون ومما يشهد بصحة اقوال السلف قوله تعالى وقيضنا لهم قرناء فزينوا لهم ما بين ايديهم وما خلفهم قال ابن عباس ما بين ايديهم من امر الدنيا وما خلفهم من امر الآخرة ... الدنيا

حتى زينوها ودعوهم
الى التكذيب بالآخرة
والاعراض عنها وقال ابن
زيد زينوا لهم ما مضى
من خبث عملهم وما يستقبلون
منها والمعنى على هذا زينوا لهم
ما عملوا فلم يتوبوا منه وما
يعزمون عليه فلم ينووا تركه
فنقل عن والله ثم لآتينهم من
بين ايديهم ومن خلفهم يتناول
الدنيا والآخرة وقول ابليس لاتخذن
من عبادك نصيبا مفروضا ولاضلنهم و
لامنينهم لاية قال الضحاك
معلوما وقال الزجاج نصيب
مفروضا قال الفراء يعني ما جعل
له عليه السبيل من الناس فهو
كالمفروض قلت حقيقة الفرض التقدير
والمعنى من اتبع الشيطان و
اطاعه فهو من نصيبه المفروض
وحظه المقسوم
فالناس فيهما نصيب
الشيطان واولياء الله
وحزبه وقوله لامنينهم
قال ابن عباس

انکی نظرونمین اچھا کر دیا یہانتک کہ اسکو اختیار کر لیا اور اونکو اسباب
کیطرف بُلایا کہ آخرت کو نمانین اور اُس سے روگردانی کرین اور ابن زید فرماتے
ہین کہ مراد یہہ ہی کہ انکی نظرونمین جو اعمال بد کہ گذر گئی اور جو وہ آگے کو کرینگے
اچھی کر دی اور معنی یہہ ہوئی کہ جو کچھ وہ کر چکے ہین اُسکو بہلا دکہایا تو اُس سے
تائب نہوئی اور جن اعمال کا عزم رکھتی ہین اونکو بہلا دکہایا تو نیت اُسکے
ترک نیکی کی غرضکہ دشمن خدا کا یہہ قول کہ مین آنکی سامنی اور پیچھی سی آونگا دنیا اور آخرت
دونوکو شامل ہی اور اُسکا جو یہہ قول ہی لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا
(مین البتہ لونگا تیرے بندون مین سی حصہ ٹہرایا اور انکو بہکاؤنگا)
وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ
(اور انکو توقعین دونگا اور انکو سکہلاؤنگا کہ چیرین جانورون کے کان اور انکو سکہلاؤنگا کہ بدلین صورتین بنائی اللہ کی)
اسمین مفروضا کے معنی ضحاک نے معین کے کہی ہین اور زجاج نے کہا ہی
کہ اسکی یہہ معنی ہین کہ ایک حصہ اپنی نفس پر مقرر کر لونگا فراء کا قول یہہ ہی کہ اسکی
مراد یہہ ہی کہ جسقدر آدمیونپر شیطانکا گذر کر دیا گیا ہی وہی مثل مفروض کی ہی
مین کہتا ہون کہ فرض واقع مین اندازہ کرنا ہی پس مراد یہہ ہوئی کہ جو شخص شیطانکا
تابع ہوگا اور اوسکی اطاعت کریگا تو وہ اُسکی نصیب مفروض اور حصہ مقرری
مین سے ہوگا غرضکہ آدمیونکی دو قسمین ہوئین ایک شیطانکا حصہ دوم خدا تعالیٰ کے
دوست اور اوسکی گروہ اور لامنینہم کے معنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین

اِس سی غرض توبہ کاٹا لنا اور اوسمین تاخیر کرنی ہو اور کلبی نے کہا ہی کہ اِس سی یہہ مراد ہی کہ اونکو توقع دلاؤنگا کہ بہشت ہی نہ دوزخ نہ کسیطرحکی مشقت اور زجاج کہتی ہین کہ اِس سی یہہ غرض ہی کہ گمراہ کرنیکے ساتھہ یہہ بات اور کرونگا کہ اُنکو وہم دلاؤنگا کہ باوجود ان حرکات کی حصہ آخرت ہمکو ملیگا اور العضون نے کہا ہی کہ ارتکاب خواہش نفس کی اونکو توقع دلاؤنگا جو مقتضی نافرمانی اور بدعتونکی ہے اور بعض کہتی ہین کہ دنیا مین زیادہ رہنے کی توقع دلاؤنگا یعنی دنیا مین توقع زیست کو انکی لئی بڑہا دونگا تاکہ اوسکو آخرت پر اختیار کرین او فلیبتکن اذان الانعام سی مراد سانڈ کے کان کاٹنی سی ہی۔ اکثر ائمہ نے بچہ کا کان چھیدنا زیور کے لئی مکروہ کہا ہی اور بعض نے لڑکیون کیوسطی اجازت دیھے اور انہین مین سی امام احمدؒ ہین اور حدیث ام زرع اپنی مسند بیان کی ہے جسمین ہی کہ ہلادئی زیور سی میری دونو کان اور اوسپر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت عائشہ رض کو کہ مین تیری لئی ایسا ہون جیسی ابوزرع تھا ام زرع کی لئی (اِس سی معلوم ہوتا ہی کہ آپنے حضرت عائشہؓ کے کانین زیور ڈالا تھا) اور جو اوسنی کہا فلیغیرن خلق اللہ حضرت ابن عباسؓ فرماتی ہین کہ خلق سی مراد دین ہی اور یہی ہی قول ابراہیم اور مجاہد اور حسن اور ضحاک اور

بیل تسویف التوبة و تاخيرها و قال الكلبي امنينهم انه لا جنة و لا نار و لا بعث و قال الزجاج اجمع مع اضلالهم ان اوهمهم انهم ينالون مع ذلك حظهم من الاخرة و قيل لامنينهم ركوب الاهواء الداعية الى العصيان و البدع و قيل لامنينهم طول البقاء في الدنيا فيؤثروها على الاخرة و قوله فليبتكن اذان الانعام هو قطع اذان البحيرة و قد كره بعضهم ثقب اذن الطفل للحلية و رخص البعض في ذلك للبنات و احمد منهم و احتجوا بحديث ام زرع من حلى اذني ... قال صلى الله عليه و سلم كنت لك كابي زرع لام زرع ... و قوله فليغيرن خلق الله قال ابن عباس دين الله و هو قول ابراهيم و مجاهد و الحسن و الضحاك

سراج منیر

قتادہ اور سدی اور سعید بن المسیب ور سعید بن جبیر رحمہم اللہ کا اور معنی اسکے یہ
ہین کہ اللہ تعالی نے اپنی بندونکو سیدہی پیدایش یعنی ملت اسلام پر پیدا کیا ہی چنانچہ
خود ارشاد فرمایا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ اور اسی جہت
وہی تراش اللہ کی جسپر تراشا لوگوکو بدلنا نہین اللہ کی بنائی کو
سے انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو لڑکا ہی وہ اصل اسلام پر پیدا
ہوتا ہی پہر اوسکا ماباپ اوسکو یہودی اور نصرانی اور مجوسی کر لیتے ہین جیسے
چوپایہ صحیح سالم بچہ دیتا ہی کوئی اوسمین نکٹا بوچا نہین ہوتا یہانتک کہ تم اوسکو
نکٹا بوچا کرو پہر حضرت ابوہریرہ رض راوی حدیث نے یہہ آیت پڑہی فطرة اللہ التی
فطر الناس علیہا یہہ حدیث بخاری اور مسلم دونو مین ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے دو باتونکو اکہٹا فرمایا فطرت کے بدلنے کو تو یہودی اور نصرانی
کرنیسے اور پیدایش کی بدلنے کو ناک کان کاٹنے سے اور یہہ دونو وہ باتین ہین کہ
شیطان نے خبر دی ہی کہ انکو ضرور بدلونگا اور ایسا ہی کیا کہ خدا تعالی کی فطرت کو تو
شرک سے بدلدیا اور اوسکی بناوٹ کو کاٹنے اور چیرنے سے غرضکہ ایک تبدیل تو
پیدایش روح کی ہی اور دوسری پیدایش صورتونکی پہر اس آیت کے بعد ارشاد
فرمایا يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ اسکے یہہ معنی ہین کہ اونسے وعدہ بہت دنون تک جینے اور
انکو وعدہ دیتا ہی اور امید دلاتا ہی
دنیا کے ماننے کا کرتا ہی اور کہین کہین جہوٹی آرزونکی توقع دلاتا ہی اور نفس باطل

اور جیسیں بچی آرزون اور جہوٹے وعدونسی ایسا خوش ہوتا ہی جیسے لڑکے

اور عورتین اُن سی خوش ہوا کرتی ہین خلاصہ یہہ کہ باطل قولونکا منشا شیطان کا

وعدہ اور توقع دلاتا ہی اور اسلیئی اللہ تعالی فرماتا ہی اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ
شیطان وعدہ دیتا ہی تم کو تنگی کا

وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَۃً مِّنْہُ وَفَضْلاً یعنی شیطان تمکو محتاج
اور حکم کرتا ہی بے حیائی کا اور اللہ وعدہ دیتا ہی اپنی بخشش کا اور فضل کا ۱۲

ہونے سی ڈراتا ہی اور بخل یا سب برائیونکا حکم کرتا ہی اور حدیث مین ہی کہ آدمی

کے دلپر فرشتہ کی ایک لپٹ ہی اور ایک شیطانکی فرشتہ کی لپٹ تو خیر کا

وعدہ دینا اور وعدہ کا سچا کرنا ہی اور شیطان کی شر کا وعدہ دینا اور

وعدہ جھٹلانا ہی پہر آپنے یہ آیت پڑہی الشیطان یعدکم الفقر الایۃ +

فصل شیطانکا مکر انسان کے لئے ایک یہہ ہے کہ اوسکو اول آن جگہونمین

لاتا ہی جنمین اوسکو سوجہا دیتا ہی کہ تیرا نفع انہین مین ہی پہر انجام کو ایسے

ٹہکانونمین پونہچا دیتا ہی جہان اوسکی تباہی ہو اور اپنے آپ اوس سی کنارہ

کرتا ہی اور اوسکو پھنسا کر آپ کہڑا ہوا اوسکی رنج سی خوش ہوتا ہی اور اوس

سی تمسخر کرتا ہی مثلا اوسکو چوری اور زنا اور قتل کا حکم کرتا ہی اور یہہ چیزین

اوسکو بتلا کر پہر رسوا کرتا ہی اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی وَاِذْ زَیَّنَ لَہُمُ الشَّیْطَانُ
اور جسوقت سنوار دئے انکا شیطان

اَعْمَالَہُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَکُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّکُمْ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ
انکی نظر مین انکی کام اور بولا کوئی غالب نہو گا تمپر آج کے دن لوگون مین اور مین رفیق ہون تمہارا پہر جب سامنی ہوئین دو فوجین

الخبیثۃ تابعۃ بالامانی الباطلۃ والوعد الکاذبۃ کما یفرح الصبیان والنساء بها ... فهی باطلۃ مصدرها الشیطان وتمنیاته ... وعن تعالی الشیطان یعدکم الفقر ویأمرکم بالفحشاء والله یعدکم مغفرۃ منه وفضلا ای یخوفکم بالفقر ویأمرکم بالفحشاء ای البخل وکل فاحشۃ وفی الحدیث ان للملک لمۃ بقلب ابن آدم ولمۃ للشیطان فلمۃ الملک ایعاد بالخیر وتصدیق بالحق ولمۃ الشیطان ایعاد بالشر وتکذیب بالحق ثم قرأ الشیطان یعدکم الفقر الآیۃ

فصل ومن مکرہ بالانسان انه یوردہ الموارد التی یخیل الیه ان فیها منفعته ثم یصدرہ المصادر التی فیها عطبه ویتخلی عنه فیسلمه ویقف یشمت به ویضحک منه فیأمرہ بالسرقۃ والزنا والقتل فیدل علیه ویفضحه قال تعالی واذ زین لهم الشیطان اعمالهم وقال لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم فلما تراءت الفئتان

نكص على عقبيه وقال اني بريء منكم اني ارى ما لا ترون اني اخاف الله والله شديد العقاب فانه رأى المشركين عند خروجهم الى بدر في صورة سراقة بن مالك وقال انى جار لكم من بنى كنانة ان يتعرضوا لكم بسوء فلما رأى جنود الله من الملائكة ونغنم واسلم وكان الرد فعل بالراهب الذي قتل المرأة وولدها امر بالزنا بها ثم بقتلها ثم دل اهلها

کمثل علی عقبیه وقال انی بری منکم انی اری ما لا ترون انی اخاف الله والله
ألٹا پہرا اپنی ایڑیون پر اور بولا مین شہادت ساتہہ تمہارے نہین مین دیکہتا ہون جو تم نہین دیکہتے مین ڈرتا ہون اللہ سے اور اللہ کا
شدید العقاب یعنی مشرک جب جنگ بدر مین نکلے تو شیطان سراقہ بن مالک
عذاب سخت ہی
کی صورت مین اونکو معلوم ہوا اور کہا کہ بنی کنانہ اگر تمہاری زن و فرزند سی کچھ
برائی کرینگے تو مین تمکو بچا دونگا جب اوسنے خدا تعالی کا لشکر فرشتونکا لڑائی مین
دیکہا تو مشرکونکی پاس سی بہاگ گیا اور اونکو حوالہ کر دیا اور ایسا ہی اوس تارک الدنیا
کے ساتھہ کیا جسنے عورت اور اوسکی بچہ کو مار ڈالا اول تو اوس عابد کو اوس
عورت سی زنا کرنیکو کہا جب وہ حاملہ ہو گئی اور بچہ ہوا تو اوسکی مار ڈالنی کا امر کیا
پہر اوسکی گہر والونکو عابد کا حال بتایا اور آنکو سارا معاملہ دا انکشاف کر دیا پہر
عابد سی کہا کہ مجہی سجدہ کر تو بچ جا دیگا جب عابد نے سجدہ کیا تو اوسکو چہوڑ کر بہاگ
گیا اور اسی حال کے بیان مین خدا تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ہی کمثل الشیطان
جیسی کہاوت شیطان
اذ قال للانسان اکفر الایہ اور یہہ جو شیطان نے کہا کہ انی اخاف الله تو بعض
کی جب کہی انسان کو تو منکر ہو پہر جب وہ منکر ہوا
اسکی معنی یہہ کہتی ہین کہ شیطان کو خوف ہوا کہ کہین دنیا مین گرفتار نہو جاؤن اور
بعضے کہتی ہین کہ اس بات سی ڈرا کہ جبرئیل علیہ السلام مجکو پکڑ کر لوگون سی میرا حال کہدینگے
اور بعضون نے کہا ہی کہ شیطانکو گمان ہوا کہ جس وقت تک کی مہلت ملی ہی وہ آپہنچا
اسلئی عذاب مین پڑنی سی اور جان پر بنی سے ڈرا **فصل** اور ایک مکر شیطانکا

علیه وکشف ... فیه فقال انما فعل فرعه وقیل اذ قال للانسان اکفر الایة کمثل الشیطان اذ قال الله وقیل نجاة وقوله انی اخاف الله قیل خاف ان البطش به فی الدنیا وقیل ... یاخذه جبریل ... حاله وقیل ظن ان الوقت الذی انظر الیه قد حضر فخاف ان یقع فی العذاب واشفق علی نفسه

فصل ومن کیده

انه يخوف المؤمنين من اوليائه فاياكم ان تخافوهم وليامروهم بالمعروف وينهوهم عن المنكر فان الله تعالى قال انما ذلكم الشيطان يخوف اولياءه فلا تخافوهم وخافون ان كنتم مؤمنين اي يخوفكم اولياءه قال قتادة لا يعظمهم في صدوركم فلا تخافوهم وخافون ان كنتم مؤمنين فكلما قوي ايمان العبد زال من قلبه خوف اولياء الشيطان وكلما ضعف ايمانه قوي خوفه منهم ومن مكائده انه يسحر العقل حتى يزين اليه ما يضره فيخيل اليه انه من انفع الاشياء وينفر مما ينفعه حتى يخيل اليه انه يضره فكم من هذا السحر من انسان وكم حال به بينه وبين الايمان والاحسان وكم سحر جلى الباطل وابرزه في صورة حسنة وبغض اليه الحق واخرجه في صورة مستهجنة فهو الذي

یہہ ہی کہ مومنونکو اپنی دوستدارونسے ڈراتا ہی اسیلئے وہ اوسکی رفیقونسے نہ لڑتے ہین اونکو نیک کام کا حکم کرتے ہین نہ بُری بات سی روکتی ہین اللہ تعالی فرماتا ہی اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطَانُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَاءَہٗ فَلَا تَخَافُوْہُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ

یہہ جو ہی سو شیطان ہی کہ ڈراتا ہی اپنی دوستون سی سو تم اون سے مت ڈرو اور مجھہ سی ڈرو اگر ایمان رکھتی ہو ۱۲

یعنی تمکو اپنی رفیقونسی ڈراتا ہی اور قتادہؒ فرماتے ہین کہ اس سی یہہ غرض ہی کہ اپنی دوستدارونکی بڑائی تمہاری دلونمین ڈالدیتا ہی پس تم اُن سی مت ڈرو اور مجھہ سی ڈرو اگر ایماندار ہو اِس سی معلوم ہوا کہ جسقدر بندہ کا ایمان قوی ہوتا ہی اوسیقدر اُسکی دل سی خوف شیطان کے یارونکا جاتا رہتا ہی اور جتنا ایمان ضعیف ہوتا ہی اوسیقدر آدمی کو اُنکا خوف گاڑتا ہوا کرتا ہی اور ایک مکر شیطانکا یہہ ہی کہ آدمی پر جادو کرد یتا ہی یہانتک کہ جو چیز آدمی کو بہت بڑا ضرر کرتی ہی اُسکو اُسکی نظرونمین اچھا کر دیتا ہی اوسکو یہہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ یہہ چیز مجکو سب سے زیادہ مفید اشیاء مین سے ہے اور جو چیز سب سے زیادہ فائدہ کرتی ہے اُس سے آدمی کی طبیعت کو اُچاٹ کردیتا ہی حتی کہ اوسکو یہہ خیال بند ہوتا ہی کہ یہہ چیز مجکو مضر ہی اِس جادو سی اُسنی بہت سی آدمیونکو لے ڈالا اور بہتونکو ایمان اور احسان سے اسی سحر سے روکدیا اور اکثر امر باطل کو چکنا کر اچھی شکل مین ظاہر کیا اور حق کی مذمت کرکے اُسکو بُری شکل مین نکالا۔ پس یہہ وہی شیطان ہی کہ عقلون پر جسنے

تسخیر العقول فالقوا بها فی الاهواء المختلفة والآراء المتشعبة وسلک بهم سبل الاوهام والبدع وتکاسر الامهات وعلمهم

جادو کردیاہی اور عقل والونکو مختلف بدعتون اور شاخ در شاخ تجویز و تخمین ڈالدیا اور اُنسی مہلک راستی مثل بیٹیون کے زندہ درگور کرنے اور ماؤن سی نکاح کرنیکی طرح آئی اور باوجود کفر اور بدکاری اور نافرمانی کے اُنسی وعدہ کردیا کہ تمکو بہشت ملیگی اور شرک کو تعظیم کیصورت مین اُنپر ظاہر کیا اور خدا تعالی کے بیکار جاننی کو پاک جاننی کے قالب مین اُنکو سمجہا دیا اور اچہی بات کی حکم نکرنے اور بُری بات سی نروکنی کو اس پیرایہ مین کیا کہ یہ خوش خلقی اور لوگونسی میل کی بات ہی اور اس آیت پر عمل ہی کہ علیکم انفسکم اور جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لائی اوس سے روگردانی کو اپنی آپ سی زیادہ جاننی والیکے تقلید کی شکل مین اونکو بتایا۔ غرضکہ یہہ ہی ابلیس ہے جسنے آدم و حوا علیہما السلام ہماری ماباپ کو جنت مین سی نکالا یہی قابیل کا ساتھی تہا جب وسنی اپنی بہائی ہابیل کو قتل کیا اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم جب ڈوبائی گئی اور قوم عاد جب نہایت تیز آندہی سی تباہ ہوئی اور حضرت صالح علیہ السلام کی قوم جب چیخ سی ہلاک کی گئی اور حضرت لوط کی امت جب زمین مین دہسائی گئی اور پیچہی سی پتہر برسی اور فرعون اور اوسکی قوم جب خوب پکڑ پکڑی گئی سب کا ساتھی یہی ملعون تہا اور جنگ بدر مین مشرکین قریش کا یار تھا اور ہر ہلاک ہونیوالے اور مبتلا شخص کا ساتھی ہے **فصل** اول مکر اور فریب اس دغا باز کا یہہ ہوا کہ اسنے

فقالب التنزیه وزاد الامر بالمعروف والنهی عن المنکر فقالب حسن الخلق والتودد الی الناس والعمل بقوله تعالی علیکم انفسکم والاعراض عما جاء به الرسول

فقال لعنه الله تعالی ... وقابیل ... وقوم نوح وقوم عاد وقوم صالح ... اهلکوا بالصیحة وقوم لوط ... والبلیة وصاحب فرعون ... وفصل

ماباپ کو فریب یا جھوٹی قسموں سے کہ میں تمہاری خیرخواہی کرتا ہوں چنانچہ
اللہ تعالے فرماتا ہے فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن
(پھر بہکایا شیطان نے انکو تاکہ ظاہر کرے جو ڈھکے تھے اونسے)
سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ
(عیب اور وہ بولا تمکو جو منع کیا ہے رب تمہارے نے اس درخت سے مگر یہہ کہ کبھی ہو جاؤ فرشتے یا ہو جاؤ ہمیشہ)
وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ اور فریب دینے کی وجہ یہہ ہوئی کہ
(جینے والے اور انکے پاس قسم کھائی کہ میں تمہارا دوست ہوں پھر ڈلا لایا انکو فریب سے)
شیطان نے معلوم کر لیا کہ یہ دونو جنت میں ہمیشہ رہنا چاہتے ہیں اور اوسکے
مکر کا دروازہ یہی ہے جسمیں وہ گھستا ہے یعنی انسان کی خون کی جگہہ میں پھر کر اوسکے
نفس سے ملجاتا ہے اور جس چیز کی رغبت اور محبت نفس میں پاتا ہے اوسکو معلوم
کر لیتا ہے پس اوسی راہ سے اوسپر داخل ہوتا ہے اور انسانوں میں سے جو اوسکے بھائی اور
یار ہیں انکو بھی سکھا دیتا ہے کہ اگر تم اپنا مطلب فاسد کسی سے نکالنا چاہو تو اسی راہ
سے اوسکے پاس آؤ اور جو چیز اوسکو محبوب اور مرغوب ہو اوسکو اوسکی نظروں میں
اچھا کر دو اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ آیت مذکورہ بالا میں ملکین لام کی کسرہ
سے پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ آدم وحوا علیہما السلام یہہ طمع تو نہیں کی
تھی کہ فرشتوں میں سے ہو جاویں مگر بادشاہ ہونیکی تاک میں تھے اسی جہت سے شیطان
اونکے پاس ملک کیطرف سے آیا اور اس قول کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے
هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ اوس درخت کو ان دونو کے فریب دینے کی لئے
(بھلا بتاؤں تمکو درخت سدا جینے کا اور بادشاہی جو پرانی نہو)

کاد الملعون بان ابان لکما انہ ناصح لہما فقال تعالی فوسوس لہما الشیطان لیبدی لہما ما وری عنہما من سوآتہما وقال ما نہاکما ربکما عن ہذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین فدلاہما بغرور وقاسمہما
وذلک لما عرف من منتہی محبتہما من الخلود یدخل منہ
فیہ وہذا باب کیدہ الذی
فانہ یجری من ابن آدم مجری الدم فیطیف
بنفسہ ویعلم منہا ما تحبہ وتہواہ فیدخل من
ذلک الطریق ویعلم اخوانہ واولیائہ من
الانس اذا ارادوا اغراضہم الفاسدۃ ان
یدخلوا علی من ارادوا من ہذا الباب
فیحسنوا لہم الذی یحبونہ ویمیل ہواہم
الیہ وکان عبد اللہ بن عباس یقول لم یطمعا
ان یکونا من الملائکۃ ولکن استشرف
ان یکونا ملکین وکان یقرأ
ملکین بکسر اللام فاتاہما من
جہۃ الملک ویؤیدہ قولہ
تعالی ہل ادلک علی
شجرۃ الخلد وملک لا یبلی
وسماہا شجرۃ الخلد

ہمیشہ رہنی کا درخت کہا اور جو لوگ شیطان کے پیرو ہین اونہون نے اوسسے
یہہ سیکہا ہی کہ حرام چیزون کے نام ایسے رکہی ہین جنکے معانی نفسونکو اچہی معلوم
ہون مثلاً شراب کا نام رکہا ام الافراح یعنی خوشیونکی جڑ اور اوسکے بہائی
کا نام چین کا نوالہ اور سود کا نام معاملہ اور محصولونکا نام حقوق شاہی اور سب سے
بڑی اندہیر کا نام دستور عدالت اور صفات پروردگار سے منکر ہونیکا نام تنزیہ اور
فسق کی مجلسونکا نام پاکیزہ مجلسین (جیسے فارسی مین مجلس نشاط کہتے ہین) اور
جب شیطان نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے سامنے قسم کہائی تو خواہش
اور شبہہ دونون جمع ہوے اسلیئے دونو کو خواب غفلت نے لیلیا اور اسپر طرہ
یہہ ہوا کہ اس ملعون نے اپنے قول کو طرح طرح تاکیدون سے مضبوط کیا کہ قسم
کہائی اور حرف اِنَّ سے اوسکی تاکید کی اور معمول یعنی لکما کو مقدم کیا جو
مفید تخصیص ہی اور صیغہ اسم فاعل سے بولا جو مفید ثبوت ہی اور اوسپر لام تاکید
زیادہ کیا اور لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ کہنے سے یہہ بہی نکلتا ہی کہ اس جیسی بات کی ناصح
بہت سے ہوتے ہین اور یہی حال اوسکے یارون اور اوسکی جماعت کا ہوتا ہے
جسوقت وہ ایماندارونکو فریب دیتے ہین جیسا کہ منافقون نے کہا تہا
نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ کہ اپنے قول کی تاکید شہادت اور اِنَّ اور لام سے کی تہی
ہم گواہی دیتے ہین کہ تو بے شک رسول ہے اللہ کا

عن ذلك ونحو عاهما و منه وقد اتباعه بتسمية الاشياء المحرمة بالاسماء التي يحب النفس بسببها فسموا الخمر ام الافراح وسموا اخاها بلقمة الراحة والربوا بالمعاملة والمكوس بالحقوق السلطانية وسموا اقبح الظلم شرع الديوان و سموا اجحد صفات الرب تنزيها ومجالس الفسوق مجالس طيبة فلما اقسم لهما اجتمعت الشهوة والشبهة

ابطال تزیین شیطان

فاخذتهما سنة الغفلة وآل على الله فعاله لهما بانواع من التاكيد بالقسم بان وتقديم المعمول واسم الفاعل المفيد وبالاختصاص ... الثبوت واللام وفيه ان من النصحين المستعربان النصحين بمثل ذلك ... ان وهكذا اولياءه ... المؤمنين وخدعهم عباد الله ... كما قال المنافقون نشهد انك لرسول الله فاكد ... خبرهم بانهم كاذبون والله ...

اِسیطح اِس آیت مین تاکید ہی وَیَحْلِفُونَ بِاللّٰہِ اِنَّہُمْ لَمِنْکُمْ اور یہہ جو آیت
(اور قسم کہاتے ہین اللہ کی کر وہ بیشک تم مین سے ہین ۱۲)
مین مذکور ہوا فدلاہما ابو عبیدہؒ اسکے معنی فرماتے ہین کہ رسوا کیا آدمؑ حواؑ
کو اور چہوڑ دیا اونکو اور یہہ لفظ مشتق ہی تدلیۃ الدلو سی جسکے معنی کنوین مین
ڈول ڈالنے کے ہین اور اوسکی اصل یہہ ہی کہ پیاسا آدمی کنوین مین ڈول
ڈالتا ہی تاکہ اوس سی سیراب ہوا اور بعضونے کہا ہی کہ اِسکی معنی یہہ ہین کہ
جرأت دلائی اُن دونوکو اور یہہ لفظ مشتق والّہ سی ہی جسکے معنی جرأت کے
ہین اصل مین دَلَّلَہُمَا تہا ایک لام الف سی بدلگیا مطرف بن عبد اللہؒ فرماتے
ہین کہ شیطان نے حضرت آدمؑ حواؑ سی یہہ تقریر کی کہ مین تم دونوسی پیشتر پیدا
ہوا ہون اور تم دونوسی زیادہ جانتا ہون تو تم میری پیروی کرو مین تمکو
ٹھیک راہ بتاؤنگا اور اسپر اُنکے سامنی قسم خدا کی کہائی ایماندار کو یہہ ملعون
خدا تعالی ہی کا نام لیکر فریب دیتا ہی چنانچہ ایک حدیث صحیح مین وہی ہی کہ حضرت
عیسی علیہ السلام نے کسی شخص کو چوری کرتے دیکہا پس آپنے اُس سی فرمایا کہ
تونے چوری کی اُسنے کہا کہ نہین مجکو قسم ہی اُس ذات کی جسکے سوا کوئی معبود
نہین حضرت عیسیؑ نے فرمایا کہ مین اللہ پر یقین لایا اور اپنی آنکہہ کو جہٹلایا
بعضونے اس حدیث کے یہہ معنی کہے ہین کہ جب اُس شخص نے آپکے سامنی قسم

[illegible] ان
قوله تعالى ويحلفون
بالله انهم لمنكم
ودلاهما فقال
ابو عبيدة خذلهما
وخلاهما من
تدلية الدلو وهو
ارسالها في البئر و
ارسال الرجل العطشان دلوه في البئر ليروى
منها وقيل جرأهما واصله دللهما
من الدل وهو الجرأة وقال
مطرف بن عبد الله قال
لهما ابليس اني خلقت قبلكما
وانا اعلم منكما
فاتبعاني ارشدكما
وحلف لهما
بالله وانما يخدع المؤمن
بالله وفي الصحيح ان عيسى
عليه السلام رأى رجلا
يسرق فقال سرقت
فقال لا والله الذي لا
اله الا هو فقال المسيح
آمنت بالله و
كذبت بصري
قيل لما حلف لهما

قسم کہائی تو آپنے جائز رکہا کہ اوسنے اپنا ہی مال لیا ہوگا مینے اسکو چوری
سمجہا اور یہہ ایک تکلف ہی بلکہ اصل یہی ہی کہ اللہ تعالی کا رتبہ حضرت عیسیٰؑ
کے دلمین اسبات سے زائد تہا کہ کوئی اوسکی جہوٹی قسم کہاوی تو جب اوسنی قسم
مین مبالغہ کیا تو آپنے تہمت کو اپنی آنکہہ کیطرف ہٹا دیا **فصل** اور شیطان کا
مکر عجیب یہہ ہے کہ نفس کیطرف دیکہتا ہی اگر اوسکی قوتین پیشقدمی اور بلند ہمتی
غالب دیکہتا ہی تو جس چیز کا حکم الہی ہوتا ہی اوسکو اوسکی ہمت کی سامنی تہوڑا
اور حقیر کر دیتا ہی اور آدمی کو یہہ وہم دلاتا ہی کہ اسقدر کافی نہین اسکی ساتہہ
کچہہ مبالغہ اور زیادتی بہی ضرور ہی اور اگر نفس پر سرکشی غالب دیکہتا ہی تو ہمت
کو مقدار ماموربہ کاہل اور سست کر دیتا ہی یہانتک کہ آدمی اوسکو چہوڑ بیٹہتا ہی
یا اوسمین کوتاہی کرتا ہی بعض اکابر سلف فرماتے ہین کہ جس باتکا خداوند پاک
نے حکم فرمایا ہی اوسمین شیطان کے دو وسوسے ضرور ہی ہوتے ہین یا تو کمی اور
کوتاہی کیطرف یا زیادتی اور مبالغہ کیطرف اور ان دونومین سے جس سے
جیت جاوی کچہہ مضائقہ نہین کرتا اکثر لوگ اسی کمی اور بیشی کے جنگلونمین
بہٹک گئی ایسے کم ہین جو اس رستہ پر جمی رہی ہون جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تہی دیکہو بعضون کو گہٹایا تو طہارت کے واجب بہی اچہی طرح ادا نہین

کرتے اور بعضونکو بڑہایا تو وسواس مین سے ڈالا کچھہ لوگونکو ایسا کم کردیا کہ زکوۃ اور صدقہ واجب اپنی مال سی نہین نکالتی اور کچھہ کو ایسا بڑہایا کہ جو کچھہ اُنکے پاس تھا دی ڈالا کر لوگونکے ذمہ بھاری ہو بیٹھی کسی قوم کو نبیون کے بابمین اتنا ناقص کیا کہ اُنہون نے پیغمبرونکو قتل کر ڈالا اور کسیکو اتنا مبالغہ دیا کہ اُنکی پرستش کرنے لگی بعضونکو لوگونسے ملنی مین اتنا کم کیا کہ جمعہ اور جماعت اور علم کی مجالسوسی بھی کنارہ کش ہوئی اور بعضونکو یہہ زیادتی اسباب مین دی کہ ظالمون اور گناہگارون تک میل پیدا کیا ایک قوم کو یہہ دبایا کہ وہ چڑیا اور بکری جنکو خدا تعالی نے کہانیکی لئی حلال کیا ہی ذبح کرنی روا نہین رکہتی اور دوسری قوم کو اتنا اُبھارا کہ وہ ناحق خون کرتے ہین ایک لوگونکو یہہ گہٹایا کہ وہ آدمی کی غذا چھوڑ ساگ پات پر کفایت کرتے ہین اور دوسرونکو یہہ بڑہایا کہ حرام خالص سی پیٹ بہرتے ہین کسی قوم کو سنت نکاح کرنیسے گہٹا دیا اور کسیکو ارتکاب حرام پر بڑہا دیا کچھہ لوگونکو اتنا گہٹایا کہ اُنہون نے مشائخ پر ستم کیا اور اُنکی حقارت کی اور کچھہ کو اتنا بڑہایا کہ اُنہون نے خدا تعالی کے ساتھہ مشائخ کی عبادت کی بعض کو اتنا کم کیا کہ اُنہون نے کسی عالم کا قول نمانا اور بعض کو اتنا زیادہ کیا کہ جو کچھہ

عالمون سے نے حلال کیا اوسکو اونہون نے بھی حلال کیا اور جسکو عالمون نے حرام کیا اوسکو انہون نے حرام کیا ایک قوم کو اتنا ناقص کیا کہ اہل بیت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کی اور اونکے حقوق بجا نہ لائے اور انکا مار ڈالنا جائز سمجھا اور ایک کو اتنا مبالغہ دیا کہ اہل بیت مین نبوت کی خواص کے مدعی ہوئے اور بعض اوقات انکی خدا ہونے کا دعوی کر بیٹھی ہیہود کو حضرت عیسی علیہ السلام کے بابمین اتنا گھٹایا کہ اونہون نے آپکو جھٹلایا اور آپکی مان کو وہ عیب لگایا جس سے خدا تعالی نے انکو بری فرمایا اور نصاری کو آپکے بابمین اتنا بڑہایا کہ وہ آپکو خدا کا بیٹا کہکر پرستش کرنے لگی ایک قوم کو یہانتک گھٹایا کہ وہ سبا اور قوتون اور طبیعتون اور مزاجون کے منکر ہوئے اور دوسرونکو ایسا بڑہایا کہ انہون نے ان چیزونکو امر لازم ٹھہرایا جسکی تغیر اور تبدیل ممکن نہین ہے اور بعضون نے کبھی ان اشیا کو تاثیر مین مستقل مانا اور ایک قوم کو اتنا گھٹایا کہ لوگون کے سامنے اپنے اعمال نیک ظاہر کئے اور دوسرونکو اتنا بڑہایا کہ انہون نے اپنی بری باتین اور جو اعمال کہ عزت کو زائل کرین ظاہر کئے اور اپنا نام فرقہ ملامتیہ رکہا غرضکہ شیطان کے مکر کا یہ دروازہ نہایت چوڑا ہے ÷

فصل اور ایک مکر شیطانی یہہ ہے کہ کچھہ لوگونکو نکمی رائین اور مختلف خیالات

بتادی ہین یہانتک کہ اونکے دلمین یہہ ڈالدیا ہی کہ خدا تعالی کا کلام پاک ظاہر ہی یقین کا مفید نہین بلکہ یقینی باتین وہ ہین جو امور عقلی اور حکمت کی طریق باکلام والونکے ڈہنگ ہین اس نظر سے شیطان نے اونکی راہ ماری کہ قانون قران سے نور ہدایت و یقین اونکو حاصل نہو دیا اور یونان کے منطق کیطرف آنکو پہیردیا یہانتک کہ قران مجید کو پس پشت ڈالکر اونہین خیالات کیطرف جھکے جو ذہنونکی میل اور فکرونکی نجاست اور تاریک و حیران دلونکی پہینکے ہوے جہاگ ہین تواب دیکہنا چاہیئے کہ شیطان نے اپکر و فریب مین کسطرحکی نرمی برتا ہی کہ ان لوگونکو ایمان اور دین سے ایسا باہر کردیا جیسا آٹے مین سے بال نکالدیتے ہین **فصل** اور ایک مکر اوسکا وہ ہی جو جاہل صوفیونکو ظاہر شریعت کے خلاف وبیہودہ باتین دلمین ڈالدیتا ہی اور ان باتونکو کشف خیالات کے پیرایہ مین انپر ظاہر کرتا ہی اور آنکی جیمین ڈالدیا ہی کہ علم کے سوا ایک اور راہ ہی اگر اوسپر چلوگے تو آنکہہ سے دیکہہ لینے کے مرتبہ پر پونہچ جاوگے اور حدیث و قران کی کچہہ حاجت نہ پڑیگی اس بنا پر آنکی نظرونمین اسبات کو اچہا کردیا کہ نفسونکی ریاضت اور اخلاق کی درستی کرین اور جس حالمین کہ دنیا والے رئیس اور عالم ہین اوس سے علحدہ رہین اور دلکو ہرایک چیز سے خالی کرین تاکہ

منتقش فیه الحق بلا واسطة فلما خلا القلب من صور العلم الذی جاء به الرسول نقش فیه الشیطان بحسب ما هو مستعد له من انواع الباطل حتی یجعله کالمشاهد فاذا انکر علیهم ورثة الرسل قالوا لکم العلم الظاهر ولنا الکشف الباطن ولکم ظاهر الشریعة وعندنا باطن الحقیقة وما اغنی هذا من قولهم سلخهم من الکتب والسنة واحالهم علی ذلک الخیالات واوهمهم انها من الایات البینات وانها من قبل الله الهامات وتعرفات فالعرض علی الکتاب والسنة [illegible] فکلما ازدادوا بعدا عن القرآن وما جاء به الرسول کان [illegible]

اوسمین حق خود بخود بیواسطہ منتقش ہو جاوے — پس جب دل اوس علم کے نقش سی خالی ہوتا ہی جسکو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائی ہین تو شیطان اوسمین جسطرحکی استعداد دیکہتا ہی ویسا ہی نقش باطل کا تو نکا کردیتا ہی یہانتک کہ اوسکے نزدیک اس نقش کو ایسا کردیتا ہی کہ گویا آنکہہ سی سوجہتا ہی پہر جب علماء وارث پیغمبر اون لوگون پر اوس امر باطل کا انکار کرتے ہین تو وہ جواب دیتی ہین کہ تمکو علم ظاہر ہی اور ہمکو کشف باطن ظاہر شریعت تمہاری پاس ہی اور باطن حقیقت ہماری پاس اور چونکہ شیطان اونکی دلونکو خوب قابو مین کرلیتا ہی تو اونکو کتاب الہی اور حدیث سی کہینچکر اُنہین خیالات پر لا ڈالتا ہی اور یہہ وہم دلاتا ہی کہ یہہ باتین کہلی ہوئی آیتین ہین اور اللہ تعالی کیطرفسی الہام اور بتائی ہوئی ہین اسلیئے وہ کتاب وسنت پر اُنکو پیش نہین کرتے اور بجز اُنکی مان لینی کی اور کوئی بات کرنی اور جسقدر کہ وہ لوگ قرآن وحدیث سی روگردانی اور دوری مین پڑ جاتے ہین اوسیقدر شیطانکو اونکی دلونپر زیادہ جیت ہوتی ہی

فصل

اور ایک بڑا دہکا یہہ ہی کہ آدمی کو ایسی شخصونسی خوش خلقی اور خندہ روئی اور اچہی طرح بولنی کو کہتا ہی جنکی بدی سی رہائی بجز منہ بگاڑنے اور ترش روئی اور اونسی روگردانی کے نہو پہر اسکے بعد آدمی کو اُنکی بدی اور فتنہ سی بچنا مشکل ہو جاتا ہی اور

فصل ومن اعظم [illegible] حسن الخلق [illegible] الکلام ممن لا [illegible] فی وجهه والاعراض عنه [illegible] ثم یعلن ذلک یصعب علیه [illegible]

ومن هنا أوصى أطباء القلوب
بالإعراض عن أهل البدع و
أن لا يسلم عليهم وكذلك الإبعاد عمن
يخاف الفتنة بلقائه من
النساء والمردان وقالوا
متى كشفت للمرأة والصبي
عن بياض أسنانك
كشفن لك عما هنالك والمرام بعد
ذلك أن ينفعه

اسیوجہ سی دلکے طبیبونے بدعت والون سی روگردانی اور اُنکو سلام نکرنیکی
نصیحت فرمائی ہی اور اسیطرح جنکی ملاقات سی مبتلا ہونیکا خوف ہو مثلا عورتون
اور امردونسی بھی کنارہ کرنیکو فرمایا ہی اور کہا ہی کہ جب تم عورتون خواہ لڑکون
کے سامنی اپنی دانتونکی سفیدی ظاہر کروگے تب تمکو حقیقت اس منع کی معلوم
ہوگی اور مقصود اوس دشمن خدا کا اسطرف بلانیسی یہہ ہی کہ وہ اُن دونومین سعی
کرسکی اور اپنا مطلب نکالے اور صالحونکی معاملہ مین وہ اسکی برخلاف کیا کرتا ہے
یعنی بندہ کو نیکبختونکی اچھی دعاؤن اور اونکی دلونکی توجہ سی محروم رکہتا ہی
پس اوسکی لئی دروازہ شر کا کہولتا ہی اور خیر کا بند کردیتا ہی **فصل** اور ایک
اوسکا مکر یہہ ہی کہ آدمی کو اپنی نفس کی عزت اور حفاظت کا حکم وہان کرتا ہی
جہان پروردگار کی خوشی نفس کی ذلت اور مستعمل کرنیمین ہو مثلا کافرون
اور منافقون سی لڑنے مین اور بدکارون اور ظالمونکو اچھی بات بتلانے
اور بُری بات سی روکنی مین یون خیال دلاتا ہی کہ ان باتون سی تو اپنی نفس کو ذلت
کی جگہہ مین ڈالتا ہی اور دشمنونکو اپنی اوپر غالب کرتا ہی اور اُنکی طعنو اپنی اوپر لیتا
ہی اسکا انجام یہہ ہوگا کہ تیری عزت جاتی رہیگی بعد اسکی نہ کوئی تیری بات مانیگا
نہ تیرا قول سُنیگا۔ اور جسجگہہ نفس کی بہتری عزت وحفاظت مین ہوتی ہی وہان

الله من دعاء إلى ذلك حتى
له باب السعي بينهما فيصيب حاجته
ويبعث له في معاملة الصالحين
ضد ذلك فيحرم العبد صالح دعائهم
وميل قلوبهم فيفتح له باب الشر ويغلق
عنه باب الخير **فصل** ومن مكائده أنه
يأمره بإعزاز نفسه وصونها حيث يكون
رضى الرب في إهانتها وابتذالها كجهاد الكفار
والمنافقين وأمر الفجار والظلمة بالمعروف ونهيهم
عن المنكر فيخيل إليه أن ذلك
تعريض لنفسه
لمواطن الذل
وتسليط الأعداء
وطعنهم فيه فيزول
جاهه فلا يقبل منه
ولا يسمع منه بعد ذلك

ويأمر باخذ لا هما واهانتها
بحيث تكون مصلحة في
اعزازها وصيانتها
يأمر بالتبذل للاغنياء
واهانة نفسك لهم ويخيل
اليك انك تعزها بهم
ويذكر قول
الشاعر اهين لهم نفسي لاكرمها بهم
ولن تكرم النفس التي لا تهينها وقد غلط
هذا القائل فان ذلك لا يصلح الا لله
تعالى وحده فانه كلما اهان العبد نفسه
له اكرمه واعزه بخلاف الخلق فانك
كلما اهنت نفسك لهم اذلك الله
وعند اوليائه وهنت عليهم فصل
ومن كيده انه يأمر بالانقطاع والتبتل او رباط
او زاوية او تربة ويحبسه هناك وينقله مما
يحبب للناس ويسقطه من اعينهم
ويأمر في طريقات منكر
واله في ذلك مقاصد
خفية منها الكبر
واحتقار الناس
من اسباب التعظيم
طلب ...
الناس من هم باب

اوسکے ذلیل و خوار کہنی کو کہتا ہی مثلاً آدمی کو کہتا ہی کہ رئیسون کے سامنے
ذلیل بنا رہ اور اُنکی لئی اپنی نفس کی اہانت کرا ور دلمین یہہ ڈالدیتا ہی کہ
تو اس امر کے اختیار کرنیسے اُنکی باعث اپنی نفس کی عزت کرتا ہی اور کسی شاعر
کا قول یاد دلاتا ہی **ع** کردن ہون خوار اپنا نفس لوگونمین تاکہ پا وی وہ
اُنسی عزت ✤ نہ نفس ہرگز بزرگ ہو دی کرینہ اوسکی تو گرا ہانت ✤ اور اس
شاعر نے غلطی کی ہی اسلئی کہ یہہ امر بجز خدا تعالی کے اور کسیکو زیبا نہین
اوسکی ذات پاک ایسی ہی کہ بندہ جسقدر اپنی نفس کو اُسکی سامنی ذلیل کرے
اوسیقدر وہ اُسکا اکرام و عزت فرماوی بخلاف مخلوق کی کہ اوسکی سامنی جتنا
نفس کو ذلیل کروگی اُتنا ہی خالق کے نزدیک اور اُنکی دوستونکی نزدیک ذلیل و خوار ہوگے

فصل اور ایک مکر اوسکا یہہ ہی کہ آدمی سی کہتا ہی کہ کسی مسجد یا مسافرخانہ
یا گوشہ یا مزار مین بیٹھ رہ اور اوسکو اوسی جگہہ قید کردیتا ہی اور کہتا ہی کہ اگر
تو یہان سی نکلیگا تو لوگونکی سامنی بیقدر ہو جاویگا اور اُنکی نظرون سے گرجاویگا
اور غالباً رستہ مین کوئی بات خلاف شرع دیکھیگا اور اِسطرح کہنی مین
اوسکی بہت سی غرضین پوشیدہ ہین منجملہ اونکے اپنی آپکو بڑا جاننا اور
لوگونکو حقیر سمجھنا اور ریاست کا جمنا بشرطیکہ اوسکے عندیہ مین لوگون سی ملنی سی ریاست

وهو يريد ان يزار ولا يزور ويقصده الناس ولا يقصدهم ويحب ان يأتيه الامراء ويقبل الناس يده ويترك ما وجب والقرب الى الله ويتعوض عنه بما يقرب الناس اليه وقد كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يخرج الى السوق فقال بعض الحفاظ وكان يشتري حاجته و يحملها بنفسه ذكره ابو الفرج ابن الجوزي وغيره وكان ابو بكر يحمل الثياب الى السوق فيبيع ويشتري وكان عبد الله بن سلام خرج وعلى راسه حزمة حطب فقيل له ما يحملك على هذا وقد اغناك الله تعالى فقال اردت ان ادفع به الكبر فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول لا يدخل الجنة عبد في قلبه مثقال ذرة من كبر وكان ابو هريرة وغيره يحمل حوائجه بنفسه وهو امير المدينة ويقول افسحوا للامير افسحوا للامير وخرج عمر بن الخطاب رضي الله عنه يوما وهو خليفة في حاجة له ماشيا فاعيى

ملتی ہوا ور وہ یہہ چاہتا ہو کہ مجھسی لوگ ملین مین ملون اور میری پاس آوین
مین اونکے پاس نجاؤن اور امراے میرے پاس آکر دست بوسی کرین اس خیال
سی واجبات کو اور اللہ تعالی کی تقرب کی چیزونکو چھوڑ کر انکی عوض وہ امور
کری جس سی لوگ اوسکی پاس آوین حالانکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
بازار مین تشریف لیجاتے تھی بلکہ بعض حدیث کی یاد کرنیوالے فرماتے ہین کہ آپ
اپنی حاجت کی چیز خرید فرماتے اور اوسکو اپنی آپ ہی لے آتے چنانچہ اس امر
کو ابوالفرج جوزی وغیرہ نے ذکر کیا ہی اور حضرت ابوبکر رض بازار مین کپڑی لیکر
جاتے اور بیچتے اور خریدتے اور حضرت عبد اللہ بن سلام اپنی سر پر لکڑیونکا بوجہ
اٹھائی ہوئی نکلی لوگون نے پوچھا کہ آپ ایسا کیون کرتے ہین آپکو تو اللہ تعالے
نے اس امر سی بے پروا کیا ہی آپنے فرمایا کہ مینے یہہ چاہا کہ اس کام سی کبر
کو دفع کرون اسلئی کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی سنا ہی کہ یون
فرماتے تھی کہ جس بندہ کے دلمین ایک ذرہ بھر کبر ہوگا وہ جنت مین نجاویگا
اور حضرت ابوہریرہ رض اپنی کامونکی متکفل خود ہوا کرتے حالانکہ مدینہ منورہ کے
حاکم تھی اور فرمایا کرتے کہ اپنی حاکم کو جگہہ دو اپنی امیر کو راہ دو اور حضرت عمر
بن خطاب رض اپنی عہد خلافت مین کسی کام کو پیادہ پا باہر تشریف لیگئی اور تھک گئی

پس ایک لڑکے کو ایک گدہے پر سوار دیکھا اُس سے فرمایا کہ لڑکے مجھے سوار کرلے
کہ مین تھک گیا ہون وہ لڑکا سواری سے اُتر پڑا اور عرضکیا کہ آپ سوار ہو لین
آپنے فرمایا کہ نہین تو سوار ہو مین تیرے پیچھے بیٹھونگا چنانچہ اوسکے پیچھے بیٹھکر
مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور لوگ آپکو دیکھتے تھے۔ اور ایک مکر اُسکا یہہ ہے
کہ لوگونکو بہکاتا ہے کہ اس شخص کا ہاتھہ چومو اور اوسکی تعریف کرو اور اُس سے
اپنے لئے دعا چاہو تاکہ اوسکو اپنا نفس اچھا معلوم ہونے لگے پہر اگر بالفرض اُس سے
کوئی کہے کہ تم زمین کے اوتادین سے ہو اور اُن لوگونمین سے جنکو اللہ کیطرف وسیلہ
کرکے اُنکے طفیل سے خدا تعالی سے سوال کرتے ہین تو وہ شخص اپنا کو سچ سمجھیگا
حالانکہ ساری خرابی اسیمین ہے اور اگر اسکے بعد لوگونمین سے کسی کو بھی
اپنی جانب سے کنارہ کرتے دیکھیگا تو رنجیدہ ہوگا اسطرحکا شخص کبیرہ گناہ
پر اصرار کرنیوالونسے بھی زیادہ بُرا ہے اسلئے کہ وہ اُسکی نسبت سلامتی کی
طرف قریب ترہین **فصل** اور ایک مکر شیطانی یہہ ہے کہ وہ ارباب عزلت
اور زہد و ریاضت کو اپنے خیال پر بدون حکم شرع کے عمل کرنا اچھا کردیتا ہے
اُن لوگونکا قول ہے کہ دل جب اللہ تعالی کے ساتھہ محفوظ رہتا ہے تو اوسکے
خیالات اور اندیشے خطا سے بچے رہتے ہین اور یہہ نہایت بڑا دہوکا ہے

فرای غلاما علی حمار فقال یا غلام احملنی فقد اعییت فنزل الغلام ... فقال ارکب ... امیر المؤمنین ... والخلفاء من بعده ... الغلام حتی دخل المدینة والناس یرونه ومن کیده انه یغری الناس بتقبیل یده والثناء علیه وسؤاله الدعاء لنفسه فلو قیل له انک من اوتاد الارض وممن یتوسل بهم ... فیه ... سلامة الله ... فاذا رای بعد ذلک ... الناس ... ارباب الکبائر المصرین علیها لانه بعید من ...

فصل ومنه تلبیسه علی ارباب الخلوة والزهد والریاضة بالعمل بآرائهم دون حکم الشرع ویقولون ان القلب اذا کان محفوظا مع الله تعالی کانت هواجسه وخواطره معصومة من الخطأ وهذا من ابلغ المکائد

اسلئے کہ خیالات واندیشونکی تین قسمین ہین ایک رحمانی دوم شیطانی سوم نفسانی مثل خواب کی اور بندہ عابد تین اگرچہ کسی درجہ کو پونہچ جاوی مگر اوسکا نفس اور شیطان مرنے تک اُس سی جدا نہین ہوتا اور شیطان آدمی مین خون کی جگہہ چلتا ہی اوس سی بچنا صرف انبیا علیہم السلام ہی کو ہوا وہ لوگ خدا تعالی اور اوسکی مخلوق مین ذریعہ ہین کہ اُسکی امر اور نہی اور وعدہ اور وعید اُنکو پہنچاوین اور سوا انبیا کے جو لوگ ہین وہ صواب پر بھی ہوتے ہین اور خطا بھی کرتے ہین حضرت عمر بن خطابؓ جو الہام والون اور رای صائب والونکی سردار تھے کچھہ فرماتے تو اُنسے کمتر شخص اوس بات کو رد کرتا اور اگر آپکو غلطی معلوم ہو جاتی تو رجوع فرماتے آپ کا دستور تھا کہ اپنی خیالونکو کتاب و سنت پر پیش فرماتے اور محض خیالات پر التفات نکرتے اور ان جاہلون مین سی ایک کو بھی نہین دیکھتی کہ شریعت پر التفات کرتا ہو اپنی خیالات پر حکم کرتا ہی اور کہتا ہی کہ میرا دل میری پروردگار سی یون بیان کرتا ہی اور ہمنی یہہ بات زندہ جاوید سی حاصل کی ہی اور تمنی درمیانی لوگون سی اسیطرح کی گفتگوی بیہودہ کرتے ہین یہانتک کہ کسی نے اس فرقہ کے کسی شخص سی کہا کہ تم عبد الرزاق کے پاس نہین جاتے کہ اُنسے کچھہ سن آو اسنی جواب دیا کہ جو شخص ملک خلاق سی سنتا ہی وہ عبد الرزاق سی سنکر کیا کریگا اور یہ نہایت

فان الهواجس والخواطر انواع رحمانية وشيطانية ونفسانية كالرؤيا ولو بلغ العبد من العبادة والزهد كل مبلغ فارقه نفسه وشيطانه الى الممات والشيطان يجري من ابن ادم مجرى الدم والعصمة انما هي للرسل صلوات الله عليهم وهم وسائط بين الله وبين خلقه في تبليغ امره ونهيه ووعده ووعيده ومن عداهم يصيب ويخطي وقد كان سيد المحدثين الملهمين عمر بن الخطاب يقول الشيء فيرد عليه من هو دونه فيتبين له الخطأ فيرجع وكان يعرض هواجسه على الكتاب والسنة ولا يلتفت الى شيء منها ولا يحكم بها وترى احدهم لا يلتفت الى الشرع ويحكم بهواجسه من غير التفات الى الشرع ويقول حدثني قلبي عن ربي و نحن اخذنا عن الحي الذي لا يموت وانتم اخذتم عن الوسائط وامثال ذلك من الكلام الباطل حتى قيل لبعضهم لا تذهب فتسمع من عبد الرزاق فقال ما يصنع بالسماع من عبد الرزاق من يسمع من الملك الخلاق وهذا غاية

جہالت ہی اسلئے کہ خدا سے تو حضرت موسی بن عمران کلیم الرحمن ع نے سنا ہی ان
لوگونکی گفتگو غالبًا شیطان سے ہوتی ہوگی یا نفس یا دنو سے اور جو شخص اپنے
دلمین خواطر کے پڑنے سے یہہ سمجھے کہ مجکو حاجت شریعت نبوی کی نہین تو وہ کفر مین
سب سے بڑہکر ہی۔ حضرت ابن مسعودؓ سے مسئلہ مفوضہ کا مہینا بہر پوچہا گیا بعد مہینے
کے فرمایا کہ اسکا جواب اپنی رای سے مین کہتا ہون اگر درست ہوگا تو خدا
تعالی کیطرف سے ہی اور اگر خطا ہوگی تو میری طرف سے اور شیطان کی جانب سے ہی
اللہ تعالی اور اسکا رسول خطا سے بری ہین۔ اور حضرت عمر کے منشی نے
آپکے سامنے لکہا کہ یہہ امر وہ ہی جو خدا تعالی نے عمر کو بتایا آپنے فرمایا کہ اسکو
مٹادے اور یہہ لکہہ کہ یہہ وہ ہے کہ عمر کے نزدیک مناسب ہی اور یہہ بھی حضرت عمرؓ
کا قول ہی کہ اپنی رایونکو تہمت لگایا کرو اسلئے کہ مینے ابی جندل کے دن اپنا یہہ
حال دیکہا کہ اگر مجکو مقدور ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو
ٹالدون تو ٹالدیتا اور صحابہؓ کا اپنی رایون کو اچہا نہ سمجہنا بہت ہی اور مشہور
ہی حالانکہ امت کی نسبت اُنکے دل پاک تر اور علم بہت گہرا اور وساوس
شیطانی سے بہت دور تھے وہ لوگ سنت کے تابع اور اپنی تجویزونکو عیب لگانا
مین اُمت سے بڑہکر تھے اور ان لوگونکا حال ونکی برعکس ہی اُن راست بازونکے

جہل فان الذی سمع من الله فهو موسی بن عمران کلیم الرحمن ولعل خطابهم لا من الشیطان او النفس او منهما ومن ظن انه یستغنی بما یلقی فی قلبه عما جاء به الرسول من الخواطر فهو من اعظم الناس کفرا وقد سئل ابن مسعود عن مسئلة المفوضة شهرا فقال بعد الشهر اقول فیها برایی فان یکن صوابا فمن الله وان یکن خطأ فمنی ومن الشیطان والله بری منه ورسوله وکتب کاتب لعمر بن الخطاب هذا ما اری الله سبحانه فقال لا امحه واکتب هذا ما رای عمر وقال ایضا اتهموا الرای فلقد رایتنی یوم ابی جندل ولو استطیع ان ارد امر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لرددته واتهام الصحابة لارائهم کثیر مشهور وهم ابر الامة قلوبا واعمقهم علما وابعدهم من وساوس الشیطان فکانوا اتباع السنة واشد اتهاما لارائهم وهؤلاء ضد ذلک واهل الاستغناء

الہام شیطانی

وسوسون اور اندیشون مین سے کسی چیز پر توجہ نفرمائی حضرت جنید رح فرماتے ہین کہ ابو سلیمان دارانی رح نے فرمایا ہے کہ اکثر میرے دلمین ان لوگونکی نکتونمین سے ایک خاص نکتہ چند روز تک پڑجاتا مگر مین اوسکو بدون دو سچے گواہون کتاب اور سنت کے قبول نہین کرتا اور حضرت ابو یزید رح فرماتے ہین کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ کرامات اتنی دیگئی ہے کہ ہوا مین اڑتا ہے پس اس سے مغالطہ مت کھاؤ جبتک یہہ نہ دیکھ لو کہ امر ونہی اور حدود الہی کی حفاظت مین کیسا ہے اور حضرت جنید رح نے فرمایا ہے کہ ہمارا یہہ مذہب کتاب و سنت کے اصول کا پابند ہے تو جو شخص کلام مجید یاد نکرے اور حدیث نہ لکھے اور نہ سمجھے اوسکی پیروی نکیجاوے اور ابو بکر دقاق رح فرماتے ہین کہ جو شخص امر ونہی کے حدود کو بظاہر تلف کرے وہ دل کے مشاہدہ سے باطن مین محروم رہیگا۔ اور ابو الحسن نوری رح کہتے ہین کہ جس شخص کو دیکھو کہ خدا تعالی کے ساتھہ ایسے حال کا مدعی ہو جو علم شرعی کی حد سے اوسکو خارج کردے تو اوسکے نزدیک مت جاؤ اور جسکو ایسے حال کا مدعی دیکھو کہ ظاہر کی حفاظت اوسکی شاہد نہو تو اوسکو دین پر تہمت لگاؤ اور ابو سعید خراز رح فرماتے ہین کہ جس باطن کا ظاہر مخالف ہو وہ بیکار ہے اسکے سوا انکے بہت اقوال ہین ابو احمد شیرازی فرماتے ہین کہ اول صوفی شیطان سے ٹھٹھول کیا کرتے تھے اب شیطان ان سے تمسخر کرتا ہے

ما يتقفوا على شيء من الخواطر قال الجنيد قال ابو سليمان ربما تقع في قلبي النكتة من نكت القوم اياما فلا اقبل منه الا بشاهدين عدلين الكتاب والسنة وقال ابو يزيد لو نظرتم الى رجل اعطي من الكرامات حتى يرتفع في الهواء فلا تغتروا به حتى تنظروا كيف تجدونه عند الامر والنهي وحفظ الحدود واداء الشريعة وقال الجنيد مذهبنا هذا مقيد بالاصول الكتاب والسنة فمن لم يحفظ الكتاب ويكتب الحديث ويتفقه لا يقتدى به وقال ابو بكر الدقاق من ضيع حدود الامر والنهي في الظاهر حرم مشاهدة القلب في الباطن وقال ابو الحسين النوري من رأيته يدعي مع الله حالة تخرجه عن حد العلم الشرعي فلا تقربن منه ومن رأيته يدعي حالة لا يشهد لها حفظ ظاهره فاتهمه على دينه وقال ابو سعيد الخراز كل باطن يخالفه ظاهر فهو باطل وغير ذلك من اقوالهم وقال ابو احمد الشيرازي كان الصوفية يسخرون من الشيطان والآن الشيطان يسخر منهم

سخریة الشیطان

فصل اور ایک مکر اوسکا یہہ ہی کہ اُن لوگونکو ایک لباس خاص ورہیئت ور فتار معین اور مرشد مقرر اور طریقہ مخصوص کے لازم پکڑنیکا حکم وجوب کے طور پر کردیا ہی اکثر دیکہا ہی کہ بعض اس قسم کے لوگ ایک جگہہ معین کر لیتے ہین کہ اوسکے سوا اور جگہہ مین نماز نہین پڑہتے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے منع فرمایا ہی اس سی کہ کوئی شخص نماز کیواسطے اونٹ کیطرح جگہہ مقرر کرے بعضونکو دیکہتے ہو کہ جانماز ہی پر نماز پڑہتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانماز پر نماز نہین پڑہی اور نہ جانماز آپکے سامنے بچہتی تہی بلکہ زمین پر نماز پڑہتے اور کبہی گارے پر سجدہ کرتے اور چٹائی پر نماز پڑہتے غرضکہ جو چیز اُسوقت بچہہ جاتی اوسی پر نماز پڑہ لیتے اور اگر کوئی چیز نہوتی تو زمین پر پڑہتے اور جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے طریق کو تامل کرے تو اوسکو اُن لوگونکے طریق کے مخالف پاویگا اسلئے کہ آپ کبہی کرتہ پہنتے اور کبہی قبا اور کبہی عبا اور کبہی تہمد اور کبہی چادر اور اونٹ پر اکیلے سوار ہوتے کبہی دوسرے کے ساتھہ اور گہوڑے زین بندہے ہوئے پر اور ننگی پیٹھہ پر اور دراز گوش پر سوار ہوتے اور جو موجود ہوتا کہا لیا کرتے اور زمین پر کبہی بیٹہتے اور کبہی چٹائی پر اور فرش پر اور تنہا تشریف لیجاتے اور اصحاب کے ساتھہ چلتے اور بدون اُن

فصل ومن جملة امورهم التزامهم زیا واحدا وهیئة معینة ومشیخة معینة وطریق معینة وشیخا معینا لا یصلی الا فیه
وقد نهی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان یوطن الرجل المکان للصلاة کما یوطن البعیر وتری احدهم لا یصلی الا علی سجادة ولم یصل رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم علی سجادة ولا کانت السجادة تفرش بین یدیه بل کان یصلی علی الارض وربما سجد فی الطین وکان یصلی علی الحصیر فیصلی علی ما اتفق بسطه فان لم یکن ثمه شیء صلی علی الارض ومن تامل هدی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وجد هدیه مناقضا لهدی هؤلاء فانه کان یلبس القمیص تارة والقباء تارة والجبة تارة والازار والرداء تارة ویرکب البعیر وحده تارة ومع غیره تارة ویرکب الفرس مسرجا تارة وعریانا تارة ویرکب الحمار ویاکل ما حضر ویجلس علی الارض تارة وعلی الحصیر تارة وعلی البساط تارة ویمشی وحده تارة ومع اصحابه تارة ولا یتقید بقید

امور کے جنکا حکم آپکے پروردگار نے کیا تہا اور کسی چیز کے پابند نہوتے

فصل اور ایک مکر شیطان کا جس سی جاہلونکو اوسنی بڑی نوبت کو پہنچایا ہے طہارت کے باب مین اور نیت کرنیکے وقت نماز کے باب مین وسواس ہے یہانتک کہ اونکو بوجہون اور طوقوں مین ڈالکر سنت کی پیروی سی باہر کر دیا اور یہہ سوجہا دیا کہ جسقدر سنت مین وارد ہی وہ کافی نہین پس شیطان نے اونکو بڑی مشقت مین بھی ڈالا اور اُنکا ثواب بھی غارت کیا یہانتک کہ اگر کوئی اتنے سی وضو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی کرلیتا ہی اور غسل کرتا ہی تو اپنے عندیہ مین پاک نہین ہوتا نہ ناپاکی دور ہوتی ہی اگر عذر جہالت نہو تو یہ امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ لڑائی ٹھہرتی ہی کیونکہ آپ تو ایک مد پانی سی وضو کرلیا کرتے تھی جو دمشقی کی رطل کی تہائی کی برابر ہی یعنی سو روپیہ بھر کے سیر سے قریب ڈیڑہ پاؤ کے ہوتا ہی اور غسل ایک صاع پانی سی فرماتے تھے جو ایک رطل اور تہائی رطل کے قریب یا ڈیڑہ سیر کے قریب ہوتا ہی اور وسوسہ والے کے نزدیک اِسقدر پانی ہاتھہ دہونیکو بھی کافی نہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی ثابت ہوا ہی کہ ایکبار آپنے وضو کی اور تین بار سی زیادہ کوئی عضو نہ دہویا اور فرمایا کہ جو اسقدر پر زیادہ کری وہ بُرا کرتا ہی اور حد سے

فصل ومن كيده الذي بلغ به من الجهال ما بلغ الوسوسة في الطهارة والصلاة عند عقد النية حتى ألقاهم في الآصار والأغلال وأخرجهم عن اتباع السنة وخيل إليهم أن ما جاءت به السنة لا يكفي حتى يضموا إليه غيره فجمع لهم بين هذا الظن الفاسد والتعب العظيم وبطلان الأجر أو تنقيصه إذا توضأ مثل وضوء رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واغتسل مثل غسله لم يطهر ولم يرتفع حدثه ولولا العذر بالجهل لكان هذا مشاقة للرسول صلى الله عليه وآله وسلم فقد كان يتوضأ بالمد وهو قريب من ثلث رطل بالدمشقي ويغتسل بالصاع وهو نحو رطل وثلث والموسوس يرى أن ذلك القدر لا يكفيه لغسل يديه وصح عنه صلى الله عليه وآله وسلم أنه توضأ مرة مرة ولم يزد على ثلاث وأخبر أن من زاد عليها فقد أساء وتعدى

بڑہتا ہے اور ظلم کرتا ہے اور یہہ بھی ثابت ہوا ہے کہ آپ اور حضرت عایشہ رض
ایک بادیا پنکا جسمین آٹے کا نشان ہوتا تھا پہمین رکہکر غسل کرتے تھے
اگر وسواسی اسکو دیکہے تو انکار کرے اور کہے کہ اسقدر کافی نہین اور اسمین آٹے
کے ہونے سے رنگ بھی بدلا ہوا ہے اور چھینٹین گرتی ہین تو بعضونکے نزدیک پانی
کو ناپاک ہی کر دیتی ہین اور دوسرونکے نزدیک بگاڑ دیتی ہین اور یہی امر آپ
حضرت میمونہ اور ام سلمہ رض کے ساتھہ کرتے تھے اور یہہ سب روایتین صحیح ہین اور
ایک حدیث صحیح مین حضرت ابن عمر رض سے یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عہد مبارک مین مرد اور عورتین ایک برتن سے وضو کیا کرتے تھے اور جن برتنون
سے کہ آپ اور ازواج مطہرات اور اصحاب رض غسل کیا کرتے تھے وہ بڑے برتنون
سے نہ تھے نہ کوئی انکا خزانہ تہا جس سے انمین پانی آتا جاتا ہو جیسے حمام کی ٹونٹی
ہوتی ہے اور نہ وہ لوگ انکے لبریز ہونیکو دیکہتے تھے جیسے وسواس والے اس امر کا
لحاظ رکہتے ہین اور جو شخص اس طریق نبوی کے خلاف کرکے حوض کا منتظر
رہے تاکہ پانی بہا دے یا اور کسی ایسی ہی قید کا پابند ہو تو وہ بدعتی ہے ہمارے
استاد نے فرمایا ہے کہ ایسا شخص مستحق ایسی سزا کا ہے جو اسکو اور اوس
جیسونکو اس امر سے روکدے کہ دین مین ایسی بات شروع کرین جسکا حکم خدا تعالی نے

وظاهره انه صلى الله
عليه وآله وسلم كان يغتسل
هو وعائشة من قصعة فيها
اثر العجين لو رأى الموسوس
هذا لانكر ذلك وقال ما يكفي
هذا القدر وقد غيره لونه
من الجنب والحائض بدل
فيغتسل عند بعض ونقص عن
آخرين كان صلى الله عليه وآله وسلم يغتسل
ذلك مع ميمونة وام سلمة وهذا كله في الصحيح وفيه
عن ابن عمر كان الرجال والنساء على عهد رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم يتوضؤن من اناء واحد و
الانية التي كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وازواجه
واصحابه يغتسلون منها لم يكن من كبار الانية
ولا كانت لها مادة تمدها كانبوب الحمام و
لم يكونوا يعتبرون فيضانها كما يعتبره اهل
الوسواس ومن خالف هذا الهدي
النبوي وانتظر الحوض حتى
يفيض او يقيد بقيد من التقييدات
فهو مبتدع
قال شيخنا ويستحق التعزير
البليغ الذي يزجره و
امثاله عن ان يشرعوا
في الدين ما لم يأذن به الله

[illegible]

ويعبدوا الله بالابتداع لا بالاتباع
وقال الامام احمد رحمه الله من فقه الرجل قلة ولوعه بالماء
وقال المروزي وضأت ابا عبد الله بالعسكر فسترته من الناس لئلا يقولوا انه لا يحسن الوضوء لقلة صبه الماء
وكان يتوضأ فلا يكاد يبل الثرى والموسوس لا تطاوعه نفسه ان يغتسل هو وامرأته من اناء واحد فيه قدر خمسة ارطال بالدمشقي يغمسان ايديهما فيه ويفيضان عليهما
فان قالوا ما نفعله احتياطا لديننا وعملا بقوله صلى الله عليه وآله وسلم دع ما يريبك الى ما لا يريبك وقوله من اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه وقوله الاثم ما حاك في الصدر وقد وجد النبي صلى الله عليه وآله وسلم تمرة فقال لولا اني اخشى ان تكون من الصدقة لاكلتها افلا يكون هذا احتياطا وقد افتى مالك فيمن طلق امرأته

من اغاثة اللهفان

نے نکیا ہوا اور خدا تعالی کی عبادت بدعت سے کرین نہ سنت کی پیروی سے
اور امام احمدؒ فرماتے ہین کہ پانی کا حریص کمتر ہونا آدمی کی سمجھ کی دلیل ہے
اور مروزی کہتے ہین کہ مین نے ابو عبداللہ کو عسکر مین لوگون سے خفیہ وضو کرایا
تاکہ کوئی یون نہ کہے کہ یہہ شخص پانی کم خرچ کرتا ہے اور وضو اچھی طرح نہین کرتا
انکا دستور تہا کہ وضو اتنے پانی سے کرتے تھے کہ مٹی بھی نہین تر ہوتی تہی - اور
وسواس والے کا نفس کبھی نہین مانیگا کہ وہ اور اوسکی بی بی ایک برتن سے
نہالین جسمین پانی پانچ رطل دمشقی ہو اور دونو اپنے ہاتھ انکو اوسمین ڈبوتے
جاوین اور پانی اپنے بدن پر ڈالتے جاوین وسواس والے کہتے ہین کہ ہم جو ایسا نکو
کرتے ہین تو اپنے دین کی احتیاط کے لئے کرتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اس قول پر عمل کرتے ہین کہ جس چیز مین شک ہو اوسکو چھوڑ کر وہ بات کر
جسمین شک نہو اور اس قول پر کہ جو شخص بچا شبہ کی چیزون سے اوسنے پاک کیا اپنے دین
اور عزت کو اور اس قول پر کہ گناہ وہ ہے جو خلش کرے دل مین اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ایک چھوہارا پایا اور فرمایا کہ اگر مجھے یہہ ڈر نہوتا کہ یہہ صدقہ کا
ہوگا تو مین اوسکو کہا لیتا پس اوسکی کہانیکو احتیاط کی راہ سے چھوڑ دیا - اور
امام مالکؒ نے فتوی دیا ہے کہ جو شخص اپنی بی بی کو طلاق دے اور اسباب مین

شک کرے کہ ایک دی ہے یا تین تو بہتر کی احتیاط کی رو سے وہ تین ہی ہونگی اور جو شخص کہے کہ اس بادام میں دو گری ہیں ورنہ میری بی بی کو طلاق ہے حالانکہ اوسکو یقینی معلوم نہیں پھر جیسا اوسنے کہا تھا ویسا ہی ہوا تب بھی اوسکی بی بی کو طلاق پڑیگی اسلئے کہ اوسنے بن جانی بات پر طلاق کو مقید کیا اور یہہ بھی انھوں نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی بیبیوں میں سے ایک کو طلاق دے اور بھول جاوے کہ کسکو دی تو احتیاطاً اوسکی سب بیبیوں پر طلاق ہو جاویگی — اور مالکیونکا یہہ قول ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی قسم کہا وے پھر بھولجاوے کہ وہ کیا تھی تو جتنی باتوں سے عادت قسم کی ہے وہ سب اوسکو کرنی پڑینگی یعنی کل بیبیوں پر طلاق پڑ جاویگی اور سارے غلام اور لونڈیاں آزاد ہو جاوینگی اور تہائی مال خیرات میں دینا پڑیگا اور ظہار کا کفارہ اور قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا اور پیادہ پا حج کرنا پڑیگا مالکیوں کے نزدیک یہہ ایک روایت ہے اور یہہ بھی امام مالک کا مذہب ہے کہ جب کوئی قسم کہائے کہ میں ایسا کرونگا تو اس کام کے کرنے تک وہ حانث ہی رہیگا پس اگر اوسنے قسم طلاق کی کی ہو تو اوسمیں اور اوسکی بی بی میں اس کام کے کرنے تک جدائی کرنی چاہیے جب وہ کام کر چکے تب بی بی کے ساتھ تخلیہ کرے اور یہہ بھی اونکا مذہب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ جب

برس کا شروع ہو آدمی تو تجکو تین طلاق ہین پس اوسکو اوسی وقت طلاق ہوجاویگی
اور فقہا فرماتے ہین کہ جس شخص کو نجاست کی جگہہ کپڑے مین معلوم نرہی ہو
تو اوسکو تمام کپڑے کا دہونا واجب ہی اور جب نمازی کے پاس بہت سے کپڑے
پاک ہون اور انمین سے ایک ناپاک ہوجاوے اور معلوم نہو کہ کونسا تہا تو وہ ہر ایک
کپڑے سے جدا جدا نماز پڑہے کئی بار نماز اسلئے پڑہے تاکہ یقینا بری الذمہ ہوجاوے
اور فقہا نے فرمایا ہی کہ جب پاک برتن ناپاک مین ملجاوین تو سبکا پانی گرادی
اور تیمم کرے اسیطرح جب قبلہ مین شبہ ہو تو بعض اماموں کے نزدیک چار طرفکو چار
نمازین پڑہے اور فقہا نے فرمایا ہی کہ جس شخص سے کسی دنکی ایک نماز قضا ہو گئی
اور اُسکو یاد نرہا کہ کونسی تہی وہ پانچ نمازین پڑہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حکم فرمایا ہی کہ جو شخص اپنی نماز مین شک کرے تو وہ جسقدر پر یقین ہوا ہی
نماز کو پوری کرے اور جب شکاری شکار مین شک کرے کہ وہ کسی تیر سے مرا ہی یا کسی
اور چیز سے تو اُس شکار کا کہانا حرام فرمایا جیسے وہ شکار کہ زخمی ہوکر پانی مین
گر گیا ہو اور جس شکار پر کہ اُسکے کُتّے کے ساتھ دوسرا کُتّا شریک ہوگیا ہو
اوسکا کہانا حرام فرمایا اسلئے کہ شک ہی کہ دوسرے کُتّے کے مالک نے بسم اللہ کہکر اوسکو
چہوڑا تہا کہ نہین تو اس قسم کے مسائل احتیاطی بہت ہین گو تم اونکو وسواس کہو دیکہو

بجاء رأس الحول فانت طالق ثلاثا فانها تطلق في الحال وقال الفقهاء من خفي عليه موضع النجاسة من الثوب وجب عليه غسله كله واذا كان معه ثياب طاهرة وبعضها نجس والتبس صلى في كل ثوب صلاة ليتيقن براءة ذمته وقالوا اذا اشتبهت الاواني الطاهر بالنجس اراقها وتيمم وكذا اذا اشتبهت القبلة صلى الى اربع جهات وقالوا من ترك صلاة من يوم وليلة ونسيها صلى خمس صلوات وقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم من شك في صلاته فليبن على اليقين وحرم اكل الصيد اذا شك صاحبه هل مات بتيره او بغيره كما اذا وقع في الماء وحرم اكله اذا خالط كلبه كلبا آخر للشك في تسمية صاحبه عليه وغير ذلك فهذا باب يطول وان سميتموه وسواسا وفقها

حضرت عبداللہ بن عمرؓ وضو مین اپنی آنکھونکے اندر کو دہویا کرتے تہی یہانتک کہ
بینائی جاتی رہی اور حضرت ابو ہریرہؓ وضو کرتے مین جب ہاتھ دہوتے تو بازو تک
پانی ڈالتے اور پانو دہوتے تو پنڈلیون تک پس اگر ہم اپنے واسطے احتیاط کرین اور
یقین کو اختیار کرکے شک کی بات چہوڑین تو اس امر سے نہ شریعت سی خارج ہونگے نہ بدعت
مین داخل یہہ بات سہل انگاری اور مطلق العنان رہنے سے تو بہتر ہی ہی کہ آدمی اپنے
دین کی پروا اور احتیاط نکری اور کامونکو طہارت پر محمول کرلے اور کیا عجب ہی کہ وہ
مین بری نجاست ہو اور شک کی ساتہہ کام مین داخل ہوا اور شک ہی سی باہر نکلے کہان
تو ایسا شخص اور کہان وہ جو مامور بہ مین مبالغہ اور کوشش کری کہ کوئی چیز ادس سے
رہ نجاوی گو مقدار ماثور سے زیادہ ہوا اسلئے کہ اُسکا قصد تو مامور کے کامل کرنیکا ہے
اور در کل تمہارا اعتراض ہمپر یہہ ہی کہ فعل مامور مین احتیاط اور ممنوع سی احتراز
کرتے مین حالانکہ یہہ بات اُن دونو چیزون مین سستی کرنے سی بہتر ہی کیونکہ
سستی اکثر امر واجب مین نقصان رہنے اور امر ناجائز مین داخل ہونیکی
موجب ہوتی ہے اب اس خرابی کو اگر وسواس کی خرابی سے مقابلہ کرلتے
مین تو وسواس کی خرابی بہت ہلکی ہے بشرطیکہ ہم بھی تمہاری طرح اوسکو
وسواس مان لین اور ہم تو اوسکو احتیاط ہی کہتے ہین پس تمہاری نسبت کر

سنت سے ہم زیادہ سعادت یاب ہین اور اوسکے گرد پہرتے ہین اور اوسکے کمال کے طالب میانہ روی والے اور سنت کے پیرو انکے جواب مین یون کہتے ہین کہ اللہ تعالی فرماتا ہی لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ
(تمکو بہلی تہی سیکہنی رسول اللہ کی چال جو کوئی امید رکہتا ہے اللہ کی اور پچہلے دن کی ۱۲)
اور فرمایا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ
(تو کہہ اگر تم محبت رکہتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو کہ اللہ تمکو چاہے گا ۱۲)
اور فرمایا وَاَنَّ ہٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ
(اور یہہ راہ ہی میری سیدہی سو اسپر چلو اور مت چلو کئی راہین پہر تمکو بہٹا دین گے اوسکی راہ سے ۱۲)
اور جسپر رستہ کا کہ ہمکو خدا تعالی نے اس آیت مین حکم فرمایا ہی وہ وہ ہی کہ جسپر اوسکا رسول مکرم تہا اور وہی ہی بیچکا رستہ اور جو اس رستہ سے باہر ہی وہ راہین ہٹی ہوئی ہین کسیسے انکو کہا ہو مگر راہ راست سے ہٹنا کبہی تو بہت ہوتا ہی اور کبہی تہوڑا اور ان دونوکی درمیان مین بہت سی مراتب ہین جنکی شمار بجز اللہ کی اور کوئی نہین جانتا اور جس میزان سے کہ راستی پہچانی جاتی ہی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکی اصحاب رضی کا طریق ہی اور اس سے ہٹے ہوئے یا تو بہت افراط والے اندہیر چی ہین یا اجتہاد کرنیوالے بات بنانیوالے یا انجان تقلید کرنیوالے پس انمین بعض مستحق عذاب ہین اور بعضونکی مغفرت ہوگی اور بعضونکو ایک ثواب ملیگا یعنی موافق انکی نیتون اور مقصدونکے اور طاعت خدا ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جیسی انکی کوشش خواہ نقصان ہوگا ویسا ہی عوض ملیگا اب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی اصحاب رض کا وہ طریق لکہتے ہین جس سے معلوم ہو کہ ہم دونو فریقون مین سے

آپکے اتباع کا کون لائق تہی پہر تمہاری اعتراض کا جواب سنیگے اور اول اُس نہی کو لکہتی ہین جو مبالغہ او رحد ون سی تجاوز کرنے اور اسراف کی بابمین وارد ہی تو کہتی ہین کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہی یَا اَہْلَ الْکِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِیْنِکُمْ اور فرمایا وَلَا تُسْرِفُوا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ

اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنی دین کی باتمین ۱۲ — اور مت اڑاؤ اوسکو خوش نہین آتی اڑانیوالے

اور فرمایا تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْہَا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی

یہ ہین حدین اللہ کی سو نہ بڑہو اوس سے ۱۲

جسکو امام احمد اور نسائی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہی کہ لوگو دین مین بہت مبالغہ مت کرو اسلئی کہ تم سی پہلے لوگونکو دین مین مبالغہ کرنے ہی نے تباہ کیا ہی اور حضرت انسؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اپنی نفسونپر سختی مت کرو ورنہ خدا تعالیٰ تمپر سختی کریگا کیونکہ پہلے ایک قوم نے اپنی نفسونپر سختی کی تہی تو خدا تعالیٰ نے انپر سختی کی یہہ انہین کے بچی ہوئی ہین جو عبادتخانون اور گرجاؤن اور شہرونمین ہین یہہ وہ فقیری ہی کہ انہون نے آپ تراشی ہی خدا تعالیٰ نے انپر فرض نہین کی بخاریؒ فرماتے ہین کہ وضومین اسراف کرنے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سی تجاوز کرنیکو اہل علم مکروہ کہتی ہین اور حضرت ابن عمرؓ فرماتی ہین کہ وضو کا کمال اعضا کو صاف و پاک کرنا ہی نہ ضکہ پوری سمجہ دین مین میانہ روی اور سنت کو دستور العمل کرنا ہی اور حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہین کہ لازم پکڑو سبیل اور سنت کو اسلئی کہ جو بندہ سبیل اور سنت پر ہوکر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہی اور اوسکی

عن الغلو وتعدى حدود الله
الإسراف فقال الله تعالى يا أهل الكتاب لا تغلوا في دينكم
وقال ولا تسرفوا إنه لا يحب المسرفين وقال تلك حدود الله فلا تعتدوها وقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فيما رواه الإمام أحمد والنسائي عن ابن عباس يا أيها الناس إياكم والغلو في الدين فإنما أهلك الذين من قبلكم الغلو في الدين وعن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا تشددوا على أنفسكم فيشدد الله عليكم فإن قوما شددوا على أنفسهم فشدد الله عليهم فتلك بقاياهم في الصوامع والديار رهبانية ابتدعوها ما كتبناها عليهم وقال البخاري كره أهل العلم الإسراف فيه وأن يجاوزوا فعل النبي صلى الله عليه وآله وسلم وقال ابن عمر إسباغ الوضوء الإنقاء والفقه كل الفقه الاقتصاد في الدين والاعتصام بالسنة وقال أبي بن كعب عليكم بالسبيل والسنة فإنه ما من عبد على السبيل والسنة ذكر الله

خوفسی اسکا رُواں کھڑا ہو جاتا ہی تو اُسکی خطائیں ایسی گرتی ہیں جیسی خشک درخت کی پتی جھڑتے ہیں اور راہ و سنت میں میانہ روی کرنی اُن و نوکی خلاف میں کوشش کرنیسی بہتر ہی تو جس صورتمیں تمہاری اعمال میانہ روی کے طور پر ہوں تو یہ حرص کرو کہ انبیا کی منہاگ اور طریق پر ہوں اور شیخ ابو محمد مقدسی نے اپنی کتاب ذم الوسواس میں یہہ فصلیں لکھی ہیں

فصل ایک وسوسیونکی جماعت ایسی ہی کہ شیطانکی حکم برداری اُنپر ثابت ہے یہانتک کہ اوسکی وسوسہ میں رنگ گئی اور اتباع رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سی مُنہ موڑا حتی انمیں سی کوئی اگر آپکی سی وضو کرتا ہی یا نماز پڑہتا ہی تو اپنی اعتقاد میں وہ وضو باطل سمجھتا ہی اور نماز درست نہیں جانتا اور اُسکا اعتقاد یہہ ہی کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فعل لڑکونکی ساتھہ کہانیمیں اور عام مسلمانونکا کہانا کہانیمیں کریگا تو وہ اس فعل سے ایسا ناپاک ہو جاویگا کہ اُسپر ہاتھہ اور منہ کا دہونا واجب ہوگا گویا اُن کہانونمیں کُتی نے مُنہ ڈالا ہی یا بلی موت گئی ہی اور ان لوگونپر شیطانکا غلبہ اسدرجہ کو پہنچا ہی کہ اُسکا کہنا ایسیطرح مانتی ہیں جو جنون سے مشابہ ہوا اور سوفسطائی فرقہ کے قریب موجود موجودات کی حقیقتوں کے منکر ہیں دیکہو انسانکو اپنی نفس کا حال جاننا ضروریات سی ہی مگر انمیں سی کوئی اگر اپنا عضو اسطرح دہووے کہ اپنی آنکہہ سی دیکہہ لے اور تکبیر قرارت اپنی زبان سی اسطرح کہی کہ اپنی کان سی سُنلے تو پہر بہی شک کرتا ہی کہ یہہ کام میں نے کیا ہی یا نہیں

اور شیطان اوسکو نیت اور قصد مین شک ڈالدیتا ہی جو لیتینا اوسکو معلوم ہی بلکہ اُسکی
حال کے قرینونکو مشاہدہ کرنیوالیکو بھی معلوم ہی اور باوجود اسکی یہہ شخص شیطانکا
قول قبول کرلیتا ہی اسباب مین کہ تونے نماز کی نیت اور ارادہ نہین کیا یہہ اپنی
آنکہون دیکھی چیز مین ہٹ دہرمی اور اپنی نفس کے یقین کا انکار ہی یہانتک کہ اوسکو سرد
حیرت زدہ دیکھتی ہو گویا اس فکر مین ہے کہ کسی چیز کو نگلجاوی یا کوئی چیز اوسکی اندر ہی
اوسکو باہر نکالے اور جس شخص کی فرمانبرداری شیطان کیواسطی اس حد تک پہونچگئی ہو تو یہہ
کمال درجہ کی طاعت ہی پہر وہ شخص شیطانکا قول اپنی جاننے کے ستانے اور ایذا دینے میں
قبول کرتا ہی کہ ٹھنڈی پانی مین غوطہ مارتا ہی اور بہت سا پانی اپنی اوپر ڈالتا ہی اور
بہت دیر تک بدن ملتا ہی اور بعض اوقات اپنی دونو آنکہین پانی کے اندر کہولتا ہی اور آنکو
اندر سی دہوتا ہی یہانتک کہ بینائی مین نقصان آجاتا ہی اور کبہی ایسا بھی ہوتا ہی کہ اسکی
برہنگی لوگونکو سامنی کہلجاتی ہی اور ایسی حالین ہوجاتا ہی کہ لڑکے اُس سی تمسخر کرتے
ہین اور جو دیکہتا ہی اوس سی ہنسی کرتا ہی مین کہتا ہون کہ ابو الفرج ابن جوزی نے ذکر
کیا ہی کہ کسی شخص نے اُنسے پوچھا کہ مین پانی مین بہت دفعہ غوطہ لگاتا ہون لیکن
مجہی شک رہتا ہی کہ غسل درست ہوا یا نہین آپکی اسمین کیا رای ہی ابن جوزی نے فرمایا کہ جا
تیری ذمہ نماز نہین سائل نے پوچھا کہ کیسے انہون نے کہا اسلئے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

قال رفع القلم عن ثلثة المجنون حتى يفيق ومن ينغمس في الماء مرارا يشك هل اصابه الماء يجنون قال ومنها ما يشغله [illegible] يسبقه فاته تفوته الجماعة وربما فاته الوقت ويشغله [illegible] في النية حتى تفوته التكبيرة الاولى وربما تفوت ركعة او اكثر ومنهم من يحلف انه لا يزيد على هذا ثم يكذب فاتت و [illegible] حكى لي [illegible] ان بعض الموسوسين حلف بالطلاق انه لا يزيد على [illegible] المرة فلم يتركه ابليس حتى زاد ففرق بينه وبين زوجته وبلغني عن آخر انه كان شديد التنطع في التلفظ بالنية فاراد يوما ان يقول [illegible] فاشتد به التنطع فكرر النية [illegible] يقول اداء لله فاعجم الدال وجنبه رجل فقال الرجل [illegible] الله ورسوله وملائكته وجماعة [illegible] ومنهم من يوسوس في اخراج الحرف [illegible] وسمعت منهم من يقول الله اكككبر وقال لي رجل [illegible] عن نقل السلام عليكم

نے فرمایا ہی کہ تین ادمی مرفوع القلم ہین آنپر احکام شرعی نہین ایک انمین سی مجنون ہی جبتک کہ افاقہ پاوی آور جو شخص بار بار پانی مین غوطہ لگاوی اور شک کری کہ پانی پونہچا ہی یا نہین تو وہ دیوانہ ہی تو تو بھی ایسا ہی ہی اور کبھی اوسکو وسواس مین ایسا مشغول کرتا ہی کہ اُس سی جماعت جاتی رہتی ہی اور بعض اوقات وقت نہین رہتا اور نیت کے وسوسہ مین مشغول کر دیتا ہی یہانتک کہ تکبیر اولے فوت ہو جاتی ہی اور کبھی ایک رکعت یا زیادہ جاتی رہتی ہی اور بعضی وسواسی ایسی ہین کہ قسم کہاتے ہین کہ اب اسپر زیادتی نکرینگے مگر پھر جھوٹے ہو جاتے ہین آور ایک شخص معتمد نے مجہہ سی بیان کیا کہ کسی وسواسی نے کہا کہ اس دفعہ پر اگر زیادہ کرون تو بی بی پر طلاق ہی پس اسکو شیطان نے بدون بڑہائی نچھوڑا اور اوسمین اور اسکی بی بی مین جدائی ڈالدی — اور ایک شخص کا حال مجکو پونہچا ہی کہ وہ نیت کے بولنے مین بہت گنگناتا تھا ایک روز الله اکبر کہنا چاہتا تو بہت سا گنگنایا اور نیت کو کئی بار کہا پھر چاہا کہ ادا للیہ کہے مگر دال کی جگہہ ذال کہا اوسکی برابر ایک شخص تھا اوسنے کہا کہ اذا تو پا چکی خدا اور اوسکا رسول اور اُسکی فرشتے اور نمازی لوگ آور بعض ایسی ہین کہ حرف کے نکالنی مین وسواس کرتے ہین اور ایک حرف کو کئی بار کہدیتی ہین اُنمین سی ایک شخص سے مین نے سُنا ہی الله اکککبر آور ایک شخص نے مجہسے کہا کہ مجہہ سی السلام علیکم نہین کہا جاتا

مین نے کہا کہ جیسے تو نے اب یہ کلمہ کہا اسیطرح کہلیا کر اور مین کہتا ہون کہ جو شخص کہ اس
بلا سے چھوٹنا چاہے اوسکو جان لینا چاہیے کہ حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی
مین ہے اور آپ ہی کے طریقہ پر چلنے کا قصد کرے اور جانے کہ جو کچھ اسکے خلاف ہے وہ شیطان
کی بناوٹ اور اوسکا وسواس ہے اور جس چیز کو آپکی سنت کے خلاف جانے خواہ وہ
کچھ ہی ہو اوس سے ہٹ چھوڑ دے اور اپنے نفس سے یون کہے کہ تجھے معلوم نہین کہ طریقہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راہ راست ہے جب نفس کہے کہ ہان تو اوس سے پوچھے کہ بھلا پھر
آپ کیا کرتے تھے اگر کہے کہ نہین تو اوس سے کہے کہ پھر حق کے بعد سوا گمراہی کے اور کیا ہے
اور راہ جنت کے بعد بجز راہ دوزخ کے اور کیا ہے اور اللہ اور اوسکے رسول کے راستہ
کے بعد سوا راہ شیطان کے اور کیا ہے اور چاہیے کہ بزرگان گذشتہ کے حالات دیکھے کہ
وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کیسے کرتے تھے اور انکی پیروی کرے حضرت
امام زین العابدین رض نے ایکروز اپنے لڑکے کو فرمایا کہ بیٹا میرے لئے ایک کپڑا ایسے آکر
مین دیکھتا ہون کہ مکھیان غلیظ پر بیٹھکر کپڑے پر بیٹھتی ہین پھر آپ چونکے اور فرمایا کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اصحاب رض کے پاس تو ایک ہی کپڑا تھا اور اس خیال سے در گذرے
اور حضرت عمر رض کسی کام پر قصد وارادہ محکم فرماتے مگر جب کوئی آنسے کہتا کہ اسکو
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین کیا تو آپ باز رہتے یہانتک کہ آپ فرماتے

کہ مین نے ایکبار قصد کیا کہ ان کپڑونکے پہننے سے منع کردون اسلئے کہ مینے سنا ہے
کہ یہہ بڑہیونکے پیشاب سے رنگے جاتے ہین پس ابومالک نے اُنکی خدمتمین عرض کیا کہ آپ
منع فرماتے ہین مگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو پہنا ہے اور اورون نے بھی آپکے
زمانہ مین پہنا ہے اگر خدا تعالیٰ کو معلوم ہوتا کہ انکا پہننا حرام ہے تو اپنے رسول کو آگاہ فرما دیتا
حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ درست کہتے ہو۔ پھر یہہ جانے کہ صحابہؓ مین کوئی وسواسی تھا
اگر وسوسہ ہی مین کچھہ بہتری ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور اُسکے اصحاب سے اُسکو
نہ رکھہ چھوڑتا کہ وہ بہترین خلق اور سب سے افضل ہین اور اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وسواسیونکو دیکھتے تو اُنسے ناراض ہوتے اور حضرت عمر رضہ دیکھتے تو اُنکو مارتے اور ادب
دیتے اور صحابہؓ دیکھتے تو بدعتی کہتے اب ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُنکے خلاف مذہب
کی باتین تفصیل ذکر کرتے ہین **فصل اول** نیت اور طہارت اور نماز مین
نیت کی معنی ہین ایک چیز کے کرنے پر قصد اور پکا ارادہ کرنا اور اُسکی جگہہ دل
ہے زبان سے اُسکو کچھہ علاقہ نہین اور اسیواسطے کسیصورت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور اُنکی اصحابؓ سے کوئی لفظ نیت کا منقول نہین اور یہہ عبارتین کہ شروع طہارت
اور نماز کے لئے بنائی گئی ہین انکو شیطان نے وسواسیون کے لئے اکہاڑا مقرر کیا ہے کہ
انپر اُنکو روکدیتا ہے اور ستاتا ہے نماز مین اُنکو کچھہ دخل نہین بلکہ نیت تو کسی کام

لقد هم عمر ان ينهى عن لبس هذه
الثياب فانه بلغني انها تصبغ ببول العجائز
فقال له ابو مالك ان تنهى فان رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم قد لبسها ولبسناها
في زمانه ولو علم الله ان لبسها
حرام لبينه لرسوله فقال عمر
صدقت ثم ليعلم ان
ما كان فيهم من الوسوسة لو كانت
فضيلة لما ادخرها الله عن رسوله و
صحابته وهم خير الخلق وافضلهم ولو ادرك
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الموسوسين
لمقتهم ولو ادركهم عمر لضربهم وادبهم ولو
ادركهم الصحابة لبدعوهم وها انا اذكر ما
جاء في خلاف مذهبهم على تيسير الله مفصلا

الفصل الاول في النية والطهارة والصلاة

النية هي القصد والعزم على فعل الشيء ومحلها القلب
لا تعلق لها باللسان اصلا ولذلك لم ينقل عن النبي صلى
الله عليه وآله وسلم ولا عن اصحابه في النية لفظ
وهذه العبارات التي احدثت
عند افتتاح الطهارة والصلاة جعلها
الشيطان معتركا لاهل
الوسواس يحبسهم عندها
ويعذبهم فيها وليست
من الصلاة في شيء وانما النية

کے کرنیکا قصد ہی جو شخص کسی کام کا عزم کریگا وہ اوسکی نیت کرنیوالا ہی اوسکا نیت
سی جدا ہونا خیال مین نہین آتا مثلاً جو شخص وضو کو بیٹھا اوسنی نیت کی اور جو نماز کو اٹھا
وہ بھی نیت کر چکا غرضکہ عاقلونکی جتنی افعال قصداً ہوتے ہین نیت سب مین ضرور
ہوتی ہی بلکہ اگر کوئی چاہی کہ اپنی فعل اختیاری کو نیت سی علیحدہ رکھی تو نہین کرسکیگا
اور اگر خدا تعالے اس امر کا حکم آدمی کو کرتا تو طاقت سی باہر چیز کا حکم فرماتا اور
جب ایسی نوبت آتی تو اوسکی حاصل کرنے مین مشقت ہوا کرتی اور اگر نیت کی حاصل ہونے
مین شک کیا جاوے تو یہہ ایک قسم کا جنون ہی اسلئی کہ ہر ایک عاقل اپنے نفس سی نیت کو
پہچانتا ہی بلکہ احوال کے قرینون سی دوسرا شخص بھی جان لیتا ہی مثلاً اگر کوئی شخص
کسی آدمی کو نماز کیوقت جب لوگ اکٹھی ہونے لگین صف مین بیٹھا ہوا دیکھی تو جان
لیگا کہ یہہ نماز کا منتظر ہی اور جب اوسکو دیکھیگا کہ لوگونکی ساتھہ نماز کے لئی کہڑا ہو گیا
تو جانیگا کہ نماز پڑھنی کو اٹھا ہی پہر اگر دو شخصونکی آگے کہڑا ہوگا تو جانیگا کہ اونکی امامت
کرنا چاہتا ہی اور اگر صف مین دیکھیگا تو جانیگا کہ مقتدی ہونا منظور ہی اب جو یہہ نمازی
شیطانکی بات مانکے کہ نیت نہین کی تو آنکھہ کی دیکھی چیز کے انکار مین اوسکو سچا کرنا
ہی علاوہ ازین نیت جو موجود ہے اوسکا حاصل کرنا اور پیدا کرنا ممکن نہین اسلئی کہ کسی چیز
کی ایجاد کی شرط یہہ ہی کہ وہ معدوم ہو موجود کی ایجاد مین کچھہ فائدہ نہین آلو محمد

قال ومن العجب انه يوسوس حالة قيامه حتى يركع الامام فاذا خشي فوت الركعة كبر تعالى وعن معه فمن لم يحصل له النية في الوقت الطويل حال فراغ البال كيف حصلت له في الوقت الضيق مع شغل الركعة ثم يقولون في صلاة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم واصحابه وسائر المسلمين الذين لم يفعلوا فعله هي ناقصة ام فاضلة فان قال هذا مرض ابتليت به قلنا نعم سببه قبولك من الشيطان ولم يعذر الله احدا بذلك فان قال احد ترك السنة من الشيطان قلت قال شيخنا ان احدهم يفعل عشر بدع لم يفعل رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ولا اصحابه واحدة منها فيقول اعوذ بالله من الشيطان الرجيم نويت اصلي صلاة الظهر فريضة الوقت اداء لله تعالى اماما او ماموما اربع ركعات مستقبل القبلة ثم يزعج اعضاءه ويحني جبهته ويقيم عروق عنقه ويصرخ بالتكبير كانه يكبر على العدو وقال ابو محمد

کہتے ہین کہ تعجب کی بات یہ ہی کہ جبتک امام رکوع کرتا ہی اور مقتدی کہڑا رہتا ہی
جبہی تک وسواس کرتا ہی مگر جب رکوع کے جاتے رہنی کا خوف کرتا ہی تو جلدی سے
اللہ اکبر کہکر شامل ہو جاتا ہی اب ہم پوچہتے ہین کہ جس شخص کو بڑی دیر تک فارغ البال
کہڑے رہنی مین نیت حاصل نہوئی اوسکو تنگ وقت مین کیسی حاصل ہوگی اب رکعت کے
جاتے رہنی کا کہٹکا بہی لگا ہوا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکی اصحاب رض
اور تمام مسلمانونکی نماز کو جنہونے اس شخص کا سا فعل نہین کیا کیا کہیگا ان لوگونکی
نماز اوسکی نزدیک ناقص ہی یا اچہی خاصی کامل ہی تو بہروجہ اونکی مخالفت کی کیا ہی اگر
کہی کہ یہہ ایک مرض ہی جسمین مین مبتلا ہو گیا ہون تو ہم کہینگے کہ بجا ہی مگر اوسکی علت
شیطانکا قول ماننا ہی اور اللہ تعالی نے یہ عذر کسیکو نہین بتایا تو سنت کی ترک کرنے
اور شیطانکی بات ماننی مین تیرا کچہہ عذر نہین ہین کہتا ہون کہ ہماری استاد کا قول ہی
کہ نیت کی ادا کرنیمین ایسا آدمی دس بدعتین کرتا ہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
اونکے اصحاب رض نی ایک بہی نہین کی مثلاً کہتا ہی کہ پناہ مانگتا ہون اللہ کی شیطان مردود سے
نیت کرتا ہون کہ ظہر کے فرض وقت چار رکعتین خدا کی لئی ادا کرون امام خواہ مقتدی
ہوکر منہ سیر الکعبہ کیطرف پہر اپنی اعضا ہلاتا ہی اور ماتہا جہکاتا ہی اور اپنی دونون
آنکہونکی رگین تانکر زور سی اللہ اکبر کہتا ہی گویا دشمن پر تکبیر کہتا ہی ابو محمد کہتی ہین کہ بعض

وسواس وہ ہین جو نماز کو فاسد کر دیتے ہین مثلاً بعض کلمات کو مکرر کرنا اور بعض سامعین
کو ایذا دیتے ہین اور وسواسی کی مذمت اور طعن پر انکو امادہ کرتے ہین تو وہ اپنی
جان پر اتنی باتین جمع کرتا ہی شیطان کی حکم برداری اور سنت کی مخالفت اور بدعت
کا کرنا اور اپنی نفس کو دکھہ دینا اور وقت کا ضائع کرنا اور جس چیز مین ثواب کم ہو
اوسمین لگا رہنا اور اپنی نفس کو ہدف طعن بنانا اور جاہل کو دہوکا دینا اور حکم
سنت پر بدگمانی کرنی اور اسکو کافی نجاننا اور نفس کا شیطان سے اثر قبول کرنا اور
نقصان عقل پر راضی ہونا حضرت امام ابو حامد غزالیؒ فرماتے ہین کہ وسوسہ کا سبب
یا تو شرع کو نجاننا ہی یا عقل مین نقصان ہونا اور مسلم نے عثمان بن ابی العاص سے
حدیث روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شیطان مجھہ مین اور
میری نماز مین آڑ ہو گیا ہی کہ نماز مین مجکو شبہہ ڈالتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ اس شیطان کو خنزب کہتے ہین جب وہ تجکو معلوم ہو تو اس سے خدا کی پناہ چاہ اور
اپنی بائین طرف تین بار تہوک مین نے ایسا ہی کیا خدا تعالی نے مجہسے اسکو دور کر دیا
تو معلوم ہوا کہ وسواس والے خنزب کی آنکھہ کی ٹھنڈک ہین نعوذ باللہ منہ **فصل** اور
منجملہ وسواس کے وضو اور غسل کے پانی مین زیادتی کرنی ہی امام احمد نے اپنی مسند مین
عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعدؓ پر گذری

الوسواس يفسد الصلاة مثل تكرار بعض الكلمات والاذى للتابعين ويحملهم على الوقيعة فيه فيجمع على نفسه طاعة ابليس ومخالفة السنة وارتكاب البدعة وتعذيب نفسه والاضاعة الوقت والاشتغال بما ينقص الاجر وتعريض نفسه للطعن وتغرير الجاهل واساءة الظن على ما جاءت به السنة وانه لا يحكم وانفعال النفس للشيطان ورضاه بالخبل في العقل قال ابو حامد الغزالي سبب الوسوسة اما جهل بالشرع واما خبل في العقل وقد روى مسلم من حديث عثمان بن ابي العاص قال قلت يا رسول الله ان الشيطان قد حال بيني وبين صلاتي يلبسها علي فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ذاك شيطان يقال له خنزب فاذا احسسته فتعوذ بالله منه واتفل عن يسارك ثلاثا ففعلت ذلك فاذهبه الله عني فاهل الوسواس قرة عين خنزب نعوذ بالله منه **فصل** ومن ذلك الاسراف في ماء الوضوء والغسل وروى احمد في مسنده من حديث عبد الله بن عمرو ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مر بسعد

وہ وضو کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ اسراف مت کرو اُنہون نے عرض کیا کہ پانی مین
بھی اسراف ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہان اگرچہ تو چلتی نہر کے کنارہ پر ہو اور جامع
ترمذی مین حضرت ابی بن کعب سے حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا کہ وضو
کا ایک شیطان ہے جسکو ولہان کہتے ہین تو تم پانی کی وسوسہ سے بچو اور مسند اور سنن مین
عمرو بن شعیب سے روایت ہے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے
ہین کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر وضو کا حال پوچھا
آپ نے اوسکو تین تین بار دہو کر دکھایا اور فرمایا کہ وضو یہہ ہے اور اگر کوئی شخص اس سے
زیادہ کریگا وہ برا کریگا اور حد سے بڑہیگا اور ظلم کریگا اور سنن اثرم مین سالم بن
ابی الجعد جابر بن عبد اللہ سے راوی ہین کہ انہون نے فرمایا کہ وضو کی لئے ایک مد پانی
کافی ہے اور غسل جنابت کی لئے ایک صاع پس ایک شخص نے کہا کہ مجھکو تو اسقدر کافی
نہو گا حضرت جابر غصہ ہوئے یہانتک کہ چہرہ آپکا متغیر ہو گیا پہر فرمایا کہ جو شخص تجھہ سے
بہتر اور بال زیادہ رکھتا ہے اوسکو کافی ہے اس روایت کو امام احمد نے اپنی مسند
مین مرفوع روایت کیا ہے اور سنن نسائی مین عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رض
نے فرمایا کہ مین نے اپنا حال دیکھا ہے کہ مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ایک
رکھی ہوئی برتن سے جو صاع کی برابر یا اوس سے کم تھا نہاتے تھے اور دونو اسمین ہاتھ

وهو يتوضأ فقال لا تسرف فقال أفي الماء إسراف قال نعم وإن كنت على نهر جار رواه احمد وابن ماجه والترمذي من حديث ابي بن كعب عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ان للوضوء شيطانا يقال له الولهان فاتقوا وسواس الماء وفي المسند والسنن من حديث عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال جاء اعرابي الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يسأله عن الوضوء فأراه ثلاثا ثلاثا وقال هذا الوضوء فمن زاد على هذا فقد أساء وتعدى وظلم وفي سنن الاثرم من حديث سالم بن ابي الجعد عن جابر بن عبد الله قال يجزي من الوضوء المد ومن الغسل من الجنابة الصاع فقال رجل لا يكفيني فغضب جابر حتى تربد وجهه ثم قال قد كفى من هو خير منك واكثر شعرا ورواه الامام احمد في مسنده مرفوعا وفي سنن النسائي عن عبيد بن عمير ان عائشة قالت لقد رأيتني اغتسل انا ورسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من هذا فإذا تور موضوع مثل الصاع او دونه فنشرع فيه جميعا فأفيض بيدي

بيان وسواس الماء

ڈالتی تھی پس اپنی ہاتھہ سی اپنی سر پر تین بار پانی بہاتی تھی اور اپنی بالونکو نہین کہولتی
تھی اور سنن ابی داؤد اور نسائی مین عباد بن تمیم ام عمارہ بنت کعب سی روایت کرتی
ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی وضو کیا تو پانی ایک تن مین بمقدار دو تہائی مد کی لایا گیا
تھا اور ابراہیم نخعی کہتی ہین کہ پچھلے لوگ پانی تمہاری نسبت کہ بہت بچاتی تھی اونکی نزدیک
چوتھائی مد کافی تھا اور یہہ مبالغہ ہی اسلئی کہ مد کی چوتھائی تو دمشقی وزن سی ڈیڑہ
اوقیہ بھی نہین ہوتی اور بخاری اور مسلم مین حضرت انس سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مد سی وضو فرماتی تھی اور ایک صاع سی لیکر پانچ مد تک سی نہاتی تھی اور مسلم مین سفینہ
سی روایت ہی کہ ایک صاع آپکی غسل جنابت مین کام آتا تھا اور ایک مد وضو مین
اور محمد بن عجلان کہتی ہین کہ دین خدا مین سمجھہ یہ ہی کہ وضو پورا ہو اور پانی کم گری اور
امام احمد کہتی ہین کہ پانی کا حریص ہونا آدمی کی کم فہمی مین سی ہی اور ابوداود نی
اپنی سنن مین عبد اللہ بن مغفل سی روایت کی ہی کہ اونہون نی فرمایا کہ مین نی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی سنا ہی کہ فرماتی تھی کہ عنقریب اس امت مین ایسی لوگ ہونگی کہ حد سی
تجاوز کرینگی پاکی اور دعا مین اب اس حدیث کو اس آیت سی ملاؤ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ
اور جانو کہ خدا تعالی اپنی عبادت پسند کرتا ہی تو یہہ نتیجہ حاصل ہوگا کہ وسواس
والیکا وضو ایسی عبادت نہین جسکو خدا تعالی قبول کری اگرچہ اوس سی فرض ساقط

على اليسرى ثلاث مرات ثم ما انقض
ثم او في سنن ابي داود والنسائي
عن عباد بن تميم عن ام عمارة بنت
كعب ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم
توضأ فاتي باناء فيه ماء قدر ثلثي المد
وقال ابراهيم النخعي كانوا اشد استيفاء
للماء منكم وكانوا يرون ان ربع المد
يجزئ من الوضوء وهذه مبالغة فان ربع
المد لا يبلغ اوقية ونصفا بالدمشقي وفي
الصحيحين عن انس كان رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم يتوضأ بالمد ويغتسل بالصاع الى خمسة
امداد وفي مسلم عن سفينة كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

يغسله الصاع من الجنابة ويوضئه المد
وقال محمد بن عجلان الفقه في دين الله اسباغ الوضوء وقلة اهراق الماء
وقال الامام احمد كان يقال من قلة فقه الرجل ولعه بالماء
وروى ابو داود في سننه عن عبد الله بن مغفل قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول انه سيكون في هذه الامة قوم
يعتدون في الطهور والدعاء فاذا قرنت هذا الحديث بقوله تعالى ان الله
لا يحب المعتدين وعلمت ان الله يحب عبادة
انتج لك ان وضوء الموسوس ليس بعبادة يقبلها الله
وان اسقطت الفرض عنه

ہو جاوی مگر دضو کے باعث جنت کے دروازی نہ کھلینگے کہ جسمین سی چاہی گہسجاوی

فصل اور منجملہ وسوسون کے وضو ٹوٹنی کا وسواس ہی صحیح مسلم مین ہی کہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سی کوئی اپنی پیٹ مین کوئی چیز معلوم کری اور اُسکو شک پڑ جاوی کہ کچھہ اندر سی نکلا ہی یا نہین تو وہ نماز کی جگہہ سی باہر نہو جبتک کہ کچھہ آواز نہ سنی یا بو نپاوی اور بخاری اور مسلم مین عبد اللہ بن زید سی روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنی ایک شخص کی شکایت کی گئی کہ اُسکو یہہ خیال ہو جاتا ہی کہ نماز مین کچھہ ہو گیا آپ نے فرمایا کہ وہ نماز سی نہ پہرے جب تک کہ آواز نہ سُنے یا بو نپاوے اور مسند اور سنن ابی داؤد مین حضرت ابو سعید سی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا کہ شیطان تم مین سی کسیکے پاس نماز کے اندر آتا ہی اور ایک بال اوسکے پیچھے کیطرفسی پکڑکر کہینچتا ہی تو نمازی کو معلوم ہوتا ہی کہ میرا وضو نرہا پس اوسکو چاہیئے کہ نماز سی نہ پہری جبتک کہ آواز نہ سُنے یا بو نپاوی اور ابو داؤد کی روایت یہہ ہی کہ جب شیطان تم مین سی کسیکے پاس آکر کہی کہ تو بیوضو ہو گیا تو اُس سی کہنا چاہیئے کہ تو جہوٹا ہے مگر اُسصورت مین کہ اپنی ناک سی بو معلوم کری یا اپنی کان سی آواز سُنی دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس امر مین کہ احتمال سچ کا تہا اوسمین شیطانکے جہوٹلانیکا حکم دیا تو جس صورت مین اوسکا جہوٹ یقینی ہو وہان کیسی نہو گا مثلا وسوسی کو اُسکا کہنا کہ

[illegible] الجنة ...

فصل ومن ذلك الوسوسة في انتقاض الطهارة وقال وفي صحيح مسلم عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا وجد احدكم في بطنه شيئا فاشكل عليه اخرج منه شيء ام لا فلا يخرجن من المسجد حتى يسمع صوتا او يجد ريحا وفي الصحيحين عن عبد الله بن زيد قال شكي الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الرجل يخيل اليه انه يجد الشيء في الصلاة فقال لا ينصرف حتى يسمع صوتا او يجد ريحا وفي المسند وسنن ابي داود عن ابي سعيد ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال ان الشيطان ياتي احدكم وهو في الصلاة فياخذ بشعرة من دبره فيمدها فيرى انه قد احدث فلا ينصرف حتى يسمع صوتا او يجد ريحا ولفظ ابي داود اذا اتى الشيطان احدكم فقال له انك احدثت فليقل له كذبت الا ما وجد ريحا بانفه او سمع صوتا باذنه فامر صلى الله عليه وآله وسلم بتكذيب الشيطان فيما يحتمل صدقه فكيف اذا كان كذبه معلوما كقوله للموسوس

[illegible]

تو نے نہین کیا حالانکہ وہ کر چکا ہی شیخ ابو محمد فرماتے ہین کہ آدمی کو مستحب ہی
کہ جب پیشاب کری اپنی ستر اور پاجامہ پر چھینٹا پانیکا دیدی تاکہ اپنی نفس سے وسواس
کو دور کری اور جب تری معلوم ہو تو کہی کہ یہہ اوسی پانی کی ہی جو مین نے چہڑکا ہی چنانچہ
ابو داؤد نے سفیان ابن الحکم یا حکم بن سفیان سے روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے اور چھینٹا دے لیتے اور ایک روایت مین
یون ہی کہ مین نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ پیشاب کیا پھر اپنی ستر پر پانی
چہڑکا اور حضرت ابن عمرؓ اتنا پانی چہڑکتے کہ آنکا پاجامہ تر ہو جاتا اور امام احمد رحمہ
بعض یارون نے اُنسے گلہ کیا کہ مجکو بعد وضو کے تری معلوم ہوتی ہی آپ نے فرمایا کہ اس
سے غافل ہو جا اوسنے دوبارہ سوال کیا آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ نہو کیا اوس سے تو ڈھونڈھنا
چاہتا ہی اوس سے غافل ہو جا **فصل** اور منجملہ وسواسون کے وہ ہی جو بہت سے وسواسی
بعد پیشاب کے کرتے ہین اور وہ دس چیزین ہین ایک شرمگاہ کو جڑ سے سر تک دابنا اور
اسمین حدیث غریب ہی جو ثابت نہین ہوتی چنانچہ مسند اور سنن ابن ماجہ مین عیسی
بن یزداد اپنے باپ سے راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سے
کوئی پیشاب کری تو اپنی ستر کو تین بار پونچھہ لے اور جابر بن زید نے کہا ہی کہ جب تو
پیشاب کری تو اپنی ذکر کے نیچے ہاتھہ پھیر دے کہ اس سے بند ہو جاویگا اس روایت

کو سعید نے جابر سے روایت کیا ہی دوسری بعد استنجا کے جس چیز کے دوبارہ آنیکا خوف ہوا اوسکو نکالنا اور میں نے ان دونو مین اپنے استاد سے پوچھا تو انکی نزدیک کچھہ ٹھہر اور فرمایا کہ اسبا مین حدیث صحیح نہین ہی اور یہہ بھی فرمایا کہ پیشاب تھن مین کی دودہ کیطرح ہی اگر چھوڑ دو تو ٹھہر جاتا ہی اور دوہو تو نکل آتا ہی اور جو شخص اس امر کا عادی ہوجاتا ہی وہ ایسے مرض مین مبتلا ہو جاتا ہی کہ اس سے غفلت کرنیوالا اوس سے بچا رہتا ہے ابو محمد کہتی ہین کہ اگر یہہ امر مسنون ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی لئی سب سے بہتر تھے چنانچہ ایک یہودی نے حضرت سلمان رض سے کہا کہ تمہاری پیغمبر نے تمکو سب چیزین سکھائی ہین حتی کہ پاخانہ پھرنا بھی آپ نے فرمایا کہ ہان تیسرے بچی ہوئی پیشاب کی نکلنے کی لئی کھنکھارنا اور چند قدم چلنا چوتھی زمین سے کچھہ ابھر کر جلدی سے بیٹھہ جانا پانچوین ایک رسی مین لٹک کر زور دینا کہ زمین پر سے پانو اٹھہ جانیکے قریب ہو جاوین پھر اوسمین کھسک کر بیٹھہ جانا چھٹی ذکر کو پکڑ کر اوسکے سوراخ کو دیکھنا کہ اوسمین کچھہ رہا ہی کہ نہین ساتوین اوسکی سوراخکو کھولکر پانی ڈالنا آٹھوین اوسمین روئی رکھنی نوین اوسپر پٹی باندہنی دسوین تھوڑی دور زینہ پر چڑھکر جلدی سے اترآنا ہماری استاد فرماتی ہین کہ یہہ سب وسوسے اور بدعت ہین **فصل** ازانجملہ اونکے وہ چیزین ہین کہ صاحب شریعت سے جنمین نرمی برتتی تھے اور وسواسیون نے انمین سختی کرلی ہی انمین سے ایک یہہ ہی کہ راستونمین تنگے

قال ولو كان هذا سنة كان اولى الناس به رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقد قال اليهودي لسلمان علمكم نبيكم كل شيء حتى الخراءة قال اجل

پانو چلے پہر نماز پڑہی اور پانونہ دہوی آبوداؤد بنی عبد الاشہل کی ایک عورت سے
روایت کرتے ہین کہ اسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین عرضکیا کہ ہماری یہان مسجد
کا راستہ گندہ ہی تو جب ضو ہم کر چکین تو کیا کرین آپنے فرمایا کہ اوس راستہ کی بعد کوئی
اس سی ستہرا راستہ نہین اوسنی عرضکیا کہ ہی آپنے فرمایا کہ یہہ اوسکا عوض ہے پہلی کا۔ اور
ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ ہم راہ چلکر وضو نہین کیا کرتے تھے اور حضرت علیؓ نہ سی روایت
ہی کہ وہ مینہ کے کیچڑ مین گہسی پہر مسجد مین آکر نماز پڑہی اور اپنی پانو نہ دہوئے۔ اور
حفص کہتی ہین کہ مین عبد اللہ بن عمرؓ کے ساتہہ مسجد مین آیا جب ہم پونہچے تو مین وضو
کی جگہہ کیطرف چلو گیا تاکہ پانو پر جو کچہہ لگ گیا تہا اوسکو دہوؤن حضرت عبد اللہؓ نے
فرمایا کہ مت دہو اسلئی کہ تو ناپاک راہ پر چلتا ہی پہر پاک پر نکلتا ہی اسی سی پاک ہو جاتا ہی
غرضکہ منی مسجد مین آکر نماز پڑہلی **فصل** اور منجملہ انکی یہہ ہی کہ موزہ اور جوتے کے نیچے
جب نجاست لگجاتی ہی تو اوسکو زمین سی رگڑنا مطلقا کافی ہی اور اوسکو پہنکر حدیث صحیح
کی روسی نماز درست ہی امام احمدؒ نے اسکی تصریح کی ہی اور انکی محقق یارون نے اوسکو
پسند فرمایا ہی چنانچہ ابو البرکات کہتی ہین کہ روایت مطلق رگڑ ڈالنی کی میری نزدیک صحیح ہی
اسلئی کہ حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی راوی ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب
تم مین سی کوئی جوتا پہنکر ناپاکی پر کو چلے تو مٹی اوسکی واسطی پاک کرنیوالی ہی اور ایک

روایت مین یہہ ہی کہ جب ہم مین سی کوئی اپنی موزون سی ناپاکی کو پامال کرے تو موزونکی پاک کر دینی والی مٹی ہی ان دونو روایتونکو ابو داؤد نے بیانکیا ہی اور ابوسعیدؓ روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑہی پس اپنی جوتیان نکالین لوگون نے بھی اپنی جوتیان اُتاردین جب آپ نماز سی فارغ ہوئی لوگونسی پوچہا کہ تمنی کیون اتارین اُنہون نے عرضکیا کہ ہمنی آپکو دیکہا کہ جوتیان اُتارین ہمنی بھی اتارین آپنے فرمایا کہ میری پاس جبرئیل عم نے آکر خبر دی کہ انمین ناپاکی ہی تو جب تم مین سے کوئی مسجد مین آوی تو چاہیی کہ اپنی جوتیونکو اُلٹ کر دیکہی اگر ادنمین کچہہ خبث یعنی ناپاکی ہو تو اوسکو زمین سی رگڑ دی پہر اُن سی نماز پڑہ لے اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہی اور اسکی معنی جو یہہ کہتی ہین کہ ناپاکی سی غرض مکروہ چیزین ہین مثل رینٹ وغیرہ پاک اشیا کے تو یہہ تاویل کئی وجہ سی درست نہین اول تو یہہ کہ اسطرحکی چیزین خبث نہین کہلاتین دوسری یہہ کہ نماز کیوقت ان اشیا کے پونچہنیکا حکم نہین کیونکہ انسے نماز نہین جاتی تیسرے یہہ کہ انکی لئی نماز مین جوتیان نہین اُتارنی چاہیین اسلئی کہ یہہ کام بیضرورت ہی ادنی بات ہی کہ مکروہ ہوگا چوتھی یہہ کہ روایت دارقطنی کی ابن عباس رضہ سے یہہ ہی کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ فرمایا کہ جبرئیل عم نے میری پاس آکر خبر دی کہ انمین خون حلمہ کا ہی جو بڑی قسم کی کلنی ہوتی ہی اور اسوجہ سی کہ جوتی ایسی جگہہ ہی کہ اکثر

اذا وطئ احدكم الاذى بخفيه فطهورهما التراب رواهما ابو داود وروى ابو سعيد ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صلى فخلع نعليه فخلع الناس نعالهم فلما انصرف قال لم خلعتم قالوا رأيناك خلعت فخلعنا فقال ان جبرئيل اتاني فاخبرني ان بهما خبثا فاذا جاء احدكم المسجد فليقلب نعليه ولينظر فيهما فان رأى خبثا فليمسحه بالارض ثم ليصل فيهما رواه احمد وقيل ذلك على ما يستقذر من مخاط او نخامة من الطاهرات لا يصح لوجوه احدها ان ذلك لا يسمى خبثا الثاني ان ذلك لا يؤمر بمسحه عند الصلوة فانه لا يبطلها الثالث انه لا تخلع النعال لذلك في الصلوة فانه عمل لغير حاجة فاقل احواله الكراهة الرابع ان رواية الدارقطني عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ان جبريل اتاني فاخبرني ان فيهما دم حلمة والحلم كبار القراد ولا تبعد

نجاست اُسکو بہت دفعہ پونہچتی ہی تو رفع حرج کے لئی سخت چیز سی اُسکا ملنا
کافی ہوا جیسے ڈیلا لینے کی مقام کی لئی ہی بلکہ جوتی کیواسطے بطریق اولی ہونا چاہیئے
کیونکہ مقام پاخانہ پر تو نجاست ونہین دو یا تین ہی بار لگتی ہی **فصل** اور یہی حال
عورت کے دامن کا ہی ایکعورت نے حضرت ام سلمہؓ سی پوچہا کہ مین اپنے دامن لمبی رکہتی
ہون اور ناپاک جگہہ پر کو گذرتی ہون اونہون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ اوسکے بعد کی جگہہ اسکو پاک کر دیتی ہی روایت کیا ہی اسکو احمد اور ابوداؤد
نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے عورتکو اجازت دی ہی کہ اپنی دامن ایک ہاتھ
لٹکا لے اور ظاہر ہی کہ ایسا دامن ناپاکی پر لگیگا مگر اوسکو اوسکی دہونیکا حکم نہین فرمایا
بلکہ یہہ فتوی دیا کہ زمین اوسکو پاک کر دیگی **فصل** اور جوتیان پہنکر نماز پڑہنی سے
وسوسے ہونیکا دل نہین خوش ہوتا حالانکہ یہہ سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور اونکے
اصحابؓ کی ہی فعل اور حکم دونو کے اعتبار سی- انس بن مالکؓ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اپنی جوتیون سی نماز پڑہتی تہی اور شداد بن اوسؓ کہتی ہین کہ آپنے فرمایا
کہ یہودیون کی خلاف کرو کہ وہ اپنی موزون اور جوتون مین نماز نہین پڑہتی روایت کیا ہی اسکو
ابوداؤد نے **فصل** اور ایک یہہ ہی کہ سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی ہی نماز پڑہنا
جہان کہین ہوا جسجگہہ اتفاق پڑی سوا ان جگہون کی کہ آپنے منع فرمایا یعنی قبرستان

اور حمام اور اونٹو نکے بیٹھنے کی جگہہ چنانچہ یہ فرمانا آپکا صحیح ہی کہ تمام زمین میری لئے مسجد اور پاک کرنیکی چیز کردیگئی ہی پس جس جگہہ میری امت مین سے کسیکو نماز کا وقت آجاوی وہ نماز پڑہ لے اور آپ بکریونکی رہنی کی جگہہ مین نماز پڑہلیا کرتے تھی اور اس امر کا حکم بھی فرمایا اور کسی آڑ کی شرط نہین لگائی - ابن منذر یہ کہتی ہین کہ سب ائمہ اہل علم کا بکریونکی رہنی کی جگہہ مین نماز کے مباح ہونے پر اتفاق ہی بجز امام شافعیؒ کے کہ وہ فرماتے ہین کہ مین اسکو مکروہ جانتا ہون مگر اوسصورت مین کہ جگہہ مینگنیون سے بچی ہوئی ہو اور ابوہریرہؓ کہتی ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نماز پڑہو بکریونکے رہنی کی جگہہ اور نہ پڑہو اونٹونکی رہنی کی جگہہ مین اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور صحیح کہا ہی اور امام احمدؒ نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پڑہو بکریونکی رہنی کی جگہہ مین اور مت نماز پڑہو شترخانون یا اونٹونکی نشستگاہ مین اور اسیطرح مسند مین عبداللہ بن المغفل سے بھی مروی ہی اور ایسا ہی جابر بن سمرہ اور برا اور اسید بن حضیر سے اور فرمایا زمین بالکل مسجد ہے بجز مقبرہ اور حمام کے اسکو نسائی کے سوا سنن والون نے روایت کیا ہی - اب اس طریق نبوی اور اس شخص کے فعل مین بڑا فرق ہی جو نماز بچھونے کی اوپر مصلے بچھاکر ہی پڑہتا ہی اور اسپر چٹائی کیطرح کو دیکر چلتا ہی حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

والحمام واعطان الابل فصلى عليها ... صلى الله عليه وآله وسلم انه قال جعلت لي الارض كلها مسجدا وطهورا ... فايما رجل من امتي ادركته الصلاة فليصل وكان يصلي في مرابض الغنم ... قال ابن المنذر اجمع كل من نحفظ عنه من اهل العلم على اباحة الصلاة في مرابض الغنم الا الشافعي ... وقال ابو هريرة قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صلوا في مرابض الغنم ولا تصلوا في اعطان الابل ...

رواه الامام احمد من حديث عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صلوا في مرابض الغنم ولا تصلوا في اعطان الابل او مبارك الابل وفي المسند ايضا من حديث عبد الله بن المغفل ... وكذا عن جابر بن سمرة والبراء واسيد بن حضير ... الارض كلها مسجد الا المقبرة والحمام ... اهل السنن الا النسائي ... عن البساط ... فوق ... صلى الله عليه وآله وسلم

ابن عمر كانت الكلاب تقبل وتدبر في المسجد ولم يكونوا يرشون شيئا من ذلك رواه البخاري لم يقل وتبول وهو عند ابي داود باسناد صحيح بهذه الزيادة

على خمرة عاجسته ونقيه وقال الحسن بأن في الطين بأن نحى وكان يسجد على الذرنات وعلى ... بجادة ولا بس نعل بالبر فيخضه له بالماء أو صلى عليه وصلى على حصير قد اسود من طول

نے ایسی چٹائی پر نماز پڑہی ہی جو زیادہ استعمال کے باعث سیاہ ہوگئی تھی اوسپر پانی چہڑکا گیا اور آپنے نماز پڑہلی نہ کبہی اوسپر جانماز بچہتی رومال اور آپ کبہی خاک پر سجدہ کرتے تہی کبہی کنکر وںپر کبہی گارے پر یہانتک کہ اوسکا نشان آپکی پیشانی انور اور ناک پر معلوم ہوتا تہا۔ اور حضرت ابن عمرؓ کہتے ہین کہ کتی مسجد مین آتے جاتے تہی اور پیشاب کر دیتی تہی اور لوگ اوسپر پانی نڈالتی تہی اسکو بخاری نے روایت کیا ہے مگر پیشاب کا ذکر نہین کیا اور ابو داؤد کی نزدیک کتونکا پیشاب کرنا بھی سند صحیح سے ثابت ہے

فصل اور اسمین سی ایک یہ ہی کہ زمانہ نبوی مین لوگ مسجد وںمین ننگے پانو گارے وغیرہ مین کو آتے تہی ابن ثابت کہتی ہین کہ مین نے حضرت ابن عباسؓ سی پوچہا کہ آدمی وضو کرکے ننگے پانو مسجد مین جاوے آپنے فرمایا کہ کچہہ مضائقہ نہین اور کمیل بن زیاد کہتی ہین کہ مین نے حضرت علیؓ کو دیکہا کہ مینہ کے گارے مین گہسی پہر مسجد مین جاکر نماز پڑہی اور پانو نہ دہوئی اور ابراہیم نخعی کہتی ہین کہ لوگ پانی اور گارے مین مسجد تک جاتے اور نماز پڑہتی اور یحیی بن ثابت کہتی ہین کہ مینہ کے پانی مین کو چلتی اور چہینٹ پڑتی جاتین اسکو سعید بن منصور نے اپنی سنن مین روایت کیا ہی اور ابن منذر نے کہا ہی کہ حضرت ابن عمرؓ منی مین ننگے پانو گارے پانی مین چلے پہر نماز پڑہی اور وضو نکیا ابو محمد کہتی ہین کہ جو لوگ اس امر کے قائل ہین وہ علقمہ اور اسود اور عبداللہ بن المغفل

فصل ومن ذلك انهم كانوا في العصر النبوي يدخلون المساجد حفاة في الطين قال زيد بن ثابت قلت لابن عباس اتوضأ ثم امشي حافيا الى المسجد قال لا باس وقال كميل بن زياد رأيت عليا يخوض طين المطر ثم دخل المسجد فصلى ولم يغسل رجليه وقال ابراهيم النخعي كانوا يخوضون الماء والطين الى المسجد فيصلون وقال يحيى بن ثابت كانوا يمشون في الماء والطين وينضح عليهم رواه سعيد بن منصور في سننه وقال ابن المنذر وكان ابن عمر بمنى وهو حاف في الماء والطين ثم صلى ولم يتوضأ قال ابو محمد وممن رأى ذلك علقمة والاسود وعبد الله بن مغفل

اور سعید بن المسیب و شعبی اور امام احمد اور امام ابوحنیفہ اور مالک ہین اور
ایکصورت شافعیہ کی بھی یہی ہی اور یہی قول اکثر اہل علم کا ہی اور یہہ وجہ بھی ہی کہ
پانونکی ناپاک کر دینی مین بڑی مشقت ہی شریعت کی جیسے کفار کے یہانکی کہانون
اور کپڑون اور بدکارون شرابخوارون وغیرہ کے کپڑونکے نجس کرنےمین ہی ابوالبرکات
ابن تیمیہ کہتی ہین کہ اس سب بیان سی زمین کا خشک ہوکر پاک ہوجانا قوی ہوتا ہے
اِسلئی کہ انسان بحسب عادت ہمیشہ اپنی رستونمین جہانکو بہت آمد و رفت بازار و مسجد وغیرہ کی
طرف کرتاہی جابجا نجاستونکو دیکہتاہی پس اگر خشکی سی اثر نجاست دور ہونیکے بعد زمین کو
پاک نکہا جاوی تو اسپر نجاست کی جگہونسی بچنا لازم ہوگا اور اسکی بعد ننگی پانو رہنا
اوسکو درست نہوگا حالانکہ معلوم ہوچکا کہ صالحین سلف نے اس سی احتراز نہین کیا
اور ابوقلابہ کہتی ہین کہ کوچونکا سوکہہ جانا مثل پاک کرنیکے ہی **فصل** اور اسمین سی ایک
یہہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کسینے مذی کا حال پوچہا آپنے وضو کرنیکو فرمایا
اوسنی عرضکیا کہ اگر میری کپڑی کو اسمین سی کچھہ لگجاوی تو کیا ارشاد ہی فرمایا کہ ایک چلو
پانی لیکر جسجگہہ دیکہو کہ لگ گئی ہی چہڑک دو روایت کیاہی اسکو احمد اور ترمذی اور
نسائی نے پس مذی کی جگہہ پر پانیکا چہڑک دینا درست فرمایا جیسے لڑکے کی پیشاب
پر پانی چہڑکنی کا حکم کیاہی ہماری استاد فرماتی ہین کہ یہی امر بہتر ہی اسلئی کہ یہہ ایسی نجاست

ہی کہ اس سی بچنا بہت مشکل ہی کیونکہ جوان اور مجرد آدمی کو اکثر عارض ہوتی ہی تو
اسمین تخفیف ہوئی لڑکے کے پیشاب اور موزہ اور جوتے کے نیچی کی نجاست کی نسبت کر
زیادہ مناسب ہی اور اسمین سی ہی اتفاق مسلمانونکا اُس امر پر جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ
وسلم نے انکی لئی مسنون فرمایا ہی یعنی ڈھیلون سی استنجا کرنا جائز ہی اور گرمی کے موسم مین
باوجودیکہ استنجے کی جگہہ پر پسینا آکر کپڑے پر لگجاتا ہی مگر اوسکے دہونیکا حکم نہین دیا تاکہ
کہ حرج نہوا اور اسمین سی ایک یہہ ہی کہ تہوڑی مقدار خچرون اور درندونکی لید کی معاف
ہی یہ ایک روایت ہی امام احمدؒ کی دو روایتون سی اور ہمارے استاد نے اسکو پسند
کیا ہی اسوجہ سی کہ بچنا مشکل ہی ولید بن مسلم کہتی ہین کہ مینے اوزاعیؒ سی اُن چوپایونکے
پیشاب کا حال پوچھا جنکا گوشت نہین کہایا جاتا مثل خچر اور گدہے اور گہوڑے کے
اُنہون نے کہا کہ اگلے لوگ لڑائیونمین انمین مبتلا ہوتے تھی تو نہ جسم پر سے دہوتے تھی
نہ کپڑے پر سی اور اسیوجہ سی امام احمدؒ نے تصریح فرمائی ہی کہ تھوڑی سی ودی معاف
ہی مثل مذی کے اور اسیطرح تہوڑی قی معاف ہی اور ہمارے شیخ کہتی ہین کہ کپڑے اور
جسم کا دہونا مواد اور پیپ اور زرد آب وغیرہ سی واجب نہین اور اوسکی نجاست
پر کوئی دلیل قائم نہین ہوئی اہل علم کا مذہب یہہ ہے کہ وہ پاک ہی بیان کیا ہی اوسکو
ابو البرکات نے اور حضرت ابن عمر اوسکی باعث نماز نہ توڑتے تھی اور خون کے نکلنے سی نماز

سے بہرتے تھے یعنی زرد آب کو شکنندہ وضو جانتے تھے اور خون کو جانتے تھے اور
حسن سے بھی ایسا ہی کچھ مروی ہے اور ابومخلد سے کسی نے بدن اور کپڑے پر پیپ
کے لگنے کا حال پوچھا تو کہا کہ کچھ نہیں خدا تعالی نے صرف خون کا ذکر کیا ہے
پیپ کو نہیں فرمایا اور اسحق بن راہویہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک خون کے سوا جو کچھ
ہے وہ بد بو عرق کی مانند ہے اور موجب وضو نہیں اور امام احمد سے کسی نے پوچھا کہ آپکے
نزدیک خون اور پیپ برابر ہیں آپ نے فرمایا کہ نہیں خون میں کسی نے اختلاف نہیں
کیا اور پیپ میں لوگوں کا اختلاف ہے اور ایکدفعہ آپ نے یہ فرمایا کہ پیپ اور زرد آب
اور مواد میرے نزدیک خون سے سہل تر ہیں اور انہیں سے ہے وہ قول کہ امام ابوحنیفہ رح
نے فرمایا ہے کہ جب مینگنی چوہے کی گیہوں میں پڑکر پیسجاوے یا بھٹی تیل میں گرے تو اسکا
کھانا جائز ہے بشرطیکہ متغیر نہو اسلئے کہ اس سے بچنا غیر ممکن ہے الا اگر پانی میں گریگی تو
اسکو نجس کردیگی اور بعض شافعی کا مذہب یہ ہے کہ جن گیہوں پر روندنے کیوقت
گدہے کا پیشاب پڑگیا ہو انکو بدون دہوے کہانا درست ہے اسلئے کہ سلف نے اس سے احتراز
نہیں کیا اور اللہ تعالی نے کتے کا شکار حلال کیا اور یہہ نہیں فرمایا کہ اوسے
کسی جگہہ کو دہویا جاوے یا کاٹ ڈالا جاوے اور حدیث میں بھی کہیں نہیں آیا نہ کسی
صحابہ سے منقول ہے اور انہیں سے ہے وہ مسئلہ کہ سلف کی ایک جماعت نے فتوی دیا ہے

وعن الحسن نحوه وسئل ابو مجلز عن القيح يصيب البدن والثوب فقال ليس بشيء انما ذكر الله الدم ولم يذكر القيح وقال اسحق بن راهويه كل ما كان سوى الدم فهو عندي مثل العرق المنتن وشبهه لا يوجب وضوء وسئل احمد الدم والقيح عندك سواء فقال الدم لم يختلف الناس فيه والقيح قد اختلف الناس فيه وقال مرة القيح والصديد والمدة عندي اسهل من الدم ومن ذلك قول ابي حنيفة اذا وقع بعر الفار في حنطة فطحنت او في دهن فانه يجوز اكله ما لم يتغير لانه لا يمكن الاحتراز عنه فان وقع في الماء نجسه وذهب بعض اصحاب الشافعي الى جواز اكل الحنطة التي اصابها بول الحمر عند الدياس من غير غسل لان السلف لم يحترزوا من ذلك وقد اباح الله صيد الكلاب ولم يامر بغسل موضع فمه ولا بقور ما حوله ولا امر بذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا نقل عن احد من الصحابة ومن ذلك افتاء جماعة من السلف ان

الرجل اذا رای علی بدنه او ثوبه نجاسة بعد الصلاة ولم یکن عالما بها او نسیها او عجز عن ازالتها فلا اعادة علیه فمن الاخبار انه صلی الله علیه وآله وسلم صلی وهو حامل امامة بنت ابنته زینب فاذا رکع وضعها واذا قام حملها متفق علیه وروی الامام احمد مثله فی حق الحسن والحسین عن ابی هریرة وفی الشمائل

کہ آدمی جب اپنے ہاتھوں یا کپڑے پر بعد نماز کے نجاست دیکھے اور پہلے سے اسکو معلوم نہ تھی یا اسکو بھول گیا تھا یا اسکو دور کرنے سے عاجز تھا تو اسپر اس نماز کا دوہرانا نہیں آور اسمین سے ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نواسی امامہ بنت زینب کو گود لئے نماز پڑھی جب سجدہ کرتے تو اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے بخاری اور مسلم دونوں نے روایت ہے اور امام احمدؒ نے یہی صورت حضرت حسنینؓ کے حق مین ابوہریرہ سے روایت کی ہے آور شداد بن الہاد کہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسن یا حسینؓ کو اٹھائے ہوئے ہمارے پاس نکلے پس انکو بٹھا کر نماز کے لئے اللہ اکبر کہا اور اس نماز مین ایک لمبا سجدہ کیا جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ میرا لڑکا مجھپر سوار ہوگیا تھا تو مجکو جلدی اتار دینا اچھا نہ معلوم ہوا روایت کیا ہے اسکو احمد اور نسائی نے اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد پڑھتے اور مین حالت حیض مین آپکے برابر ہوتی اور مجھپر ایک چادر ہوتی جسمین سے کسیقدر آپکے اوپر ہوتی روایت کیا ہے اسکو ابوداؤد نے اور فرماتی ہین کہ ایام حیض مین مین اور آپ ایک کپڑے مین سوتے اگر کچھ مجھہ مین سے اس کپڑے کو لگجاتا تو آپ اسیقدر کو دھو ڈالتے اس سے زیادہ نہ بڑھتے اور اسی سے نماز پڑھتے آور اسمین سے ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کپڑونکو پہنا اور انسے نماز پڑھی جنکو مشرکون نے بنا تھا اور جب حضرت عمرؓ نے انکی بنی ہوئی

شداد بن الهاد خرج علینا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وهو حامل الحسن او الحسین فوضعه ثم کبر للصلاة فصلی فسجد بین ظهرانی صلاته سجدة اطالها فاقضی الصلاة

قال ان ابنی ارتحلنی فکرهت ان اعجله رواه احمد والنسائی وقالت عائشة کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یصلی باللیل وانا الی جنبه وانا حائض وعلی مرط وعلیه بعضه رواه ابوداؤد وقالت کنت انا ورسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نبیت فی الشعار الواحد وانا طامث فان اصابه منی شیء غسل مکانه لم یعده

وصلی فیه ومن ذلک انه صلی الله علیه وآله وسلم لبس الثیاب التی نسجها المشرکون وصلی فیها نعم قول ابی کالک نعم
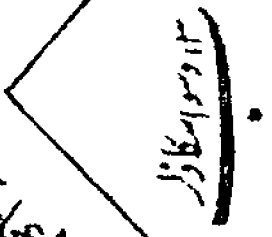
کرنا چاہتا تھا تو ابو مالکؓ نے جو کچھ کہا تھا وہ پہلے ہم بیان کر چکے اور اسی قیاس پر

بانات ہے پس اس سے بچنا دخل وسواس ہے اور جب حضرت عمرؓ جابیہ مین تشریف لائے

تو ایک کپڑا ایک نصرانی سے مانگ کر پہنا یہانتک کہ آپکے لئے قمیص سیا گیا یا دہویا گیا

اور ایک نصرانی عورت کی گھڑے سے وضو کیا اور حضرات سلمان اور ابو داؤد رضی اللہ عنہم کسی

نصرانیہ کے گھر مین تھے حضرت ابو درداءؓ نے اس سے کہا کہ تیری گھر مین اگر کوئی جگہہ پاک ہو تو

ہم نماز پڑھلین اوسنے جواب دیا کہ تم دونو اپنے دلونکو پاک کر لو پھر جہان چاہو وہان نماز پڑھو

حضرت سلمانؓ نے اُسسے کہا کہ سیکھہ لو یہہ بات ایسے شخص سے جو فقیہ نہین اور اسمین سے کچھ

صحابہ اور تابعین حوضون اور کھلی برتنونمین سے وضو کرتے تھے اور یہہ نہ پوچھتے تھے کہ اُنمین

ناپاکی تو نہین لگی یا کُتی خواہ درندے نے تو نہین پیا چنانچہ موطا مین یحیی بن سعید سے

روایت ہے کہ حضرت عمرؓ ایک سالہ کی ساتھہ باہر نکلے اسمین عمرو بن عاص بھی تھے حتی کہ دو

ایک حوض پر پہونچے عمرو بن عاص نے حوض والے سے پوچھا کہ تیری اس حوض مین درندے

تو پانی نہین پیتے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مت بتلانا اسلئے کہ ہم اور درندے ایکدوسرے

کے بعد آتے ہین اور سنن ابن ماجہ مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسینے سوال

کیا کہ گدہونکے جھوٹے سے ہم وضو کرین آپنے فرمایا کہ ہان اور درندونکی جھوٹے سے

بھی اور حضرت عمرؓ ایکر ذرچلے جاتے تھے پرنالہ مین سے کوئی چیز آپکے اوپر گری آپنے

ساتہہ ایک رفیق تہا اوسنی پرنالے والے سی پوچہا کہ تیرا پانی پاک ہی یا ناپاک آپنے
فرمایا کہ اے پرنالے والے ہمکو کچہہ مت کہنا یہہ کہکر چلے گئی ذکر کیا ہی اسکو امام احمد نے
ہمارے شیخ کہتی ہین کہ یہی حال ہی جسوقت کہ آدمی کے پانو یا دامن مین کوئی چیز تر
رات کو لگجاوی اور اوسکو معلوم نہو کہ کیا ہی تو اوسکو اوسکا سونگہنا اور پہچاننا واجب
نہین اور اسکی حجت وہی بیان کی ہی جو تردد حضرت عمرؓ سی گذری اور دواقع مین فقہہ بہی
یہی ہی اسواسطی کہ مکلف پر اسباب کی جاننے کے بعد حکم مترتب ہوا کرتے ہین اور اس سے
پہلے معاف رہتے ہین پس جو چیز خدا تعالی نے معاف فرمائی ہو اوسکی
کرید کرنی نچاہیے اور اسی مین سے ہے تہوڑے سی خون کے ساتہہ نماز
پڑہنی بخاری فرماتے ہین کہ حضرت حسن نے فرمایا ہی کہ مسلمان ہمیشہ اپنے زخمون مین
نماز پڑہتے رہی ہین اور فرمایا کہ حضرت ابن عمرؓ نے ایک پہنسی کو دبایا اسمین سے خون
نکلا آپ نے وضو نکیا اور ابن ابی اوفی نے نماز کے اندر خون تہوکا اور نماز پڑہتی رہی اور
حضرت عمرؓ نے نماز پڑہی اور آپکے زخم سی خون جاری تہا اور اگلے لوگ اپنی تلوارین جنکو
خون لگا ہوتا تہا تن پر لگائی ہوئی نماز پڑہ لیتی تہی اور پونچہہ ڈالنی پر کفایت کرتی تہی
اور اسی قیاس پر صیقل کی ہوئی چہری کو پونچہنا کافی ہی اس سی معلوم ہوا کہ قصائی کو
اپنی چہری کا پونچہہ ڈالنا کافی ہی چنانچہ امام احمد نے اسکی تصریح کی ہی اور اسمین

صاحب له فقال يا صاحب
الميزاب ماءك طاهر او نجس ما
فقال عمر يا صاحب الميزاب
لا تخبرنا ومضى ذكره محمد
قال شيخنا وكذلك الرجل اذا
اصابت رجله او ذيله
بالليل شئ رطب ولا يعلم ما هو
لا يجب عليه ان يشمه ويتعرف ما هو
واحتج بما نقل عن عمر وهذا من اصول الفقه
فان الاحكام انما تترتب على المكلف بعد علمه
باسبابها وقبل ذالك هي على العفو فما عفا
الله عنه فلا ينبغي البحث عنه ومن

ذلك الصلوة مع يسير الدم قال البخاري
قال الحسن ما زال المسلمون يصلون في جراحاتهم
وعصر ابن عمر بثرة فخرج منها دم فلم يتوضأ
وبزق ابن ابي اوفى دما فمضى في صلاته
وصلى عمر بن الخطاب وجرحه يثعب دما
وكان السلف يصلون وفي ثيابهم ما لا يعفى
ويصلون وهم حاملون سيوفهم وقد اصابها الدم
ويكتفون بمسحها بالخرق وقياس هذا
ان يكتفي بمسح السكين الصقيلة
ويكتفي بمسح الجزار سكينه
كما نص عليه احمد وقد دلت

ہی کہ دائیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سی ہمیشہ اپنی کپڑون سی نماز پڑہتی
تہین اور شیرخوار انکی کپڑون پر قے کرتے تہی اور انکی رال بھی کپڑون اور بدن پر گرتی تہی
مگر وہ کچہہ دہوتی نہین اسلئی کہ شیرخوار کا تہوک اسکی مُنہ کو پاک کر دیتا ہی جیسے بلّی کا تہوک
اسکی مُنہ کا پاک کرنیوالا ہی جسکے حق مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی کہ وہ نجس
نہین اسلئی کہ وہ تمہاری پاس آمد و رفت رکہنی والونمین سی ہی اور اب اوسکی لئی برتن
جُہکا دیتی تہی کہ پانی پیوی باوجودیکہ وہ چوہی اور کیڑی مکوڑی کہاتی ہی اور امام احمدؒ
نے تصریح کی ہی کہ دہوبی کی رسّی پاک ہی جبکہ وہ اوسپر گیلا کپڑا ناپاک پہیلاوے اور اوسکے
سوکہنے کے بعد پہر پاک کپڑا پہیلاوے اور یہہ ایسا ہی جیسا حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے
ہین کہ زمین نجس کو آفتاب و ہوا پاک کر دیتی ہین اور امام احمدؒ کے لوگونکی لئی بہی حجت ہے
کہ وہ اس زمین سی تیمم درست کہتی ہین اور اسباب مین حدیث ابن عمرؓ کی مثل پہلے لکہی ہی جو
گذری کہ کتی مسجد مین آتے جاتے اور پیشاب کرتے تہی اور اوسمین سی یہہ کہ تہوڑا
پانی بدون بدلنی رنگ وغیرہ کے ناپاک نہین ہوتا یہہ قول اہل مدینہ اور اکثر سلف کا ہی
اور اسکو امام احمدؒ کے یارونکی ایک جماعت نے پسند کیا ہی انہین مین سی ہین ہماری شیخ
اور انکی شیخ ابن ابی عمر۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی اسکو احمدؒ نے روایت کیا ہی اور مسند اور سنن

عن ابی سعید قیل یا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انتوضأ من بئر بضاعة وهی بئر یلقی فیها الحیض ولحوم الکلاب والنتن فقال الماء طهور لا ینجسه شیء قال الترمذی هذا حدیث حسن وقال احمد حدیث بئر بضاعة صحیح ولفظ لاحمد انه یستقی لک من بئر بضاعة وفیه لا ینجسه شیء الا ما غلب علی ریحه وطعمه ولونه ... ابی سعید سئل عن الحیاض التی بین مکة والمدینة تردها الکلاب والسباع فقال لها ما حملت فی بطونها ولنا ما غبر طهور ... وقال الزهری اذا ولغ الکلب فی اناء لیس له وضوء غیره یتوضأ به وقال سفیان هذا الفقه بعینه یقول الله تعالی فلم تجدوا ماء فتیمموا وهذا ماء وفی النفس منه شیء یتوضأ به ویتیمم هکذا فی البخاری ونص احمد ... الزیت ولغ فیه الکلب

مین حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ لوگون نے عرضکیا کہ یا رسول اللہؐ کیا ہم بیر بضاعہ
سے وضو کرین وہ ایک کنوان ہے جسمین حیض کے کپڑے اور کتونکے گوشت اور بدبو
ڈالی جاتی ہین آپنے فرمایا کہ پانی پاک کرنیوالا ہے اسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی
اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہہ حدیث حسن ہے اور امام احمدؒ فرماتے ہین کہ حدیث بیر بضاعہ
کی صحیح ہے اور انکی الفاظ یہہ ہین کہ کیا آپکے لئے بیر بضاعہ سے پانی بھرا جاتا ہے آخر حدیث
تک اور اوسمین ہے کہ اسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی مگر جو اوسکی بو اور مزہ اور رنگ پر
غالب ہو جاوے اور امام احمدؒ ہی نے یہہ حدیث حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کی ہے کہ
آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان حوضونکا حال پوچھا گیا جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان
مین ہین کہ انمین کتے اور درندے اور گدہے پانی پیتے ہین انسے وضو کرین آپنے فرمایا کہ
جانورونکا اسقدر ہے جو پیٹ مین لگئے اور ہمارے واسطے پانی پاک کرنیوالا ہے اگرچہ ان
دونو حدیثون مین گفتگو ہے اور زہری کہتے ہین کہ جب کتا برتن مین منہ ڈالجاوے اور
آدمی کے پاس اوسکے سوا اور پانی نہو تو اوسی سے وضو کرے پھر تیمم کرے سفیان ثوریؒ
کہتے ہین کہ فقہ بھی یہی ہے بعینہ اللہ تعالی فرماتا ہے فلم تجدوا ماء فتیمموا اور یہہ
پانی ہے کہ نفس کو اوس سے کراہت ہے اسلیئے اوس سے وضو کرے پھر تیمم کرے اسیطرح
بخاری مین اور امام احمدؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ تیل کے مشکیزہ مین کتا منہ ڈالے تو

فقال بعوکل وفصل و من
ذلك انه صلى الله عليه و
آله وسلم كان يجيب من دعاه و
يقبل ما يهدى اليه من طعامه و ضيافته و اكل من طعام
خبز شعير و اهالة سنخة و
احل الله طعام اهل الكتاب
و كان المسلمون يأكلون [illegible]

فصل کہانا جادی اور اسمین بسی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو شخص دعوت
کرتا آپ قبول فرماتے اور اسکا کہانا کہاتے اور ایک یہودی نے آپکی ضیافت جو
کی روٹی اور بگڑی سالن سے کی تھی اور خدا تعالی نے اہل کتاب کا کہانا حلال فرمایا ہے
اور مسلمان انکا کہانا کہایا کرتے تہے اور حضرت عمرؓ نے انسے شرط کرلی تہی کہ جو
مسلمان تمہارے پاس آوے تو اوسکی ضیافت کرو اور جو تم کہاتے ہو اوسکو کہلاؤ اور جب
آپ شام میں تشریف لائے تو آپکے لئے اہل کتاب نے کہانا تیار کیا اور بلایا آپنے پوچہا
کہ وہ کہان ہے انہونے کہا کہ گرجا مین ہے آپنے اوسکے اندر جانا مکروہ سمجہا اور حضرت
علیؓ سے فرمایا کہ تم لوگونکو لیجاؤ چنانچہ وہ لیگئے اور کہانا کہایا حضرت علیؓ گرجا کی
صورتونکو دیکہتے تہے اور فرماتے تہے کہ اگر امیر المومنین عمرؓ بہی آتے اور کہاتے تو کچہہ انکا
حرج نہ تہا اور ایک لڑکے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلاکر اپنی گود مین بٹہایا اوسنے
آپ پر پیشاب کردیا آپنے پانی منگاکر اوسپر چہڑک دیا اور دہویا نہین اور یہہ بیان بہت
مین سے تہوڑا ہی ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ مین بہیجا گیا ہون ایک طرفی
اور نرم ملت کیساتھہ روایت کیا ہے اوسکو احمد نے اور اس ملت کو ایک طرفی اور نرم
اسلئے فرمایا کہ توحید مین یکتا اور عمل مین سہل اور ان دونو باتونکی ضد شرک اور حلال
کو حرام کرنا ہی اور انہین دونونکی طرف اشارہ ہے اس حدیث قدسی مین کہ مینے اپنے

[illegible] فقال اطعموهم [illegible]
فلو دخل واكل [illegible] لم يكن عليه باس
بالكنيسة ويقول على امير المومنين لو
وضعه في حجره فبال عليه فدعى بماء فنضحه
ولم يغسله وهذا قليل من كثير وقال
صلى الله عليه واله وسلم بعثت
بالحنيفية السمحة رواه احمد
وجمع بين كونها حنيفية
سمحة في التوحيد سمحة
في العمل وضد الامرين
الشرك وتحريم الحلال
وهما المشار اليهما
قول الله تعالى خلقت

بندونکو ایک طرفہ پیدا کیا پس شیطانون نے اونکو اونکے دین سے نویٹ یا اور
انپر میری حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیا اور انکو حکم کیا کہ میری ساتھہ اُس چیز کو شریک
کرین جسکی مین نے حجت نہین اُتاری غرضکہ شرک اور حلال کا حرام کرنا ساتھہ ہی ساتھہ
ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبالغہ کرنیوالونکی مذمت فرمائی ہے اور انکی تباہی کی
خبر دی ہے چنانچہ تین بار فرمایا سُنلو کہ غلو کرنیوالے ہلاک ہوئے اور بعض صحابہ نے
قسم کہائی ہے کہ غلو کرنیوالونکے حق مین جتنے سخت تر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اتنا مین
اور کسیکو نہین دیکہا اور اسیوجہ سے جب آپنے روزہ وصال کا رکہا اور چاند دیکہا تو فرمایا
کہ اگر چاند دیر مین نکلتا تو مین ایسا وصال کرتا کہ مبالغہ والے اپنا مبالغہ چہوڑ دیتے اور
صحابہؓ کا دستور تہا کہ اپنی نبی کی اقتدا کے باعث تکلف نہین کرتے تھے اللہ فرماتا ہے
قل ما اسئلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین اور حضرت انسؓ فرماتے ہین کہ ہم حضرت
(تو کہہ مین نہین مانگتا تم سے اس پر کچہ نیگ اور مین نہین تکلف کرنیوالون سے)
عمرؓ کے پاس تھے پس ہمنے سُنا کہ کہتے تھے کہ ہم تکلف سے منع کیے گئے ہین۔ اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ ہر پچہلونمین سے اس علم کو انکے عادل اُٹہاوینگے وہ اس سے
الفاظ کا بدلنا غلو کرنیوالونکا اور نیا مذہب اختیار کرنا باطل والونکا اور معانی کا
بدلنا جاہلونکا دور کرینگے اس حدیث مین اسلام کا بگاڑ تینون جماعتونکی طرف سے
فرمایا اور غلو کرنیوالون سے شروع کیا پس اگر خداوند پاک اپنے دین کے لئے ایسے

عبادی حنفاء فاجتالتهم الشياطين عن دينهم وحرمت عليهم ما احللت لهم وامرتهم ان يشركوا بي ما لم انزل به سلطانا فالشرك وتحريم الحلال قرينان وذم صلى الله عليه وآله وسلم المتنطعين واخبر بهلاكهم حيث قال الا هلك المتنطعون الا هلك المتنطعون الا هلك المتنطعون وحلف بعض الصحابة انه ما رأى احدا كان اشد على المتنطعين من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ولما واصل صلى الله عليه وآله وسلم وواصل الصحابة قال لو تأخر الهلال لواصلت وصالا يدع المتعمقون تعمقهم وكان الصحابة تبعا لنبيهم في ذلك قال تعالى قل ما اسألكم عليه من اجر وما انا من المتكلفين وقال انس كنا عند عمر فسمعناه يقول نهينا عن التكلف وقال صلى الله عليه وآله وسلم يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتأويل الجاهلين فاخبر ان فساد الاسلام من الطوائف الثلاث وبدأ بالغالين فلولا ان الله سبحانه اقام لدينه

شخص کو قائم نکرتا جو دین سی فساد دور کری تو اس دین پر وہی گذرتا جو ان لوگون
کے ہاتہ سی پہلے سب دینون پر گذرا ہی **فصل** اور اسمین سی ہی حرفونکے مخارج مین
وسوسہ اور مبالغہ کرنا ابو محمد بن قتیبہ مشکل القران مین کہتی ہین کہ پہلے لوگ اپنی
زبانونمین پڑہا کرتے تھی پہر اونکے بعد ایک قوم شہر والون اور عجم کی اولاد مین سے
آئی جنکی سرشت اُس زبانکی نہ تھی پس اُنہونے بہت سی حرفونمین لغزش اور ربک کی
اور بگاڑا اُنہین مین سے وہ شخص ہی کہ عوام کے نزدیک اللہ تعالی نے اُسپر نیکی کا پردہ
ڈالا اور دلونکی عندیہ مین دین کا ساتھی کیا مگر مین نے اُس سی زیادہ خلط کرنیوالا کوئی
نہ دیکہا کہ ایکحرف مین جس بات کو استعمال کرتا ہی اُسکی نظیر مین اُسکو چہوڑ دیتا ہی اور ایک
اصل قرار دیتا ہی اور بلا وجہ اُسکی مخالفت کرتا ہی اور مد اور ہمزہ اور اشباع اور
اضجاع اور ادغام مین زیادتی کرتا ہی اور سیکہنے والونسے سختی اٹہواتا ہی اور جو
بات خدا تعالی نے آسان کی ہی امت پر اُسکو مشکل کرتا ہی اور عجیب بات یہ ہی کہ لوگونکو
یہہ اختلافات پڑہاتا ہی اور نماز اُن سی مکروہ جانتا ہی تو اگر ان سی نماز ہی جائز نہیں
تو پہر کسجگہہ اس قرات کو استعمال کیا جاویگا اور ابن عیینہ کی نزدیک جو شخص اس جیسی
قرات پڑہی اُسکی اقتدا درست نہین اور ابن عیینہ کی رای کے موافق بہت سی صلحا ہین
مگر عوام اور بازاری اُس قرات کو اچہا جانتی ہین اسنظر سی کہ جب انہونے اوسکو مشکل

اذا راوا صعوبتها وطول
اختلاف المتعلمين اليهم فاذا
استقر عندهم ذالك ورأوا
عند قراءته ما لا للشدقين
ودر الوريدين رايتهم يحبون اعتقدوا
ان ذالك لفضيلة وليس هكذا
كانت قراءة رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم ولا احد من السلف
الصالحين فقد نهى عن قراءة ذا الرجل ابن المبارك وقال
الفضل بن زياد ان رجلا قال لابي عبد الله فما اترك
من قراءته قال الادغام والكسر ليس يعرف في لغة من
لغة العرب وسأله ابنه عبد الله فقال الكسر الشديد

اور شاگردونکی آمد و رفت قاری کے پاس بہت پائی تو اونکو وہم اُسکی فضیلت کا ہو گیا
اور جب اونکے عندیہ مین یہہ بات جمگئی اور قرارت کیوقت قاری کی باچھین ترچھی گردن
کی رگین پہولی پیشانی پسینے سی تر دیکھی تو جان لیا کہ یہ بات فضیلت ہی کی وجہ سے
ہی حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرارت ایسی نہ تھی اور نہ کسی سلف کے نیکبختونکی تھی
اور ابن مبارک نے اِس شخص کی ہی قرارت سی منع فرمایا ہی فضل بن زیاد کہتی ہین کہ
ایک شخص نے ابو عبداللہ سی کہا کہ اوسکی قرارت مین سے مین کیا چھوڑ دون اونہون نے
کہا کہ ادغام اور کسرہ جو عرب کے زبانون مین سی کسی مین نہین معلوم ہوتا اور اونکی لڑکی
عبداللہ نے جو اُن سے پوچھا تو کہا کہ سخت کسرہ اور حرف کو لٹا دینا چھوڑنا چاہیے اور
دوسری جگہہ مین کہا کہ اگر ادغام نکیا جاوے اور ویسا اضجاع نکرے تو کچھ مضائقہ نہین
اور امام احمدؒ سے مروی ہی کہ اُنہون نے فرمایا کہ یہہ قرارت نئی نکلی ہی اسپر کسی نے نہین
پڑہا اور اوسکو بُرا جانا ہی یہہ معنی ہین اوسکے جو ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہی **فصل**
جواب مین وسوسا سوالونکی حجت کی اول اُنکا یہہ کہنا کہ جو کچھہ ہم کرتے ہین احتیاط
ہی وسواس نہین تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ تم اسکا جو چاہو نام رکھلو مگر ہم تم سی یہہ پوچھتے
ہین کہ یہہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فعل کی اور جسپر کہ اصحابؓ تھی اوسکے موافق ہی
یا نہین اگر کہو کہ موافق ہی تو بہتان اور جھوٹ ہی تو ضرور ہی کہ اقرار کرو کہ اوسکی

والاضجاع وقال في موضع اخر ان لم يدغم ولم يضجع
ذلك الاضجاع فلا بأس وفي رواية عنه انه قال
هي قراءة محدثة وكرهها احمد
فصل وفي الجواب
معنى ما ذكره ابن قتيبة فصل ان يفعله
احتجوا بما ان الوسواس احتياط فنقول
احتياطا للوسواس ولكنا نسألكم
هل ما اتيتم به موافق لفعل رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم
وما كان عليه اصحابه
فان زعمتم انه موافق فبهت
وكذب ولابد من الاقرار

موافق نہین مخالف ہی پس اسکے بعد اسکو احتیاط نام کرنا تمہارے مفید نہوگا یہ تو
ایسا ہی ہوا کہ کسی شخص نے امر ممنوع کیا اور اسکا نام کچھہ اور رکھہ لیا جیسے شراب
کو اور نام سے پکارتے ہین اور سود کو معاملہ کہتے ہین اور حلالہ کو نکاح کہتے ہین جسکے
کرنیوالیکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے اور نماز مین ٹکرین مارنیکو تخفیف
کہتے ہین حالانکہ آپنے فرمایا کہ ایسے شخص نے نماز نہین ادا کی اور نہ اُس سے مقبول
ہوئی تو اسیطرح تم بھی دینمین غلو اور مبالغہ کو احتیاط کہتے ہو اور وہ احتیاط کہ آدمی کو
بکار آمد ہوا اور اوسپر اللہ تعالی اُسکو ثواب دے وہ سنت کی موافقت مین ہے اور جو شخص کہ
سنت سے باہر ہو گیا اوسنے اپنے نفس کی احتیاط نہین بلکہ اصل احتیاط کو ترک کردیا
اور ایسے ہی جو لوگ کہ اختلافی جگہون مین طلاق پڑجانیکے لئے جلدی کرتے ہین مثلا
کسی سے زبردستی طلاق دلوائی جاوے اور نشہ والے کی طلاق اور طلاق البتہ اور
تین طلاقونکا اکہٹا دینا اور طلاق بمجرد نیت کے اور طلاق مدت مقرر کی ہوئی جسکی
میعاد کا آنا معلوم ہوا اور قسم طلاق کی وغیرہ کہ انمین اماموںکا اختلاف ہے پس جب
مفتی تقلید کی رو سے اس طلاق کو واقع کردے اور کہے کہ شرمگاہ ہونکے لئے زیادہ احتیاط
اسیمین ہے تو اصل احتیاط کا تارک ہے اسلئے کہ وہ شرمگاہ کو ایک پر حرام کرتا ہے اور
دوسرے پر مباح تو احتیاط کہان رہی احتیاط کیصورت تو یہہ تہی کہ اُسکو اپنے حال پر

بعدم موافقته وانه مخالف
له وبعد ذلك لا ينفعك
تسميته احتياطا وهل هو الا
[illegible]
بغير اسمه كما يسمى [illegible] بغير اسمه
والربا بمعاملة والتحليل
الذي لعن رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم صاحبه ونكاحا و[illegible]
الصلاة الذي اخبر رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم ان فاعله لم يصل ولم يتقبل منه تخفيفا فاذا
تسميتم الغلو والتنطع احتياطا وما الاحتياط
الذي ينفع صاحبه ويثيبه الله عليه الا الاحتياط
في موافقة السنة وما احتياط النفس
من خرج عنها الا ترك حقيقة الاحتياط
المسرع في ايقاع الطلاق في موارد النزاع
الذي اختلف فيه الائمة كطلاق المكره
والسكران والبتة وجمع الثلاث و
الطلاق بمجرد النية والطلاق المؤجل
المعلق [illegible] والحلف بالطلاق
وغير ذلك اذا اوقعه المفتي تقليدا
فقال احوط الفروج فقد
ترك معنى الاحتياط فانه يحرم
الفرج على هذا ويبيحه لغيره فاين
الاحتياط بل لو ابقاه على

رہنے دینا یہانتک کہ اسکی حرمت پر اجتماع امت ہو جاتا یا کوئی حجت اللہ تعالیٰ اور
اسکے رسول کیطرف سے اوسپر لاتا جیسا کہ اسپر امام احمدؒ نے نشہ والے کی طلاق میں تصریح
فرمائی ہی کہ ابو طالب کی روایت میں کہا ہی کہ جو شخص طلاق کا حکم نہین کرتا وہ تو ایک ہی بات کرتا
ہی اور جو طلاق کا حکم دیتا ہی وہ دو باتین کرتا ہی کہ خاوند پر حرام کرتا ہی اور دوسرے
پر مباح تو پہلا شخص دوسری کی نسبت کہ اچھا ہی اور طلاق پڑنے مین احتیاط ممکن نہین
مگر اوسی صورت مین کہ اجماع امت ہو یا وہان کوئی نص اللہ تعالیٰ اور اوسکی رسول کیجانب
سے ہو کہ اوسپر رجوع کرنا واجب ہو ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ احتیاط جب تک ہی اچھی
ہی کہ آدمی کو سنت کی مخالفت پر نہ پونہچا دے اور جب مخالفت پر پونہچا دے تو احتیاط
یہہ ہی کہ اوس احتیاط کو چھوڑے اس بیان سے وسواسیونکی حجت کا جواب بھی نکل آیا جو
ان احادیث سے کرتے تھے کہ جو شخص شبہہ کی چیزونکو چھوڑتا ہی وہ اپنے دین اور آبرو کو
پاک کرتا ہی اور چھوڑ دے اوس چیز کو جو شک مین ڈالے تجکو طرف ایسے چیز کی جو شک
مین نہ ڈالے اور گناہ وہ ہی جو سینہ مین خلش کرے اسلیے کہ شبہات وہ ہین جنمین حق
باطل سے اور حرام حلال سے ایسی طرح مشتبہ ہو جائے کہ اوسمین دلیل کسیطرف نہو اور کبھی
علامتین مقابل ہون اسنظر سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشتبہ کے چھوڑنے اور واضح
اور صاف کیطرف میل کرنیکی ہدایت فرمائی اور ظاہر ہی کہ نہایت وسواس یہہ ہی کہ وسواسی

حاله حتى تجمع الامة على خلافه
او يأتي ببرهان من الله ورسوله
على ذلك ان يكون قد عمل بالاحتياط
كما نص عليه احمد في طلاق السكران
فقال في رواية ابي طالب الذي
لا يأمر بالطلاق انما اتى خصلة واحدة
والذي يأمر به اتى خصلتين حرمها
عليه واباحها لغيره فهذا خير من هذا ولا
يمكن الاحتياط في وقوع الطلاق الا حيث تجمع الامة
وان كان هناك نص عن الله ورسوله يجب المصير
اليه فالشيخنا والاحتياط حسن ما لم يفض
بصاحبه الى مخالفة السنة فاذا افضى الى ذلك فالاحتياط
ترك هذا الاحتياط وبهذا خرج الجواب عن
احتجاجهم بقوله من اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه
وعرضه وقوله دع ما يريبك الى ما لا يريبك وقوله الاثم
ما حاك في الصدر فان الشبهات ما كان مشتبها فيه
الحق بالباطل والحلال بالحرام على
وجه لا يكون فيه دليل على احد الجانبين
او تتعارض فيه الامارات فارشد
صلى الله عليه وآله وسلم
الى ترك المشتبه والعدول الى
الى الواضح الجلي ومعلوم ان
غاية الوسواس ان

۱۱ رسومات

پر مشتبہ ہو جاوے کہ آیا فعل طاعت اور قربت ہے یا گناہ و بدعت یہہ اوسکا بہتر حال سے اور صاف کہلا ہوا طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہے پس جو شخص کہ شبہات کو چہوڑیگا وہ آپ ہی طریق کیطرف جہکیگا نہ مبالغہ اور غلو کیطرف جو خلاف سنت ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خرما نہ کہانا از قبیل شبہات سے بچنے اور جس چیز مین کہ حلال حرام سے مشتبہ ہو اوسکے ترک کرنیکے تہا جو ورع اور شبہات سے بچنے مین اصل ہے تو وسواسیونکو اوس سے کیا سروکار ہے اور امام مالک کا فتوی اُس شخص کے بابمین کہ طلاق دی اور یہہ نجانا کہ ایک دی یا تین جو نقل کیا ہے تو اُسکا جواب یہہ ہے کہ ہان یہہ قول مالک کا ہے لیکن تم کیا اسکو اُن لوگون پر حجت ٹھہراتے ہو جو اس مسئلہ مین امام صاحب کے خلاف پر ہین تاکہ اُنپر واجب ہو جاوے کہ اپنا قول اس قول کے لئے چہوڑ دین یا یہہ قول خود محتاج حجت ہے اسکا مرتبہ اس حد کو نہین پونہچا کہ اُس سے اسبات پر حجت کیجاوے کہ یہہ بات وسواس سے نہین بلکہ اُسکی حجت یہہ ہے کہ طلاق زوجہ کی حرمت کا موجب ہوتی اور رجعت اُس حرمت کو دور کردیتی ہے تو امام مالک کہتے ہین کہ سبب حرمت کا یعنی طلاق تو یقینی ہو گیا اور اسمین شک ہے کہ رجعت سے وہ سبب اٹھا کہ نہین بسبب اسکے کہ طلاق مین احتمال رجعی ہونیکا بھی ہے جسکو رجعت دور کردیتی ہے اور تین ہونیکا بھی ہے جو اُس سے دور نہین ہوتا اور جمہور یہہ کہتے ہین کہ نکاح یقینی ہے

اور اوسکو جدا کرنیوالا جس سے ستر کی حلت مرد کو رہے اسمین شک ہے کیونکہ طلاق ہو سکتا ہے کہ رجعی ہو اور نکاح اوس سے نجا دے اور ہو سکتا ہے کہ بائن ہو اور جاتا رہے تو اصل یہی ٹھہری کہ نکاح باقی رہے جبتک کہ اسکی دور کرنیوالی چیز پایہ یقین کو پونہچے پس اگر یہہ کہو کہ حرمت تو یقینی ہے اور حلال رہنے مین شک ہے تو ہم کہینگے کہ طلاق رجعی مین تو حرمت تمہارے نزدیک بھی نہین اسلیے رجعی طلاق والی کی صحبت کو درست کہتے ہو اور جب طلاق دینے والا صحبت سے رجعت کی نیت کریگا تو رجعت ہو جاویگی تو حرمت یقینی کہان ہے اب اگر کہو کہ عورت حرام ہے مگر صحبت کیوقت نیت کرنیسے رجعت حاصل ہو گئی تو ہم کہینگے کہ یہہ بھی تمکو مفید نہین کیونکہ اگر یقین ہو حرمت کا تو رجعت سے دور ہوا اور یقین نہو حرمت کا تو رجعت اوسمین اثر نہین کرتی **فصل** اور جو شخص کہ طلاق کی قسم کہا وے کہ اس بادام مین دو گریان ہین خواہ اور کوئی ایسی ہی چیز جسکا یقین قسم کہانیوالیکو نہو تو اگر جیسی قسم کہائی ویسا ہی ہوا تو اکثروں کے نزدیک وہ شخص حانث نہوگا اور اسی نظر سے اگر اوسوقت حال معلوم نہوا اور ویسا ہی گول مول رہے تو نکاح یقینا باقی ہے تو اسکو شک دور نکریگا اور امام مالکؒ کا ایک قاعدہ کلیہ ہے جسمین اور ونسے نزاع کیا ہے اور وہ طلاق کا واقع ہونا اسصورتین کہ طلاق والی مین شک ہو مثلاً جب اپنی ایک بی بی کو طلاق دے پہر بہول گیا کہ کسکو دی تو سب

بیبیونکو طلاق ہوجاویگی جیسے اگر قسم کہائی کہ یہ فلان شخص ہی اور قسم کیوقت اُسکو اوس شخص مین شک ہی پہر ظاہر ہو کہ وہ نہین یا معلوم ہی نہو کہ جسپر قسم کہائی وہی ہی کہ نہین تو اونکی نزدیک وہ حانث ہوجاویگا اور اگر معلوم ہو کہ جسپر قسم کہائی تہی وہی ہی اور قسم کیوقت اُسکی حقیقت سنجانتا تہا اور نہ ظن غالب تہا اور نہ عادت کی اعتبار سی اوسکی جاننی کا کوئی طریق اوسکو میسر تہا تب بہی اُنکی نزدیک حانث ہوگا اسوجہ سی کہ قسم کیوقت اُسکو شک تہا حاصل یہہ کہ قسم کہانیوالا جس چیز پر قسم کہاتا ہی اوسکی مخالفت کرنے سی حانث ہواکرتا ہی خواہ طلب مین مخالفت ہو مثلا کسی کام کی نکرنے پر قسم کہاوی اور اُسکو کر بیٹہی خواہ خبر مین ہو کہ اُسکی قسم کے خلاف نکلا وی اور امام مالک کی نزدیک ان دونو صورتونکی سوا ایک اور بات سی بہی حانث ہوتا ہی یعنی قسم کے وقت شک کرنیسے برابر ہی کہ پہر وہ سچ نکلی یا نہین اور اِس سی بہی زیادہ یہ ہی کہ جو شخص قسم کہائی طلاق کی اپنی پہلو کی انسان پر یا کسی اور چیز پر ایسی چیز دیمین سی کہ جنمین شک نہوا اور کہی کہ یہہ انسان ہی یا پتہر وغیرہ تو وہ حانث نہوگا اور علت دونو جگہہ ایک سی حکم کی آتی ہی کہ قسم کہانیوالا گپ کرتا ہی مثلا جو کہی کہ تجکو طلاق ہی بشرطیکہ تو عورت نہو یا مین مرد نہون تو اس کلام کے معنی بجز گپ کے اور کچہہ نہین اور کبہی حانث ہونیکی علت یہ بیان کی ہی کہ کہنی والے نے جانا

کہ طلاق کو حرام کر دے پھر شرمندہ ہو کر اسمین ایسی بات ملا دے جو مفید نہو تاکہ حرمت
کو اٹھا دے اور قسم اول مین تو امام مالک کا قاعدہ یہی ہے کہ شک کے باعث حانث ہونیکو
غالب کہتے ہین مثلاً کوئی شخص قسم کہا کر شک کرے کہ قسم ٹوٹ گئی یا نہین تو مالکی اُسکی جورو
کی جدائی کا حکم وجوب یا استحباب کے دو قولونپر کرتے ہین وجوب کا قول ابن قاسم کا ہی
استحباب کا قول امام مالک کا پس امام مالک نکاح کے باقی رہنے کی رعایت کرتے ہین
اور ابن قاسم کہتے ہین کہ صحبت کے حلال ہونیمین شک پڑگیا اسوجہ سے مرد کو زوجہ سے
علیحدہ رہنا واجب ہے اور جمہور یہہ کہتے ہین کہ زوجہ سے مفارقت واجب نہ مستحب اسلئے
کہ شریعت کا قاعدہ ہے کہ شک کو کسی اصل یقینی کے دور کرنیکی قوت نہین ورنہ یقین دور
نہین جایا کرتا مگر کسی یقین قوی تر یا اپنے برابر سے **فصل** اور یہہ مسئلہ جو ذکر کیا ہے کہ
ایک بی بی کو طلاق دیکر بھول گیا یا ایک کو طلاق دی اور گول کہا معین نکیا تو اسمین
اختلاف ہے امام ابو حنیفہ اور ثوری کے نزدیک یہہ ہے کہ دوسری صورتمین جسکو چاہے
چہانٹ لے اور پہلی صورتمین سب سے رکا رہے اور انکو نفقہ دیجا وے جبتک کہ یاد آوے
پس اگر زوج قرعہ ڈالنے سے پہلے مرجاوے تو امام اعظم فرماتے ہین کہ زوجہ کا حصہ اُن
سب مین تقسیم کیا جاوے اور امام شافعی فرماتے ہین کہ زوجہ کا حصہ ملتوی رکہا جاوے
یہانتک کہ وہ سب آپسمین صلح کرین اور مالکی کہتے ہین کہ جب آدمی اپنی عندیہ مین نا معلوم

بی بی کو طلاق دی مثلاً کہی کہ تجکو طلاق ہی اور یہہ نجانے کہ یہہ کونسی ہی تو طلاق
سب پر ہو جاویگی اور اگر ایک معین کو طلاق دیکر بھول جاوی تو اُنسے رکا رہی جبتک
کہ یاد آوی پہر اگر دن بڑہجاوین تو اُسکی لئی مدت ایلا کی یعنی چار مہینی مقرر کری اگر
اُنمین یاد آوی تو بہتر ہی ورنہ سب پر طلاق ہو جاویگی اور اگر یون کہی کہ تم مین سے
ایک پر طلاق ہی اور نیت سی اوسکو معین نکری تو سبکو طلاق ہو جاویگی اور امام احمدؒ
کہتی ہین کہ دونو صورتونمین بیبیونمین قرعہ ڈالے اسپر اُدیار نکلے نمین سی جماعت کی
روایت مین تصریح ہی اور حضرت علی اور ابن عباسؓ سی اُسکو بیان کیا ہی اور ظاہر
مذہب جسپر کہ سب اصحاب ہین یہہ ہے کہ غیر معین اور بھولے ہوئی مین کچھ فرق نہین اور صاحب
مغنی نے کہا ہی کہ غیر معین تو قرعہ سی باہر ہو جاویگی مگر بھولی ہوئی سبکو حرام کردیگی
یہانتک کہ بات کہلجاوی اور سب متفق ہو جاوین پس اگر خاوند مرجاوے تو میراث کی
کے لئی اُنمین قرعہ ڈالا جاوے اور کہا کہ اسمعیل بن سعیدؒ نے امام احمدؒ سی ایسی روایت کی ہی
کہ جس سی معلوم ہوتا ہی کہ بھولی ہوئی مین قرعہ حلال ہونیکی شناخت کی لئی نہین مستعمل
ہوتا بلکہ میراث کی پہچان کے لئی ہوتا ہی اور اسکا مطلب امام احمد سی بروایت کیا ہی اور ہمارے
شیخ فرماتے ہین کہ قرعہ کا استعمال دونو صورتونمین بجا ہی اسی پر جماعت کی روایت
مین امام احمد سی تصریح ہی اور عورتونکو نفقہ دینی اور یاد آنے تک روکنی اور اسکے

حتى يئذن او تخرجه الحمو
ايجاب النفقة عن سبب المنوف
والقرعة اقرب الى مقاصد
الشرع ومصلحة الزوج
والزوجات من تعطيلهن معلقات
وليس في الشرع نظير ذلك
وقد عين الشارع القرعة
طريقا اذا ضاقت الطرق كاخراج
المعتق من عتق وحل البضع كما روى
عن احمد اذا زوج الوليان من رجلين
ولم يعلم السابق فمن خرجت له القرعة
حكم بانه الاول وفي الشيخ ابو محمد

حرام کرنے اور نفقہ کے واجب کرنے مین چند خرابیان ہین اور بیبیونکو آدہر مین چہوڑدینے کی نسبت قرعہ ڈالنا شرع کے مقاصد کیطرف اور خاوند بیبیونکی بہتری کی لئے اچہا ہے اور شریعت مین اُدہر ڈالنے کی کوئی نظیر نہین اور جب سب راستے تنگ ہوجاتے ہین تو شرع نے قرعہ کی راہ مقرر کردی ہے مثلاً آزاد کو غیر آزاد سے جدا کرنے مین اور عورت کے ستر کو مرد پر حلال ہونے مین قرعہ ہوگا چنانچہ امام احمدؒ سے مروی ہے کہ جب عورت کے دو ولی اوسکا نکاح دو مردون سے کردین اور معلوم نہو کہ پہلا کونسا ہوا تو جسکا قرعہ نکلیگا اوسی پر اول ہونیکا حکم ہوگا اور شیخ ابو محمد کا قول یہہ ہے کہ قرعہ وہان لازم ہے جہان مرد کی بی بی اجنبی عورت کے ساتھہ مشتبہ ہوجاوے اُنکے قول کا جواب یہ ہے کہ دوام اور ابتدا کی دو حالتون مین فرق ہے جو صورت تم کہتے ہو اوسمین یہہ شک ہے کہ اجنبی عورت مین عقد حاصل ہوا یا نہین اور پہلے سے وہ حرام تہی اور غیر معین اور پہلی ہوئی مین حلال ہونا اور نکاح ثابت ہے اور شک اسکی بعد ہوا ہے کہ حرمت اسمین پیدا ہوئی یا اسمین تو اب یا دونو حرام ہوجاوین اسکی تو کوئی وجہ نہین یا دونو حلال رہین یا اختیار دیا جاوے یا ہمیشہ کو توقف کیا جاوے یا قرعہ ڈالا جاوے اور ازانجا کہ سوا قرعہ کے اور کسی چیز کے معتبر ہونے پر کوئی دلیل نہین اسلئی قرعہ ہی متعین ہوگیا **فصل** اور جو شخص کوئی قسم کہاکر بہولجاوے کہ کیا تہی تو اوسکو جن چیزونکی قسم کہائی جاتی ہے وہ سب لازم آئینگی

انه يلزم فيمن اشتبهت عليه زوجته
باجنبية والفرق بين مسالتي الدوام
والابتداء فانه هنا ثبات وهنا الحل
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
فقط [illegible]
[illegible] الرقعة ولا دليل على
مرتبا ويستعمل القرعة **فصل**
[illegible] الى غير القرعة
واما اذا حلف على يمين ثم نسي
ما حلف به فانه يلزمه جميع ما يحلف به

قول خلاف قیاس ہی بعضے مالکی اسکے قائل ہین اور اہل علم اسپر متفق ہین کہ اُس
شخص پر کچھہ لازم نہین آتا جبتک کہ یقین نہوا اور ہمارے شیخ کے قول پر صرف اُسکو
قسم کا کفارہ لازم ہی اسلئی کہ اونکے نزدیک سب قسمونکا عوض یہی ہی **فصل** اور جس
شخص نے کسی فعل کے کرنے پر قسم کہائی اور وقت معین نکیا تو جمہور کے نزدیک
اوسکو مہلت آخر عمر تک کی ہوگی مگر اسصورت مین کہ اپنی نیت مین کوئی وقت معین کرلے
تو اوسکی قید ہوجاویگی اور اگر اُس کام کے بالکل نکرنے پر عزم کرے تو عزم
کرنیکے وقت حانث ہوگا اسپر امام احمدؒ نے تصریح کی ہی اور امام مالکؒ کہتے ہین کہ
وہ کام کرنے تک حانث ہی رہیگا اور اوسمین اور اوسکی بی بی مین جدائی کردیجاویگی
یہانتک کہ جس کام پر قسم کہائی ہی اوسکو کرے اور یہہ مسئلہ امام مالک کی قاعدہ کی روسی ذریعہ
کی روکنی مین ہی اسلئی کہ جب مہلت وقت موت تک ہوگی تو قسم کا کیا فائدہ رہا اور طلاق کا
ایسی وقت سی مقید کرنا جو یقیناً آویگا مثلاً شہر اور برس کا شروع تو اسمین چار قول ہین ایک یہہ کہ کسی حال
مین طلاق نہوگی یہہ مذہب ابن حزم کا ہی اور ابو عبد الرحمن شافعی بھی اسکو اختیار کرتے ہین
اسلئی کہ طلاق شرط سی مقید ہونیکی قابل نہین جیسی نکاح اور بیع اور ایسے اور کہتے ہین کہ طلاق نہ تو اُسوقت
پڑیگی اسلئی کہ اُسنی طلاق کو فوراً واقع نہین کیا اور نہ میعاد کے آنے پر واقع ہوگی کیونکہ اوس سے
اُسوقت تو طلاق صادر نہوئی اور سوا میعاد آنیکے اور کوئی نئی بات نہین ہوئی اور اس قول کے

مقابل اُس شخص کا قول ہی کہ کہتا ہی کہ طلاق اُسیوقت پڑجاویگی اور یہہ قول امام مالکؒ اور ایک جماعت تابعین کا ہی انکی دلیل یہہ ہی کہ اگر طلاق اوسوقت نہ پڑی تو وہ صحبت جسمین وقت کی قید لگی ہوئی ہی وہ مباح ٹہر گئی حالانکہ نکاح متعہ اسی جہت سے حرام ہوا ہی کہ اوسمین میعاد کا دخل ہی جو لوگ کہ میعاد پر طلاق واقع کرتی ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ ابتدا کے حکم سے دوام کا حکم نہ لینا چاہیے اسلئے کہ شریعت نے دونو مین بہت جگہہ فرق کیا ہی مثلاً ابتداء عقد نکاح احرام مین فاسد ہی مگر اُسکا ہمیشہ رہنا فاسد نہین اسیطرح مرد کا عقد کرنا اپنی زوجہ کی عدت مین کہ اوسکی ابتدا فاسد ہے نہ دوام اور ایسی ہی ابتدا لونڈی کے نکاح کی باوجود قدرت آزاد عورت کے نکاح کی اور نہونے خوف زنا کی ابتدا فاسد ہے نہ دوام کو اور امام احمدؒ اور جو اونکی موافق ہین اُنکی نزدیک زناکار عورت کے عقد کی بھی ابتدا فاسد ہے نہ دوام اور اسیطرح کئی اور نظیرین ہین اور جس سبب سے کہ نکاح متعہ حرام ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ وہ عقد اصل ہی سے موقت تہا اور یہہ عقد مطلق ہی اور یہین جہت جب اسکو ایسی بات پیش آویگی جو عقد کو باطل کرے تو باطل نہوگا مثلاً اگر طلاق کو کسی شرط سے مقید کیا اور جانتا ہی کہ عورت ضرور کریگی یا خود اوسکو ضرور کریگا تاہم ہو نہین سکتا کہ اُسکی خلاف کرے تیسرا قول یہہ ہی کہ اگر طلاق مقید نہین ہونگی تو اُسیوقت پڑجاویگی اور اگر رجعی ہوگی تو وقت سے پہلے نہ پڑیگی اور امام احمدؒ کی دروایتون مین سے ایک یہہ ہی اور چوتہا قول یہہ ہی کہ صرف میعاد کے آنے پر طلاق پڑیگی یہہ قول جمہور کا ہی

فصل وأما ما افتى به الحسن وإبراهيم ومالك في إحدى الروايتين عنه أن من شك في انتقاض وضوئه توضأ احتياطا فأبى جمهور منهم الشافعي وأحمد وأبو حنيفة ومالك في رواية أنه لا يجب عليه إعادة الوضوء ويصلي بالوضوء الذي تيقنه وشك في انتقاضه واحتجوا بما أخرج مسلم عن أبي هريرة إذا وجد أحدكم في بطنه شيئا فأشكل عليه أخرج منه شيء أم لا فلا يخرجن من المسجد حتى يسمع صوتا أو يجد ريحا وهذا يعم المصلي وغيره والمحتجون للقول الأول يقولون الصلاة ثابتة في ذمته بيقين وهو شاك في براءة الذمة منها بهذا الوضوء والجواب أنها صلاة مستندة إلى طهارة متيقنة وشك في زوالها فلا يلتفت إلى الشك وأيضا فإن الشك لا يزيل اليقين كما لو شك هل أصاب ثوبه أو بدنه نجاسة أم لا فإنه لا يجب عليه غسله وقالوا اجتناب النجاسة ليس بشرط ولهذا لا يجب نيته وإنما هو مانع والأصل عدمه بخلاف الوضوء فإنه شرط وفي ثبوته شك

فصل اور جو فتوی کہ حسن اور ابراہیمؒ اور ایک روایت مین امام مالکؒ نے
دیا ہی کہ جو شخص اپنی وضو کی ٹوٹنی مین شک کری تو وہ احتیاطًا وضو کرے تو اس
مسئلہ مین جمہور کے نزدیک کہ انمین سی امام شافعی اور امام احمد اور امام اعظمؒ ہین
اور ایک روایت امام مالک کی بھی ہی یہہ ہی کہ وضو کا دوبارہ کرنا واجب نہین جس وضو
مین کہ یقین ہی اور اسکی ٹوٹنی مین شک ہی اوسی سی نماز پڑہلی اور ان لوگونکی حجت وہ
روایت ہی کہ مسلم نے ابوہریرہؓ سی کی ہی کہ جب تم مین سی کوئی اپنی پیٹ مین کچھہ پاوے
اور اوسکو شبہہ ہو کہ اوسمین سی کچھہ نکلا ہی یا نہین تو وہ مسجد سی نہ نکلی یہانتک کہ آواز
سُنّے یا بو پاوی اور یہہ بات نمازی اور غیر نمازی کو عام ہی اور پہلے قول والے کہتی
ہین کہ نماز اُس شخص کے ذمہ یقینی ثابت تھی اب اوسکو شک ہوا کہ اس وضو سی مین
اس سی بری الذمہ ہوا ہون کہ نہین اور اسکا جواب یہہ ہے کہ وہ نماز ایک طہارت معلوم
پر منسوب تھی جسکے باطل ہونیمین شک ہو گیا ہی تو شک کیطرف التفات نکیا جاویگا اور
نیز یہہ شک یقین کے دور کرنیمین موثر نہوگا جیسے اگر شک کری کہ میری کپڑی پر یا بدن پر
نجاست لگی ہی یا نہین تو اُسپر دہونا واجب نہوگا وہ لوگ یہہ تقریر پیش کرتے ہین کہ
نجاست سی بچنا شرط نہین اور اسی لحاظ سی اسکی نیت واجب نہین بلکہ نجاست ایک
مانع ہی اور اصل اُسکا نہونا ہی بخلاف وضو کی کہ وہ شرط ہی اور اوسکی ثابت رہنیمین

شک ہوگیا ہے اور چونکہ وضو سے پہلے نمازی بے وضو تھا تو اسمین اصل بے وضو ہونا ہی
ہوا اور جب طہارت کی حاصل ہونیمین شک ہوا تو ہمنے اصل کیطرف یعنی بے وضو ہونے
کیطرف رجوع کیا اسکا جواب یہ ہے کہ اصل بے وضو تہا تو طہارت کے یقین سے جاتا رہا اب
اصل طہارت ہی ہوگئی پس جب ہمنے بے وضو ہونیمین شک کیا تو اصل یعنی طہارت کیطرف
رجوع کیا تو کہان یہہ مسئلہ اور کہان وسواس جو شرع اور عقل سے برا ہے **فصل** اور یہہ جو تم
کہتے ہو کہ جس شخص پر کپڑے مین سے نجاست کی جگہہ پوشیدہ ہو جاوے تو اوسپر تمام کپڑے کا
دہونا واجب ہے تو یہہ وسواس کی قسم سے نہین بلکہ یہہ تو ان صورتونمین سے ہے کہ
واجب بدون اوسکی تمام نہین ہوتا اسلئے کہ اوسپر کپڑے کی ایک جزو کا دہونا واجب ہے
مگر اس جزو معین کو نہین جانتا اور اس واجب کی بجا آوری کے لئے کوئی سبیل جاننے
کی بجز تمام کپڑے کے دہو ڈالنے کی نہین **فصل** اور کپڑونکا مسئلہ جنمین پاک و ناپاک
ملکر معلوم نہ ہوتے ہون اختلافی ہے امام احمد کا مذہب اور ایک روایت مین امام مالک کا
یہہ ہے کہ نمازی ہر ایک کپڑے سے جدا جدا نماز پڑہے تاکہ یقین ہو جاوے کہ پاک کپڑے سے نماز
پڑہی اور امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور ایک روایت مین امام مالک وغیرہم
فرماتے ہین کہ اٹکل کرکے ایک کپڑے سے صرف ایک نماز پڑہے جیسے قبلہ کی معلوم ہونیکی
صورتمین اٹکل کیجاتی ہے اور مزنی اور ابو ثور کہتے ہین کہ نماز ننگے بدن پڑہے اسلئے کہ

الثوب النجس في الشرع كالمعدوم والصلوة فيه حرام وقد عجز عن الستر بطاهر فسقط فرض الستر وهو ضعيف والقول بالتحري هو الصواب سواء كثر عدد الثياب او قل ... المشقة وان قل عمل باليقين فإن شيخنا ... اجتناب النجاسة من باب التروك فاذا تحرى وغلب على ظنه طهارة ثوب فصلى فيه لم يحكم ببطلان صلاته بالشك فان الاصل عدم النجاسة وقد شك فيها كما لو استعار ثوبا او اشتراه والعلم بحاله ... وقول ابي ثور في غاية الفساد فانه لو تيقن نجاسة الثوب لكانت صلوته فيه خيرا و احب الى الله من صلوته متجردا بادي السوءة للناظرين وبكل حال فليس هذا من الوسواس المذموم **فصل** واما مسئلة اشتباه الاواني فليست من باب الوسواس ايضا وفيها اختلاف فقال احمد يتيمم ويتركها وقال مرة يريقها ... يكون عادما فقال ابو حنيفة رحمه الله ان كان الطاهر الاكثر

ناپاک کپڑا شرع مین مثل معدوم کی ہے اور اُس سے نماز پڑہنی حرام ہے اور پاک
کپڑے سے ستر کو ڈہانکنے سے عاجز ہوگیا اسوجہ سے ستر کی فرضیت اسکے حق مین نرہی اور یہہ
قول پوچ ہے اور اٹکل کرنیکا قول غالب ہے کہ گو شمار کپڑون کی زیادہ ہو
اور اٹکل کرے مشقت کی وجہ سے اور اگر شمار کم ہو تو یقین پر
عمل کرے - ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ نجاست سے احتراز
کرنا از قبیل ممنوع ہے پس اگر اٹکل کرے اور اپنے گمان مین ایک کپڑے کی طہارت
غالب جانکر اُس سے نماز پڑہلی تو شک کی باعث اسکی نماز کی باطل ہونیکا حکم نکیا جاویگا
اسلئے کہ اصل تو نجاست کا نہونا ہے اور اوسکا شک اُس کپڑے مین ہواہے تو اُسی سے نماز
پڑھ لے جیسے اگر کوئی کپڑا مانگ لیا یا خریدا اور اوسکا حال نجانتا ہوا اور ابو ثور کا
قول نہایت خراب ہے اسلئے کہ اگر بالفرض کپڑے کی نجاست کا یقین ہی ہوتا تب بھی تو
اس سے نماز پڑہنی خدا تعالی کے نزدیک محبوب تر اور بہتر تہی اس سے کہ ننگا اور دیکہنے والون
کے سامنے ستر کو کہولکر نماز پڑہتا بہرحال یہہ مسئلہ وسواس مذموم مین سے نہین

فصل

اور برتنونکی مشتبہ ہونیکا مسئلہ بھی وسواس کی قسم سے نہین اور اوسمین اختلاف ہے
امام احمدؒ فرماتے ہین کہ تیمم کرلے اور برتنونکو چہوڑدے اور ایکبار یہہ فرمایا ہے کہ انکا
پانی گرادے تاکہ پانی کا گم کرنیوالا ہوا اور امام اعظمؒ فرماتے ہین کہ اگر پاک برتن زیادہ ہون

تب تو اٹکل کرے ورنہ نکرے اور امام شافعی اور بعض مالکی کہتے ہین کہ ہر حالمین اٹکل کرے
اور عبد الملک ماجشون کا قول ہے کہ ہر برتن سے جدا وضو کرے اور نماز پڑہے اور محمد بن مسلمہ
مالکی کہتے ہین کہ انمین سے ایک سے وضو کرے اور نماز پڑہے پہر جو کچہہ اسمین اوسکے بدن کو
لگا ہوا اسکو دہووے پہر دوسرے سے وضو کرکے نماز پڑہے اور ایک لوگ کہتے ہین جنمین سے
ہمارے شیخ ہین کہ جون سے برتن مین سے چاہے وضو کرلے اسنظر سے کہ پانی کو کوئی چیز بدون
تغیر کے ناپاک نہین کرتی غرضکہ یہہ مسئلہ مشکل ہے اور جگہہ ترجیح کی نہین **فصل** اور قبلہ
کے مشتبہ ہونیکی صورت مین اہل علم کا یہی قول ہے کہ اجتہاد کرکے ایک ہی نماز اپنی
اٹکل کیجانب کو پڑہلے اور کچہہ لوگون نے خلاف اسکی کہا ہے کہ چار نمازین چار طرفکو پڑہے
ان لوگونکا قول خلاف قیاس اور مخالف سنت کے ہے انہون نے اسکا التزام کپڑون کے
مسئلہ سے کیا ہے اور یہہ مسئلہ اور دوسرا مسئلہ جسکے التزامات دلیل کے جاری کرنےمین
انکی طرف التفات نہین ہوتا اور ایک اسکی نظیر نجاست کے دور کرنےمین نیت کی شرط
ہونیکو لازم پکڑنا ہے کہ جب حنفیون نے اسکا انپر الزام لگایا تو کسی نے انمین سے کہا
کہ ہم اسکے قائل ہین اور ایک نظیر جمعہ کے ملجانیکی ہے امام کے ساتھ ایک رکعت ملنے سے کہ
جب حنفیون نے آپس مین اپنے نزاع کرنیوالونکو جمعہ اور جماعت کی برابر ہونیکا الزام
لگایا تو بعضون نے اوسکو لازم پکڑلیا **فصل** اور جو شخص کسی دنکی ایک نماز نہ پڑہے

بعض المالكية يتحرى بكل واحد وقال
عبد الملك الماجشون يتوضأ
محمد بن مسلمة من المالكية يتوضأ
القبلة فالذي عليه اهل العلم انه يجتهد فيصلي
فصل

لم يعلم عينها ففيه خلاف فقال
مالك والشافعي واسحق يلزمه
خمس صلوات ليعلم البراءة وقال
الاوزاعي وزفر ومحمد بن مقاتل
من الحنفية يصلي رباعية
ينوي بها ما عليه ويجلس
عقيب الثانية والثالثة والرابعة
وهذا بناء على انه يخرج من الصلاة بدون
التشهد والسلام وان نية الفرضية يكفي
عن تعيين كما في الزكوة وان الجلوس لا يضر
زيادته لانه من جنس الصلوة وقال سفيان
الثوري ومحمد بن الحسن يصلي فجرا ومغربا
واربعا ينوي بها ما عليه وقال
عبد الله بن احمد سمعت ابي يقول في من
سأله عن رجل ذكر ان عليه صلوة
لم يعينها فصلى ركعتين وجلس وتشهد
وينوي بها الغداة ولم يسلم ثم قام فاتى
بركعة فجلس وتشهد وينوي
بها المغرب وقام ولم يسلم
فاتى برابعة ثم جلس وتشهد
وينوي بها الظهر او العصر
او العشاء ثم سلم
هل يجزيه وبعض عنده
على مذهب العراقيين

اور سمجہتا ہو کہ کونسی تہی تو اِس مسئلہ مین خلاف ہی امام مالک اور امام شافعی اور اسحق
تو یہہ کہتے ہین کہ اوسکو پانچ نمازین لازم ہین تاکہ برائت یقینا ہو جاوے اور اوزاعی اور
زفر اور محمد بن مقاتل حنفیون مین سے یہہ کہتے ہین کہ چار رکعتین اسطرح پڑہے کہ جو نماز اوسکی ذمہ
ہی اوسکی نیت کرے اور دوسری اور تیسری اور چوتھی رکعت کی بعد بیٹہی اور یہہ صورت
اِس تین اصل پر مبنی ہی ایک یہہ کہ نماز مین سے بدون التحیات اور سلام کے باہر ہو جاتا ہی اور دوسرا یک
یہہ کہ صرف فرض ہونیکی نیت کافی ہی بدون مقرر کرنے فجر و ظہر وغیرہ کی جیسے زکوۃ مین صرف
نیت فرض کافی ہی اور ایک یہہ ہی کہ جلسہ کا زیادہ ہو جانا ضرر نہین کرتا اسوجہ سے کہ وہ
نماز ہی کی جنس سے ہی اور سفیان ثوری اور محمد بن الحسن کہتے ہین کہ فجر اور مغرب کی نماز پڑہلے
اور چار رکعتین اور پڑہے اُنسے نیت اپنے ذمہ کی نماز کی کرے اور عبد اللہ بن احمد کہتے ہین کہ
مین نے اپنے باپ سے سُنا ہی کہ اُنسے ایک شخص نے یہ مسئلہ پوچہا کہ ایک شخص کو یاد ہوا کہ
میرے ذمہ کوئی نماز ہی اور تعیین یاد نہین اسکی لئے اوسنے دو رکعتین پڑہین اور بیٹہکر تشہد
پڑہا اور اِن دونوسے نیت صبح کی نماز کی کرلی اور سلام نہ پہیرا پہر کہڑا ہو کر ایک رکعت اور
پڑہی اور بیٹہکر التحیات پڑہکر نیت مغرب کی کرلی اور بدون سلام پہیرے کہڑا ہو گیا پہر
چوتھی رکعت شامل کی اور بیٹہکر تشہد پڑہا اور اُن سے نیت ظہر یا عصر یا عشا کی کرلی
پہر سلام پہیر دیا تو آپنے فرمایا کہ یہہ امر اوسکو کافی ہی اور عراقیون کے نزدیک نماز ادا

لما فهم الصحيح في التشهد على
خبر ابن مسعود اذا قلت هذا فقد
تمت صلوتك وما على مذهب
صاحبنا ابي عبد الله الشافعي و
مذهبنا فلا يجزي عنه لانا
نذهب اتفق الصحيحين ما التكبير
وتحليلها التسليم ونذهب ا ل
الصلوة على رسول الله صلى الله عليه و
الوقت فيهما قال ابو البركات هذا من الجانبين
ان قضاء الواحد لا يجزيه لتعذر التحايل
المعين لا تفق نيته التعيين فاذا قضى الان
قال الثوري انه فهم المفسد بكل حال

ہوجاتی ہی اسلئے کہ اُنہون نے حضرت ابن مسعودؓ کے اس قول پر تشہد مین عمل
کیا ہی کہ جب تو یہہ کہلی یعنی التحیات پڑہلے تو تیری نماز پوری ہوگئی مگر ابو عبد اللہ شافعی
کے اور ہماری مذہب پر کافی نہوگی اسلئے کہ ہم اس حدیث کو سند کرتے ہین کہ نماز
کے اندر آنا اللہ اکبر کہنا ہی اور اس سی باہر نکلنا سلام ہی اور ہمارا مذہب ہی التحیات
مین درود پڑہنا آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم پر ابو البرکات فرماتے ہین کہ یہ روایت جو
امام احمدؒ سی ہی ظاہر کرتی ہی کہ ایک نماز کی قضا اوسکو کافی نہوگی اسلئے کہ نماز کی
باہر آنا معتبر طور پر دشوار ہی نہ اسلئے کہ معین کرنا نیت کا فوت ہوگیا پس جب تین کو
قضا کریگا تو ثوری کہتی ہین کہ مفسد نماز جاتا رہا بہرحال اسمین کچھہ وسواس و انکو
راحت نہین **فصل** اور جسکو اپنی نماز مین شک ہو تو وہ یقین پر بنا کرے اسلئے کہ
اوسکا ذمہ شک سی پاک نہوگا اور یہہ جو ذکر کیا ہی کہ شکار کا کہانا حرام ہی اسصورت
مین کہ شکاری کو شک ہوجاوے کہ وہ زخم سی مرا ہی یا پانی سی اور اسصورتین کہ اُسکے کتی
کے ساتھہ دوسرا کتا لگیا ہی تو یہہ امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے ہی ارشاد فرمایا
ہی اور اسکی وجہ یہہ ہی کہ علت کی سبب مین شک ہوگیا اور حیوان مین اصل حرمت ہی بخلاف
اُن اشیا کے جنمین اصل حلت ہی جیسی کہانا یا کپڑا خریدا جسکا حال معلوم نہین تو اُسکا
استعمال جائز ہی گو شک ہو کہ یہ ناپاک ہی یا نہین اسلئے کہ شرط کا جب معتبر کرنا مشکل ہوتا ہی

۱۲ اوسواس

فصل واما شك في هذا الحكم الموسوسين فصل وانما شك
فصلوته فانه يبني على اليقين لانها الاصل لا يبرأ
واما التحريم اكل الصيد اذا غاب كلبه كلبا غيره في الذي
بابا ونحرم اكله اذا خالط كلبه فانه كلبا فيشارك في
امر به النبي صلى الله عليه وسلم والاصل في الحيوان التحريم فلا
سبب الحل والاصل في الاشياء
ما لم ان الاصل
فيه الحل كما لو اشترى
طعاما او ثوبا لا يعلم حاله
جاز استعمالها لانه
الاشياء الحل فلا يحرم الا فان
الشرط ينتفي اعتباره

او کان له اصل عام المانع
لم یلتفت الی ذالک فالاول
کما اذا اتی بلحم لا یعلم اهل
سمی ذابحه ام لا وهل استوفی
شروط ذبحه ام لا فهذا لا یشرع
التفتیش عن ذالک وقالت عائشه

یا اصل مانع نہونا ہوتی ہی تو اوسکی طرف التفات نہین کیا جاتا پہلی صورت کی
مثال یہہ ہی کہ جیسے کسیکے پاس گوشت آوی اور اوسکو معلوم نہو کہ ذبح کرنیوالی نے
بسم اللہ کہی یا نہین اور شرطین ذبح کی پوری کین یا نہین تو یہہ امور قابل التفات
نہین اسلئی کہ انکی تفتیش مین دقت ہی اور حضرت عایشہ رض نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیخدمت مین عرض کیا کہ کچہہ لوک باہر کے ہماری پاس گوشت لاتے ہین مگر ہمکو معلوم
نہین کہ اونہون نے اسپر خدا کا نام لیا ہی یا نہین آپنے فرمایا کہ تم بسم اللہ کہکر کہا لیا
کرو باوجودیکہ آپنے منع فرمایا ہی اوس جانور کے کہانیسے جسپر خدا کا نام لیا گیا
ہو اور دوسری صورتکی مثال وہ ہی جو پانی اور کہانیکی مذکور ہوئی **فصل** امید
جو حال تہی ابن عمر اور ابو ہریرہ رض کا ذکر کیا تو خود اُن دونو صاحبون نے تنہا ایسا
کیا اور صحابہ نے نہین کیا اور حضرت ابن عمر رض فرمایا کرتے تہی کہ مجکو وسواس ہے تم
میری پیروی مت کرو اور ظاہر مذہب امام شافعی اور احمد کا یہہ ہی کہ وضو مین دونون
آنکہونکے اندر کا دہونا مستحب نہین اور یہہ امر مرضی ہی اسلئی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے منقول نہین کہ آپنے اُسکو کیا ہو یا اسکا حکم دیا ہو حالانکہ آپکو بہت لوگون نے وضو
کرایا ہی مثل حضرات عثمان اور علی اور عبد اللہ بن زید اور ربیع بنت معوذ وغیرہم کے
اور کسی نے یہہ امر آپ سے نقل نہین کیا اور جنابت مین اسکی واجب ہونے پر امام احمد سے

علیه وآله وسلم ان ناسا یاتوننا باللحم
لا ندری اذکروا اسم الله علیه ام لا فقال سموا
علیه وکلوا مع انه قد نهی عن اکل ما لم یذکر
اسم الله علیه والثانی کما ذکرنا من الماء و
الطعام **فصل** واما ما ذکرتموه عن ابن عمر و
ابی هریره رضی الله عنهما فشیء تفرد به
دون الصحابه وکان ابن عمر یقول انی رجل موسوس
فلا تقلدونی وظاهر مذهب الشافعی واحمد ان
غسل داخل العینین فی الوضوء لا یستحب
و انه هو الصحیح لانه لم ینقل عن رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم انه فعله
ولا امر به وقد وضأه جماعة
عثمان وعلی وعبد الله
ابن زید والربیع بنت
معوذ وغیرهم فلم ینقل
احد منهم ذالک عنه وفی وجوبه
فی الجنابه روایتان عن احمد

دو روایتین ہین اُنمین سے صحیح تر یہہ ہے کہ واجب نہین اور یہی قول جمہور کا ہے اور اسی بنا پر اگر نجاست سے انکا دہونا واجب ہے تو اولی ہے اسلئے کہ کئی کئی بار دہونا اور بدیر کرنیسے غالب نقصان ہی ہے اور شافعی اور حنفی کہتے ہین کہ دہونا واجب ہے کیونکہ آنکہو مین نجاست کا لگنا بہت کم ہوتا ہے اور بعض فقہا نے امام احمد کے توابع مین سے یہہ مبالغہ کیا کہ وضو مین ان دونو کا دہونا واجب کیا مگر انکا قول قابل التفات اور دلیل کے نہین اور صحیح یہہ ہے کہ وضو اور جنابت اور نجاست کسیمین اندر سے دہونا واجب نہین اور حضرت ابوہریرہؓ کا فعل ایک ایسی چیز ہے جسکی تاویل غیرون نے کی ہے اور خلاف کیا ہے اور انپر اعتراض کرتے تھے اور اس مسئلہ کا نام اطالۃ الغرہ ہے اگرچہ غرہ سفیدی چہرہ کے لئے خاص ہے (سفیدی کا بڑہانا) اور فقہا اس مسئلہ مین مختلف ہین امام احمدؒ سے اسمین دو روایتین ہین ایک یہہ کہ مستحب ہے اور یہی قول امام اعظم اور شافعی کا ہے اور اسکو اختیار کیا ہے ابوالبرکات ابن تیمیہ وغیرہ نے اور دوسری روایت یہہ ہے کہ مستحب نہین اور یہہ مذہب امام مالکؒ کا اور ہمارے شیخ ابوالعباس کا ہے جو لوگ مستحب کہتے ہین وہ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث سے سند کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے چہرے اور ہاتھہ پانو نورانی ہونگے قیامت کے دن وضو کے نشان سے پس جو کوئی تم مین سے کر سکے وہ اپنی چہرہ اور ہاتھہ پانو کے نور کو بڑہالے یہہ روایت بخاری اور مسلم دونون کی ہے اور اسوجہ سے کہ سفیدی ایماندار کو اوسی جگہہ تک پہنچیگی جہانتک وضو کا پانی لگیگا اور

فقد وجب غسلهما في الوضوء وهو قول لا يلتفت اليه ولا يجب عليه في الوضوء ولا الجنابة ولا النجاسة وأما فعل أبي هريرة فهو شيء تأوله وخالفه فيه غيره وكانوا ينكرونه عليه وهذه المسألة تلقب بمسألة إطالة الغرة

اطالۃ الغرۃ

وإن كانت الغرة في الوجه خاصة وقد اختلف الفقهاء في ذلك وفيها روايتان عن أحمد إحداهما يستحب وهو قول أبي حنيفة والشافعي واختارها أبو البركات ابن تيمية وغيره والثانية لا يستحب وهو مذهب مالك واختيار شيخنا أبي العباس والذين يستحبون ذلك يحتجون بحديث أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن أمتي يدعون يوم القيامة غرا محجلين من آثار الوضوء فمن استطاع منكم أن يطيل غرته فليفعل متفق عليه وبأن الحلية تبلغ من المؤمن حيث يبلغ الوضوء

قال النافون للاستحباب قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم ان الله حد حدودا فلا تعتدوها وان الله سبحانه جعل المرفقين والكعبين غاية لهما وانه لم ينقل الى الآن من فعل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وان الكف ... الى غسل الفخذ والغلو والذين ... قال صلى الله عليه وآله واياكم والغلو ... عن ابى هريرة عن نعيم المجمر وقال ... قال الراوي فمن استطاع منكم ان يطيل غرته فليفعل من قول رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم او من قول ابى هريرة وروى عنه ذلك الامام احمد فى المسند واما حديث الحلية فالحلية الزينة ... اذا جاوزت محلها

فصل واما قولكم ان الوسوسة اخرى عليه ... اهل التفريط والاسترسال ... كيف النفى فاعلم ان الله نهى عن الامرين افراط وتفريط وغلو وتقصير فى غير موضع كقوله ولا تجعل يدك مغلولة الى عنقك ولا تبسطها كل البسط والذين

جو لوگ مستحب ہونیکی نفی کرتے ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالی نے حدونکو معین کر دیا ہی تو اُنسے آگے مت بڑہو اور خداوند کریم نے وضو مین کہنیان اور ٹخنے حدین ٹھہرائی ہین تو اُنسے بڑہنا بیجا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی یہہ امر نقل نہین کیا جسنے کہ آپکے وضو کی نقل کی ہی اور اسلئی کہ یہہ امر وسواس کی جڑ ہی ہوتی ہوتے ران اور شانہ تک کی دہونیکا ذریعہ ہو جائیگا اور اسلئی کہ یہہ مبالغہ ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ دین مین مبالغہ سی بچو اور حدیث جو اوپر نقل کی ہی تو اوسکا راوی حضرت ابوہریرہؓ سی نعیم مجمر ہی وہ کہتا ہی کہ اتنا جملہ حدیث کا (جو کوئی تم مین سی کر سکے وہ اپنی پیشانی اور ہاتھ پانو کے نور کو بڑہا لے) مجکو نہین معلوم کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہی یا حضرت ابوہریرہؓ کا روایت کیا ہی اُس سی اس امر کو امام احمدؒ نے مسند مین اور حدیث زینت جو نقل کی ہی تو زینت جبہی تک ممکن ہی کہ بر محل ہو اور جب اپنی جگہہ سی تجاوز کریگی تو زینت نرہیگی **فصل** ورینہ جو تم کہتی ہو کہ وسواس اس بات سی بہتر ہی کہ نقصان والے اور مطلق العنان لوگ اور کام چلانے والے جیسے چلے اُپر ہین تو بخدا یہہ دونو باتین یعنی تمہاری اور اُنکی فعل دو طرفین زیادتی اور کمی اور مبالغہ اور کوتاہی کی ہین اور اللہ تعالی نے بہت جگہہ دونوسی منع فرمایا ہے مثلاً ارشاد ہی وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ اور وَالَّذِينَ
اور نہ رکھہ اپنا ہاتھ بندہا اپنی گردن کے ساتھہ اور نہ کہولدی اسکو نرا کہولنا پہر تو بیٹھہ رہی الزام کہایا ہارا ادرہ

كل البسط والذين ... الى عنقك ولا تبسطها ... يدك مغلولة ... فى غير موضع كقوله ولا تجعل ... فنهى الله سبحانه عن الامرين ... افراط وتفريط وغلو وتقصير

إذا أنفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا وكان بين ذلك قواما وخير الناس النمط الأوسط الذين ارتفعوا عن تقصير المقصرين ولم يبلغوا غلو المعتدين

فصل ومن أعظم مكائده التي كاد بها أكثر الناس وما نجا منها إلا من لم يرد الله فتنته ما أوحاه قديما وحديثا إلى حزبه وأوليائه من الفتنة بالقبور حتى آل الأمر فيها إلى أن عبد أربابها من دون الله وعبدت قبورهم واتخذت أوثانا وبنيت عليها الهياكل وصورت صور أربابها فيها وكان أول هذا الداء العظيم في قوم نوح كما أخبر سبحانه عنهم في كتابه حيث يقول قال نوح رب إنهم عصوني واتبعوا من لم يزده ماله وولده إلا خسارا ومكروا مكرا كبارا وقالوا لا تذرن آلهتكم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا يغوث ويعوق ونسرا وقد أضلوا كثيرا ولا تزد الظالمين إلا ضلالا قال ابن جرير حدثنا ابن حميد حدثنا مهران عن سفيان عن موسى عن محمد بن قيس أن يغوث ويعوق ونسرا كانوا قوما صالحين من بني آدم وكان لهم أتباع يقتدون بهم فلما ماتوا قال أصحابهم

إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا اور اسیطرح اور بہت مین
اور لوگونمین سی بہتر وہ ہین جو درمیانی طور پر ہین کہ کوتاہی کرنیوالونکے مرتبہ سی بڑہے
ہوئی ہین اور زیادتی کرنیوالونکی مبالغہ پر نہین پونہچی **فصل** ور شیطانکی مکرون سے
جس سی کہ اوسنی اکثر لوگونکو فریب دیا ہی اور اُس سی سوا اوس شخص کی جسکا امتحان
خدا تعالی نے نہین چاہا کوئی نہین بچا وہ ہی جو اوسنی اپنی جماعت کی کانمین قبر دنکا
فتنہ پہونکدیا یہانتک کہ یہ نوبت ہوگئی کہ قبر والے پجنے لگے اور بت ٹھہرائی گئی اور انپر گنبد
بنی اور اُنکی تصویرین کھچین اور یہہ مرض شروع ہین حضرت نوح علیہ السلام کی قوم مین تہا
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ
إِلَّا خَسَارًا وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ
وَيَعُوقَ وَنَسْرًا وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا ابن جریر کہتی ہین کہ ان
بتونکا حال ہمکو جو معلوم ہوا ہی وہ یہہ ہی کہ ہم سی حدیث بیان کی ابن حمید نے اور
اوس سے مہران نے اور اُس سے سفیان نے اور اوس سے موسی نے اور اوس سے محمد بن قیس نے کہ یغوث
اور یعوق اور نسر بنی آدم مین سی اچھی لوگ تھی اور اُنکی بہت پیرو تھی جو اُنکی اقتدا کرتی
تھی جب وہ مرگئی تو اونکی پیرو دن نے کہا کہ اگر ہم اُنکی صورت بنالین تو جب ہم اُنکو یاد
کرینگی ہمکو زیادہ شوق عبادت کا دلاوینگی اس لحاظ سی اُنکی صورتین بنائین جب وہ مرگئے

اور دوسری لوگ آئی تو ابلیس نے چپکے سے آکر اونسے کہدیا کہ وہ لوگ تو انکی عبادت
کیا کرتے تھے اور انکی ذریعہ سے مینہ کی درخواست کیا کرتے تھے پس انہون نے انکی پرستش اختیار
کی سفیانؒ اپنے باپ سے اور وہ عکرمہؓ سے راوی ہین کہ حضرت ادم اور نوح علیہما السلام
کے درمیان دس قرن تھے کہ سبکے سب مسلمان تھے اور ہمسے حدیث کی ابن عبد الاعلی نے معمر سے
اور انہون قتادہؒ سے کہ انہون نے آیت مذکورہ کی تفسیر مین فرمایا کہ یہہ بت وہ معبود تھے
جنکی عبادت حضرت نوحؑ کے لوگ کرتے تھے پھر عرب والون نے انکی عبادت اونکی بعد کی اور
سے وَدّ تو قبیلہ کلب کا بت دومۃ الجندل مین تھا اور سواع ہذیل کا اور یغوث بنی غطیف
بن مراد کا اور یعوق ہمدان کا اور نسر ذی الکلاع کا حمیر مین سے اور وانہی نے ابن
عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہہ بت زمانہ نوحؑ مین پجتے تھے اور بخاریؒ کہتے ہین کہ ہمسے حدیث
کی ابراہیم بن موسی نے اور انسے ہشام نے اور انسے ابن جریج نے کہ عطاؒ ابن عباسؓ
سے راوی ہین کہ جو بت قوم نوح علیہ السلام مین تھے وہ بعد کو عرب مین ہو گئے اسطرح کہ وَدّ
تو کلب کا ہوا دومۃ الجندل مین اور سواع ہذیل کا اور یغوث اول مراد کا تھا پھر بنی غطیف
کا ہوا سبا کے پاس جرف مین اور یعوق ہمدان کا اور نسر حمیر کی ذی الکلاع کی اولاد کا اور
یہہ نام چند نیکبخت لوگونکے ہین قوم نوحؑ سے جب وہ مر گئے شیطان نے انکی قوم سے کہا کہ جن
بیٹھکون مین یہہ لوگ بیٹھا کرتے تھے بت قائم کرو اور انکے وہی نام رکھو جو ان لوگونکے تھے

ذی الکلاع اسماء رجال صالحین
من قوم نوح فلما هلکوا
اوحی الشیطان الی قومهم
ان انصبوا الی مجالسهم
التی کانوا یجلسون فیها
انصابا وسموها باسمائهم

اُنہون نے تمثیل کی مگر اُنکی پرستش نکی جب یہہ لوگ مرگئے اور علم جاتا رہا تو اُنکی
پرستش ہوئی اور سلف مین سے کئی شخصون نے کہا ہی کہ یہہ لوگ حضرت نوح کی قوم مین
نیکبخت تھے جب وہ مرگئے تو لوگ بیٹھے اُنکی قبرون پر پھر اونکی شکلین بنائین پھر اُنپر مدت
گذر گیا تو اُنکی عبادت کرنے لگے ان لوگون نے دو بلا مین جمع کین ایک قبرونکی دوسری
مورتونکی اور یہہ وہی دونو بلا مین ہین جنکی طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس حدیث
مین جسکی صحت پر حضرت علیہ السلام کا اتفاق ہی اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین ایک بتخانہ کا ذکر کیا جسکو اُنہون نے حبشہ مین دیکھا تھا اور
اُسکا نام ماریہ تھا تو جو کچھ اُسمین مورتین دیکھین تھین اُنکا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ یہہ وہ
لوگ ہین کہ جب اُنمین سے کوئی بندہ یا مرد صالح مرجاتا ہی تو اوسکی قبر پر مسجد بناتے ہین
اور اوسمین اُسکی تصویر بناتے ہین یہہ لوگ خدا کے نزدیک بدترین خلق ہین — اور یہی
باعث تھا لات کی پرستش کا چنانچہ ابن جریر نے اپنی اسناد سے منصور سے روایت کیا ہے
اور اُنہون نے مجاہد سے افرایتم اللات والعزی کے بیان مین کہ لات اُنکے لیے ستو گھولا
(سلاو یکھو لات اور عزی ۱۲)
کرتا تھا جب وہ مرگیا تو اوسکی قبر پر بیٹھے رہے — اب تمنے دیکھہ لیا کہ سبب یغوث اور
یعوق اور نسر اور لات کی پرستش کا اُنکی قبرونکی تعظیم تھی ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ
اسیوجہ سے شارع نے قبرون پر مسجدین بنانے سے منع فرمایا ہی اور یہی بات ہی جسنے بہت سے

ذکرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنیسۃ [illegible] بارض الحبشۃ [illegible]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible]
[illegible]

لوگونکو شرک اکبر یا اوس سی کمتر شرک مین ڈالا ہی یعنی لوگ اُن نیکبخت لوگون کی
مورتون سی اور اُن مورتونسے جنکو ستارونکا طلسم بناتے تھی اور اِسیطرحکی
مورتون سی مشرک بنگئی اِسلئی کہ ایسے مرد کی قبر سی جسکی نیکبختی کا اعتقاد ہو شرک کرنا نفسون
سی قریب تر ہی لکڑی یا پتہر کے ساتھہ شرک کرنے سی اور اِسیوجہ سی اہل شرک کو
دیکھتی ہو کہ قبرون کے پاس تضرع اور عاجزی کرتے ہین اور عبادت دل سی کرتے ہین
کہ اوسطرحکی خدا کے گہرونمین نہین کرتے نہ سحر کیوقت اور بعض لوگ قبرونکو سجدہ کرتے
ہین اور اکثر لوگ قبر کے پاس کی نماز و دعا مین ایسی برکت کی توقع کرتے ہین جو مسجدون
مین نہین کرتے تو اِسی خرابی کیواسطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِسکی بہری سی جڑ ہی
کاٹ دی کہ قبرستانمین نماز پڑہنی کو مطلق منع فرمادیا گو نمازی کا قصد اپنی نماز مین
اوسجگہہ کی برکت حاصل کرنیکا نہو جیسے کہ نماز پڑہنی آفتاب کی نکلنی اور ڈوبنی کیوقت
منع فرمائی اِسلئی کہ یہہ ایسے اوقات ہین کہ مشرک اُسمین آفتاب کیواسطی نماز کا قصد کیا
کرتے ہین اِسی نظر سی اوسوقت نماز سی منع فرمادیا گو نمازیونکا قصد وہ نہو جو مشرکونکا
ہوتا ہی مگر یہہ واسطہ دور کرنیکو منع فرمایا اور اگر نماز سی قصد اُس جگہہ کی برکت لینی کا ہو
تو یہہ صریح دہوکا دینا ہی اللہ تعالی اور اوسکے رسول کو اور مخالفت ہی اوسکی دین
کی اور ایجاد کرنا ہی ایسی دین کا جسکی اجازت اوسنی نہین دی - غرضکہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین متین سے یہہ بات یقیناً جانی گئی کہ قبرونکے پاس نماز پڑہنے کی ممانعت ہے اور یہہ کہ آپنے اُس شخص پر لعنت کی ہے جو قبرونکو مسجدین کرے اور علما کے اکثر گروہونے بوجہ پیروے حدیث صحیح صریح کے قبرونپر مسجدین بنانے سے صاف منع کر دیا ہے اور امام احمد اور مالک اور شافعی نے اسکو حرام کہا ہے اور کچھہ لوگونے مکروہ کہا ہے مگر یون مناسب ہے کہ مکروہ تحریمی اوس سے مراد لیا جاوے تاکہ ان لوگونکے ساتھہ حسن ظن ہو ورنہ اُنپر یہہ گمان ہوگا کہ جس باتکے کرنیوالے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لعنت کا کرنا اور اُس سے منع فرمانا بتواتر ثابت ہوچکا ہے اُسکو یہہ لوگ جائز رکھتے ہین چنانچہ صحیح مسلم مین جندب بن عبد اللہ بجلی سے روایت ہے کہ مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پانچروز پیشتر آپکی وفات شریف کے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ مین بری ہوتا ہون اللہ کیطرف اس سے کہ تم مین کوئی میرا کوئی خلیل ہو اور اگر مین خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا سنلو کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیا کی قبرونکو مسجدین بناتے تھے خبردار تم قبرونکو مسجدین مت بنائیو کہ مین تمکو اس سے منع کرتا ہون اور حضرت عائشہ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مریض ہوے تو اپنے چہرہ مبارک پر اپنی ایک چادر ڈالنے لگے پس جب گھبرائے تو اوسکو اتارڈالا اور اسی حالمین فرمایا کہ لعنت ہے خدا کی یہود اور نصاریٰ پر کہ اُنہونے اپنے انبیا کی قبرونکو مسجدین بنالیا اور اس سے آپکو اُنکے فعل سے ڈرانا منظور تہا روایت کیا اسکو بخاری

وفی الصحیحین عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال قاتل الله الیهود والنصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد وفی روایة لمسلم لعن الله الیهود والنصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد فقد نهی عنه فی آخر عمره ثم انه لعن من فعل ذلک من اهل الکتاب

وفی الصحیحین عن عائشة رضی الله عنها ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال فی مرضه الذی لم یقم منه لعن الله الیهود والنصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد ولولا ذلک ابرز قبره غیر انه خشی ان یتخذ مسجدا

وقولها خشی بضم الخاء تعلیل لمنع ابراز قبره وروی الامام احمد باسناد جید عن عبد الله بن مسعود ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال ان من شرار الناس من تدرکهم الساعة وهم احیاء والذین یتخذون القبور مساجد

وعن زید بن ثابت ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لعن زائرات القبور والمتخذین علیها المساجد والسرج رواه الامام احمد واهل السنن

اور مسلم نے اور صحیحین میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالی یہود اور نصاری کو مارے کہ انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مسجد بنایا
اور مسلم کی روایت میں ہے کہ لعنت کرے خدا تعالی یہود اور نصاری پر کہ اپنے انبیا کی
قبروں کو مسجد بنایا بہرحال قبروں کو مسجد بنانے سے آپ نے اپنی آخر عمر میں منع فرمایا اور اہل
کتاب میں سے جس نے ایسا کیا اوسکو لعنت فرمائی تاکہ اپنی امت کو اس فعل سے ڈراویں
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اوس مرض میں فرمایا
جس سے کہ نہ اٹھے کہ لعنت کرے اللہ تعالی یہود اور نصاری کو کہ انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں
کو مسجد بنایا اور اگر یہہ بات آپ ارشاد نفرماتے تو آپکی قبر شریف بھی کھلی رہتی مگر
اسکا ڈر ہوا کہ کہیں مسجد نہو جاوے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور حضرت عائشہ
کی قول میں خُشِیَ بصیغہ مجہول علت ہے قبر کے کھلا نرکہنے کی اور امام احمد نے سند جید سے
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں
میں سے بدترین وہ ہونگے کہ اونکو قیامت آلیگی اور وہ زندہ ہونگے اور وہ لوگ کہ قبروں کو
سجدہ گاہ بناتے ہیں اور زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ خدا تعالی لعنت کرے قبر کی زیارت کرنیوالی عورتوں پر اور ان لوگوں پر جو قبروں پر
مسجدیں بناویں اور چراغ دھریں اسکو امام احمد اور سنن والوں نے روایت کیا ہے

اور صحیح بخاری مین ہی کہ حضرت عمرؓ نے انس بن مالکؓ کو ایک قبر کے پاس نماز پڑہتی دیکہکر فرمایا کہ قبر ہی قبر — اس سی معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ کے نزدیک ٹھہری ہوئی بات تہی کہ قبر کے پاس نماز منع ہی مگر حضرت انس کو قبر کا خیال نرہا اور ابو سعید خدریؓ فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زمین بالکل مسجد ہی سوا مقبرہ اور حمام کے اسکو امام احمد اور سنن والونے روایت کیا ہی اور ابو حاتم اور ابن حبان نے اسکو صحیح کہا ہی اور اس سی بڑہکر ممانعت قبر کیطرف نماز پڑہنی کی ہی کہ نمازی مین اور قبر مین کچہہ آڑ نہو چنانچہ مسلم نے ابی مرثد غنوی سی روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قبرون پر مت بیٹہو اور نہ انکی طرفکو نماز پڑہو اور اس حدیث سی اس شخص کا قول باطل ہے جو قبرستان مین نماز پڑہنی کی ممانعت کا باعث نجاست کو بیان کرتا ہی کیونکہ یہہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقاصد سی بہت بعید ہی اور کئی وجہ سی باطل ہی اول یہہ کہ حدیثون مین کہدی ہوئی مقبرہ ونمین کچہہ فرق مذکور نہین جیسی علت نجاست بیان کرنیوالے کہتی ہین دوسری یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود اور نصاری کو اپنی انبیا کی قبرون کو مسجدین بنانی پر لعنت فرمایا ہی اور یہہ بات یقیناً معلوم ہی کہ اسکی وجہ نجاست نہین ہوسکتی اسلئی کہ انبیا کی قبرین تو نہایت پاک جگہون مین سی ہین کیونکہ خدا تعالی نے زمین پر حرام کر دیا ہی کہ انکی جسمونکو کہا دی تیسرے یہہ کہ آپنے اونکی طرفکو نماز پڑہنے سے

منع فرمایا ہی گو نماز بہی پاک جگہہ مین کہڑا ہو چوتھی یہہ کہ آپ نے فرمایا ہی کہ زمین سرا سر
مسجد ہی سوا مقبرہ اور حمام کی اگر ان دونو کا استثنا نجاست کی باعث ہوتا تو
پاخانے اور کمیلے قبرونکی ذکر کی نسبت کر زیادہ تر مستحق استثنا تہی پانچوین یہہ کہ آپکی
مسجد شریف مشرکونکا قبرستان تہا آپ نے اُنکی قبرین کہود واکر اونکو برابر کر دیا اور مسجد
بنوائی اور قبرونکی مٹی نہین اُٹھوائی چنانچہ یہہ ماجرا بخاری اور مسلم مین انس رض سے پایہ
ثبوت کو پونہچا ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو لوگونمین چودہ رات رہے
پہر آپ نے بنی نجار کی جماعت کی پاس ایک شخص کو بہیجا وہ تلوارین حمایل کئی ہوئی آئے
اور گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری پر سوار اور آپکے پیچہے حضرت ابوبکر رض اور
بنی نجار کے لوگ آپکی گرد میری نظر و نمین پہرتے ہین یہانتک کہ آپ ابو ایوب کے صحن مین اترے
اور آپکو اچہا معلوم ہوتا تہا کہ جہان نماز کا وقت ہو جاوی اوسی جگہہ نماز پڑہ لین اور
چونکہ آپ بکریونکی بیٹہنے کی جگہہ مین نماز پڑہا کرتے تہی اور مسجد بنانیکا حکم آپکو ہو لیا تہا
اسلئے بنی نجار کی جماعت کو آدمی بہیجکر بلوایا اور اُن سے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی اس
جگہہ کا مجہہ سے مول کرلو اونہون نے عرض کیا کہ ہم فروخت نہین کرتے اسکا مول اللہ ہی
سے لینگے اسجگہہ مین یہہ چیزین تہین جو مین تم سے کہتا ہون یعنی مشرکونکی قبرین اور
زمین افتادہ اور خرما کے درخت پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مشرکونکی

قبرین توکہودی گئین اور زمین افتادہ برابر کی گئی اور درختونکو کاٹکر قبلہ کیطرف برابر
برابر رکہدیا اور مسجد کی دو طرفونمین پتہر رکہی پس لوگ پتہر اُٹہاتے جاتے تھے اور رجز
پڑہتے تھے اور سب حدیث کو ذکر فرمایا پہر کہا یہہ کہ شرک اور مشابہت بت پرستونکا فتنہ عصر
اور فجر کے بعد کی نماز کی خرابی سے بہت بڑہکر ہے تو جب تشبیہ کے ذریعہ کی روک کیلئے جو کبہی
نمازی کے دلمین بہی نہین گذرتا اس نماز سے منع فرمایا ہو تو اس ذریعہ قریب کو جو اکثر
اپنے کرنیوالے کو شرک اور مُردونکے پکارنے اور انسے حاجت مانگنے کیطرف بُلاتا ہے اور یہہ
اعتقاد دلاتا ہے کہ نماز اونکی قبرونکے پاس پڑہنی مسجدونمین پڑہنے کی نسبت کر افضل ہے
اور اسکے سوا اور بلاؤنکا موجب ہوتا ہے جو کہلا کہلی اللہ تعالی اور اوسکے رسول کی مخالفت
ہے کسطرح منع نہ فرمایا ہوگا اب اس خرابی کے سامنے جگہہ کی نجاست کو سبب ٹہرانا کہان
رہا اور جس وجہ سے کہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ قصد فرمایا
کہ امت کو قبرونمین مبتلا ہونے سے منع فرمائین جیسے پہنس گئی تہین حضرت نوحؑ کی لوگ اور
انسے پہلے یہہ ہے کہ آپنے قبرونپر مسجدین بنوانے والونکو لعنت فرمایا اور اگر منع کرنا نجاست
کے سبب ہوتا تو ممکن تہا کہ قبرونپر پاک مٹی سے استرکاری کردیجاتی اور لعنت دور
ہوجاتی اور یہہ یقینا باطل ہے ساتوین یہہ کہ آپنے لعنت مین قبرونپر مسجدین بنانے والون
اور چراغ رکہنے والونکو ایک ساتہہ فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہہ دونو گروہ لعنت مین

قبور المشركين فنبشت ثم بالخرب فسويت وبالنخل فقطع وصفوا النخل قبلة المسجد وجعلوا عضادتيه الحجارة وجعلوا ينقلون الصخر وهم يرتجزون وذكر الحديث ثم قال فهذا ان فتنة الشرك ومشابهة عباد الاوثان اعظم بكثير من مفسدة الصلوة بعد العصر والفجر فاذا نهى عن ذلك سد الذريعة التشبه التى لا تكاد تخطر ببال المصلى فكيف بهذه الذريعة القريبة التى كثيرا ما تدعو اصحابها الى الشرك ودعاء الموتى واعتقاد ان الصلوة عندها افضل منها فى المساجد وغير ذلك مما هو محادة ظاهرة لله ورسوله فاين نسبة مفسدة ...

ومما يدل على ان النبى صلى الله عليه وسلم قصد منع هذه الامة من الفتنة بالقبور كما افتتن بها قوم نوح ومن بعدهم انه لعن المتخذين عليها المساجد ولو كان ذلك لاجل النجاسة لامكن ان يطين بطين طاهر فتزول اللعنة وهو باطل قطعا ومنها انه قرن فى اللعن بين متخذى المساجد عليها وموقدى السرج عليها فهما فى اللعنة

شامل اور گناہ کبیرہ کرنے مین شریک ہین اسلیئے کہ جب اونپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے لعنت فرمائی ہی تو وہ گناہ کبیرہ ہی اور ظاہر ہی کہ چراغ کے جلانیوالیکو جو لعنت ہوئی
ہی تو اسی جہت سی کہ چراغ جلانا قبرونکی تعظیم کا وسیلہ ہی اور انکو بت ٹھہرانیکا ذریعہ
جنکی طرف مشرک دوڑین اسیطرح اونپر مسجدونکا بنانا ہی کیونکہ قبرونپر مسجدونکا بنانا انکی
تعظیم ہی اسی جہت سی یہہ دونو باتین ایک ساتھہ ارشاد ہوئین اور اسی تعظیم کی وجہہ
سی جو لوگ کہ اصحاب کہف کی مقدمہ مین بادلی کرنیوالے تھی اونکا قول خداتعالی نے
یون نقل فرمایا لنتخذن علیہم مسجدا (ہم بنادینگی اونکی مکان پر عبادت خانہ) آٹھوین یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ہی کہ الہی تو میری قبر کو بت مت کرنا جسکی پرستش ہو سخت ہوا غصہ اللہ تعالی کا اون
لوگونپر جنہونے اپنی نبیونکی قبرونکو مسجدین بنائین اس حدیث مین لعنت کی لاحق ہونیکی
سبب پر آگاہ فرمادیا کہ وہ انکا قبرونکو بت ٹھہرانا ہی حاصل یہہ کہ جس شخص کو شرک
اور اوسکی اسباب ور ذریعونکی شناخت ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقاصد کو
سمجھتا ہی وہ یقینا جان لیگا کہ آپکا مبالغہ کرنا لعنت کرنیمین نجاست کی باعث سی نہین
بلکہ نجاست شرک کی باعث ہی جو ایسی شخص کو لگتی ہی کہ آپکا نافرمان ہوا اور اپنی نفس کی
خواہش کا پیرو اور شہادت لا الہ الا اللہ کی تحقیق سی اوسکو بہرہ کم ہو یا بالکل نہو غرضکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اونکی لعنت مین مبالغہ فرمانا ایک تو توحید کی بچانیکی لئی ہی کہ

وبیان وانکار الکبیرة صلوات
فان کان اللعن علیہ من رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو من الکبائر
وتعاطی ان نقاد السرج انما لعن
فاعلہا لکونہ وسیلة الی التعظیم
وجعلہا انصابا وفضائلہ الشرک فان
فان اتخاذ المساجد علیہا تعظیمہا ولہذا قرن بینہما
اتخاذ المساجد علیہا بتعظیمہا الی اصحاب الکہف واتہم
وکلہذا المتغلبین علی امرہم
قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد
اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا
قبور انبیائہم مساجد فنبہ علی سبب
لحوق اللعن لہم وھو توصلہم بہا الی ان تصیر اوثانا
وبالجملة فمن لہ معرفة بالشرک واسبابہ
وذرائعہ وفہم عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقاصدہ جزم
ان ھذہ المبالغة منہ باللعن لیس
لاجل النجاسة بل ھو لاجل
نجاسة الشرک اللاحقة بمن عصاہ
واتبع ھواہ وقل نصیبہ او عدم
من تحقیق شہادة ان لا الہ الا اللہ
فھذا صیانة منہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم لحمی التوحید

اوسکو شرک لگ کر ڈہانکتے لیے دوسری اپنے رب کی لئے غصہ ہی کر اوسکی ساتہہ اُسکی
غیر کی برابری نہ کیجاوی مگر مشرکون نے آپکے حکم کی نافرانی ہی کی اور جس بات سی منع
فرمایا تہا وہی کیا اور شیطان نے اونکو جہکپی سی فریب دیا کہ یہہ امر نیکبختونکی قبرونکی تعظیم ہی
اور جسقدر تم اُنکی زیادہ تعظیم کروگی وتنا ہی اُن صلحا کی قرب سی سعادت یاب اور اونکے
دشمنون سی دور تر ہوگے اور بخدا کہ اس مردود نے لعینہ اسی فریب سی یغوث اور یعوق
اور نسر کے پوجنی والونکو دہوکا دیا تہا اور اسی دروازہ سی بت پرستونکی پاس جب سی کہ
یہہ ہوئی ہین قیامت تک آویگا اب مشرک اکابر کی بابمین بعض تو مبالغہ کرنے لگی اور بعض
اونکی طریق مین طعن نکالنی لگی اور اللہ تعالی نے اہل توحید کو ہدایت کی کہ اکابر کے
طریق پر چلی اور انکو اُس مرتبہ پر جانا جس مرتبہ پر خدا تعالی نے اُنکو کیا ہی یعنی اُنکو
بندہ جانا اور معبود ہونیکے خواص اونسی دور کئی اور یہہ امر انکی نہایت تعظیم وطاعت
کا ہی اور مشرکون نے اُنکی امر کی نافرانی کی اور تعظیم کے پیرایہ مین اونکو گہٹایا۔
امام شافعیؒ فرماتے ہین کہ مین مکروہ جانتا ہون کہ کسی مخلوق کی اتنی تعظیم
کیجاوی کہ اوسکی قبر مسجد ٹہرائی جاوی کیونکہ اسمین خوف فتنہ کا اوسپر بہی ہی اور اسکے
بعد کے لوگونپر بہی اور اسکی علت شرک اور یہود اور نصاری کی مشابہت کو کیا
ہی یہہ قول کتاب ناسخ الحدیث ومنسوخہ مین اوس جگہہ ہی جہان اس حدیث مین گفتگو

ان يلحقه الشرك ويعتقده و
غضب لربه ان يعدل به سواه فان
المشركين لا بمعصية امره وارتكاب
نهيه ودس لهم الشيطان انه
تعظيم لقبور الصالحين وكل

قال الشافعي واكره ان يعظم مخلوق حتى يجعل قبره مسجدا
مخافة الفتنة عليه وعلى من بعده من الناس
وعلله بالشرك ومشابهة
اليهود والنصارى
في كتاب ناسخ الحديث
ومنسوخه عند الكلام

کی ہی کہ زمین بالکل میرے لئی مسجد کر دی گئی ہی سوا قبرستان اور حمام کے اور اس حدیث ابن عمر رضہ مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے قبرستانمین نماز پڑہنی سے منع فرمایا ہی **فصل** اور شیطانکی مکر سے ہی قبر دنکا عید مقرر کرنا اور عید وہ ہی کہ اوسکی قصد کی عادت کرلیجاوی خواہ وہ مکان ہو یا وقت وقت تو ایسا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کا روزا اور قربانی کا دن اور منی کے ایام ہم مسلمانون کی عید ہی اسکو ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہی اور جگہہ اسطرح جیسے ابو داؤد نے اپنی سنن مین روایت کیا ہی کہ ایک شخص نے عرضکیا کہ یا رسول اللہ مینے نذر کی ہی کہ مکان بوانہ مین قربانی کرون آپنے فرمایا کہ وہ مشرکونکی بتونمین سے کوئی بت ہی یا اونکی کوئی عید ہے اوسنے عرضکیا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ تو اپنی نذر پوری کرلے اور جسطرح آپکا ارشاد ہی کہ میری قبر کو عید مت ٹھہراؤ یہہ لفظ معاودت اور اعتیاد سے نکلا ہی تو جب جگہہ کے لئے ہوگا تو اوس سے وہ جگہہ مراد ہوگی جسمین اکٹھا ہونیکا قصد کیا جاوی خواہ یہہ قصد عبادت کیواسطے ہو یا غیر عبادت کی لئی مثلا مسجد کعبہ اور منی اور مزدلفہ اور عرفہ اور مشاعر ہین کہ اونکو مسلمانونکی لئی اللہ تعالی نے عید اور جگہہ مقرر فرمائی ہے جیسے کہ اُن مکانونمین عبادت کرنیکے ایام کو عید قرار دیا ہی اور مشرکونکی عیدین وقت اور جگہہ کی بہت سی تہین جنکو اسلام نے بالکل باطل کر دیا اور وقت کی عید کی عوض تو

على قوله صلى الله عليه وآله وسلم جعلت لي الأرض كلها مسجدا إلا المقبرة والحمام وحديث ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم نهى عن الصلاة في المقبرة و

فصل ومن ذلك اتخاذها عيدا وهو ما يعتاد قصده من زمان أو مكان كقوله صلى الله عليه وآله وسلم يوم عرفة ويوم النحر وأيام منى عيدنا أهل الإسلام رواه أبو داود وغيره وكالمكان كما روى في سنن أبي داود وغيره أن رجلا قال يا رسول الله إني نذرت أن أنحر إبلا ببوانة قال أبها وثن من أوثان المشركين أو عيد من أعيادهم قال لا قال فأوف بنذرك وقوله لا تجعلوا قبري عيدا وهو من المعاودة والاعتياد فإذا كان اسما للمكان فهو المكان الذي يقصد الاجتماع فيه وقصده للعبادة أو لغيرها كما أن المسجد الحرام ومنى ومزدلفة وعرفة والمشاعر جعلها الله عيدا للحنفاء ومثابة كما جعل أيام التعبد فيها عيدا وكان للمشركين أعياد زمانية ومكانية أبطلها الإسلام وعوض

مسلمانونکی لئی عید الفطر اور عید قربان اور منی کے ایام ہین اور جگہ کی عید کے بدلے
ہین کعبہ اور عرفہ اور منی اور مقامات حج ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قبر
مبارک کو عید بنانے سے منع فرمایا چنانچہ ابو داود کہتی ہین کہ ہمسی حدیث بیان کی احمد
بن صالح نے وہ کہتی ہین کہ مین نے عبد اللہ بن نافع کے سامنی قرأت کی کہ خبر دی مجکو ابن ابی
ذئب نے سعید مقبری سی اور انہون نے ابو ہریرہؓ سی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ تم اپنی گہرونکو قبرین مت بناؤ اور نہ میری قبر کو عید ٹہراؤ اور میرے اوپر درود بہیجو
اسلئی کہ تمہارا درود مجکو پونہچ جائیگا جہان تم ہوگے اس حدیث کی اسناد حسن ہے
اور اسکی راوی معتبر اور مشہور ہین اور ابو یعلی موصلی اپنی مسند مین فرماتی ہین کہ ہمسی
حدیث بیان کی ابو بکر بن ابی شیبہ نے اور ان سے زید بن الحباب نے اور ان سے جعفر بن ابراہیم
نے جو ذی الجناحین کی اولاد مین سی ہین اور انسی امام زین العابدین نے اسطرح کہ آپ
نے ایک شخص کو دیکہا کہ وہ ایک شگاف کیطرف کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی قبر مطہر کے پاس تہا آتا ہی اور اوسکی اندر جاکر دعا مانگتا ہی آپ نے اوسکو منع فرمایا
اور کہا کہ سنو مین تم سی وہ حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے اپنے باپ سی اور انہون نے
میری دادی سی اور انہون نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی سنی ہی کہ فرمایا میری
قبر کو عید مت بناؤ اور اپنی گہرونکو قبرین اسواسطی کہ تمہارا اسلام جہان مین ہوگا مجہی

الحنفاء من الزمانية عيد الفطر
وعيد النحر وأيام منى ومن المكانية
الكعبة وعرفة ومنى والمشاعر و
فنهى صلى الله عليه وآله وسلم عن
اتخاذ قبره الشريف عيدا فقال
أبو داود حدثنا أحمد بن صالح
قال قرأت على عبد الله بن
نافع أخبرني ابن أبي ذئب عن سعيد
المقبري عن أبي هريرة رضي الله عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
لا تجعلوا بيوتكم قبورا ولا تجعلوا قبري عيدا
وصلوا علي فإن صلاتكم تبلغني حيث كنتم إسناده
حسن ورجاله ثقات مشاهير وقال أبو يعلى
الموصلي في مسنده حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا زيد
بن الحباب حدثنا جعفر بن إبراهيم من ولد ذي الجناحين
حدثنا علي بن الحسين أنه رأى رجلا يجيء إلى فرجة كانت عند قبر النبي صلى
الله عليه وآله وسلم فيدخل فيها فيدعو فنهاه وقال ألا أحدثكم حديثا
سمعته من أبي عن جدي عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
قال لا تتخذوا قبري عيدا ولا بيوتكم قبورا فإن
تسليمكم يبلغني أينما كنتم

پونہچیگا اسکو ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی نے روایت کیا ہی اور سعید بن منصور نے سنن مین روایت کیا ہی کہ ہمسی حدیث بیانکی حبان بن علی نے اور اونسی محمد بن عجلان نے ابو سعید سے جو مہری کا غلام ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا کہ مت کرو میری قبر کو عید اور نہ اپنی گہرونکو قبرین اور درود پڑہو مجہپر جہان تم ہو کہ تمہارا درود مجکو پونہچ جاویگا اور سعید کہتی ہین کہ ہمسی حدیث بیان کی عبد العزیز بن محمد نے اور انکو خبر دی سہیل بن ابی سہیل نے انہونے کہا کہ مجکو حضرت امام زین العابدین رض نے قبر شریف کے پاس دیکہکر پکارا اور اوسوقت فاطمہ رض کی گہر مین آپ رات کا کہانا کہاتی تہی مجکو آپ نی فرمایا کہ آؤ کہانا کہاؤ مین نے عرضکیا کہ مجکو خواہش نہین پہر فرمایا کہ کیا بات ہے کہ مین تمکو قبر مطہر کے پاس دیکہتا ہون مین نے عرضکیا کہ مین نے سلام کیا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپنے فرمایا کہ اس لئے تو داخل ہوا مسجد مین پہر فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مت کرو میری قبر کو عید اور مت بناؤ اپنی گہرونکو قبرین لعنت کری اللہ یہود اور نصاری پر کہ ٹھہرالین اپنی انبیا کی قبرین مسجدین اور درود بہیجو مجہپر کہ تمہارا درود مجکو پونہچیگا تم اور اندلس کے لوگ برابر ہی ہو تو یہہ دونو مرسل حدیثین ان دو مختلف صورتونسی اصل حدیث کی ثبوت پر دلالت کرتی ہین خصوص اُس صورتمین کہ جس شخص نے اوسکو مرسل کیا ہی وہی اوسکو اپنی حجت ٹھہراتا ہی اس سے لازم آتا ہی کہ

اوسکے نزدیک حدیث ثابت ہو اور یہہ جب ہی کہ سوا ان دو وجہونکے اور کسی روایت
مستند سی روایت نکلی ہوا ور جب پہلے سند دار بیان ہو چکی تو پہر ثبوت کسیطرح ہوگا
شیخ الاسلام کہتے ہین کہ دلالت حدیث کی وجہ یہہ ہے کہ قبر شریف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی روی زمین کی قبرونمین سی افضل ہی جب اسکو عید بنانے سی منع فرمایا تو اورونکی
قبرونکو عید بنانے سی منع بطریق اولے ہوگا پہر حدیث مین اس منع کی ساتھہ یہہ بھی
فرمایا کہ اپنے گہرونکو قبر مت کرو اسکی یہہ معنی ہین کہ اونکو نماز اور دعا اور تلاوت سے
خالی مت رکہو کہ قبرونکی طرح ہو جاوین تو نفل کے اداکا گہرونمین حکم فرمایا اور قبرون
کے پاس بجا آوری عبادت سی منع فرمایا اور یہہ حکم مخالف ہی اُس حال کی جسپر مشرکین
نصاری اور اُنکی مثل ہین اور بعضی شخصون نے جو شرک مین کچھہ مشابہت نصاری سی اور
تحریف مین یہود یون سے پیدا کی ہی وہ ان احادیث کی تحریف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ
انمین حکم قبر شریف کی ساتھہ رہنے اور اوسکے پاس بیٹھہ رہنے کا ہی اور اس بات سی منع
فرمایا کہ قبر کو عید کیا جاوے جو سالمین ایک یا دو بار ہوا کرتی ہی گویا کہ یون ارشاد کی
کہ قبر کو ایسی عید مت کرو کہ برسوین دن ہوا کرتی ہے بلکہ ہر وقت اوسکے ساتھہ رہو
اور یہہ امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقصود کی خلاف اور اوسکی ضد اور نقیض ہی
اور حقیقت کو برعکس کرنا اور جناب رسالت مآب کو مکر اور فریب کیطرف منسوب کرنا ہی

بحیث عندنا هذا الوجه لکن روی
من وجه مسند لا غبار علیه فیکون
وقد تقدم مسندا قال شیخ الاسلام
قدس الله روحه ووجه الدلالة
ان قبر رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم افضل قبر علی وجه الارض
وقد نهی عن اتخاذه عیدا فقبر غیره
اولی بالنهی کائنا من کان ثم انه قرن ذلک بقوله ولا تتخذوا
بیوتکم قبورا ای لا تعطلوها من الصلاة فیها والدعاء
والقراءة فتکون بمنزلة القبور فامر بتحری العبادة
فی البیوت ونهی عن تحری العبادة عند القبور
وهذا ضد ما علیه المشرکون من النصاری
واشباههم وقد حرف هذه الاحادیث بعض
من اخذ شبها من النصاری بالشرک وشبها من الیهود
بالتحریف فقال هذا امر بملازمة قبره والعکوف
عنده ونهی ان یجعل کالعید الذی انما یکون فی
العام مرة او مرتین وکانه قال لا تجعلوه بمنزلة
العید الذی یکون من الحول الی
الحول ولا تزوروه فی کل وقت
وهذا محادة ومراغمة
ومناقضة لما قصده الرسول
صلی الله علیه وآله وسلم وقلب
للحقائق ونسبة الرسول صلی الله علیه
وآله وسلم الی التلبیس والتدلیس

اور اسمین کچھہ شک نہین کہ شرک کے بعد اس دین الہی اور سنت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو اسطرح بدلڈالنے کی نسبت کہ ہر کبیرہ گناہ کا کرنا گناہ ہونیمین سہلتر اور عذاب
مین ہلکا ہی اور اسطرح سو انکی دینی باتین بدلی گئی ہین اگر خدا تعالی اس دین مین ایسے حامی
نہ کہڑا کرتا جو اس سے خرابی دور کرتے ہین تو اسپر بھی وہی حال ہوتا جو اس سے پہلی دینونپر
ہوا اور اگر مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی وہی ہوتی جو یہہ نادان کہتے ہین تو آپ نبیون
کی قبرونکو مسجدین بنانے سے منع نہ فرماتے اور نہ انکے کرنیوالونکو لعنت کرتے اسلئے کہ جب آپنے ایسے شخصونکو
لعنت کیا جو قبرونکو مسجدین بنالین کہ انمین خدا تعالی کی عبادت ہوا کرتی ہی تو جو شخص انکے ساتھہ
رہے اور انکے پاس بیٹھہ رہے اسکو کیسی لعنت نفرماوینگے اور اپنے رب سے یہہ دعا کیون مانگتے
کہ میری قبر کو بت متنکر جسکی پرستش ہو اور حضرت عائشہ رض جو خلق مین زیادہ عالم تہین وہ کیون فرماتین
کہ اگر یہہ بات نہوتی تو آپکی قبر کہلی رہتی مگر یہہ ڈر ہوا کہ کہین مسجد نہ ٹھہرالیجاوے اور آپ یہہ کیون
فرماتے کہ میری قبر کو عید مت بناؤ اور میرے اوپر درود پڑہو جہان کہین تم ہو اور آپکے
اصحاب اور اہل بیت رض وہ بات کیون نہ سمجھے جو تحریف کرنیوالے سمجھے دیکھو افضل تابعین
حضرت امام زین العابدین نے جو آپکے اہل بیت مین سے تھے اوس شخص کو آپ کی قبر
شریف کے پاس دعا مانگنے سے منع فرمایا اور اسکی وجہ وہ حدیث بیان کی جسکی
روایت اپنے باپ سے اور اونہون نے اونکے دادے سے کی تہی حالانکہ وہ اوسکے معنونکو

ان جاہونکی نسبت کہ زیادہ سمجھتی تھی اسیطرح انکے چچا حضرت امام حسن نے جو اہل بیت
مین سے بڑے تہے برا جانا اسکو کہ کوئی شخص قبر شریف کا قصد کرے او سطور نہین کہ مسجد
کا ارادہ رکہتا ہو اور اس امر کو یہہ تصور فرمایا کہ قبر مبارک کا عید ٹھہرانا ہے ہمارے شیخ
فرماتے ہین کہ اب سنت کو دیکہو کہ وہ مدینہ منورہ کے لوگون اور اہل بیت سے نکلی ہے جنکو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرب نسب و نزدیکی مکانکی تھی اسلئے کہ غیرون
کی نسبت کہ انکو اسکی حاجت زیادہ تہی تو انہین کو خوب یاد بہی ہوگی **فصل**
پہر قبرونکو عید ٹھہرا لینے مین اتنی بڑی خرابیان ہین کہ انکا علم سوا خدا تعالی کے
اور کوئی نہین جانتا انمین سے ایک یہہ ہے کہ انکو عید اسلئے بناتے ہین کہ انکی طرف کو
نماز پڑہین اور انکا طواف کرین اور چومین چاٹین اور انکی خاک پر اپنے رخسار رگڑین اور
قبر والونکی پرستش کرین اور ان سے مدد اور روزی اور رحمت اور ادائے قرض اور
سختی کے دور کرنے اور مظلوم کی دادرسی وغیرہ کا سوال کرین جو بت پرست اپنے بتوں سے
مانگا کرتے ہین اور یہہ وہ باتین ہین کہ ایمان اور اسلام والونکو پسند نہین بلکہ جسکے دلمین اللہ تعالی کی تہوڑی
سی بہی عزت ہوگی وہ بہی اسکے باعث غصہ کریگا مگر کیا کیجے مردہ کو زخم کا درد نہین ہوتا۔
ان لوگونکی مبالغہ کرنیوالونکو دیکہو کہ دور دراز جگہہ سے چلکر سواریون سے اتر کر اپنے ہاتھ
رکہتے ہین اور زمین کو سجدہ کرتے ہین اور سر کہولکر بلند آواز سے ایسے شخص کو پکارتے ہین جو نہ پیدا کرے

نہ مرنیکے بعد جلا وی نہ اونکی فائدہ کی کسی چیز پر قدرت رکھی اور اُس سی وہ چیز مانگتی ہین
جسکا مانگنا خدا کے سوا اور کسی سی نچاہیی یعنی سختیونکا دور کرنا اور فاقہ والونکو تونگر
کرنا اور مرض والونکو شفا دینا پہر قبر کے گرد سجدہ مین گر پڑتے ہین پہر اُسکے گرد ایسی پہرتے
ہین جیسی خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہین جسکو اللہ تعالی نے مبارک اور تمام جہان کے لئی ہدایت
بنایا ہی پہر اوسکو چومنی چاٹنی لگتی ہین جیسے خانہ کعبہ مین آنیوالے حجر اسود کی ساتھہ کرتے ہین
پہر قبر کے پاس اپنے ہاتھ اور رخسار خاک آلود کرتے ہین اور خدا تم کو معلوم ہی کہ اوسکی سامنی سجدہ مین
وہ ماتھے اور رخسار اسطرح کبہی خاک آلود نہین ہوے اور اوسکی لئی قربانیان کرتے ہین اور انکی نماز و
افعال سب غیر اللہ کی لئی ہوتے ہین پہر یہہ دیکہو کہ ایکدوسریکو مبارکی دیتی ہین اور کہتی ہین کہ ہمکو
اور تمکو خدا تعالی بہت سا اجر اور ثواب دی اور جب پہر کر آتے ہین تو جو لوگ مبالغہ والے
انکی ساتھہ نہین جاتے وہ سوال کرتے ہین کہ تم مین سی کوئی اپنی حج قبر کے ثواب کو ہمسے ڈیڈہ الو اور ہمارے
ثواب حج کعبہ کا لیلو وہ جواب دیتی ہین کہ ایک حج سی تو کیا ہزار حج کے ثواب سی بہی بدلین گے
اور پہلی گذر چکا ہی کہ اس قسم کی باتین بت پرستی کا موئی ہین اور بند کرنا ایسی ذریعہ کا جس سے
یہہ ممنوع چیز پیدا ہو نہایت ضروری ہے اور اسمین کچھ شک نہین کہ صاحب شریعت نے جو بات منع کی
ہی اور منع مین تاکید فرمائی اور سخت وعید کیا ہی اوسکی انجام و مآل کو وہی خوب جانتا ہی ابو الوفا ابن عقیل نے کہا ہی
انکی عبارت یہہ ہی کہ جب جاہلون اور کمینون پر احکام شرعی دشوار ہوئے تو انہون نے شرعی

اوضاع الشرع الى التعظيم او غيرها و
وضعوها القديم فضلت عليهم اذ
تريد اخذوها تحت امر غيرهم فال
وهم عن [illegible] الاوضاع
مثل تعظيم القبور والرسم ايضا في
عن الشرع من ايقاد النيران و
تقبيلها وتخليقها وخطاب الموتى
بالحوائج وكتابة الرقاع فيها والموتى لاجل فعل كذا وكذا
وتخذ من ترابها تبركا وافاضة الطيب على القبور
وشد الرحال اليها والقاء الملقى على [illegible]
عن عبدة الاصنام العزى والود [illegible] من لم يفعل
مسلم [illegible]

وضعون سے منحرف ہو کر اپنے لئے نئی وضعونکی تعظیم گرہلی اور یہہ ضعین اُنپر آسان ہوئین
اِسلئے کہ اُنکو کسی اپنے غیر کے زیر حکم داخل نہین کیا الوا لوفا کہتے ہین کہ اِن ضعونکی جہت
سے وہ لوگ میرے نزدیک کافر ہین مثلاً قبرونکی تعظیم ایسے امور سے کرنی جو شرع مین ممنوع ہین
جیسے چراغ جلانا اور قبرونکو بوسہ دینا اور اُنکو آراستہ کرنا اور مردونکو حاجتونکے لئے پکارنا اور
اِسمضمونکی عرضیان اُنکو لکھنی کہ میرے مولے میرے لئے ایسا ایسا کر دو اور اُنکی مٹی بطور تبرک لینی
اور قبرون پر خوشبو ڈالنی اور سفر کرکے اُن تک جانا اور درخت پر چیتہڑے ڈالنا جسطرح کہ لات
اور عزی کے پرستش کرنیوالے ڈالتے ہین اور اونکے نزدیک اُس شخص کی خرابی ہے جو کہ
مزار کو نہ چومے اور اوسکی چلکنی اینٹ کو بدہ کے دن ہاتھ نہ لگاوے اور اسبات کا قائل نہو کہ پیر جی
کے جنازہ کو حضرت ابو بکر صدیق خواہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خواہ حضرت علی رضنے
اُٹھایا تھا یا اپنے باپکی قبر پر چونہ اور اینٹ سے کوئی عمارت نہ بنا دے اور کپڑونکو اُنتک نہ چیر
اور قبر پر لگا نہ چہوڑ کے آئے اور جو شخص طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبرونکے بابمین اور
جس چیز کو آپنے اجازت دی اور جس سے منع کیا اور نیز سیرت اصحاب رض کی دیکھے اور اوسکے
ساتھہ ہی وہ طریق دیکھے جسپر کہ اکثر لوگ اس زمانہ مین ہین تو اِن دو نو طریقونمین نہایت درجہ
کا خلاف پاوے مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو قبرونکی طرفکو نماز پڑہنے سے منع فرمایا اور یہہ لوگ اُنکی
گرد نماز پڑہتے ہین اور آپنے انکو مساجد مقرر کرنیسے منع فرمایا اور یہہ لوگ قبرون پر مسجدین بناکر

[illegible] شیطان

ولم يقل احد من العلماء على جنازة الصديق ابو بكر او
على او [illegible] على [illegible]
[illegible] صلى الله عليه وآله وسلم [illegible] العادة على
الاحد ولم يخرق بناءه الى [illegible] رسول الله صلى الله
القبر انتهى ومن [illegible] بين سنة [illegible] ونهى عنه و
عليه [illegible] في القبلة وما امته وبين عليه
مما كان عليه اصحابه وبين ما غايته
الى الناس وجد بينهما
التضاد فانه صلى الله عليه
واله وسلم نهى عن الصلوة
الى القبور وهؤلاء يصلون
عندها ونهى عن اتخاذها
مساجد وهم يبنون عليها

المساجد وتعظیما لشانہا مضاہاۃ ولعنہا ونہی عن ایقاد السرج علیہا وہم یقفون الوقوف علی ایقاد القنادیل علیہا ونہی عن اتخاذہا عیدا وہم یتخذونہا اعیادا ومناسک وامر بتسویتہا

خدا تعالے کے گہرونکی مشابہت کے لئے اونکا نام مشاہد رکہتے ہین آور آپ نے
اُنپر چراغ جلانیسے منع فرمایا اور یہہ لوگ قندیل جلانیکے واسطے بہت سے مال وقف
کرو دیتے ہین آور آپنے قبرونکو عید بنانے سے منع فرمایا اور یہہ انکو عید بناتے ہین اور
عبادت گاہ بناتے ہین اور آپنے حکم اونکے برابر کردینے کا فرمایا چنانچہ مسلم نے
ابی الہیاج اسدی سے روایت کی ہی کہ مجکو حضرت علی بن ابیطالبؓ نے فرمایا کہ مین
تجکو اُس کام پر بہیجتا ہون جسپر مجکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہیجا تھا کہ کسی صورت
کو بدون مٹائے نچھوڑون اور نہ کسی اونچی قبر کو بدون برابر کئے اور صحیح مسلم مین ثمامہ
بن شفی سے بھی اسیطرح ہی حالانکہ یہہ لوگ اسکی خلاف کرنیمین مبالغہ کرتے ہین اور
اونچی عمارتین بناکر اُنپر برج بنواتے ہین اور آپنے قبر پر گچ کرنیسے اور اوسپر عمارت
بنانیسے منع فرمایا ہی چنانچہ مسلم مین جابرؓ سے مروی ہی کہ منع فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر گچ کرنے سے اور اوسپر بیٹھنے سے اور مکان بنانے سے اور یہہ لوگ اسکی
خلاف عمل کرتے ہین آور قبرونپر لکہنے سے منع فرمایا چنانچہ ابو داؤد نے جابرؓ
سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر گچ کرنے اور لکہنے سے
منع فرمایا ترمذی کہتے ہین کہ یہہ حدیث حسن اور صحیح ہے اور یہہ لوگ قبرونپر
لوحین لگاکر اُنپر قران وغیرہ لکہتے ہین آور قبر پر اوسکی مٹی کے سوا ڈالنے سے منع فرمایا

وروی مسلم عن ابی الہیاج الاسدی قال قال لی علی بن ابیطالب الا ابعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا تدع تمثالا الا طمستہ ولا قبرا مشرفا الا سویتہ وفی صحیح مسلم ایضا عن ثمامۃ بن شفی نحو ذلک وہم یبالغون فی مخالفۃ ہذین الحدیثین ویرفعونہا ویبنون علیہا القباب

وفی صحیح مسلم عن جابر قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن تجصیص القبر وان یقعد علیہ وان یبنی علیہ وہم یعملون بخلاف ذلک ونہی عن الکتابۃ علیہا کما روی ابو داود عن جابر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن تجصیص القبور وان یکتب علیہا

قال الترمذی حدیث حسن صحیح وہم یتخذون علیہا الالواح ویکتبون علیہا القرآن وغیرہ ونہی ان یزاد علیہا غیر ترابہا

چنانچہ ابو داؤد نے جابرؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر گچ کرنے اور لکھنے اور مٹی زیادہ کرنے سے منع فرمایا اور یہہ لوگ اوپر مٹی اور پکی اینٹ اور پتھر اور استرکاری زیادہ کرتے ہین اور امام احمدؒ کے یارون مین سے جو فقیہ ہین اونہون نے تصریح کر دی ہے کہ چراغونکا جلانا حرام ہے ابو محمد مقدسی کہتے ہین کہ اگر یہہ فعل مباح ہوتا تو اوسکا کرنیوالا لعنت نکیا جاتا اور نیز اسمین مال کا بیفائدہ کہونا ہے اور قبرونپر مسجدین بنوانی اس حدیث کی رو سے جائز نہین اور اسلئے کہ دوسری حدیث مین ہے کہ آپنے فرمایا خدا تعالے لعنت کرے یہود پر کہ اپنے نبیونکی قبرونکو مسجدین ٹھہرالین اسمین اونکے فعل سے ڈرانا منظور ہے بخاری اور مسلم نے اسکو روایت کیا ہے اور ایک وجہ یہہ ہے کہ قبرونپر گچ کرکے اونکے پاس نماز پڑہنا ایسا ہی جیسا بتونکی تعظیم کے لئے سجدہ کرتے ہین اور انکی طرف نزدیکی کرتے ہین اور ہمکو پہنچا ہے کہ ابتدا بت پرستی مردونکی تعظیم سے ہوا ہے کہ انکی صورتین بناکر انکو ہاتہہ لگایا اور اونکے پاس نماز پڑہی انتہی اور ان جاہلونکی اب یہ نوبت ہوئی ہے کہ قبرون کے لئے ایک حج گڑہا ہے اور اوسکے افعال تراشے ہین اور انمین سے بعض مبالغہ کرنیوالون نے اسمین ایک کتاب بنائی ہے جسکا نام مناسک حج مشاہد کہا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ امر دین اسلام کو چھوڑنا اور بت پرستون کے دین مین داخل ہونا ہے

مما روى ابو داود من حديث جابر رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نهى ان يجصص القبر وان يكتب عليه وان يزاد عليه وهؤلاء يزيدون عليه التراب الآجر والاحجار والبعض فقد صرح الفقهاء من اصحاب احمد وغيرهم بتحريم ايقاد السرج قال ابو محمد المقدسي ولو ابيح لم يلعن من فعله ولان فيه تضييعا للمال من غير فائدة وافراطا في تعظيم القبور اشبه تعظيم الاصنام قال ولا يجوز اتخاذ المساجد على القبور لهذا الخبر ولان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال لعن الله اليهود اتخذوا قبور انبيائهم مساجد يحذر ما صنعوا متفق عليه ولان تخصيص القبور بالصلاة عندها يشبه تعظيم الاصنام بالسجود لها والتقرب اليها وقد روينا ان ابتداء عبادة الاصنام تعظيم الاموات باتخاذ صورهم والتمسح بها والصلاة عندها انتهى وقد آل الامر بهؤلاء الضلال الى ان شرعوا للقبور حجا ووضعوا لها مناسك حتى صنف بعض غلاتهم في ذلك كتابا وسماه مناسك حج المشاهد ولا يخفى ان هذا مفارقة لدين الاسلام ودخول في دين عباد الاصنام

١٣ اغاثة اللهفان

اور جو باتین ان لوگون نے تراشی ہین انمین بیشمار خرابیان ہین اول قبرونکی وہ تعظیم کرنی جو فتنہ مین ڈالے مثلاً ان پر بیٹھنا اور مجاور بننا اور انپر پردے ڈالنے اور انکی خدمت کرنی اور قبر پرست قبرونکی پاس مجاور بننی کو کعبے کے پاس مجاور بننی سے زیادہ سمجھتی ہین اور انکی خدمت کو مسجدونکی خدمت سے افضل جانتی ہین اور جو اشخص کہ انکا خبرگیران ہو اُس سے اگر کسی رات قبر پر لٹکی ہوئی قندیل گل ہو جاے تو انکی نزدیک اوس شخص کی خرابی ہے دوسرے قبرونکی لئے اور اونکی خادمونکی منت ماننی تیسری اس باتکا معتقد ہونا کہ یہہ مصیبت کو دور کرتی ہین اور دشمنونپر فتح دیتی ہین اور مینہ برساتی ہین اور سختیونکو ٹالتی ہین اور حاجتونکو روا کرتی ہین چوتھی اونکو مسجدین ٹہرانی اور اونپر چراغ جلانیسے خدا کی لعنت مین داخل ہونا پانچوین قبروالونکو رنج دینا اسلئے کہ وہ ان باتون سے ناخوش ہین اور ایذا پاتے ہین جیسے حضرت عیسی علیہ السلام کو نصاری کے وہ اعمال جو اونکی قبر پر کرتے ہین برے معلوم ہوتے ہین اسیطرح آپکے سوا جتنی انبیا اور صلحا ہین وہ بھی برا جانتے ہین اور قیامت کو ان لوگون سے پہلوتہی کرینگے اللہ تعالے فرماتا ہے وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ
اور جس دن جمع کر ملاویگا اونکو اور جنکو

مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَقُولُ أَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ
پوجتے ہین اللہ کے سوا پہر اون سے کہیگا یہ اتنے بہکایا میرے بندون کو یا وہ آپ بہکے راہ سے

قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ
بولین سے گے تو پاک ہے ہمکو بن نہ آتا تہا کہ پکڑین تیرے بغیر کوئی رفیق

تعالى ويوم يحشرهم وما يعبدون من دون الله فيقول أانتم اضللتم عبادي هؤلاء ام هم ضلوا السبيل قالوا سبحانك ما كان ينبغي لنا ان نتخذ من دونك من اولياء

وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰي نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ۔ پھر مشرکونکو ارشاد ہوگا
لیکن تو نے انکو برتنے دیا اور انکے باپ دادونکو یہانتک کہ بہول گئے یاد اور یہہ تہے لوگ کہپنے والے ١٢
فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۔ اور فرمایا اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ
سو وہ تو جہٹلا چکے تمکو تمہاری باتمیں ١٢ جب کہیگا اللہ اے عیسے مریم کے بیٹے تو نے کہا
لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰــهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ
لوگونکو کہ ٹہراؤ مجھکو اور میری ماں کو دو معبود سوای اللہ کی بولا تو پاک ہی مجھکو نہیں بن آتا کہ کہون جو مجھکو
مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ۔ اور اسطرح بہت آیات ہین جنمین یہود اور نصاری کی مشابہت قبرون
نہین پہنچتا ١٢
کو مسجدین ٹہرانے اور انپر چراغ جلانےمین ساتوین جو چیز خدا تعالی نے مشروع
فرمائی ہمین اسکا خلاف کرنا آٹہوین سنتونکو کہو کر بدعتونکا رائج کرنا نوین
قبرونکو فضیلت دینی مسجدونپر جو اللہ کے نزدیک عمدہ اور محبوب جگہہ ہین اسلئے کہ انکے
نزدیک مسجدونکی اتنی بہی عزت نہین جو قبرونکی عزت کی قریب بہی ہو دسوین یہہ کہ یہہ
امر قبرونکی آبادی اور مسجدونکی بربادی کو متضمن ہی گیارہوین یہہ کہ قبرونکی زیارت
کیوقت جو بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع فرمائی ہی وہ تہی آخرت کی یاد اور مردہ کے
لئے دعا اور طلب مغفرت اور ترس کہانے اور سوال عافیت کرنے اسکی ساتھہ سلوک کرنا ہی
تاکہ زیارت کرنیوالا اپنے نفس کے ساتھہ بہی احسان کرے اور مردہ کے ساتھہ بہی مگر ان مشرکون
نے وہ بات برعکس کردی اور مقصود زیارت سی میت کو خدا کا شریک کرنا اور اپنی حاجتونکو اوس
سی مانگنا ٹہرالیا تو اپنے اور میت کے دونو کے حقمین برا کیا گو اتنا ہی سہی کہ جو چیز اللہ
نے دعا اور ترس کہانے اور طلب مغفرت سی مشروع کی تہی اوسکی برکت سی محروم رہا

ولكن متعتهم وآباءهم حتى نسوا الذكر وكانوا قوما بورا قال الله للمشركين فقد كذبوكم بما تقولون وقال تعالى اذ قال الله يا عيسى ابن مريم ءانت قلت للناس اتخذوني وامي الهين ... ونحو ذلك من الآيات ومنها مشابهة اليهود والنصارى في اتخاذ المساجد والسرج عليها ومنها مخالفة ما شرعه الله ومنها احياء البدعة وامانة السنن ومنها تفضيلها على خير البقاع واحب البقاع الى الله وهي المساجد فانهم ما يعظمون المساجد عشر معشار ما يعظمون من المواقع ... ومنها ان الذي شرعه رسول الله صلى الله عليه وسلم عند زيارة القبور تذكر الآخرة والاحسان الى المزور بالدعاء والترحم عليه والاستغفار له وسؤال العافية له ...

من الدعاء والترحم والاستغفار

فاسمع الان زيارة اهل الايمان

التی شرعها الله وزيارة اهل الشرك التی

شرعها لهم الشياطين ولتختر

لنفسك ما شئت قالت عائشة كان

رسول الله صلی الله عليه وآله

وسلم كلما كان ليلتها منه يخرج من آخر الليل

الی البقيع فيقول السلام عليكم دار قوم مؤمنين

واتاكم ما توعدون غدا مؤجلون وانا ان شاء الله

بكم لاحقون اللهم اغفر لاهل بقيع الغرقد رواه

مسلم وعنها ايضا ان جبريل اتاه فقال ان ربك

يامرك ان تاتی اهل البقيع فتستغفر لهم

قالت قلت كيف اقول لهم يا رسول الله صلی الله

عليه وآله وسلم قال قولی السلام علی اهل

الديار من المؤمنين والمسلمين ويرحم الله المستقدمين

منا والمستاخرين وانا ان شاء الله بكم للاحقون

وفی حديث بريدة عن ابيه كان رسول

الله صلی الله عليه وآله وسلم

يعلمهم اذا خرجوا الی المقابر ان

يقولوا السلام علی اهل الديار

وفی لفظ السلام عليكم اهل

الديار الحديث وكان رسول

صلی الله عليه وآله وسلم

اب اہل ایمان کی زیارت کو سنو جو اللہ تعالیٰ نے مشروع کی ہے اور اوسکو اور شرک والونکی زیارت کو جو شیطان نے اونکے واسطے مشروع کی ہی مقابلہ کرو پہر جونسی چاہو اپنی لئی پسند کرو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میری نوبت کی رات مین پچھلی رات سے بقیع مین تشریف لیجا کر فرماتے السلام علیکم دیار قوم مومنین واتاکم ما توعدون غدا موجلون وانا
(تمپر سلام آ چکا یا: نہ اے لوگونکی بستی اور تمکو آچکا جو وعدہ تہا تمکو کل تک کی مہلت ہی اور ہم)
ان شاء اللہ بکم للاحقون اللہم اغفر لاہل بقیع الغرقد روایت کیا اسکو
(اگر خدا چاہے تو تم سے ملینگے الٰہی تو بخشدے بقیع غرقد والونکو)
مسلم نے اور یہہ بھی اونہین سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپکی پاس آئے اور فرمایا کہ تمہارا رب تمکو حکم فرماتا ہی کہ تم بقیع والونمین جاکر اونکی لئے مغفرت کی درخواست کرو حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کیسے کہون آپنے فرمایا کہ یون کہنا السلام علے
(سلام ہے)
اہل الدیار من المومنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منکم والمستاخرین
(بستی والون پر ایماندارون اور مسلمانون سے اور رحم کرے اللہ تم مین سے اگلون اور پچھلونکو)
وانا ان شاء اللہ بکم للاحقون اور بریدہ رضہ کی حدیث مین اونکے باپ سے یہہ
(اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہین)
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحابؓ کو سکہلاتے کہ جب قبرستان مین جاؤ تو یون کہو السلام علے اہل الدیار۔ اور ایک روایت مین السلام
(سلام ہے بستی والون پر)
علیکم اہل الدیار ہے آخر حدیث تک اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
(تم پر ہے بستی والو)

قبرونکی زیارت سی ذریعہ کے بند کرنیکے لئے منع فرما دیا تہا جب توحید صحابہؓ کے دلونمین جمگئی تو اونکی اجازت دیدی چنانچہ بریدہ کی حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے تمکو قبرونکی زیارت سے منع کردیا تہا آب جو چاہی وہ زیارت کری اور نحش نکہہ روایت کیا ہی اسکو احمد اور آپ کا اجازت دینا قبرونکی زیارت کے لئے اوسی مشروع طور پر تہا اور فحش کہنی سی منع فرما دیا پس جو شخص کہ اونکی زیارت اس طور پر نکرے اسکو اجازت نہوگی اور سب سی بڑا فحش یہہ ہی کہ قبرونکے پاس قول اور فعل کی روسی شرک کرے اور صحیح مسلم مین حضرت ابوہریرہؓ سی روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ زیارت کرو قبرونکی کہ وہ موت کو یاد دلاتی ہین اور اسبابمین حضرات علی اور ابن عباس اور ابن مسعود اور ابوسعید سی حکم زیارت قبور کا موت کی یاد اور عبرت اور دنیا سی بے رغبتی کے لئے مروی ہی اب بتاؤ تو کہ جو چیز آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے مشروع فرمائی ہی اوسمین اُن امور مین سی کچہہ ہی جو شرک و بدعت والے کرتے ہین یا ان دونوں میں ہر طرح سی مخالفت پائی ہوا اور اکابر سلف نے توحید کو اتنا خالص کیا اور اوسکی رعایت اتنی کی کہ اگر کوئی آتین کی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر سلام کرتا پہر دعا مانگنا منظور ہوتا تو اپنا منہ قبلہ کیطرف کرکے

القبلة وجعل ظهره الى الجدار ثم دعا فالسلمة بن وردان رأيت انس بن مالك يسلم على النبي صلى الله عليه وآله وسلم ثم يسند ظهره الى جدار القبر ثم يدعو ونص على ان لا يستقبل القبر عند الدعاء الائمة الاربعة انه يستقبل القبلة وقت الدعاء حتى لا يدعو عند القبر فان الدعاء عبادة كما في الترمذي وغيره مرفوعا الدعاء هو العبادة والميت لما انقطع عمله صار محتاجا الى الدعاء والاستغفار والترحم ولذلك شرع الصلاة عليه كما في صحيح مسلم عن عوف بن مالك قال صلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على جنازة فحفظت من دعائه اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطايا كما نقيت الثوب الابيض من الدنس وابدله دارا خيرا من داره واهلا خيرا من اهله وزوجا خيرا من زوجه وادخله الجنة واعذه من عذاب القبر ومن عذاب النار حتى تمنيت ان اكون انا الميت لدعاء رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مسائل الدعاء للميت والاستغفار له

قبر اطہر کی دیوار کیطرف پشت کر لیتا پہر دعا مانگتا سلمہ بن الوردان کہتی ہین کہ مین نے انس بن مالک رض کو دیکہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کہتی پہر اپنی پشت دیوار کی جانب کرتے پہر دعا مانگتے اور چارون اماموننے تصریح فرمائی ہی کہ دعا کیوقت قبلہ رخ ہوتا کہ دعا کا مانگنا قبر کے پاس نہو اسلئی کہ دعا عبادت ہی چنانچہ ترمذی وغیرہ مین مرفوعاً آیا ہے کہ دعا عبادت ہی اور میت کے اعمال جب منقطع ہو گئی تو وہ دعا اور استغفار اور ترحم کا محتاج ہی اسلئی مردہ پر نماز پڑہنے مین وہ الفاظ ہین جو زندہ کے لئی مشروع نہین عوف بن مالک رض کہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازہ کی نماز پڑہی تو آپکی دعا مین نے یاد کر لی الہی اوسکو بخشدی اور رحم کر اور عافیت دی اور اوس سی درگذر کر اور اوسکی مہمانی اچہی کر اور اوسکی جگہہ کشادہ کر اور اوسکو پانی اور برف اور اولے سی غسل دی اور اوسکو گناہون سی ایسا صاف کر جیسا سفید کپڑی کو میل سی صاف کر دیتا ہی اور اوسکے گہر سی بہتر اوسکو گہر بدلہ مین دی اور اوسکی بی بی سی بہتر بی بی عنایت کر اور اسکو جنت مین داخل کر اور عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے اسکو محفوظ رکہہ راوی کہتی ہین کہ مجکو یہہ تمنا ہوئی کہ کاش یہہ مردہ مین ہوتا اسجہت سی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی اوسکی لئی دعا مانگی روایت کیا اسکو مسلم نے

اسیطرح ہی ابوہریرہؓ سی جسکو روایت کیا ہی احمدؒ نے اور سنن ابوداؤد مین بھی ابوہریرہؓ
سی اسیطرح ہی اور حضرت عائشہؓ اور انسؓ کی حدیث مین ہی کہ جو مردہ کہ اوسپر ایک
جماعت مسلمانونکی نماز پڑہی اور تعداد مین سو ہون اور سب اوسکی سفارش کرین
تو انکی سفارش اوسکی باب مین پذیرا ہوگی روایت کیا اسکو مسلمؒ نے اور مسلم مین حضرت ابن
عباسؓ سی یون آیا ہی کہ کہڑی ہون اوسکے جنازہ پر چالیس آدمی کہ نہ شریک کرتے
ہون اللہ کا کسی چیز کو تو خداوند کریم انکی سفارش اُسکی بابمین مقبول فرماتا ہی غرضکہ
مردہ پر نماز پڑہنی سی مقصود یہہ ہے اور ظاہر ہی کہ مردہ اپنی قبر مین دعا کا سخت محتاج ہی اسلئے
کہ اُسوقت وہ بازپرس کیواسطی پیش ہوتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تہا کہ دفن
کی بعد قبر کے پاس کہڑی ہوتے اور فرماتے کہ اسکی لئی ثابت رہنی کی دعا مانگو کیونکہ اوس سی اب سوال
ہوگا اب دیکہو کہ شرک و بدعت والون نے جس بات کا اونکو حکم تہا اوسکو اور بات سی بدل ڈالا مثلاً
حکم تہا کہ مردہ کے لئی دعا اور سفارش کرو انہون نے اوسکی عوض اُسیکو سفارشی کیا اور زیارت
جو آخرت کی یاد اور مردہ کے ساتھ سلوک کرنیکی لئی تہی اوسکو اسطرح کر لیا کہ مردہ سے سوال کرتے ہین
اور اسکی سبب سے خداتعالیٰ کو قسم دیتے ہین اور مردونکو پکارنا اور انکی قبرونکی پاس دعا مانگنی اور انکو باعث
سفارش چاہنی کیسی جائز اور عمل صالح ہوگی جسصورت مین کہ پہلی تین قرن جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے فرمانیکی بموجب افضل ہین اُس سی بےبہرہ ہون پہر وہ پچھلے لوگون کو ملے

ذالك عن ابي هريرة رواه الامام احمد وفي سنن ابي داود عنه ايضا مثل ذالك وفي حديث عائشة وانس عنه ما من ميت يصلي عليه امة من المسلمين يبلغون مائة كلهم يشفعون له الا شفعوا فيه

رواه مسلم وفيه عن ابن عباس رضي الله عنهما فيقوم على جنازته اربعون رجلا لا يشركون بالله شيئا الا شفعهم الله فيه فهذا المقصود الصلاة على الميت ولا شك انه في قبره اشد حاجة الى الدعاء فانه معرض للسؤال وقد كان صلى الله عليه وآله وسلم يقف على القبر بعد الدفن ويقول سلوا له التثبيت فانه الان يسأل فقلب اهل البدع والشرك الامر الذي شرع لهم على انفسهم فجعلوا الشفاعة لهم وقلبوا الدعاء لهم بالزيارة التي شرع لهم اشتغالا بالآخرة والاحسان الى الميت لسؤال الميت والاقسام به على الله وتكثير دعائه عنده فعلهم والاستشفاع بهم بشرعه على الصالح ونصرف عنه القرون الثلاثة المفضلة بنص الرسول صلى الله عليه وآله وسلم بفعل الخلاف

الا انہ يقولون ما لا يفعلون و
يفعلون ما لا يؤمرون فهذه سنة
رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم في اهل القبور بضعاً وعشرين
سنة وسنة خلفائه وطريقة
جميع الصحابة والتابعين هل
يمكن لاهل الضلال ان ياتوا عن
احد منهم بنقل صحيح او حسن او ضعيف او منقطع انهم
كانوا اذا كان لهم حاجات قصدوا القبور فدعوا
عندها او تمسحوا بها فضلا ان يصلوا عندها او
يسألوا الله باصحابها او يسألوهم حوائجهم فليوقفونا
على اثر فيه او حرف واحد بلى يمكنهم ان ياتوا عن
خلف بعدهم وكلما طال الزمان وتأخر العهد
كان ذلك اكثر فقد تجد في ذلك مصنفات
ليس فيها شئ منها عن رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم ولا عن خلفائه وسائر اصحابه حرف
بلى فيها من خلاف ذلك كثير كما قدمنا من الاحاديث
المرفوعة واما آثار الصحابة فاكثر
من ان يحاط بها وقد ذكرنا انكار
عمر على من صلى عند القبر وقوله
له القبر القبر وذكر محمد بن اسحاق
في مغازيه عن خالد بن دينار عن
ابي العالية قال لما فتحنا تستر وجدنا
في بيت مال الهرمزان سريرا عليه رجل

جو کہتی ہین کچھہ اور کرتے ہین کچھہ اور ایسے افعال کرتے ہین جنکا اونکو حکم نہین
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور قبر والونکے باب مین کچھہ اوپر بیس برس
یہی رہا اور آپکے خلفا کا طریق اور تمام صحابہ اور تابعین کا یہی تہا گمراہی والے
انمین سے کسی سے کوئی روایت صحیح یا حسن یا ضعیف یا منقطع بیان توکرین کہ جب
اونکو کوئی حاجت ہوتی تھی تو وہ لوگ قبرونپر جاکر دعا مانگتے اور انکو ہاتہہ لگاتے
تھے اور اُنکی پاس نماز پڑہتے اور مردونکی طفیل سے خدا سے کچھہ مانگتے تو کیا کرتے
ہی پس کوئی قول اُن لوگونکا بیان کرین اور ہمکو ایک ہی حرف پر مطلع کرین ہان یہہ
ہوسکتا ہی کہ اونکے بعد کے لوگونکے اقوال نقل کرین اور جسقدر زمانہ بڑہتا گیا
اور وہ عہد دور ہوتا گیا یہہ بلا پہیلتی گئی ہین اِسباب مین چند کتابین دیکہین
مگر اونمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھہ مروی نپایا نہ آپکے خلفا اور صحابہ رض
سے کوئی حرف تہا بلکہ اُنمین اسکی خلاف بہت تہا چنانچہ احادیث مرفوعہ ہم بیان
کرچکے اور آثار صحابہ بہی حصر سے زیادہ ہین حضرت عمر کا انکار حضرت انس رض کو
قبر کے پاس نماز پڑہنی سے اور یہہ فرمانا کہ قبر ہی قبر ہی پیشتر لکھہ ہی چکے ہین اور محمد بن اسحق
نے اپنی مغازی (جنگنامہ ۱۲) مین خالد بن دینار سے اور اوسنے ابو العالیہ سے روایت کی ہی کہ جب
ہمنے تستر کو فتح کیا تو ہرمزان کے بیت المال مین ایک تخت پایا جسپر ایک شخص

مرد ہ اور اوسکو سرہانے اوسکا مصحف تہا ہمنے مصحف کو اوٹھا کر حضرت عمرؓ کے
پاس بھیجدیا آپنے کعب احبارؓ کو بلواکر اوسکو عربی مین لکھوایا اور سب سے پہلے اوسکو
مین نے پڑہا جیسے کہ قران پڑہتا ہون خالد بن دینار کہتے ہین کہ مینے ابو العالیہ سے
پوچہا کہ اوسمین کیا تہا فرمایا کہ تمہاری خصلت اور کام اور گفتگو کے لہجے اور جو
آگے کو ہونا تہا وہ مذکور تہا مینے پوچہا کہ تمنے اس شخص کو کیا کیا فرمایا کہ ہمنے
دنکو تیرہ قبرین دور دور کہودین جب رات ہوئی تو ہمنے اوسکو دفن کر کے سب قبرونکو
برابر کردیا تا کہ لوگونکو حال معلوم نہو اور قبر نکہودین مینے کہا کہ اس شخص سے انکی کیا
غرض تہی کہا کہ جب مینہ نہ برستا تہا تو وہ تخت نکالا کرتے تہے اور پانی برسا کرتا تہا
مینے پوچہا کہ تمہاری دانست مین وہ کون شخص تہا کہا کہ دانیال نبی تہے مینے کہا کہ تمہارے
نزدیک انکو مرے کتنے روز ہوگئے کہا کہ ۳۰۰ برس مینے کہا کہ انمین سے کچہ بگڑا نہ تہا کہا کہ نہین
صرف چند بال گدی کے بدل گئے تہے اسلئے کہ انبیا کے گوشت کو نہ زمین سڑاوے نہ درندے کہاوین اب اس
قصہ مین فعل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور حضرت دانیال کی قبر کے چہپانیکو دیکہو کہ
لوگونکو بلا مین پڑنے نہ دیا اگر پچہلے لوگ اس تخت کو پاتے تو تلوارونسے لڑتے اور خدا کے سوا اوسکی پرستش
کرتے اور اگر قبرونکے پاس دعا مانگنے اور انسے برکت حاصل کرنےمین کچہ بہتری ہوتی تو مہاجر انصار ان
کو مشہور کرتے اور اونکے پاس دعا مانگتے اسلئے کہ وہ لوگ تو بہتری کے لئے پیشقدمی کرتے تہے اسیطرح تابعین کی پاس اصحاب کی قبرین

شہرونمین بہت تہین اونہون نے بہی کسیکی قبر پر فریاد نکی نہ اوسکو پکارا نہ اوسکے
طفیل اور نہ اوسکے پاس دعا مانگی نہ اوس سے سفارش چاہی اگر اونمین سے
کوئی بات بہی وہ کرتے تو روایت کیجاتی بہلا ایسی بات مین بہتری ہی کہ اُس سے
عمدہ زمانہ کے لوگ تو محروم اور ناواقف رہے ہون اور پچھلے اوس سے بہرہ ور
اور واقف ہوگئے ہون یا وہ لوگ اِسکو جانتے تہے اور نے رغبتی کرگئے حالانکہ امور خیر مین
لوگونکی نسبت کر حریص تر تہے تو اگر یہہ امر خلاف شرع نہوتا تو وہ ضرور کرتے کہ دعا
کی حاجت تو ہر ایک کو ہوتی ہی خصوص جسوقت کہ کوئی بہاری مصیبت آدمی پر آوے
اور صحابہؓ نے تو اس قسم کا بہی انکار کیا ہی چنانچہ معرور بن سوید سے مروی ہی کہ
مین نے حضرت عمرؓ کے ساتھہ مکہ معظمہ کی راہ مین نماز صبح پڑہی آپنے اوسمین الم تر کیف
اور لایلاف قریش پڑہی پہر لوگونکو دیکہا کہ اِدہر اُدہر جاتے ہین آپنے فرمایا کہ تم
کہان جاتے ہو کسی نے کہا کہ ایک مسجد ہی کہ اوسمین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑہی
ہی یہہ لوگ بہی اوسمین نماز پڑہین گے آپنے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ اسی جیسی بات
سے ہلاک ہوئے وہ بہی اپنے انبیا کے نشانات ڈہونڈتے اور اونکو بتخانے
اور گرجے بنا لیتے پس تم مین سے کسیکو اگر ان مسجدون مین نماز کا وقت
آجاوے تو نماز پڑہ لے اور وقت نماز نہو تو چلا جاوے اور انکا قصد نکرے

اور نیز آپ نے جس پیڑ کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے بیعت لی تھی
اوسکی کاٹ ڈالنی کا حکم فرمایا اور جب صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمتمین عرض
کیا کہ مشرکونکا ایکدرخت ذات انواط ہے جسکے گرد وہ بیٹھتے ہین اور اپنے ہتھیار اوسمین
لٹکاتے ہین اور درخواست کی کہ آپ بھی ہمارے لئے کوئی درخت ایسا مقرر کر دیجئے کہ جسمین
ہم اپنے ہتھیار لٹکایا کرین تو آپ نے اُنکی بات نمانی اور فرمایا کہ تمہارا یہہ سوال ایسا ہے
جیسا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ ہمارا کوئی معبود کر دو جیسے مشرکون
کے ٹھاکر ہین اور حضرت موسیٰ نے جوابدیا تھا کہ تم جاہل لوگ ہو آخر قصہ تک تم اگلے
پیشتر کے لوگونکی چال چلتے ہو پس جس صورت مین کہ اوس درخت کا مقرر ہونا ہتھیار
لٹکانے اور گرد بیٹھنے کے لئے ایسا ہوا جیسا خدا تعالیٰ کے ساتھہ اور معبود کا ٹھہرانا ہے باوجودیکہ
وہ لوگ اُس درخت کی پرستش نکرتے تھے نہ اوس سے سوال کرتے تھے تو پھر قبر کے گرد بیٹھنے اور
اوسکے وسیلہ سے اور اوسکے دعا مانگنے کو کیا سمجھنا چاہئے بعض مالکیون نے اپنی کسی کتاب مین
کہا ہے کہ خدا تمپر رحم کرے دیکھو جہان کہین تمکو ایسا درخت ملے کہ لوگ اوسکے پاس جاتے ہون اور اوسکی تعظیم
کرتے ہون اور اوس سے توقع سلوک کرنے اور شفا کی رکھتے ہون اور اوسمین میخین اور کپڑے گاڑتے باندھتے ہون تو وہ
ذات انواط ہے اوسکو کاٹ ڈالو اور جو شخص کہ اسرار شریعت سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ اگلا سلف اور ان
پچھلون مین فرق پورب پچھم کا ہے شعر وہ گئی شرق کی سمت اور مین مغرب رخ کو + فرق دونون مین بہت ہے بلکہ بڑا

بلکہ جو کچھہ تمنی ذکر کیا ہی بخدا بات اوس سی بھی بڑہکر ہی اور بخاریؒ نے ام دردا سے روایت کیا ہی کہ ابو دردا میری پاس غضبناک آئی مین نے پوچہا کہ تمکو کیا ہوا ہے اونہون فرمایا کہ مین لوگونمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دین کی کوئی بات نہین دیکھتا بجز اسکی کہ نماز اکہٹی پڑہتی ہین اور امام مالکؒ نے موطا مین اپنے چچا ابی سہیل بن مالک سی اور انہون نے اپنی باپ سی روایت کی ہی کہ جس چیز پر مین نے صحابہؓ کو دیکھا ہی اوسمین سی اب کچھہ نہین دیکھتا بجز اذان دینے کی اور زہری کہتی ہین کہ مین حضرت انسؓ کی خدمتمین دمشق مین گیا وہ رو رہی تھی مین نے کہا کہ آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ مین نے جو چیزین دیکھی ہین انمین صرف نماز ہی دیکھتا ہون اور وہ بھی ضائع کردیگئی روایت کیا ہی اسکو بخاری نے اور دوسرے لفظون مین یون ہی کہ جو کچھہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین جانا تھا اوسکو آج نہین جانتا اور حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت ابو دردا رضی سے پوچہا کہ خدا آپ پر رحم کری اگر بالفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم مین موجود ہوتے تو بہلا جن امور پر ہم ہین انمین سی کسیکا انکار کرتے حضرت ابو دردا نہایت خفا ہوئی اور فرمایا کہ جسپر تم ہو انمین سے بہلا آپ کسیکو پہچانتی بھی کہ نہین اور مبارک بن فضالہ کہتی ہین کہ حضرت حسن نے جمعہ کی نماز پڑہی اور بیٹھکر رونے لگی مین نے پوچہا کہ ای ابو سعید رونے کی وجہ کیا ہی فرمایا کہ مجکو تم رونے پر ملامت کرتی ہو حالانکہ اگر کوئی شخص مہاجرین مین سی تمہاری مسجد کے دروازہ سے جہانک دی تو

والامر والله اعظم مما ذكرنا وقال البخاري عن ام الدرداء قالت دخل علي ابو الدرداء مغضبا فقلت ما اغضبك فقال والله ما اعرف فيهم شيئا من امر محمد صلى الله عليه وآله وسلم الا انهم يصلون جميعا وقال مالك في الموطا عن عمه ابي سهيل بن مالك عن ابيه انه قال ما اعرف شيئا مما ادركت عليه الناس الا النداء بالصلوة وقال الزهري دخلت على انس بن مالك بدمشق وهو يبكي فقلت له ما يبكيك فقال ما اعرف شيئا مما ادركت الا هذه الصلوة وهذه الصلوة قد ضيعت ذكره البخاري وفي لفظ اخر ما كنت اعرف شيئا على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الا قد انكرته اليوم وقال الحسن البصري سأل رجل ابا الدرداء فقال رحمك الله لو ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بين اظهرنا هل كان ينكر شيئا مما نحن عليه فغضب واشتد غضبه وقال وهل كان يعرف شيئا مما انتم عليه وقال المبارك بن فضالة صلى الحسن الجمعة وجلس يبكي فقيل له ما يبكيك يا ابا سعيد فقال تلومونني على البكاء ولو ان رجلا من المهاجرين اطلع من باب مسجدكم ما عرف شيئا مما كان عليه

توجتنی باتین کہ عہد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین تہین انمین سی کچہہ نہ بچا سوای اس اپنی قبلہ کے اور بہی کوئی پہلی سی بات ہی جسپر تم ہو اور یہہ ہی فتنہ عظیم ہی جسکے باب مین حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہی کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر محیط ہوا ایسا فتنہ کہ بڑا اوسمین بوڑہا ہوجاوی اور چہوٹا بڑا ہوجاوی اور لوگونمین اسطرح رائج ہو کہ اوسکو سنت ٹہرالین اسصورتمین ہم مرجائین بہتیر اس سی کہ سنت مفقود ہو اس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل جب خلاف سنت رائج ہو تو اوسکا کچہہ اعتبار نہین اور نہ اوسکی طرف کچہہ التفات چاہئی اسلئی کہ خلاف سنت پر عمل حضرت ابو درداؓ اور انسؓ کیوقت سی جاری ہوا تہے جیسا کہ مذکور ہوا اور عبداللہ بن اسحق جعفری کہتی ہین کہ عبداللہ بن امام حسنؓ ربیعہؒ کی پاس بہت بیٹہا کرتی ایکروز سنتونکا چرچا ہوا مجلس مین سی ایک شخص نی کہا کہ اسپر عمل نہین ہی عبداللہ نی فرمایا کہ بتاؤ تو اگر جاہل بہت ہوجائین یہانتک کہ وہی حاکم بہی ہون تو وہ سنت پر غالب ہونگی ربیعہ نی فرمایا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ یہہ قول فرزند انبیاءؑ کا ہی

فصل اور شیطانکی بڑی مکرونسی یہہ ہی کہ لوگونکی واسطی بت اور پانسی مقرر کئی جو اس قول مین اللہ تعالی کی پائی جاتی ہین إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ
یہ جو ہی شراب اور جوا اور بت اور پانسی گندی کام ہین شیطان کی ۱۲
پس انصاب وہ ہین جو خدا تعالی کی سوا عبادت کرنیکی لئی قائم کئی جاوین خواہ وہ پتہر ہون یا درخت یا بت یا عمارت اور یہہ لفظ جمع نصب کی ہی جیسی طناب جمع طنب کی ہی حضرات مجاہد اور قتادہ

قال [illegible] رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الا ما انتم اليوم عليه الا القبلة هذه وهذه الفتنة العظمى التي قال ابو عبد الله بن مسعود رضي الله عنه كيف انتم اذا لبستكم فتنة يهرم فيها الكبير وينشأ فيها الصغير يجري على الناس يتخذونها سنة اذا غيرت قالوا غيرت السنة وهذا يدل على ان العمل اذا جرى على خلاف السنة فلا عبرة به ولا التفات اليه فان العمل قد جرى على خلاف السنة من زمن ابي الدرداء وانس كما تقدم وعن عبد الله بن اسحق الجعفري قال كان عبد الله بن حسن يكثر الجلوس الى ربيعة فتذاكروا يوما السنن فقال رجل كان في المجلس ليس العمل على هذا فقال عبد الله ارأيت ان كثر الجهال حتى يكونوا هم الحكام فهم الحجة على السنة فقال ربيعة اشهد ان هذا كلام ابناء الانبياء

فصل ومن اعظم مكائده التي كادها للناس ما نصبه للناس من الانصاب والازلام قال تعالى انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان فالانصاب كل ما نصب ليعبد من دون الله من حجر او شجر او وثن او قبر وهي جمع واحدها نصب كطنب واطناب قال مجاهد وقتادة

۱۲ مطلب شیطان

اور ابن جریج فرماتے ہین کہ خانہ کعبہ کے گرد چند پتہر تھی کہ مشرک اونپر ذبح کیا کرتے
اور گوشت کو دہوپ دیا کرتے اور اُنکی تعظیم اور پرستش کیا کرتے اور یہہ پتہر بت نہ تہی
بت تو وہ ہوتا ہی جسپر صورت اور نقش ہو۔ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتی ہین کہ انصاب
وہ بت ہین جنکی پرستش خدا تعالی کی سوا کرتے تھی اور زجاج کہتی ہین کہ وہ اُنکی پتہر تھی
جنکی عبادت کیا کرتے تھی اور وہی بت تہی اور فرائی کہا ہی کہ وہ اونکی معبود تھے پتہر دن
وغیرہ سی جنکی پرستش کرتی تھی اور اصل مین نصب کے معنی وہ چیز قائم ہی کہ جو اوسکو دیکھی
اوسکی طرف قصد کری اور یہی مراد ہی اس قول مین اللہ تعالی کی يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ
جسدن نکل پڑینگی قبرون سے
سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَى نُصُبٍ يُوفِضُونَ حضرت ابن عباسؓ نصب کے معنی حد اور علامت کی
دوڑتے جیسے کسی نشانی پر دوڑی جاتی ہون ۱۲
فرماتے ہین جسکی طرف وہ دوڑتے ہین اور یہی ہی قول اکثر مفسرین کا اور حضرت حسنؓ فرماتے
ہین کہ مراد اپنی انصاب کیطرف دوڑنیسے ہی کہ اوسکو اول بوسہ دیتی اور ازلام کے
معنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ وہ پانسی تھی جنسے مشرک امور کی تقسیم آپسمین کیا کرتی
تھی اور سعید بن جبیرؓ کہتی ہین کہ اُنکی پاس کنکرین تہین کہ جب کوئی شخص اُنمین سی لڑنا خواہ بیاہ یا سفر
چاہتا تہا تو اُن سی اپنا مطلب معلوم کیا کرتا تہا اور یہہ بہی فرماتے ہین کہ وہ دو پانسے تھی جنسے
مشرک اپنی کامونمین تقسیم چاہتی تھی ایک پر لکہا ہوا تہا کہ مجکو میری ربنے حکم کیا اور دوسری
پر لکہا تہا کہ مجکو منع فرمایا جب کسی کام کو چاہتی تو وہ پانسی پہینکتے پس اگر پہلا پانسا

امر بي فعلوا ما امروا به وانهوا عنهم الذي عليه ان نحرم ذلك وقال ابو اسحق وغيره الاستقسام بالازلام حرام ولا فرق بين قول ذلك او وبين قول المنجم لا تخرج من اجل نجم كذا واخرج من اجل طالع نجم كذا لان الله يقول وما تدري نفس ماذا تكسب غدا وما تدري نفس بأي ارض تموت وذلك دخول في علم الله عز وجل الذي هو غيب عنا فهو حرام كالازلام التي ذكرها الله ومن الانصاب ما قد نصبه الشيطان للمشركين من شجر او عمود او وثن او قبر او خشبة او نحو ذلك والواجب هدم ذلك ومحو اثره كما امر النبي صلى الله عليه وآله وسلم عليا كرم الله وجهه بهدم القبور المشرفة وتسويتها بالارض كما تقدم من حديث ابي الهياج الاسدي وكما عمى الصحابة بامر عمر بن الخطاب رضي الله عنه قبر دانيال واخفاه عن الناس ولما بلغه ان الناس ينتابون الشجرة التي بايع تحتها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اصحابه ارسل فقطعها رواه ابن وضاح في كتابه فقال سمعت عيسى بن يونس يقول امر عمر بن الخطاب بقطع الشجرة التي بويع تحتها النبي

حکم کا نکلتا تو اوس کام کو کرتے اور دوسرا جسپر منع لکھا تھا نکلتا تو اوسکو چھوڑ دیتے ابو اسحق وغیرہ فرماتے ہین کہ پانسے ڈالکر بانٹنا حرام ہے اور اوسکے قائل ہونے مین اور نجومی کے قولمین کچھہ فرق نہین جو کہدیتا ہے کہ فلان ستارہ کی باعث تو باہر مت جا اور فلان کے طلوع پر باہر نکل کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ اور کوئی جی نہین جانتا کیا کریگا کل اور کوئی جی نہین جانتا کس زمین مین مریگا ۱۲ اور نجوم کا قائل ہونا اللہ عز وجل کے علم مین داخل ہونا ہے جو آدمی سے در پردہ ہے اسلئے حرام ہے جیسے پانسے جنکا خدا تعالی نے ذکر فرمایا ہے اور جو کچھہ شیطان نے مشرکون کیواسطے مقرر کیا ہے خواہ درخت ہو یا لٹھہ یا بت یا قبر یا لکڑی وغیرہ وہ سب انصاب مین سے ہین اُن سبکا بگاڑ دینا اور نشان مٹا دینا واجب ہے جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رض کو اونچی قبرون کے ڈہانے اور زمین سے برابر کرنیکا حکم فرمایا تھا چنانچہ حدیث ابی الہیاج اسدی کی اسباب مین پہلے گذری اور جسطرح کہ صحابہ رض نے حضرت عمر رض کے حکم سے حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر کو مخفی اور لوگون سے پوشیدہ کر دیا اور جب آپکو خبر پہونچی کہ جس درخت کے نیچے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب رض سے بیعت لی تھی وہان لوگ بیا پے جاتے ہین تو آپنے لوگونکو اسکی کاٹنے کیلئے بھیجا اسکو ابن وضاح نے اپنی کتاب مین روایت کیا ہے کہ مین نے عیسے بن یونس سے سنا ہے کہتے تھے کہ حضرت عمر رض نے اس درخت کے کاٹنے کا حکم دیا جسکے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے بیعت کی تھی

آپ نے اوسکو اسلیئے کٹوایا کہ لوگ اوسکے نیچے جاکر نماز پڑہتے تہے اسوجہ سے آپکو خوف فتنہ کا ہوا عیسے بن یونس نے کہا ہی کہ یہہ مضمون ابن عون کی حدیث سے جو نافع سے مروی ہی ہمکو پونہچا ہی غرضکہ جب حضرت عمر کا فعل اوس درخت کے ساتھہ یہہ ہو جسکا ذکر قرآن مجید مین خدا تعالی نے فرمایا ہی اور اوسکے نیچے صحابہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی ہی تو اوسکے سوا اور چیزونمین آپکا کیا حکم ہوگا مثلا ان بتونکی بابمین جنسے بڑا فتنہ اور گہری مصیبت پڑ رہی ہی کہ قبرونپر مسجدین آباد ہین یہہ تو مسجد ضرار کی نسبت کہ بہی جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈہا دیا تہا زیادہ تر سزاوار ڈہانے کے ہین اور فتنہ اور خرابی مین بہت بڑہی ہین اور اسیطرح جو قبے کہ قبرونپر ہین اونکا ڈہانا واجب ہی کیونکہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی پر بنائی گئی ہین چنانچہ آپکا منع فرمانا قبرونپر عمارت کے بنانیسے پہلے گذر چکا تو جو عمارت کہ آپکی نافرمانی اور مخالفت پر بنی ہو اوسکی کچھہ عزت نہین اوسکا ڈہا دینا اوس عمارت کی ڈہانیسے اولی ہی جو غاصب نے دوسرکی زمین چہین کر اوسپر بنالی ہو اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونچی قبرون کے ڈہانیکا حکم فرمایا تہا تو جو قبے اور مسجدین اونپر بنائی گئی ہون اونکا ڈہانا اولی ہی اسلیئے کہ قبرونپر مسجدین بنانے والونپر تو آپنے لعنت فرمائی ہی اسیطرح ہر قندیل اور چراغ کا قبر سے دور کرنا واجب ہے

اسلئے کہ اوسکا مرتکب بہی آپکی زبان مبارک سی ملعون ہے حافظ ابو محمد عبد الرحمن عرف ابن
شامہ نے کتاب الحوادث البدع مین لکہا ہی اور اس قسم سی وہ ہے جس سی مبتلا ہو پہیل گیا ہی
یعنی شیطان نے عوام کو یہہ اچہا بتایا کہ خاص جگہو نمین دیوارین اور ستون بناوین اور چراغ
جلاوین باینوجہ کہ کسی نے اونسی کہدیا کہ مین نے خواب مین یہان ایک نیکبخت کو دیکہا ہی تو وہ اس جیسی
باتونکی تو نگاہداشت کرتے ہین حالانکہ خدا تعالی کے فرائض اور سنتونکو تلف کرتے ہین اور
سمجہتے ہین کہ اس سی ہمکو تقرب ہوتا ہی پہر اسمین اتنی زیادتی کرتے ہین کہ ان جگہونکی عظمت
اونکے دلونمین بڑہجاتی ہی اسلئے اونکو بڑا جانتے ہین اور بیمار ونکی شفا اور اپنی حاجتونکا پورا
ہونا انکی منتون سے توقع رکہتے ہین پہر ابو محمد نے چند جگہہ دمشق مین گنوا ور پہر اور درخت بتاکر
پہر ابو واقد کی حدیث کا ذکر کیا کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ ایک بڑی سبز درخت
کے پاس جسکو ذات انواط کہتے تہے گذرے آخر حدیث تک پہر ذکر کیا ہی وہ حال جو افریقیہ کے
شہرونمین کسی عالم نے کیا تہا یعنی انکی برابر ایک چشمہ تہا جسکا نام چشمہ عافیت تہا لوگ
اسمین مبتلا تہے کہ اطراف سی او سکے پاس آتے تہے جس کسیکا نکاح یا لڑکا نہوتا تہا کہتا تہا کہ چلو عافیت
والی کیطرف پس عالم نے صبح کو نکلکر اوسکو ڈہا دیا اور صبح کی اذان اوسپر کہی پہر دعا مانگی
کہ الہی اسکو مین نے تیرے ہی لئے ڈہا دیا ہی اسکا سر مت اٹہا سو چنانچہ اب تک اوسکا سر نہین اٹہا اور
دمشق مین یہہ انصاب بہت سے تہے اللہ تعالی نے اونکا توڑنا شیخ الاسلام کے ہاتہو نسے آسان کردیا

فیدان فاعله ملعون على لسانه صلى الله عليه وآله وسلم قال الحافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعيل المعروف بابن ابي شامة في كتاب الحوادث و البدع ومن هذا القسم ايضا ما قد عم الابتلاء به من تزيين الشيطان للعامة تخليق الحيطان والعمد وسرج مواضع مخصوصة في كل بلد يحكي لهم حاك انه راى في منامه بها احدا ممن اشتهر بالصلاح والولاية فيفعلون ذلك ويحافظون عليه مع تضييعهم فرائض الله وسننه ويظنون انهم متقربون بذلك ثم يتجاوزون هذا الى ان يعظم وقع تلك الاماكن في قلوبهم فيعظمونها ويرجون الشفاء لمرضاهم وقضاء حوائجهم

اورسلف نی تو مقام ابراہیم کے پتہر کو ہاتھہ لگانیکا انکار کیا ہی جسکے مصلے بنانیکا حکم خدا تعالی نے دیا ہی چنانچہ ازرقی نے قتادہؓ سی ذکر کیا ہی کہ انہون نے فرمایا کہ صرف مسلمانونکو یہہ حکم تھا کہ اوسکی پاس نماز پڑہین اوسکو چہونیکا حکم نہ تہا اور اس پتہر پر حضرت ابراہیم عم کے پانوا ور اونگلیونکا نشان تہا اس امت کی ہمیشہ چہوتے رہنی سی وہ نشان برابر ہوگئی اور بڑا مکر شیطانکا یہہ ہی کہ اہل شرک کی لئی ایسی کسی بزرگ کی قبر کو جسکی لوگ تعظیم کیا کرتے ہون قائم کردیتا ہی پہر اوسکو بت ٹہرادیتا ہی پہر اپنی دوستون سی کہدیتا ہی کہ جو شخص اس قبر کی تعظیم اور عبادت اور اوسکو عید ٹہرانی اور بت بنانیسے منع کرے تو وہ اوسکو گہٹاتا ہی اور ہتک کرتا ہی اسیوجہ سی جاہل آدمی اوسکو ستانے اور کافر کہنی مین سعی کرتے ہین اور اونکی نزدیک اوسکی خطا یہ ہی کہ جس چیز کا خدا تعالی نے حکم کیا اوسکو اوسنی امر کیا اور جس چیز سی اللہ تعالی اور اوسکی رسول صلعم نے منع کیا اوس سی اوسنی منع کیا یعنی قبر کو بت اور عید نہ ٹہراؤ اور اوسپر چراغ نہ جلاؤ نہ مسجدین اور قبے بناؤ نہ استرکاری کرو نہ اونچی کرو جو ہوجاتو نہ مردہ کو پکارو نہ اوسکی وسیلہ سی دعا مانگو نہ اوسکی طرف سفر کرو فریاد چاہو اور یہہ وہ باتین ہین کہ دین اسلام مین یقینا معلوم ہین کہ جس چیز کے ساتھہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہیجا ہی اوسکی مخالف ہین یعنی خالص کرنا خدا کی وحدانیت کا اور بجز اوسکی اور کسیکی عبادت نکرنی تو جب موحد ان امور سی منع کرتا ہی تو مشرک غصہ کرتے ہین اور اونکی دل رکتی ہین اور کہتے ہین کہ اس نے

اونچی رتبہ والونکو گہٹا دیا اور کہتا ہی کہ انکی کچھ حرمت و قدر نہین اور بہت سی تہمتین اسکو دہر دیتے ہین **فصل** اب جس شخص پر کہ اللہ تعالی کی راہ راست کی اتباع کا انعام ہو اسکو گمان نکرنا چاہیے کہ قبر ونکو بت اور عید بنانے سی منع کرنا اور اسپر مسجدین بنانی اور چراغ جلانے اور اونکی طرف سفر کرنے اور انکی لیے سنت ماننے اور اونکو چومنے چاٹنے اور اونکی مٹی سی پیشانی خاک آلود کرنے سے روکنا قبر والون سی آنکھ بند کرنی یا اونکو گہٹانا ہی جیسا کہ شرک و گمراہی والے سمجھتے ہین بلکہ یہہ سمجھو کہ یہہ امر اونکی عین تعظیم اور اکرام ہی اور جس چیز کو ناپسند کرتے ہین اوس سی اجتناب ہی تو واقع مین اونکے ولی اور دوست اور اونکی چال چلن کے مددگار اور اونکی طریق پر چلنے والے تہین ہی اور یہہ مشرک سب سی زیادہ اونکی نافرمان اور انکی طریق اور پیروی سی نہایت دور ہین جیسے نصاری حضرت عیسیٰ کے ساتہہ اور یہودی حضرت موسیٰ اور رافضی حضرت علیؓ کی ساتہہ ہین اور اہل حق باطل والونکی نسبت کر اہل حق کے زیادہ دوست ہین اسلیے ایمان والے مرد اور عورت ایکدوسرے کے دوست ہین اور منافق مرد اور عورتین ایکدوسرے سے ہین اور دل جب بدعتونمین مشغول ہو جاتے ہین تو سنتون سے روگردان ہوتے ہین اور قبر پر بیٹھنے والونمین سی اکثر شخص قبر والے کے طریق سے علیحدہ ہوتے ہین اور جس چیز کا اوسنے حکم کیا اور اوسکی طرف بلایا اوس سے اوسکی قبر کی باعث منحرف رہتے ہین حالانکہ انبیا و صالحین کی تعظیم و محبت صرف اسمین ہی جو علم مفید و عمل نیک کہ اونہون نے فرمایا ہو

اوسکی پیروی کرین یہہ کہ اونکی قبرون پر بیٹھکر اونکو بت بنالین اور جو شخص اونکی اقوال کا
تابع ہوگا وہ اونکی ثواب کی زیادہ ہونیکا باعث ہوگا اسلیئے کہ اونکا اتباع کیا اور
لوگونکو اونکے اتباع کیطرف بلایا اور اگر اونکی اقوال سی مُنہ موڑیگا اور اوسکی ضد مین
مشغول ہوگا تو اپنی آپکو اور اُنکو دونوکو ثواب سی محروم کریگا اسمین انکی کو نسٹی بڑائی
ہی اور اکثر آدمی طرح طرحکی نئی خرابیون مین مشغول ہین جنکو اللہ تعالی اور اوسکا رسول
بُرا جانتی ہین اسلیئے کہ وہ کل امر مشروع یا بعض سی منحرف ہین اگرچہ اوس امر کی صورت
ظاہری کو قائم رکہا ہی مگر اوسکی حقیقت مقصود کو چہوڑ دیا ہی ورنہ جو شخص نماز پنجگانہ پر دل
سی متوجہ ہوا اور جو کچھ اُسمین کلمات طیبہ اور اعمال نیک ہین اونکو جانتا ہوا اور اونکا اہتمام
کرے تو یہہ بات اوسکو شرک سی بری کردیگی اور جو شخص نماز و نمین کل مین یا بعض
مین قصور کرے تو اوسمین شرک قصور ہی کی مقدار پر پاوُ گے اور جو شخص اللہ تعالی کے
کلام کو گوش دل سی سنکر اوسکو سمجھی بوجھیگا تو یہہ امر اوسکو سماع شیطانی کے سننی سی کافی
ہوگا جو اللہ تعالی کی یاد اور نماز سی روکتا ہی اور دلمین نفاق اگاتا ہی اور اسیطرح
جس شخص نے کلام الہی اور احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمہ تن کان دہرا اور
اوسکی نفس نے قران ہی سے ہدایت اور علم پانیکو لیئے کوشش کی نہ اوسکی غیر سے تو اوسکو
سب بدعتون اور راہون اور تمام نفس کے وسوسون اور خیالات سے بے پروا کردیا

اور جو شخص اسباب سے دور رہا تو ضرور ہے کہ اسکی عوض مین ایسی چیز لی ہو جو اوسکی کام آوے اور جو شخص اپنا دل اللہ کی محبت اور اوسکی یاد اور خوف اور اوسپر توکل کرنے اور اوسکی طرف رجوع کرنیسے آباد رکھیگا اوسکو اسباب کی حاجت نرہیگی کہ دوسرے کی ساتھہ محبت اور خوف اور توکل پیدا کرے اور صورتونکی عشق کی بھی اوسکو حاجت نرہیگی اور جب محبت الٰہی سے خالی ہوگا وہ اپنے خواہش نفس کا بندہ ہوجاویگا یعنی خواہش کو اچھا جانیگا اور خواہش اوسکی مالک اور معبود ہوجاویگی اور جو شخص توحید سے روگردان ہے وہ مشرک ہوجاتا ہے یا ہوگا اور سنت سے روگردان ہو جاوے وہ بدعتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور اوسکی ذکر سے روگردان صورتونکا پوجنے والا ہے یا ہونے والا ہے اب اگر کوئی کہے کہ قبر پرست قبر والوں میں کیون مبتلا ہوئے یہہ تو وہ جانتے ہین کہ قبر والے مردے ہین کسی نفع اور ضرر پر قدرت نہین رکھتے تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ اسکی کئی وجہیں ہین اول تو یہہ کہ جس غرض سے خدا تعالیٰ نے اپنے رسول اور تمام انبیا کو بھیجا ہے یعنی توحید کی ثبوت اور شرک کی دور کرنیکو یہہ لوگ اس سے جاہل ہین اور چونکہ انکو اسکا بہرہ کم تھا اور شیطان نے فتنہ کیطرف انکو بلایا اور انکی پاس اتنا علم نتھا جس سے اوسکی بلانیکو بیکار کر دیتے اسلئے اپنی جہالت کی مقدار پر اسکا کہنا مانا اور جسقدر علم تھا اوسقدر بچ رہے دوم یہہ کہ بہت سی حدیثیں مختلف جھوٹی ہین جنکو قبر پرستون نے بنا لیا ہے مثلا یہہ قول (جب تمکو کام عاجز کرین تو چاہیے کہ قبر والونکی پاس جاؤ) اور یہہ (اگر تم مین سے کوئی کسی پتھر سے حسن ظن کریگا تو وہ بھی نفع دیگا) اسیطرح کی اور جھوٹی باتین

دین اسلام کے مخالف ہین جنکو مشرکون نے گڑھا ہی اور پہر اُن جیسی جاہلون اور

گمراہونمین رفتہ رفتہ آگئی ہین حالانکہ خدا تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اسلیے بھیجا

کہ جو شخص پتہرون سے حسن ظن رکہتا ہو اوس سے لڑین اور آپکی امت کو قبور مین مبتلا ہونے

سے ہر ایک طور سے علیحدہ فرمایا چنانچہ پہلے مذکور ہوا تیسری یہہ کہ چند حکایتین اونکی سنائے

بیان کی گئین کہ فلانے شخص نے کسی سختی مین فلان قبر سے فریاد چاہی تہی وہ اُس

بلا سے چہوٹ گیا اور دوسرے نے اوسکو پکارا خواہ اوسکے وسیلہ سے دعا کی تو اوسکی حاجت

پوری ہوئی اور قبر کے مجاورون اور گور پرستونکو اس قسم کی حکایتین بہت یاد ہین

اور وہ لوگ خلق خدا مین سے زندون اور مردون کے بابمین بڑے جہوٹے

ہین اور نفس اپنی حاجتین روا ہونے کے حریص ہین جہان سُنا کہ فلان بزرگ

کی قبر تریاک مجرب ہی جب ہی شیطان بلانے مین نرمی برتتا ہی اور اول یہہ کہتا

ہی کہ تو اوسکی پاس دعا مانگ پس بندہ اوسکے پاس سوز و گداز اور ذلت و نیاز سے

دعا مانگتا ہی اللہ تعالی اوسکی دعا اس حضور دل کے باعث قبول کر لیتا ہی نہ قبر کے

باعث مگر وہ جاہل یہی جانتا ہی کہ قبر مین اثر ہی حالانکہ خدا تعالی تو مضطر کی دعا قبول

کرتا ہی گو کافر ہی ہو چنانچہ فرماتا ہے كُلًّا نُّمِدُّ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا
ہر ایک کو ہم پہنچائے جاتے ہین انکو اور انکو تیری رب کی بخشش

كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا اور حضرت ابراہیم خلیل ع نے دعا مانگی رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا
مین سے اور تیری رب کی بخشش کسی نے نہین گہیری ۱۲ ای رب کر اسکو شہر امن کا

وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تو اللہ تعالی نے ارشاد
اور روزی دے اوسکی لوگونکو میوونسے جو کوئی ان میں یقین لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر ۱۲

فرمایا وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ غرضکہ یہہ بات
اور جو کوئی منکر ہے اوسکو بھی فائدہ دونگا تھوڑے دنوں پھر اوسکو قید کر بلاؤنگا دوزخ کے عذاب میں اور بری جگہ پہنچا ۱۲

نہیں کہ خدا تعالی جسکی دعا قبول کرے اوسکے نزدیک اوسکا حال اچھا ہی ہو اور اکثر
آدمی ایسی دعا کرتے ہیں جسمیں حد سے بڑھتے ہیں یا شرک کرتے ہیں یا ناجائز چیز کی درخواست
کرتے ہیں اور اونکی کل مراد یا کسیقدر ملجاتی ہے تو اوسکو یہہ گمان ہوتا ہے کہ میرا عمل اچھا
اور مقبول اور خدا کی مرضی کے موافق ہے اور وہ ایسا ہے جیسا کسیکو مہلت ملے اور مال
و اولاد کی مدد دیجاوے اور وہ یہہ گمان کرے کہ خدا تعالی اوس سے جلد جلد سلوک کرتا ہے اللہ
وہ یوں فرماتا ہے فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ اور دعا کبھی عبادت
پھر جب بھول گئے وہ جو اونکو نصیحت کی تھی کھول دئے ہم نے اونپر دروازے ہر چیز کے ۱۲

ہوتی ہے کہ اوسپر آدمی کو ثواب ہوتا ہے اور کبھی سوال ہوتی ہے کہ اوس سے حاجت تو پوری
ہوجاتی ہے مگر دعا والے پر ضرر ہوتا ہے یا تو جو اوسکو ملا اوسکے باعث عذاب ہو یا اوسکے
سبب اوسکا درجہ کم ہوجاوے اس صورت میں اللہ تعالی اوسکی حاجت پوری کر دیتا ہے اور
اوسکو عذاب دیتا ہے اسوجہ سے کہ اوسنے اللہ تعالی کے حقوق ضائع کئے اور اوسکی حدود کا
مرتکب ہوا پھر جب قبر کی یا بن دعا مانگنا شیطان کی مرضی کے موافق اوسکو اچھا معلوم ہو لگتا ہے اور اوسکو اپنے گھر اور
مسجد میں دعا مانگنے کی نسبت زیادہ سمجھتا ہے اوسکو یا بن دعا مانگنے سے ایک درجہ اور بڑھا تا ہے اوسکی وسیلہ سے
دعا مانگنا اور اسکی قسم اللہ کو دینی ہے اور یہہ امر پہلی کی نسبت کہ بہت بڑا ہے اسلئے کہ اللہ کی شان اونسے بڑی ہے

کہ اوسکو قسم دیجاوی یا اوسکی مخلوق مین سے کسیکے وسیلہ سے سوال کیا جاوی اور ائمہ
اسلام نے اسکا انکار کیا ہی ابو الحسن قدوری شرح کتاب کرخی مین کہتی ہین کہ بشر بن ولید
کہا کہ مین نے امام ابو یوسف سے سُنا ہی وہ کہتی تھی کہ امام اعظمؒ نے فرمایا ہی کہ کسیکو نچاہئی کہ اللہ
سے کسیکے ذریعہ سے بجز اوسکی ذات کی دعا مانگی اور مین بُرا جانتا ہون کہ یون کہی تجہہ سے
تیری عرش کی عزتگاہ کی وسیلہ سے مانگتا ہون اور یہہ کہی کہ تجہہ سے سوال کرتا ہون بحق فلان اور بحق
تیری انبیا و رسولونکی اور بحق خانہ کعبہ کی ابو الحسن کہتی ہین کہ غیر اللہ کے ذریعہ سے سوال کرنا تو بُرا ہے
اسوجہ سے کہ غیر اللہ کا کچھہ حق اللہ تعالیٰ پر نہین بلکہ حق اللہ تعالیٰ ہی کا ہی خلق پر رہا یہہ کہنا کہ تیری
عرش کی عزت گاہ کی وسیلہ سے تو اُسکو امام اعظمؒ نے مکروہ جانا ہے اور امام ابو یوسف نے اس
بابمین اجازت دی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کلمہ سے دعا مانگی ہی اور ایک وجہہ فرمائی ہی کہ
عزتگاہ سے مراد وہ قدرت ہی جس سے اللہ تعالیٰ نے عرش کو باوجود اوسکی عظمت کے پیدا کیا ہی تو گویا اللہ سے
اوسکی اوصاف کی ذریعہ سے سوال کیا اور ابن بلدحی نے شرح مختار مین کہا ہی کہ اللہ تعالیٰ سے بدون اوسکی ذریعہ
سوال کرنا مکروہ ہی اور یہہ نکہی کہ مین تجہہ سے تیری فرشتون اور تیری انبیا کی طفیل سے خواہ اور کسیکے حق سے مانگتا
ہون اسلئی کہ مخلوق کا حق اپنی خالق پر نہین یا اپنی دعا مین یہہ کہے کہ تیری عرش کی عزتگاہ کی ذریعہ
سے سوال کرتا ہون اور امام ابو یوسف سے اسکا جواز منقول ہی اور جس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ اور انکی اصحاب
کہتی ہین کہ یہہ مکروہ ہی امام محمدؒ کی نزدیک حرام ہی اور شیخین کے نزدیک حرام کی قریب ہی اور جانب حرمت

اوسپر غالب ہی اور اسیطرح ہی ابن عبد السلام کے فتادی مین اور توقف کیا ہی ابن

نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابمین اجہت سی کہ اوسکی عندیہ مین یہہ مضمون حدیث مین

آچکا ہی حالانکہ صحت اوس حدیث کی اوسکو معلوم نہین ہوئی غرضکہ شیطان جب آدمی

کے عندیہ مین یہہ بات جما چکتا ہی کہ اوس مردہ کی قسم دینی اللہ تعالی کو اور دعا مانگنی

اوسکی تعظیم اور حرمت مین کامل تر ہی اور اپنی حاجت برارین نہایت مفید تر اب

ایک اور درجہ پر اوس سی بڑہکر پوہنچاتا ہی یعنی خدا تعالی کے سوا خود اوسکو پکارنا

پہر اس سی بھی زیادہ پر یعنی اوسکو بت بنا لینا کہ اوسکی پاس بیٹہی اور اوسپر قندیل

جلادی اور پردے لگادی اور مسجد بنا وی اور اوسکی عبادت سجدہ کرنے اور گرد

گہومنی اور چومنی چاٹنی اور اوسکا حج کرنے اور اوسکی پاس ذبح کرنیسے بجالاوے

پہر اسطرف متوجہ کرتا ہی کہ لوگونکو اوسکی عبادت کیواسطی بلاوی اور اوسکو عید اور

عبادت گاہ اونکی لئی ٹہہرادی اور یہہ امر اونکی لئی دین و دنیا مین نافع تر بتادی پہر

شیخ رح فرماتے ہین کہ قبرونکے پاس کی بدعت کی باتین چند مرتبہ رکہتی ہین اول مرتبہ جو

شریعت سی بہت دور ہی یہہ ہی کہ آدمی میت سی اپنی حاجت چاہی اور حاجت مین اوس سی

فریاد کری جیسا اکثر لوگ کرتے ہین اور یہہ لوگ بت پرستونکی جنس سے ہین اور اسی

جہت سی شیطان اونکی لئی کبہی میت کی صورت اور غائب کی شکل مین بنجاتا ہے

جیسا بت پرستوں نکے لئی صورت پکڑ جاتا ہی اور یہہ بات مشرکون اور اہل کتاب کے
کافرونکو ہوجایا کرتی ہی کہ اونمین سی کوئی ایسی شخص سی دعا مانگتا ہی جسکو بڑا
جانتا ہی پس آنکی نظرونمین شیطان کبھی صورت پکڑ جاتا ہی اور کبھی بعض عجائب باتین
اونسی کہدیتا ہی اور اسی مرتبہ مین ہی قبر کو سجدہ کرنا اور اوسکو ہاتھ لگانا اور بوسہ دینا
دوسرا مرتبہ یہہ ہی کہ خدا تعالی سی میت کی طفیل سی دعا مانگی اور یہہ امر پچھلے لوگ اکثر کرتی
ہین اور یہہ بدعت ہی مسلمانون کے اتفاق سی تیسرا مرتبہ یہہ ہی کہ خود میت کو پکارے
چوتھا مرتبہ یہہ ہی کہ گمان کری کہ اوسکی قبر کے پاس دعا مقبول ہوتی ہی اور مسجد مین دعا
مانگنی کی نسبت کر افضل ہی اس خیال سی اپنی مرادونکی طلب مین اوسکی زیارت اور
اوسکے پاس نماز پڑہنی کا قصد کری اور یہہ بہی مسلمانونکی اتفاق سی ایک بڑی بدعت
ہی اور حرام ہی بہی معلوم نہین کہ دین کے اماموں نمین آپس مین کچہہ خلاف ہو اگرچہ پچھلی لوگ
اکثر یہہ امر کرتے ہین اور بعض کہتی ہین کہ فلان بزرگ کی قبر تریاک مجرب ہی اور یہہ جو
حکایت کرتے ہین کہ امام شافعی دعا کیواسطی امام اعظم کی قبر کے پاس جایا کرتے تھی صریح
جہوٹہ ہی **فصل** موحدون اور مشرکون کی زیارت مین فرق کے ذکر مین موحدونکو قبرون
کی زیارت سے تین باتین مقصود ہین اول آخرت کا یاد کرنا دوسرے میت
کے ساتھہ سلوک کرنا اور زیارت کو بہت دن نگذرنی پاوی اسطرح کہ آدمی میت کو چہوڑکر

للکفار من المشرکین واهل
الکتاب یدعو احدا منهم من
یعظمه فیتمثل لهم الشیطان
احیانا وقد یخاطبهم ببعض
الامور الغائبة وکذلک
السجود للقبر والتمسح به و
تقبیله الثانیة ان یسأل الله
تعالی به وهذا یفعله کثیر من المتأخرین وهو
بدعة باتفاق المسلمین الثالثة ان یسأل
نفسه الرابعة ان یظن ان الدعاء عند قبره
مستجاب او انه افضل من الدعاء فی المسجد
فیقصد زیارته والصلاة عنده لاجل طلب
حوائجه وهذا ایضا من المنکرات المبتدعة
باتفاق المسلمین وهی محرمة وما علمت فی ذلک
نزاعا بین ائمة الدین وان کان کثیر من المتأخرین
یفعل ذلک ویقول بعضهم قبر فلان تریاق مجرب
والحکایة المنقولة عن الشافعی انه کان
یقصد الدعاء عند قبر ابی حنیفة
من الکذب الظاهر فصل
فی الفرق بین زیارة الموحدین
والمشرکین اما زیارة الموحدین
فمقصودها ثلثة اشیاء احدها
تذکر الآخرة والاعتبار
والثانی الاحسان الی المیت لئلا یطول عهده

بہولجاوی جیسی زندہ شخص کا ملنا اگر بہت دنون چہوڑ دی تو اوسکو بہولجاتا ہی اور زندہ شخص جب اوسکو دیکہتا ہی تو اوسکی ملنی سی خوش ہوتا ہی تو میت کو بطریق اولے خوشی چاہیی اسلئی کہ وہ ایسے مکانمین گیا ہی کہ اوسکی باشندی اپنی بہائیون سے جدا ہین جب آدمی اوسکی زیارت کرتا ہی اور اوسکے دعا یا صدقہ یا قربانی وغیرہ کا ہدیہ پونہچاتا ہی تو وہ اِس سی خوش ہوتا ہی جیسی زندہ شخص اوس سے خوش ہوتا ہی جو اوسکی پاس کچہہ ہدیہ لیکر جاوی اور اسلئی آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے قبر کی زیارت کرنیوالیکے لئی مشروع فرمایا کہ اہل قبور کے لئی مغفرت کی دعا اور عافیت کی درخواست کری یہ نہین کہ اونکو پکاری یا اونکی پاس نماز پڑہی تیسری اپنی نفس کے ساتہہ زیارت والیکا سلوک کرنا سنت کی پیروی اور جو بات رسول مقبول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے مشروع فرمائی ہی اوسپر قائم رہنی کی اور زیارت شرک والیکا حال ہی کہ وہ بت پرستون سی نکلی ہی وہ یہہ کہتے ہین کہ جس میت کی روحکو اللہ کی نزدیک قرب اور فضیلت ہی اللہ تعالی کیجانب سی اوسکی پاس ہمیشہ الطاف آتی رہتی ہین اور اوسکی روح پر خیرات نازل ہوتی ہین تو جب زیارت کرنیوالا اپنی روح میت کی روح سی وابستہ کرتا ہی تو میت کی روح سی اوسکی روح پر وہ الطاف پونہچتی ہین جیسی صاف آئینہ وغیرہ سی مقابل کی جسم پر شعاع پڑتی ہی اور اسیوجہ سی کہتی ہین کہ کمال زیارت اِسطرح ہی کہ زیارت کرنیوالا اپنی روح اور دل سے میت کیطرف توجہ کری اور اپنی ہمت اوسپر ایسی طرح لگا دی کہ غیر کیطرف ذرا التفات نہ رہی اور جسقدر کہ ہمت اور دل کی جمعیت اوسپر زیادہ ہوگی اوسیقدر نفع بہی زیادہ ہوگا اور اِس

زیارت کو ابن سینا اور فارابی وغیرہما نے ذکر کیا ہی حالانکہ ستاروں کے پوجنے والے بھی ستاروں کی پرستش مین یہی کہتے ہین کہ جب نفس ناطقہ ارواح علوی سے وابستہ ہوتا ہی تو اوسپر اونمین سے نور اوترتا ہی اور اسی بھید کے باعث ستارے پوجے گئے اور اونکی صورتین بنین اور دعائین تصنیف ہوئین اور انکے لئے مورتین مقرر ہوئین اور یہی وجہ بعینہ قبر پرستون کے لئے موجب ہوئی کہ انکو عید ٹھہرایا اور انپر پردے ڈالے اور چراغ جلائے اور مسجدین بنائین اور اسی بات کا دور کرنا اور مٹانا اور باطل کرنا اور اوسکے ذریعون کا بند کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقصود تھا مگر مشرک آپکی راہ مین کھڑے ہوگئے اور آپکے مقصود کے مزاحم ہوئے اور قبرونکی زیارت مین جو کچھہ یہہ لوگ بیان کرتے ہین وہ شفاعت ہے کہ مشرک سمجھتے ہین کہ زیارت کے باعث اونکے معبود اونکو فائدہ پہنچاوینگے وہ کہتے ہین کہ بندہ کی روح اگر مقرب شخص کی روح سے متعلق ہوجاتی ہے تو ان دونون مین ایسا اتصال ہوجاتا ہے کہ جو کچھہ مقرب کو خدا تعالیٰ کے یہان سے ملتا ہی اوسمین کچھہ حصہ اوسکو بھی پونہچتا ہے اور اوسکی مثال یہہ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی بادشاہی امیر صاحب عزت کی خدمت کرتا ہے تو بادشاہ جو کچھہ انعام امیر کو دیتا ہی اوسمین سے کچھہ اثر اوس خادم کو بھی بحسب تعلق پونہچتا ہی۔ اور قرآن مجید اول سے آخر تک ان اقوال کی تردید سے پر ہے

لهذه الزيارة على هذا الوجه
ابن سينا والفارابي وغيرهما
وصرح بها عباد الكواكب في
عباداتها وقالوا اذا تعلقت النفس
الناطقة بالارواح العلوية
فاض عليها منها النور وبهذا
السر عبدت الكواكب واتخذت لها
الهياكل وصنفت لها الدعوات واتخذت الاصنام
وهو بعينه هو الذي اوجب لعباد القبور
اتخاذها اعيادا وتعليق الستور وايقاد السرج
عليها وبناء المساجد عليها وهو الذي قصد رسول الله صلى الله
عليه وسلم ابطاله ومحوه بالكلية
وسد الذرائع اليه فوقف المشركون في طريقه
وناقضوه في قصده وهذا الذي ذكروه في
زيارة القبور هو الشفاعة التي ظن المشركون
ان آلهتهم تنفعهم بها قالوا ان العبد اذا
تعلقت روحه بروح الوجيه المقرب ... وبينه
اتصال الفيض به عليه نصيب منه
من الله وشبهوا ذلك بمن يخدم ذا
جاه وحظوة عند السلطان فهو
ينال من ذلك المتعلق نصيب
من انعام السلطان بحسب تعلقه
التعلق والقرآن من اوله الى
آخره مملوء من ابطال هذا

اللہ تعالی نے اونکو باطل کرنیکو اور اونکی کہنیوالونکی کا فرہونیکو اپنی کتابمین نازل فرمائیں اوران لوگونکو لعنت فرمایا اور اونکی خون اور مال اور اولاد کا غلام بنانا مباح فرمایا اوراُنکی لئی دوزخ واجب کردی ان لوگونکو ردمین اللہ تعالی یہہ ارشاد فرماتا ہی اَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ شُفَعَاءَ قُلْ اَوَلَوْ کَانُوا لَا یَمْلِکُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَعْقِلُوْنَ قُلْ لِّلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ جَمِیْعًا لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسمین بتلایا کہ شفاعت اوسکو خاص ہی جسکی ملک مین آسمانونکی سلطنت ہی یعنی وہ خود ہی اپنی ذات پاک سی سفارش اپنی بندہ پر رحم کرنیکی فرماویگا اسطرح کہ وہی جسکو چاہیگا اوسکی واسطی سفارش کرنیکا حکم دیگا تو واقع مین سفارش صرف اوسکی ہوئی اور جو شخص اوسکی سامنی سفارش کریگا وہ صرف اوسکی اجازت اور حکم سی کریگا پہلی وہ ذات پاک خود اپنے نفس سی سفارش کریگی یعنی اسنے آپ ہی بندہ پر رحم کرنا منظور ہوگا اور یہہ سفارش شرک والی سفارش کی ضد ہی جسکو اللہ نے اپنی اس قول سی باطل فرمایا ہی وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْہَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُہَا شَفَاعَۃٌ اور اس سی مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃٌ وَّلَا شَفَاعَۃٌ اور اس سی مَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ غرضکہ جس شفاعت کو خدا تعالی نے باطل کیا ہی وہ شریک کی شفاعت ہی اسلئی کہ اوسکا کوئی شریک نہین اور جس شفاعت کو ثابت کیا ہی وہ اوس بندہ محکوم کی شفاعت ہی جو اپنی مالک کے سامنے

کیا انہون نے

پکڑی ہین اللہ کے سوا کوئی سفارش والے تو کہہ اگرچہ اونکو اختیار نہو کسی چیز کا نہ بوجھ تو بھی تو کہہ اللہ کے اختیار ہی سفارش ساری اوسیکا راج ہی آسمان اور زمین مین ۱۲

اور بچو اوس دن سی کہ کام نہ آوی کوئی شخص کسی کی ایک ذرہ اور نہ قبول ہو اوسکی طرف سی بدلا اور نہ کام آوی اوسکو سفارش ۱۲

پہلے اوس دن کہ آوی جسمین بکنا ہی نہ آشنائی نہ سفارش ۱۲

کوئی نہین تمہارا اوسکے سوا حمایتی نہ سفارشی ۱۲

ولا یعقلون قل لله الشفاعة جمیعا

قل أو لو کانوا لا یملکون شیئا

أم اتخذوا من دون الله شفعاء

ومن الدعاء اهله في کتبهم

کتبه ابطالها وتکفیر عابدیها

المشرکات ولقد انزل الله

له ما فی السموات والارض فاخبر ان الشفاعة لمن له ملک السموات فهو الذی یشفع بنفسه الی نفسه لیرحم عبده فیأذن هو لمن یشاء ان یشفع فیه فصارت الشفاعة فی الحقیقة انما هی له

الشفاعة الثابتة

والذی یشفع عنده انما یشفع باذنه وامره بعد شفاعته سبحانه الی نفسه وهی ارادته من نفسه ان یرحم عبده وهذه ضد الشفاعة الشرکیة التی ابطلها سبحانه بقوله واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منها شفاعة ولا یؤخذ منها عدل وقال من قبل ان یأتی یوم لا بیع فیه ولا خلة ولا شفاعة وقال ما لکم من دونه من ولی ولا شفیع فالشفاعة التی ابطلها شفاعة الشریک فانه لا شریک له والتی اثبتها شفاعة العبد المأمور الذی لا یشفع بین یدی مالکه حتی

بدون اوسکی اجازت کے پیشقدمی نہین کرتا اور اُن دونو سفارشیو نمین فرق اتنا ہی ہی جتنا شریک اور بندہ محکوم مین ہے اور اسیوجہ سی لوگونمین سب سے زیادہ سعادت یاب قیامت کے روز توحید والے ہونگی پس صورتمین کہ معاملہ صرف خدا تعالی ہی کے لئی ہی اور اوسکی نزدیک سب مخلوق مین سی برتر اور بزرگ تر رسول اور مقرب فرشتے ہین اور یہہ سب محض بندی ہین کہ نہ کچہہ خدا سی بڑہکر بولین نہ اوسکی بدون اجازت کوئی کام کرین اور مشرک انکی باعث شرک کری اور اللہ کی سوا انکو سفارشی ٹھہرالے اس خیال سی کہ میری اس عقیدہ سے یہہ لوگ آگی بڑہکر میری سفارش کرینگی تو وہ شخص اللہ کی حق سی سب لوگونکی نسبت کر جاہل ہی اوسکو معلوم نہین کہ اللہ کیواسطی کیا چیز ضروری اور کیا بات اوسپر محال ہی اوسنی خدا کو بادشاہون و امیرون پر قیاس کر لیا کہ آدمی اونکی خواص مین سی کسیکو مقرر کر لیتا ہی جو اوسکی حاجات مین بادشاہ کی سامنی اوسکی سفارش کردی اور ان خواص کا حال یہہ ہی کہ یہہ لوگ بادشاہون اور رئیسونکی شریک اور مددگار اور انتظام ریاست کی دار و مدار ہوتے ہین اگر وہ نہون تو لوگونمین اونکا قابو بھی نہ رہی اسلئے اس نظر سی خواہ مخواہ خواص کی سفارش اونکو قبول کرنی ہی پڑتی ہی مگر جو شخص اپنی ذات سی غنی ہو اور تمامی آسمانون اور زمین کے لوگ اوسکی غلام ہون اور اوسکی زیر حکم ہون تو ایسی لوگونکی افعال اوسکے حکم و اجازت پر مقید رہینگی اب اگر مشرک ان ہی شرک کری اور خدا کی سوا انکو سفارشی ٹہراوی اس خیال سی کہ جب مین ایسا کرونگا تو وہی مرۃ ہوگا

جو آدمیون مین سی سفارشی ٹھہرالیتی ہے ہوا کرتا ہی تو وہ قیاس مین خطا کرتا ہی اور خالق
اور مخلوق مین اور مالک اور مملوک مین اور غنی اور محتاج مین فرق نہین کرتا اور نزدیک
بندہ کو جو بدون اذن اپنے مالک کی کچھہ نہین کرتا مثل شریک اور مددگار اور پشت پناہ کے
قرار دیتا ہی اور اسی قیاس فاسد سے بتونکی پرستش ہوئی ہی پھر جو شخص مخلوق سے سفارش کرتا ہی
تو جس باب مین سفارش کرتا ہی اوسکی لئی ایک نرا سبب ہے کہ جسکی سامنی سفارش کرتا ہی اوسکو
یعنی بادشاہ کو مثلاً تحریک کردے اور بعض اوقات اس سفارش کا کوئی مانع بادشاہ کے پاس ہوتا ہے
مثلاً جس باب مین سفارش کرتا ہی وہ بادشاہ کو ناپسند ہی اسصورت مین اگر سفارش مانع سی قوی تر ہوگی تو
قبول کیجاویگی اور اگر مانع قوی ہوگا تو قبول نہوگی اور بعض وقت دونو باتین بادشاہ کی نزدیک
برابر ہوتی ہین اسصورت مین جو امور کہ قبول اور رد کے مقتضی ہین مثل محبت وغیرہ اور رغبت
اور خوف اور اونکی عدم کی وجہ سے متردد رہجاتا ہی بخلاف خدا تعالیٰ کی سامنی کی شفاعت کی کہ اس شہنشاہ خود
بادشاہ حقیقی سفارش کرنیوالیکو سفارش کی تحریک فرماتا ہی تو جو سفارش کرتا ہی صرف اللہ کی فرمانبرداری اور
اطاعت کے لئی کرتا ہی کہ محکوم فرمانبردار ہی اور مخلوقکی روبرو کا سفارشی بادشاہ مجازی کا محرک ہوا کرتا ہی اسنظر سے کہ
اوسکو سفارشی کی طرف حاجت ہوتی ہی کہ اعانت و مدد مین اوسکی کام آتا ہی اسیطرح سفارشی کو بھی اوسکی طرف حاجت عطا ملنی کی
ہی غرضکہ وہ دونو ایکدوسرے کے محتاج ہین تو اگرچہ بظاہر سفارشی اوسکا مملوک و غلام ہے مگر واقع مین اوسکا شریک ہی
اور جس شخص کو خدا تعالیٰ نے اس راز کی سمجھنے کی توفیق دی ہے اوسکو حقیقت توحید اور شرک کی معلوم ہو گئی ہے

اور جسکو اللہ تعالی نے نور عقل عنایت نفرمایا تو اسکو نور کہان **فصل** اور ایک مکر اوس دشمن خدا کا جس سے اوسنے علم اور عقل اور دین کم بہرہ رکہنے والونکو فریب دیا ہی اور جاہلون اور باطل والونکو شکار کیا ہی سیٹی اور راگ کا سُننا ہی یہانتک کہ اُن لوگونکی نزدیک شیطان کے مزامیر قران مجید کی آیتونکی نسبت کر محبوب تر ہین اور شیطانکو جو کچہہ فسق و معصیت سے منظور تہا تو اوسنے اپنا مطلب بہرپایا اور اونکی توصیف مین کہنے والے نے خوب مضمون کہا ہی **نظم**

پڑہیے کتاب اونپہ تو ڈر ہو نہ مطلقا ۔ لہو و لعب کے طور سے پر سر کو لین جُہکا
اور راگ ہو تو رنگین گدہی کیطرح ہم ۔ یہہ ناچ تو نہین بخدا از پئے خدا
مزمار و دہول اور ہون مطرب کے راگ و رنگ ۔ تمنے نہ دیکہی ہوگی عبادت مین یہہ بلا
اللہ کی کتاب ہی دل پر بہت گران ۔ اوسمین جو امر و نہی کو پاتے ہین سب لکہا
کرنے پہ معصیت کی جو زجر و عتاب ہی ۔ بجلی اوسی سمجہتے ہین اور رعد کی صدا
قرآن کو جو دیکہا تو سمجہے کہ نفس کو ۔ کرتا ہی یہہ تو دنیا کی لذات سے جُدا
اور نفس کی غرض کے مطابق پڑا سماع ۔ نزدیک اونکی اسلئے یہہ راگ ہی بڑا
اب دیکہو جو کہ مست ہی پیکر شراب کو ۔ اور جسکو ہی سرور مزامیر و عود کا
کپڑے ونکی ٹکڑے کسطرح کرتا ہے دیکہہ لو ۔ دل جو کہ لہو مین ہی وہ پہلے ہی پہٹ چکا
پہر یہہ کہو کہ کونسا دونو نشو مین ہے ۔ حرمت مین اور جرم مین اللہ کی یان بُرا

والشرك ومن لم يجعل الله له نوراً فما له من نور * فصل ومن مكائد عدو الله التي كاد بها من قل نصيبه من العلم والعقل والدين وصاد بها قلوب الجاهلين والمبطلين سماع المكاء والتصدية والغناء حتى كانت مزامير الشيطان أحب إليهم من آيات القرآن [illegible] الفسوق والعصيان [illegible] القرآن [illegible] أحسن القائل * تلي الكتاب فأطرقوا لا خيفة * لكنه إطراق ساه لاهي * وأتى الغناء فكالحمير تناهقوا * والله ما رقصوا لأجل الله * دف ومزمار ونغمة شادن * فمتى رأيت عبادة بملاهي * ثقل الكتاب عليهم لما رأوا * تقييده بأوامر ونواهي * سمعوا له رعداً وبرقاً إذ حوى * زجراً وتخويفاً بفعل مناهي * ورأوه أعظم قاطع للنفس عن * شهواتها يا ويحها المتناهي * وأتى السماع موافقاً أغراضها * فلأجل ذاك غدا عظيم الجاه * فانظر إلى النشوان عند شرابه * وانظر إلى النشوان عند ملاهي * وانظر إلى تمزيق ذا أثوابه * من بعد تمزيق الفؤاد اللاهي * واحكم فأي الخمرتين أحق بالتحريم والتأثيم عند الله *

اور اسلام کے مددگار اور ہدایت کرنیوالونکی گروہ ہمیشہ ان لوگونسے اور انکی قدمونپر چلنے
اور انکی پیروی سے ڈرا کی رہی انکا طریق سب ائمہ دین کے مخالف ہی چنانچہ امام ابوبکر طرطوسی
حرمت سماع کی بابمین جو کتاب لکھی ہی اوسکی دیباجہ مین ذکر کیا ہی اور یون کہا ہی کہ امام مالک نے
راگ سے اور اوسکی سننے سے منع فرمایا ہی اور کہا ہی کہ جو کوئی ایک لونڈی مول لی اور معلوم ہو
کہ وہ گانیوالی ہی تو مشتری کو اختیار ہی کہ اوسکو عیب کے باعث واپس کردی اور اونسے کسی نے
اس راگ کا حال پوچھا جسکی اجازت مدینہ والے دیتے ہین تو فرمایا کہ ہماری نزدیک تو یہہ ام
فاسق ہی کرتے ہین اور امام ابوحنیفہ راگ کو مکروہ فرماتے ہین اور اوسکو گناہونمین سے ٹھہراتے
ہین اور یہی مذہب اہل کوفہ اور سفیان اور حماد اور ابراہیم اور شعبی وغیرہم کا ہی اور بصرہ
والونمین بہی راگ سے منع کرنیمین کچہہ خلاف ہمکو معلوم نہین ہوتا - مین کہتا ہون کہ امام
ابوحنیفہ راگ کی بابمین سب اماموں سے قول مین سخت تر ہین اور انکا مذہب اوسمین نہایت سخت
ہی اور اونکی اصحاب نے حرمت سب ملاہی کی سننی کی بیان کی ہی خواہ مزمار ہو خواہ ڈہول خواہ
لکڑی ہی کا بجانا اور فرمایا کہ یہہ ایسی معصیت ہے کہ جسسے آدمی فاسق ہوتا ہی اور اوسکی گواہی
قبول نہین ہوتی بلکہ یہہ کہا ہی کہ راگ سے لذت حاصل کرنی کفر ہی یہہ انکا قول ہی اور کہا ہی کہ جو
آدمی راگ کی پاس گذری خواہ اوسکی پروس مین راگ ہو تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکی نہ سننے مین
کوشش کری اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ جس گہر مین سے آواز باجون اور کہیل کی چیزونکی

سُنی جاوی اوسمین بدون اونکی اجازت کی گھسجاوی اِسلئی کہ بُری بات سی منع کرنا فرض ہی
تو اگر اندر جانا بی اذن درست نہو تو لوگ اس فرض کی ادا سی باز رہین گے اور کہتی ہین کہ جب مسلمانو
کا حاکم کسی شخص کی گہر مین سی یہہ آواز سُنی تو وہ خود چلا جاوے پہر اگر چاہی تو اُس شخص کی کوڑی
لگاوی یا گہر سی نکالدی آور امام شافعی نے کتاب القضا مین فرمایا ہی کہ راگ مکروہ ہی اور
امر باطل اور محال کی مانند ہی جو شخص اوسمین بہت رہی وہ بیوقوف ہی اوسکی گواہی منظور
نکیجاوی اور آپکی اصحاب مین جو آپکی مذہب سے واقف ہین اونہون نے راگ کی حرمت کی
تصریح کی ہی اور جو لوگ کہ راگ کی حلال ہونیکو آپکی طرف منسوب کرتی ہین اونپر انکار کیا ہی
مثل قاضی ابو طیب طبری اور ابن صباغ سکے شیخ ابو اسحق نے تنبیہ مین کہا ہی کہ
حرام کام پر اجرت لینی درست نہین جیسی گانا اور بجانا اور شراب کا اُٹہانا اور اسمین کچہہ
خلاف ذکر نہین کیا۔ اور مہذب مین کہا ہی کہ حرام کامونپر اجرت جائز نہین اسکی وجہ یہہ ہی کہ
وہ چیز حرام ہی اسلئی اوسکا عوض لینا جائز نہین جیسی مردے اور خون کا عوض ناجائز
ہی۔ اور ابو بکر نووی نے اپنی روضہ مین کہا ہی کہ دوسری قسم یہہ ہی کہ بعض
آلات غناسی گاوی جنسے طرب ہوا کرتی ہی اور شرابخوار ونکی عادت مین سے ہی
جیسی تمور اور سارنگی اور چنگ اور تمام باجے اور تار کی چیزین اونکا سُننا اور
برتنا حرام سے اور کہا ہی کہ بانسلی مین دو قول ہین بغوی نی حرمت کی صحت بیان کی ہی

ثم الغزالي ذكر جوازه وقال الصحيح تحريم اليراع وهو الشبابة وقد صنف أبو القاسم الدولقي كتابا في تحريم اليراع وقد حكى أبو عمرو بن الصلاح الإجماع على تحريم السماع الذي جمع الدف والشبابة فقال في فتاويه وأما إباحة هذا السماع وتحليله فليعلم أن الدف والشبابة والغناء إذا اجتمعت فاستماع ذلك حرام عند أئمة المذاهب وغيرهم من علماء المسلمين ولم يثبت عن أحد ممن يعتد بقوله في الإجماع والاختلاف أنه أباح هذا السماع والخلاف المنقول عن بعض أصحاب الشافعي إنما نقل في الشبابة منفردة والدف منفردا

راگ کا بیان

فمن لا يتأمل ربما اعتقد خلافا بين الشافعيين في هذا السماع الجامع هذه الملاهي وذلك وهم بين من الصائر إليه تنادي عليه أدلة الشرع والعقل مع أنه ليس كل خلاف يستروح إليه ويعتمد عليه ومن تتبع ما اختلف فيه العلماء وأخذ بالرخص من أقاويلهم تزندق أو كاد وقولهم في السماع إنه من القربات والطاعات قول مخالف لإجماع المسلمين ومن خالف إجماع المسلمين فعليه ما في قوله تعالى ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا

پہر امام غزالی سے اوسکے جواز کو ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ صحیح بانسلی کی حرمت ہے
جسکو شبابہ کہتے ہین اور ابو القاسم دولقی نے ایک کتاب بانسلی کی حرمت مین لکہی ہے
اور ابو عمرو بن صلاح نے اس سماع کی حرمت پر اجماع بیان کیا ہے جسمین دف اور بانسلی
ہو اور اپنے فتاوی مین یون کہا ہے کہ اس سماع کی اباحت اور حلال ہونیکا حال یہہ ہے
کہ دف اور بانسلی اور راگ جب سب اکٹہے ہوتے ہین تو اوسکا سننا سب مذہبونکے اماموں
اور مسلمانونمین سے علما کے نزدیک حرام ہے اور ایسے شخصونمین سے جنکا قول اجماع اور
اختلاف مین معتبر ہے کسی سے بہی اس راگ کی اباحت ثابت نہین ہان بعض اصحاب
شافعی سے جو خلاف نقل کیا گیا ہے تو وہ صرف اکیلی بانسلی اور اکیلی دف مین ہے جو
شخص تامل نہین کرتا وہ اوس سے ایسی سماع مین شافعیونکا خلاف سمجہہ لیتا ہے اور یہہ ایک
وہم ظاہر ہے جسپر شرع اور عقل کی دلیلین پکار رہی ہین علاوہ ازین کچہہ ضرور نہین
کہ ہر ایک خلاف قابل لحاظ ہو اور جو شخص کہ علما کی اختلافات کی پیروی کرے یا انمین سے
صرف اجازتونکو اختیار کرے وہ کافر یا قریب کفر ہو جاویگا اور جو لوگ یہہ کہتے ہین کہ یہہ
سماع ثواب و طاعت ہے تو انکا قول مسلمانونکی اجماع کے خلاف ہے اور جو شخص انکی اجماع کے
خلاف کرے اوسپر وہ سزا ہے جو اس آیت مین اللہ تعالی فرماتا ہے وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ
مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا
اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی بعد اسکے کہ کہل چکی اوسپر راہ کی بات اور چلے سب مسلمانون کی راہ سے سوا ہم اوسکو حوالہ کرینگے وہی طرف جو اوسنے پکڑی اور [illegible]

تصنیفاً واطال الکلام فی الرد

علیہا کابن الطائفتین ابن ابی

باب اعلام الاستماع فیہم المحالفون لما امر

اللہ والمتقربون الی اللہ بما

نہی عنہ وبہم عنہ والشافعی

وقدماء اصحابہ والعارفین

بمذہبہ من اغلظ الناس

قولاً فی ذلک وقد تواتر عن الشافعی انہ

قال خلفت ببغداد شیئاً احدثتہ الزنادقۃ

یسمونہ التغبیر یصدون بہ الناس عن القرآن فاذا کان ہذا

قولہ فی التغبیر وتعلیلہ انہ یصد عن القرآن وہو شعر

یزہد فی الدنیا یغنی بہ مغن فیضرب بعض الحاضرین بقضیب علی

نطع او علی مخدۃ علی توقیع غنائہ

فلیت شعری ما یقول فی سماع التغبیر عندہ کتفلۃ فی بحر

قد اشتمل علی کل مفسدۃ وجمع کل محرم فاللہ بین دینہ وبین

کل متعلم مفتون وعابد جاہل قال سفیان بن عیینۃ

کان یقال احذروا فتنۃ العالم الفاجر والعابد

الجاہل فان فتنتہما فتنۃ لکل مفتون ومن

تامل الفساد الداخل علی

الامۃ وجدہ من ہذین

المفتونین **فصل**

واما الامام احمد فقال

عبد اللہ ابنہ سالت

ابی عن الغناء فقال الغناء

اور ابو القاسم نے دو فرقونکو بہت چہیڑا ہی جن سی کہ اسلام مین مصیبت ہی ایک اوس چیز کی حلال کرنیوالی جسکو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہی دوسرے وہ جو اللہ کا تقرب ایسی چیزون سے کرین جو اونکو اوس سی دور کرین اور امام شافعی اور اونکی پہلے اصحاب اور جو لوگ اونکی مذہب سے واقف ہین وہ اسبا مین نہایت سخت قول کہتی ہین اور امام شافعی سی برابر ثابت ہوا ہے کہ آپنے فرمایا کہ مین نے بغداد مین اپنے پیچھے ایک چیز چھوڑی جسکو زندیقون نے ایجاد کرکے تغبیر نام کہا ہی اور اوس باعث لوگونکو قران سی روکتی ہین جب آپکا قول تغبیر کے بابمین یہہ ہوا اور اوسکی یہہ وجہ فرماتے ہون کہ یہہ قرآن سے روکتی ہی حالانکہ تغبیر دنیا سے رغبتی کی اشعار ہوتے ہین کہ گانیوالا اونکو گاتا جاتا ہی اور حاضرین مین سی کوئی شخص ایک لکڑی سی چمڑی پر خواہ تکیہ پر تال دیتا جاتا ہی تاکہ وہ اگ اثر کری تو اب بتاؤ کہ جس راگ کی سامنی تغبیر ایسی ہو جیسی سمندر کے مقابل مین تھوک کہ سب قسم کی خرابیون اور حرام چیزون پر شامل ہو اوسکو آپ کیا فرماوینگی - اللہ تعالیٰ نے تو اپنا دین صاف بیان فرمادیا اور ہر سیکھنے والی فتنہ مین پڑے ہوئی اور جاہل عابد کو بتادیا سفیان بن عیینہ کہتی ہین کہ پہلی یون کہا کرتی تھے کہ بدکار عالم اور نادان عابد کی فتنہ سی ڈرنا چاہیی کہ انکا مبتلا ہو جانا ہر مبتلا کی لئے خرابی ہی اور امت کے اندر جو خرابی آگئی ہی اوسکو اگر کوئی تامل کری تو جانے کہ یہہ انہین دو مبتلا شخصون سے آئی ہی **فصل** اور امام احمد کا قول یہہ ہی کہ اونکی بیٹے عبد اللہ کہتے ہین کہ مینے اپنے باپ سے راگ کا حال پوچھا تو اونہون نے فرمایا کہ راگ

دلمین نفاق اگاتا ہے مجکو اچہا معلوم نہین ہوتا پہر امام مالک کا قول ذکر کیا کہ اوسکے مرتکب ہمارے نزدیک فاسق ہی ہوتے ہین عبداللہ کہتے ہین کہ مین نے اپنے باپ سے سُنا ہے کہ کہتے تہے کہ مین نے قطان کو کہتے سُنا ہے کہ اگر کوئی شخص ہر ایک اجازت پر عمل کرے یعنی کوفہ والونکے قول پر نبیذ کا پینا جائز سمجہے اور مدینہ والونکے قول پر راگ مین عمل کرے اور متعہ کے بابمین اہل مکہ کے قول پر عامل ہو تو وہ فاسق ہوگا امام احمدؒ فرماتے ہین کہ سلیمان تیمی نے یہہ فرمایا ہے کہ اگر تم ہر عالم کی اجازت یا لغزش اختیار کرلو تو تمام برائی تم مین اکہٹی ہوجاوے اور اونہون نے آلات لہو مثل تمورہ وغیرہ کے توڑنے مین حکم قطعی فرمایا ہے بشرطیکہ اونکو کہلا ہوا دیکہے اور توڑ بہی سکتا ہو اور جسوقت آلات مغنی کے کپڑونمین چہپے ہوئے ہون اور اوسکو انکا علم ہوجاوے تو امام احمدؒ سے اونکے توڑنے مین دو روایتین قطعی ہین اور اگر یتیمونکو ترکہ مین ایک لونڈی گانیوالی ملے جسکی قیمت بیس ہزار کی ہو اور اگر بدون راگ کے بکے تو دو ہزار کی ہوتی ہے اس مسئلہ مین یہہ حکم فرمایا ہے کہ اوسکو سادہ ہی کرکے بیچنا چاہئے دیکہو کہ اگر راگ کا نفع مباح ہوتا تو یتیمون کے مال مین سے اوسکو جانے نہ دیتے **فصل** اور راگ کا سُننا اجنبی عورت اور بے ریش مرد سے نہایت برا حرام اور بہت زیادہ دین کو خراب کرتا ہے امام شافعیؒ فرماتے ہین

ثبت النفاق في القلب كما يعجبني ثم ذكر قول مالك انما يفعله عندنا الفساق قال عبد الله وسمعت ابي يقول سمعت القطان يقول لو ان رجلا عمل بكل رخصة بقول اهل الكوفة في النبيذ و اهل المدينة في السماع و اهل مكة في المتعة لكان فاسقا قال احمد و قال سليمان التيمي لو اخذت برخصة كل عالم او زلة كل عالم اجتمع فيك الشر كله و نص على كسر آلات اللهو كالطنبور وغيره اذا رآها مكشوفة وامكنه كسرها وعنه في كسرها اذا كانت مغطاة تحت ثيابه وعلم بها روايتان منصوصتان ونص في ايتام ورثوا جارية مغنية تساوي عشرين الفا واذا بيعت ساذجة تساوي الفين فقال لا تباع الا على انها ساذجة ولو كانت منفعة الغناء مباحة لما فات هذا المال

فصل

وسماعه من المرأة الاجنبية والامرد من اعظم المحرمات واشدها فسادا

کہ جب کوئی شخص مالک لونڈی کا اوسکے راگ سننے کے لئے لوگونکو اکٹھا کرے
تو وہ عقل سے خارج ہے اوسکی گواہی رد کرنی چاہیئے اور اس امر کو برا کہا ہے
اور فرمایا کہ یہ دیوث پن ہے قاضی ابوطیب نے کہا ہے کہ اس شخص کو جو آپ نے عقل سے
خارج فرمایا تو یہ وجہ ہے کہ اوسنے لوگونکو باطل کیطرف بلایا اور جو لوگونکو باطل
کیطرف بلاتا ہے وہ بیوقوف اور بدکار ہوتا ہے مولف کہتے ہین کہ عود اور تمورا اور
تمام کہیل کی چیزین حرام ہین اور انکا سننے والا فاسق ہے اور جماعت کی پیروی بہ نسبت
دو شخصونکی اتباع کے بہتر ہے جنپر طعن ہوا ہے۔ مین کہتا ہون کہ ان دونوسے مراد
ابراہیم بن سعد اور عبید اللہ بن الحسن ہین اسلئے کہ مولف کا قول ہے کہ راگ مین ہمارا
خلاف دو شخصون نے کیا ہے ایک ابراہیم بن سعد نے چنانچہ تناجی نے روایت
کی ہے کہ ابراہیم راگمین کچھہ مضائقہ نہین جانتا تہا دوسرے عبید اللہ بن الحسن عنبری نے
اوسمین بھی لوگون نے طعن کیا ہے **فصل** ابوبکر طرطوسی کہتے ہین کہ یہہ جماعت مسلمانون
کی جماعت کی مخالف ہے اسلئے کہ اونہون نے راگ کو دین اور طاعت ٹھہرالیا اور
مسجدون اور بزرگ جگہون مین اوسکے اعلان کے معتقد ہین اور امت مین کوئی
ایسا نہین جسکا اعتقاد اسطرحکا ہو۔ مین کہتا ہون کہ بڑی خرابی یہہ ہے کہ لوگ
اس طریق کو جو خود اور اوسکے کرنیوالے ملعون ہین عرفہ کی شام کو

للاتين قال الشافعي وصاحب الجارية اذا جمع الناس للسماع فهو سفيه ترد شهادته واغلظ القول فيه وقال هو دياثة قال القاضي ابو الطيب وانما جعل صاحبها سفيها لانه دعى الناس الى الباطل ومن دعى الناس الى الباطل كان سفيها فاسقا قال والعود والطنبور وسائر الملاهي حرام ومستمعه فاسق واتباع الجماعة اولى من اتباع رجلين مطعون عليهما قلت يريد بهما ابراهيم بن سعد وعبيد الله بن الحسن فانه قال وما خالف في الغناء الا رجلان ابراهيم بن سعد فان الساجي حكى عنه انه كان لا يرى به باسا والثاني عبيد الله بن الحسن العنبري قاضي البصرة وهو مطعون فيه **فصل** قال ابو بكر الطرطوسي وهذه الطائفة مخالفة لجماعة المسلمين لانهم جعلوا الغناء دينا وطاعة ورأت اعلانه في المساجد والجوامع وسائر البقاع الشريفة والمشاهد الكريمة وليس في الامة من رأى هذا الرأي قلت ومن اعظم المنكرات تمكينهم من اقامة هذا الشعار الملعون هو واهله

مسجد اقصے میں اور منی کے دنو مین مسجد خیف مین کرنے دیتے ہین ہم نے
بہت دفعہ مار پیٹ کر وہانسے اونکو نکالا ہے اور مین نے دیکھا ہی کہ خود مسجد
کعبہ مین وہ یہی حرکت کرتے ہین لوگ تو دعا اور انکسار اور اللہ کیطرف
زاری مین ہوتے ہین اور یہہ لوگ تالی اور دف کے ساتھہ راگ ملعون مین ہوتے
ہین پس ایسی لوگونکا اسباب پر رہنی دینا فسق ہی جو اونکو رہنی دیوی اوس کی
عدالت اور منصب دینی مین بٹہ لگتا ہے اور بعض علمانے کہ اُن لوگون کو
دیکھا ہے کیا خوب کہا ہے **قطعہ**

کہو اُن سی نصیحت کیطرح تم ۔ نصیحت ہی بجا گر ہو دی مقبول
یہہ کیسی جانا لوگون نے کہ دین مین ۔ غنا کو کہتی ہین سنت ہی منقول
کہانسی ہے گدہی کی طرح کہانا ۔ پہر آوسپر جمع ہین وہ رقص معقول
کہین ہم مست ہین حب خدا سے ۔ نہین بل جانکر پیارے گئی پہول
ہوں ایسی ہی بہائم جب شکم سیر ۔ تو سیری مین اودر آتے ہین بہت دہول
عجب ہی مست ہونے سی غنا سے ۔ نشا لیسین سی یا دین نہ مجہول
نہین تمکو دریغ انکار بدعت ۔ خرد کو اپنی کر رکہا ہی معزول
جو ذلت مسجدونکی راگ سی ہو ۔ نہین تہا تو نمین کبہی یا معمول

اور دوسرے نے کہا ہے کہتے ہین کہ اِس قصیدے کے مؤلف شیخ عزالدین ابن عبدالسلام ہین واللہ اعلم

دین کے مرد جو تھے جاتے رہے وہ دردا ۔ فرقۂ اوباش و کمینونکی ہوئی اونکی جا
اونکو دعوے ہے کہ ہم چلتے ہین اگلونکی راہ ۔ لیک سیرت سے یہ دعوے نہین ثابت ہوتا
گُدڑیان پہنین لگی جنمین بہت سے پیوند ۔ قطب و ابدال کے ہین فقر مین گویا ہمتا
دین کے سالک جو ہین انکے یہ ہوئے ہین رہزن ۔ جہل و گمراہی سے کھویا ہے ہدایت کا پتا
جسم ظاہر پہ تو رکھتے ہین وہ تقوے کا شعار ۔ لیک باطن ہین بہرا انکے فریب اور دغا
گر کہو انسے کہ اللہ و نبی کا ہے یہ حکم ۔ کبر سے وہ کرین جشمک کہ ہین سنکر گویا
یا کہو انسے کہ اصحابِ نبی کا ہے یہ قول ۔ یا کوئی تابعی اسطرح سے ہے فرماتا
یا کہو آلِ رسولِ عربی کا ہے یہ امر ۔ ہو دروداونپہ خدائے ملک قادر کا
کہتے ہین شافعی یہ خواہ امامِ اعظم ۔ خواہ ہے احمد و مالک نے یہ ارشاد کیا
یا کہو اونکی جو تابع ہین وہ یہ کہتے ہین ۔ اونکی نزدیک یہ سب قول ہین مانند ہوا
کہتا ہے دلکو میری پونہچا ہے اوسکی سر سے ۔ سر سر سے اوسے اور اوسکو ز احوال صفا
حضرت و فکر سے پہر خلوت و شاہد سے میرے ۔ وارد و حال سے پہر صفو زمان سے پہنچا
کنہ مشہد سے اُسے ذات کی سر سے اسکو ۔ وصف افعال سے میری جو ہے ادعی اعلیٰ
یہ تو دعوے ہے مگر جب کرو اسکو تحقیق ۔ پاؤگے نام ہین سب جہوٹے لقب ہین بیجا

وقال آخر

ذهب الرجال وحال دون مجالهم ۔ زمر من الاوباش والانذال *
زعموا بانهم على آثارهم ۔ ساروا ولكن سيرة البطال
لبسوا الدلوق مرقعا وتقشفوا ۔ كتقشف الاقطاب والابدال
قطعوا طريق السالكين وغوروا * سبل الهدى بجهالة وضلال *
عمدوا الى ... واظهروا ... من الادغال
... وحشوا ... بجهالة * ... هم ...
... بتواب ... ان قلت قال الله قال رسوله * ... قال الصحابة ...
... المنكر المتغالي * او قلت قال الآل آل المصطفى * صلى عليه الله افضل آل *
او قلت قال الشافعي واحمد * وابو حنيفة والامام المالكي * او قلت قال صحابهم من بعدهم * فالكل عندهم كشبه خيال *
ويقول قلبي قال لي عن سره * عن سر سري عن صفا احوالي
عن حضرتي عن فكرتي عن خلوتي * عن شاهدي عن واردي عن حالي *
عن صفوتي عن حقيقتي عن مشهدي * عن سر ذاتي عن صفات فعالي
دعوى اذا حققتها الفيتها * القاب زور لفقت بمحال *

ہو حقیقت سی جدا اور شریعت کو چھوڑ — جاہلون کمرہونکو اپنا کیا راہنما

سمجھی جہگڑی کو کشود اور خطا کو اعجاز — پہر کمینونکی طرح کرتے ہین سب پر حملا

پہینکا قرآنکو پس پشت انہون نے جسطرح — کرتا ہی کہا اوسا فرکوئی فضلہ کو جدا

خواہش نفس کو ٹھہرایا غنا کا مرکب — جہوٹے اقوال کہی اوسکی صفت مین صد ہا

طاعت و قربت و سنت اسی کہتی ہین وے — شیخ اس سنت و قربت کا ہی شیطان لونڈا

پہانسا اس شیخ پرانی نے انہین چھل دیکر — اوسنی جب انکو بلایا تو کہا مان لیا

سمجھین صوفی کی لئی شعر کی سننی مین وہ نفع — سا تون صورت سی تلاوت مین نہو دیسا

چہوڑا قران و احادیث و اثر کو سوجہہ — اونکی گمراہی پر انہین ہی شہادت پیدا

سخت اقابو مین جسی کیا دشمن نے انہین — دام مین اوسکی نہ آیا کوئی ہوگا ایسا

پہلی تو پہندی لگائی نہ پہنسا جب کوئی — تب یہ جال اوسنے لگایا ہی محیط اور انکا

پہر تو یہ حال ہوا انکا کہ مجلس مین بیٹھہ — کہڑے ونکو دین کو احوال کو سبکو ہارا

اپنی خواہش کے سوا اور نہین سنتی ہین — اوسکی مشغولی مین اونکو نہ کوئی شغل رہا

دہنی جانب کو بلائی گئی تو جسکو پہیر — بائین جانب کو روانہ ہوئی وہ سر دیا

کرتی ہین ایسی جو سنتی ہین وہ قران مجید — جیسی مہمل کوئی ہو گرتی ہیر اند ہا

اونپہ قاری جو پڑہا کر کسی سورتکو پڑہی — اپنی ستی سی سمجھتی ہین کہ ہی بوجہہ بڑا

صدقوا الآراء الشنيعة ذي الاضلال
بطاعة بوتوبة ثم سنة
صاديهم بتخيل حتى اجابوا دعوة المحال
سماع الشعر النغم اللغو من اوجه سبع
بحرمة الله القرآن والاخبار والآثار
بضلال ... ما حظر العدو منها

واخليفة الامال نصب الحبال الصيد
بها فالى هذا الشرك المحيط العام فاذا بهم وسط
العرس مفترق الاتراب والادیان والاحوال
لا يسمعون سوى الذي يهوى مع شتغال ابه عن
الاشتغال ودعوا الى ذات اليمان فاعرضوا

کوئی قاری سے یہ کہتا ہے پڑھنا نہیں شرط
تسپہ پڑہنی ہین ہنسی شور و غل و نے ادبی
راگ کا سامنے اونکی جو کہین ہو کہڑا اگ
گر دنین ٹہیتی ہین پہرنا سنین شیطانکا پیام
لوٹہی کی وحی کو سنکر کے ہلاتی ہین سر
درد و اشواق کا اورحال کا ہو پہر تو ہجوم
ہوتے ہشیار تو والہ وہ کرتے معلوم
لیک مجبور ہین قابو مین نہین اونکی عقل
جب وہ دونو ہون اکٹہی کسی جی مین ایکبار
اہی وہ مت کہ کیا دین نبی کو ہی کہیل
دین مین ایسی ہو تم جیسی کہ ہین اہل کتاب
جو کہ تمسے ہین قریب انکو دلاتے ہین وہ ننگ
کہتی ہین ہمسی کہ جس دین کی عبادت ہو راگ
اہل شریعت نہین کوئی کہ کہے اوسکو درست
گر کہو تم کہ حقیقت مین یہ ہی فسق و فجور

چہوتی سی کیون نہین پڑہتی کہ جو دیتی ہو ٹہکا
واہ قران کو کیا سنتی ہین خاطر کو لگا
بولین اوسکی عظمت سی جو کہین ممکن کیا
جسکو قوال سناتا ہی اونہین منہ پہیلا
موجب اس ہلنی کا سمجہین طرب و شوق لقا
بہتر ہی انمین جو ہو وہی نہ کبہی ہو اصلا
اونپہ کیا کچہہ بری کا مونسی پڑہی آکے بلا
سخت ترمی کی لتنسی ہی او نہین سکر غنا
تب تو ایکبار گی پڑجاتا ہی اوسپر ٹوٹا
جیسی تو عمر کہ کیچڑ سے کرین بار سچا
بخدا دیوین نہ ان کامون پہ ہرگز وہ رضا
گر چہپا یا کہلا آکر پڑے اون سے جہگڑا
حق کہو اوسکو تو واقع مین نہین ہو سکتا
پوچہو تم اہل شرایع سی کہ کافی ہوگا
اورہی زینت ابلیس برای سفہا

بصد عن وحی الاله و دینه
و ینال فیه حیلة المحتال *
نحن نشهد ان ذا دین الـ
بالحق بین الرسل لا بضلال

دین سے وحی سے اللہ کی تا باز رہین
ہم بھی دیوینگے شہادت کہ یہہ نبیونکا ہی دین
اپنے کانونسے یہہ والہ سُنا ہی ہمنے
نوبت آخر کو پہنچی ہی تو اُس حیلے پر
دین ان حیلونسے وہ کڑا ہوا ہی جسکے
گر یہی چاہتا ہی تو کہ کری مکر و فریب
ایسا کر حیلہ کہ تجھپر نہ رہی کوئی فرض
جو کہ مظلوم ہو حیلہ سے وہ ظالم پہ بڑھے
کری حیلہ سے تجھے کرنی ہی جو کچھ تبدیل
کام نکلیگا تیرا سمجھیگا گر حیلے کو
حیلے سے پہلے تو نے نام رکھہ اُسکا کچھہ اور
سود کھانیکے لئے کوئی بہانہ لے ڈہونڈ
کر اسیطور کسی حیلہ سے تو وطی حرام
پوری جب عقد ہو تب حیلہ سے دی اُسکو توڑ
حیلہ گر ایسی ہی امراض کی ہوتی ہین طبیب

کام کر جا ہی جو کچھ کرنا ہی اُسکو حیلا
گمرہی نام کو اسمین نہین حق سے ہی بھرا
ہوتی ہین جسکے ہی باتونمین وہ آگر گویا
دین کے بندونکو جسنے کہ کیا ہی ڈہیلا
ہو دین پیوند جدا پوچ ہو تانا بانا
حیلے تلبیس بہت سے کری اسمین پیدا
ہو وہی اللہ کا حرام اُس سے حلال ابد وہا
ہو وہی ظالم تو وہ مظلوم سے چاہی بڑا
وخل حیلہ کو ہی تبدیل مین کامونکے بڑا
فعل اور قول سے جو چاہیگا بنجاویگا
لفظونمین سے تو بہت ہوتے ہین معنی پیدا
رکھلے کچھ نام بہلا گرچہ بُرا لفظ ربا
مُنہ سے مت کہہ کہ زنا کرتا ہوا ان اور چین اُڑا
بن نہین سکتا ہی بے حیلہ کے یہ کام ذرا
آہ کچھ دین نہین پیچھے ان حیلہ گرون سے کیسا

توڑ وقفونکو تو حیلی سی کرتا ہون نے قید
انکو باطل جو کری تو تو کبھی مت شرما

فکر کرا ور کر انداز ہ تو پہر کر تفصیل
کہس اُسی شکل مین جسمین تجہی ہو وہی غلبا

ایسا حیلہ کوئی کر جس سی کہ میراث تمام
چہینکر وارثو نسی کرلے تو اوسکا لقما

اونسی یون کہہ کہ اگر مال تمہین لینا ہی
تمکو واجب ہی کہ ثابت کرو حصر اور رشتا

پہر جو اسباب من رہ کوئی شہادت لاوین
کردی باطل تو اوسی تا ملے تجکو سارا

کیونکہ ہی حصر کا اثبات نہایت مشکل
نفی و اثبات کا ہوتا نہین کوئی دانا

کر بہانہ کوئی تا ہاتھ لگے مال یتیم
کیونکہ مالک ہی ضعیف اور یہ ہی زرق اچہا

ڈر نجہی کوڑیکا اوسکی ہی نہ تلوار کا خوف
معتبر مال کے ہو جلنے مین ہی تیرا کہا

وقف کی مال کے کہانیکو کوئی حیلہ کر
وہ تو ساندونکی طرحسی نہین مالک رکہتا

وقف باطل ہی یہہ کہتی ہین امام اعظم
اصل جب اسکی ہی باطل تو نہین کچہہ کہٹکا

مال افتادہ ہی یہہ مرگئی اوسکی مالک
جسنا ول چاہی تو لی اور نہ حکومت رکہہ کانٹا

قاضی عادل اگر حکم کری تو ہو درست
وقف کی شرط نہو گر تو وہ کب ہووے ادا

مقصد اور شرطونکو لوگون نے کیا ہی بیکار
اسلئی ماجرا سب ہوگیا ہی مہمل سا

قاضیون اور گواہونسی ہی اوسکی تکمیل
پوچہہ حال اُنکا تو ایسی سی جو دی تجکو بتا

جو کہ شاہد ہین رہ رہ راسی کرتی ہین عدول
قول اور فعل کا اُنمین نہین کوئی سچا

مکر و حق پوشی و حیلی و فریب و دزدی — ایک لینی کی لئی کرتے ہین کتنا دہوکا

بہولجاتا ہی شہادت کو قسم کہاتا ہی — دلمین غفلت ہی بہری ہین تو وہ سب بہولگیا

دیکہہ پرسکہ کو کہتا ہی مجہی آیا یاد — واہ کیا خوب ہی یہہ یاد دلانیوالا

پہر کوئی کہتا ہی مین تہوڑ لیسی رشوت لیکر — داخلِ نارِ جہنم ہون مجہی مطلب کیا

پیٹ بہردی میرا رشوت سی کہ تا آخرکار — طوق دو زخکو لئی شانونپہ مین پاؤن سزا

قاضیونکا بہی یہی حال ہی جو تونی سُنا — بات کہنی کی نہین اپنی زبان کو نہ ہلا

ایسی حکمونکی لئی قاضی جی کیا دونگے جواب — فسق یا کفر کا جنسے لگے تمپر فتوا

پہر جو فریاد کروگے تو لگیگا درّہ — جیسے پڑتا ہی خطا وار پہ ایجاجوتا

وہ سٹاسٹ کہو اور تم کہو بس بس لیکن — بول اس جہگڑی مین تری ہی کا ہووی بالا

پس تجہی ضرب و فضیحت سی بچاوی اللہ — کذب و بدفعلی سی بہی ہووی دو چار تیرا

اسیطرہ ہی کہ نسبت کرین سب چیزونکو — دین احمدؐ کیطرف اور نکرین خوف خدا

خواہشِ نفس و جہالت پہ بلاوین گمراہ — کتب سولؐ عربی حکم دین انکا جاشا

آپکی سامنی یہہ باتین جو ہوتین در پیش — اصل انمین سی کسیکی بہی نہ رہتی برپا

آپکی حکم سی لیکن جو موافق پڑتین — اونکو البتہ پذیرائی کا رتبہ ملتا

رحمت و صلح ہو یا جنگ ہو یا کوئی بات — سب جگہہ حکم مین ہی آپکے انصاف بہرا

عقلین کل خلق کی شاہد ہین احکام رسول
پڑ ہین سب صحت و تکمیل سی از سر تا پا

آپکی حکمونکو گر دیکھو تو یہہ پاؤگے
عقل کے سب ہین مطابق کرین حل ہر عقدا

جو کوئی سنتا ہی اونکو وہ یہی کہتا ہی
بعد اس حق کی نہین کچہہ ہی ضلالت کے سوا

آہ وہ حکم پیمبر کے خدا یا وہ عدل
خلق مین روشنی تہی جنکی سبب او ضیا

اونسی رحمت تہی بڑی روی زمین اوپر
سعد و اقبال کا تہا لوگونکے اوپر پایا

کام مین لوگونکی رہتی تہی درستی اون سے
کام جان مین تہا ہر اک شخص کی الفت کا مزا

انکی و ضعین ہوئین تبدیل یہانتک کہ ہوئی
نہین پہچانتے اونکو نہ عمل اونپہ رہا

ہوگئی لوگونکی اعمال مین تبدیل کثیر
قول اونکی جو تہی کامل خلل اونمین آیا

اگر اللہ کا دین لوگونمین قائم رہتا
حال کو دیکہتی تم اونکی بہت ہی اچہا

جو رسی حکم جو کرتے ہین تو اسکا منکر
ہونکی دو انسٹ مین ہی مورد صد گونہ بلا

کہتے ہین شرع محمد کا تو کیا منکر ہے
شرع کیون ایسی ہوتی تہی کبہی جانشا کلا

کرتے فریاد ہین بندونکی فروج اور حقوق
سامنے داور داد ار کے ہر صبح و مسا

جہوٹی حکمونسی روا جانینگی ہمکو کب تک
جنسی تو راضی نہین اے ملک ہر دو سرا

اور یہہ قصیدہ بہت بڑا ہی **فصل** اور اس راگ شیطانی کے شریعت مین چودہ نام ہین

لہو [1] لغو [2] باطل [3] زور [4] سیٹی [5] تالی [6] زنا کا منتر [7] شیطان کا قران [8]

ومنبت النفاق فی القلب فالصوت الاحمق والصوت الفاجر صوت الشیطان ومزمور الشیطان والسمع فنذکر منہ الاسماء وورود نہیہا علیہ فی کلام اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ لیعلم انہ باطل ومحظور

واي تجارة رابحة خسروا

قطعہ

فدع صاحب المزمار والدف والغناء وما اختاره عن طاعۃ اللہ

ولمین نفاق کا اگانیوالا آواز احمق آواز بدکار آواز شیطان مزمور شیطان سمود

اب ہم ان ناموںکو اور کلام مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث اور صحابہ کے آثار مین انکی واقع ہونے کو ذکر کرتے ہین تاکہ راگ والے جانین کہ اونکو کیا

ملا اور کس نفع کی سوداگری مین گھٹی اوٹھائی

قطعہ

دف وغنا ومزامیر والیکو تو چھوڑ
اسیطرحسی توکر ترک اوسکی ناحق راہ

بروز حشر وہ جانیگا کیسا کہو یامال
عمل کی بیشی کمی سی ہو وزن پر آگاہ

اوسی تھی جسمین حیات ابد وہ ہو معلوم
عمل کو جسکا گھری وہ دیکھیگا اپنی تباہ

پکارا اوسکو ہدایت نے اور ضلالت نے
تو اوسنی مانا کہا گمرہی کا خاطر خواہ

پھر آبار خلکو ہدایت سی اوسنی یون کہکر
مجھی تو باجونکی آواز کی ہی رغبت وچاہ

فصل راگ کا نام لہو اور لہو الحدیث اصطلاح ہی کہ خدا تعالی فرماتا ہی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَأَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ واحدی وغیرہ اکثر مفسرین کہتی ہین کہ مراد لہو الحدیث سی اس آیت مین راگ ہی اور سعید بن جبیر اور مقسم کی روایت مین حضرت ابن عباس کا قول اور ابو الصہبا کی روایت مین حضرت ابن مسعود کا قول اور مجاہد و عکرمہ کا قول ہی

اور ثور بن ابی الفاختہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے وَمِنَ النَّاسِ (اور بعضے لوگ ہین)
مَن یَّشتَرِی لَھوَ الحَدِیثِ (کہ خریدار ہین کھیل کی باتون کا) کی تفسیر مین روایت کرتے ہین کہ مراد وہ شخص ہے جو
ایسی لونڈی خریدے کہ رات دن اوسکے سامنے گایا کرے اور ابن نجیح نے مجاہدؒ
سے روایت کی ہے کہ اس سے مراد گانیوالی کا بہت مال کے عوض خریدنا اور اسکا
گانا اور اس جیسا اور باطل سننا ہے اور یہی قول مکحول کا ہے اور ابو اسحق نے
اسکو اختیار کیا ہے واحدی کہتے ہین کہ اسمین داخل ہے ہر شخص جو کھیل اور راگ اور
مزامیر اور باجونکو قرآن پر اختیار کرے اگرچہ لفظ شرا کا آیت مین آیا ہے مگر اس سے
کبھی عوض چاہنا اور اختیار کرنا مراد ہوتا ہے واحدی کہتے ہین کہ یہہ آیت اس
تفسیر پر غنا کی حرمت پر دلالت کرتی ہے پہر امام شافعی کا کلام غنا کے اعلان
کے باعث گواہی مردود ہونیمین ذکر کیا ہے اور لونڈیونکا راگ سب سے زیادہ سخت
ہے اسجہت سے کہ اوسمین وعید بہت ہے چنانچہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص لونڈی کا راگ سنیگا اوسکے کانونمین قیامت کے دن آنک
یعنی گلا ہوا سیسا پلایا جاویگا اور لہو الحدیث کے دو معنی کہے ہین اول غنا اور دوم
عجمیون اور رومیون کی خبرین وغیرہ اوس قسم کی باتین جو نضر بن حارث اہل مکہ
سے قرآن سے باز رکھنے کو کہا کرتا تہا دونومین کچھہ مخالفت نہین

وروی ثور بن ابی فاختة عن ابیه عن ابن عباس فی قوله تعالی ومن الناس من یشتری لهو الحدیث قال هو الرجل یشتری الجاریة تغنیه لیلا ونهارا وقال ابن ابی نجیح عن مجاهد هو اشتراء المغنیة بالمال الکثیر والاستماع الیه والی مثله من الباطل وهو قول مکحول واختیار ابی اسحق قال الواحدی وهذا یدخل فیه کل من اختار اللهو والغناء والمزامیر والمعازف علی القرآن وان کان اللفظ ورد بالشراء فلفظ الشراء یذکر فی الاستبدال والاختیار وقال الواحدی وهذه الآیة علی هذا التفسیر تدل علی تحریم الغناء ثم ذکر کلام الشافعی فی رد الشهادة باعلان الغناء قال واما غناء القینات فذلک اشد ما فیه من الکراهة والوعید وهو ما روی عنه صلی الله علیه وآله وسلم قال من استمع الی قینة صب فی اذنیه الآنک یوم القیامة وهو الرصاص المذاب ولا تعارض بین تفسیر لهو الحدیث بالغناء وتفسیره باخبار الاعاجم والروم ونحو ذلك مما کان النضر بن الحارث یحدث به اهل مکة لیشغلهم عن القرآن

و و نو لہو الحدیث ہین اور راگ کہیل اور ضرر ہونے مین بادشاہونکی حکایتون
اور خبرونکی نسبت کر زیادہ ہی اسلئے کہ وہ زنا کا منتر اور نفاق کا سبب اور شیطان
کا جال اور عقل کی شراب ہے اور قران سے جسقدر وہ روکتا ہے اور
چیز نہین روکتی غرضکہ راگ والے کو اوس مذمت سی جو آیت مین آئی ہے
کچہہ بہرہ ہے اگرچہ جسقدر اوسمین مذکور ہی وہ سب تو لوگون مین سی بڑی
کافر سے صادر ہوتی ہے مگر کسی قدر اوسمین سے گانیوالونکو بہی بہرہ
ہے اسلئے کہ اونمین سے کسیکو نباوسگے جسمین علم اور عمل کی راہ سی طریق
ہدایت سی گمراہی اور قرآن کو چہوڑکر راگ سننے کی رغبت اسطرح نہو کہ قرآن
کو چہوڑکر راگ سننے لگے اور قرآن کا سننا گران معلوم ہو اور اوسکو بہت جانے
اور گانیوالا ہو تو اوس سے زیادتی کا طالب ہو اور اوسکی یاری کو تہوڑا سمجہی
تو ادنی بات اس امر مین یہہ ہی کہ نسبت اگر اوسپر نہو گی تو اوسمین سی حصہ
کامل ضرور ہوگا اور اسمین گفتگو ایسے شخص کے ساتھہ ہے جسکے دلمین کچہہ
جان ہو لیکن جسکا دل مرگیا ہو اور اوسکا فتنہ بڑہگیا ہو تو اوسکی نفس برباد
نصیحت مسدود ہے جس شخص کو خدا تعالی بلا مین ڈالنا چاہے تو اوسکی لئی آدمی کا
کچہہ بس نہین چنانچہ خود فرماتا ہے وَمَن يُرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهُ فَلَن تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا
اور جسکو اللہ نے چاہا بچلانا سو تو اوسکا کچہہ نہین کرسکتا اللہ کے ہان

أُولٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ أَنْ يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ
وہی لوگ ہیں کہ جنکو اللہ نے نچاہا کہ دل پاک کرے اونکو دنیا میں ذلت ہے اور ونکو آخرت میں
عَذَابٌ عَظِيمٌ **فصل** اور دوسرا اور تیسرا نام معنی زور اور لغو اس آیت میں ہی
بڑی مار ہی ۱۲

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا محمد بن حنفیہ کہتی ہین کہ
اور وہ جو شامل نہیں ہوتے جہوٹے کام میں اور جب ہو نکلیں کہیل کی بات پر نکل جاوین بزرگی رکہکر ۱۲
زور راگ ہے اور یہی قول لیث کا ہے مجاہد سے اور کلبی نے یہ معنی
کہی ہین کہ باطل کی مجلسو نمین حاضر نہین ہوتے اور لغو کے معنی لغت مین
بیہودہ اور پہینکی ہوئی چیز کے ہین اور معنی یہہ ہین کہ امر باطل مین حاضر
نہین ہوتے اور جب کسی بیہودہ بات پر قول اور عمل کے گذرتے ہین تو
اپنے نفس کو اوس سے بڑا جانتے ہین کہ اوسپر کہڑے ہون اور اوسکی
طرف میل کرین اور اوسمین مشرکونکی عیدین بھی آگئین جیسا کہ سلف نے بیان
کیا ہے اور راگ اور باطل کے اقسام کل داخل ہین اور زجاج نے یہہ معنی
کہی ہین کہ گناہگار ونکی ساتہہ نہین بیٹہتے اور نہ اونکی گناہو نپر مدد کرین اور گذر
جاتے ہین اور وہ لوگ اون بزرگو نمین سے ہین کہ بیہودہ امر سے خوش نہین ہوتے
اسجہت سے کہ وہ اپنی نفسو نکو لغو مین داخل ہونے اور اہل لغو کی ملنے سے بڑا
جانتے ہین روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضہ کسی کہیل پر گذرے اور
اوس سے منہ پہیر لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابن مسعود بزرگ ہو گیا

أولئك الذين لم يرد الله أن
يطهر قلوبهم لهم في الدنيا
خزي ولهم في الآخرة
عذاب عظيم فصل في
الاسم الثاني والثالث
وهو الزور واللغو فقال
تعالى والذين لا يشهدون
الزور وإذا مروا باللغو مروا كراما
قال محمد بن الحنفية الزور الغناء
وقاله ليث عن مجاهد وقال الكلبي
لا يحضرون مجالس الباطل
واللغو في اللغة ما يلغى ويطرح والمعنى
لا يحضرون الباطل وإذا مروا بأهل اللغو
عن قول وعمل أكرموا أنفسهم أن يقفوا
عليه ويميلوا إليه ويدخل في هذا
أعياد المشركين كما فسرها به السلف
والغناء وأنواع الباطل كلها قال الزجاج لا يجالسون
أهل المعاصي ولا يمالئونهم عليها
ومروا مر الكرام الذين لا يرضون
باللغو لأنهم يكرمون أنفسهم عن اللغو
فيه والاختلاط بأهله وروي أن عبد الله
بن مسعود مر بلهو فأعرض
عنه فقال صلى الله عليه وسلم
إن أصبح ابن مسعود لكريما

اور اللہ تعالی نے فرمایا وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوا عَنْهُ اگرچہ اسکے اترنیکا سبب
اور جسوقت سنیں نکمی باتیں اوس سے کنارہ کریں
خاص ہی مگر اسکے معنی ہر شخص کو عام ہین جو لغو سنکر منہ پہیر لے اور اپنی دل یا
زبان سے کہے لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ اور اللہ تعالی کے قول کو سوچ کہ لَا يَشْهَدُونَ
ہمکو ہمارے کام ہین اور تمکو تمہارے کام
الزُّورَ فرمایا بالزور نہین فرمایا یعنی اونکی صفت ہی کہ زور پر حاضر نہین ہوتے
اوسکے بولنے اور کرنیکا تو کیا ذکر ہی اور راگ بڑا زور ہی اسواسطے کہ وہ قول اور
عمل باطل کا نام ہی اور زور کے معنی اصل لغت مین جہکنے کے ہین اور زے کی
فتحہ سے زَور بھی اسی سے نکلا ہی غرضکہ زور امر حق سے ایسے باطل کیطرف جہکنے کو
کہتے ہین جسکی حقیقت قول اور فعل کی رو سے کچھہ نہو **فصل** اور چوتہا نام یعنی
باطل وہ امر حق کی ضد ہے خواہ وہ چیز معدوم ہو کہ جسکا کچھہ وجود ہی نہو
خواہ ایسی چیز جسکے وجود کا ضرر نفع کی نسبت کر زیادہ ہو اول قسم کی مثال
یہہ ہی کہ سوا اللہ کے ہر ایک معبود باطل ہے یعنی معدوم ہی اور دوسرے
کی مثال جیسے یہہ کہو کہ سحر باطل ہے اور کفر باطل ہے یعنی ان دونون
کا ضرر زیادہ ہی اللہ تعالی فرماتا ہے وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ
اور کہہ آیا حق اور نکل بہاگا باطل
پس کفر اور فسق اور معصیت اور سحر اور کہیل کی خبرون کا سننا دوسری
قسم مین داخل ہے ــــ ابن وہب کہتے ہین کہ مجھکو خبر دی

وقد قال تعالى واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنه وان كان سببه خاصا فمعناها عام لكل من سمع لغوا فاعرض عنه وقال بلسانه او بقلبه لنا اعمالنا ولكم اعمالكم وتأمل قوله سبحانه لا يشهدون الزور ولم يقل بالزور اي يحضرون ولم يقل لا يشهدون بالزور فكيف بالتكلم والفعل والغناء من اعظم الزور والزور هو القول الباطل والعمل الباطل واصل اللفظة من الميل ومنه الزور بالفتح فالزور ميل عن الحق الى الباطل الذي لا حقيقة له قولا وفعلا

فصل واما الاسم الرابع وهو الباطل فالباطل ضد الحق والباطل اما معدوم لا وجود له واما موجود مضرته اكثر من منفعته فمن الاول كل معبود سوى الله باطل ومن الثاني قولهم السحر باطل والكفر باطل قال تعالى وقل جاء الحق وزهق الباطل فالكفر والفسق والعصيان والسحر واستماع الغناء من النوع الثاني قال ابن وهب اخبرنا سليمان

سلیمان بن بلال نے کثیر بن زید سے کہ اونہون نے عبید الله کو سُنا کہ قاسم بن محمدؒ سے کہتے تھے کہ راگ مین آپ کی کیا رای ہی قاسم نے فرمایا کہ وہ باطل ہے اونہون نے کہا کہ یہہ تو مین بھی جانتا ہون کہ باطل ہی مگر آپ کی رای اسمین کیا ہی فرمایا کہ بتاؤ تو باطل کہان ہوتا ہی عبید الله نے کہا کہ آگ مین قاسم نے فرمایا کہ پس راگ مین میری بھی رای یہی ہے اور ایک شخص نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ آپ راگ مین کیا فرماتے ہین حلال ہی یا حرام آپنے فرمایا کہ مین حرام نہین کہتا ہون جبتک کہ قرآن مجید مین حرام نہو اوسنے عرض کیا کہ پھر یہہ حلال ہی آپنے فرمایا کہ مین یہہ بھی نہین کہتا پھر فرمایا کہ بتاؤ تو اگر حق و باطل قیامت کے روز آوینگے تو راگ کسکے ساتھ ہوگا اوسنے کہا باطل کے ساتھ آپنے فرمایا کہ جاؤ تمنے تو خود اوسپر حکم لگا دیا۔ یہہ جواب ابن عباسؓ کا عرب کے راگ مین ہی جس مین شراب و زنا اور غلام اور اجنبی عورتون سے گفتگو کا ذکر نہین ہوتا نہ باجون کی آواز اور آلات نشاط ہوتے ہین اگر وہ اس زمانہ کی راگ کو دیکھین تو کیا فرمائین جو نہایت باطل ہے کہ کسی شریعت مین اوسکی اباحت ہو بلکہ اس راگ کو اُن لوگون کے راگ پر قیاس کرنا ایسا ہی جیسے سود کو خرید و فروخت پر اور مردار کو ذبح کئے ہوئے جانور پر اور حلالہ کرنے کو نکاح پر قیاس کرین

فصل

بن بلال عن كثير بن زيد انه سمع عبيد الله يقول للقاسم بن محمد كيف ترى في الغناء فقال القاسم هو باطل فقال قد عرفت انه باطل فكيف ترى فيه فقال القاسم أرأيت الباطل اين هو قال في النار قال فهو ذاك وقال رجل لابن عباس ما تقول في الغناء أحلال هو أم حرام فقال لا أقول حراما الا ما في كتاب الله فقال أفحلال هو فقال ولا أقول ذلك ثم قال له أرأيت الحق والباطل اذا جاء يوم القيامة فأين يكون الغناء فقال الرجل يكون مع الباطل فقال ابن عباس اذهب فقد أفتيت نفسك هذا جواب ابن عباس عن غناء الاعراب الذي ليس فيه مدح الخمر والزنا واللواطة والتشبيب بالاجنبيات واصوات المعازف والآلات المطربات فكيف لو شاهد الغناء الذي في هذا الزمان الذي هو من ابطل الباطل ان تأتي شريعة باباحته بل قياسه على غناء القوم قياس الربا على البيع والميتة على المذكاة والتحليل على النكاح

فصل

واما اسم المكاء والتصدية فقال تعالى في حق الكفار وما كان صلاتهم عند البيت الا مكاء وتصدية قال ابن عباس وابن عمر وعطية ومجاهد والضحاك والحسن وقتادة المكاء الصفير والتصدية التصفيق قال اهل اللغة يقال مكا يمكو اذا جمع يديه ثم صفر فيهما ومنه مكت است الدابة اذا نفخت بالريح على بناء الاصوات كالرغاء والعواء والثغاء قال ابن السكيت الاصوات كلها مضمومة الا حرفين النداء والغناء واما التصدية فهي في اللغة التصفيق يقال صدى يصدي تصدية اذا صفق بيديه قال حسان اذا قام الملائكة انبعثتم صلاتكم التصدي والمكاء قال ابن عباس كانت قريش تطوف بالبيت عراة ويصفرون ويصفقون وقال مجاهد كانوا يعارضون النبي صلى الله عليه واله وسلم في الطواف ويصفرون ويصفقون يخلطون عليه طوافه وصلاته ونحوه عن مقاتل ولا ريب انهم كانوا يفعلون هذا وهذا فالمتقرب الى

اور مکا اور تسدیہ کا حال یہہ ہی کہ خدا تعالی کا فروں کے حق مین فرماتا ہی وما کان
اُنکی اسماعیل کی نماز
صلوتہم عند البیت الا مکاۃ وتصدیۃ حضرات ابن عباس اور ابن عمر اور عطیہ اور
کعبہ کے پاس مگر سیٹیاں بجانی اور تالیاں
مجاہد اور ضحاک اور حسن اور قتادہؒ فرماتے ہین کہ مکا سیٹی بجانا ہی اور تسدیہ
تالی بجانا اور لغت مین اِسکی یہہ معنی ہین کہ آدمی اپنی دونو ہاتہہ جوڑکر منہ سی اونمین
آواز نکالے اور اِسی سی مشتق ہی مکت است الدابۃ یعنی جانور جسوقت آواز سی گوز
کرتا ہی اوسوقت یہہ بولتی ہین اور اِسی جہت سی آواز کے صیغونکی وزن پر ہی جیسے
اونٹ کی بلبلانے کو رغا اور کتی کے بہونکنی کو عوا اور بکری کے ممیانے کو ثغا کہتی ہین
ابن سکیت نے کہا ہی کہ آواز کے سب کلمات حرف اول کے پیش سی ہین بجز دو کلموں کے
ایک ندا دوسرا غنا اور تصدیہ لغت مین ہاتہہ سی تالی بجانیکو کہتی ہین چنانچہ حسان بن
ثابت نے اِس شعر مین کہا ہی ؎ جب فرشتی اوٹہتی ہین تم اوٹہتی ہو + تالی اور
سیٹی تمہاری ہی نماز + ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ قریش خانہ کعبہ کا طواف ننگی
کیا کرتے تھی اور سیٹی اور تالی بجایا کرتے اور مجاہد فرماتے ہین کہ کفار قریش
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طواف مین مزاحم ہوا کرتے تھی اور سیٹی اور تالی
بجاتے تھی تاکہ طواف اور نماز کو آپکے اوپر مشتبہ کردین اور ایسا ہی مقاتل سی مروی ہے
اور ظاہر ہی کہ وہ لوگ یہہ دونو حرکتین کیا کرتے تھی پس جو لوگ کہ خدا تعالی کا تقرب

من الله بالصفير والتصفيق اشتباه النوع الاول في انواعهم والمخاطيط ونهم على اهل الصلاة والذكر والقراءة اشبه النوع الثاني قال ابن عرفة وابن الانباري المكاء والتصدية ليسا بصلاة ولكن الله اخبر انهم جعلوا مكان الصلاة التي امروا بها المكاء والتصدية فالزمهم ذلك عظائم الاوزار وهذا كما تقول زرته فجعل جفائي صلتي اي اقام الجفاء مقام الصلة والمقصود ان المصفقين والصفارين في يراع او مزمار ونحوه فيهم شبه من هؤلاء ولو انه مجرد الشبه الظاهر فلهم قسط من الذم بحسب تشبههم بهم فان الله لم يشرع التصفيق للرجال عند الحاجة في الصلاة بل امروا بالعدول الى التسبيح فكيف اذا فعلوه لا لحاجة وقرنوا به انواعا من المعاصي قولا وفعلا **فصل** واما تسمية الغناء برقية الزنا فهو اسم موافق المسمى ولفظ مطابق لمعناه وهذه التسمية مروية عن الفضيل بن عياض قال ابن ابي الدنيا اخبرنا الحسن بن عبد الرحمن قال قال الفضيل

سینٹی اور تالی سے کرتے ہین وہ تو اول فرقہ کی مانند اور اونکی بہائی بند ہین اور جو نمازیون اور ذاکرون اور قاریونپر اونکا فعل مشتبہ کردین تو وہ دوسرے فرقہ کی مانند ہین آین عرفہ اور ابن انباری کہتی ہین کہ سینٹی اور تالی نماز نہین ہین مگر خدا تعالی نے خبر دی کہ جس نماز کا اونکو حکم تہا اوسکی جگہہ اونہون نے سینٹی اور تالی کو کیا اسیوجہ سی اس حرکت نے انپر بہت سی گناہ رکہدی اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے یون کہو کہ مین اوس سی ملنے گیا تو اوسنے مجہپر ستم کرنیکو میرا انعام کیا یعنی انعام دینی کے قائم مقام ظلم کو کیا اور مقصود یہہ ہے کہ تالی اور سینٹی بجانیوالے بانسلی اور فرمار سے یا اور جو ایسے ہون اونمین کچہہ ایک مشابہت ان لوگونکی ہی تو اوسی مشابہت کی مقدار پر اونکو مذمت سی بہرہ بھی ہی اور اسیوجہ سی اللہ تعالی نے نماز مین حاجت کیوقت مردون کے لئی تالی بجانا مشروع نہین فرمایا بلکہ اوسکو چہوڑکر تسبیح کا حکم فرمایا کہ جمع ہونے کیواسطے اذان کہا کرین پس جب بدون حاجت اوسکو کرین اور طرح طرحکے گناہ قول اور فعل سی اسپر زیادہ کرین تب تو کیسی جائز ہوگا **فصل** اور راگ کا نام زنا کا منتر ہونا تو بہت درست ہے کہ جیسا لفظ اور اسم ہے ویسے ہی معنی اور مسمی ہین اور یہہ نام فضیل بن عیاضؒ سے مروی ہے۔ ابن ابی الدنیا کہتی ہین کہ ہمکو خبر دی حسن بن عبد الرحمن نے کہ فضیل

بن عیاض نے فرمایا کہ غنا زنا کا منتر ہے اور کہا کہ خبر دی ہمکو ابراہیم بن محمد
مروزی نے ابو عثمان لیثی سے کہ یزید بن ولید نے فرمایا کہ ای اولاد امیہ کے بچو
راگ سے کہ وہ حیا کو کم کرتا ہے اور شہوت بڑہاتا ہے اور مروت کو کہوتا ہے اور شراب کے
قائم مقام ہے اور نشے کا سا کام کرتا ہے اور اگر تمکو ضروری کرنا ہو تو عورتوں کو راگ
سے علٰحدہ رکہو کہ راگ زنا کا سبب ہے۔ کہا اور خبر دی مجکو محمد بن فضیل ازدی نے کہ
حطیئہ شاعر ایک عرب کے شخص کے پاس اوترا اور اوسکے ساتھ اوسکی بیٹی ملیکہ نام
تھی جب رات ہو گئی تو راگ کی آواز سنی گہر والے سے کہا کہ اسکو روک دو کہ مین سنون
اوسنے پوچہا کہ اسمین کیا برائی ہے کہا کہ راگ بدکاری کے ایلچیوں مین سے ایک ایلچی
ہے اور مجکو اچہا معلوم نہین ہوتا کہ یہہ لڑکی راگ سنے پس اگر تم موقوف کرا دو تو
بہتر ورنہ مین تمہارے پاس سے چلا جاؤنگا۔ پہر خالد بن عبد الرحمن سے مروی ہے
کہ ہم سلیمان بن عبد الملک کے لشکر مین تھے کہ رات رہے آواز راگ کی کانمین آئی
صبح کو سلیمان نے آدمی بہیجکر اونکو بلوایا جب حاضر ہوئے تو یہہ کہا کہ گہوڑا
ہنہناتا ہے تو گہوڑی تہان چاہتی ہے اور اونٹ بلبلاتا ہے تو اونٹنی کو
اوسکی خواہش ہوتی ہے اور بکرا مستی مین بولتا ہے تو بکری کو اوسکی آرزو
ہوتی ہے اور مرد گاتا ہے تو عورت اوسکی مشتاق ہوتی ہے پہر حکم دیا کہ ان سبکو خصی کر دو

بن عياض الغناء رقية الزنا
قال واخبرنا ابراهيم بن محمد
المروزي عن ابي عثمان الليثي
قال قال يزيد بن الوليد يا بني
امية اياكم والغناء فانه
ينقص الحياء ويزيد في الشهوة
ويهدم المروءة وانه لينوب عن
الخمر ويفعل فعل السكر فان كنتم لابد فاعلين
فجنبوه النساء فان الغناء داعية الزنا قال
واخبرني محمد بن الفضيل الازدي قال
نزل الحطيئة برجل من العرب ومعه ابنته
مليكة فلما جنه الليل سمع غناء فقال
لصاحب المنزل كف هذا عني فقال وما
تكره من ذلك فقال ان الغناء رائد من
رادة الفجور ولا احب ان تسمعه هذه يعني ابنته فان
كففته والا خرجت عنك ثم ذكر عن خالد بن
عبد الرحمن قال كنا في عسكر سليمان بن عبد الملك
فسمع غناء من الليل فارسل اليهم بكرة
فجيء بهم فقال ان الفرس ليصهل
فتستودق له الرمكة وان الفحل ليهدر فتضبع
له الناقة وان التيس لينب فتستحرم له
العنز وان الرجل ليتغنى فتشتاق
اليه المرأة ثم قال اخصوهم

فقال عمر بن عبد العزيز هذا من
لمتناه فالتحل فحل ستبابهم
قال فحلى ستباعهم والمرأة انهما
يسريعة الانفعال بالاصوات
ولذا قال صلى الله عليه
واله وسلم لانجشة حاديه
رويدا رفقا بالقوارير يعني
النساء واذا كان ذلك في الحداء فما ظنك
بالغناء فكيف اذا اجتمع الى الغناء الدف
والشبابة والرقص فلم من حرمت بالغناء
من البغايا وكم من حر اصبح به عبد الصبيان
والصبايا قطعه فعاذر ان شغفت بسماع
من ينته باهداب المنايا اذا خاطر
قلبك تيتا تعلقت بين اطباق
الرزايا ويصبح بعد ان قد كان حرا
عفيف الفرج عبد للصبايا ويعطى
من به معنى غناء وذلك منه
من شر العطايا فصل

حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ یہہ تو ہاتھہ یا نو ناک کان کاٹ ڈالنا ہی
یہہ سزا درست نہین اونکو جانے دو راوی کہتی ہین کہ اُنکو چھوڑ دیا آور عورت
پر آواز کا جلد اثر ہوتا ہی اور اِسیوجہ سی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
حُدی خوان انجشہ سی فرمایا کہ ٹھہر اور اِن شیشون یعنی عور تونپر نرمی کر جب
آپکا ارشاد حُدی کے بابمین یہہ ہو تو راگ پر کیا گمان کرتے ہو خصوصاً اُس
(سار بان کا راگ ۱۲)
صورتمین کہ راگ کی ساتھہ دف اور بانسلی اور ناچ ہو اکثر ایسا ہوا ہی کہ بیبیان غنا
کی بدولت کسبیان بنگئی ہین اور آزاد آدمی راگ کی کہٹراگ سی لڑکون اور چھوکریون
کے غلام ہو گئے ہین **قطعہ**

تو اگر راگمین مشغول ہی تو ڈر کہ کہین
مبتلا ہو کی مصائب مین آ ملتا ہی پڑا
بیشتر سی جو کہین پارسا تہا اور آزاد
راگ کرتا ہی عطا اوسکو کہ جسمین ہو مغز

موت کی پر لگے تیر و نکی نہو تجہپر مار
جب دل غمزدہ مین ہوتے مین یہہ تیر دو ساز
راگ سی بندہ زن ہوتا ہی وہ ناہنجار
یہہ عطا اوسکی مگر سب سے بری ہی اے یار

فصل اور راگ کا نام نفاق کا اُگانیوالا حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک ثابت ہوا ہے
کہ اونہون سے نے فرمایا کہ راگ نفاق کو دلمین ایسا اُگاتا ہی جیسا پانی کھیتی کو
اُگاتا ہے اور خدا کا ذکر دل مین ایمان کو اِس طرح اُگاتا ہے

وأما تسميته منبت النفاق
فثبت عن ابن مسعود
انه قال الغناء ينبت
النفاق في القلب كما
ينبت الماء الزرع والذكر
ينبت الايمان في القلب

جیسا پانی کہیتی کو اور اِس روایت کو اُن سی ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ذم الملاہی
مین مرفوعاً ذکر کیا ہی اور صحیح تر یہہ ہی کہ یہہ روایت موقوف ہی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تک نہین پہنچی اور یہہ حدیث بہت قوی دلیل ہی اِس بات پر کہ صحابہ لوگ دلونکی حالات اور اونکے
مرضون اور اونکی دواؤنکو خوب جانتی تہی اور وہی دلونکی طبیب تھے نہ وہ لوگ جو اونکی طریق سی
منحرف ہوئی اور دلونکے علاج مین دواؤنکی جگہہ بہت بڑی روگ لگائی اور آخر کو
ایسے پرانے مرض پیدا ہوئی کہ اگلو نمین تہی اسلئے کہ جس دوا کو شارع نے بنایا تہا اوسکو
چہوڑ دیا اور بیمار ونکی رغبت اوس طرف تہوئی جس سی مرض کی جڑ خوب مضبوط ہو جاوے
تو مرض بہی بڑہگیا اور معاملہ بہی سخت مشکل ہوا اور گہر اور رستی اور بازار بیمار ونسی پر ہوگئے
اور ہر ایک جاہل لوگونکی علاج کرنیکو کہڑا ہوگیا۔ اور واضح ہو کہ راگ کی چند خواص
ہین جب دل پر نفاق کا رنگ چڑہتا ہے اور اوسمین نفاق کے اُگنی کا اثر ایسا ہوتا ہے
جیسا پانی کو کہیتی کے جمنی مین اثر ہوتا ہی ایک خاصہ یہہ ہے کہ راگ دلکو لہو مین ڈالتا
ہے اور قران کے فہم اور سوچنی اور اوسکی بموجب عمل کرنے سے باز رکہتا ہی
اسلئی کہ قران اور غنا دونو ایک دل مین اکٹہی نہین ہوتے اسلئی کہ دونو مین مخالفت ہی
کیونکہ قران تو خواہش نفس کی پیروی سی منع کرتا ہی اور پارسائی اور شہوتون
سی کنارہ کشی اور گمراہی کی لوازم سی علیحدگی کا حکم فرماتا ہی اور راگ اسکی خلاف کا حکم کرتا ہے

كما ينبت الماء الزرع وقد رواه ابن ابي الدنيا عنه مرفوعا في كتاب ذم الملاهي [illegible] دليل على فقه الصحابة في احوال القلوب وادويتها وادوائها [illegible] اطباء القلوب دون المنحرفين عن طريقتهم الذين داووا امراض القلوب باعظم ادوائها [illegible] الذي ركبه الشارع [illegible] المرض الى ما يقوي مادة المرض [illegible]

[illegible] الطب [illegible]

المرض وتفاقم الامر [illegible] واعلم ان للغناء خواص [illegible] عن فهم القران [illegible] النفاق [illegible] القران والغناء لا يجتمعان في القلب لما بينهما من التضاد فان القران ينهى عن اتباع الهوى ويامر بالعفة ومجانبة الشهوات [illegible] والغناء يامر بضد ذلك [illegible]

اور اوسکو اچہا دکہاتا ہی اور نفسونکو گمراہی کی خواہشونکی طرف برانگیختہ کرتا ہی
تو جو بات نفس مین خفیہ تہی اوسکو اُبہار کر ہر ایک بُرائی کیطرف تحریک کرتا ہی اور ہر
خوبصورت مرد و عورت کی ملنی کا شوق دلاتا ہی اسصورتمین راگ اور شراب دونو دوڑ
کے شریک ہین اور بُرائیونپر اُبہارنے مین گہوڑ دوڑ کے گہوڑونکی طرح برابر کیونکہ
راگ شراب کا سگا بہائی اور خادم اور قائم مقام اور نائب ہی شیطان نے دونون
مین ایسا بہائی چارہ باندہا کہ وہ کبہی نہین ٹوٹتا اور اون دونو مین ایک ساتہ
رہنے کا ایسا آئین مضبوط نکالا ہی کہ وہ کبہی منسوخ نہوا ابہی تو آدمی کو دیکہتے ہو
کہ اُسنے وقار کی علامت اور عقل کی روشنی اور ایمان کی تازگی ہی کا یک راگ سنتے ہی
عقل اور حیا کم ہوگئی اور مروت چلدی اور نور عقل علیحدہ ہوا اور وقار و متانت کے عوض
بک شروع کی اور سر اور مونڈہونکو ملایا اور زمین پر پانو دیدی مارنے لگا اور اپنا
مغز دونو ہاتہوں سے پیٹنے لگا اور پہیرلونکی سی چہلانگین بہرنے لگا اور گدہون کی
طرح رہٹ کی گرد چکر کہانے شروع کئی اور ایک راگ کی ماہر نے اوسکی تعریف یہ لکہی ہی قطعہ

یاد تجکو ہی وہ شب جسمین اکہٹے تہے ہم	صبح تک نغمۂ خوش رکہتی تہی آویزۂ گوش
ہم مین تہا جام سرود اچہی طرح سی اثر	نفس لے می کی تہی وہ مست کہ جیسی مدہوش
مست ہر شخص نظر آتا تہا دان شادی سے	کوئی جز شادی نہین کہتا تہا اُس دم مین ہوش

بزم میں ہی جو کوئی کیفی مذاکرتا تہا	کسیل تہی ان کی یہہ کہتا تہا کہ دنجشش کوش
اور کیا پاس ہمارے تہا جو ین جان کی سوا	اچہی آنکہونیہ کیا صدقہا وہی از سر جوش

اور بعض عارفونکا قول ہی کہ راگ کسی قوم مین تو نفاق کا باعث ہوتا ہی اور کسیمین دشمنی کا اور کسی مین جہٹلانیکا اور کسی مین بدکاریکا اور اکثر خوبصورتونپر عاشق ہونے اور بری باتونکو اچہا جاننیکا باعث ہوتا ہی اور اسکا ہمیشہ سننا دلپر قرآن کو گران اور کانونپر سننیکو برا کردیتا ہی اور اس امر کی وجہ یہہ ہے کہ راگ شیطانکا قرآن ہی تو وہ اور رحمن کا قرآن ایکدلمین جمع نہین ہونیکا اور یہی وجہ راگ کے نفاق ہونیکی ہی اور ایک وجہ اور بہی ہی کہ نفاق کی اصل یہہ ہی کہ ظاہر باطن سے مخالف ہو اور راگ والا ان دو آفات مین رہتا ہی اگر کہل کہیلی تو بدکار ٹہہرتا ہی اور اگر عبادت اور تقوی ظاہر کری تو منافق ہوتا ہی اسلئی کہ اللہ تعالی اور آخرت کی رغبت تو ظاہر کرتا ہی مگر دلمین شہوات کا جوش اور لہو اور آلات جو منافی دین کے ہین اونکی محبت بہری ہی اور اسکی وجہ یہہ ہے کہ ایمان دو باتونکا نام ہی حق کا کہنا اور طاعت کے بموجب عمل کرنا تو یہہ ذکر خدا اور تلاوت قران ہی سے پیدا ہوگا اور نفاق امر باطل کا کہنا اور گمراہی کا عمل کرنا ہے اور یہہ راگ پر مترتب ہوتا ہے اور ایک

اذا نادى اخو اللذات فيه
اجاب اللهو حي على السماع ×
ولم يملك سوى المهجات شيئا
أرقن ملاحظا فراحه ×
وقال بعض العارفين السماع
يورث النفاق في قوم والعناد
في قوم والتكذيب في قوم و
الفجور في قوم والرعونة في قوم و
واستحسان الفواحش وعشق الصور
على القلب ويكرهه وإدامته يثقل القرآن
انه قرآن الشيطان وسر المسألة
الرحمن في قلب وهذا معنى النفاق

اور راگ کی بیان

وأيضا فإن أساس النفاق أن يخالف
الظاهر الباطن وصاحب الغناء بين أمرين
إما أن يتهتك فيكون فاجرا أو يظهر النسك
فيكون منافقا فإنه يظهر الرغبة في الله
والدار الآخرة وقلبه يغلي بالشهوات ومحبة
ما يكرهه الله من أصوات المعازف وآلات اللهو
وفيه من مرض الإيمان قول وعمل
قول بالحق وعمل بالطاعة
وهذا ينبت على الذكر و
تلاوة القرآن والنفاق
قول الباطل وعمل الغي
وهذا ينبت على الغناء

وجہہ یہہ ہی کہ نفاق کی علامتین یہہ ہین کہ ذکر اللہ کا کم کرنا اور نماز کو کہڑا ہونے
مین کاہلی کرنی اور نماز مین ٹہونگین سی مارلینی یعنی جلد ادا کرنا ہے اور یہی
حال راگ مین مبتلا شخصونکا ہی اور ایک وجہہ یہہ ہے کہ نفاق کی بنا جہوٹ پر ہی اور
راگ زیادہ تر جہوٹے شعرونمین سی ہی اسلئے کہ وہ بُری کو اچہا کرتا ہے اور
اوسکو زینت دیتا ہی اور اوسکا حکم کرتا ہی اور عمدہ چیز کو بُرا کرتا ہی اور اوسمین
سُنلے رغبتی پیدا کرتا ہی اور یہہ عین نفاق سے ہے اور نیز نفاق فریب اور مکر اور دہوکا
دینی کا نام ہی اور راک کی بنا انہین پر ہے اور یہی منافق اسطرح فساد اور خرابی
کرتا ہی کہ اپنی گمان مین جانتا ہے کہ مین درستی کرتا ہون جیسا اللہ تعالی انے
منافقون کے حال سی خبر دی اور راگ والا بھی اپنی دل اور حال کو ایسی طرح بگاڑتا
ہی کہ اپنی دانست مین اوسکی اصلاح کرتا ہی اور راگ والا دلونکو شہوات کیطرف بلاتا ہے
اور منافق اونکو شبہات کیطرف پکارتا ہی ضحاکؒ فرماتے ہین کہ راگ دل کا بگاڑنیوالا
اور پروردگار کا ناراض کرنیوالا ہی اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنی لڑکونکی معلم کو
لکھا کہ چاہئیے تمہاری تعلیم مین اول اعتقاد انکا کہیلونکی عداوت ہو اسلئے کہ اونکی ابتدا
شیطان سے ہی اور اونکا انجام خدا کی ناراضی ہی اسلئے کہ مجکو معتبر لوگون سی یہہ خبر
پہنچی ہی کہ باجونکی آواز اور اوسپر فریفتہ ہونا نفاق کو دلمین ایسی جماتا ہی جیسی پانی

کے پاس کہاں جمتی ہی **فصل** اور راگ کا نام قرآن شیطان تابعیون سے منقول ہی
اور اوسمین ایک حدیث مرفوع آئی ہی قتادہ کہتے ہین کہ جب ابلیس اُتار اگیا تو عرضکیا
کہ الہی تو نے مجکو مردود کیا تو میرا کام کیا ہی ارشاد ہوا کہ سحر ہی عرضکیا کہ میرا قرآن
فرمایا کہ شعر کہا کہ میرا لکہنا حکم ہوا کہ گودنا التماس کیا کہ میرا کہانا فرمایا کہ ہر مردار
اور جس چیز پر اللہ تعالی کا نام نلیا جاوے عرضکیا کہ میرا پینا حکم ہوا کہ ہر نشہ کی چیز
کہا کہ رہنی کی جگہہ فرمایا کہ بازار کہا کہ میری آواز فرمایا کہ مزامیر عرضکیا کہ میری
شکارگاہ یا آلات صید فرمایا کہ عورتین اور مشہور یون ہی کہ یہہ حدیث قتادہ رہ نے
موقوف بیان فرمائی ہی اور طبرانی نے اپنی معجم مین ابوامامہ سے اسکو مرفوع
روایت کیا ہی اور ابن ابی الدنیا کی کتاب مکائد الشیطان مین بسند وار ابوامامہ
کی روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہہ ہی کہ جب ابلیس زمین مین
اُتار اگیا تو عرضکیا کہ اے میرے رب تو نے مجکو زمین پر اوتارا اور مردود کیا
تو میرے واسطے کوئی گہر مقرر کردے اللہ تعالے نے فرمایا کہ تیرا گہر
حمام ہے اوسنے کہا کہ میری بیٹہک مقرر فرما حکم ہوا کہ بازار ہین اور تیرا ہی
چوراہی اوسنے کہا کہ میرا کہانا مقرر کردے فرمایا کہ جس چیز پر خدا کا نام نہ لیا
جاوے وہ کہا اوسنے کہا کہ پانی میرا ٹہرادے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز کہا کہ میرا موذن مقرر ہو

فما کتابی قال الوشم قال فما قرانی قال الشعر قال فما طعامی قال کل میتة وما لم یذکر اسم الله علیه قال فما شرابی قال کل مسکر قال فاین مسکنی قال الاسواق قال فما صوتی قال المزامیر قال فما مصائدی قال النساء والمعروف

رواه الطبرانی فی معجمه من حدیث ابی امامة مرفوعا ... رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان ابلیس لما انزل الی الارض قال یارب انزلتنی الی الارض ... فاجعل لی بیتا قال الحمام ... قال فاجعل لی مجلسا قال الاسواق ... قال فاجعل لی طعاما قال ... قال فاجعل لی شرابا قال کل مسکر قال فاجعل لی مؤذنا

فرمایا کہ عزیمار کہا کہ میرا قران ٹھہرا دی فرمایا کہ شعر کہا کہ میری واسطی لکھنا ٹھہرا دی
بالسلی ۱۲
فرمایا کہ گودنا کہا کہ میری لئی بات بتا دی فرمایا کہ جھوٹ کہا کہ میری پیامبر ٹھہرا دی
فرمایا کہ غیب کہنیوالے کہا کہ میری لئے شکار گاہین یا اوزار شکار کے مقرر کر دے
فرمایا کہ عورتین ہین اور اس حدیث کی اور بہت سی دلیلین ہین مثلا جادو کے عمل شیطان
ہونیکی لئی یہہ آیت ہی وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ
اور پیچھی لگی ہین اوس علم کی جو پڑہتے شیطان سلطنت مین سلیمان کی اور کفر نہین کیا
كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ اور شعر کے قران شیطان ہونے پر دہ روایت ہی جو
سلیمان نے لیکن شیطانون نے کفر کیا لوگون کو سکہاتی سحر ۱۲
ابوداود نے حدیث جبیر بن مطعم سی روایت کی ہی جسمین یہہ ہے کہ مین پناہ مانگتا ہون
اللہ کی شیطان مردود سی اوسکی پہونکنی اور تہتکارنے اور دبوچنی سی اور اسکی تفسیر یہہ
کی ہی کہ اوسکا تہتکارنا شعر ہی اور پہونکنا تکبر اور دبوچنا ایک قسم کی دیوانگی ہی اور جب
اللہ تعالی نے اپنے رسول کریم کو قران لیکر بہیجا تو اونکو شعر کے سیکہنی سی محفوظ رکہا جو
شیطانکا قران ہی اور ارشاد فرمایا وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ اور گودنے کا شیطان
اور ہمنی نہین سکہایا اوسکو شعر کہنا اور یہہ اوسکے لائق نہین ۱۲
کی نوشت ہونا اسوجہ سی ہی کہ یہہ اوسکی علامت اور زینت سی ہی اور اسیلیے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گودنیوالی اور گودوانیوالی عورتکو لعنت کی یعنی جو لکہتی ہی اور جسپر
لکہتی ہی دونوکو لعنت فرمایا اور مردار اور بسم اللہ چہوڑی ہوئی کا اسکی خوراک ہونا اسلیے ہی کہ
شیطان جس کہانی پر خدا کا نام نہین لیکو ہوتا اسکی حلال جانتا ہی اور بہین جہت جب آن جنونی اپنا توشہ پوچھا

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے تھے تو آپ نے فرمایا کہ ہر ایک
ہڈی جسپر خدا تعالی کا نام لیا جاوے تو دیکھو کہ شیطانونکی غذا یعنی جسپر نام خدا
ترک ہوا ہو وہ اُنکے لئے مباح نہ فرمائی اور نشہ آور چیز کا شیطان کے لئے
پانی ہونا اسطرح ہے کہ اللہ تعالی شراب اور جوے اور بتون اور پانسون کے
باب مین فرماتا ہے کہ وہ گندے کام مین شیطان کے اس سے معلوم ہوا کہ جو شراب اسکے
دوست اوسکی اجازت سے بناتے ہین اوسمین سے وہ بھی پیتا ہے اور اوسکی بنانے
اور پینے اور گناہ اور عذاب مین اونکا شریک ہوتا ہے اور بازارونکی شیطان کی
مجلس ہونیکی یہہ وجہہ ہے کہ حدیث شریف مین ہے کہ شیطان اپنا جھنڈا بازار مین گاڑا
کرتا ہے اسیواسطے بازار مین نکمی بات اور غلطا اور شورا اور چوری اور دغابازی اور
بہت سی اوسکی حرکات ہوتی ہین اور اللہ تعالی کی بُرائی کتابون مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف یہہ کور ہے کہ وہ بازارونمین چلانے والے نہونگے اور حمام خانہ کے
شیطان ہونے پر یہی شاہد ہے کہ حمام نماز کی جگہہ نہین چنانچہ ابوسعید کی حدیث مین ہے
کہ زمین بالکل مسجد ہے سوا مقبرہ اور حمام کے اور ایک وجہ یہہ ہے کہ حمام برہنگی کر
کھلنے کی جگہہ ہے اور نیز وہ آگ پر بنا ہوتا ہے جو شیطانکی اصل ہے اور شیطان اُسی سے بنا ہے اور
مزمار کا شیطانکی آواز ہونا تو نہایت ہی مناسب ہے کیونکہ راگ اسکا قرآن ہے اور ناچ اور ہاتھونکی گت

یعنی سیٹی اور تالی اوسکی نماز ہے تو ضرور ہے کہ اس نماز کا کوئی اذان دینے والا اور امام اور مقتدی بھی ہو پس مزمار تو موذن ہے اور گویا امام ہے اور حاضرین مجلس مقتدی ہیں (بالکلیہ ۱۲) اور جھوٹ کا شیطانکی بات ہونا اسلئے ہے کہ وہ جھوٹا ہے اور جھوٹ کا حکم کرتا ہے اور اوسکو زینت دیتا ہے تو جو جھوٹ دنیا مین ہوتا ہے وہ اسکے سکہانے اور گفتگو سے ہے اور کاہن جو شیطان کے پیغمبر ہین اسکی وجہ یہہ ہے کہ مشرک اونکی طرف دوڑتے ہین اور اپنی بڑی بڑی کامونمین اونکی پناہ ڈہونڈہتے ہین اور اونکو تصدیق کرتے ہین اور اونکو پنچ کرکے اونکی حکمونپر راضی ہوتے ہین جیسے رسولون کے پیرو رسولونکے ساتھہ کرتے ہین کہ اسبات کے معتقد ہوتے ہین کہ انکو علم غیب ہے غرضکہ کاہن مشرکونکی نزدیک بمنزلہ پیغمبرونکی ہین اور اسیوجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کاہن کے پاس آیا اور اوسکی تصدیق کی تو وہ اوس چیز کا منکر ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتری ہے۔ اسلئے کہ رسولون اور کاہنون مین ضد ہے کیونکہ آدمی دو قسم کے ہین کاہنونکی پیرو اور رسولونکی پیرو تو ایک بندہ مین دونو باتین جمع نہین ہوسکتین کہ اونمین سے بھی ہو اور اِنمین سے بھی بلکہ جسقدر کاہن سے قرب ہوگا اوسیقدر رسول سے دوری ہوگی اور جتنا اوسکو سچ جانیگا اتنا ہی رسول کو جہٹلاویگا اور یہہ جو مذکور ہوا کہ شیطانکی شکارگاہین عورتین ہین اسکی وجہ اگلی فصل مین آویگی اب اصل مقصود

[illegible] المکاء والتصدیة [illegible] الکاذب [illegible] فان المشرکین [illegible] فانهم یعتقدون انهم یعلمون الغیب فهم عند المشرکین بمنزلة الرسل ولهذا قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من اتی کاهنا فصدقه فقد کفر بما انزل علی محمد صلی الله علیه وآله وسلم للتضاد بین الرسل والکهان فان الناس قسمان اتباع الکهنة واتباع الرسل فلا یجتمع فی العبد ان یکون من هولاء وهولاء بل یکون البعد من الرسول بقدر القرب من الکاهن ویکذب الرسول بقدر تصدیقه للکاهن وقوله مصائد الشیطان النساء بیان هذه فی الفصل الثانی والمقصود

کیطرف رجوع کرتے ہین کہ راگ حرام شیطانکا قران ہوا ورجب اونسے چاہا کہ اسمین باطل والونکے نفس الکٹھے ہون تو اوسکے ساتھہ آلات کی زینت اور کردی اور یہہ کہ کسی خوبصورت عورت خواہ لڑکے سے سُنا جاوے تاکہ زیادہ تر مقتضی ہو کہ نفس اوسکی قرأت کو قبول کرین اور قرآن مجید کی عوضمین اسکو اختیار کرین **فصل** اور اوسکا نام صوت احمق اور صوت فاجر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رکہا ہوا ہی جو صادق اور مصدوق ہین ترمذی نے حدیث ابن ابی لیلی سے اور انہون نے عطا سے اور انہون نے جابر سے روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد الرحمن بن عوف کے ساتھہ باغ خرما کیطرف تشریف لیگئے اتفاقا آپکے صاحبزادے ابراہیم مرنے لگے آپنے اونکو اپنی گود مین لیلیا اور آنکھون سے آنسو جاری ہوئے حضرت عبد الرحمن نے عرضکیا کہ بہلا آپ روتے ہین آپ تو لوگونکو رونے سے منع فرماتے ہین آپنے فرمایا کہ مین نے رونے سے منع نہین کیا مین نے صرف دو آواز احمق اور فاجر سے منع کیا ہی ایک وہ آواز کہ لہو و لعب اور شیطانکی بانسلیونکی نغمہ کیوقت ہو دوسرے وہ آواز کہ مصیبت کیوقت یعنی منہ نوچنے اور گریبان پہاڑنے اور فریاد کیوقت ہو اور یہہ جو مین روتا ہون رحمت ہی جو ترس نہین کرتا اوسپر ترس نہین کیا جاتا (پہر یون فرمایا) اگر یہہ امر حق اور سچا وعدہ نہوتا اور یہہ کہ ہم مین سے پچھلا شخص عنقریب اول سے جا ملیگا تو ہم تجہپر اس سے بھی زیادہ سخت غم کرتے اور ہم تیری وجہہ سے غمزدہ ہین

ان الغناء محرم وان الشيطان ... ولما اراد ان يجمع عليه نفوس المبطلين وزينه بما يزينه من الالحان ... ان يكون من امرد او امراة جميلة ... من حسن الصوت ادعى الى قبول ... نفوس لقرائته وتعوضها به عن القرآن المجيد **فصل** وسماه النبي صلى الله عليه وآله وسلم ... الصوت الاحمق والصوت الفاجر ... الصادق المصدوق ... الترمذي من حديث ابن ابي ليلى عن عطاء عن جابر قال خرج النبي صلى الله عليه وآله وسلم مع عبد الرحمن بن عوف الى النخل فاذا ابنه ابراهيم يجود بنفسه فوضعه في حجره ففاضت عيناه فقال عبد الرحمن اتبكي وانت تنهى الناس قال اني لم انه عن البكاء وانما نهيت عن صوتين احمقين فاجرين صوت عند نغمة لهو ولعب ومزامير الشيطان وصوت عند مصيبة خمش وجوه وشق جيوب ورنة شيطان وهذا رحمة ومن لا يرحم لا يرحم لولا انه امر حق ووعد صدق وان آخرنا سيلحق باولنا لحزنا عليك حزنا هو اشد من هذا وانا بك ...

آنکہہ روتی ہی اور دل غم کرتا ہی اور ہم نہین کہتی وہ بات کہ ناراض کری پروردگار
کو ترمذی نے کہا ہی کہ یہہ حدیث حسن ہے تو اب اِس منع فرمانیکو دیکہو جس سے
راگ کا نام صوت احمق تاکید سی ثابت ہی اور اسی پر اکتفا نفرمایا یہانتک کہ اوسکو
بدکاری کے ساتھہ موصوف کیا اور آپ بھی بس نکیا تہے کہ اوسکا نام مزامیر شیطان
لیا اور حضرت ابوبکر رض نے جو راگ کو مزمور شیطان کہا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے اُسکو ثابت رکہا اور آپکا یہہ فرمانا انما نہیت حرمت کی بابمین لاتفعل کی نسبت کر
کامل ہے اسلئی کہ لاتفعل مین احتمال نہی اور دوسری چیز کا بہی ہی بخلاف فعل صریح
کے تو جو شخص اِس سی بہی حرمت نہ سمجہی وہ کسی نہی سی نہ سمجہیگا **فصل** اور راگ کا
نام صوت شیطان اسلئی ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم (اور گہبرا لے اونمین جسکو گہبرا سکے)
بِصَوْتِكَ (اپنی آواز سی) ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سی روایت کیا ہی کہ بصوتک سی مراد ہر ایک امر
گناہ کیطرف بلانیوا ہی اور ظاہر ہی کہ راگ معصیت کیطرف بڑی بلانیوالون سی ہی
اور ابن ابی حاتم ہی نے مجاہد سی روایت کیا ہی کہ شیطانکی آواز راگ اور جہوٹ ہی
اور نیز جریر بن منصور سی اور انہون نے مجاہد سی روایت کیا ہی کہ اوسکی آواز مزامیر ہین
اور مجاہد نے حسن بصری سی روایت کیا ہی کہ آواز اوسکی دف ہی اور یہہ اضافت تخصیصی
ہی جیسے اضافت سوار اور پیادونکی بہی اوسکی طرف تخصیصی ہی اسصورتمین جو طاعت

یحتمل التعیین بخلاف النهی والفعل
لا ینطق الاثم قال الترمذی هذا حدیث
حسن فانظر الی هذا الحدیث صرح باسم الحمق
تسمیة الغناء صوتا احمق ووصفه بالفجور
علی ذلک حتی سماه مزامیر الشیطان
وقال اقرار النبی صلی الله علیه وسلم الصدیق علی تسمیة الغناء مزمور الشیطان وقوله
انما نهیت بصیغة الفعل لان لا تفعل
یحتمل النهی وغیره بخلاف الفعل الصریح فمن لم یستفد
الحرمة من هذا لم یستفد من شیء ابدا

فصل وانما تسمیة صوت الشیطان
فقال تعالی وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم
بِصَوْتِكَ واخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس
بصوتک کل داع الی المعصیة ومن المعلوم ان
الغناء من اعظم الدواعی الی
المعصیة واخرج ایضا عن مجاهد
قال صوته الغناء والباطل
واخرج ایضا عن جریر بن منصور
عن مجاهد قال صوته المزامیر
واخرج عن الحسن البصری
قال صوته الدف وهذه
الاضافة اضافة تخصیص کما ان اضافة الخیل
والرجال الیه کذلک فکل متکلم

بغیر طاعۃ اللہ او صوت مزمار او دف حرام او طبل من الرقص عن الشیطان وکل ساق فی معصیۃ اللہ علی قدمیہ فہو من رجلہ وکل راکب فی معصیۃ اللہ فہو من خیلہ کذا الرقال لتلف کما روی عن ابن عباس وقال رجلہ کل رجل مشت فی معصیۃ اللہ وقال مجاہد کل رجل یقاتل فی غیر طاعۃ اللہ فہو من رجلہ وقال قتادۃ ان لہ خیلا ورجالا من الجن والانس **فصل** واما تسمیتہ مزمور الشیطان ففی الصحیحین عن عائشۃ رضی اللہ عنہا

الہی کے سوا بولنے والا اور نفیری یا بانسلی یا دف حرام یا ڈہول سے آواز کرنیوالا ہوگا تو وہ
آواز شیطان ہی کی ہے اور جو شخص خدا تعالی کی نافرمانی مین اپنے دونو پاؤن پر چلتا ہوگا وہ
اُسکا پیادہ ہے اور جو شخص خدا تعالی کی نافرمانی مین سوار ہوگا وہ اُسکا سوار ہے اگلی لوگون نے
اسیطرح فرمایا ہے جیسا کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اُنہون نے فرمایا کہ جو پانو خدا تعالی کی
معصیت مین چلے وہ شیطان کا پیادہ ہے اور مجاہد کہتے ہین کہ جو مرد غیر طاعت الہی مین لڑے وہ اُسکا
پیادہ ہے اور قتادہ فرماتے ہین کہ شیطان کے سوار و پیادے جن و انسان سے دونو ہین **فصل** اور راگ کا نام
مزمور شیطان ہونیکی یہہ وجہ ہے کہ صحیحین مین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے یہان ایسے وقت تشریف لائے کہ میرے پاس دو لڑکیان بعاث
کی لڑائی کا گیت گا رہی تہین آپ نے بستر پر لیٹ کر اپنا مُنہ پہیر لیا اور حضرت ابوبکرؓ
اندر آئے اور مجکو جہڑکا اور فرمایا کہ مزمار شیطان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ
اونکو کچہہ مت کہو جب آپ غافل ہوئے تو مین نے اُن لڑکیونکی طرف آنکہہ سے اشارہ کیا وہ
دونو باہر چلی گئین — اس حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ
پر راگ کو مزمار شیطان کہنے کا انکار نکیا اور اُن دونو لڑکیونکو گانے پر قائم رکہا
اسلئے کہ وہ دونو نابالغ لڑکیان تہین کہ عرب کا راگ جو بعاث کی لڑائی کی شجاعت

[illegible]

قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعندی جاریتان تغنیان بغناء بعاث فاضطجع علی الفراش وحول وجہہ ودخل ابوبکر فانتہرنی وقال مزمار الشیطان عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقبل علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال دعہما فلما غفل غمزتہما فخرجتا فلم ینکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ابی بکر تسمیتہ الغناء مزمار الشیطان واقرہما لانہما جاریتان غیر مکلفتین تغنیان بغناء الاعراب الذی قیل فی یوم بعاث من الشجاعۃ

وغیرہ کے باب میں تہا گاتی تہین اور دن بہی عید کا دن تہا اب گروہ شیطانی نے اسمین بہت سا پہیلاوا کر لیا کہ اجنبی عورت اور امرد لڑکے تک کا راگ سننے لگے جسکی آواز اور صورت دونو فتنہ ہون اور راگ بہی وہ گاوے جو موجب زنا اور بدکاری اور شرابخواری کا ہو اور اوسپر طرہ یہہ کہ آلات لہو کے ساتھہ ہو جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند حدیثوں مین حرام فرمایا چنانچہ مذکور ہونگی اور تالی اور ناچ اور ایسی بُری باتین اسکی ضمیمہ ہون کہ اونکو کوئی بت والونسے بہی حلال نجانتا ہو چہ جائیکہ کوئی اہل علم اور ایمان والا حلال جانے اور اپنی حجت اونہین دونو نابالغ لڑکیونکی راگ کو کرتی ہین کہ جنہون نے عرب والونکی شجاعت وغیرہ کا گیت عید کے دن بدون نفیری اور دف اور ناچ اور تالی کے گایا تہا اور اس متشابہ حدیث کی لئے حدیث صریح محکم کو چہوڑ دیتے ہین اور انپر کیا موقوف ہے ہر باطل والیکا یہی دستور ہے۔ ہان ہم نہ حرام کہین اور نہ مکروہ جانین اوسقدر کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گہر مین اوس صورت پر ہوا تہا بلکہ ہم اور سب اہل علم اور ایمان تو اُس راگ کو حرام کہتے ہین جو اسکے خلاف ہو

فصل اور راگ کا نام سمود ہونیکی وجہ یہہ ہے کہ عکرمہ نے حضرت ابن عباس رض سے اس کلمہ کی تفسیر مین وَأَنتُمْ سَامِدُونَ روایت کیا ہے کہ حمیر کی زبان مین سمود غنا کو کہتے ہین (اور تم کہیل تماشا کرتے ہو) وہ لوگ کہتے ہین کہ اِسْمُدْ لَنَا اسکے یہہ معنی ہین کہ ہمارے لئے گاؤ چنانچہ مسمود شعر تین مین

اسی معنون میں وارد ہوا ہی ابو عبیدہ کہتی ہین کہ سمود اوس شخص کو کہتی ہین جسکی لئی راگ گایا
جاوی ہی اور عکرمہ فرماتی ہین کہ جب ۔ لوگ قران کو سنتی تہی تو گیت گاتے تہی اسلئی آیت
اتری اور اس آیت مین جو سمود کی معنی غفلت اور سہو اور تکبر اور غضب اور خفگی کی کہی ہین
وہ اِن معنون مذکورہ بالا کے مخالف نہین اسلئی کہ راگ ان سب امور کا جامع اور سبکا موجب ہے
غرضکہ راگ کی نام غنا کے سوا چودہ ہوئی **فصل** کہیل کے سامان اور باجونکو جو حضرت
رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے حرام فرمایا ہی اوسکی بیان مین ۔ عبد الله بن غنم کہتی ہین کہ
حدیث بیان کی مجہہ سی ابو عامر یا ابو مالک اشعری نے آنحضرت صلی الله علیہ وسلم سی کہ آپ نے
فرمایا کہ میری امت مین سی کچہہ لوگ ہونگی کہ زنا اور ریشمی کپڑی اور شراب اور باجون کو
حلال جانینگی اور کچہہ تو مین پہاڑ کی برابر مین اترینگی اونپر چروایا انکی بکریان شام کو لاویگا
اونکی پاس کوئی حاجت کا طالب آویگا تو کہینگی کہ کل صبح کو آنا پہر الله تعالی اونپر شبخون
ماریگا اور پہاڑ کو اونپر گرادیگا اور دوسرونکو بندر اور سور کردیگا قیامت کی دن تک روایت
کیا اسکو بخاری نے اوس باب مین جسمین یہہ ہے کہ جو شخص شراب کو حلال جانی اور اوسکا نام
شراب کے سوا کچہہ اور رکہی اور بخاری نے اس سی دلیل کی ہی اور یقینا اسکی تعلیق کی ہی
اور ابن حزم نے جو اسمین طعن کیا ہی کہ یہہ حدیث منقطع ہی اسوجہ سی کہ اسکی سند بخاری نے
متصل نہین بیان کی یہی کہدیا ہی ہشام بن عمار ایسا کہتی ہین اور اس وہم کا جواب کئی طرح سی

وكان الغريف فيها غناء للذى من شارب سمود قال ابو عبيدة السمود الذى غنى له وقال عكرمة كانوا اذا سمعوا القرآن تغنوا فنزلت هذه الآية وهذه الآية تناقض ما قيل فى هذه الآية من ان السمود الغفلة والسهو والتكبر والغضب والبطر اذ الغناء يجمع هذا كله ويوجبه فهذه اربعة عشر اسما سوى الغناء. **فصل** فى بيان تحريم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم آلات اللهو والمعازف عن عبد الرحمن بن غنم قال حدثنى ابو عامر او ابو مالك الاشعرى عنه صلى الله عليه وآله وسلم انه قال ليكونن من امتى اقوام يستحلون الحر والحرير والخمر والمعازف ولينزلن اقوام الى جنب علم يروح عليهم بسارحة لهم يأتيهم لحاجة فيقولون ارجع الينا غدا فيبيتهم الله ويضع العلم ويمسخ آخرين قردة وخنازير الى يوم القيامة اخرجه البخارى وعلقه تعليقا مجزوما به ولم يصب من ابطل الحديث لاجل الخمر ... وجابر ... وهم ابن حزم فى رده بانه منقطع لان البخارى لم يصل سنده فانه قال قال هشام بن عمار وجواب هذا الوهم من وجوه

راگ کا بیان

اول یہہ کہ بخاری نے ہشام بن عمار سے ملاقات کی اور اوس سے سنا ہی پس جب قال ہشام
کہا تو ایسا ہی ہی کہ عن ہشام کہا دوسرے یہہ کہ اگرچہ بخاری نے ہشام سے نہیں سنا تب بھی اسکا او
یقینا ہشام سے ہونا جب دریافت کیا تو یہی معلوم ہوا کہ ہشام نے اسکو بیان کیا ہی اور
ایسا اتفاق بسبب ایک استاد کی بہت سے راوی ہونے اور اوسکی مشہور ہونے کے اکثر ہو جایا کرتا ہی
ورنہ بخاری تمام مخلوق کی نسبت کرد ہوکا دینے سے بعید تر ہین تیسرے یہہ کہ بخاری نے اسکو
اپنی کتاب مین جسکا نام صحیح ہی حجت کی طور پر داخل کیا ہی پس اگر اونکی نزدیک یہہ حدیث صحیح
نہوتی تو کبھی ایسا نکرتے چوتھے یہہ کہ بخاری نے یقین کے الفاظ سے اسکی تعلیق کی ہی سست الفاظ
سے نہیں کی جب وہ حدیث مین توقف کرتے ہین یا اونکی شرط کی موافق نہیں ہوتی تو یہہ کہتے ہین
کہ روایت کیا جاتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یا ذکر کیا جاتا ہی یا اوراسیطرحکا لفظ
بولتے ہین پس جب یون بیان کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یقین کر لیا کہ اس حدیث
کی نسبت آپکی طرف ہی پانچوین یہہ کہ ہم اگر ان سب باتون سے بالکل روگردانی کر لین تب بھی حدیث
مذکور سوا بخاری کے اورون کے نزدیک متصل ہی چنانچہ ابو داود نے اسکو روایت کیا ہی اور ابوبکر
اسماعیلی نے اپنی کتاب صحیح مین اسکو سند دار بیان کیا ہی اور صرف ابو عامر کا نام لیا ہی شک نہیں
کیا جیسے بخاری نے ابو مالک اشعری کا نام ابو عامر کے ساتھ لکھا ہی اور اس حدیث کی دلالت حرمت کی وجہ
پر یہہ ہے کہ سب لغت والونکا اتفاق ہی کہ معازف سب کھیل کے آلات کو کہتے ہین

احدها ان البخاري قد لقي هشام بن عمار وسمع منه فاذا قال قال هشام فهو بمنزلة قوله عن هشام الثاني انه لو لم يسمعه منه فهو لم يستجز الجزم به عنه الا وقد صح انه حدثه به وهذا كثيرا ما يكون لكثرة من رواه عنه عن ذلك الشيخ وشهرته فالبخاري ابعد خلق الله من التدليس الثالث انه ادخله في كتابه المسمى بالصحيح محتجا به فلو لم يصح عنده لما فعل ذلك الرابع انه علقه بصيغة الجزم دون صيغة التمريض فاذا توقف في الحديث او لم يكن على شرطه يقول ويروى عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ويذكر عنه ونحو ذلك فاذا قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقد جزم وقطع باضافته اليه الخامس انا لو ضربنا عن هذا كله صفحا فالحديث متصل عند غيره رواه ابو داود ورواه ابو بكر الاسماعيلي في كتابه الصحيح مسندا فقال ابو عامر ولم يشك ووجه الدلالة منه ان المعازف هي آلات اللهو كلها لا خلاف بين اهل اللغة

اغاثة اللهفان

اور اگر یہہ حلال ہوتے تو اونکی حلال جاننی پر لوگونکی مذمت آپ نفرماتے اور اُنکے حلال جاننی کو شراب اور خز کے حلال جاننی کی ساتھہ ذکر نفرماتے اسلئی کہ اگر لفظ حر حاء مہملہ اور راء مہملہ سی ہی تو اوسکی معنی حلال جاننی ستر حرام کی ہین اور اگر خاء منقوطہ اور زاء منقوطہ سی ہی تو وہ ایک قسم ریشم کی ہی وہ نہین ہی جسکا پہننا صحابہؓ سے ثابت ہوا ہی اسلئی کہ وہ پشمینہ تہا ریشمی کپڑا نہ تہا اور حدیث دونو طرح پر روایت کی گئی ہی اور ابن ماجہ نے اسناد صحیح سی ابو مالک اشعری سی روایت کیا ہی کہ اونہونے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری اُمت مین سے کچہہ لوگ شراب پیوینگے اور اسکا نام کچہہ اور رکہہ لینگے اور اونکی سرون پر سازون اور گانیوالیونکی آواز ہوگی اللہ تعالے اونکو زمین مین دہسا دیگا اور اُنہین سی بندر اور سوٗر کر دیگا اس حدیث مین اگرچہ وعید ان سب نعال پر ہی مگر مذمت و وعید مین سی ہر فعل پر ایک حصہ جب بہی ہی اور اسی باب مین سہل بن سعد ساعدی اور عمران بن حصین اور عبد اللہ بن عمر اور ابن عباس اور ابوہریرہ اور ابو امامہ باہلی اور حضرت عائشہ اور حضرت علی اور انس اور عبد الرحمن بن سابط اور غازی بن ربیعہؓ سی احادیث مروی ہین اور ہم اُن سبکو لکہتی ہین تاکہ اہل قرآن والونکی آنکہین ٹہنڈی ہون اور شیطانی راگ والونکی گلی مین اٹکین سہل کی حدیث کو تو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہی کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری

فی امتی خسف ومسخ قیل یا نبی اللہ متی قال اذا ظہرت المعازف والقینات واستحلت الخمر ورواہ احمد حدیث عمران بن حصین الترمذی من حدیث الاعمش عن ہلال بن یساف عن عمران قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا ظہرت القینات والمعازف وشربت الخمور فی ہذہ الامۃ خسف ومسخ وحدیث عبد اللہ بن عمرو رواہ احمد فی مسندہ وابوداود عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اللہ حرم الخمر والمیسر والکوبۃ والغبیراء وکل مسکر حرام ولفظ احمد ان اللہ حرم علی امتی الخمر والمیسر والمزر والکوبۃ والقنین واما حدیث ابن عباس رفعہ فی المسند ایضا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اللہ حرم الخمر والمیسر والکوبۃ وکل مسکر حرام والکوبۃ الطبل قالہ سفیان وقیل البربط والقنین ہو الطنبور بالحبشیۃ والتغبیر الضرب بہ قالہ ابن الاعرابی واما حدیث ابی ہریرۃ فرواہ الترمذی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اتخذ الفیء دولا

امت میں زمین میں دھنسنا اور صورت کا بدلجانا ہوگا لوگوں نے عرض کیا کہ یہ بات کب
ہوگی یا رسول اللہ فرمایا جب ساز اور گانیوالیاں ظاہر ہونگی اور شراب حلال جانی
جاویگی اور عمران بن حصین کی حدیث کو ترمذی نے اعمش سے اور انہوں نے ہلال
بن یساف سے اور انہوں نے عمران سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ جب ظاہر ہوں گانیوالیاں اور ساز اور پی جاویں شرابیں یعنی اوسوقت خسف اور مسخ
امت میں ہوگا ترمذی نے کہا ہے کہ یہہ حدیث غریب ہے اور حدیث عبد اللہ بن عمر کو احمدؒ
نے اپنی مسند میں اور ابوداؤد نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے شراب اور جوے اور کوبہ اور تعبیر کو حرام فرمایا اور نشہ آور چیز
حرام ہے اور احمدؒ کے الفاظ اسطرح ہیں کہ اللہ تعالی نے میری امت پر شراب اور جوے اور
جَو کی شراب اور کوبہ اور قنین کو حرام فرمایا اور حدیث ابن عباسؓ بھی مسند میں آپ سے
مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے شراب اور جوے اور
کوبہ کو حرام فرمایا اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور کوبہ نقارہ کو کہتے ہیں یہہ سفیان کا قول ہے
اور بعض کہتے ہیں کہ بربط کو کہتے ہیں اور قنین حبشی زبان میں تمورہ کو کہتے ہیں اور تعبیر اوسکی
بجانیکا نام ہے یہہ ابن اعرابی کا قول ہے اور ابوہریرہ کی حدیث کو ترمذی نے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب لوگ مال غنیمت کو دولت جانیں اور

امانت کو غنیمت اور زکوۃ کو ڈانڈا اور علم کو دین کے سوا اور چیز و نکی لئے سیکھین اور مرد
اپنی بی بی کی اطاعت کرے اور اپنی ماں کی نافرمانی اور اپنے دوست کو پاس بٹھاوے
اور باپکو دور کرے اور آوازین مسجدونمین ظاہر ہون اور گروہ مین سردار اوسمین کا
فاسق شخص ہو اور لوگونکا رئیس و کفیل آنمین کا کمینہ ہو اور آدمی کی عزت اوسکی بدی کے
خوف سے کیجاوے اور گانیوالیان اور باجے ظاہر ہون اور شراب پیجاوے اور اس امت
کے آخر کے لوگ اول کے لوگونپر لعنت کرین تو چاہیے کہ اسوقت منتظر ہون سرخ آندہی
اور بہونچال اور زمین مین دہنسنے اور پتھر پڑنے کے اور پیہم اور نشانیان اسطرح آوینگی
جیسے موتیونکے ہار کی لڑی ٹوٹکر موتی متواتر گرتے ہین ترمذی نے کہا ہے کہ یہہ حدیث
حسن اور غریب ہے اور ابن ابی الدنیا نے اوسکو ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کچھہ لوگ اس امت کی آخر زمانہ مین صورت بدلکر بندر اور سور ہوجاوینگے
لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا وہ گواہی نہ دیتے ہونگے کہ کوئی معبود نہین سوای اللہ کے
اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول ہین خدا کے آپنے فرمایا ہان گواہی دینگے اور روزہ نماز حج ادا
کرتے ہونگے کسی نے عرض کیا کہ پھر اونکا یہہ حال کیون ہوگا آپنے فرمایا کہ وہ سازون اور
دفون اور گانیوالیونکو اختیار کرینگے رات کو تو شراب اور لہو مین مصروف رہے صبح کو وہی لوگ
بندر اور سور کی صورت پر ہوگئے اور حدیث ابوامامہ کی احمد کی مسند مین اور ترمذی مین

والامانة مغنما والزكوة مغرما وتعلم العلم لغير الدين وأطاع الرجل امرأته وعق أمه وأدنى صديقه وأقصى أباه وظهرت الأصوات في المساجد وساد القبيلة فاسقهم وكان زعيم القوم أرذلهم وأكرم الرجل مخافة شره وظهرت القينات والمعازف وشربت الخمر ولعن آخر هذه الأمة أولها فليرتقبوا عند ذلك ريحا حمراء وزلزلة وخسفا ومسخا وقذفا وآيات تتابع كنظام بال قطع سلكه فتتابع قال الترمذي حديث حسن غريب وأخرجه ابن أبي الدنيا عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يمسخ قوم من هذه الأمة في آخر الزمان قردة وخنازير قالوا يا رسول الله أليس يشهدون أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله ويصلون ويصومون ويحجون قال بلى قالوا فما بالهم قال اتخذوا المعازف والدفوف والقينات فباتوا على شربهم ولهوهم فأصبحوا وقد مسخوا قردة وخنازير وأما حديث أبي أمامة ففي مسند أحمد والترمذي

عنه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال تبيت طائفة من أمتي على أكل وشرب ولهو ولعب ثم يصبحون قردة وخنازير ويبعث على حي من أحيائهم ريح فتنسفهم كما نسفت من كان قبلكم باستحلالهم الخمور وضربهم بالدفوف واتخاذهم القينات وفي إسناده فرقد السبخي قال الترمذي وقد تكلم فيه يحيى بن سعيد وهو من كبار الصالحين والناس وأخرجه ابن أبي الدنيا عن سعيد بن المسيب عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعن أبي أمامة عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال يبيت قوم من هذه الأمة على طعم وشرب ولهو فيصبحون قد مسخوا قردة وخنازير وليصيبنهم خسف وقذف حتى يصبح الناس فيقولون خسف الليلة ببني فلان وخسف الليلة بدار فلان ولترسلن عليهم حجارة من السماء كما أرسلت على قوم لوط على قبائل فيها وعلى دور فيها ولترسلن الريح العقيم التي أهلكت عادا بشربهم الخمر وأكلهم الربا واتخاذهم القينات وقطيعتهم الرحم وفي مسند أحمد من حديث عبيد الله بن زحر عن علي بن يزيد

اونسے مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جماعت میری امت مین سی کہانے اور پینے اور کہیل اور کود مین رات بسر کرینگے پہر صبح کو بندر اور سور ہو جاوینگے اور اونکی قبیلون مین سی ایک قبیلہ پر آندہی بہیج دیجایگی وہ اونکو ایسا اوکہاڑ دیگی جیسا تم سی پیشتر کے لوگونکو اکہاڑ دیا اسوجہ سی کہ وہ شراب کو حلال جانتی تہی اور دف بجاتے تھے اور گانیوالیونکو اختیار کرتے تہی اس حدیث مین فرقد سنجی راوی ہی اور وہ بڑے نیکبختون مین سی ہی مگر حدیث مین قوی نہین ترمذی کہتی ہین کہ اوسکی باب مین یحیی بن سعید نے کلام کی ہی اور اس سی لوگ بہت روایت کرتے ہین اور اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے سعید بن مسیب سی اور انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کی ہی اور ابو امامہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت مین سی ایک قوم کہانی اور پینے اور کہیل مین رات گذارینگی اور صبح کو بندر اور سور کی صورتمین ہو جاوینگی اور اونکو زمین مین دہنسا اور پتہر پڑنا بھی پہنچیگا یہانتک کہ لوگ صبح کو کہینگے کہ آج رات فلانے کا گہر دہنس گیا اور فلان شخص کا خاندان دہنس گیا اور آنپر آسمان سی پتہر بہیجی جاوینگی جیسی لوط علیہ السلام کی قوم کے قبائل اور گہرون پر بہیجی گئی تھی اور انپر وہ آندہی سخت بھیجی جاویگی جسنے عاد کی قوم کو شراب پینے اور سود کہانی اور گانیوالیونکی رکہنی اور قرابت کو توڑنے کی باعث ہلاک کیا تہا اور احمد کی مسند مین عبید اللہ بن زحر کی حدیث علی بن یزید سی مروی ہی وہ

روایت کرتے ہین قاسم سے اور وہ ابو امامہ سے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجکو عالم کی رحمت اور ہدایت کی لئے بہیجا ہے اور مجکو حکم کیا ہے کہ بانسلیون اور بربطون اور باجون اور آن بتونکو جنکی پرستش کفر کے ایام مین ہوتی تہی مٹادون بخاری نے کہا ہے کہ عبید اللہ بن زحر معتبر شخص ہے اور علی بن یزید ضعیف ہے اور قاسم بن عبد الرحمن یعنی ابو عبد الرحمن معتبر ہے اور ترمذی اور احمد کی مسند مین ٹہیک اسی اسناد سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گانیوالی لونڈیونکو نہ بیچو نہ خریدو نہ اونکو پڑہاؤ اور اونکی تجارت مین کچہہ بہتری نہین اور اونکا ثمن حرام ہے اور اسی جیسے معاملہ مین یہ آیت اتری ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (اور ایک لوگ ہین کہ خریدار ہین کہیل کی باتون کے تا بچلاوین اللہ کی راہ سے) اور حدیث حضرت عائشہؓ کی ابن ابی الدنیا نے محمد بن المنکدر سے اور اونہون نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت مین زمین مین دہنسنا اور صورت بدلجانا اور پتہر کا پڑنا ہوگا حضرت عائشہؓ نے کہا کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین گے پہر آپنے فرمایا کہ جب ظاہر ہون گانیوالیان اور ظاہر ہو سود اور پیجاوے شراب اور پہنا جاوے ریشمی کپڑا تو اوسوقت وہ باتین مذکورہ بالا ہونگی اور ابن ابی الدنیا نے انسؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ اور اونکی ساتہہ ایک اور شخص حضرت عائشہؓ کی خدمت مین گئے اوس شخص نے حضرت عائشہؓ

عن القاسم عن ابي امامة عنه صلى الله عليه وآله وسلم قال ان الله بعثني رحمة وهدى للعالمين وامرني ان امحق المزامير والكنارات يعني البرابط والمعازف والاوثان التي كانت تعبد في الجاهلية قال البخاري عبيد الله بن زحر ثقة وعلي بن يزيد ضعيف والقاسم بن عبد الرحمن ابو عبد الرحمن ثقة وفي الترمذي ومسند احمد بهذا الاسناد بعينه ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال لا تبيعوا القينات ولا تشتروهن ولا تعلموهن ولا خير في تجارة فيهن وثمنهن حرام وفي مثل هذا انزلت ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله وحديث عائشة رواه ابن ابي الدنيا عن محمد بن المنكدر عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يكون في امتي خسف ومسخ وقذف قالت يا رسول الله وهم يقولون لا اله الا الله فقال اذا ظهرت القينات وظهر الربا وشربت الخمر ولبس الحرير كان ذا عند ذا وعن ابن ابي الدنيا عن انس انه دخل على عائشة ورجل معه فقال لها الرجل يا ام المؤمنين

حدثینا عن الزلزلة فقالت اذا استباحوا الزنا وشربوا الخمر وضربوا بالمعازف غار الله فی سمائه فقال تزلزلی فان تابوا ونزعوا والا هدمها علیهم قال قلت یا ام المومنین اعذاب لهم قالت بل عظة ورحمة وبرکة للمومنین ونکال وعذاب وسخط علی الکافرین قال انس ما سمعت حدیثا بعد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انا اشد به فرحا منی بهذا الحدیث وجاء فی حدیث ابن ابی الدنیا عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا عملت امتی خمس عشرة خصلة حل بها البلاء قیل یا رسول الله وما هن قال اذا کان الفیء دولا والامانة مغنما والزکوة مغرما واطاع الرجل زوجته وعق امه وبر صدیقه وجفا اباه وارتفعت الاصوات فی المساجد وکان زعیم القوم ارذلهم واکرم الرجل مخافة شره وشربت الخمور ولبس الحریر واتخذت القینات والمعازف ولعن آخر هذه الامة اولها فلیرتقبوا عند ذلک ریحا حمراء او خسفا ومسخا

سے کہا کہ ہمسے زلزلہ کی بات کرو اونہون نے فرمایا کہ جب لوگ سود کو مباح جانین اور شراب پوین اور باجے بجاوین تو اللہ تعالی اپنے آسمان مین غیرت کریگا اور اوسکو ارشاد کریگا کہ کانپ پس اگر لوگون نے توبہ کی اور باز رہے تو فبہا ورنہ زمین آسمانکو اونپر گرا دیگا حضرت انس کہتے ہین کہ مین نے پوچھا کہ یا ام المومنین کیا بڑا عذاب ہے فرمایا بلکہ ایماندارون کی لئے نصیحت اور رحمت اور برکت ہے اور کافرون پر سختی اور عذاب ورنا راضی ہے حضرت انس فرماتے ہین کہ مین نے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی حدیث نہین سنی جس سے مجکو اتنی خوشی ہوئی ہو جتنی اس حدیث سے ہوئی اور حدیث حضرت علی کی بھی ابن ابی الدنیا سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری امت پندرہ باتین کریگی تو اونپر بلا نازل ہوگی لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیا ہین آپ نے فرمایا کہ جب غنیمت دولت ہوجاوے اور امانت غنیمت اور زکوۃ ڈانڈ اور اطاعت کرے مرد اپنی بی بی کی اور نافرمانی کرے ماں کی اور سلوک کرے دوست سے اور ظلم کرے باپ پر اور بلند ہون آوازین مسجد مین اور قوم کا رئیس اونمین کا کمینہ ہو اور آدمی کی عزت اوسکی بدی کے ڈر سے کیجاوے اور شرابین پیجاوین اور ریشمی کپڑا پہنا جاوے اور گانیوالیان رکھی جاوین اور اس امت کے پچھلے لوگ اگلونکو لعنت کرین تو اوسوقت لوگ سرخ آندھی اور زمین مین دھنسنے اور صورت بدلنے کی منتظر رہین **ف** مترجم کہتا ہے کہ پندرہوین بات اصل مین نہین لکھی غالباً

وأما حديث أنس فأخرجه ابن أبي الدنيا عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ليبيتن رجال على أكل وشرب وعزف فيصبحون على أرائكهم ممسوخين قردة وخنازير

وأما حديث عبد الرحمن بن سابط فأخرجه ابن أبي الدنيا أيضا عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يكون في أمتي خسف وقذف ومسخ قالوا فمتى ذلك يا رسول الله قال إذا أظهروا المعازف واستحلوا الخمور وأما حديث الغازي بن ربيعة فأخرجه ابن أبي الدنيا أيضا ولفظه ليمسخن أقوام وهم على أريكتهم قردة وخنازير بشربهم الخمر وضربهم بالبرابط والقيان قال ابن أبي الدنيا وحدثني عبد الجبار بن عاصم عن المغيرة بن المغيرة عن صالح بن خالد رفعه إلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم ليستحلن ناس من أمتي الحرير والخمر والمعازف وليأتين الله على أهل حاضر منهم بجبل عظيم حتى ينبذه عليهم ويمسخ آخرين قردة وخنازير وأخرج عن أبي شيبان عن فرقد السبخي قال قرأت ...

کاتب سی چہوٹ گئی حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث مین گذر چکی ہی کہ وسیکہنا علم کا دین کے
سوا اور بات کو لئی ہی آور حدیث انسؓ کی ابن ابی الدنیا نے انسی روایت کی ہی کہ رسول الله
صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ کچہہ لوگ کہا پیکر باجا بجا کر رات کو سو دین پہر صبح کو وہی
بندر اور سور ہو جاوینگے آور حدیث عبد الرحمن بن سابط کی بہی ابن ابی الدنیا نے
اونسی نقل کی ہی کہ آنہون نے کہا کہ رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت مین زمین
مین دہنسنا اور پتہر برسنے اور صورت بدلنی ہوگی لوگون نے عرضکیا کہ یہہ حال کب ہوگا آپنے
فرمایا کہ جب لوگ باجونکو ظاہر کرینگے اور شرابونکو حلال جانینگے آور حدیث غازی بن ربیعہ
کی بہی ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہی اور اوسکی عبارت یہہ ہی کہ کچہہ لوگ اپنی مسندون
ہی پر بندر اور سور ہو جاوینگے اپنی شراب پینے اور بربطونکی بجانے اور گانیوالیونکی جہت سے
ابن ابی الدنیا نے کہا ہی کہ حدیث بیان کی ہمسی عبد الجبار بن عاصم نے اور اون سے حدیث بیان
کی مغیرہ بن مغیرہ نے صالح بن خالد سی اور اونہون نے پونہچایا سند کو آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم
تک کہ فرمایا رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری امت مین سے لوگ ریشم کا کپڑا اور شراب
اور ساز حلال جانینگے اور الله تعالی انمین موجود لوگونپر ایک بڑا پہاڑ لا دیگا یہانتک کہ
اوسکو اونپر پہینکدیگا اور دوسری بندر اور سور کی صورت ہو جاوینگے آور ابی شیبان
ہذلی سی روایت کی ہی کہ اونہون نے کہا مین فرقد سبخی سے پوچہا کہ ای ابو یعقوب ان

عجیب باتون مین سے جو تمنے توریت مین پڑہی ہین کچھہ مجکو بتلاؤ اونہون نے فرمایا کہ اے
ابو شیبان بخدا مین اپنے رب پر جہوٹ نہین بولتا ہون اسکو دو یا تین بار کہا مین نے
توریت مین پڑہا ہے کہ امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین مسخ اور قذف اور خسف اہل قبلہ مین
ہوگا راوی کہتے ہین کہ مین نے پوچھا کہ اے ابو یعقوب ونکے اعمال کیا ہونگے کہا کہ گانیوالیونکو
رکہینگے اور دف بجاوینگے اور ریشمی کپڑا اور سونا پہنین گے اور اگر تم زندہ ہو یہانتک کہ
یہ کام دیکہو تو یقین کرو اور آمادہ ہو جاؤ اور ڈرو مین نے پوچھا کہ وہ کیا ہین فرمایا
کہ جب مرد مردون سے اور عورتین عورتون سے کام نکالین اور عرب کے لوگ عجم کے برتنون کی
رغبت کرین اوسوقت تمکو امور مذکورہ کرنے چاہیئن مین نے کہا کہ خاص عرب والے ایسے
ہون کہا کہ نہین بلکہ اہل قبلہ پہر کہا کہ بخدا کچھہ لوگونپر آسمان سے پتہر گرائے جاوینگے کہ
رستونمین اور اپنی چہتونمین اون سے اونکے سر ٹوٹجاوینگے جیسے حضرت لوطؑ کی قوم
کے ساتھہ کیا گیا اور دوسرے لوگ بندر اور سور کردئے جاوینگے جیسے بنی اسرائیل کے
ساتہہ معاملہ ہوا اور کچھہ لوگ زمین مین دہسا دئے جاوینگے جیسے قارونکو دہسا دیا گیا غرضکہ
اخبار اس امت مین مسخ ہونیکے لئے ایکدوسرے کی مدد کرتے ہین اور اکثر حدیثونمین مسخ
کی قید راگ والون اور شرابخوارونپر لگی ہوئی ہے اور بعض حدیثونمین یہ قید بہی مذکور ہے
سالم بن ابی الجعد کہتے ہین کہ لوگونپر ایک ایسا وقت آویگا اوسمین ایک شخص کے دروازہ

رجل ينتظرون ان يخرج اليهم فيطلبوا اليه حاجتهم فيخرج اليهم وقد مسخ قردا او خنزيرا وليمرن الرجل على الرجل في حانوته يبيع فيرجع اليه وقد مسخ قردا او خنزيرا وقال ابو هريرة لا تقوم الساعة حتى يمشي الرجلان الى الامر يعملانه فيمسخ احدهما قردا او خنزيرا فلا يمنع الذي نجا منهما ما راى بصاحبه ان يمضي الى شانه ذلك حتى يقضي شهوته وقال عبد الرحمن بن غنم يوشك ان يقعد اثنان على رحى يطحنان فيمسخ احدهما والآخر ينظر وقال مالك بن دينار

پر لوگ اکٹھے ہونگے اور اسباب کے منتظر ہونگے کہ وہ اُن تک آوے تو اوس سے اپنی حاجت طلب کریں وہ جب نکلیگا تو بندر یا سور کی صورت کا ہو گیا ہوگا - اور ایک شخص دوسرے پر گذریگا کہ وہ اپنی دوکان میں فروخت کر رہا ہوگا پھر جو پھر کر آویگا تو وہ بندر خواہ سور ہو چکا ہوگا اور ابو ہریرہؓ فرماتے ہین کہ قیامت برپا نہوگی جبتک کہ یہہ حال نہو کہ دو شخص ایک کام کرنیکو نکلین اور ایک اُنمین سے بندر یا سور ہو جاوے تو دوسرا شخص اوسکا یہہ حال دیکھکر اپنی خواہش پورا کرنے سے باز نرہے بلکہ جس کام کو نکلا تہا بدستور چلا جاوے اور عبدالرحمن بن غنم نے کہا ہے کہ قریب ہے کہ دو شخص ایک چکی پر پیسنے بیٹھیں اور انمین سے ایک مسخ ہو جاوے اور دوسرا دیکھتا رہے اور مالک بن دینار کہتے ہین کہ مین نے سنا ہے کہ آخر وقت مین ایک آندہی اور اندہیرا ہوگا تب لوگ اپنے علما کیطرف پناہ ڈہونڈہنے جاوینگے تو اونکو دیکھین گے کہ وہ مسخ ہو گئے ہین بعضے اہل علم فرماتے ہین کہ جب دل مکر و فریب اور فسق سے متصف ہوکر اوسی رنگ مین خوب رنگجاتا ہے تو دل والا اوسی جانور کی سی خلق پر ہو جاتا ہے جو اُن اوصاف سے موصوف ہو مثلاً بندر اور سور وغیرہ پھر وہ صفت دل مین اُمڈ ہی رہتا ہے یہانتک کہ اوس شخص کے چہرہ پر کچھہ یون ہی ظاہر ہونے لگتا ہے پھر اور زور پکڑتا ہے حتی کہ مُنہ پر صاف کہل پڑتا ہے پھر اور قوی ہوتا ہے یہانتک کہ صورت ظاہری کو بدلدیتا ہے جیسے صورت باطنی بدلگئی اور جس شخص کو فراست کامل ہے وہ لوگونکی صورت پر تبدیل آنجانی کو

بلغني ان ريحا تكون في آخر الزمان وظلمة فيفزع الناس الى علمائهم فيجدونهم قد مسخوا قال بعض اهل العلم اذا اتصف القلب بالمكر والخديعة والفسق والطبع وانصبغ بذلك صبغة تامة صار صاحبه على اخلاق الحيوانات التي وصف بها من القردة والخنازير وغيرها ثم لا يزال يتزايد ذلك الوصف فيه حتى يبدو على صفحات وجهه بدوا خفيا ثم يقوى ويتزايد حتى يصير ظاهرا على الوجه ثم يقوى حتى يقلب الصورة الظاهرة كما قلب الباطنة ومن له ادنى فراسة تامة يرى على صور الناس مسخا من صور الحيوانات التي

صورت سے پاتا ہے جنکی عادات لوگون نے باطن مین اختیار کرلی ہین توکم ایسا ہوتا ہے
کہ جو شخص حیلہ گر اور مکار جابر نظر پڑے تو اوسکی صورت پر تبدیلی بندر کی صورت کی
نہ دیکہو اور کم ایسا ہے کہ رافضی کے چہرہ پر گتّے کی صورت کا تغیر نظر نہ آوے اسلئے کہ ظاہر
اور باطن مین ارتباط کامل ہوتا ہے جب بُری صفتین نفس مین مضبوط ہوتی ہین تو ظاہری
صورت کے بدلدینے پر قادر ہو جاتی ہین اور اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز
مین امام سے آگے بڑہنے والیکو ڈرایا کہ کہین اللہ تعالی اوسکی صورت گدہے کی سی نکردے
اسلئے کہ وہ باطن مین گدہے کی مشابہ ہے کیونکہ اوسکو امام سے آگے بڑہنے سے بجز اپنی نماز کے
فساد اور ثواب کے جاتے رہنے کے اور کیا ملا اسلام تو امام سے پہلے پہیرتا ہی نہین اس سے
معلوم ہوا کہ وہ کم سمجہہ ہونیمین اور ہوشیار نہونیمین گدہے کی مشابہہ ہے جب یہہ معلوم ہوچکا
تو جانو کہ لوگونمین سے مستحق زیادہ مسخ کے وہی ہین جو ان حدیثونمین مذکور ہین وہی
سب سے بیشتر بندر اور سور ہونگی اسوجہ سے کہ باطن مین وہ لوگ ان جانورون کے مشابہ
ہین اور خدا تعالی کی سزائین حکمت اور انصاف کی موافق ہوا کرتی ہین خدا تعالی ہمکو
اُنسے بچاوے اور جو لوگ کہ گاتے ہین اور راگ شیطانی مین مبتلا ہین اونکی اعتراض ہمنے
اپنی بڑی کتاب مین جو راگمین ہے بیان کرکے اُنکو دور کیا ہے اور شعرون کے سُننے سے
جس باتکی تحریک ہوتی ہے اور آیتون کے سُننے سے جونسی بات کی تحریک ہوتی ہے اُن

تخلقوا باخلاقها في الباطن فقال ان ترى تحت الامكار اخبارا او على وجه مسخه قردة او على وجهه ان ترى ان قضيبا او على الظاهر يرتبط بالباطن مسخ كلب فان الظاهر اذا استحكمت الصفات المذمومة في النفس ظهر على الظاهر ولذلك خوف النبي صلى الله عليه وآله وسلم من يسابق الامام في الصف من ان يجعل الله صورته صورة حمار لشباهته بالحمار في الباطن فانه لم يستفد بسابقة الامام الا فساد صلوته وبطلان اجره فانه لا يسلم قبله فهو يشبه بالحمار في البلادة وعدم التفطن اذا عرفت هذا فاحق الناس بالمسخ هؤلاء الذين ذكروا في هذه الاحاديث فهم اسرع الناس مسخا قردة وخنازير لمشابهتهم لها في الباطن وعقوبات الرب نعوذ بالله منها جارية على وفق حكمته وعدله وقد ذكرنا شبه المغنين و المعاونين بالسماع الشيطاني [illegible] السماع ونقصانها وذكرنا الفرق بين سماع الايمان وما يحرك سماع الايمان

دونو مین فرق بھی اوسی کتاب مین لکھا ہی اور وہ شبہہ بھی ذکر کیا ہی جو اکثر بندونکو راہ
مین حاضر ہونیکے باب مین پڑا ہی یہانتک کہ اوسکو ثواب شمار کر لیا ہی اور یہان تھوڑا سا اوسمین
سی کچھ تھوڑا سا ذکر کر دیا ہی **فصل** اور ایک مکر شیطان کا حلالہ کرنا ہی جسکے مرتکب کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمایا ہی اور عاریتی بکرے کے ساتھہ تشبیہ دی ہی اور سلف والے
اوسکو آگ کی میخ کہتی تھے اور حاکم نے صحیح مین اور ترمذی نے روایت کیا ہی عبد اللہ بن مسعود
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی حلالہ کرنیوالے پر اور جسکی خاطر حلالہ کرے
اوسپر ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح لکھا ہی اور کہا ہی کہ عمل حدیث پر ہی علما کے نزدیک
اور حضرات عمرؓ اور عثمانؓ اور ابن عمرؓ کا مذہب یہی ہی اور تابعین مین فقہا کا قول بھی
یہی ہی اور اسکو امام احمدؒ نے اپنی مسند مین اور نسائی نے اپنی سنن مین اسناد صحیح سے
روایت کیا ان دونو کے الفاظ یہہ ہین کہ لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
گودنیوالی اور گدوانے والی اور بالونمین جوڑ لگانیوالی اور جوڑ لگوانیوالی اور محلل یعنی حلالہ
کرنیوالے اور محلل لہ یعنی جسکے لئے حلالہ کیا جاوے اور سود کہانیوالے اور کہلانیوالے پر اور مسند
اور نسائی مین ابن مسعودؓ ہی سے ہی کہ آپ نے فرمایا کہ سود کہانے اور کہلانیوالا اور اوسکے
گواہ اور لکھنے والا جبکہ سود کو جانتے ہون اور بالونمین پیوند کرنیوالی اور کرانیوالی
اور صدقہ کا تاخیر کرنیوالا اور اوسمین ناحق کرنیوالا اور ہجرت کی بعد از سر نو اعرابی ہونیوالا

وذكرنا الشبهة التي دخلت على
كثير من العباد في حضور السماع
على ذوي القرب وانما اشرنا الى هنا
الى نبذ يسيرة **فصل** ومن
مكائد الشيطان التي لعن
رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله
وسلم فاعله وشبهه بالتيس المستعار
وسماه السلف مسمار النار وقد اخرج الحاكم
في الصحيح والترمذي وقال حسن صحيح عن عبد الله
ابن مسعود قال لعن رسول الله صلى الله عليه و
آله وسلم المحلل والمحلل له قال والعمل عليه
عند اهل العلم وذهب اليه عمر بن الخطاب و
عثمان وابن عمر وهو قول الفقهاء من التابعين و
رواه الامام احمد في مسنده والنسائي في سننه
باسناد صحيح ولفظهما لعن رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم الواشمة والموتشمة والواصلة
والموصولة والمحلل والمحلل له وآكل الربا
وموكله وفيهما ايضا عن ابن
مسعود قال آكل
الربا وموكله وشاهداه
وكاتبه اذا علموا به والواصلة
والمستوصلة ولاوي الصدقة
والمعتدي فيها والمرتد على
عقبيه اعرابيا بعد هجرته

والمحلل له ملعونان على لسان محمد صلى الله عليه وآله وسلم يوم القيامة وعن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه لعن المحلل والمحلل له رواه احمد واهل السنن كلهم غير النسائي وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعن الله المحلل والمحلل له رواه الامام احمد باسناد رجاله كلهم ثقات وثقهم ابن معين وغيره وقال الترمذي في كتاب العلل سألت ابا عبد الله محمد بن اسمٰعيل البخاري عن هذا الحديث فقال هو حديث حسن وعبد الله بن جعفر المخرمي صدوق ثقة وعثمان بن محمد الاخنسي ثقة وقال ابو عبد الله بن ماجه في سننه حدثنا محمد بن بشار ثنا ابو عامر عن زمعة بن صالح عن سلمة بن وهرام عن عكرمة عن ابن عباس قال لعن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المحلل والمحلل له وعن ابن عباس ايضا قال سئل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن المحلل قال لا الا نكاح رغبة لا نكاح دلسة ولا استهزاء بكتاب الله ثم يذوق العسيلة رواه ابو اسحاق الجوزجاني في كتاب المترجم اخبرنا ابراهيم بن اسمٰعيل

اور جسکی خاطر حلالہ کیا جاوی یہ سبکے سب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر ملعون ہین قیامت کے دن اور حضرت علی رضہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپنے محلل اور محلل لہ کو لعنت فرمائی روایت کیا اسکو احمدؒ نے اور نسائی کے سوا سب سنن والون نے اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعنت کرے اللہ تعالے محلل اور محلل لہ پر امام احمدؒ نے اسکو ایسی اسناد سے روایت کیا ہے جسکے راوی سب معتبر ہین ابن معین وغیرہ نے اونکو معتبر لکھا ہے اور ترمذی نے کتاب العلل مین کہا ہے کہ مین نے ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاریؒ سے اس حدیث کا حال پوچھا اونہون نے فرمایا کہ حدیث حسن ہے اور عبد اللہ بن جعفر مخرمی سچا اور معتبر ہے اور عثمان بن محمد اخنسی معتبر ہے اور ابو عبد اللہ بن ماجہ اپنی سنن مین کہتے ہین کہ ہمسے حدیث بیان کی محمد بن بشار نے اور اونسے حدیث بیان کی ابو عامر نے زمعۃ بن صالح سے اور اونہون نے سلمۃ بن وہرام سے اور اونہون نے عکرمہ سے اور اونہون نے ابن عباسؓ سے فرمایا کہ لعنت کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محلل اور محلل لہ پر اور ابن عباسؓ ہی سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے حلالہ کرنیوالیکا حال پوچھا آپ نے فرمایا کہ درست نہین مگر نکاح رغبت کا نہ نکاح دغا کا اور کتاب اللہ سے ہنسی کرنیکا پھر چکھے حلاوت یعنی عورت سے صحبت کرے اسکو ابو اسحق جرجانی نے کتاب مترجم مین یون روایت کیا ہے کہ ہمکو خبر دی ابراہیم بن اسمعیل ابن

ابی حبیبہ نے داود بن حصین سے اونہوں نے عکرمہ سے اونہوں نے ابن عباس سے اور یہہ لوگ سب معتبر ہین سوای ابراہیم کے جسکو اکثر حدیث کی یاد کرنیوالے ضعیف کہتی ہین مگر شافعی اوسکی بابین اچھی رای رکہتی ہین اور اوسکی حدیث کو حجت مین لایا کرتے ہین — اور عقبہ بن عامر سے روایت ہی کہ رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مین بتاؤن تمکو مستعار بکرا لوگون نے عرض کیا کہ کیون نہین آپ ارشاد فرمایئے فرمایا کہ وہ حلالہ کرنیوالا ہی لعنت کری الله محلل اور محلل لہ پر روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ایسی اسناد سے جسکے راوی سب معتبر ہین کسی پر کچھہ اعتراض نہین ہوا اور عمرو بن دینار جو عمدہ تابعین سے ہین ان سے کسی شخص نے یہہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی پہر ایک اور شخص اُس بستی کا جو مرد اور عورت دونو کو نہین جانتا آیا اور اپنی مال مین سے کچھہ خرچ کرکے اُس عورت سے اسلئے نکاح کیا کہ اوسکو اوسکی شوہر پر حلال کردی عمرو بن دینار نے کہا کہ درست نہین پہر ذکر کیا کہ آنحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے ایسا ہی مسئلہ پوچھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ نہین جبتک کہ نکاح اپنی خواہش نفس سے نکری اور جب اپنی مرضی سے نکاح کری تو پہلی شوہر کو حلال نہوگی یہانتک کہ دوسرا شوہر اوس سے حلاوت صحبت نپاوے اس حدیث کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف مین عمدہ اسناد سے روایت کیا ہی — اور اس حدیث مرسل کو حجت مین لایا ہی وہ شخص جسنے اوسکو مرسل کیا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ

ابن حبیبة عن داود بن حصین عن عكرمة عن ابن عباس وهؤلاء كلهم ثقات الا ابراهيم فان كثيرا من الحفاظ ضعفه والشافعي حسن الرأي فيه ويحتج بحديثه وعن عقبة بن عامر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الا اخبركم بالتيس المستعار قالوا بلى يا رسول الله قال هو المحلل لعن الله المحلل والمحلل له رواه ابن ماجه باسناد رجاله كلهم موثقون لم يجرح احد منهم وعن عمرو بن دينار وهو من اعيان التابعين انه سئل عن رجل طلق امرأته فجاء رجل من اهل القرية بغير علمه ولا علمها فاخرج شيئا من ماله فتزوجها ليحلها له فقال لا ثم ذكر ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم سئل عن مثل ذلك فقال لا حتى ينكح مرتغبا لنفسه فاذا فعل ذلك لم تحل له حتى يذوق العسيلة رواه ابو بكر بن ابي شيبة في المصنف باسناد جيد وهذا المرسل قد احتج به من ارسله فدل على ثبوته عنده

وقد عمل به اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كما سيأتي وهو موافق لغيره من الاحاديث المتصلة ومثل هذا حجة باتفاق الائمة وهو والذي قبله نص في التحليل المنوي وكذلك حديث نافع عن ابن عمر ان رجلا قال له امرأة تزوجتها احلها لزوجها لم يأمرني ولم يعلم فقال لا الا نكاح رغبة ان اعجبتك امسكتها وان كرهتها فارقتها وانا كنا نعده على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سفاحا ذكره شيخ الاسلام في ابطال التحليل

اوسکی نزدیک حدیث ثابت ہی اور اسپر عمل کیا ہی اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جیساکہ عنقریب آویگا اور مضمون اس حدیث کا موافق ہی باقی حدیثون سے جنکی سند متصل
ہے اور اسطرحکی حدیث سب ائمہ کے نزدیک حجت ہی اور یہہ حدیث اور جو اس سے پہلے ہی
نیت مین حلالہ کے بابمین نص ہی اور اسیطرح حدیث نافع کی ابن عمر رض سے ہی کہ ایک شخص
نے اونسے عرض کیا کہ مینے ایک عورت سے نکاح کیا تاکہ اوسکو اوسکی شوہر پر حلال کردون
اور اوسنے مجکو نہین کہا اور نہ اوسکو علم ہوا آپنے فرمایا کہ نہین جائز ہی مگر رغبت سے
نکاح کرنا کہ اگر تجکو وہ عورت اچھی معلوم ہو تو رہنی دے اور بُری لگے تو علحدہ کرے اور جو
معاملہ تونے کیا ہی اوسکو ہم عہد مبارک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین زنا شمار کیا
کرتے تھے اسکو شیخ الاسلام نے حلالہ کے باطل کرنیمین ذکر کیا ہی **فصل** اور آثار صحابہ رض
کے اسبابمین یہہ ہین کہ ابن ابی شیبہ کی کتاب مصنف اور اثرم کی سنن اور ابن منذر
کے اوسط مین حضرت عمر رض سے روایت ہی کہ آپنے فرمایا کہ جو محلل اور محلل لہ میرے پاس
لایا جائیگا اوسکو مین سنگسار ہی کردونگا اور عبد الرزاق اور ابن منذر کے الفاظ یہہ ہین
کہ جو حلالہ کرنیوالا اور حلالہ کی ہوئی عورت میری پاس لائی جاوینگی تو مین اونکو سنگسار
کردونگا اور یہہ روایت حضرت عمر رض سے صحیح ہی اور عبد الرزاق نے معمر سے اور زہری نے عبد الملک
بن مغیرہ سے روایت کیا ہی کہ حضرت ابن عمر رض سے کسینے عورت کے حلال کردینے کا حال اوسکی شوہر

فصل واما الآثار عن الصحابة ففي كتاب المصنف لابن ابي شيبة وسنن الاثرم والاوسط لابن المنذر عن عمر بن الخطاب انه قال لا أوتى بمحلل ولا محلل له الا رجمتهما ولفظ عبد الرزاق وابن المنذر لا أوتى بمحلل ولا محللة الا رجمتهما وهو صحيح عن عمر وقال عبد الرزاق عن معمر والزهري عن عبد الملك بن المغيرة قال سئل ابن عمر عن تحليل المرأة لزوجها

فاراد ان یتزوجها رجل یحلها له فقال ابن عمر کلاهما زانیان وان مکثا عشرین سنة او نحو ذلک اذا کان الله یعلم انه یرید ان یحلها له

عمله لم رغبت فیها وندم

ابن عمر سئل عن رجل طلق ابنة

ابن شریک العامری قال سمعت

الرزاق انا الثوری عن عبد الله

ابن ابی شیبة وقال عبد

فقال ذلک السفاح رواه

اول کے لئے پوچھا آپ نے فرمایا کہ یہہ زنا ہی اسکو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہی اور عبدالرزاق کہتی ہین کہ خبر دی ہمکو ثوری نے عبداللہ بن شریک عامری سی کہ اونہون نے کہا کہ مین نے سنا ہی حضرت ابن عمرؓ سی کہ اونسی کسی نے یہہ پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی چچا کی بیٹی کو طلاق دیدی پہر اوسکا راغب ہوا اور اپنی کام پر نادم پس اوسنی چاہا کہ اوس عورت سی کوئی شخص نکاح کرکے مجہپر حلال کردی پس ابن عمرؓ نے فرمایا کہ وہ دونو زانی ہین اگرچہ بیس برس یا مثل اوسکی رہی بشرطیکہ خدا تعالی کو معلوم ہی کہ اوسکی نیت بہی یہی کہ اوسکو شوہر کے لئے حلال کرنا چاہتا ہی اور یہہ بہی اونکا قول ہی کہ خبر دی ہمکو معمر نے ثوری سی اور اونہون نے اعمش سی اونہون نے مالک بن حارث سی اونہون نے حضرت ابن عباس سی اور اونسے سوال کیا ایک شخص نے کہ میری چچا نے اپنی بی بی کو تین طلاق دین حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تیری چچا نے اللہ کی نافرمانی کی اسلیے اللہ تعالی نے اوسکو پشیمان کیا اور شیطان کا کہنا مانا اسلئے اوسکی کوئی نکلنی کی تدبیر نفرمائی اس شخص نے عرض کیا کہ جو شخص اس عورت کو میری چچا کے لئے حلال کردی اوسکی بابت آپ کی کیا رای ہی آپ نی فرمایا کہ جو اللہ تعالی کو فریب دیگا اللہ تعالی اوسکو فریب دیگا۔ اور سلیمان بن یسار سی مروی ہی کہ حضرت عثمن کے سامنی یہہ مسئلہ پیش ہوا کہ ایک شخص نے ایک عورت سی نکاح کیا تاکہ اوسکو اوسکی شوہر پر حلال کردی آپ نی اون دونو مین جدائی

حلالہ کا بیان

الثوری عن الاعمش عن مالک بن الحارث قال جاء رجل الی ابن عباس فقال ان عمی طلق امرأته ثلثا فقال ان عمک عصی الله فاندمه واطاع الشیطان فلم یجعل له مخرجا قال فکیف تری فی رجل یحلها له فقال من یخادع الله یخدعه

وعن سلیمان بن یسار ان عثمان رفع الیه رجل تزوج امرأة لیحلها لزوجها ففرق بینهما

کر دی اور فرمایا کہ یہہ عورت شوہر اول کے پاس نہین جا سکتی مگر نکاح رغبت سی نکاح
دوام سی اسکو ابو اسحق جرجانی نے کتاب مترجم مین روایت کیا ہی اور ابن منذر نے
اوسکو کتاب الاوسط مین اون سی نقل کیا ہی اور ابو اسحق شیرازی کی مہذب مین ابی
مرزوق تجیبی سی روایت ہی کہ ایک شخص حضرت عثمان رض کیخدمت مین آیا اور عرض کیا
کہ میری ہمسایہ نے اپنی بی بی کو غصہ کیحالت مین طلاق دیدی اور سخت تکلیف پائی
مین نے چاہا کہ اپنی نفس اور مال سی ثواب کا طالب ہون اور اوس سے نکاح کرکے اوسکے
ساتہہ صحبت کرون پہر طلاق دیدون تاکہ وہ اپنی پہلی شوہر کے پاس چلی جاوے
حضرت عثمان رض نے فرمایا کہ اُس سی سوا نکاح رغبت کی اور کسیطرحکا نکاح نکر اور ابو بکر
طرطوسی نے اس قصہ کو حضرت علی رض سے ذکر کیا ہی اور پہلی مذکور ہوا کہ حضرت علی اون
لوگونمین سی ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کرتے ہین کہ آپنے محلل اور محلل لہ
کو لعنت فرمایا ہی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رض سی روایت کی ہی کہ اونہون نے
فرمایا کہ محلل اور محلل لہ ملعون ہین اور آپ بھی اُن لوگونمین سی ہین جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سی روایت کرتے ہین کہ آپنے محلل پر لعنت فرمائی اور اوسکی تفسیر یون ارشاد
فرمائی کہ مقصود مرد کا حلالہ کرنیکا ہو گو عورت کو اوسکا علم نہو تو جسصورت مین کہ عورت
اور مرد متفق اور باہم راضی ہوکر اسطرح عقد کرین کہ وہ نکاح لعنت ہی کا ہی رغبت کا

ذلک عن علی رضی اللہ عنہ وقد تقدم ان علیا ممن روی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعن المحلل والمحلل لہ ورواہ ابن ابی شیبۃ عن ابن عباس قال لعن المحلل والمحلل لہ

ممن روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعن المحلل وفسر بما ...

وروى الجرجاني باسناد جيد عن ابن عمر انه سئل عن رجل تزوج امرأة ليحلها لزوجها فقال لعن الله الحال والمحلل له قال شيخ الاسلام وعمدة الآثار عن عمر وعثمان وعلي وابن عباس وابن عمر مع انها نصوص فيما اذا قصد التحليل ولم يظهره ولم يتواطآ عليه فهي مبينة ان هذا هو التحليل وهو المحلل الملعون على لسان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اعلم بمراده ومقصوده لا سيما اذا رووا الحديث وفسروه بما يوافق الظاهر هذا مع انه لم يعلم ان احدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فرق بين تحليل وتحليل ولا رخص في شيء من انواع التحليل مع ان امرأة رفاعة كانت تختلف الى النبي والى خلفائه لتعاد الى زوجها فيمنعونها من ذلك ولو كان التحليل جائزا لدلها

نہین تب کیسے مستحق لعنت نہونگی اور جرجانی نے عمدہ سناد سے حضرت ابن عمر رضہ سے روایت کی ہی کہ اونسے کسی نے یہہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص نے ایکعورت سے اسغرض سے نکاح کیا کہ اوسکو اوسکی خاوند پر حلال کردے ابن عمر رضہ نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ حلالہ کرنیوالیکو اور جسکی خاطر حلالہ ہوا اوسکو شیخ الاسلام نے کہا ہی کہ یہہ آثار حضرات عمر اور عثمان اور علی اور ابن عباس اور ابن عمر رضہ سے باوجودیکہ نص ہین اوس صورت کے لیے جسمین مرد نے حلالہ کرنیکا ارادہ کیا ہو اور اوسکو ظاہر نکیا ہو نہ اوسپر اتفاق کیا ہو اسکے ساتھہ ہی یہہ آثار ہمکو بھی بتاتے ہین کہ یہہ وہی حلالہ کرنا ہی اور یہی حلالہ کرنیوالا ہی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر ملعون ہی اسلئے کہ اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپکے مقصود اور مراد کو زیادہ جانتے ہین خصوصاً اوس صورتمین کہ حدیث کو بیان کرکے اوسکی تفسیر ظاہر کے موافق بیان فرماوین علاوہ ازین پایہ ثبوت کو نہین پونہچا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سے کسی نے حلالہ کرنے مین فرق کیا ہو کہ ایکصورت جواز کی ہو اور دوسری نہو اور نہ کسی قسم کے حلالہ کی اجازت دی باوجودیکہ تین طلاق والی عورت رفاعہ کی بی بی بہت دنون تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین اور آپکی خلفا کے پاس اسمراد سے آتی رہی کہ اپنے پہلے شوہر کے پاس پہر جاوے مگر سب نے اوسکو منع کیا اگر حلالہ کرنا جائز ہوتا تو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو حلالہ کی تدبیر بتلا دیتے اسلئے کہ درصورت جواز حلالہ کرنیکے
ایسا شخص نابود نہ تہا جو اوسکو حلال کر دیتا شیخ الاسلام فرماتے ہین کہ وہ دلیلین
جنسے یہہ بات معلوم ہوکہ ان حدیثون سے مقصود حلالہ کرنا ہی ہے گو عقد مین شرط نہو
بہت ہین مگر یہہ جگہہ اونکے ذکر کی نہین انتہی اور آثار تابعین کے اسباب مین یہہ ہین کہ
عبد الرزاق کہتے ہین کہ خبر دی ہمکو معمر نے قتادہؒ سے کہ جب نکاح کرنیوالا یا نکاح کردینے والا
یا عورت یا کوئی شخص اونمین سے نیت حلالہ کرنیکی کرلے تو درست نہین ۔ خبر دی ہمکو
ابن جریج نے کہ مین نے عطارہؒ سے پوچہا کہ جو جان بوجہکر حلالہ کرے بہلا اوسپر کچہہ سزا
ہے اونہون نے کہا کہ مین نے نہین دیکہا مگر میری دانست مین یہہ ہے کہ اوسکو سزا ہو اور اگر
سبکے سب اسی بات پر جہک پڑین تو سب گناہگار ہین اگرچہ مہر زیادہ کرین خبر دی ہمکو
معمر نے قتادہ سے کہا کہ اگر حلالہ کرنیوالا عورتکو طلاق دیدیگا تو پہلے شوہر کو اوسکی صحبت
جائز نہوگی بشرطیکہ دوسرے شوہر کا نکاح بوجہ حلالہ کرنیکے ہو ۔ خبر دی ہمکو ابن جریج
نے کہ مین نے عطاءؒ سے کہا کہ محلل کی طلاق کے بعد عورتکے پہلے شوہر نے اوس سے رجوع
کرلی اونہون نے فرمایا کہ اون دونو کو جدا کیا جاوے ۔ خبر دی ہمکو معمر نے ایسے شخص سے جسنے
حضرت حسنؒ سے سُنا ہے کہ ایک شخص نے ایکعورت سے اس غرض سے نکاح کیا کہ اوسکو خاوند
پر حلال کر دے اور وہ مرد اوس عورت کو نہین جانتا تہا حضرت حسنؒ نے اوس شخص کو

صلى الله عليه وآله وسلم على
ذلك فانهما لم تكن تعد من
حلالا كما لو كان التحليل جائزا قال
والادلة الدالة على ان اهل
الاحاديث تتضمن ذم التحليل
وان لم يشترط في العقد كثيرة
جدا ليس هذا موضع ذكرها انتهى
واما الآثار عن التابعين فقال عبد الرزاق انا
معمر عن قتادة قال اذا نوى الناكح
او المنكح او المرأة او احد منهم التحليل
فلا يصلح اخبرنا ابن جريج قال قلت
لعطاء المحلل عامدا هل عليه عقوبة
قال ما علمت واني لارى ان يعاقب
قال وكلهم ان تمالوا على ذلك مسيئون
وان اعظموا الصداق اخبرنا معمر
عن قتادة قال ان طلقها المحلل فلا يحل
لزوجها الاول ان يقربها اذا كان
نكاحه على وجه التحليل
اخبرنا ابن جريج قال قلت
لعطاء فطلق المحلل فراجعها
زوجها قال يفرق بينهما
اخبرنا معمر عن من سمع الحسن
يقول في رجل تزوج امرأة
ليحلها ولا يعلمها فقال الحسن

فرمایا کہ خدا کا خوف کر اور اللہ تعالی کی حدونمین آگ کی میخ مت ہو ابن منذر کہتی
ہین کہ ابراہیم نخعی نے فرمایا ہی کہ جب پہلے شوہر اور دوسرے شوہر اور عورت تینونمین سے
ایک کی بھی نیت حلال کرنیکی ہوگی تو دوسریکا نکاح باطل ہی اور پہلے خاوند کیلئے
حلال نہوگی کہا اور حسن بصری بھی فرماتے ہین کہ جب تینونمین سی ایک قصد حلال کرنیکا کریگا
تو خرابی ڈالیگا کہا اور بکر بن عبد اللہ مزنی نے حلالہ کرنیوالی اور جسکی خاطر حلالہ کیا
جاوی اوسکی بابین کہا ہی کہ یہہ لوگ ایام جاہلیت مین مانگا بکرا کہلاتے تھی کہا اور
ابن نجیح نے مجاہد سے اس قول خداوندی مین نقل کیا ہی اِنْ ظَنَّا اَنْ یُّقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ
اگر خیال کرین دونون کہ قایم رکھینگی حدین اللہ کی
کہ ان دونوکا نکاح فریب پر نہین اور اس روایت کو ابن ابی حاتم نے بھی تفسیر مین
مجاہد سے ذکر کیا ہی اور شعبی سے مروی ہی کہ اونسے کسی نے یہہ مسئلہ پوچھا کہ ایک مرد نے
ایکعورت سے نکاح کیا جسکے خاوند نے اوسکو پیشتر تین طلاقین دی تہین اور اوسکی
غرض یہہ ہی کہ اوسکو طلاق دیدے تاکہ اپنی پہلے شوہر کے پاس چلی جاوی اونہون نے فرمایا
کہ یہہ درست نہین جبتک لین یہہ نہ کہی کہ عورتکے ساتھ رہونگا اور وہ میرے ساتھ رہیگی اسکو
جرجانی نے روایت کیا ہی اور عطاء رحمہ سے روایت ہی کہ اونہون نے اس مسئلہ مین کہ ایک
شخص نے اپنی بی بی کو طلاق دی اوسکا غمخوار چلا اوسنے اوس عورت سے بدون
شوہر کی اجازت کی نکاح کرلیا یہہ فرمایا اگر اسلئے نکاح کیا کہ اوسکو شوہر اول کیلئے حلال

اتق الله ولا تكن مسمار نار
في حدود الله قال ابن المنذر
وقال ابراهيم النخعي اذا كان
نية احد الثلاثة الزوج
الاول او الزوج الاخر او
المرأة انه محلل فنكاح الاخر
باطل ولا تحل للاول قال وقال
الحسن البصري اذا هم احد الثلاثة
بالتحليل فقد افسد وقال
بكر بن عبد الله المزني ...
... يسمون في الجاهلية التيس المستعار وقال
ابن نجيح عن مجاهد في قوله تعالى ان ظنا ان يقيما
حدود الله ان نكاحهما على غير دلسة ورواه
ابن ابي حاتم ... وعن الشعبي انه
سئل عن رجل تزوج امرأة كان زوجها طلقها
ثلاثا قبل ذلك ... الاول فقال ...
... نفسه انه ...
وروى عن عطاء في الرجل ...
امرأة فيطلق الرجل الذي ...
فيتزوجها من غير مواطأة منه
فقال ان كان تزوجها ليحلها له

کردی تو وہ عورت اوسکو حلال نہوگی اور اگر نکاح اسلئی کیا ہی کہ اوسکو رکہنا منظور ہی تو حلال ہی اور سعید بن المسیب رضنے اسبابمین کہ ایکمرد نے ایکعورت سے اسلئی نکاح کیا کہ اسکو شوہر اول کے لئی حلال کردی اور اس امر کا علم نہ شوہر اول کو ہی نہ عورتکو فرمایا کہ اگر نکاح صرف حلال کرنیکی لئی کیا ہی تو دونوکو جائز نہین اسصورتمین شوہر اول کو حلال نہوگی روایت کیا ہے اسکو حرب نے اپنی مسائل مین اور یہہ بھی سعید بن المسیب رضکا قول ہی کہ لوگ کہتے ہین کہ حلال ہونیکی لئی دوسرے شوہر کی صحبت شرط ہی اور مین یہہ کہتا ہون کہ جب نکاح صحیح کیا اور اوس سی ارادہ حلال کرنیکا نکیا ہو تو پہلی شوہر کو اُس عورت سی نکاح کرنیمین کچھہ ہرج نہین اسکو سعید بن منصور نے اونسی روایت کیا ہی تو دیکھو کہ یہہ چارون پیشوا تابعین کے رکن ہین یعنی حسن بصری اور ابن المسیب اور عطاء اور ابراہیم نخعی اور سب حلالہ کی عدم جواز کے قائل ہین اور ابی شعثاء سی بھی ایسا ہی مروی ہی - اور تبع تابعین اور اونکی بعد کے لوگونکی اقوال سی بھی ایسا ہی کچھہ پایا جاتا ہی چنانچہ ابن منذر نے مالک ورلیث اور ثوری سی روایت کیا ہی کہ حلالہ درست نہین بدون نکاح رغبت کی اور امام مالک رض فرماتے ہین کہ مرد اور عورت مین تفریق کرادینی چاہئیے اور یہہ جدائی نکاح کا فسخ ہوگا بدون طلاق کے اور اسیطرح اسحق سی منقول ہی کہ مرد اوسکو رکہہ لینا اوس عورت کا حلال نہین اسلئی کہ حلالہ کرنیوالے نے عقد نکاح پورا نہین کیا اور احمد بن حنبل اور ایوب سے بھی اسیطرح مروی ہے

لم تحل له وان كان تزوجها ليمسكها فقد حلت له وقال سعيد بن المسيب في رجل تزوج امرأة ليحلها لزوجها الاول ولم يشعر بذلك زوجها الاول ولا المرأة فقال ان كان انما نكحها ليحلها فلا يصلح ذلك لهما ولا تحل له ... وعنه ايضا قال الناس يقولون حتى يجامعها وانا اقول اذا تزوجها تزويجا صحيحا لا يريد بذلك الا احلالها فلا بأس ان يتزوجها الاول رواه سعيد بن منصور عنه فهؤلاء الائمة الاربعة هم اركان التابعين الحسن وابن المسيب وعطاء وابراهيم النخعي وعن ابي الشعثاء مثل ذلك واما الآثار عن تابعي التابعين ومن بعدهم فروى ابن المنذر القول بان ذلك لا يصلح الا بنكاح رغبة عن مالك والليث والثوري وقال مالك يفرق بينهما على كل حال ويكون الفرقة فسخا بغير طلاق وكذا عن اسحاق لا يحله ان يمسكها لان المحلل لم يتم له عقدة النكاح واحمد بن حنبل وابو

فصل و من العجائب معارضة
هذه الاحاديث والآثار بقوله
تعالى فان طلقها فلا تحل له من
بعد حتى تنكح زوجا غيره والذي
انزلت عليه هذه الآية
هو الذي لعن المحلل والمحلل له
واصحابه اعلم الناس بكتاب الله
فلم يجعلوه زوجا وابطلوا نكاحه ولعنوه
من هذا قول بعضهم ان النبي صلى الله عليه
سماه محللا فلولا ثبوت الحل لم يكن
محللا فيقال هذا من العظائم
اذ مضمون ان رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم لعن من فعل السنة التي
جاء بها ولعن من فعل ما هو جائز صحيح
في شريعته وانما سماه محللا لانه احل
ما حرم الله فاستحق اللعنة فان الله تعالى
حرم المطلقة حتى تنكح زوجا غيره والنكاح
في الكتاب والسنة اسم للنكاح
الذي يتعارفه الناس
بينهم نكاحا
هو الذي شرع اعلانه
والضرب عليه بالدف والوليمة
فيه وجعل فيه المودة والرحمة والائتمار
[illegible] لم يجعل على نفقة والكسوة

فصل اور عجیب بات یہہ ہی کہ ان حدیثون اور آثار کے مقابل مین یہہ آیت پیش کرتے ہین فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (پہر اگر اوسکو طلاق دی تو اب حلال نہین اوسکو وہ عورت اسکے بعد جبتک نکاح نکرے کسی خاوند سے) اور یہہ نہین جانتے کہ جس شخص پر یہہ آیت اُتری ہی وہی حلالہ کرنیوالیکو اور جسکی خاطر حلالہ ہوا اوسکو لعنت فرماتے ہین اور اونکی اصحاب سب لوگونکی نسبت کہ کلام مجید کو زیادہ سمجہتی تہی اونہون نے حلالہ والیکو شوہر قرار نہین دیا اور اوسکی نکاح کو باطل فرمایا اور اس سے زیادہ عجیب ہے کہ بعضی شخص سی ناقل ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس شخص کا نام محلل رکہا پس اگر حلت کا ثبوت نہوتا تو وہ محلل کیون ہوتا اسکا جواب یہ ہی کہ یہہ بڑی بات ہی کیونکہ اسکی یہہ معنی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص پر لعنت کی جسنے آپکی سنت ادا کی اور ایسی شخص پر لعنت فرمائی جسنے وہ فعل کیا جو شریعت مین جائز اور صحیح تہا حالانکہ یہ نہین بلکہ آپنے جو اُس شخص کا نام محلل کہا تو اسوجہ سے کہ اوسنے خدا تعالی کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال کر دیا اور اسیوجہ سے مستحق لعنت کا ہوا اسلئے کہ اللہ تعالی نے عورتکو طلاق دینے والے پر حرام کر دیا تہا جبتک وہ دوسرے مرد سے نکاح کرے اور لفظ نکاح کتاب اللہ اور حدیث مین اُس نکاح کا نام ہی جسکو لوگ آپس مین نکاح کہتے ہین جسکا مشہور کرنا اور اوسکی لئے دف بجانا اور ولیمہ کرنا شروع ہی اور جسمین دوستی اور رحم ٹہرایا ہی نہ اوس شخص کا فعل جسکو بی بی کا نان نفقہ نہ لباس

نہ رہنی کا۔ یا ان نہ مہر دینا پڑے نہ اوسکی ساتھہ رہنی کا قصد ہو بلکہ عاریت کی طور پر
اوس سے صحبت کرے جیسے بکرا جفتی کے لئی مانگ لیا جاتا ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اوسکو بکری کے ساتھہ تشبیہ دی پہر لعنت فرمایا اس سے یقینا معلوم ہوا کہ
حلالہ کرنیوالا وہ شوہر نہیں جسکا ذکر قرآن مجید میں ہے اور اللہ تعالی نے دلوں میں یہ بات
رکہدی ہی کہ یہ فعل نکاح نہیں نہ محلل شوہر ہی اور یہی جہت عورت اور شوہر اول اور محلل اور
ولی سب اس سے ننگ رکہتے ہیں تو ایسا فعل اوس نکاح میں کیونکر داخل ہو سکتا ہی جسکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع فرمایا ہی اور اوسکی ترغیب لائی ہی اور خبر دی
ہے کہ یہہ میری سنت ہی جو اس سے منحرف ہوگا وہ مجھہ سے نہیں اور اللہ تعالی کے اس
قولکو سوچو فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَتَرَاجَعَا کہ اسمیں حرف شرط اِنْ مذکور
پہر اگر وہ شخص اسکو طلاق دیوے تب گناہ نہیں ان دونوں پر کہ پہر ملجاویں ١٢
فرمایا جس سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ شوہر کو طلاق دینا اور اوسکی ساتھہ رہنا دونو
ممکن ہیں اور تحلیل جو یہہ لوگ کرتے ہیں اوسمیں شوہر کو دونو باتوں سے کچھہ علاقہ
نہیں بلکہ اوس سے شرط کر لیتے ہیں کہ وہ شخص جب اوس سے صحبت کرے جب ہی اوسکو
طلاق ہو جاوے پہر جب جانا کہ ہو سکتا ہی کہ شوہر ثانی عورت سے صحبت کرنیکا ذکر نکرے
اور طلاق پڑنے میں عورت کا قول مقبول نہیں اسلئے یہہ روگ لگایا کہ عورت کا خبر دینا
صحبت کی بہی شرط مقرر ہو جاوے پس جب عورت صحبت کی خبر دیتی ہی فورا اوسپر طلاق پڑ جاتی ہے

اور اللہ پاک نے تو نکاح کو وصال دائمی اور نفع لینے کے لئی مشروع فرمایا ہی
اور اس نکاح کو اُن لوگون نے جدائیکا سبب اور طلاق پڑجانیکا باعث ٹھیرایا ہی یعنی
جب وہ صحبت کری اوسکی صحبت سبب وصال کے دور ہونیکا ہو جسکو اللہ تعالی نی مشروع
فرمایا تھا اور نیز اللہ تعالی نے دوسرے نکاح اور طلاق اور اوسکی نام کو اونہین
الفاظ سے ذکر فرمایا جنسے اول مرد کے نکاح اور طلاق اور اوسکی نام کو ذکر کیا ہی
اِس سی معلوم ہوا کہ پہلا مرد بھی خاوند ہی اور دوسرا بھی اور پہلا عقد بھی نکاح ہی اور
دوسرا بھی اور اسیطرح طلاق ہی اور ظاہر ہی کہ حلالہ کرنیوالیکا نکاح اور طلاق اور
اوسکا نام اول شخص کے نکاح کی مشابہ نہین ہی اوسکی طلاق کے نہ اوسکی نام کے پہلا
مرد خاوند راغب نکاح کا قصد کرنیوالا مہر کا دینے والا عورتکی نفقہ اور مکان اور دوسری
اشیاء نکاح کو اپنے ذمہ لینے والا ہی اور حلالہ کرنیوالا ان سب امور سے بری اور کسی چیز
کا ذمہ دار نہین اور جس صورتمین کہ اللہ تعالی نے نکاح متعہ حرام فرمایا ہو باوجودیکہ
خاوند کا قصد اوسمین عورت سے نفع اٹھانا اور کچھ دنون تک ساتھ رہنا ہوتا ہی اور
حقوق نکاح اُس عرصہ تک سب اپنے ذمہ لیتا ہی تو حلالہ کرنا جسکے کرنیوالیکو عورت کے ساتھ
رہنا ہی مقصود نہین صرف اوسیقدر منظور ہی کہ انگلی بکری کیطرح اوسپر چڑھ بیٹھے پھر اُس
سے ہمیشہ کو علیحدہ ہو جاوے بطریق اولی حرام ہونا چاہیئے اور یہین شیخ الاسلام نے ایسی

کہ کہتی تھے کہ نکاح متعہ حلالہ کی نسبت کربارہ وجہ سی بہتر ہی اول یہہ کہ متعہ شروع
اسلام مین جائز تہا اور حلالہ جائز نہ تہا دوسرے یہہ کہ صحابہ رض نے عہد مبارک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین متعہ کیا تہا اور حلالہ کسی نے اونمین کبہی نہین کیا تیسری یہہ کہ
نکاح متعہ مین صحابہ رض کے نزدیک اختلاف ہی حضرت ابن عباس رض اور ابن مسعود رض اوسکو مباح
کہتی ہین چنانچہ صحیحین مین حضرت ابن مسعود رض سی روایت ہی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھہ جہاد کو جاتے تھے اور ہماری بیبیان نہین ہنہی عرضکیا کہ ہم خصی ہوجاوین آپنے
خصی ہونے سے منع فرمایا پہر ہمکو اجازت دی کہ عورت سی کپڑی کی عوض مین ایکمدت
نکاح کرلین پہر ابن مسعود نے یہہ آیت پڑہی یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتُحَرِّمُوْا طَیِّبَاتِ
(ای ایمان والو مت حرام ٹہراو ستہری چیزین جو اوسنے تم کو حلال کین ۱۲)
مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ اور فتوی ابن عباس رض کا متعہ کے باب مین مشہور ہی اور عروہ کہتی ہین
کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رض نے مکہ معظمہ مین کہڑی ہوکر فرمایا کہ چند آدمیونکا اللہ تعالی
نے دل اندہا کردیا ہی جیسے اونکی آنکھین اندہی کردی ہین وہ متعہ پر فریفتہ ہین اسلام
سے اونکا اشارہ حضرت ابن عباس رض کیطرف تہا حضرت ابن عباس رض نے اونکو پکارا اور کہا
کہ تم سادہ لوح ہو قسم ہی کہ متعہ امام المتقین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوقت مبارک
مین کیا جاتا تہا حضرت ابن زبیر نے فرمایا کہ تمنے اپنی آپکو بدکار کرلیا ہی بخدا کہ اگر تم
متعہ کروگے تو تمہاری ہی پتہرون سی تمکو سنگسار کرونگا غرضکہ حضرات ابن مسعود رض

نقول نکاح المتعة خیر من التحلیل من اثنتی عشرة وجها احدها ان نکاح المتعة کان مشروعا فی اول الاسلام ونکاح التحلیل لم یشرع قط الثانی ان الصحابة تمتعوا علی عهد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ولم ینکح فی الصحابة بتحلیل قط الثالث ان نکاح المتعة مختلف فیه بین الصحابة فاباحه ابن عباس وابن مسعود ففی الصحیحین عن ابن مسعود قال کنا نغزو مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ولیس لنا نساء فقلنا الا نستخصی فنهانا عن ذلک ثم رخص لنا ان ننکح المراة بالثوب الی اجل ثم قرء عبد الله یا ایها الذین آمنوا لاتحرموا طیبات ما احل الله لکم وفتوی ابن عباس بها مشهورة وقال عروة قام عبد الله بن الزبیر بمکة فقال ان ناسا اعمی الله قلوبهم کما اعمی ابصارهم یفتون بالمتعة یعرض بعبد الله بن عباس فناداه فقال انک لجلف جاف فلعمری لقد کانت المتعة تفعل علی عهد امام المتقین یرید رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقال ابن الزبیر فجرب نفسک فوالله لئن فعلتها لارجمنک باحجارک فهذا قول ابن مسعود

اور ابن عباس کا متعہ کے بابمین تو یہہ قول ہی اور حلالہ کے بابمین وہ روایت ہی جو اوپر گذری چوتھی یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعہ کرنیوالے مرد اور عورت کے حق مین کوئی کلمہ لعنت کا نہین آیا اور محلل اور محلل لہ کے باب مین لعنت کا حال اوپر لکھا گیا پانچوین یہہ کہ متعہ والیکو عورت سے ایک غرض صحیح ہوتی ہے اور عورتکو مرد سے کہ ایکدوسرے کے ساتھہ نکاح کی مدت تک رہین اور محلل کو کوئی غرض نہین ہوتی بجز اسکے کہ سانڈ کیطرح جفتی کے لئے مانگ لیا گیا ہی اس لحاظ سے نکاح اوسکا نہ مرد کو مقصود ہے نہ عورت نہ ولی کو بلکہ وہ موافق ارشاد حضرت حسن بصریؒ کے اللہ تعالی کی حدود مین آگ کی میخ ہی شیخ الاسلامؒ نے فرمایا ہی کہ حضرت حسن کی غرض یہہ ہی کہ میخ جس چیز مین لگتی ہی اوسکو پائدار کر دیتی ہی ایسا ہی اسجگہہ ہی کہ حلالہ اوس عورتکو پہلے خاوند کے لئے ثابت کر دیتا ہی حالانکہ اللہ تعالی نے اوسکو اوسپر حرام فرمایا ہی چھٹی یہہ کہ جو چیز اللہ تعالی نے حرام کر دی اوسکی حرام کرنیکے لئے متعہ والے نے کوئی حیلہ نہین کیا اور اون دغابازونمین سے نہین جو اللہ تعالی کو لڑکونکی طرح فریب دیتے ہین وہ ظاہر باطن مین نکاح کرنیوالا ہی اور حلالہ والا مکار فریبی اور اللہ کی آیتون سے ٹھٹھا کرنیوالا ہی اور یہین وجہ اوسکی وعید اور لعنت مین وہ روایات آئی ہین کہ متعہ والے کے حق مین اوس جیسی کیا اوسکا دیا سنگ بھی نہین ہین ساتوین یہہ ہے کہ متعہ والا عورتکو خود اپنے لئے

وهذا هو سر النكاح ومقصوده والمحلل لا يريد حلها لنفسه وانما يريد حلها لغيره ولذلك سمي محللا وهو ضد مقصود النكاح الثامن ان الفطر السليمة والقلوب التي لم يتمكن منها مرض الجهل والتقليد تنفر من التحليل اشد نفار وتعير به اعظم تعيير حتى ان كثيرا من النساء تعير المرأة به اكثر مما تعيرها بالزنا ونكاح المتعة لم تنفر منه الفطر والعقول ولو نفرت منه لم يبح في اول الاسلام التاسع ان نكاح المتعة يشبه اجارة الدابة للركوب واجارة الدار للسكنى واجارة العبد للخدمة

حلال کرنا چاہتا ہے اور یہی نکاح کا بھید اور مقصود ہی اور محلل اوسکی حلت اپنے
لئی نہین چاہتا بلکہ دوسریکے لئی حلال کرنا چاہتا ہی اور یہین وجہ اوسکا نام محلل
ہوا اور یہہ بات معنی نکاح شرعی کے خلاف ہی آٹھوین یہہ کہ طبائع سلیم اور دل
جنمین مرض نادانی اور بے دلیل مان لینی کا نہین ہی وہ حلالہ سی نہایت درجہ کو نفرت
کرتے ہین اور عورتکو تو بڑی ہی عار اوس سی لگتی ہی یہانتک کہ اکثر عورتین اُس عورت
کو زناسی زیادہ عیب لگاتی ہین بخلاف نکاح متعہ کے کہ اگر اُس سے طبیعتون اور عقلونکو
نفرت ہوتی تو شروع اسلام مین مباح نہوتا نوین یہہ کہ نکاح متعہ مشابہ ہی اِس امر کے
کسی جانورکو سواری کے لئی ایکمدت تک کرایہ لیا یا گہر کو ایکمدت تک نفع حاصل کرنی
اور رہنی کے لئی کرایہ لیا خواہ ایک غلام کو کسیوقت تک خدمت کرنیکو نوکر رکہایا
اور کوئی اسیطرحکی صورت ہو جسمین دام دینی والے کو چیز سی کوئی صحیح غرض ہو مگر چونکہ
متعہ مین وقت کی قید آگئی اِسلئی جو مقصود شارع نے نکاح سی دوام و استمرار کی لئی مقرر
کیا تہا اوس سے اوسکو نکالدیا بخلاف نکاح محلل کے کہ وہ انمین سی کسی چیز کی مشابہ
نہین اور اسی لحاظ سی صحابہ رض نے اوسکو زناسی اور جنتی کے لئی عاریتی بکری سی تشبیہ
دی دسوین یہہ کہ اللہ تعالی نے ان چیزون یعنی بیع اور ہبہ اور ٹھیکہ اور نکاح
کوایسے سبب مقرر فرمائی ہین جنسے اونکی احکام انجام کو حاصل ہون مثلا بیع کو

مما للباذل فيه غرض صحيح ولكن لما دخله التوقيت اخرجه عن مقصود النكاح الذي شرع للدوام والاستمرار بخلاف نكاح المحلل فانه لا يشبه شيئا من ذلك ولهذا شبهه الصحابة بالسفاح وبالتيس المستعار العاشر ان الله تعالى شرع ... الاسباب كالبيع والاجارة والهبة والنكاح ... تفضي الى احكام جعلها مسببات لها ومقتضيات كجعل البيع

سببا للملك والرقبة و
الاجارة سببا لملك المنفعة
والنكاح سببا لملك
البضع وحل الوطء والمحلل
مناقض معاكس للشرع
فانه جعل نكاحه سببا
لتمليك المطلق البضع
بقصد بالنكاح تمليك
المطلق البضع وحله له
وانما قصد امر الا غرض له في ذلك
عنه ان المحلل من جنس المنافق فان المنافق يظهر انه
مسلم ملتزم لعقد الاسلام ظاهرا وباطنا وهو

جو چیز کے ملک کا سبب قرار دیا ہی اور اجارہ کو سبب نفع کے مالک ہونیکا بنایا ہی اور
نکاح کو سبب فرج کی ملک کا اور صحبت کے حلال ہونیکا فرمایا ہی اور محلل شرع سی بالکل مخالف ہے
اسلئی کہ اوسنی اپنی نکاح کو اسباتکا سبب کیا کہ فرج ملکیت طلاق دینی والے کی ہو اور وہ
اوسی پر حلال ہو جاوے اور جس چیز کو اللہ تعالی نے نکاح مین شروع فرمایا تہا اوسکا قصد
نکیا یعنی فرج کو اپنی ملک مین کہنا اور اپنی لئی حلال سمجہنا اس سی تو اوسکو کچہہ غرض نہی
بلکہ وہ قصد کیا جسکے لئی یہہ نکاح شرعًا سبب تہا گیارہوین یہہ کہ محلل منافق کی جنس
سی ہی کیونکہ منافق ظاہر مین یہی کہتا ہی کہ مین مسلمان ہون اور اسلام کے عقد کا ظاہر
باطن مین التزام رکہتا ہون مگر باطن مین وہ اوسکا التزام نہین رکہتا اسیطرح محلل ظاہر
کرتا ہی کہ خاوند ہے اور نکاح کرنا چاہتا ہی اور مہر کا نام لیتا ہی اور عورت کی رضامندی
پر گواہی دیتا ہی حالانکہ باطن مین وہ خاوند ہونا چاہتا ہی نہ عورتکو اپنی بی بی بنانا نہ مہر کا
دینا نہ حقوق نکاح کا بجا لانا اور ظاہر مین اپنی دلی بات کے خلاف کرتا ہی اور کہتا
ہی کہ مین ان امور کو چاہتا ہون اور خدا تعالی اور حاضرین مجلس اور شوہر اول جانتے
ہین کہ بات واقع مین یون نہین بارہوین یہہ کہ محلل کا نکاح نہ تو اہل جاہلیت کے
نکاح کے مشابہ ہی نہ اہل اسلام کے نکاح کے اور جاہلیت والے اپنی نکاحون مین بہت سے
برے کام کیا کرتی تہی مگر نکاح حلالہ پر راضی نہ تہی نہ اوسکو کرتے تہے چنانچہ

الباطن غير ملتزم له وكذلك المحلل يظهر انه زوج وانه يريد النكاح ويسمي المهر ويشهد على رضا المرأة وفي الباطن بخلاف ذلك لا يريد ان يكون زوجا ولا ان تكون المرأة زوجة له ولا يريد بذل الصداق ولا القيام بحقوق النكاح وقد اظهر خلاف ما ابطن وانه مريد لذلك والله يعلم والملائكة والحاضرون والمطلق ان الامر ليس كذلك

ان نكاح المحلل لا يشبه نكاح اهل الاسلام ولا نكاح اهل الجاهلية واهل الجاهلية كانوا يتعاطون في انكحتهم امورا منكرة ولم يكونوا يرضون نكاح التحليل ولا يفعلونه

صحیح بخاری مین حضرت عائشہؓ سے مروی ہی کہ جاہلیت کی نکاح چار قسم پر تھے آخر حدیث تک اور ظاہر ہی کہ محلل کا نکاح ان چارون قسمون سے خارج ہے **ف** مترجم کہتا ہی کہ وہ چارون نکاح یہہ تہی اول جیسا آجکل منگنی کا نکاح مروج ہی دوم نکاح استبضاع کہ خاوند اپنی بیبی کو حیض کے بعد دوسرے شخص سے صحبت کی اجازت دیتا اور خود دوسرے حامل ہونے تک وس سے علیحدہ رہتا یہہ امر اولاد کیواسطے ہوتا تہا سوم یہ صورت تہی کہ دس سے کم آدمی کسی عورت سے صحبت کرتے جب اوسکے لڑکا ہوتا تو کئی دن کے بعد وہ اُن سبکو بلاتی اور جسکے ذمہ چاہتی اُس لڑکے کو کردیتی کہ یہ تیرا ہے اُسکو ماننا پڑتا چوتھی یہ صورت تھی کہ فاحشہ عورتونکے پاس سب کوئی جاتے اگر اوسکے بچہ ہوتا تو قیافہ شناسونکو بلاتے وہ جسکے ذمہ آدمی چپک دیتے اوسیکا ہوتا اسلام سے بجز صورت اول کی سب نکاح باطل ہوئی **فصل** اور حلالہ کرنے مین مبتلا ہونیکا سبب یہہ ہی کہ طلاق دینے مین اللہ کی نافرمانی اور شیطان کی اطاعت کی یعنی جسطرح کہ طلاقکو اللہ نے مشروع فرمایا تہا اوسطرح نہ دی اسلیے پشیمان ہوکر جہوٹے حیلے ڈہونڈہتا ہی کہ کبہی تو حلالہ کرنیسے اور کبہی نکاح اول کے گواہون اور ولی کی عدالت مین گفتگو کرنی اور ایسے حاکم کے پاس اپنا مقدمہ لیجانا جو گواہونکی عدالت کو نکاح مین معتبر کرتا ہو غرضکہ ایسے عیب گواہون مین ڈہونڈہتا ہے کہ جنسے آدمی خالی نہین ہوتا اور اس سے مراد اوسکی یہہ ہی کہ پہلا نکاح باطل ہوجاوے تو سرے سے طلاق ہی نہ پڑے سبحان اللہ عجب بات ہی کہ طلاق سے پیشتر تک صحبت بہی درست رہی اور اولاد کا نسب بہی قائم رہا اور نکاح جائز رہا مگر طلاق نہ پڑی

وفي الصحيح البخاري عن عائشة رضي الله عنها أن النكاح في الجاهلية كان على أربعة أنحاء الحديث ولا يخفى أن نكاح المحلل ليس من تلك الأنواع

فصل وسبب الوقوع في التحليل معصية الله ورسوله في إيقاع الطلاق وطاعة الشيطان بإيقاع الطلاق على غير ما شرع الله فيحصل الندم

[illegible]

ويلجئ إلى سلوك أحد السبيل إما إبطاله تارة بالتحليل وتارة بالمناقشة في عدالة شهود النكاح والولي والمرافعة إلى من يعتبر ذلك فيطلب عيوب الشهود التي لا يخلو عنها البشر فإذا ثبت ذلك أبطل النكاح فترتب عليه أن الطلاق لم يقع فيا للعجب يكون الوطء حلالا والنسب لاحقا والنكاح صحيحا حتى يقع الطلاق

اب ایسی صورت تلاش کرتا ہی جس سی نکاح فاسد ٹھہری اور بعض نادان ایسی چیزونپر کفایت کرتے ہین جنکو شیطان اونکے لئی کافی سوجہا دیتا ہی جیسے خاوند کا عورت کے پاس سی سفر کر جانا اور عورتکا اوسکے پاس سی چلا جانا یا دونونکا عرفات کے پہاڑ پر اکٹھا ہو جانا یا اور کوئی ایسی جیسی بات تمسخر اور کہیل کی جنس سی کر لینی —

فصل جو کوئی کہ طلاق کے بابمین جو اللہ تعالی کے نزدیک حلال چیزونمین سے نہایت ناپسند ہی چنانچہ ابو داود نے ابن عمر سی اسکو روایت کیا ہی خدا تعالی سی ڈری اور طلاق اوسطرح پر دی جسطرح کہ خدا تعالی اور اوسکی رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر کیا ہی اور بندہ کے لئی مشروع فرمایا تو اوسکو اُن حیلون مذکورہ بالا کی کچھہ حاجت نہ تھی چنانچہ وہ خود بعد ذکر فرمانے حکم طلاق کے فرماتا ہی وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا اور جو کوئی ڈرتا ہی اللہ سی وہ کر دیگا اُسکا نکاس پس اگر سب طلاق دینی والے خدا کا خوف کرین تو اوسکی خوف کے باعث ان بوجھون اور طوقون اور مکر اور حیلہ کرنیسے بے پروا ہین اسلئی کہ طلاق مشروع یہہ ہی کہ جن دنونمین عورت حیض سی پاک ہوا ور مرد اوس سی صحبت نکی ہو اوسوقت ایک طلاق دیکر چھوڑ دی یہانتک کہ اوسکی عدت پوری ہو جاوی اسعرصہ مین اگر عورتکو روک رکھنی کو جی چاہی تو رجعت کرے اور اگر عدت کی گذرنے تک رجعت نکری تب بھی ہو سکتا ہی کہ اُس سی ازسر نو نکاح کرے بدون اسکی کہ دوسری نکاح کری اور اگر عورت سی کچھہ مطلب اوسکو نہ

فصــل فيمن اتقى الله في طلاقه الذي هو ابغض الحلال الى الله كما في حديث ابن عمر الذي رواه ابو داود فطلق كما امره الله تعالى ورسوله صلى الله عليه وآله وسلم وشرعه اغناه عن ذلك كما قال الله تعالى بعد ان ذكر حكم الطلاق المشروع ومن يتق الله يجعل له مخرجا فلو اتقى الله عامة المطلقين لاستغنوا به عن الآصار والاغلال والمكر والاحتيال فان الطلاق المشروع ان يطلقها طاهرا من غير جماع واحدة ثم يدعها حتى تنقضي عدتها كما فان بدا له ان يمسكها في العدة راجعها وان لم يراجعها حتى انقضت عدتها امكنه ان يستقبل العقد عليها من غير زوج آخر وان لم يكن له فيها غرض

مما هو من جنس التحريز واللعب عرفات وما اشبه ذلك عنه وكاجتماعهما على جبل بكل منهما الى الآخر وسفرها يسول لهم الشيطان انها وقد يكتفي بعض الجهلة باشياء تحليل نطلب وجه افساده

تب بھی اس سے اگر کوئی دوسرا شخص نکاح کر لیگا تو اسکا ضرر نہین تو جو کوئی اسطرح
کریگا وہ نہ پشیمان ہوگا نہ کسی حیلہ اور حلالہ کا محتاج ہوگا اور اسیلئے جب حضرت ابن
عباسؓ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو سو طلاقین دین تو آپنے فرمایا کہ تو نے
اپنے رب کی نافرمانی کی اور بی بی سے ہمیشہ کو جدا ہو گیا تو نے خدا تعالی کا خوف نکیا اور
تیرے لئے کوئی راہ نرکھی اور سعید بن جبیر کہتے ہین کہ ایک آدمی حضرت ابن عباسؓ کے
پاس آیا اور کہا کہ مین نے اپنی زوجہ کو ایکہزار طلاق دین آپنے فرمایا کہ تین طلاقون سے
تو تیری بی بی تجھپر حرام ہوگئی اور باقی گناہ ہین جنسے تو نے اللہ تعالی کی آیتون کا
ٹھٹھا کیا اور مجاہد کہتے ہین کہ مین حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھا کہ اتنے مین اونکے پاس
ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ مین نے اپنی بی بی کو تین طلاقین دین آپ چپکے ہوئے یہانتک
کہ مجکو خیال ہوا کہ اوس عورتکو اسکو دلاوینگے پہر فرمایا کہ تم مین سے ایک شخص حماقت
کر بیٹھتا ہے پہر کہتا ہے ابن عباس ابن عباس اور اللہ تعالی فرماتا ہے وَمَن یَتَّقِ اللّٰہَ یَجعَل
لَّہٗ مَخرَجًا اور تو نے خدا تعالی کا خوف نکیا تو مین تیرے لئے کوئی راہ نہین پاتا اور
(اور جو کوئی ڈرتا رہے اللہ سے وہ کر دے اوسکا گذارہ ۱۲)
نسائی نے محمود بن لبید سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی کہ
ایک شخص نے اپنی بی بی کو تین طلاقین اکٹھی دی ہین آپ غضبناک ہو کر کھڑے ہوئے پہر ارشاد
فرمایا کہ کیا خدا تعالی کی کتاب سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے حالانکہ مین تم مین موجود ہون آخر حدیث

بهم بعد ان تزوج غيره وفيه
فعل هكذا لم يندم ولم يحتج الى
حيلة ولا تحليل ولهذا سئل
ابن عباس عن رجل طلق
امرأته مائة فقال عصيت
ربك وفارقت امرأتك
لم تتق الله فيجعل لك
مخرجا وقال سعيد بن جبير جاء رجل
الى ابن عباس فقال اني طلقت امرأتي الفا فقال
اما ثلاث فتحرم عليك امرأتك وبقيتهن وزر
اتخذت آيات الله هزوا وقال مجاهد كنت
عند ابن عباس فجاءه رجل فقال انه
طلق امرأته ثلاثا فسكت حتى ظننت
انه رادها اليه فقال ينطلق احدكم
فيركب الاحموقة ثم يقول يا ابن عباس
يا ابن عباس وان الله قال ومن يتق الله
يجعل له مخرجا وانك لم تتق الله
فلا اجد لك مخرجا وروى النسائي
عن محمود بن لبيد قال اخبر
رسول الله صلى الله عليه و
آله وسلم عن رجل طلق امرأته
ثلاث تطليقات جميعا فقام
غضبان ثم قال ايلعب بكتاب الله
وانا بين اظهركم الحديث

تک اور یہہ آثار اوس امر کے موافق ہین جو قران مجید سی معلوم ہوتا ہی یعنی طلاق کا ایک ایک کرکے دینا مشروع فرمایا ہی اکٹھا دینا مشروع نہین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ لفظ مرتان کے معنی لغت مین یہی ہین کہ ایکبار کے بعد دوسری بار ہو جیسا اور جگہہ ارشاد ہی سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ اور اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اور لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ پہر ان مرات کی تفسیر تین وقتون سے فرماتی۔ پہر خدا تعالی فرماتا ہی فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اسمین ذکر تیسری طلاق کا ہے اور اکٹھا دینا دو یا تین طلاقونکا مشروع نہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضہ اور دو برس تک حضرت عمر رضہ کیوقت مین اگر کوئی شخص تین طلاقین اکہٹی دیتا تہا تو وہ ایک گنی جاتی تہی چنانچہ اس امر پر دو صحیح حدیثین ایک مسلم کی اور دوسری سنن ابی داود اور مسند امام احمد مین کی دلالت کرتی ہین۔ مسلم مین کی حدیث مروی ہی ابن طاوس سے اور وہ اپنی باپ سے اور وہ حضرت ابن عباس رضہ سے راوی ہین کہ طلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضہ کی عہد مین اور دو برس تک حضرت عمر کی خلافت مین تین طلاق ایک ہی تہی پہر حضرت عمر نے فرمایا کہ جس امر مین لوگونکو تاخیر تہی اوسمین انہون نے جلدی کی اگر ہم اسکو انپر جاری کرین تو بہتر ہو

طلاق ہو دوبارہ ۱۲ | انکو ہم عذاب کرینگے دوبارہ ۱۲ | کیا نہین دیکہتے وہ آزمائے جاتے ہین ہر برس مین ایکبار یا دوبار ۱۲ | بردہ اذن لین تمسے جو تمہارے ہاتہ کا مال ہین اور جو نہین پہونچے تمہین عقل کو تین بار ۱۲ | پہر اگر اسکو طلاق دی تو اب حلال نہین اوسکو وہ عورت اسکے بعد جبتک نکاح کرے کسی خاوند سے اوسکے سوا ۱۲

وهذه الآثار موافقة لما دل عليه القرآن فانه انما شرع الطلاق مرة بعد مرة ولم يشرعه جملة واحدة قال تعالى الطلاق مرتان والمرتان في اللغة انما تكون مرة بعد مرة كما قال الله تعالى سنعذبهم مرتين وقال اولا يرون انهم يفتنون في كل عام مرة او مرتين وقال ليستأذنكم الذين ملكت ايمانكم والذين لم يبلغوا الحلم منكم ثلث مرات ثم فسرها بالاوقات الثلاث ثم قال فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره فهذه هي الثالثة ولم يشرعها جملة

ثلاث اوقات فكان المطلق في زمن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وزمن ابي بكر وسنتين من خلافة عمر اذا طلق ثلاثا تحسب واحدة كما دل عليه الحديثان الصحيحان احدهما في مسلم والاخرى في سنن ابي داود ومسند احمد اما حديث مسلم فمن طريق ابن طاوس عن ابيه عن ابن عباس قال كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وابي بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر ان الناس قد استعجلوا في امر كانت لهم فيه اناة فلو امضيناه عليهم

پہر اوسکو اونپر جاری کر دیا اور بیچ صحیح مسلم مین طاؤس سے روایت ہے کہ ابو صہبانے
حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ آپ اپنے مختصر جوابونمین سے کچھ بیان فرمائیے کہ تین
طلاقین زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکرؓ مین کیا ایک نتہین آپنے فرمایا
کہ ایک ہی تہین مگر جب حضرت عمرؓ کے زمانہ مین لوگون نے طلاق پے درپے دینی شروع
کی تو اونہون نے اونپر تین طلاقونکو جائز رکہا اور ابو داؤد کی روایت مین ابی صہبا سے
یون آیا ہے کہ ابو صہبا نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ آپکو معلوم نہین کہ جب آدمی اپنی
زوجہ کو صحبت سے پہلے تین طلاقین دیدیا کرتا تہا تو زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین
اونکو ایک جانا کرتے تھے۔ اس روایت کو اسحق بن راہویہ اور سلف کی ایک جماعت نے
اختیار کیا ہے اور تین طلاقونکو بدون صحبت والی عورتکی حق مین ایک ٹھہراتے ہین اور
تمام صحیح روایتونمین قبل صحبت کی قید نہین اور یہی وجہ مسلم نے اس قید کو ذکر نہین
کیا اور خود طاؤس کی روایت جو ابن عباس سے ہے اوسمین بھی کسی مین قبل دخول کی
قید نہین اور اس روایت مین جو طاؤس نے ذکر کیا ہے تو ابو صہبا کی سوال کا حال ذکر
کیا ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے جس چیز کا حال پوچھا تہا اوسکا جواب دیا اور شاید
ابو صہبا کو یہی پہنچا تہا کہ جو قبل دخول طلاق دے تو تین اوسکی حق مین ایک ہین
اسیلئے اسکو ابن عباسؓ سے پوچھا کہ ایسی طلاق کو ایک ٹھہراتے تھے آپنے فرمایا

فامضاه علیهم وفی صحیح مسلم عن طاوس ان ابا الصهباء قال لابن عباس هات من هناتك الم یکن الطلاق الثلاث علی عهد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وابی بکر واحدة قال قد کان ذلك فلما کان فی عهد عمر تتابع الناس فی الطلاق فاجازه علیهم وفی روایة ابی داود عن ابی الصهباء انه قال لابن عباس اما علمت ان الرجل کان اذا طلق امرأته ثلاثا قبل ان یدخل بها جعلوها واحدة علی عهد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم

واخذ بهذا اسحق بن راهویه وجماعة من السلف بعض الرواة جعلوا الثلاث واحدة فی غیر المدخول بها وسائر الروايات الصحیحة لیس فیها قبل الدخول ولهذا لم یذکر مسلم ذلك ورواية طاوس نفسه عن ابن عباس لیس فیها قبل الدخول وانما حکی الراوی عن سؤال ابی الصهباء فاجابه ابن عباس بما سئل عنه ولعله انما بلغه ان مطلق قبل الدخول الثلاث واحدة حق فسأل عن ذلك ابن عباس وقال ... فقال ابن عباس نعم واحدة

تین طلاقوں کا بیان

کہنا ان اور اسکے کچھہ معنی نہین اسلئی کہ جواب مین قید کا ہونا سوال کے مقابلہ مین
ہے اور یہہ ایسی صورت ہی کہ کسی نے آپ سی پوچھا کہ اگر چوہا گھی مین گرجاوے تو کیا
حکم ہی آپنے فرمایا کہ جب چوہا گھی مین گرے تو اوسکو اور اوسکے گرد کی گھی کو نکال الو
اور باقی کو کہاؤ تو اِس سی معلوم نہین ہوتا کہ حکم کی قید خاص گھی کے ساتھہ ہی
اور دوسری حدیث یہہ ہی کہ ابو داؤد کہتی ہین کہ حدیث بیانکی ہم سی احمد بن صالح نے
اور اونسے حدیث بیانکی عبد الرزاق نے اور اونکو خبر دی ابن جریج نے اور وہ
کہتی ہین کہ مجکو خبر دی بعض بیٹون نے ابو رافع کے جو مولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
ہین عکرمہ سی اور اُنہون نے حضرت ابن عباسؓ سی روایت کی ہی کہ فرمایا عبد یزید نے
جو رکانہ اور اوسکی بہائیونکا والد تہا رکانہ کی ماکو طلاق دیکر ایک مزنیہ کی عورت
سی نکاح کرلیا وہ عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین آئی اور اپنی سر مین سے
ایک بال پکڑکر کہا کہ عبد یزید سی میرا کام اِتنا نکلتا ہی جیسا اِس بال سی پس مجہہ مین
اور اوسمین آپ جدائی فرما دیجیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیرت آئی آپنے رکانہ
اور اوسکی بہائیونکو بلوایا اور اپنی ہمنشینون سی فرمایا کہ دیکہو رکانہ کی فلان فلان
چیز اسکے باپ عبد یزید کی سی ہی اور اوسکا دوسرا بیٹا اوس سی فلان فلان بات
مین مشابہ ہی لوگون نے عرض کیا کہ درست ہی پہر آپنے عبد یزید کو فرمایا کہ اِس عورتکو

وهذا لا معنى له لأن وقوع
التقييد في الجواب في مقابلة
تقييد السؤال وهذا كما إذا
سئل عن فأرة وقعت في سمن
فقال إذا وقعت الفأرة في السمن
فألقوها وما حولها وكلوا لا يدل
ذلك على تقييد الحكم بالسمن
خاصة وأما الحديث الآخر فقال أبو داود
ثنا أحمد بن صالح ثنا عبد الرزاق أنا ابن
جريج قال أخبرني بعض بني أبي رافع مولى
النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن
عكرمة عن ابن عباس قال طلق

طلاق رکانہ

عبد يزيد أبو ركانة وإخوته أم ركانة
ونكح امرأة من مزينة فجاءت النبي صلى الله عليه
وآله وسلم فقالت ما يغني عني إلا كما تغني
هذه الشعرة لشعرة أخذتها من رأسها ففرق بيني وبينه فأخذت
النبي صلى الله عليه وآله وسلم حمية فدعا بركانة وإخوته
ثم قال لجلسائه أترون فلانا
يشبه منه كذا وكذا من عبد
يزيد وفلانا لابنه
الآخر يشبه منه كذا وكذا
قالوا نعم
فقال النبي صلى الله
عليه وآله وسلم لعبد يزيد طلقها

طلاق دیدی اوسنے طلاق دیدی آپ نے فرمایا کہ اپنی پہلی بی بی رکانہ اور اوسکی
بہائیونکی ماسی رجوع کرلے اوسنی عرضکیا کہ مین نے اوسکو تین طلاقین دی ہین آپ نے
فرمایا کہ مین جانتا ہون تو اوس سی رجعت کرا ور پڑہا یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ
(اے ایمان والو جب تم طلاق دو)
النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ پس آپ نے اوسکو مراجعت کا حکم دیا حالانکہ
(عورتونکو تو اونکو طلاق دو اونکی عدت پر اور گنتی رہو عدت ۱۲)
وہ طلاق دیچکا تہا اور وہ آیت پڑہی جو معہ اپنے مابعد کے اس امر مین صریح ہی
کہ جو طلاق کہ اللہ تعالی نے بندونکی لئے مشروع فرمائی ہی وہ عدت کی طلاق ہی
جب عدت کے دن گذرنے پر آلگین تو یا اوسکو اچہی طرحسے روک رکہی یا نیکی کی ساتھہ
اوسکو چہوڑ دے اور طلاق کو اللہ تعالی نے گنجایش اور آسانی کے طور پر مشروع
فرمایا ہی کہ شاید طلاق دینے والا نادم ہو تو اوسکی لئے رجوع کرنیکی راہ باقی رہی
چنانچہ فرماتا ہی لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا آپ کوئی یہہ اعتراض نہین
(اوسکو خبر نہین شاید اللہ نیا نکالے اس پیچہی کچہہ کام ۱۲)
کرسکتا کہ اس حدیث کی سند مین مجہول یعنی گمنام آدمی ہی اسلئے کہ اسکا جواب ہم
تین طرحپر کہہ سکتے ہین اول یہہ کہ مسند امام احمد مین ہی کہ حدیث بیانکی ہم سی سعد بن
ابراہیم نے اور اونسی حدیث بیان کی اُبَیّ نے محمد بن اسحق سی کہا کہ حدیث کہی مجہہ سی
داؤد بن حصین نے عکرمہ مولی ابن عباسؓ سی کہا کہ رکانۃ بن عبد یزید نے اپنی بیبی
کو تین طلاقین ایک ہی مجلس مین دین اور طلاق دینے والون مین یہہ شخص سب سے پہلا تہا

اوسنے اوس عورت پر نہایت غم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے پوچھا
کہ تونے اوسکو کیسی طلاق دی ہے اوسنے عرض کیا کہ مین نے تین طلاقین دی ہین آپ
نے فرمایا کہ ایک مجلس مین اوسنے عرض کیا کہ ہان آپ نے فرمایا کہ وہ طلاق ایک ہی
ہوی تو اوس عورت سے اگر چاہے مراجعت کرلے عکرمہ کہتے ہین کہ اوسنے مراجعت کرلی اور
یہہ بھی اونکا قول ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کی رای یہہ تھی کہ ہر طہر پر طلاق ہونی چاہیے
اور روایت کیا اسکو حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی نے اپنی مختارہ
مین لیکن یہہ حدیث موافق ہے طاوس اور ابی صہبا اور ابی الجوزا کی حدیث کی جو حضرت
ابن عباسؓ سے مروی ہے اور طاوس اور عکرمہ حضرت ابن عباس کے اور شاگردونکی
نسبت کر اس حدیث کا حال زیادہ جانتے تھے اسلیے کہ عکرمہ تو آپکے غلام تھے اور طاوس
آپکے شاگرد تھے اور یہہ دونو یہہ فتوی دیا کرتے تھے کہ تین طلاقین ایک ہی ہین اور اسی
طرح ابن اسحق کے نزدیک جب یہہ حدیث ثابت ہوگئی تو اوسکے بموجب حکم دینے لگے
اور فرماتے تھے کہ سنت مجہول ہوی تو اوسکی طرف رد کیجادے اور ابن عباسؓ
سے دو روایتین ہین ایک تو طلاق دینے والونکی طلاق قائم رکھنے اور سزا دینے کی لیے
حضرت عمر کی موافقت سے اور دوسرے فتوی دینا مضمون حدیث کے موافق ہے حماد بن
زید نے ایوب سے اور اونہون نے عکرمہ سے اور اونہون نے حضرت ابن عباسؓ سے

فحزن عليها حزنا شديدا قال فسأله رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كيف طلقتها قال طلقتها ثلاثا قال في مجلس واحد قال نعم قال فانما تلك واحدة فارجعها ان شئت قال فرجعها قال وكان ابن عباس يرى ان الطلاق عند كل طهر رواه الحافظ ابو عبد الله محمد بن عبد الواحد المقدسي في مختاره فهذا موافق لحديث طاوس وابي الصهباء وابي الجوزاء عن ابن عباس وطاوس وعكرمة اعلم اصحاب ابن عباس به فان عكرمة مولاه وطاوس صاحبه وكانا يفتيان بان الثلاث واحدة وكذلك كان ابن اسحق لما صح عنده هذا الحكم افتى بموجبه وكان يقول من جهل السنة فانه يرد الى السنة وعن ابن عباس روايتان احديهما موافقة عمر في الالزام وتعزير المطلقين والثانية بمقتضى الحديث وروى حماد بن زيد عن ايوب عن عكرمة عن ابن عباس

روایت کی ہی اور یہہ حدیث صحت اور بزرگی کی راہ سے بس ہی یعنی جب ایک ہی دفعہ
مین کہا کہ تجکو تین طلاق ہین تو یہہ تینون ایک ہی ہونگی اس حدیث کو ابو داؤد
نے سنن مین ذکر کیا ہی دوسری وجہہ یہ ہے کہ شخص مجہول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے موالے کی اولاد مین سے ہی اور جہوٹ اُن لوگونمین پہیلا نہ تہا اور یہہ قصہ بہی مشہور ہی
اور محفوظ ہی اور داؤد بن الحصین نے اوس راوی کی متابعت اس قصہ مین کی ہی اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہ قصہ راوی کو یاد تہا تیسری وجہہ یہ ہے کہ ہمنے صرف اوسی راوی کی
روایت پر اعتماد نہین کرلیا بلکہ داؤد بن الحصین کی روایت کو بہی ذکر کیا ہی اور تہمت
تدلیس کی (عیب چہپانا) ابن اسحق کی ذمہ سے اوسکی حدثنی کہنے سے جاتی رہی اور عرایا کی مقدار پانچ
وسق یا اوس سے کمتر کرنیکی حدیث مین ائمہ نے ٹہیک اسی سند سے حجت پکڑی ہی اور
اوسکو اختیار کیا ہی اور اوسکی مضمون کے موافق عمل کیا ہی باوجودیکہ عام اور صحیح
حدیثونکے خلاف ہی جو تر خرما کو خشک کی عوض بیچنے کے منع مین وارد ہین غرضکہ
ان حدیثونکی بموجب کہنا ظاہر قران اور صحابہؓ کے اقوال اور قیاس اور لوگونکی
مصلحتون سے کے موافق ہی ظاہر قران سے کے تو اسطرح مطابق ہے کہ اللہ تعالی نے
رجعت کو ہر طلاق مین مشروع فرمایا ہی بجز طلاق ایسی عورتکی جس سے صحبت نہوئی ہو
یا دو بار طلاق دیکر تیسری بار طلاق دی ہو اور قران مجید مین سوا ان دو صورتونکے

وحسبنا في هذا السنة صحيح
وجاء رجل اذا قال انت طالق
ثلاثا انها هي واحدة فهي واحدة
ذكره ابو داود في السنن
الوجه الثاني ان هذا المجهول
من ابناء موالي النبي صلى
الله عليه وسلم والقصة مشهورة محفوظة

وبعينه في تحريم تقدير العرايا بخمسة اوسق
اوردونها واخذوا به وعملوا بموجبه مع
مخالفة عموم الاحاديث الصحيحة في
بيع الرطب بالتمر فالقول بهذه
الاحاديث موافق لظاهر القرآن واقوال
الصحابة والقياس ومصالح بني آدم اما
ظاهر القرآن فان الله شرع الرجعة في
كل طلاق الا الطلاق غير الموصول بها
والطلقة الثالثة
بعد الدخول بلا عوض وليس
في القرآن طلاق بائن
الا في هذين الموضعين

اور کوئی طلاق بائن نہین اور قیاس کے مطابق اسطور ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اور وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ (تو ایسے کسی کی گواہی یہ کہ چار گواہی دیوے سو کر نام گئی اور عورت سے ٹلتی ہی مار یون کہ گواہی دے چار گواہیا) پس اگر مرد یون کہدے کہ مین خدا کی چار گواہیان دیتا ہون اسپر کہ مین سچا ہون یا عورت کہے کہ مین خدا کی چار گواہیان دیتی ہون کہ مرد جہوٹا ہی تو دونو کا اسطرح کہنا ایک ہی گواہی ہوگی چار نہونگی اسیطرح بی بی کو کہدینا کہ تجکو تین طلاق ہین ایک ہی طلاق ہوگی تین نہونگی اور اس سے صحیح تر قیاس اور کوئی ہی نہین اور یہی حال ہے اُن صورتون مین جنمین شمار کا اعتبار ہوا کرتا ہی جیسے زنا وغیرہ کا اقرار کرنا اور اقوال صحابہؓ کے مطابقت کی لئے تو یہی بس ہی کہ اس حدیث پر عمل حضرت صدیقؓ کے عہد مین تہا اور آپکے ساتھ سب صحابہؓ موجود تھے بلکہ بعض اہل علم فرماتے ہین کہ ایسا اجماع قدیم ہی خلاف حضرت عمرؓ کے زمانہ مین پیدا ہوا ہی چنانچہ ثابت ہوا ہی کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد مبارک مین اور کچھ دنون حضرت عمرؓ کی خلافت مین جو شخص تین طلاقین اکٹھی دیا کرتا تہا اوسپر ایک ہی قائم رکھتے تھے اور یہ جو لوگ دعوی کرتے ہین کہ پیچھے سے اجماع تین پر ہو گیا ہی تو یہ جہوٹا دعوی ہی اسلئے کہ اختلاف ہمیشہ رہا ہی اجماع کیصورت نہین ہوئی داؤد اور اوسکے اصحاب نے بہی اختیار کیا ہی کہ تین طلاقین ایک ہین اور جو لوگ

حكى الخلاف الطحاوي في
كتابه اختلاف العلماء وفي
كتاب تهذيب الآثار وأبو بكر
الرازي في كتاب أحكام القرآن
وحكاه ابن المنذر وحكاه
ابن حزم ومحمد بن نصر المروزي
والمازري في كتاب المعلم
وحكاه عن محمد بن مقاتل من أصحاب أبي
حنيفة وهو أحد القولين في مذهب أبي حنيفة وحكاه

خلاف کے ناقل ہین اونمین سی طحاوی نے اپنی کتاب اختلاف العلماو تہذیب الآثار
مین لکھا ہی اور ابو بکر رازی نے کتاب احکام القرآن مین اور ابن منذر نے اوسکو
نقل کیا ہی اور ابن حزم اور محمد بن نصر مروزی اور مازری نے معلم مین بیان کیا ہے
اور اسکی روایت محمد بن مقاتل سی کی ہی جو امام اعظم کے شاگردونمین سی ہین
اور یہہ امام ابو حنیفہ کے مذہب مین ایک ہی دو قولونمین سی اور تلمسانی نے شرح
تفریع مین ایک قول امام مالک کا خلاف مین نقل کیا ہی اور شیخ الاسلام نے بعض
اصحاب احمد سی خلاف کو حکایت کیا ہی اور اسکو امام احمد نے اختیار کیا ہی اور
اور اونکے احوال مین نہایت بڑا ہی کہ اپنی مذہب کے باہمین اصحاب جو کیطرح اون
جیسے قاضی اور ابو الخطاب الیٰ کہ اونکی شان اس امر سی بلند ہی غرضکہ امام احمد کے
مذہب مین یہہ ایک قول بلا شک ہی اور تابعیونمین بھی خلاف کا یھی حال ہی اب باقی رہا
ان لوگونکا جواب دینا حضرت ابن عباس کی حدیث سی جو مذکور ہوئی سو اوسکی جواب
مین ہر ایک کی راہ مختلف ہی اسحٰق نے جو اسکو اس عورت پر محمول کیا ہی جس سی صحبت
نہوئی ہو اوسکا حال تو پہلے گذر چکا اور ابو داؤد نے اس حدیث کو منسوخ ٹھہرایا ہے
چنانچہ اپنی سنن مین کہا ہی کہ باب تین طلاقونکی بعد رجعت کی منسوخ ہونیکا پہر
حدیث حضرت ابن عباسؓ کی بیان کی کہ اگر آدمی اپنی زوجہ کو طلاق دیتا تہا تو اوسکی

رجعت کا وہی مستحق تر ہوتا تہا گو تین طلاقین دی ہیر یہہ حکم اس آیت سی منسوخ ہوگیا الطلاق مرتان پہر اسی بابمین حدیث ابی الصہبا کی نقل کی ہی اور شاید انکا یہہ اعتقاد ہی کہ حکم اس حدیث کا ثابت تہا او سصورتمین کہ جب مرد اپنی بی بی کو طلاق دیتا تہا اوس سی رجعت کر لیتا تہا اور یہہ جواب دو وجہ سی وہم ہی اول یہہ کہ منسوخ رجعت کا ثابت ہونا ہی بعد طلاق کے گو کسی عدد کو پونہچ جاوی جیسا کہ شروع اسلام مین تہا دوسرے یہہ کہ منسوخ ہونا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جائز نہین تین طلاقونکا ایک ہونا حضرت صدیق رض کی ساری خلافت مین اور حضرت عمر کی شروع خلافت مین معمول رہا پہر اوسکی بعد منسوخ ہونا محال ہی۔ اور ابن منذر نے یہہ کہا ہی کہ تین طلاقونکا ایک ہونا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مین تہا اور آپکے امر سی تہا اور یہہ بہی نہین ہوسکتا کہ حضرت ابن عباس رض پر یہہ گمان کیا جاوی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی یاد تو کچہہ کرین اور حکم اوسکی خلاف دین اور یہہ قول ابن منذر کا کئی وجہہ سی پوچ ہی اول یہہ کہ حدیث عکرمہ کی حضرت ابن عباس رض سی جسمین یہہ ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکانہ کی زوجہ تین طلاق کی بعد اونکو دلوا دی اس تاویل کو سری سی باطل کرتی ہی دوسرے یہہ کہ اگر یہہ بات درست ہوتی تو حضرت ابن عباس رض ابی الصہبا سے یہہ فرماتے کہ مجھکو معلوم نہین کہ یہہ معاملہ رسول اللہ

صلے الله علیہ وآلہ وسلم تک پونہچا ہی یا نہین پونہچا اور ابی صہبا کو اسپر ثابت نر کہتے
تیسرے یہہ کہ اگر ایسا ہی ہوتا تو حضرت عمر رض یون نہ فرماتے کہ لوگون نے جلدی کی
اوس معاملہ مین کہ اُنکی لئے ڈہیل تھی بلکہ اونپر واجب تھا کہ اوسکی خلاف مین حدیث
انحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم سی بیان فرما دیتی اور ارشاد کرتے کہ لوگونکا اسطرح عمل کرنا
دین اور شرع کے خلاف ہی اور یہہ نفرماتے کہ اگر ہم اوسکو جاری کردین تو خوب ہو
اسلئی کہ یہہ جاری کرنا تو الله اور اوسکی رسول کیطرف سے ہی نہ حضرت عمر رض کیطرف سے
چوتھی یہہ کہ محال اور ممتنع ہی کہ جو لوگ بہترین خلق ہون وہ رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم
کے عہد مبارک اور خلیفہ اول رض کے عہد شریف مین طلاق اور رجعت مین اپنے دین کے خلاف
کرتے ہون کہ طلاق بھی حرام ہی دیتی ہون اور رجعت بھی حرام ہی کرتے ہون اور اس
باتکی خبر رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم کو باوجود آپکے اونمین تشریف رکہنی کی نکرتے ہون
پہر حدیث ابن عباس کی جسکو احمد نے روایت کی ہی اس باتکو رد کرتی ہی اور فتوی دینا
حضرت ابن عباس رض کا جو اونسی نہایت صحیح اسنادسی ایک روایت مین ثابت ہوا ہی اوسکو
رد کرتا ہی اور کیسی ہوسکتا ہی کہ بہترین امت طلاق اور رجعت سی آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم
اور صدیق رض کی زندگی بہر اور کچھہ دنون حضرت عمر رض کی خلافت مین برابر نا واقف رہین پہر اوسکی بعد
اونکو طلاق اور رجعت جائز طور پر معلوم ہووین اور کسطرح صحیح ہوگا حضرت عمر رض کا فرمانا

کہ آدمیون نے اوس کام مین جلدی کی جسمین اونکو تاخیر تھی اور کسطرح درست ہوگا
اونکا فرمانا کہ خوب ہوا اگر ہم اوسکو اونپر جاری کردین اور امام احمدؒ نے اس حدیث کو
اِسوجہ سے رد کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اوسکی خلاف حکم دیا ہے حالانکہ دونو حدیثون
کے راوی امام احمد ہی ہین اور یہہ رد اس قاعدہ پر مبنی ہے کہ صحابی جسوقت اپنی روایت
کے خلاف پر عمل کرے تو وہ روایت حجت کے لائق نہ ہوسکیگی صحابی کے عمل کا اتباع
کیا جاویگا اور احمدؒ سے مشہور ہے کہ اعتبار صحابی کی روایت کا ہے نہ اوسکی قول کا جس
صورتمین کہ قول مخالف حدیث کی ہو اور یہہ وجہ بریرہ کی حدیث مین حضرت ابن عباسؓ
کی روایت کو اختیار کیا ہے کہ لونڈی کی بیع اوسکی حق مین طلاق نہین ہوتی اسلئے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ کو اختیار دیدیا تھا اگر بیچنے سے نکاح جاتا رہتا
تو مختار نفرماتے باوجودیکہ حضرت ابن عباسؓ کا مذہب یہہ ہے کہ لونڈی کا بیچنا ہی اوسکی
طلاق ہے اور اپنی حجت اِس آیت کی ظاہر معنونکو فرماتے ہین وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ
اور نکاح بندھی عورتین
اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِس آیت مین خاوند والی لونڈی اگر ملک مین آوے تو اوسکی
مگر جنکو مالک ہوجاوین تمہارے ہاتھ ۱۲
صحبت مباح فرمائی پس اگر نکاح باقی رہتا تو صحبت مباح نہوتی اور امام احمدؒ اور
تمام علما اِس مسئلہ مین آپکی خلاف پر ہین وہ کہتے ہین کہ لونڈی کی بیع طلاق نہین ہے
اور اپنی حجت بریرہ لونڈی کی حدیث سے کرتے ہین اور حضرت ابن عباسؓ کی رای کو

انکی روایت کے باعث ترک کرتے ہین اسلئے کہ آپ کی روایت تو خطا سے محفوظ ہے اور رے محفوظ نہین اور امام ابو حنیفہ کا مذہب اسکا عکس ہے یعنی اُنکے نزدیک تین طلاقین ایک نہین ہوتین تین ہی واقع ہوتی ہین اور احمد سے دو روایتین ہین ضعکہ حدیث کی نمانے مین یہہ مسلک قوی نہین اور کچھہ لوگ اس حدیث کی نماننے مین ایک اور راہ چلے ہین اور کہا ہے کہ یہہ حدیث مضطرب ہے اور اسیوجہ سے بخاری نے اس سے اعراض کیا اور اپنی صحیح مین اوسکی خلاف پر عنوان لکھا اور کہا کہ باب ہے تین طلاقون کے جواز مین ایک کلمہ سے بوجہ فرمانے خدا تعالی کے کہ طلاق دو مرتبہ ہے پھر حدیث لعان کی ذکر کی ہے اور اوسمین یہہ ہے کہ طلاق دی عورتکو تین پہلے اس سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو امر فرماوین اور آپنے اوسکو بدلا نہین حالانکہ آپ امر باطل پر رہنے نہین دیتے اور یہہ لوگ اضطراب کی وجہہ یہہ بیان کرتے ہین کہ سند کی روسے تو اضطراب یہہ ہے کہ اسکی روایت اکثر تو طاوس سے ہے اور وہ ابن عباس رضی سے راوی ہین اور الفاظ حدیث مین اضطراب یہہ ہے کہ ابو صہبا کبھی تو کہتا ہے کہ تمکو معلوم نہین کہ آدمی جب اپنی زوجہ کو تین طلاقین قبل دخول کے دیدیتا تھا تو لوگ اونکو ایک ہی ٹھہراتے تھے اور کبھی کہتا ہے کہ کیا تین طلاقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد شریف اور حضرت ابوبکر رض کی زمانہ اور کسیقدر حضرت عمر رض کی خلافت مین ایک

روايته فان روايته معصوفة

من مذهب ابي حنيفة عكسه

ذلك وعن احمد

روايتان فهذا المسلك

وصدرا من خلافة عمر واحدة

صلى الله عليه وآله وسلم وابي بكر

الثلاث على عهد رسول الله

يقول الرجل الطلاق

كان اذا طلق امرأته ثلاثا قبل ان

ابن عباس تارة من جهة السند وتارة المتن فان

اضطرابه انه تارة يروي عن طاوس عن

رسول الله صلى الله عليه وآله و

نہ تھی پس ایک روایت کے الفاظ دوسری کے مخالف ہین اور یہ مسلک سب مسلکونکی
نسبت کر بہت پوچ ہی اسلیے کہ حدیث صحیح ہے اور اوسکے راوی حافظونکے پیشوا ہین
چنانچہ عبدالرزاق وغیرہ نے ابن جریج سے اخبار کے الفاظ سے اوسکو روایت کیا ہی
اور اسیطرح ابن جریج نے ابن طاؤس سے اور اونسے اپنے باپ سے حدیث بیان کی ہی اب
کسی طعن والیکو گنجایش طعن کی اس حدیث مین نہین علاوہ ازین اس حدیث کو
حماد بن زید نے ایوب سے اور اونسے بہت سے راویونسے اور انہون نے طاؤس سے
روایت کی ہی پس تو عبدالرزاق ہی اس حدیث کی روایت مین تنہا ہی نہ ابن جریج نہ
عبداللہ بن طاوس دیکھو امام احمد سے جب پوچھا گیا کہ آپ کسوجہ سے اس حدیث کو
رد فرماتے ہین تو فرمایا کہ اس جہت سے کہ لوگ حضرت ابن عباسؓ سے اسکے خلاف روایت
کرتے ہین یہ نہین فرمایا کہ ضعف اور طعن کے باعث رد کرتا ہون اور بخاری نے جو اس
روایت کو چھوڑ دیا تو اس سے اسمین ضعف نہین ہوا اس حدیث کا حال اور صحیح حدیثون
کا سا ہی جنکو بخاری نے اس نظر سے فرو گذاشت کیا ہی کہ کتاب بڑھ جاوے کیونکہ انہون نے
اپنی کتاب کا نام جامع صغیر صحیح رکھا ہی اور جو لوگ کہ اس حدیث کو ابوالجوزا سے
روایت کرتے ہین اگر اونکی روایت محفوظ ہی تب تو حدیث مین اور قوت پیدا کریگی اور
اگر محفوظ نہین اور ظاہر بھی یہی ہی تو صرف کنیت مین غلطی ہو گئی ہی کہ عبداللہ بن

مؤمل نے جو روایت ابی ملیکہ سے کی ہے اوسمین بجاے ابو الصہبا کے ابو الجوزا
کہدیا ہی اسلئے کہ وہ شخص حافظہ کا برا ہی اور جو یاد کرنیوالے ہین انہون نے
ابو صہبا کہا ہے اور یہہ امر حدیث کو سست نہین کرتا اور یہہ طریق حاکم کی نزدیک
مستدرک مین ہی اور جو لوگ کہ اس حدیث مین قید قبل دخول کی روایت کرتے
ہین تو پہلے گذر چکا کہ یہہ روایت دوسرونکی روایت کی مخالف نہین اور ایک یہہ سے
کہ وہ روایت ابو داؤد کے نزدیک ایوب سے مروی ہے اونہون نے بہت لوگون
سے روایت کی ہی اور طلاق کی روایت معمر اور ابن جریج سے ہی اور اونہون نے ابن
طاؤس سے اور اونسنے اپنے باپ سے روایت کی ہی پس یہہ دو نو حدیثین اگر آپسمین
ایکدوسرےکے خلاف ہون تو تین طلاق کو ایک ہوجانیکی روایت بہتر ہی عمل اسپر
رہیگا اور اگر دونو روایتونمین تعارض نہو تب تو صاف ظاہر ہی اور حدیث داؤد بن
الحصین کی عکرمہ سے حضرت ابن عباس رض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسبابمین
صریح ہی کہ تین طلاقین اوس عورت کے حق مین جس سے صحبت ہوئی ہو ایک ہین اور ابو صہبا
کی حدیث مین غایت درجہ یہہ ہی کہ اونکا قول قبل دخول معتبر شخص کیطرفسے زیادتی
ٹھہرایا جاوے اس صورتمین بھی اوسپر عمل کرنا بہتر ہوگا اور اب حضرت ابن عباس رض
کی دو حدیثونمین سے ایک تو اسپر دلالت کرتی ہی کہ یہہ حکم کنواری کے حقمین ثابت ہی اور

المؤمل عن ابن ابي مليكة عن ابن الصهباء الى ابي الجوزاء فانه سيء الحفظ والحفاظ قالوا ابو الصهباء وهذا لا يوهن الحديث وكذا هذه الطريق عند الحاكم في المستدرك واما رواية من روى مقيدا بقبل الدخول فقد مر انها لا تناقض رواية غيره وانها من رواية ايوب عن غير واحد ورواية الطلاق عن معمر وابن جريج عن ابن طاوس عن ابيه فان تعارضا فالاولى ... واحدة وان لم يتعارضا فالامر واضح وحديث داود بن الحصين عن عكرمة عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم صريح في ان الثلاث واحدة في المدخول بها وغاية ما في حديث ابي الصهباء ان قوله قبل الدخول زيادة من ثقة فيكون الاخذ بها اولى وحينئذ فيكون احد حديثي ابن عباس على ان هذا الحكم ثابت في غير المدخول بها ...

دوسری حدیث سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ حکم مذکور بیاہی کے حق مین بھی ہی تو دونو
حدیثو نمین سے ایکدوسریکی تقویت کرتی ہی اورا وسکی صحیح ہونیکی شاہد ہے اور
دوسری لوگون نے اپنا ایک اور ہی مسلک ٹھہرایا ہی جو ان سب سے پوچ تر ہے
وہ یہہ کہتے ہین کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بجز ابن عباسؓ کے
اور کسی نے روایت نہین کیا اور نہ ابن عباسؓ سے بجز طاوس تنہا کے اور کوئی راوی
ہی ایسے بڑی معاملہ مین جسکی طرف نہایت سخت حاجت ہوا کرتی ہی بڑی بڑی صحابی اور
یاد کرنیوالے کہان تھی یہہ بات سب صحابہؓ پر کسطرح چھپی رہی اور صرف حضرت ابن عباسؓ
کو معلوم ہوئی اور حضرت ابن عباسؓ کے سب شاگرد و نکو معلوم نہوئی صرف طاوس کو
معلوم ہوئی۔ یہہ تقریر سب پہلی وجوہات کی نسبت کہ بہت خراب ہی احادیث صحابہؓ
اور ثقہ اماموں کی اس جیسی بات سے رد نہین ہوسکتی اسلئی کہ بہت احادیث ایسی ہین
جنکو صرف ایک ہی شخص نے روایت کی ہی جو رتبہ مین طاوس کی نسبت کہ بہت کم ہی مگر
اونکو کسی امام نے رد نہین کیا اور ہم پہلا اور پچھلی عالموں مین سے کسیکو نہین جانتے
جسنے یہہ کہا ہو کہ حدیث کو جب ایک ہی صحابی روایت کری تو قبول نکرنی چاہئی البتہ
اہل بدعت اور اونکی تابعین سے ایسا ہمین بہت سی اقوال منقول ہین فقہا مین سے کوئی
اونکا قائل نہین اور زہری نے تنہا قریب ساٹھ حدیثونکی بیان کی ہین جنکو سوا اوسکی

اور کسی نے روایت نہین کیا اور اُمت نے اوسپر عمل کیا ہی اور راوی کے اکیلے ہونیکے باعث سی کسی نے اونکو رد نہین کیا معہذا عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سی حدیث رکانہ کی روایت کی جو موافق ہی اوس حدیث کی جو طاؤس نے آپ سی روایت کی اسصورتمین اگر عکرمہ مین طعن کیا جاوی تو باطل اور مخالف ٹھہریگا کیونکہ لوگ عکرمہ کی سند پکڑتے ہین اور بڑی بڑی یادکرنیوالے حدیث کی اونکی حدیث کو صحیح کہتے ہین اور جو لوگ اونکی بابمین طعن کرتے ہین اونکی طعن پر لحاظ نہین کرتے آب اگر یہہ کہو کہ یہہ حدیث شاذ ہی اور اوسکا ادنی حال یہہ ہی کہ ہم اوسمین توقف کرین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی اوسکی ثابت ہونیکا یقین نکرین تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ حدیث شاذ نہین شاذ اوسکو کہتے ہین کہ جو روایت معتبر شخصون کی ہو اوسکی خلاف ہو یعنی اُسکا راوی اپنی روایت کی باعث معتبرون سی علیحدہ ہو اور جب ایسی صورت ہو کہ راوی معتبر کسی حدیث کو صرف اکیلا بیان کری اور ثقہ لوگ اوسکی خلاف روایت نکرین تو اوسکو شاذ نکہینگے اور اگر اس قسم کا نام بھی باصطلاح جدید شاذ رکھلیا جاوی تو یہہ اصطلاح باعث اوسکی رد کا نہوگی نہ اُس سی رد جائز ہو امام شافعی فرماتے ہین کہ شاذ کی یہہ معنی نہین کہ کوئی معتبر شخص حدیث کی روایت مین تنہا ہو بلکہ شاذ وہ ہی کہ راوی معتبر لوگونکی روایت کی خلاف روایت کری اور بعض لوگون نے جب ان وجوہات کو پوچھا نا

عنه وعملت بها الامة وتفرد بها
فتفرد به هذا لا يعد من عكرمة ... روى عن ابن عباس ...
ركانة وهو موافق لحديث طاوس عنه فان قدح في عكرمة
ابطل وناقض فان الناس احتجوا بعكرمة وصحح ائمة الحفاظ
حديثه ولم يلتفتوا الى من قدح فيه فان قيل هذا هو الحديث الشاذ واقل احواله
ان نتوقف فيه ولا نجزم بصحته عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قيل ليس هذا هو الشاذ وانما
الشاذ ان يخالف الثقات فيما رووه فيشذ عنهم بروايته فاما اذا روى الثقة حديثا
منفردا به لم يرو الثقات خلافه فان ذلك لا يسمى شاذا وان اصطلح
على تسميته شاذا بهذا المعنى لم يكن هذا الاصطلاح
موجبا لرده ولا مسوغا لها
قال الشافعي ليس الشاذ ان ينفرد الثقة برواية
انما الشاذ ان يروي خلاف ما روى الثقات وبعضهم
استضعف هذه المسالك

سالك مسلك التاويل و قال معنى الحديث ان الناس كانوا يطلقون على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

تواوہنون نے تاویل کا طور اختیار کیا اور کہا کہ حدیث کے معنی یہہ ہین کہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضا اور حضرت عمر رضہ کیوقت مین ایک طلاق دیا کرتے تھی تین ندیتی تھی اور جب حضرت عمر رضہ کی خلافت مین تین طلاقین دینی لگے اور زیادہ ایسا اتفاق ہوا تو حضرت عمر رضہ نے اوسپر جسطرح اونہون نے دین اوسیطور پر جائز رکہا۔ اور بجد اگر یہہ تاویل کرنیوالا چپ رہتا تو اوسکے حق مین بہتر اور پردہ پوش ہوتا اسلئی کہ مضمون حدیث ان معنونکی باطل ہونیکو صاف صاف بیان کرتا ہی اوسکی یہہ توجیہہ ان کم علمون پر چلیگی جنکو فکر سے کچہہ بہرہ نہین پستی تقلید سے اوپر کو چڑہتی ہین شاید اس کہنی والے نے الفاظ حدیث کو نہین سوچا اوسکے طریقو نمین غور کی دیکہو تو ابو صہبا حضرت ابن عباس رض سی کہتی ہین کہ آپکو بہلا معلوم نہین کہ مرد جب اپنی عورتکو دخول سی پیشتر تین طلاقین دیا کرتا تہا تو انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض کے عہد مین اور شروع خلافت حضرت عمر رض مین ایک ٹہہراتے تہی آپنے فرمایا کہ ہان اور نیز اس تاویل کرنیوالے نے اپنی اس قول کو کہ لوگ عہد شریف نبوی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم مین ایک طلاق دیا کرتے تہی خود باطل اور نکما کر دیا اسلئی کہ تین طلاقونکی واقع ہونیکی لئی لعان والیکی حدیث کو حجت ٹہہرایا ہی اور محمود بن لبید کی حدیث کو جو یہہ ہی کہ ایک شخص نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم مین

ثالثاً فغضب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقال أيلعب بكتاب الله وأنا بين أظهركم ثم زاد هذا القائل زيادة في الحديث من عنده فقال وأمضاه عليه ولم يرده وهذه الزيادة موضوعة لا تروى في شيء من طرق هذا الحديث وإنما هي من تلبيس هذا القائل حمله عليها فرط التعصب بل لم ينقل محمود بن لبيد كما جرى بعد ذلك من ردها أو إمضائها وليت شعري كيف يصنع بقول عمر فلو أمضيناه عليهم فإنه صريح في أنه رأى منه إلحاحهم وتتابعهم فيه وشاهدهم وسع الله عليهم وجمعهم ما فرقه وتطليقهم على غير الوجه الذي شرعه وتعديهم حدوده وكيف يقول أمضيناه عليهم وهو الذي شرعه وأمضاه وهل يقول في الزنا وقتل النفس لو حرمناه عليهم وفي الصلاة لو أوجبناها أو لو فرضناها فما أشد هذه التأويلات البعيدة وحمله على ظاهره بصيرة

اپنی بی بی کو تین طلاقین دین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ ہوئی اور فرمایا کہ
کیا خدا تعالی کی کتاب سے کھیل کیا جاتا ہی اور مین تم مین موجود ہون پھر اس کہنی والے
نے اس حدیث مین اپنی طرف سے ایک جملہ بڑھا دیا ہی یعنی بعد (اور اوس مرد پر ان طلاقونکو
درست فرمایا اور اونکو ایک نکیا) یہہ زیادتی موضوع ہی اس حدیث کی کسی سند مین
قطعاً مروی نہین بلکہ یہہ اسی کہنی والے کی چالاکی ہی کہ تقلید کے جوش نے اوسکو اسپر
پر آمادہ کیا محمود بن لبید نے اوسکی بعد کا کچھہ حال ذکر نہین کیا کہ تین طلاقونکو جائز
فرمایا خواہ ایک کر دیا اور ہمکو معلوم نہین کہ یہہ شخص حضرت عمر رض کے قول کو کیا کریگا
یعنی اگر ہم ان طلاقونکو اونپر جاری کر دین تو خوب ہو اسلیئے کہ آپکا یہہ ارشاد صاف بیان
کرتا ہی کہ جب آپکو لوگونکا پے در پے تین طلاقین دینا اور جس چیز کو اللہ تعالی نے
اونپر وسیع کیا تھا اوسکو روکنا اور جسکو متفرق کیا تھا اوسکو اکٹھا کرنا اور جس وجہ پر
طلاق کو مشروع فرمایا تھا اوسکی خلاف طور پر دینا اور اوسکی حدون سے تجاوز کرنا معلوم
ہوا تب آپ نے یہہ تجویز فرمائی اور یہہ کسطرح فرماتے کہ ہم اوسکو جاری کر دین حالانکہ
اللہ تعالی نے اوسکو مشروع اور جاری فرمایا بھلا کوئی زنا اور قتل مین یہہ کہا کرتا ہی
کہ خوب ہو جو ہم اونکو لوگونپر حرام کر دین اور نماز مین یہہ کہتا ہی کہ کاش ہم اوسکو واجب
یا فرض کر دین ۔ غرضکہ اسطرحکی بُری بُری توجیہین حدیث مین بنائی اور ظاہر پر محمول کر دی ہی

زیادہ کرتے ہین اسلئی کہ ان جیسی چیزون سی حدیث رد نہین ہوسکتی — اور اِس
حدیث کو نسائی نے اپنی سنن مین اوسصورت پر محمول کیا ہی کہ نے صحبت کی ہوئی عورت
سی جب تین بار یہہ کلمہ کہا جاوی کہ تجکو طلاق ہی تو ایک طلاق اوسپر پڑیگی اور اسکا
عنوان یہہ لکہا ہی باب ہی تین طلاقون متفرق کا زوجہ کی صحبت سی پیشتر اور ظاہر ہی
کہ اِس عنوان اور حدیث کی لفظون مین کچہہ مطابقت نہین حدیث سی کسیطرح اوسکا اشارہ
پایا جاوی اسکی سوا اِس مین قید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر کے زمانہ اور
شروع خلافت حضرت عمر رض کی نہین آور کچہہ لوگ اور راہ چلی ہین وہ یہہ کہتی ہین کہ حدیث
اصول شرع کی خلاف ہی اسلئی اوسکی طرف التفات نہین ہی کیونکہ اللہ تعالی نے ان لوگون
کو تین طلاقونکا مالک کیا ہی اور اونکی دینی کو اوسکی اختیار مین رکہا اب اگر امام
شافعی اور اونکی موافق لوگونکے قول کے ہم قائل ہون کہ تین طلاقونکو اکٹہا کرنا درست
ہی تو صحیح ہی اسلئی کہ مرد نے وہ فعل کیا جو اوسکو مباح تہا اور اگر ہم یہہ کہین کہ تین کا جمع
کرنا حرام ہی اور ایسی طلاق بدعی ہی اسوجہ سی کہ شارع نے مرد کو جو مالک تین طلاقون
کے متفرق دینی کا کیا تہا تو اوسکی گنجائش کے لئی تہا جب اوسنے اونکو اکٹہا کر دیا
تو جس چیز مین اوسکو گنجائش جدا کرنیکی ملی تہی اوسکو اکٹہا دیدیا تو اِسصورت مین
بہی حکم اوس مجموعہ کا اوسپر لازم ہوگا جیسے جدا کرکے دینی کی صورت مین ہوتا اور

اسکی مثال ایسی ہی کہ مرد اپنی عورتکو جدا جدا اور اکٹھا طلاق دینی کا مالک ہے اسیطرح خود طلاق کے جدا دینی اور اکٹھا دینی کا مالک ہی جب یہہ قیاس ٹھہرا تو ایک شخص کی حدیث سی یہہ باطل نہین ہوسکتا - اسکا جواب دوسری لوگ یہہ دیتے ہین کہ اس قیاس کے مقابل اگر بالفرض کوئی نص نہوتی تب بھی اس سے حکم ثابت نہین ہوتا ہی چہ جائیکہ نص پر اوسکو مقدم کیا جاوی بلکہ یہہ قیاس اصول شرع اور لغت عرب اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عہد صدیق رض مین صحابہ رض کے عمل کے مخالف ہی اصول شرع کے تو اسوجہ سی مخالف ہی کہ اللہ تعالی نے اوس مرد کو جو دخول کے بعد طلاق دی مالک ایسی طلاق کا کیا ہی جسمین وہ رجعت کا مالک رہی اور اوسکو اوسمین یہہ اختیار ہو کہ چاہی عورتکو اچھی طرحسی رکھلی چاہی احسان سی چھوڑ دے بشرطیکہ یہہ طلاق کسی چیز کے عوض مین نہو نہ گنتی مین عدد کامل ہو غرضکہ اللہ تعالے نے جو طلاق مشروع فرمائی ہی اوسمین رجعت کو مشروع کیا ہی مگر طلاق دخول سی پیشتر اور خلع اور تیسری طلاق کہ انمین رجعت نہین اور اللہ تعالی کی کتاب مین یہ چارون قسمین طلاق مع اونکی احکام کے موجود ہین اور اونکی احکام اونکی ساتھہ ہی رہتی ہین کہ اونسے جدا نہین ہوتے تو جیسے دخول سی پہلے کی طلاق مین جائز نہین کہ رجعت ثابت ہو اور عدت واجب ہو نہ ایسی عورتمین جسکو دو طلاقون کے بعد تیسری طلاق

قالوا وهذا كما انه يملك تفريق الطلقات وجمعهن فكذلك يملك تفريق الطلاق وجمعه فهذا قياس لا يبطل بخبر الواحد قال الآخرون هذا القياس لا يثبت به حكم لو لم يعارضه النص فضلا عن ان يقدم على النص بل هو قياس يخالف اصول الشرع ولغة العرب وسنة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وعمل الصحابة في عهد الصديق فاما مخالفته لاصول الشرع فان الله تعالى انما ملك المطلق بعد الدخول طلاقا يملك فيه الرجعة ويكون مخيرا فيه بين الامساك بالمعروف والتسريح باحسان ولم يكن بعوض ولم يستوف فيه العدد فان الله سبحانه الطلاق الا وشرع فيه الرجعة الا الطلاق قبل الدخول والخلع والطلقة الثالثة وكتاب الله عز وجل قد تضمن الانواع الاربعة واحكامها وجعل سبحانه احكامها من لوازمها التي لا تنفك عنها فلا يجوز ان ترد الطلاق قبل الدخول ان تثبت فيه الرجعة وتجب به العدة ولا المطلقة المسبوقة بتطليقتين

ذلک ان طوائف ... الفقہاء الثلاث اجمعوا علی ... الشافعی فی نفی بدعۃ جمع الثلاث بالقرآن وقالوا ما شرع اللہ سبحانہ جمع الطلاق الثلاث وما شرع الطلاق بعد الدخول بغیر عوض الا شرع فیہ الرجعۃ ما لم یستوف العدد واحتج علیہ بقولہ تعالی الطلاق مرتان وقالوا لا یعقل فی لغۃ من لغات الامم ان المرتین بعد مرۃ واحدۃ ... الرجعۃ وغیر عوض ... فکذا ما لا یکون الا زوجین ... الفدیۃ ان یثبت فیہ الرجعۃ ... بغیر زوج واصابۃ ولا فی طلاق ... ان یثبت فیہا الرجعۃ وان یباح

وہی ہووی جائز ہی کہ رجعت ثابت ہوا در بدون دوسرے خاوند اور اوسکی صحبت کے مباح ہوا ورنہ عوض کی طلاق مین رجعت ثابت اسیطرح جو طلاقین ان تینون کے سوا ہین اونمین خاوند کو رجعت ثابت ہوگی اور اختیار دیا جائیگا - اور اس جواب کی تقریر کی توضیح یہہ ہی کہ تینون اماموں کی جماعتون نے امام شافعیؒ پر قران سی حجت پکڑی ہی کہ جو تم تین طلاقونکو اکٹھا کرنا جائز کہتی ہو اللہ تعالی نے تو جمع کرنا مشروع نہین فرمایا اور جو طلاق بعد دخول کے بدون عوض مشروع کی ہی اوسمین رجعت مشروع فرمائی ہی بشرطیکہ عدد کو پورا نکیا ہو اور امام شافعیؒ پر اس آیت سے حجت کی ہی کہ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ (طلاق ہی دوبار تک ۱۲) اور یہہ کہا ہی کہ کسی قوم کی زبانمین مرتان کے معنی ایکبار کے بعد دوسری بار کے سوا نہین اور امام شافعیؒ کے اصحاب اسکے مقابل مین یہہ آیت لاتے ہین نُؤْتِہَا اَجْرَہَا مَرَّتَیْنِ (دین ہم اوسکو اوسکا نیگ دوبار ۱۲) اور یہہ حدیث پیش کرتے ہین ثلثۃ یؤتون اجرہم مرتین (تین شخص ہین دیئے جائینگے اپنا ثواب دوبار ۱۲) ان دونو مین مرتین کے وہ معنی نہین جو فرقہ اول نے لکھی ہین اور فرقہ اول اسکا جواب یہ دیتے ہین کہ مرتین اور مرات سی کبھی تو افعال مراد ہوتے ہین اور کبھی ذات اور کثرت سی استعمال افعال مین ہوا کرتا ہی اس لفظ کی ذاتمین استعمال کی مثال یہہ ہی کہ پھٹ گیا چاند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین دو حصے یعنی دو ٹکڑے ہوا اور دو پارہ اور جس شخص کو ان معنوں کی واقفیت نہ تھی اوسنے یہ خیال کیا

بعض اصحابہ بقولہ تعالی نؤتہا اجرہا مرتین وبقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثلثۃ یؤتون اجرہم مرتین فاجابوا بان المرتین والمرات یراد بہا الافعال تارۃ والاعیان تارۃ واکثر ما تستعمل فی الافعال ومن استعمالہا فی الاعیان انشق القمر علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتین ای شقتین وفلقتین فخفی ہذا علی من ...

کہ چاند کا پھٹنا ایکبار کے بعد دوسری بار ہوا اور جو شخص کہ سیرت رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم اور آپکے احوال سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ دو بار چاند کا پھٹنا غلط ہے وہ صرف ایک ہی بار ہوا ہے اور مرتین سے دو دفعہ وقت کی مراد نہین جب یہہ معلوم ہوچکا تو قول خداوندی مین بھی مرتین کے معنی ضعفین کے ہین یعنی دو نکو ثواب دوگنا ملیگا تو ایسے مرتین کا اکٹھا ہونا ایکوقت مین ممکن ہے اگرچہ مرتان فعل مین سے ہون تو انکا اجتماع ایکوقتمین محال ہے اسلئے کہ اکٹھا ہونا دو مثل کا محال ہے اور یہہ نظیر دو حرفونکی جمع ہونیکی ہے ایک آنمین آیا ہے بولنے والے سے صورتمین نہین ہوسکتا کہ طلاقکی دو دفعین ایکدفعہ کے دینے مین اکٹھی ہوجاوین اور اسی جہت سے جو شخص کنکر مارنے مین سات کنکرین لیکر ایک دفعہ ہی پھینکدے تو امام مالک اور اکثر علما اوسکو واجب کا ادا کرنیوالا نہین ٹھہراتے اسلئے کہ یہہ ایکدفعہ پھینکنا ہوا نہ سات بار اور اسبات پر سبکا اتفاق ہے کہ اگر لعان مین مرد یون کہے کہ مین خداتعالی کی چار گواہیون سے گواہی دیتا ہون کہ مین سچا ہون تو یہہ ایک گواہی ہوگی۔ اور اسکی مثل ہے جو حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص ایک روز مین سبحان اللہ وبحمدہ سوبار کہے اوس سے اوسکی خطائین جاتی رہینگی اگرچہ سمندر کی جھاگ کی برابر ہون اور اسیطرح آپکا یہہ ارشاد کہ تسبیح کرتے ہین اللہ کی ہر نماز کے بعد ۳۳ بار اور اسیطرح کی اور نظیرین ہین غرضکہ ان کلمات کو شمار مذکور کے موافق کرنا ضرور ہے

اور انمین لفظ سو بار اور تین تیس بار کا کافی نہین اور اسپر یہہ قول اللہ تعالیٰ کا بھی دلالت کرتا ہی وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ اسلئے کہ
اور جب طلاق دی تمنے عورتونکو پھر پہنچین اپنی عدت کو تو اب نہ روکو انکو کہ نکاح کرلیں اپنے خاوندونسے
یہہ حکم عام ہی ہر ایک طلاق مین جس سے پہلے دو نہو چکی ہون اور اسپر دلالت کرتی ہی
یہہ آیت يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لفظ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ تک کئی
اے نبی جب تم طلاق دو عورتونکو تو انکو طلاق دو ... یا چھوڑدو انکو دستور سے ۱۲
وجہ سے اول یہہ کہ اللہ تعالیٰ نے وہ طلاق دینا مشروع فرمایا جسکے بعد عدت ہو
یعنی مرد ایسی طلاق دے کہ عورتکو اوسکے بعد عدت شروع ہو جاوے چنانچہ حضرت ابن
عمرؓ کی طلاق کی حدیث مین کہ جب اونہون نے اپنی بی بی کو حالت حیض مین طلاق دی
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو رجعت کرنیکے لئے ارشاد فرمایا اور یہی آیت پڑہی
اور ظاہر ہی کہ جو شخص ایک طلاق کے پیچھے دوسری طلاق اوسی طہر مین دیگا تو وہ عدت
کے لئے طلاق دینے والا نہوگا اسلئے کہ عدت تو پہلی طلاق کے بعد سے آچکی تو دوسری
طلاق عدت کے لئے نہوئی اور اسی وجہ سے ایسی طلاق کے دینے کا مجاز نہوگا اور حضرت
ابن عباسؓ نے تین طلاقونکو اکٹھا کرنیکی حرمت پر اللہ تعالیٰ کے ارشاد یعنی عدت سے
پیشتر مین طلاق دینے کو دلیل ٹھہرایا ہی دوسرے یہہ کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانا لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ
مت نکالو انکو انکے
بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ صرف اوس صورت مین ہی کہ طلاق رجعی ہو اور بائن مین رہنے کا
گہروں سے اور وہ بھی نہ نکلین ۱۲
مکان اور نفقہ عورت کیواسطے نہین اپنی صحیح حدیث کے مطابق جسمین کچہہ طعن نہین

ولا يكفي فيه لفظ مائة مرة ولا لفظ ثلاث وثلاثين مرة بل على ذلك أيضا قوله تعالى وإذا طلقتم النساء فبلغن أجلهن فلا تعضلوهن أن ينكحن أزواجهن إذ هو عام في كل طلاق لم يسبق باثنتين وبدل عليه قوله تعالى يا أيها النبي إذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن إلى قوله أو فارقوهن بمعروف من وجوه أحدها أنه إنما شرع أن يطلق لاستقبال العدة فيطلق طلاقا يعقبه شروع في العدة ولما أمر حين طلق ابن عمر امرأته في حيضها أن يراجعها

عليه وآله وسلم بما طلاق امرأته في حيض ... وتلا هذه الآية ولا إشكال أن من أردف الطلقة بأخرى في ذلك الطهر لم يطلق للعدة فإن العدة قد استقبلت من حين الطلقة الأولى وقد استدل ابن عباس على تحريم جمع الثلاث بقوله تعالى فطلقوهن لعدتهن وقبل عدتهن

والثاني قوله لا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن وهذا إنما هو في الطلاق الرجعي فأما البائن فلا سكنى لها ولا نفقة بالسنة الصحيحة التي لا مطعن فيها

نہ اوسکی دلالت مین کچھہ شبہ تو معلوم ہوا کہ یہہ حکم ہر طلاق کا ہی جس سی پہلی دو طلاقین
نگذری ہون اور اسی جہت سی جمہور کا قول ہی کہ عورت ایک طلاق سی بدون عوض کے
بائن نہین ہوتی اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہین کہ مرد اوسکو ایک طلاق سی بائن کر دینے
کا مالک ہی اسلئی کہ رجعت مرد کا حق ہی اوسنی اپنا حق دور کر دیا اور جمہور کہتی ہین
کہ ثبوت رجعت گو مرد کا حق ہی مگر عورت کے حقوق زوجیت کے جو مرد پر ہین اونکو بدون
خلع کرنے اور طلاق کی شمار کامل کرنیکے دور کر دینی کا مالک نہین تیسرے یہہ کہ
اللہ تعالی فرماتا ہی وَتِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ تو جو شخص کہ
(اور یہہ حدین ہین باندھی اللہ کی اور جو کوئی بڑھے اللہ کی حدونسی تو اوسنی برا کیا اپنا)
تین طلاقین ایک ہی بار اکٹھی دیوے وہ اللہ کی حدود سی تجاوز کریگا اور ظالم ہوگا
چوتھی یہہ کہ اللہ تعالی فرماتا ہی لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا اس سی صحابہ رضی
(اوسکو خبر نہین شاید اللہ نیا نکالے اس پیچھے کچھہ کام)
سمجھا کہ امر سی غرض رجعت ہی اور کہا کہ تین طلاق کے بعد کون امر ہوسکتا ہی پانچوین
یہہ کہ اللہ تعالی فرماتا ہی فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ
(پھر جب پہنچین اپنی وعدہ کو تو رکھہ لو انکو دستور سی یا چھوڑ دو انکو دستور سی)
اور یہہ حکم ہر طلاق کا ہی جسکو اللہ تعالی نے مشروع فرمایا ہی مگر اوس صورت مین
کہ اوس سی پہلی دو طلاقین گذر چکین اور رجعت پڑنا حضرت ابن عباسؓ کا اللہ تعالی
کے ارشاد سی یعنی طلاق دو انکو عدت سی پیشتر تین طلاقونکی ایک ساتھہ دینے
کی حرمت مین پہلی گذر چکا اور یہہ صحیح ہی اسواسطے کہ آیت سی جب یہہ معلوم ہوتا ہے

کہ ایک طلاق کے پیچھے دوسری طلاق ایک طہر مین خواہ کئی طہر دنمین رجعت یا عقد
سے پیشتر دینی ممنوع ہی باینوجہ کہ عدت سے پیشتر مین طلاق دینے والا نہوگا تو
اوس سے حرمت جمع کی معلوم ہونی اوسلے اور انسب ہی پہر اللہ تعالی نے طلاق
کو آسان تر طور پر کہ خاوند عورت پر نہایت سہل ہو شروع فرمایا تاکہ بندہ جدائی
پر جلدی نکرے اور اوسکی لئے وقت عدت مین طول کردیا تاکہ جو کچہہ اوس سے زیادتی
ہوگئی ہو اوسکا تدارک رجعت سے کرلے حاصل یہہ کہ مرد کے لئے حیض مین طلاق
دینا مباح نفرمایا اسلئے کہ وہ وقت عورت سے نفرت کرنیکا ہے اور نہ اوس سے صحبت
کرنیکے بعد مباح فرمایا اسلئے کہ اوسوقت عورتکی رغبت سست ہوجاتی ہی توجب
عورتکو ان دونو حالتونمین طلاق دے بیٹہیگا تو غالبًا بعد کو شرمندہ ہوگا اور
اسکی ساتھہ ہی یہہ ہی کہ حیض مین طلاق دینے سے عدت زیادہ ہوجاتی ہی اور جماع کے
بعد طلاق دینے مین ہوسکتا ہی کہ عورتکو اوس سے حمل رہگیا ہو اور مرد اوسکی جدائی
ایسی حالمین نچاہتا ہو اور آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے ان حالتونمین طلاق
دینے کی تاکید فرمائی کہ حضرت عبد الله بن عمر کو اوس طہر مین بھی طلاق دینے سے منع
فرمایا جو اوس حیض کے پاس ہو جسمین طلاق دی تھی اور اونکو رجعت کا حکم فرمایا
یہانتک کہ وہ پاک ہوکر پہر حائض ہو پہر طاہر ہو پہر اگر یہی سمجھہ مین آوے کہ اسکو طلاق

دینا چاہئیے تو طلاق دیدین اور ایسا کرنیمین چند حکمتین ہین ایک یہہ کہ جو طہر
حیض سی متصل ہی وہ اور حیض ایک ہی حیض کے حکم مین ہین تو جب عورتکو اُس
طہر مین طلاق دیگا تو گویا اُس حیض مین دیگا کیونکہ وہ دونو تو متصل ہین دوسرم
یہہ کہ اگر مرد کو عورتکی طلاق کی اجازت اوس طہر مین دیجاوے تو اوسکی یہہ معنی
ہونگی کہ مرد نے طلاق دینی کے لئی رجعت کی اور یہہ بات مقصود رجعت کی خلاف ہے
کہ اوسکا مقصود عورتکو رکھنا اور ہم بستری کا ازسر نو ہونا ہی اور اسیوجہ سے بعینہ
حلالہ کرنیوالیکا نکاح باطل ہی یعنی اللہ تعالی انے نکاح کو عورت کے رکھنی اور عیش
کرنیکی لئی مشروع کیا ہی اور حلالہ کرنیوالا شخص نکاح طلاق دینی کی غرض سی کرتا ہی تو
معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالی کی شرع اور دین کے مخالف ہی سوم یہہ کہ مرد جب اتنی مدت
تک صبر کریگا اور عورت اُن حرکات سی باز آویگی جو اوسکی طلاق کی مقتضی تہین تو مدت
کا زیادہ ہونا ہی اوسکی رہجانے کا سبب پڑیگا - اور یہہ جو وہ کہتی ہین کہ طلاق
دینیوالے نے جس باتکے متفرق کرنیکی اوسکو گنجایش دیگئی تھی اوسکو اکٹھا کر دیا
تو یہہ قول اُلٹا اونہین پر الزام ہی اسلئیکہ اوسکو تو اجازت تفریق کی ساتھ
کرنیکی تھی جب اوسنی اکٹھا کر دیا اوس چیز کو جسکے جدا دینیکا حکم تھا تو اوسنی
خدا تعالی کی حدون سے تجاوز کیا اور مشروع امر کے خلاف کیا اور اوسکی نظیر تہہ نکاح

ری یجمع الاذن فیه متفرقا لا یجمعوا
واللعان وایمان القسامة و
نظیر قیاسکم ان یجمع الصلوات
الموقتة ویصلیها فی وقت
واحد لانه جمع ما امر بتفریقه
یصنعه کثیر من العامة
محتجین بمثل ذلک فصل ان
واشتبه علی بعضهم المسائل الاخر وان هذا
حدیث واحد عارضته احادیث کثیرة
صحیحة منها ما فی الصحیحین عن فاطمة بنت قیس
ان ابا حفص بن المغیرة طلقها البتة
وهو غائب فارسل الیها وکیله بشعیر فسخطته فجاءت
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فذکرت
له ذلک فقال لیس لک علیه نفقة وجاء
تفسیر البتة فی الصحیح انه طلقها ثلاثا
فلم یجعل لها النبی صلی الله علیه وآله و
سلم سکنی ولا نفقة وفی المسند ان هذه
الثلاث کانت جمیعا وفی حدیث
الشعبی ان فاطمة اخرجت
من دار وجاءت النبی صلی الله علیه
وآله وسلم انما اخرجها اخوها الی ان
النفقة فقال ما لک
ولابنة قیس قال یا رسول
الله ان اخی طلقها ثلاثا

پہینکنا ہی کہ اونکو جدا کرکے پہینکنے کی اجازت ہی نہ اکٹہا پہینکنے کی اور نیز لعان
اور قسامہ کی سوگندین ہین اور تمہاری قیاس کی نظیر تو یہہ ہی کہ جن نمازونکا علحدہ
علحدہ وقت مقرر ہی اونکو اکٹہا کرکے ایکوقت مین پڑہ لے اسلئی کہ اِسصورتمین بہی جسبر
باتکی تفریق کا حکم تہا اوسکو اکٹہا کرنا ہی چنانچہ اکثر عوام ایسی ہی حجتون سی یہہ
کیا ہی کرتے ہین **فصل** اور بعض لوگون نے اور راہ اختیار کی ہی وہ یہہ ہے کہ یہ حدیث
ایک ہی اسکی مقابل بہت سی صحیح حدیثین ہین اوّل حدیث صحیحین مین فاطمہ بنت قیس کی
ہی کہ ابو حفص بن مغیرہ نے اوسکو طلاق البتہ دی اور وہ وہان نہ تہا اپنی وکیل کو
خبر کرنیکے لئی فاطمہ کے پاس بہیجا وہ ناخوش ہوئی اور رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم
کی خدمتمین آئی اور ماجرا عرض کیا تو آپنے فرمایا کہ تیرا نفقہ اوسپر نہین ہی اور تفسیر
البتہ کی حدیث صحیح مین آئی ہی کہ ابو حفص نے اوسکو تین طلاقین دی تہین اسیلئے
آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے اُس عورت کیواسطی رہنی کا مکان اور نفقہ کچہہ نہ ٹہرایا
اور مسند مین ہی کہ تین طلاقین اکٹہی تہین چنانچہ حدیث شعبی مین ہی کہ فاطمہ کو جب
اوسکی شوہر کے بہائی نے گہر مین سی نکالدیا اور نفقہ ندیا تو اوسنے آنحضرت صلی الله
علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اوسپر نالش کی آپنے اوس مرد سے فرمایا کہ تو قیس کی بیٹی کو
کیون ستاتا ہی اوسنے عرض کیا کہ یا رسول الله میری بہائی نے اسکو تین طلاقین

اکٹھی دی ہین اور باقی حدیث کو ذکر کیا ہی حدیث دوم صحیحین مین حضرت عائشہ رض
سے ہی کہ ایک مرد نے اپنی بی بی کو تین طلاقین دین اور اوسنے دوسری مرد سے
نکاح کیا اور اوسنی بھی طلاق دی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کسینے پوچھا
کہ وہ عورت شوہر اول پر حلال ہی آپنے فرمایا نہین جبتک کہ دوسرا شوہر اوسکا مزا
نہ چکھے جیسے اول نے چکھا اور وجہ دلیل کی اس حدیث سی یہہ ہی کہ آپ نے
سائل سی تفصیل نہین پوچھی کہ تین طلاقین اکٹھی دی تہین یا جدا جدا اور اگر جواب
مختلف ہوتا تو تفصیل پوچھنی ضروری تھی حدیث سوم وہ ہی جسپر امام شافعیؒ نے
لعان کے قصہ مین اعتماد کیا ہی کہ عویمر عجلانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر
ہوا اور عرض کیا کہ جس صورتمین ایک مرد اپنی بی بی کے ساتھہ دوسرے شخص کو پاوی تو ارشاد
فرمائیے کہ شوہر اوس مرد اجنبی کو مار ڈالے اور لوگ شوہر کو مار ڈالین یا کسطرح کری
پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے اور تیری زوجہ کے بابمین حکم
اوتر چکا ہی جا کر اوسکو لے آ سہل کہتے ہین کہ اُن دونوں نے باہم لعان کیا اور مین
لوگونکے ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا جب وہ لعان سی فارغ ہوئے
تو عویمر نے کہا کہ یا رسول اللہ مین اس عورتکو اگر اب رکھونگا تو لازم آویگا کہ مین نے
اسپر جھوٹھہ لگایا ہی پہر اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سی پہلی ہی

بين يدي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال الزهري وكانت سنة المتلاعنين متفق عليه قال الشافعي فقد أقره رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على الطلاق ثلاثا فلو كان حراما

ومنها حديث محمود بن لبيد عند النسائي أخبر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعا فقام غضبان ثم قال أيلعب بكتاب الله وأنا بين

تین طلاقین دیدین زہری کہتی ہین کہ اسی جہت سی یہہ قسم طلاق کی لعان والون
کی سنت ٹھہری یہہ حدیث بخاری اور مسلم دونو مین ہی امام شافعی فرماتے ہین کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عویمر کو تین طلاق دینی پر ثابت رکہا اِس سی معلوم ہوتا ہی کہ
یہہ طلاق حرام نہین چوتھی نسائی کے نزدیک محمود بن لبید کی حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو ایکمرد کی خبر دیگئی کہ اوسنی اپنی بی بی کو تین طلاقین ایک ساتھہ دین
آپ غضبناک ہوکر اوٹھی پہر فرمایا کہ کیا کہیل کیا جاتا ہی اللہ کی کتاب سی حالانکہ مین
تم مین موجود ہون یہانتک کہ ایک شخص کہڑا ہوا اور عرضکیا کہ یا رسول اللہ کیا اوسکو
مین مار ڈالون اور یہہ نکہا کہ اوسپر ایک طلاق نہ پڑی بلکہ ظاہر یہی ہی کہ تینون طلاقونکو
مرد کے حق مین درست رکہا اِسلئی کہ عورت اگر اوسکی زوجہ رہتی اور ایک طلاق نہ
پڑتی تو آپ اُس سی بیان فرما دیتی کیونکہ اوسنی تو تین طلاقین اِسی نظر سی دی تہین
کہ اونکی ہو جانیکا اعتقاد رکہتا تہا اگر وہ طلاقین لازم نہوتین توآپ فرما دیتی کہ عورت
مذکور ابہی تک تیری زوجہ ہی اور حاجت کیوقت بیان مین تاخیر کرنی درست نہین
پانچوین وہ حدیث کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے رکانہ سی روایت کی ہی کہ اوسنی اپنی
زوجہ کو طلاق البتہ دی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا آپنی پوچہا
کہ تیری نیت اِس لفظ سی کیا تہی اوسنی عرضکیا کہ ایک طلاق کی تہی آپ نے فرمایا

ثلاث طلاقات بيان

أظهركم حتى قام رجل فقال يا رسول الله ألا أقتله ولم ينقل أنه لم ينفذ عليه واحدة بل الظاهر أنه أجازها عليه إذ لو كانت زوجته واحدة لبين له ذلك لأنه إنما طلقها ثلاثا يعتقد لزومها فلو لم تلزمه لقال هي واحدة فبعد وتأخير البيان عن وقت الحاجة لا يجوز ومنها ما رواه أبو داود وابن ماجه عن ركانة أنه طلق امرأته البتة فأتى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال ما أردت قال واحدة قال

کہ بخدا تو نے ایک ہی کی نیت کی تھی اوسنے کہا بخدا مین نے ایک ہی کی نیت کی تہی
اور اس روایت کو ترمذی نے روایت کیا ہی اور اوسمین رکانہ سی یون ہی کہ مینی
اپنی بی بی کو طلاق البتہ دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کیا نیت کی
مین نے عرضکیا کہ ایک آپ نے فرمایا کہ بخدا مین نے کہا بخدا آپ نے فرمایا کہ یہہ وہی
ہی جو تو نے چاہا ابو داؤد کہتے ہین کہ یہہ حدیث ابن جریج کی حدیث سی صحیح تر ہے
جسمین یہہ ہی کہ رکانہ نے اپنی زوجہ کو تین طلاقین دین اور ابن ماجہ کہتے ہین کہ مین نے
ابو الحسن علی بن محمد طنافسی سی سُنا ہی کہ فرماتے تھے کہ یہہ حدیث بہت اعلی واشرف
ہی اور ابو عبد اللہ ابن ماجہ ہی کا قول ہی کہ اس حدیث کو ابو عبید نے صاف چھوڑ دیا اور احمدؒ
نے اسکی روایت پر ہمت نکی اور دلیل ہونیکی وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے رکانہ کو قسم دلائی کہ اوس سی ایک ہی طلاق کی نیت کی تہی اس سی یہہ معلوم ہوتا
ہی کہ اگر وہ اوس سی زیادہ کی نیت کر لیتا تو آپ اوسیقدر اوسپر لازم فرماتے اور
اگر طلاق البتہ صرف ایک ہی ہوا کرتی تو خواہ اوس سی ایک کی نیت کرے خواہ زیادہ کی
کچھہ فرق دونو صورتون مین نہوتا اور چونکہ لفظ کنایہ مین ایک سی زیادہ کا وجود ہی تو جب
صاف صاف تصریح تین کی کر دیگا تب کیون نہوگا چھٹی وہ ہی جو دار قطنی نے حماد بن
زید کی حدیث روایت کی ہی کہ حدیث کی ہم سی عبد العزیز بن صہیب نے فرمایا کہ سُنا مینے

الله ما اردت بها الا واحدة فقال الله ما اردت بها الا واحدة فردها اليه واحدة ثم روى ابن ماجه هذا الحديث وقد روي ان طلقت امرأتي البتة فقال ما اردت بها قالت واحدة قال الله قلت والله قال فهو ما اردت قال ابو داود هذا اصح من حديث ابن جريج ان ركانة طلق امرأته ثلاثا وقال ابن ماجه سمعت ابا الحسن علي بن محمد الطنافسي يقول ما اشرف هذا الحديث قال ابو عبد الله ابن ماجه ابو عبيد تركه واحمد يجبن عنه ووجه الدلالة انه حلفه على انه لو اراد بها الا واحدة من واحدة لالزمه ذلك ولو كانت واحدة مطلقا لم يفترق الحال بين ان يريد واحدة او اكثر واذا كان هذا في الكناية فكيف بالطلاق الصريح اذا صرح فيه بالثلاث وقد روى الدار قطني من حديث حماد بن زيد حدثنا عبد العزيز بن صهيب عن

انس قال سمعت انس ابن مالك يقول سمعت معاذ بن جبل يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول يا معاذ من طلق للبدعة واحدة او ثنتين او ثلثا الزمناه بدعته وفيها ايضا رواه الدارقطني من حديث ابراهيم بن عبيد الله بن عبادة بن الصامت عن ابيه عن جده قال طلق بعض ابائي امرأته البتة فانطلق بنوه الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقالوا يا رسول الله ان ابانا طلق امنا الفا فهل له من مخرج فقال ان اباكم لم يتق الله فيجعل له من مخرجا بانت منه بثلث على غير السنة وتسعمائة وسبعة وتسعون اثم في عنقه وفيها ايضا رواه الدارقطني ايضا من حديث زاذان عن علي سمع النبي صلى الله عليه وآله رجلا طلق البتة فغضب وقال تتخذون آيات الله هزوا او لعبا من طلق البتة الزمناه ثلثا لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره وفيها ايضا رواه الدارقطني من حديث الحسن البصري قال

انس بن مالک سے اور وہ فرماتے ہین کہ سُنا مین نے معاذ بن جبل رضہ سے وہ فرماتے ہین کہ سُنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اے معاذ جو شخص بدعت کی ایک طلاق یا دو یا تین دیگا تو اوسکی بدعت ہم اوسپر لازم کرینگے ساتوین وہ حدیث ہے کہ دارقطنی نے ابراہیم بن عبید اللہ بن عبادہ بن صامت کی حدیث سے روایت کی ہے کہ ابراہیم اپنے باپ سے اور وہ اونکے دادے سے روایت کرتے ہین کہ اونکے دادون مین سے کسی نے اپنی زوجہ کو طلاق البتہ دی اوسکی اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے باپنے اپنی بی بی کو ہزار طلاقین دین اوسکے واسطے کوئی نکلنے کی تدبیر ہے آپ نے فرمایا کہ تمہارے باپنے خدا کا خوف نہین کیا کہ اوسکے لئے نکلنے کی راہ کرتا عورت تین طلاقون سے سنت کے خلاف طور پر اوس سے جدا ہوئی اور نوسو ستانوے طلاقونکا گناہ اوسکی گردن مین رہا آٹھوین وہ حدیث ہے جسکو دارقطنی ہی نے زاذان سے اور اونسے حضرت علی رضہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو سُنا کہ اوسنے طلاق البتہ دی ہے آپ غصہ ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالی کی آیتونکو کھیل اور ہنسی بناتے ہین جو کوئی طلاق البتہ دیگا ہم اوسکو ذمے تین لازم کر دینگے پھر اوسکو وہ عورت جائز نہو جبتک دوسرے مرد سے نکاح نکرلے نوین حدیث حسن بصری کی ہے جو دارقطنی نے روایت کی ہے کہ حسن نے فرمایا کہ حدیث کی

عن عبد الله ابن عمر انه طلق امرأته وهي حائض ثم اراد ان يتبعها بطلقتين آخرتين عند القرئين فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم فقال يا ابن عمر ما هكذا امرك الله انك قد اخطأت السنة والسنة ان تستقبل الطهر فتطلق عند كل قرء قال فقلت يا رسول الله ارأيت لو طلقتها ثلاثا اكان يحل لي ان اراجعها قال لا كانت تبين منك وتكون معصية رواه ابو داود والنسائي عن حماد بن زيد قال قلت لايوب هل علمت احدا قال في امرك بيدك انها ثلاث غير الحسن قال لا ثم قال اللهم غفرا الا ما حدثني قتادة عن كثير مولى سمرة عن ابي سلمة عن ابي هريرة قال ثلاث يعني جدهن جد وهزلهن جد النكاح و الطلاق والرجعة قال قتادة كثير فسألته فلم يعرفه فرجعت الى قتادة فاخبرته فقال نسي رواه الترمذي وقال

تین طلاق کا بیان ۱۴

ہمسی عبد اللہ بن عمر رضہ نے کہ اونہون نے اپنی بی بی کو حالت حیض مین طلاق دی پہر یہہ چاہا کہ دو طہرونمین دو طلاقین اور دین یہہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پونہچی آپنے فرمایا کہ ای عمر کے بیٹے اللہ تعالے نے تجکو اسطرح حکم نہین کیا تو سنت کو چوک گیا اور سنت یہہ ہی کہ انتظار کری تو طہر کا پہر اوسوقت طلاق دے خواہ روک رکہی حضرت ابن عمر رضنے عرضکیا کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے کہ اگر مین اوسکو تین طلاقین دیدیتا تو بہلا درست تہا کہ مین اوس سی رجعت کرلون آپنے فرمایا کہ نہین وہ تجہہ سی جدا ہوجاتی اور یہہ حرکت گناہ ہوتی وشوین وہ حدیث جو ابو داؤد اور نسائی نے حماد بن زید سی روایت کی ہی کہ مینے ایوب سی پوچہا کہ تم سوا حسن کے اور کسیکو جانتی ہو جسنے تین طلاق اس صورتکو کہا ہو کہ اپنی عورت سی کہدی کہ تیرا معاملہ تیری ہاتھہ مین ہی ایوبنے کہا کہ نہین پہر کہا کہ الہی تو بخش دی مگر مجہہ سے حدیث کی قتادہ نے کثیر مولی سمرہ سی اور اوسنی ابی سلمہ سی اور اوسنی ابوہریرہ رضسے فرمایا کہ تین چیزین ایسی ہین کہ نادانستہ کرنا اونکا دانستہ کرنا ہی اور ہنسی سی اونکو بجالانا بھی دانستہ کرنا ہی ایک نکاح ہی دوم طلاق سوم رجعت ایوب کہتی ہین کہ پہر مین کثیر سی ملا اور اس حدیث کو پوچہا اوسنے نہ پہچانا پہر مین قتادہ کی پاس آیا اور اون سی ماجرا کہا اونہون نے فرمایا کہ کثیر بہول گیا روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ

کہ ہم نہین پہچانتے اوسکو مگر سلیمن بن حرب کی حدیث سی جو حماد بن زید سی مروی ہی اور
ان دونو کا ثقہ اور معتبر ہونا کافی ہے گیارہوین وہ حدیث جو بیہقی نے سوید بن
عفلہ سی اور اوسنی امام حسنؓ سی روایت کی ہی کہ انہون نے عائشہ خثعمیہ کو تین
طلاقین دین پہر کہا کہ اگر مین اپنے نانا سی نہ سنتا یا یون کہا کہ میرے باپ نے مجہہ سی حدیث
کی کہ اونہون نے میرے نانا سی سُنا کہ فرماتے تہی جو شخص اپنی بی بی کو تین طلاقین
تین طہرونمین دی یا تین طلاق مبہم دی تو وہ اوسپر بدون دوسرے مرد سی نکاح کیے
حلال نہوگی تو مین عائشہ خثعمیہ سی رجعت کرلیتا- تو یہہ اتنی حدیثین ہین اور اکثر
انمین کی ابو صہبا اور ابن جریج کی حدیث سی جو بروایت عکرمہ حضرت ابن عباسؓ
سی مروی ہی صحیح تر ہین اسلئے انکا مقدم کرنا واجب ہی خصوصاً امام احمدؒ کی قاعدہ پر کہ
وہ چند احادیث کو تعارض کیوقت تنہا حدیث پر مقدم کرتے ہین اگرچہ حدیث تنہا
صحیح ہو چنانچہ اونہون نے دو روایتونمین سی ایک مین حدیث برتنون کی حرمت کی
بریدہ کی حدیث پر مقدم کی اسوجہ سی کہ حرمت کی حدیث بہت اور متعدد ہی اور بریدہ
کی حدیث اُن ظروف کی مباح ہونے مین فرد اور صحیح ہے اسلئے کہ اوسمین یہہ ارشاد ہے
کہ مین نے تمکو برتنونمین نبیذ بنانے سے منع کیا تہا پس اب پیو جن مین تم چاہو مگر نشہ آور
چیز مت پیو باوجودیکہ یہہ حدیث صحیح ہی تردد کی اوسکو مسلم نے اور انمین کوئی رو

حديث سويد بن عفلة عن الحسن انه طلق عائشة الخثعمية ثلاثا ثم قال لولا اني سمعت جدي او حدثني ابي انه سمع جدي يقول ايما رجل طلق امرأته ثلاثا عند الاقراء او ثلاثا مبهمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره لراجعتها

ولا يعرف له علة فقال
الآخرون عن الجواب عن
حديث فاطمة بنت قيس
ان الثلاث المذكورة
فيه لم يكن
مجموعة بل كان ان فارقها
طلقها طلقتين قبل الثلاث
طلقها آخر الثلاث هكذا جاء
ثم طلقها مفصلا وروى مسلم عن عبيد الله
مصرحا به في الصحيح ابن عبد الله بن عتبة ان ابا عمرو بن حفص بن المغيرة
خرج مع علي بن ابي طالب فارسل الى امرأته فاطمة
بنت قيس بتطليقة كانت بقيت من طلاقها وامر لها
الحارث بن هشام وعياش بن ابي
ربيعة بنفقة فقالا لها والله ما لك
نفقة الا ان تكوني حاملا فأتت النبي
صلى الله عليه وآله وسلم
فذكرت له قولهما فقال لا نفقة
لك وساق الحديث بطوله
فهذا المفسر يبين المجمل
في قوله طلقها ثلاثا وفي
احدى روايات ابي داود وغيرها
بلفظ طلقها آخر ثلاث
تطليقات وفي بعض الروايات
بمجموعها الفاظ طلقها ثلاثا

بیان تین طلاق ۱۲

بھی معلوم نہین ہوتا **اب** فرقہ ثانی ان حدیثونکا جواب یون دیتی ہین کہ حدیث فاطمہ بنت قیس کا تو یہہ جواب ہے کہ تین طلاقین جو اوسمین مذکور ہین وہ ایک ساتہہ نہ تہین بلکہ اوسکے شوہر نے دو طلاقین اوسکو پہلے دی لی تہین پہر تیسری طلاق دی تہی چنانچہ یہہ مضمون اسیطرح روایت صحیح مین مصرح مذکور ہی دیکہو مسلم روایت کرتے ہین عبید الله بن عبد الله بن عتبہ سی کہ ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ حضرت علی مرتضی رضؓ کے ساتہہ یمن کو گیا اور وہان سی قاصد فاطمہ بنت قیس کے پاس ایک طلاق لیکر بھیجا جو فاطمہ کی طلاق مین سی باقی تہی اور حارث بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ سی اوسکے نفقہ کے لئی کہدیا اون دونونے فاطمہ سے کہا کہ بخدا تجکو نفقہ نہین پونہچتا مگر اس صورت مین کہ تو حمل سے ہو وہ عورت آنحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور حارث و عیاش کا قول آپ کی خدمت مین بیانکیا پس آپ نے فرمایا کہ تیری لئی نفقہ نہین اور حدیث کو طوالت کے ساتہہ ذکر کیا غرضکہ یہہ حدیث تفسیر کرنیوالی اوس قول مجمل کا بیان کرتی ہی جو حدیث فاطمہ مین تہا کہ تین طلاقین دین اور ابو داود کی روایتون مین سے ایک مین جو فاطمہ سی مروی ہی یہہ عبارت ہی کہ طلاق دی اوسکو تین طلاقون مین سے پچہلی اور یہہ حدیث پانچ جملون سی مروی ہی اول تین طلاقین اوسکو دین

دوم اسکو طلاق البتہ دی سوم تین طلاقوں مین سی پچھلی طلاق اوسکو دی چہارم اوسکے پاس قاصد کو ایک طلاق لیکر بھیجا جو اوسکی طلاق مین سی رہگئی تھی پنجم اوسکو تین طلاقین ایک ساتھہ دین اور اس پانچوین جملہ کو صرف مجالد نے شعبی سی روایت کیا ہی اگر بالفرض یہہ صحیح بھی ہو تو مراد یہہ ہی کہ تین طلاقین اوسپر ہوگئین یہہ کہ تین اکٹھی ہی پڑین کیونکہ جب تین طلاقوں مین سی پچھلی طلاق اوسکو دی تو یہہ کہنا درست ہوا کہ اوسنے اوسکو تینوں سا فین سب دیدین اسلئے کہ جمیعًا کی لفظ سی عدد کی تاکید مراد ہوا کرتی ہی نہ ایک آنمین سبکا اکٹھا ہونا جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا (اور اگر تیرا رب چاہتا یقین ہی لاتے جتنے لوگ زمین میں آ ساری ہین تمام) علاوہ ازین جو لوگ ہم سی اس مسئلہ مین نزاع کرتے ہین اونمین سی اکثر اس حدیث کی خلاف کرتے ہین اور اوسپر عمل نہین کرتے مثلاً عورت جدا کی ہوئی کے لئی نفقہ اور رہنی کا مکان واجب کہتی ہین اس حدیث کیطرف متوجہ نہین ہوتے نہ اسپر عمل کرین اور یہہ قول امام اعظم اور اون کے اصحاب کا ہے اور امام شافعی اور امام مالک نے ایسی عورتکی لئی رہنی کا مکان تجویز کیا ہی حالانکہ حدیث مین تصریح ہی کہ عورت کی لئی نہ خرچ ہی نہ رہنی کا مکان اور ہم اس حدیث پر عمل کیا اور اوسمین سی کسی باتکا خلاف نہین کیا جو اوسکی خلاف کرے اوسکو عذر کرنیکی حاجت ہی اور حدیث حضرت عایشہ رض کی کہ ایکمرد نے اپنی

طلق امرأته ثلاثا أتحتسب
فلا يبين فيه أنه طلقها ثلاثا ثلاثا
نعم واحدة فلانه خالف
احتاج ثم السائب فيه
وقوله لم يستفصل
جوابه أن الحال قد كان
عندهم معلوما أن الثلاث
ثلاثا واحدة لا بعد واحدة
إنما يكون [illegible] ثلاثا وتبين
لا ينقص عن [illegible]
فيه أمر الكلام على [illegible] فأما ما اعتمد
[illegible] كما بيناه **فصل** وأما ما اعتمد
عليه الشافعي من طلاق الملاعن ثلاثا
بين يدي النبي صلى الله عليه وآله وسلم فلا دليل
فيه لأن الملاعنة قد حرمت عليه
فما زاد الطلاق الثلاث هذا التحريم
الذي هو مقصود اللعان إلا تأكيدا
وقوة وهذا جواب شيخنا ابن تيمية رحمه الله
وكذا قال ابن المنذر إنما وقع الطلاق على الأجنبية
علم الزوج ذلك أو لم يعلم فالأجنبية
عند من يرى أن الفرقة تقع
بالتعان الزوج كالشافعي [illegible]
أن الفرقة إنما تقع بالتعان الزوج
وهي لا كما يقول الشافعي أو بالتعانهما
كما يقول أحمد أو يتوقف على تفريق الحاكم
هو بينهما تفريقا محرما عليه مؤبدا

بی بی کو تین طلاقین دین آخر تک اوسکا جواب یہہ ہی کہ اوسمین یہہ مذکور نہین کہ
تین طلاقین عورتکو ایک ہی بولی مین دین تو جو بات کہ حدیث مین نہین اوسکو
حدیث مین داخل نکرو اور یہہ جو کہتی ہو کہ آپ نے تفصیل نہ پوچھی تو اوسکا جواب یہہ ہے
کہ لوگونکو حال معلوم تہا کہ تین طلاقین اوسی صورتمین تین ہوتی ہین کہ ایک کی بعد
ایک ہو تو معلوم ہوا کہ کلام لغت اور شرع اور عرف کی موافق تہا جیسے ہمنی بیانکیا-
اور امام شافعیؒ نے جسپر اعتماد کیا ہی یعنی لعان والے کا تین طلاق دینا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنی تو اوس سی کوئی دلیل تمہاری مفید نہین اسواسطی کہ خود
لعان نے ہمیشہ کی لئی عورتکو حرام کر دیا تو تین طلاقون نے اوسی حرمت کی تاکید اور
قوت زیادہ کر دی جو لعان کا مقصود ہی اور یہہ جواب ہمارے شیخ ابن تیمیہؒ کا ہی
اور ایسا ہی ابن منذر نے فرمایا ہی کہ طلاق اجنبیہ ہی پر ہوئی خاوند اوسکا اجنبی ہونا
جانے یا نجانے غرضکہ جن لوگونکا مذہب یہہ ہی کہ جدائی خاوند کی لعنت کرنے سے
ہو جاتی ہی مثل امام شافعی کی اونکی نزدیک یہہ طلاق صحیح نہین ہو سکتی مگر تحقیق یہہ ہے
کہ جدائی یا تو صرف خاوند کی لعنت کرنیسے ہو جاتی ہی جیسی شافعیؒ فرماتے ہین یا
دونو کی لعنت کرنیسے ہوتی ہی جیسے احمدؒ کہتی ہین یا حاکم کے جدا کرنے پر موقوف رہتی
ہی یعنی حاکم اون دونو مین سو جدائی کر دیتا ہی جس سے وہ عورت مرد پر ہمیشہ کو حرام

ہو جاتی ہی پس تین طلاقون سے اسی حرمت کی تاکید کی جو لعان کی نہایت اور شارع
کا مقصود ہی تو اس طلاق مین بدون لعان کی طلاق کیسے ملجاویگی انمین تو فرق
بہت بڑا ہی اور تین طلاق دینے والیکے قصہ مین جو حدیث محمود بن لبید کی ہی اسکو
حجت کرنی حقیقت کو الٹ دینا ہی کہ جو دلیل بڑی سے بڑی حرمت کی ہی اوسکو جواز مین
پیش کرتے ہو یہہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیسے گمان ہو سکتا ہی کہ آپنے اوس
شخص کے عمل کو جائز رکہا جسنے خدا تعالی کی کتاب سے ٹھٹہا کیا اور رکانہ کی حدیث
کہ اوسنے اپنی بی بی کو طلاق البتہ دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے
قسم لی کہ اس طلاق سے اوسنے صرف ایک ہی ارادہ کی تہی تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ حدیث
صحیح نہین ابن جوزی نے کتاب العلل مین کہا ہی کہ یہہ کچہہ نہین اور خلال نے علل مین
اثرم سے روایت کی ہی کہ مین نے ابو عبد اللہ سے حدیث رکانہ کا ذکر طلاق البتہ مین کیا
اونہون نے اس حدیث کو ضعیف کہا اور فرمایا کہ تین کو ایک اوسکی نیت کے سبب کر دیا
تہا اور ہمارے شیخ نے فرمایا ہی کہ بڑے امام جو حدیثونکی علتین جانتے ہین مثل امام احمد
اور بخاری اور ابو عبید وغیرہ سب نے رکانہ کی حدیث البتہ کو ضعیف کہا ہی اسیطرح ابو محمد
بن حزم نے ضعیف کہا اور سبہون نے کہا ہی کہ اس حدیث کے راوی مجہول ہین کہ اونکا
عادل ہونا اور حدیث کو یاد رکہنا معروف نہین اور امام احمد نے فرمایا ہی کہ

حديث ركانة انه طلق امرأته البتة ثابت ولكن النبي فان قيل قال ابو داود ان حديث البتة اصح من حديث ابن جريج ان ركانة طلق امرأته ثلاثا قلنا اجاب شيخنا بان ابا داود انما رجح حديث البتة على حديث ابن جريج لانه رواه من طريق فيها مجهول قال ثنا احمد بن صالح ثنا عبد الرزاق عن ابن جريج اخبرني بعض ولد ابي رافع عن عكرمة عن ابن عباس بالحديث ولم يروه ولكن حديث ابن اسحاق رواه احمد في مسنده عن ابراهيم بن سعد حدثني ابي عن محمد بن اسحق حدثني داود بن حصين عن عكرمة عن ابن عباس طلق ركانة امرأته ثلاثا في مجلس واحد فلذا رجح ابو داود حديث البتة ولم يتعرض لهذا الحديث ولا رواه في سننه ولا ريب انه اصح من الحديثين وحديث ابن جريج شاهد له وعاضد فاذا انضم حديث ابي الصهباء الى حديث ابن اسحاق الى

رکانہ کی حدیث کہ اپنی بی بی کو طلاق البتہ اوسنے دی ثابت نہین ہوتی اور کچہہ بہی نہین
پس اگر کہا جاوے کہ ابو داؤد نے کہا ہی کہ حدیث البتہ ابن جریج کی حدیث کی نسبت کر
صحیح تر ہی جسمین یہہ ہے کہ رکانہ نے اپنی بی بی کو تین طلاقین دین تو ہم کہین گے کہ اسکا
جواب ہمارے شیخ نے یہہ دیا ہی کہ ابو داؤد نے جو حدیث البتہ کو ابن جریج کی حدیث
پر ترجیح دی تو اسلئے کہ اونہون نے حدیث ابن جریج کی ایسے طریق سے روایت کی جسمین
ایک راوی مجہول ہی یعنی یون کہا کہ حدیث کہی ہمسے احمد بن صالح نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے عبد الرزاق نے ابن جریج سے کہا کہ خبر دی مجکو بعض اولاد ابو رافع نے
عکرمہ سے اونہون نے ابن عباس رض سے آخر حدیث تک اور وہ روایت نہین لکہی
جسکو امام احمد نے اپنی مسند مین ابراہیم بن سعد سے روایت کی ہی ابراہیم کہتے
ہین کہ حدیث کی مجہہ سے میرے باپ نے محمد بن اسحاق سے کہا کہ حدیث کی ہم سے
داؤد بن حصین نے عکرمہ سے اونہون نے ابن عباس رض سے کہ رکانہ نے اپنی بیبی
کو تین طلاقین ایک مجلس مین دین اسوجہ سے ابو داؤد نے حدیث البتہ کو ترجیح دی
اور اس حدیث کے درپے نہوئے نہ اپنی سنن مین اوسکو روایت کیا حالانکہ اسمین
کچہہ شک نہین کہ حدیث ابن اسحق کی دونو حدیثون سے صحیح تر ہی اور حدیث ابن جریج
کی اوسکی شاہد اور مددگار ہے پس جب ابو صہبا کی حدیث ابن اسحاق کی

حدیث اور ابن جریج کی حدیث مین ملاؤ اور اُن کی روایت کے مقامات کی اختلاف اور طریقونکے دور ہونے پر لحاظ کرو تو یہہ معلوم ہوگا کہ یہہ مجموعہ حدیث البسملہ کر بیشک قوی تر ہی اور جو شخص حدیثونکی بو سونگھتا ہی گو دورسے ہی ہو وہ ممکن نہین کہ اس امر مین شک کرے پہر ایسی حدیث جسکو اماموننے ضعیف کہا ہوا اور اوسکے راوی گمنام ہون ان احادیث پر کیسے مقدم ہوسکتی ہی اور حدیث معاذ بن جبل کا جواب یہہ ہی کہ اوسکی اسناد مین اسماعیل بن امیہ دارم ہی اوس حدیث کو حماد سے راوی ہی دارقطنی نے اوس حدیث کی روایت کے بعد کہا ہی کہ اسماعیل بن امیہ کی حدیث متروک ہی اور حدیث عبادۃ بن صامت کی جو دارقطنی نے روایت کی ہی اوسکی روایت کے بعد کہا ہی کہ اسکی راوی گمنام اور ضعیف ہین بجز ہمارے شیخ اور ابن عبد الباقی کے اور حدیث زاذان کی حضرت علی رضہ سے اوسکا راوی اسماعیل بن امیہ قرشی ہی دارقطنی نے کہا ہی کہ یہہ اسماعیل بن امیہ کوفی ہی اور حدیث کے بابمین ضعیف ہی — مین کہتا ہون کہ اس حدیث کی اسناد مین گمنام اور ضعیف لوگ ہین اور حدیث حسن کی حضرت ابن عمر رضہ سے وہ ان ضعیف حدیثون مین سے بڑہ چڑہ کر ہے دارقطنی کہتے ہین کہ حدیث کی ہمسے محمد بن عبد الحافظ نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن شاذان جوہری نے کہا حدیث کی ہم سے یعلی بن منصور نے کہا حدیث کی ہمسے شعیب بن

معاذ بن جبل ففي اسناده اسماعيل بن ابية الدارقطني بعد روايته عن حماد قال الدارقطني اسماعيل بن ابية واسماعيل بن ابية متروك الحديث

فصل واما حديث عبادة بن الصامت الذي رواه الدارقطني فقال عقيب اخراجه رواته مجهولون وضعفاء شيخنا وابن عبد الباقي

فصل واما حديث زاذان عن علي ففي اسناده اسمعيل بن ابية القرشي قال الدارقطني اسمعيل بن ابية كوفي هذا الحديث ضعيف قلت وفي اسناده مجاهيل وضعفاء

فصل واما حديث الحسن عن ابن عمر فيه امثال هذه الاحاديث الضعيفة قال الدارقطني حدثنا عبد الحافظ ثنا محمد بن شاذان الجوهري ثنا معلى بن منصور ثنا شعيب بن

رزیق نے کہ عطاء خراسانی نے اونسے حدیث کی حسنؓ سے فرمایا کہ حدیث کی
ہمسے عبداللہ بن عمرؓ نے پہر حدیث کو بیان کیا اور شعیب راوی کو دار قطنی نے ثقہ کہا
ہی اور ابو الفتح ازدی نے کہا کہ اوسمین کچھہ ضعف ہی اور بیہقی نے بھی اس حدیث
کو روایت کیا ہی اور کہا ہی کہ یہہ زیادتیان اسمین صرف شعیب نے کی ہین اور لوگون
نے اوسکی باتمین کلام کیا ہی انتہی اور اسمین شک نہین کہ حدیث ابن عمر کو بہت سے
ثقون معتبر اور اماموں نے روایت کیا ہی مگر کسی نے اونمین سے وہ باتین یقینا نہین
لکھین جو شعیب بیان کرتا ہی اور اسی جہت سی اوسکی حدیث کوئی صحیح اور سنن والا نہین
روایت کرتا اور حدیث کثیر مولی سمرہ کی ابی سلمہ سی ابو ہریرہؓ سی تو اوسکو خود
کثیر نے انکار کیا جب اوس سے اُس حدیث کا حال پوچھا گیا اور کثیر جیسے شخص کا بہولجانا
بعید از عقل معلوم ہوتا ہی اور بیہقی نے اوسمین علت لگائی ہی اور کہا ہی کہ کثیر کی
معرفت اتنی ثابت نہین ہوئی جو موجب حجت لانیکی اوسکی روایت سی ہو اور خصوص
ایسی صورتمین کہ تمام لوگونکا قول اوسکی روایت کی خلاف ہو اور عبدالحق نے
اپنی احکام مین اور ابن حزم نے اپنی کتابمین اوسکو ضعیف بتایا ہی اور حدیث
سوید بن عقلہ کی حضرت امام حسنؓ سے اوسکے راویونمین محمد بن حمید رازی ہی ابو زرعہ
نے کہا ہی کہ وہ بڑا جہوٹا ہی اور صالح خرزہ نے کہا ہی کہ جہوٹ مین اوس سے

زریق ان عطاء الخراسانی حدثهم عن الحسن حدثنا عبدالله بن عمر وشعیب وثقه الدارقطنی وقال ابو الفتح الازدی فیه لین وقال البیهقی وروی هذا الحدیث ... هذه الزیادات انفرد بها شعیب وقد تکلموا فیه انتهی ولا ریب ان الثقات الائمة رووا حدیث ابن عمر ولم یات احد منهم بما اتی به شعیب ولهذا لم یخرجه احد من اصحاب الصحیح والسنن

فصل واما حدیث کثیر مولی سمرة عن ابی سلمة عن ابی هریرة فقد انکره کثیر لما سئل عنه ومثل هذا یبعد ان ینسی وقد اعله البیهقی وقال کثیر لم یثبت من معرفته ما یوجب الاحتجاج به قال وقول العامة بخلاف روایته وقد ضعفه عبدالحق فی احکامه وابن حزم فی کتابه

فصل واما حدیث سوید بن عقلة عن الحسن ففی رواته محمد بن حمید الرازی قال ابو زرعة کذاب وقال صالح جزرة ما رایت احذق بالکذب منه

اور شاذکونی اور سلمہ بن فضل سے بڑھکر کوئی ماہر مین نے نہین دیکھا ابو حاتم نے کہا
کہ اس شخص کی حدیث نہین مانی جاتی اگرچہ راوی اوسکے مختلف ہین مگر اوسکو اسحق
بن راہویہ وغیرہ نے ضعیف کہا ہے **فصل** جب طرف ثانی کی اس مسلک کا ضعف دیکھا
تو ایک دوسری راہ اختیار کی اور کہا کہ اجماع تین طلاقون کی لازم آنے پر ہو چکا ہے
اور خبر واحد کی نسبت کردہ زیادہ ہے چنانچہ امام شافعی فرماتے ہین کہ اجماع
خبر منفرد سے زیادہ ہے اور اسکی وجہ یہہ ہے کہ حدیث کی راوی پر خطا
اور وہم ممکن ہے بخلاف اجماع کے کہ وہ ان امور سے محفوظ ہے اور کہتے ہین
کہ ہم صحابہ اور تابعین سے وہ روایات پیش کرتے ہین جو اجماع کو ثابت کرے
چنانچہ صحیح مسلم مین ہے کہ حضرت عمر رضہ نے لوگون پر تین طلاقین جاری کین اور آپ
کی موافقت سب صحابہؓ نے کی سعید بن منصور کہتے ہین کہ حدیث کی ہمسے سفیان نے
شقیق سے کہ اونہون نے حضرت انس سے سنا کہ کہتے تھے کہ فرمایا حضرت عمر رضہ نے
ایسے شخص کے بابمین جو اپنی بی بی کو تین طلاقین صحبت سے پیشتر دیوے کہ وہ
تین ہی ہونگی اور عورت اوسپر حلال نہوگی جب تک کہ دوسرے سے نکاح نکرے
اور جب اس قسم کا شخص آپکے پاس لایا جاتا تو آپ اسکو دکھہ دیتے اور بیہقی نے ابن
ابی لیلی کی حدیث حضرت علی رضہ سے روایت کی ہے اوس شخص کے بابمین جو اپنی بی بی

ومن الشاذكوني وسلمة بن الفضل قال ابو حاتم منكر الحديث وان كان رواته ثقة وضعفه اسحاق بن راهويه وغيره

فصل فلما رأى ... ان ضعف هذا المسلك ... الى مسلك آخر فقالوا الاجماع قد انعقد على لزوم الثلاث وهو اكبر من خبر الواحد كما قال الشافعي الاجماع اكبر من الخبر المنفرد وذلك ان الخبر يجوز الخطأ والوهم على ... بخلاف الاجماع فانه معصوم ... قالوا ونحن نسوق عن الصحابة والتابعين ما ... ففي صحيح مسلم ان عمر امضى عليهم الثلاث ووافقه الصحابة قال سعيد بن منصور ثنا سفيان عن شقيق ... انس قال قال عمر في الرجل يطلق امرأته ثلاثا قبل ان يدخل بها قال هي ثلاث لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره وكان اذا اتي به اوجعه ... البيهقي من حديث ابن ابي ليلى عن علي كرم الله وجهه فيمن طلق امرأته ...

فقيل له انحل قال لا انحل الا ان تنكح زوجا غيره ووفي حاتم بن اسمعيل عن جعفر بن محمد عن ابيه عن علي كرم الله وجهه لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره ورواه ابو نعيم عن الاعمش عن حبيب بن ابي ثابت عن بعض اصحابه عن علي كرم الله وجهه فقال الطلق الفا فقال ثلاث تحرمها عليك واقسم سائرها بين نسائك

کو تین طلاقین صحبت سے پیشتر دے کہ آپنے فرمایا اوسکو حلال نہین جبتک کہ دوسرے
خاوند سے نکاح کرے آور حاتم بن اسمعیل نے امام جعفر صادقؑ سے اور اونہون نے امام
باقرؑ سے اور اونہون نے اپنے باپ سے اور اونہون نے حضرت علی رضہ سے روایت
کی ہے کہ وہ عورت مرد پر حلال نہین جبتک دوسرے شوہر سے نکاح نکرے آور ابو نعیم نے اعمش سے
اور آنہون نے حبیب بن ابی ثابت سے اور اونہون نے حضرت علی رضہ کے بعض اصحاب سے روایت
کی ہے کہ ایک شخص حضرت علی رضہ کیخدمت مین آیا اور کہا کہ مین نے اپنی بی بی کو ہزار طلاقین
دی ہین آپنے فرمایا کہ تین طلاقون نے تو عورتکو تجہہ پر حرام کردیا باقی کو تو اپنی اور بیبیون
مین بانٹ دے آور علقمہ بن قیس نے کہا ہے کہ ایک شخص حضرت ابن مسعودؓ کے پاس آیا اور کہا
کہ اس شخص نے اپنی بی بی کو شب گذشتہ مین سو طلاقین دی ہین آپنے اوس سے پوچھا
کہ تو نے ان سب طلاقونکو ایک ہی دفعہ کہا ہے اوسنے کہا ہان آپ نے فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ
تیری بیبی تجہہ سے علیحدہ ہوجاوے اوسنے کہا ہان آپنے فرمایا کہ بات وہی ہے جو تو نے کہی اور ایک
اور شخص آپکی پاس آیا اور کہا کہ مین نے اپنی بیبی کو ستارونکی شمار کی برابر طلاقین دین آپنے اوسکو
بہی وہی ارشاد فرمایا جیسا پہلی کو کہا تہا پہر فرمایا کہ اللہ تعالی نے طلاقکا معاملہ ظاہر کردیا پس جو شخص کہ
طلاق اوسطرح دیگا جسطرح اللہ تعالی نے اوسکو حکم کیا ہے تو وہ تو اوسکی لئے بیان کی
کردیا ہے اور جسنے خلط کیا تو اوسکا خلط کرنا ہم اوسی پر کرینگے بخدا یہہ نہین ہوسکتا

علقمة بن قيس اتى رجل ابن مسعود فقال ان رجلا طلق امرأته البارحة مائة قال قلتها مرة واحدة قال نعم قال تريد ان تبين منك امرأتك قال نعم قال هو كما قلت واتاه رجل فقال رجل طلق امرأته البارحة عدد النجوم فقال بمثل قول الاول فقال قد بين الله امر الطلاق فمن طلق كما امره الله تعالى فقد بين له ومن لبس جعلنا به لبسه والله لا تلبسون

کہ تم اپنی نفسونپر خلط کرو اور اوسکو وہ تمہار یطرف سی برداشت کری جیسا تم کہتی
ہو اور مالک نی موطا مین ابن شہاب سی اور اوسنی محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان بن محمد
بن ایاس بن بکیر سی روایت کی ہی کہ اوسنی کہا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو قبل
صحبت کے تین طلاقیں دین پہر اوسکو یہہ سوجہی کہ اوس سی نکاح کری اسکی لئی فتوی پوچھنے
آیا مین اوسکے ساتھہ گیا کہ مسئلہ اوسکو پوچہہ دون اوسنی حضرت ابوہریرہؓ اور
ابن عباسؓ سی پوچہا دونوننے فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو اس سی نکاح نکر جبتک وہ تیرے
سوا کسی سی نکاح نکرے اوسنی عرضکیا کہ مینے اوسکو طلاق ایکبار گی دی تہی
حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جو فضل تجکو حاصل تہا وہ تونے اپنی ہاتھہ سے
چہوڑ دیا اور نیز موطا مین اسی قصہ مین مروی ہی کہ ابن بکیر نے اس مسئلہ کا حال ابن
زبیرؓ سی پوچہا تو اونہوننے فرمایا کہ یہہ ایک ایسا معاملہ ہی کہ مین اسمین کچہہ
نہین کہتا تو ابن عباسؓ اور ابوہریرہؓ کے پاس جا اُن دونوکو مینے عائشہؓ کے پاس
چہوڑا ہی ابن بکیر نے اُن دونو سی پوچہا تو ابن عباسؓ نے ابوہریرہؓ کو فرمایا کہ ای
ابوہریرہ تم حکم دو کہ یہہ مشکل تمپر آئی ہی حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک طلاق عورتکو
جدا کرتی ہی اور تین اوسکو حرام کرتی ہین یہانتک کہ وہ دوسرے خاوند سی نکاح کری
اور حضرت ابن عباس نے بھی ایسا ہی فرمایا تو دیکہو حضرت عائشہؓ نے ان دونوکی قول کا

انکار نکیا اور نہ ابن زبیر رض نے انکار فرمایا اور نیز موطا مین نعمان بن ابی عیاش
سے اور اوسنے عطاء بن یسار سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمرو رض کی
خدمتمین حاضر ہوا اور مسئلہ پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو قبل صحبت کیے تین طلاق دے
تو کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ وہ عورت اوسکو حلال نہین جبتک کہ دوسرے خاوند سے
نکاح نکرے اور بیہقی نے حدیث معاذ بن معاذ کی روایت کی ہے کہ حدیث کی ہمسے شعبہ
نے طارق بن عبد الرحمن سے کہ سنا مین نے قیس بن ابی عاصم سے کہ اونہون نے کہا
کہ ایک شخص نے مغیرہ رض سے مسئلہ پوچھا اور مین اوسوقت موجود تھا کہ ایک آدمی
نے اپنی بی بی کو سو طلاقین دین مغیرہ رض نے فرمایا کہ تین طلاقین عورتکو حرام کر چکین اور
ستانوے فاضل رہین اور بیہقی نے سوید بن غفلہ سے روایت کی ہے کہ عایشہ خثعمیہ
حضرت امام حسن رض کے نکاح مین تھی جب حضرت علی رض شہید ہوے تو اوسنے آپکی خدمتمین
عرض کیا کہ آپکو خلافت مبارک ہو حضرت امام حسن رض نے فرمایا کہ تو حضرت علی رض کے
قتل پر خوشی ظاہر کرتی ہے جا میری طرف سے تجکو تین طلاقین ہین وہ اپنے کپڑے پہنکر چلی گئی
یہانتک کہ اوسکی عدت پوری ہوئی پھر آپ نے اوسکا کچھ مہر جو رہگیا تھا اوسکے پاس مع
دسہزار درم صدقہ کے بھیجا جب قاصد اوسکے پاس لایا تو اوسنے کہا ع دوست
جو چھوٹ گیا آیا ہے اوس سے یہہ مال + جبتک اوسکا قول آپکو پونہچا تو روئے اور فرمایا

ولا ابن الزبير وفي الموطأ عن النعمان بن ابي عياش عن عطاء بن يسار قال جاء رجل يستفتي عبد الله بن عمرو عن رجل طلق امرأته ثلاثا قبل ان يمسها فقال لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره وروى البيهقي من حديث معاذ بن معاذ حدثنا شعبة عن طارق بن عبد الرحمن سمعت قيس بن ابي عاصم قال سأل رجل المغيرة وانا شاهد عن رجل طلق امرأته مائة فقال ثلاث تحرم وسبع وتسعون فضل وروى البيهقي عن سويد بن غفلة قال كانت عائشة الخثعمية عند الحسن فلما قتل علي كرم الله وجهه قالت لتهنئك الخلافة فقال يقتل علي تظهرين الشماتة اذهبي فانت طالق ثلاثا فتلفعت بثيابها وقعدت حتى قضت عدتها فبعث اليها ببقية بقيت لها من صداقها وعشرة آلاف صدقة فلما جاءها الرسول قالت متاع قليل من حبيب مفارق فلما بلغه قولها بكى وقال

ولولا ان عمتي جدي او حدثني ابي انه سمع جدي يقول ايما رجل طلق امرأته ثلاثا عند الاقراء او ثلاثا مبهمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره لراجعتها وقال الامام احمد حدثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن عطاء بن السائب عن علي انه قال في الحرام والبتة والبائن والخلية والبرية ثلاثا ثلاثا قال شعبة فلقيت عطاء فقلت من حدثك عن علي قال ابو البختري قال احمد وارانا اهابها لا اجترئ

کہ اگر مین اپنے نانا سے نہ سنتا یا یون کہا میری باپ نے مجہہ سے حدیث کی کہ اونہون نے اپنے نانا سے سُنا کہ فرماتے تھی کہ جو شخص اپنی بیبی کو تین طلاقین طہرون مین دیوے یا تین مبہم دیدیوے تو وہ عورت اوسکو حلال نہوگی جبتک دوسرے خاوند سے نکاح نکرے تو مین اس سے رجعت کرلیتا آور امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ حدیث کی ہمسے محمد بن جعفر نے کہا کہ حدیث کی ہمسے شعبہ نے عطاء بن السائب سے اور اونہون نے حضرت علیؓ سے کہ حرام اور البتہ اور بائن اور خلیہ اور بریہ جو طلاق کے کنایات ہین سب مین آپنے تین طلاقونکا حکم فرمایا شعبہ کہتے ہین کہ مین پہر عطا سے ملا اور پوچہا کہ تمکو حضرت علیؓ سے کس نے حدیث کی اُنہون نے کہا کہ ابو البختری نے امام احمدؒ فرماتے ہین کہ مین اسصورت سے ڈرتا ہون اوسمین مین کچہہ نہین جواب دیتا اسلئے کہ اکثر لوگون سے مثل حضرات علی اور زید اور ابن عمر اور تمام تابعین سے یہی مروی ہے کہ تین طلاقین ہوتی ہین آور حضرت ابن عباسؓ سے مجاہد اور سعید بن جبیر اور عطاء بن ابی رباح اور عمرو بن دینار اور مالک بن الحارث اور محمد بن ایاس بن البکیر اور معویۃ بن ابی عیاش وغیرہ روایت کرتے ہین کہ جو تین طلاقین اکٹھی دیتا تہا اوسپر وہ تین ہی لازم کرتے تھی آور امام احمدؒ سے جب اثرم نے سوال کیا کہ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث جو ہے کہ زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ مین تین طلاقین

انما قال الناس افتيا فيها بانه ثلاث عن جماعة التابعين وعامة التابعين علي وزيد وابن عمر وعامة التابعين وجماعة ابن عباس وروي عنه مجاهد وسعيد بن جبير وعطاء بن ابي رباح وعمرو بن دينار ومالك بن الحارث ومحمد بن اياس بن البكير ومعوية بن ابي عياش وغيرهم انه الزم بالثلاث من اوقعها جملة وقال الاثرم سئل الامام احمد عن حديث ابن عباس كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وابي بكر وعمر طلاق الثلاث واحدة

ایک ہی ہوتی تھی اسکو آپ کونسی چیز سے رد فرماتے ہین تو اُنہونے فرمایا کہ
لوگ حضرت ابن عباس سی اوسکی خلاف کئی وجہ سی روایت کرتے ہین پہر چند لوگون
کی روایت حضرت ابن عباس رضی سی روایت کی کہ وہ طلاقین تین ہی ہوتی ہین اور یہی
امام احمد کا مذہب ہی اور بیہقی نے ذکر کیا ہی کہ ایک شخص عمران بن الحصین رضی کے پاس
مسجد مین آیا اور کہا کہ ایک شخص نے اپنی بیبی کو ایک مجلس مین تین طلاقین دین آپنے
فرمایا کہ تجکو معلوم نہین کہ مین اب بہین ایسا کہہ چکا پس حضرت ابوموسیٰ رضی نے فرمایا کہ
ہم مین اکثر لوگ مثل ابن نجید کے ہین – تو دیکہو کہ طلاقکے تین ہونے پر صحابہ رضی مین سے
یعنی بڑی ماہر ہین ۱۲
حضرات عمر اور علی اور ابن مسعود اور ابن عمر اور عبد الله بن عمرو اور ابن عباس اور عبد الله
بن زبیر اور عمران بن حصین اور مغیرۃ بن شعبہ اور امام حسین رضی الله عنہم اجمعین متفق
ہین اور تابعین مین سی اتنی لوگ ہین کہ اونکا ذکر بھی نہین ہوسکتا اور اجماع تو اِس سے
کم مین ہوجاتا ہی اور یہی وجہ اوسکو بہت لوگون نے حکایت کیا ہی اُنمین سی ابوبکر
بن العربی اور ابوبکر رازی ہین اور یہی ہی ظاہر کلام امام احمد رہ کا کہ آنہون نے اثرم
کی روایت مین کہا ہی اور جس شخص نے یہہ کہا ہی کہ جب سنت کی مخالفت ہو تو رد کیا
جاوی سنت کیطرف اوس کے قول کو ذکر کیا ہے اور یہہ کچہہ نہین پھر کہا
حقے
ہے کہ یہہ مذہب رافضیونکا ہے حالانکہ ظاہر ہی کہ رجعت کی قول اہل سنت کا اجماع ہے

ثابتة بتي نند فعة قال ورواية
الناس عن ابن عباس من
وجه خلاف ثم ذكر عن
عباس عن ابن عباس انهن
ثلاث وان هذا مذهب
وذكر البيهقي ان رجلا اتى عمران بن الحصين وهو
في المسجد فقال رجل طلق امرأته ثلاثا
في مجلس فقال اثم بربه وحرمت عليه امرأته قال كذا
في مجلس فقال ابو موسى اكثر فينا امثال ابن نجيد
وكذا فقال عمر بن الخطاب وعلي بن ابي طالب رضي الله
قالوا فهذا عمر بن عمر وعبد الله بن عمرو عبد الله بن
عنهما وعبد الله بن عباس وعبد الله بن الزبير وعمران بن حصين
والمغيرة بن شعبة والحسين بن علي واما
التابعون فاكثر من ان يذكروا والاجماع ينعقد
بدون هذا ولهذا حكاه غير واحد منهم
ابوبكر بن العربي وابوبكر الرازي وهو ظاهر كلام
الامام احمد فانه قال في رواية
الاثرم وذكر قول من قال اذا
خالف السنة يرد الى السنة
وكل شيء فقال هذا
من مذهب الرافضة واما
ظاهر ان القول
بالرجوع اجماع اهل السنة

تین طلاقون کا بیان ۱۲

فرقہ دوم یہہ کہتی ہین کہ اول تو تمکو معلوم ہی کہ جس اجماع کا مخالف نجانا جاوی
اوسمین غرض یہہ ہوتی ہی کہ مخالف کا علم نہو یہہ نہین کہ مخالف کی نہونیکا علم ہو اور علم
کا نہونا کچہہ علم نہین ہی کہ اوس سی حجت پکڑی جاوی اور صحیح نصوص پر اوسکو ترجیح
دیجاوی یہہ صورت تو جب ہی کہ مخالف اجماع کا معلوم نہو اور جب مخالف معلوم ہو
تب کسطرح اجماع کو تقدیم ہو سکتی ہی اور اس مسئلہ مین تو نزاع صحابہؓ کیوقت سی آجتک
چلا آتا ہی ابو داؤد وغیرہ نے حماد بن زید کی حدیث ایوب سی اونسی عکرمہ سی اونسی
حضرت ابن عباسؓ سی روایت کی ہی کہ آپنے فرمایا جب مرد نے ایک بولی مین کہا کہ تجھکو تین
طلاقین ہین تو وہ ایک ہی ہی اور یہہ اسناد بخاری کی شرط کی بموجب ہی اور عبد الرزاق
نے کہا ہی کہ خبر دی ہمکو معمر نے ایوب سی کہا کہ حکم بن عیینہ زہری کے پاس آئی اور مین
اونکی ساتہہ تہا اونسی پوچہا اوس باکرہ کا حال جسکو تین طلاقین دیجاوین اونہون نے
کہا کہ یہہ مسئلہ حضرت ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ سی پوچہا گیا تہا
سبہون نے فرمایا کہ وہ عورت مرد کو حلال نہین جبتک اوسکی سوا اور خاوند سی نکاح
نکری ایوب کہتی ہین کہ حکم وہان سی نکلکر طاؤس کے پاس آئی اور وہ مسجد مین تشریف
رکہتی تھی اور اونپر جہک کر حضرت ابن عباسؓ کا قول اس مسئلہ مین پوچہا اور زہری کا
قول اونسی بیان کیا راوی کہتی ہین کہ مین نے دیکہا کہ طاؤس نے اس قول سی تعجب کر کی اپنی

قال الآخرون فلا يعرف ثم حاق دعوى الاجماع الذي لم يعلم له مخالف انه راجع الى عدم العلم لا الى العلم بانتفاء المخالف وقدم العاملين علمه حتى يحتج به ويقدم على النصوص الثابتة حتى اذا لم يعلم المخالف فكيف اذا علم والنزاع في هذه المسئلة ثابت من عهد الصحابة الى وقتنا هذا رواه ابو داود وغيره من حديث حماد بن زيد عن ايوب عن عكرمة عن ابن عباس قال اذا قال انت طالق ثلاثا بفم واحد فهي واحدة وهذا الاسناد على شرط البخاري وقال عبد الرزاق اخبرنا معمر عن ايوب قال دخل الحكم بن عتيبة على الزهري وانا معهم فسألوه عن البكر تطلق ثلاثا فقال سئل عن ذلك ابن عباس وابو هريرة وعبد الله بن عمر فكلهم قالوا لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره قال فخرج الحكم واتى طاوسا وهو في المسجد فاكب عليه فسأله عن قول ابن عباس فيها واخبره بقول الزهري قال فرأيت طاوسا رفع

تعين الطلاق الثلاث بفم واحد ان

دونو ہاتھ اُٹھائے اور کہا کہ بخدا حضرت ابن عباسؓ تو ان طلاقونکو ایک ہی
ٹھہرایا کرتے تھے اور خبر دی ہمکو ابن جریج نے کہا کہ خبر دی ہمکو حسن بن مسلم نے
ابن شہاب سے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب مرد اپنی بی بی کو تین طلاقین دے
اور اکٹھی ندے تو وہ تین ہونگی راوی کہتے ہین کہ مینے اسحال کی خبر طاؤس کو دی
اونہونے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ حضرت ابن عباسؓ اونکو ایک کے سوا اور کچھہ
تجویز نکرتے تھے تو آپکا فرمانا کہ جب تین طلاقین دے اور اکٹھی نکرے تو تین ہونگی اسکی
یہہ معنی ہین کہ جب تینون علیحدہ علیحدہ ہون اس سے معلوم ہوا کہ اگر جمع کر دیگا تو ایک
ہونگی اور یہی بات ہے جسپر طاؤس نے قسم کہائی کہ حضرت ابن عباسؓ اونکو ایک ٹھہرایا
کرتے تھے اور ہمکو اس امر مین شک نہین ہے کہ ابن عباسؓ سے اسکی خلاف بھی ثابت ہوا
ہے اور وہ طلاقین تین ہی ہین اسلئے کہ دونو روایتین حضرت ابن عباسؓ سے بیشک ثابت
ہین اور ایک ہونا طاؤس کا مذہب ہے عبدالرزاق کہتے ہین کہ خبر دی ہمکو ابن جریج نے
ابن طاؤس سے اور اوسنے اپنے باپ سے کہ جو طلاق کہ مخالف طلاق اور عدت کی وجہ کے
ہوتی تھی طاؤس اسکو طلاق نہ سمجھتے تھے اور ابن ابی شیبہ نے طاؤس اور عطا سے
روایت کی ہے کہ جس صورت مین کہ مرد اپنی عورتکو تین طلاقین قبل دخول کے دیوے تو طاؤس
اور عطا دونو کا قول ہے کہ یہہ ایک طلاق ہے اور یہی ہے عطاء بن ابی رباح کا قول ابن ابی

ثابت بانه يجعلها بينة من ذلك وقال والله ما كان ابن عباس يبين يجعلها الا واحدة وأخبرنا ابن جريج قال اخبرني حسن بن مسلم عن ابن شهاب ان ابن عباس قال اذا طلق الرجل امرأته ثلاثا ولم يجمع ثلاثا قال فاخبرت طاوسا فقال اشهد ما كان ابن عباس يراهن الا واحدة فقوله اذا طلق ثلاثا ولم يجمعهن ثلاثا اي اذا كن متفرقات فان لم يجمعهن اذا جمعهن كانت واحدة وهذا هو الذي حلف عليه طاوس ان ابن عباس كان يجعلها واحدة ويحتمل لا نشك ان ابن عباس صح عنه خلافه وانها ثلاث فهما روايتان ثابتتان عن ابن عباس بلا شك وهو مذهب طاوس قال عبد الرزاق اخبرنا ابن جريج عن ابن طاوس عن ابيه انه كان لا يرى طلاقا ما خالف وجه الطلاق ووجه العدة وروى عنه ابن ابي شيبة وعن عطاء انهما قالا اذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل ان يدخل بها فهي واحدة وهو قول عطاء بن ابي رباح

شیبہ نے اونسے اور جابر بن زید اور طاوس سے روایت کیا ہی کہ اُن سبنے فرمایا کہ جب عورتکو تین طلاقین قبل صحبت کے دیوے تو وہ ایک ہی ہین اور قول محمد بن اسحاق کا بھی یہی ہی اونسے اسکو امام احمدؒ اور اسحٰق بن راہویہ اور عمرو بن دینار نے صحبت کے پیشتر کی طلاق مین نقل کیا ہی اور سعید بن جبیر بھی اسکے قائل ہین اور یہہ وہ بات ہی جسپر حسن بصری کا مذہب ٹہرا ہی اور یہی مذہب عطاء بن یسار اور خلاس بن عمرو اور محمد بن مقاتل رازی کا ہی جیساکہ مازری نے اپنی کتاب معلم فوائد مسلم مین حکایت کیا ہی اور یہی ہی ایک روایت امام مالکؒ سے بلکہ مشہور مالکیون کے نزدیک کچھہ اوپر دس فقیہون سے جو طلیطلہ کے فقیہون مین سے اونکے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور صاحب فائق کبیر نے اسباب مین اگلون اور پچھلون کے خلاف کو نقل کیا ہی اور اُن دلائل مین سے جنکو حجت ٹھہراتے ہین حدیث داؤد بن الحصین کو ذکر کیا ہی جو عکرمہ سے راوی ہین اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے کہ رکانہ نے اپنی بی بی کو ایک مجلس مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تین طلاقین دین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ایک ہین آخر حدیث تک اور یہی مذہب ابو البرکات کا ہے وہ پوشیدہ اسپر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اور اسمین خلاف کو

رواه عنه ابن ابي شيبة

وعن جابر بن زيد وطاوس انهم

قالوا اذا طلقها ثلاثا قبل

ان يدخل بها فهي واحدة

ومحمد بن اسحق حكاه عنه

الامام احمد واسحق بن راهويه

وعمرو بن دينار في الطلاق

قبل الدخول وسعيد بن جبير والذي اسنده

فانه مذهب الحسن البصري وهو مذهب عطاء

بن يسار وخلاس بن عمرو ومحمد بن مقاتل الرازي

كما حكاه المازري في كتابه المعلم بفوائد مسلم وهو

احدى الروايتين عن مالك بل المشهور عند المالكية

عن بضعة عشر فقيها من فقهاء طليطلة

المفتين على مذهب مالك وحكى صاحب الفائق

الكبير الخلاف فيها عن السلف والخلف

وذكر مما احتج به حديث داود بن الحصين

عن عكرمة عن ابن عباس

انه طلق ركانة زوجته ثلاثا في

رسول الله صلى الله عليه

وآله وسلم انها واحدة في مجلس

واحد فقال له النبي صلى الله عليه

وآله وسلم انما هي واحدة الحديث

وهو مذهب ابي البركات

كان يفتي به سرا وذكر الخلاف

في ذلك ما ذكره ابو الوليد صاحب
كتاب مفيد الاحكام وغيره
من مذهب الظاهرية غير
ابن حزم فان قيل فما عذركم
عن ثاني الخلفاء عمر بن
الخطاب انكم تظنون بهم انه
ـــــ ان يرى
ـــ صلى الله عليهم و
رسول الله صلى الله عليه من بعد
وسلم وخليفته يجعلون الثلث
والصحابة في عهده يجعلون الثلاث
واحدة مع انه ايسر على الامة
ثم يعمد الى مخالفتهم ذلك
برايه ويلزم الامة الثلاث من
قبل نفسه فيضيق عليهم ما وسعه
الله ويعسر ما سهله ثم يتابعه على
ذلك ـــ اكابر الصحابة ولكل
اتقى الله من ذلك قيل هذا السؤال
لعمر الله وارد ويحتاج الى جواب
شاف فنقول الناس من
طائفتان طائفة اعتذرت
عن هذه الاحاديث بالجمل
عمر ومن وافقه وطائفة
اعتذرت عن عمر ولم ترد
الاحاديث فقالوا الاحكام نوعان

ابو الولید مفید الاحکام کے مولف نے ذکر کیا ہے اور اصحاب ظاہر کا
مذہب سوا ابن حزم کے یہی ہی آب اگر یہہ کہو کہ دوسرے خلیفہ حضرت
عمر بن خطاب رضہ کے باب مین تمھارا کیا عذر ہے کیا اونکو یہہ گمان
کرتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے خلیفہ اول اور
جو لوگ اُس عہد مین تھے اُن سبکو دیکھتے تھے کہ تین طلاقون کو ایک کرتے
تھے اور باوجودیکہ یہہ امر اُمت کے حق مین آسان تہا مگر حضرت عمر رضہ
اپنی رای سے قصدا اسکا خلاف کرکے اپنی طرف سی امت پر تین لازم کردیتی
تھی اور جس چیز کو اللہ تعالی نے وسیع اور سہل کیا تہا اوسکو تنگ اور مشکل
کردیتی تھی پہر آپ کا اتباع اِس امر مین اکابر صحابہ کرتے تھی حالانکہ سب اصحاب رضہ
اِسباب مین خدا تعالی کا خوف زیادہ رکہتے تھے پہر اسکی کیا وجہ ہی تو اسکا جواب
یہہ ہی کہ واقع مین یہہ سوال قطعی وارد ہی اور اسکے لئے جواب شافی درکار ہے
اوسکے لئی ہم کہتی ہین کہ آدمیونکی دو قسمین ہین ایک تو وہ ہین کہ حضرت عمر رضہ اور انکے
موافقین کی رعایت کی جہت سی اُن احادیث کیطرف سی عذر کرتے ہین اور اونکو نہین مانتے
ہین اور ایک وہ ہین کہ احادیث کو رد نہین کرتے اور حضرت عمر رضہ کی
طرف سے عذر کرتے ہین اور یون تقریر کرتے ہین کہ احکام دو طرحکی ہوتی ہین

نوعان نوع لا یتغیر عن حالة واحدة
بتغیر الازمنة ولا الاجتهادات
کوجوب الواجبات وتحریم
المحرمات والحدود المقدرة
فهذا لا یتطرق الیه تغییر
ولا اجتهاد یخالف ما وضع
علیه والنوع الثانی بتغیر
بحسب اقتضاء المصلحة له زماناً ومکاناً
وحالاً کالتعزیرات وصفاتها
فان الشارع ینوع فیها بحسب المصلحة
کالتعزیر بقتل من شرب فی المرة
الرابعة واخذ شطر مال مانع الزکاة

اول وہ کہ زمانہ کے بدلنے اور اجتہادات کے تغیر کے باعث وہ ایک حالت سے نہین بدلتے جیسے واجبات کا وجوب اور محرمات کی حرمت اور حدود معین کہ ان امور مین تبدل نہین ہوسکتا نہ انکے مقصود کے خلاف کوئی اجتہاد ہوتا ہے دوم وہ احکام کہ اقتضاء مصلحت کی موجب زمانہ اور جگہہ اور حال کے اعتبار سے بدلجاتے ہین جیسے مقدار سزا اونکا اور اونکی صفتین کہ شارع یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصلحت کے موافق اونکو طرح طرح کیا ہے مثلاً شرابخوار کو چوتھی دفعہ مین مار ڈالنے کی سزا دینی اور زکوۃ کے نہ دینے والیکا آدھا مال لے لینا اور غلام کو ایسے شخص کی ملک سے باہر کردینا جو اوسکو عذاب سخت دیوے اور جو شخص ایسی چیز چورا دے جسمین ہاتھہ نہ کاٹا جاوے تو اوس سے دونا ڈانڈ لینا اور پائی ہوئی چیز کے چھپانیوالے سے دونا دام لینا اور تین شخصو نکے قصہ مین عہد توڑنے کی نزدیکی سے منع کرنا اور اُن سے علیحدہ رہنے دینا۔ اور یہہ نہین معلوم ہوا کہ آپنے درہ سے اور قید اور تازیانہ سے سزا دی ہو البتہ تہمت کیصورت مین (جنکا ذکر سورۂ توبہ مین ہے) حبس فرمایا ہے تاکہ حال تہمت والیکا ظاہر ہوجاوے اسیطرح آپکے اصحاب نے آپکے بعد سزائین قسم قسم کی دی ہین مثلاً حضرت عمرؓ نے مجرم کا سر منڈواتے اور شہر بدر کرتے اور مارتے اور کلالون کی دکانین اور بالاخانے جنمین شراب فروخت ہوتی پھونکدیتے اور حضرت سعد کا گہر کو نہ مین پھونکدیا جب وہ اوسمین رعیت سے بیخبر ہوکر چھپ بیٹھے

الرابعة واخذ شطر مال مانع الزکاة
واخراج العبد عن ملك سیده من مثل به
وتضعیف الغرم على سارق ما لا قطع فیه
وعلى کاتم الضالة وتحریق
... فی قضیة الثلاثة ... التعزیرات ...
... احرق ... فهذا ...

اغاثة اللهفان

وكان له في التعزيرات اجتهادات وافقه عليها الصحابة لمكان اسباب حدثت لم تكن في عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم او كانت ولكن زاد الناس فيها وتتابعوا فيها فمن ذلك انهم لما ازدادوا في شرب الخمر وتتابعوا فيه وكان قليلا في عهده صلى الله عليه وآله وسلم جعله ثمانين ونفى فيه ومن ذلك اتخاذ الدرة ومن ذلك اتخاذ دار السجن ومن ذلك انه لما رأى الناس تتابعوا في الطلاق و[illegible] لا يمتنعون عنه الا بعقوبة ورأى الزامهم الثلاث عقوبة لهم ليكفوا عنها وذلك اما من التعزير العارض الذي يفعل عند الحاجة كما كان يضرب في الخمر ثمانين ويحلق فيها الراس وينفى عن الوطن وهو كما منع صلى الله عليه وآله وسلم الذين خلفوا عن نسائهم [illegible] الاجتهاد بدا لهم [illegible] وجه واما ظنا ان جعل الثلاث واحدة كان مشروطا بشرط وقد زال كما اخبر [illegible] في متعة الحج

بیان طلاق ۱۴

اور سزا اونکے بابمین آپکے بہت سی اجتہاد تھی جنپر صحابہؓ نے آپکی موافقت کی اسنظر
سی کہ آپکے وقتمین وہ اسباب ہوگئی تھی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عہد مین نہ
پائی تھی مگر لوگون نے اونمین بادتی کی اور پیہم کرنے لگی آپکے اجتہادات مین سی ایک یہ
ہی کہ جب لوگون نے شرابخواری زیادہ کی اور پیاپے اوسکے مرتکب ہوئے اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین شرابخواری کم تھی تو حضرت عمرؓ نے اوسکی سزا اسی درّے
مقرر کئے اور اس جرم مین شہر بدر کیا ایک یہہ ہی کہ آپنے دُرّہ بنایا کہ جو مجرم مستحق
مارنیکا ہوتا تہا اُس سے اوسکو پیٹتے تہے ایک یہہ کہ آپنے ایکمکان قیدخانہ کیلئے
بنایا ایک یہہ ہی جب آپ نے لوگونکو طلاق پیہم دیتے دیکھا اور اوسمین کثرت
ملاحظہ فرمائی اور معلوم کیا کہ لوگ اس سے بدون سزا کے باز نہین رہینگے اسلئے
اونپر تین طلاقونکا لازم کردینا اونکی سزا مقرر فرمائی تاکہ اوس سے باز رہین اور اس
سزا کو یا عارضی کہو جو حاجت کیوقت دیجاتی ہی جیسے شرابخواری مین اَسّی دُرّے
مارتے اور سر منڈواکر جلا وطن کرتے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن
تین شخصون کو جنکو پیچھے چہوڑا تہا حکم اپنی عورتون سے علیحدہ رہنے کا دیا،
تو ایکصورت تو یہہ ہوئی یا سزا اس گمان سے دی ہو کہ تین طلاقون کا ایک
کرنا ایک شرط سے وابستہ تہا اور وہ جاتی رہی جیسی آپکی رائے متعہ حج مین ہی

خواه مطلق ہو یا متعہ فسخ کہ اوس سے منع فرما دیا تہا حالانکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے کیا ہے یہہ دوسری صورت ہی یا آپکے زمانہ مین کوئی
مانع ایسا ہوا ہو جسنے تین طلاقونکو ایک نہونے دیا ہو جیسے آپکے نزدیک اُن
لونڈیونکی بیع مین جنسے مالک کی اولاد ہوئی ہو مانع ہو گیا تہا یا بنی تغلب کی نصاریٰ
سے جزیہ لینے مین کوئی مانع پیدا ہو گیا تہا یا اوراسیطرحکا یہہ تیسری صورت ہی
اسلئے کہ حکم اپنی شرط کے نہونے سے دور ہوا کرتا ہی یا مانع کے پائی جانے سے اور
جدائی کا لازم کرنا فسخ سے ہو یا طلاق سے اوس شخص کے حق مین جو واجب امرکو
بجا نہ لاوے اون باتون مین سے ہی جنمین اجتہاد کو گنجایش ہی مگر یہہ جدائی کبہی تو شوہر
کا حق ہوتی ہی مثلاً ایسی صورتون مین کہ خاوند کو اپنا حق پورا لینے کی مانع ہون اور
کبہی خدا تعالیٰ کا حق ہوتی ہی جیسے خاوند بی بی مین دو پنچ جدائی کر دیتے ہین اُن
لوگونکی نزدیک جو پنچونکو وکیل ٹھہراتے ہین اور یہی درست ہی اور جیسے اکثر اگلون
پچہلونکی نزدیک ایلا ء اسکے باعث طلاق پڑنیکی صورتین بشرطیکہ وہ مدت انتظار مین
وفا نکرے اور جیسے بعض سلف کہتے ہین اور اوس قول پر اونکی موافقت بعض اصحاب احمد
نے کی ہی کہ جب مرد و عورت دونوں غلام پر راضی ہو جاوین تو ان دونو مین جدائی
کردیجاوے اور اسکے قریب یہ صورت ہی کہ باپ نیکبخت جب بیٹے کو طلاق کے لئے حکم کرے اسکی سچائی

اما مطلقا واما متعة الفسخ
فمن وجه آخر واما القسام
مانع قام في زمانه صلعم من
جعل الثلاث واحدا او قام
مانع من بيع امهات
الاولاد ومانع من اخذ
الجزية من نصارى بني تغلب
ونحو ذلك — فمن وجه
ثالث فان الحكم ينتفي لانتفاء
شرطه او لوجود مانعه والالزام
بالفرقة فسخا او طلاقا لمن لم يقم
بالواجب مما يسوغ فيه الاجتهاد ولكن
تارة يكون حقا للزوج كما في
ان حقا الزوج ... علمه
يمنعه من استيفاء حقه وبان الزوجين
كما في تفريق الحكمين وهو الصواب
عند من يجعلهما وكيلين
وكما في وقوع الطلاق بالمولى اذا مضى
في مدة الا ربعة عند كثير من
السلف والخلف وكما قال
بعض السلف ووافقهم عليه
بعض اصحاب احمد انهما اذا
تراضيا على الاثنان فرق
بينهما وقريب عنده ان الاب
الصالح اذا امر ابنه بالطلاق

سی کہ بہتری لڑکے کی اوسمین ہو تو بیٹے پر اطاعت واجب ہی چنانچہ امام احمدؒ وغیرہ
کا قول یہی ہی اور حجت اونکی یہہ ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ
کو ارشاد فرمایا کہ اپنے باپکی اطاعت کرین جبکہ حضرت عمرؓ نے اونکو اونکی بی بی
کے طلاق دینے کا حکم کیا تہا اور اسکی اصل یہہ ہی کہ اللہ تعالی چونکہ طلاق سی بغض
رکہتا تہا اسنظر سی کہ اسمین زوجہ کی شکستگی اور ابلیس دشمن خدا کی خوشی اور خاوند بیبی
مین سی ہر ایک کو بدکاری پر پیش ہونا وغیرہ خرابیان طلاقکی ہین اور باوجود اسکے خاوند یا بیبی
کو اسکی احتیاج کبہی ہوا کرتی ہی اور اسمین اوسکی مصلحت ہوتی ہی اسلئے اوسکو ایسی طرح مشروع
کیا کہ مصلحت بہی حاصل ہو اور خرابی دور ہو جاوے یعنی زوجکی لیے یہہ مشروع فرمایا کہ عورتکو طہر مین
بدون صحبت کے ایک طلاق دیکر چہوڑ دے تاکہ اپنی عدت پوری کرے اس اثنا مین اگر دونو کے
درمیان مین سے برائی دور ہو جاوے تو خاوند کو سبیل اس سے صحبت کرنیکی بدستور موجود ہے
ورنہ اوسکو چہوڑ دے یہانتک کہ عدت تمام ہو جاوے پہر اگر مرد کا جی اوسکو چہوڑ کر اوسمین
لگا رہے تب بہی اوسکو سبیل ہی کہ اس سے منگنی کرکے نئے سرے اوسکی رضا سے نکاح کرلے اور
اگر چہوڑنے پر دل اوسکا وابستہ نرہا تو وہ جس سے چاہیگی نکاح کرلیگی اور خدا تعالی نے
عدت کو تین حیض مقرر کیا تاکہ مدت اختیار کی بڑہجاوے غرضکہ اسقدر کو اللہ تعالی نے
مشروع فرمایا اور اسکی اجازت دی اور دخول کے بعد عورت کو منقطع کرنیکی اجازت نہین دی

تماما لمن مصلحة الولد فعليه ان يطيعه كما قاله
احمد وغيره واحتجوا بان
النبي صلى الله عليه وآله
وسلم امر عبد الله بن عمر
ان يطيع اباه لما امره بطلاق
زوجته والاصل في هذا ان الله
سبحانه لما كان يبغض الطلاق لما فيه
من كسر الزوجة وفرح العدو وابليس وتعرض
كل من الزوجين بالفجور وتحركات من مفاسد
الطلاق وكان مع ذلك قد يحتاج اليه الزوج
او الزوجة ويكون فيه مصلحة شرعه على وجه يحصل
به المصلحة وتندفع به المفسدة فشرع
للزوج ان يطلقها طاهرا من غير جماع
طلقة واحدة ثم يدعها حتى تنقضي عدتها فان
زال الشر بينهما كان له سبيل الى اعادة الفراش
كما كان وان لم يزل تركها حتى تنقضي عدتها فان تبعتها نفسه
كان له سبيل الى خطبتها وتجديد
العقد عليها برضاها وان لم
تتبعها نفسه تركها فنكحت من شاءت
وجعل العدة ثلثة قروء
لتطول مدة الاختيار فهذا
هو الذي شرعه واذن فيه
واما اذن في ابانتها بعد الدخول

بیان الطلاق و خلع و ایلا ۱۲

له فاذا علم ان حيلته تصير الى عقوبة فتمنعه ... امسك فلما راى عمر رضي الله عنه ان هذه سبب عاقب المطلق ثلاثا بان حال بينه وبين زوجته وحرمها عليه حتى تنكح زوجا غيره علم ان ذلك ادعى الى امتناعهم ...

تترك ... ضرره عقوبة حرمها عليه حتى واحدة فاذا طلقها الثانية بقي له طلقة الافتراء فاذا طلقها مرة الى التراضي بالقضية و

مگر اسطرح که دونو نکاح توڑنے پر راضی ہو جاوین یا عورت مال دینے پر پس جب
اوسکو ایک طلاق کے بعد دوسری دیگا تو ایک باقی رہجاویگی جب تیسری دیگا
تو یہہ طلاق عورتکو مرد پر حرام کردیگی یہانتک که وہ دوسرے خاوند سے نکاح کر لیوے
حرمت مرد کی سزا کیلئے ہے تو جس صورتمین که مرد کو معلوم ہوگا که اوسکی محبوبہ دوسرے کے
پاس چلی جاویگی اور دوسرے کے ساتھہ مزے اوڑاویگی تو کیا عجب ہے که اوسکو روک
رکھے اور تیسری طلاق نہ دے حاصل یہہ کہ حضرت عمر رض نے جب دیکھا که اللہ تعالیٰ نے تین
طلاق دینے والیکی سزا یہہ مقرر کی که اوسکی بی بی کو اوس سے جدا کردیا اور اوسپر حرام
کردی جب تک که اوسکے سوا کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرے تو معلوم فرمایا که یہہ سزا
اوسی طلاق کی برائی کی جہت سے جو عورتکو مرد پر حرام کردیتی ہے اسیلئے آپ نے تین
طلاقونکی اکٹھا دینے والے کی سزا مین خدا تعالیٰ کی موافقت کی که مرد پر اونکو لازم اور
جاری کردیا۔ اب اگر یون کہا جاوے که اس سے سہل تر تو یہہ تہا که لوگونکو تین طلاقین
دینے سے منع فرما دیتے اور اکٹھا دینا اونپر حرام کردیتے اور جو کوئی ایسا کرتا اوسکو
زد و کوب سے سزا دیتے تاکه یہہ خرابی جو تین کے اکٹھا دینے سے ہوتی ہے واقع ہی نہوتی
تو اوسکا جواب یہہ ہے که ہان حضرت عمر رض کو یہہ امر کرنا بھی ممکن تہا اور اسی لحاظ سے
آخر ایام مین آپ اپنے فعل پر پچھتائے اور چاہا که یہہ کام نکرتے چنانچہ حافظ ابوبکر

فعله ثلاثا نعم المحذور ... ان الناس ... بالضرب والتاديب من ... فكان ... منه ... رحمه الله ... والامام عليه ... فكان ... الكبار ... ابو بكر

الاسماعيلي في مسند عمر قال قال عمر ما ندمت على شيء ندامتي على ثلاث ان لا اكون حرمت الطلاق وعلى ان لا اكون انكحت الموالي وعلى ان لا اكون قتلت النوائح

ومن المعلوم انه لم يرد تحريم الطلاق في الحيض والطهر المجامع فيه ولا الطلاق قبل الدخول فان ذلك محرم باجماع المسلمين ولا الطلاق قبل الدخول فانه قال الله فيه لا جناح عليكم ان طلقتم النساء ما لم تمسوهن او تفرضوا لهن فريضة

فتعين قطعا انه اراد تحريم ايقاع الثلاث فعلم انه ما كان ايقاعها الا لاعتقاده جواز ذلك ولذا قال استعجلوا في شيء كان لهم فيه اناة فلو امضيناه عليهم وهذا كالصريح في انه غير حرام عنده وانما امضاه لان المطلق كانت له فسحة من الله في التفريق فرغب عما فسحه الله له الى الشدة والتغليظ فامضاه عمر عليه

اسماعیلی نے مسند عمر مین اسکو روایت کیا ہی کہ حضرت عمر رض نے فرمایا کہ مین کسی بھی
چیز پر اتنا پشیمان نہین ہوا جتنا تین باتون پر ہوا ہون ایک تو مینے طلاق کو حرام
نہ کیا دوم آزاد غلامونکا نکاح نکرایا سوم نوحہ کرنیوالی عورتون کو قتل نکیا اور ظاہر ہی کہ مراد
حضرت عمرؓ کی اوس طلاق کے حرام کرنیسے نہین تھی جسکی حرمت پر سب مسلمانونکا اتفاق
ھے یعنی حیض کے اندر طلاق دینی اور اوس طہر مین جسمین صحبت کی ہو اور نہ طلاق
قبل دخول مراد تھی جسکے بابمین خود اللہ تعالی مباح ہونیکو ارشاد فرماتا ہی لَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً یہہ سب تو آپکی مراد
(گناہ نہین تمپر اگر طلاق دو عورتونکو جبتک یہ نہین کہ اونکو ہاتھہ لگایا ہو یا مقرر کیا ہوا اونکا کچھہ حق ۱۲)
ہونی ظاہر تر محال مین سی ہی تو قطعاً یہی ٹھہرا کہ آپ نے تین طلاقونکے دینی کی
حرمت مراد لی تھی کہ اونکی واقع کرنیکو حرام کیون نہ کردیا پس معلوم ہوا کہ آپنے
جو ان طلاقونکو واقع کیا تو صرف اسی نظر سے کہ آپکا اعتقاد مین تین کا واقع
کرنا جائز تھا اور اسی جہت سی فرمایا کہ لوگون نے ایک چیز مین جلدی کی جسمین اونکو
تاخیر تھی تو خوب ہو کہ ہم اونپر اوسکو جاری کردین اس سے گویا صریح معلوم ہوتا ہی
کہ تین کا دینا آپکے نزدیک حرام نہین اور اوسکو جاری اسلئی کیا کہ طلاق دینیوالے
کے لئی اللہ تعالی کیطرف سی گنجایش جدا دینی مین تھی اونسنی خدا تعالی کی سعت
سے منہ پہیر کر سختی اور تنگی کیطرف رغبت کی اسلئی حضرت عمر رض نے اوسکو اونپر جاری فرمایا

بیان طلاق ثلاث ۱۲

جب پیچھے آپکو ظاہر ہوا کہ اسمین یہہ برائی اور خرابی ہے تو پچتائے کہ لوگون پر
تین طلاق کو نافذ دینا حرام کیون نکیا اور انکو اس سے منع کیون نکر دیا اور یہی مذہب
ہے اکثرونکا امام مالک اور احمد اور امام ابو حنیفہ رح کا غرضکہ حضرت عمر رض نے سمجہا
تہا کہ لوگونپر تین کو لازم کر دینے سے خرابی دفع ہو جاویگی جب آپ پر ظاہر ہوا کہ اس
سے خرابی دور نہوئی اور معاملہ مین سختی کے سوا کچہہ نہ بڑہا تو بتلایا کہ بہتر یہہ تہا
کہ مین تین طلاقکے دینے کی حرمت کیطرف میل کرتا جو خرابی کو جڑ سے دور کر دیتی
جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اور حضرت عمر رض کی شروع خلافت مین
حال تہا اور برائی اور خرابی بدون اس حالکے اور کسی چیز سے دور نہین ہوگی نہ لوگونکے لئے سوا اس
کے اور کوئی چیز مناسب ہے اور یہین جہت جب اکثر لوگون نے اوس سے عدول کیا تو دو
باتون مین سے ایک کے محتاج ہوئے یا تو ایسا فعل کرین جسکے کرنیوالے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے لعنت فرمایا ہے یعنی حلالہ کرین یا اپنے اوپر بہت سے بوجہون اور طوقونکو لازم کرکے اپنی محبوبہ
کو حسرت سے دیکہین اور جو بات کہ اللہ تعالی اور اوسکے رسول نے مشروع فرمائی ہے
اور سنت اوسپر دلالت کرتی ہے وہ ان دونو سے نجات دیتی ہے لیکن خدا تعالی کی حکمت انکار
کرتی ہے کہ ظالمون کے لئے جو اوسکی حدود سے بڑہین دروازہ آسانی اور
کشادگی کے کہولے اسلئے کہ یہہ تو ان لوگونکے لئے ہوتا ہے جو اللہ تعالی سے خوف کرکے

چنانچہ خود سورہ طلاق مین اور اوسکے احکام اور حدود کی بیانمین ارشاد فرماتا ہے
وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ اور وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ
اور جو کوئی ڈرتا رہی اللہ سی وہ کردی اسکا گذارہ اور روزی دی اوسکو جہان سی اوسکو خیال نہو ۱۲ اور جو کوئی ڈرتا رہی اللہ سی
مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا اور وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا پس جو شخص بدون
کردی اوسکو اوسکی کام مین آسانی ۱۲ اور جو کوئی ڈرتا رہی اللہ سی اوتار دی اوس سی اوسکی برائیان اور بڑا دی اوسکو نیگ ۱۲
خدا تعالے کے خوف کے طلاق دیدوے اسی باتکے شایان ہے کہ خدا تعالے
اوسکی لئی کوئی نکلنی کی راہ نکرے نہ اوسکی کام مین کچہہ آسانی فرماوی اور اسی جہت
سی حضرت ابن عباس رض اور ابن مسعود رض نے اوس شخص سی فرمایا جسنے تین طلاقین اکٹہی
دی تہین کہ تو نے خدا تعالی کا خوف نکیا جو وہ تیری لئی نکلنی کی راہ کرتا اور اللہ تعالی
کی عادت اوسکی مخلوق مین یون جاری ہی کہ جو شخص ظلم کری اور اوسکی حدون سے
بڑہی اور اوسکی نافرمانی کری تو اوسپر جو چیزین کہ مقدار اور شریعت کی روسی ستہری
ہین اونکو حرام کردیتا ہی اور جو شخص اوسکی امر کو رکہہ چہوڑی اور بجا نہ لاوی اور شہوتونکی
پیروی کے باعث اوسکی طاعت سی بے پروا ہو جاوے تو اوسکو بتدریج سختی پر پونہچا دیتا ہی
جسطرح اوس شخص کو جو دیوے اور ڈر رکہی اور بہلی باتکو سچا جانے بتدریج آسانی پر پونہچا
دیتا ہی مگر یون کہنا مناسب ہے کہ ازانجا کہ اکثر لوگونپر حکم طلاق کا مخفی ہی اور وہ لوگ
اوسمین سی حلال اور حرام مین جہالت کے باعث تمیز نہین کرتے اور طلاق حرام دیکر
اوسکو جائز جانتی ہین اسلیئی سزا کے سزاوار ہین اسطرح کہ تینون طلاقین انپر لازم کردیجاوین

سورة الطلاق واحكامه وحدوده ومن يتق الله يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب ومن يتق الله يجعل له من امره يسرا ومن يتق الله يكفر عنه سيئاته ويعظم له اجرا فمن طلق على ان لا يتقي الله ان يجعل له مخرجا حقيقا على ان لا يجعل له من امره يسرا ولذا قال ابن عباس وابن مسعود لمن طلق ثلاثا جميعا انك لم تتق الله فيجعل لك مخرجا وقد جرت سنة الله في خلقه بان يحرم الطيبات قدرا وشرعا على من ظلم وتعدى حدوده وعصى امره وان ييسر للعسرى من بخل بما امره فلم يفعله واستغنى عن طاعته باتباع شهواته وهواه كما انه ييسر لليسرى من اعطى واتقى وصدق بالحسنى لكن ينبغي ان يقال اذا خفي على اكثر الناس حكم الطلاق ولم يفرقوا بين الحلال والحرام من جهالة واوقعوا الحرام ثم يظنون جوازه هل يستحقون العقوبة بجهلهم ولالزام به

اِس جہت سی کہ اونہون نے اپنی دین کو جسکا حکم اللہ تعالی نے اونکو کیا تہا بنجایا اور اوس سی روگردانی کی اور طلاق مین سی جو اونکو مباح خواہ حرام تھی اوسکا عال کسی سی نہ پوچہا یا یہہ کہنا چاہیی کہ اِس طرح کے اشخاص مستحق سزا نہین اسلئی کہ اللہ تعالے شرع اور مقدار کی رو سی سزا نہین دیتا مگر بعد حجت قائم کرنیکے اور اوسکی حکم کے خلاف کرنیکو چنانچہ فرماتا ہی وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا اور لوگونکا اجماع ہے کہ
ہم ادیہم بلا شبہین آتی جبتک نہ بہیجین کوئی رسول ۱۲

حدین اوسی شخص پر واجب ہوتی ہین جو حرمت سی واقف ہوا اور جان بوجہکر مرتکب اوسکی سببونکا ہوا اور تعزیرات حدون سی ملی ہوئی ہین یہہ بھی ایسی ہی لوگونپر ہوا کرتی ہین کہ حرام ہونیسے واقف ہون اور دستہ جرم کرین تو ان دونو قول مین سی کونسا قول مناسب ہی اسی مین اختلاف ہی اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ تو جو شخص طلاق دیوے اوس طرح کہ خدا تعالی نے
گناہ سی توبہ کرنیوالا ایسا ہی جیسا جسکے ذمہ گناہ نہو ۱۲

اوسکی لئی مشروع اور مباح فرمایا ہی اور اوسکی غیر مشروع ہونے سی نا واقف ہو پہرا اسکو جانکر پشیمان ہوا اور توبہ کری تو وہ اِسبات کا سزاوار ہی کہ سزا نہ دیجاوی اور اوسکو نکلنی کی راہ کا حکم دینا چاہیی جسکو خدا تعالی اوس شخص کے لئی کرتا ہی جو اوس سی ڈرے اور اوسکی معاملہ مین آسانی فرما دیتا ہی **ف** مترجم کہتا ہی کہ مولف نے ایک خبر واحد طاوس سی نہ اور گیارہ حدیثونکو مانا نہ حضرت عمرؓ کے ساتھ اکابر صحابہؓ کا اجماع پذیرا فرمایا

انجام کو تین طلاقوں کے ایک کرنے مین یہ تقریر پیش کی جو نہایت پوچ ہے عذر جہالت شرعاً مفید نہین ہوتا پس طلاقین تین ہی ہونگی خواہ کسیطرح سے دیوے

فصل اور شیطان کے اُن فریبون مین سے جس سے کہ اوسنے اسلام اور مسلمانون کو دہوکا دیا ہے وہ حیلے اور مکر اور فریب ہین کہ اللہ تعالی کی حرام کی ہوی چیز کے حلال کرنے اور اوسکی فرضونکو ساقط کرنے اور اوسکے امر و نہی کے خلاف کرنے کو شامل ہین اور وہ ایسی باطل رای ہے جسکی برائی پر سلف کی لوگ متفق ہین کیونکہ رای دو طرحکی ہین ایک تو وہ کہ نصونکی موافق ہوا اور نصین اوسکی صحت اور معتبر ہونیکی شاہد ہون تو ایسی رای تو وہ ہے جسکو سلف نے معتبر رکہا ہے اور ایک رای وہ ہے کہ نصون کے مخالف ہو اسی رای کے سلف نے مذمت اور انکار کیا ہے اسیطرح حیلے دو قسم کے ہین ایک وہ کہ امور خیر کا ذریعہ بنے مثلاً خدا تعالی کے امر کو بجالانا اور جس چیز سے اوسنے منع فرمایا اوسکو چھوڑنا اور حرام سے بچنا اور جو ظالم حق ندیتا ہو اوس سے حق کا چھوڑانا اور مظلوم کو ظالم سرکش کے ہاتھ سے چھوڑانا اور ایک وہ حیلہ ہے جسمین واجبونکا ساقط ہونا اور حرام چیزونکا حلال ہونا اور مظلوم کو ظالم کر دینا اور ظالم کو مظلوم بنا دینا اور حق کو باطل اور باطل کو حق کرنا پایا جاتا ہو۔ امام احمدؒ فرماتے ہین کہ جو حیلے کہ مسلمان کا حق باطل کرتے ہون اونمین سے کچھ بھی درست نہین اور

میمون کہتے ہین کہ مین نے امام احمدؒ سے پوچھا کہ ایک شخص نے کسی بات پر ق[سم]
کہائی پہر اوسکے باطل کرنیکا حیلہ کیا تو یہہ حیلہ جائز ہے کہ نہین آپنے فرمایا [کہ]
ہم تو حیلہ ایسی ہی چیز مین سمجھتے ہین جو جائز ہو مین نے کہا کہ اوس معاملہ مین ہمار[ی]
یہہ حرکت کیا حیلہ ہی نہین کہ لوگونکے اقوال کی جستجو کرین اور جب اونکا قول کسی
باب مین پاوین تو اوسکی پیروی کرین آپنے فرمایا کہ بیشک یون ہی ہے مین نے کہا
کہ پہر یہہ بات ہماری حیلہ سے شمار ہوگی کہ نہین آپنے فرمایا کہ ہان غرضکہ امام احمدؒ
نے بیان فرما دیا کہ جو شخص اللہ تعالی کی شروع کی ہوئی چیز کی پیروی کرے اور
سلف سے الفاظ کے معانی وہ لاوے جنکے اوپر احکام متعلق ہین تو وہ بری طرحکا
حیلہ کرنیوالا نہین اور اگر اسکا نام حیلہ رکہا جاوے تو اسمین گفتگو نہین اور امام احمدؒ
کی غرض اس سے یہہ ہی کہ فرق معلوم ہوجاوے درمیان طریق مشروع کے جسکے
جس سے مقصود شارع کا حاصل ہوا اور درمیان اُن رستون کے جو شارع کے مقصود
کے باطل کرنیکے لئے چلی جاتی ہین تو اصل فرق دونو قسمون مین یہہ ہی اور ہم
اب دوسری قسم مین کلام کرتے ہین ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ اس نوع کے
حیلہ کی حرمت کی دلیل کئی وجہون سے ہی اول قول اللہ تعالی کا یُخادعون اللہ والذین
آمنوا وما یخدعون الا انفسہم اور یہ ارشاد ان المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعھم

دغابازی کرتے ہین اللہ سے اور ... ایمان لائے انسے اور کسیکو دغا نہین دیتے مگر آپکو ... منافق جو ہین دغابازی کرتے ہین اللہ سے اور وہی انکو

وقال المیمونی قلت لابی عبد الله من حلف علی یمین ثم احتال لابطالها فھل تجوز تلک الحیلة قال لا نجیز ... الحیلة انما نحن ... ان نتبع ... اتبعناه قال بلی ھکذا ھو قلت ولیس ھذا من اخف حیلة قال نعم فبین الامام احمد ان من اتبع ما شرعه الله وجاء عن السلف معانی الاسماء التی علقت بها الاحکام لیس بمحتال الحیل المذمومة وان سمیت حیلة فلیس الکلام فیها

وغرض الامام احمد بهذا الفرق بین سلوک الطریق المشروعة التی شرعت لحصول مقصود الشارع وبین سلوک الطرق التی یتوصل بها الی ابطال مقصود الشارع فهذا هو الفرق بین النوعین وکلامنا الآن فی النوع الثانی قال شیخنا والدلیل علی تحریم هذا النوع من وجوه احدها قوله تعالی یخادعون الله والذین آمنوا وما یخدعون الا انفسهم وقوله ان المنافقین یخادعون الله وهو خادعهم

اور فرمایا و ان یریدوا ان یخدعوک تو جسطرح کہ کہنی والا امنت کا یعنی جو زبان
اور اگر وہ چاہین کہ تجھکو دغا دین ۱۲
سے ظاہر کری کہ ایمان لایا اور جو حقیقت کہ شرع مین اوس جملہ سی مقصود ہی
اوسکا ارادہ نکری صرف اوسکی حکم اور ثمرہ کا قصد کری فریب دینی والا ہی اسیطرح
جو یہہ الفاظ کہی کہ مین نے بیچا اور خریدا اور طلاق دی اور نکاح کیا اور خلع کیا اور
اجارہ دیا اور مساقات کی اور قرض لیا اور ان الفاظ کی حقیقت شرعی کا ارادہ
نکری بلکہ اور باتین جنکے واسطے وہ الفاظ مشروع نہین اونکو ارادہ کری تو وہ
بھی فریبی ہوگا اول شخص اصل ایمان مین فریب دینے والا ہی اور دوسرا ایمان کے
اعمال اور طریقوں مین فریب دینے والا ہی۔ ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ یہ ایک قسم نفاق
کی ہی خدا تعالی کی آیتون اور حدوں مین جیسی کہ اول قسم نفاق ہی اصل دین مین
سعید بن منصور کہتے ہین کہ ایک شخص حضرت ابن عباس رض کیخدمت مین آیا اور عرض
کیا کہ میری چچا نے اپنی بیبی کو تین طلاقین دی ہین اوسعورت کو کوئی مرد اوسکے لئی
حلال کرسکتا ہے کہ نہین آپ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالی کو فریب دیتا
ہے اللہ تعالی اوسکو فریب دیتا ہے۔ اور حضرت انس رض سے کسی نے
بیع عینہ کا حال پوچہا تو اونہون نے فرمایا کہ اللہ تعالی کو فریب نہین دیا جاتا
یہ ان اشیا مین سے ہی کہ اللہ تعالی اور اوسکی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام کی ہین

شرائعه وقال شیخنا وهذا ضرب من النفاق في آيات الله وحدوده كما ان الاول نفاق في اصل الدين
قال سعيد بن منصور جاء رجل الى ابن عباس فقال ان عمي طلق امراته ثلاثا ايحلها له رجل فقال من يخادع الله يخدعه وسئل انس عن العينة فقال ان الله لا يخدع هذا مما حرم الله ورسوله صلى الله عليه وآله وسلم

تو دیکھو صحابہ نے ایسے عقد کو جو ظاہر میں بیع ہوا اور مقصود اس سے سود ہو خدا نے
کو فریب بنا ٹھہرایا اور صحابہؓ اس امر میں مرجع ہین اور قرآن کے سمجھنے میں اونہین پر
اعتماد ہے اور حضرت عثمان اور عبد اللہ بن عمر وغیرہ سے پہلے گذر چکا ہے کہ اُنہون نے
فرمایا ہے کہ جس عورت کو تین طلاقین دیگئی ہون اوسکو صرف نکاح رغبت کا حلال کرتا ہے
فریب کا نہین کرتا۔ دوسری وجہ یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے اُن لوگونکی مذمت کی ہے
جو اوسکی آیتون سے ٹھٹھا کرتے ہین اور جو شخص ایسے قول بولے جنکے لئے شارع نے
حقیقتین اور مقصود مقرر فرمائے ہین مثلا کلمہ ایمان زبان پر لاوے یا وہ کلمہ کہ جس سے
فرج حلال ہوتی ہے کہے یا عہد اور میثاق کہ دو معاملے والے آپسمین کیا کرتے ہین
زبان سے کرے اور اوسکی مراد اُن الفاظ سے وہ حقیقتین نہون جنکے لئے وہ موضوع
ہین نہ وہ مقصود مراد ہون جنکو حاصل کرنیکے لئے وہ الفاظ بنائے گئے ہین بلکہ اُسکی
نیت مثلا رجعت سے یہہ ہو کہ عورت کو ستاوے اور اُسکی زندگی تلخ کرے اور اوسکی نکاح
کی حاجت اوسکو نہو یا نکاح اسلئے کرے کہ طلاق دینے والے پر اوسکو حلال کردے
اسلئے نکرے کہ اوسکو بی بی بنا دے یا بیع جائز طور کی کرے اور اوسکا مقصود اوس سے
سود ہو جو خدا تعالی اور اوسکے رسول نے حرام فرمایا ہے تو اسطرحکا شخص اون
لوگون میں سے ہے جو خدا تعالی کی آیتون سے ٹھٹھا کرتے ہین اور اسکی توضیح وہ ہے جو

فمنع الصحابة ممن اظهر
عقد التبايع ومقصوده
به الربوا [illegible]
وهم المرجع اليهم
في هذا الشان والمعول
عليهم في فهم القرآن
وقد تقدم عن عثمن و
عبد الله بن عمر وغيرهما انهما قالا
في المطلقة ثلاثا لا يحلها الا نكاح رغبة
لا نكاح دلسة الوجه الثاني ان الله
تعالى ذم المستهزئين بآياته والمتكلم
بالاقوال التي جعل الشارع لها حقائق ومقاصد
مثل كلمة الايمان وكلمة الله
التي تستحل بها الفروج ومثل العهود والمواثيق
التي بين المتعاقدين وهو لا يريد بها
الحقائق المقصودة منها ولا مقاصدها التي
جعلت هذه الالفاظ محصلة لها بل يريد بها ان
ليضارها ويسيء عشرتها
ولا حاجة به الى نكاحها
او ينكحها ليحلها لمطلقها
او لينكحها لا ليجعلها زوجة او يبيع بيعا
جائزا ومقصوده به ما حرم الله
ورسوله فهو ممن اتخذ آيات الله هزوا

ابن ماجة عن ابي موسى الاشعري قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما بال اقوام يلعبون بحدود الله ويقول احدهم قد طلقتك قد راجعتك قد طلقتك قد راجعتك فجعل ... ابن بطة ولفظه خلعتك راجعتك خلعتك راجعتك

جو ابن ماجہ نے حضرت ابو موسی اشعری رض سے روایت کیا ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگونکا جو اللہ تعالی کی حدون سے کہیلتے ہین اور اوسکی آیتون سے ٹھٹھا کرتے ہین کہ تجہے طلاق دی تجہسے رجعت کی تجہے طلاق دی تجہ سے رجعت کی اس حدیث مین جو شخص ان حدود کو زبان سے کہے اور اونکی حقیقتونکا اور جس امر کے لئے یہہ مشروع ہوئی ہین اونکا ارادہ نکرے اوسکو خدا تعالی کی آیتون سے ٹھٹھا کرنیوالا اور اوسکی حدود سے کہیلنے والا فرمایا اور اوسکو ابن بطہ نے بھی روایت کیا ہے اوسکی الفاظ یہہ ہین مین نے تجہ سے خلع کیا مین نے تجہ سے رجعت کی مین نے تجہسے خلع کیا مین نے تجہ سے رجعت کی تیسری وجہ وہ ہے جو نسائی نے محمود بن لبید سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیبی کو تین طلاقین زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین دین تو آپنے فرمایا کہ کیا خدا تعالی کی کتاب سے کہیلا جاتا ہے اور مین تم مین موجود ہون آخر حدیث تک اور یہہ حدیث پہلے گذر چکی ہے اسمین باوجودیکہ مرد کی نیت طلاق کی تھی مگر چونکہ اوسنے صورت طلاق کے خلاف کیا تہا اور خدا تعالی کی مراد کے سوا کا ارادہ کیا تہا اسلئے اوسکو کتاب اللہ تعالی سے کہیلنے والا ٹہرایا کیونکہ خدا تعالی کا مقصود یہہ ہے کہ طلاق ایسی طرح دے کہ جب چاہے عورتکو واپس کر لے مگر اسنے ایسی طلاق دی کہ اوسکا واپس کرنا اسکی ملک مین نرہا علاوہ ازین ایکدفعہ اور دفعات قران و حدیث بلکہ عرب کی لغت مین بلکہ تمام قومونکی زبانمین ایسی چیز کیواسطے ہے

والوجه الثالث ما رواه النسائي عن محمود بن لبيد قال اخبر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعا فقام غضبان ثم قال ايلعب بكتاب الله وانا بين اظهركم الحديث وقد تقدم فجعله لاعبا بكتاب الله مع قصده الطلاق لكنه خالف وجه الطلاق واراد غير ما اراد الله به فان الله سبحانه اراد ان يطلق طلاقا يملك فيه رد المرأة اذا شاء فطلق طلاقا لا يملك فيه ردها وايضا فان المرة والمرات في لغة القرآن والسنة بل لغة العرب بل ولغة سائر الامم لما كان

جو ایکبار کے بعد دوسری بار ہو تو جب اوسنے دو دفعہ کو ایکبار مین جمع کردیا
تو بیشک خدا تعالی کی حدود سے اوجسل مر ہر کہ اوسکی کتاب دلالت کرتی ہی اوس سے
تجاوز کیا اور جبکہ اوس لفظ سے جسپر شارع نے کوئی حکم مترتب کیا ہو شارع کے
مقصود کے خلاف ارادہ کیا ہو تب تو بطریق اولی اوسکی حدود سے تجاوز کریگا
چوتھی وجہ یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے باغ ضروان والونکی حال سے جنکا امتحان لیا
تھا سورہ نون مین خبر دی اور یہہ کہ اونکی سزا یہہ ہوئی کہ اونکی باغ پر اونکی سوتے
وقتمین ایک پہیری والا بہیجدیا جس سے باغ ایسا ہو گیا جیسے ٹوٹا ہوا اور اوسکی
وجہ یہہ تہی کہ اونہون نے مسکینونکا حق دور کرنیکو حیلہ کیا تہا اس قصہ مین اور
حیلہ گرونکی لئی بھی عبرت کا مقام ہی جو اللہ تعالی اور اوسکی بندون کے حقوق دور کرنیکی
لئی حیلہ کرتے ہین پانچوین وجہ یہ ہی کہ خدا تعالی نے ہفتہ والونکا حال یہود مین سے
بندر ہو جانیکا بیان فرمایا کہ جب اونہون نے الہہ کی حرام کی ہوئی چیز کو یعنی ہفتہ
کے دن شکار کو حیلہ کی راہ سے مباح کرلیا اسطرح کہ جمعہ کے روز جال لگا آئی اور جب
اوسمین شکار پڑگیا تو اتوار کو اوسکو پکڑا اور اسمعاملہ کو اونہون نے حضرت موسی ع کے
جہٹلانے اور توریت پر ایمان نہ لانیکی جہت سی حلال نہین جانا تہا بلکہ یہہ حلال جاننا
صرف تاویل اور حیلہ کا تہا اسیواسطے وہ لوگ بندر ہو گئی کیونکہ بندر کی صورت مین انسان

بیان نظائر ۳

منه ما قصد لا الشارع
الوجه الرابع ان الله سبحانه اخبر
عن اهل الجنة الذين بلاهم بما ذكره
في سورة ن والقلم وانه عاقبهم بان ارسل
عليهم طائفا وهم نائمون فاصبحت كالصريم
وذلك لما تحيلوا على اسقاط نصيب
المساكين وكان في ذلك حقاق
لكل محتال على اسقاط حق من حقوق
الله وحقوق عباده الوجه الخامس انه
اخبر عن اهل السبت من اليهود بمسخهم
قردة لما احتالوا على اباحة ما حرم الله عليهم من
الصيد بان نصبوا الشباك يوم الجمعة
فلما وقع فيها الصيد اخذوه
يوم الاحد وهم لم يستحلوا
ذلك تكذيبا بموسى وكفرا
بالتوراة وانما هو استحلال
تاويل واحتيال ظاهره
فدل ان صورة القردة فيه

فليكن الشارع حكما
الا ادب باللفظ الذي بني
عليه كتابه فليكون اذا
تعدى حدود الله ومادل
المرتين فرق واحدة فقد
مرة بعد مرة فاذا جمع

شبيه بهم من صورة الانسان
وفي بعض اوصافه تشبيه بهم وفي
وهو يخالفه في الحقيقة وفعلهم
كان ظاهره الاتقاء و
باطنه الاعتداء فلما مسخ
اولئك المعتدون دين
الله بحيث لم يتمسكوا الا بما
يشبه الدين في بعض ظاهره دون حقيقته
مسخهم الله قردة يتشبهون في بعض ظواهرهم
دون الحقيقة جزاء وفاقا وتوضيحه ان بني اسرائيل
فانهم عصوا باكل الربوا وغيره مما قصه الله في كتابه
وهو اعظم من الصيد في يوم بعينه بدليل من حيث انه
في شرعنا محل الصيد في يوم السبت
فيه ولم يعاقبوا بالمسخ على اكل الربوا
والظلم كما عوقبوا على استحلال المحرم
بالحيلة لانهم صاروا بذلك كالمنافقين يفعلون
القبيح ولا يعتقدونه قبيحا فجمعوا بين قبح الفعل
وفساد الاعتقاد فكانوا اعظم جرما
فان من اقترن بمعصيته اعترافه
بالتحريم مومن بالله وباياته خائف
من العقوبة راج للمغفرة يمكن ان
يتوب فيفضي به التوبة الى الخير ورحمة
ومن استحل ما نهى عنه بحيلة او تأول ما
فيه مصر على الحرام معتقد حله

کی شکل کی مشابہت ہی اور اُسکی بعض صفتین بھی انسانکی مشابہ ہین مگر حقیقت مین بندر
انسان سی مخالف ہی اور ایسا ہی اونکا فعل تہا کہ ظاہر مین تو شکار سی بچنا تہا اور باطن
مین حد سے تجاوز کرنا غرضکہ جب اُن لوگون سے حد سے بڑہنی والونے اللہ تعہ کے دین کو مسخ
کردیا اسطرح کہ ایسی چیز کو پکڑا کہ بعض ظاہری باتو نمین دین کے مشابہ ہو نہ حقیقت مین تو اللہ
نے بھی اونکو ٹہیک ویسا ہی بدلہ دیا کہ بندر کردیا جو ظاہر کی بعض باتو نمین انسانو نکی مشابہ ہین نہ
حقیقت مین اسکی توضیح یہہ ہی کہ بنی اسرائیل نے خدا تعا کی نافرمانی سود وغیرہ کے کہانے سی کی
جسکا اللہ تعا نے اپنی کتاب مین قصہ بیان فرمایا ہی اور یہہ جرم روز معین مین شکار کرنیکی نسبت
بہت بڑا ہی اسلئی کہ ہماری شریعت مین سود حرام ہی اور شنبہ کے دن مین شکار کرنا حلال ہی
بنی اسرائیل کو سود کہانے اور ظلم کرنے پر صورت بدلنی کی سزا نملی جیسے حیلہ سی حرام کو حلال
جاننی پر سزا دیگئی اسلئی کہ صورت دوم مین اونکا حال منافقو نکا سا ہو گیا کہ بُرا کام کیا اور اوسکو بُرا
نہ سمجھی تو دو خرابیان جمع کین ایک بُرا کرنا دوم اعتقاد کا بگاڑ اسی جہت سی جرم مین بڑی ٹہہری
کیونکہ جو شخص نافرمانیکی ساتہہ اوسکی حرام ہونیکا اقرار کرتا ہی وہ خدا تعا اور اسکی آیتو پر ایمان
رکہتا ہی اور عقوبت سی ترسان اور مغفرت کا متوقع ہی ہو سکتا ہی کہ توبہ کری اور توبہ اوسکو
خیر اور رحمت پر پہنچا دی اور جو شخص بری فعل کو کسی قسم کی حیلہ سی حلال جانے وہ اوسمین
تاویل کرنیوالا اور حرام پر اصرار کرنے والا اور اوس کے حلال ہونیکا معتقد ہی

اوسکی نحوست گناہ سے نکلنی کی توقع نہین کیجاتی اور ذکر صورت بدلجانیکا چند حدیثو
مین آچکاہی مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ابو مالک اشعری کی حدیث بخاری
مین کہ اللہ تعالی دوسرونکو بندر اور سور کردیگا قیامت تک اور انس کی حدیث مین ہے
کہ البتہ کچھ لوگ کہانے اور پینے اور باجی پرسو رہینگی اور صبح کو اپنی مسندونپر بندر اور سور
ہوکر اوٹھینگے اور ابو امامہ کی حدیث مین ہی کہ ایک قوم شرابخواری اور لونڈیون کے
بجانے مین رات بسر کرینگے اور صبح کو بندر ہوجاوینگے اور حدیث حضرت عائشہؓ کی
ہی کہ میری امت مین دہنسنا زمین مین اور صورت بدلنا اور پتھر برسنا ہوگا اور نیز حدیث
ابو امامہ مین ہی کہ ایک قوم اس امت کی کہانے اور پینے اور کہیل مین رات گذارینگے پہر
صبح کرینگے کہ بندر اور سور ہوگیے ہونگے اور عمران بن حصین کی حدیث مین ہی کہ میری
امت مین پتھر برسنے اور زمین مین دہنسنا ہوگا اور اسیطرح حدیث سہل بن سعید مین ہے
اور ایسا ہی حدیث حضرت علیؓ مین ہی اور آپکا فرمانا کہ اسوقت انتظار کرین ایک
سرخ آندہی اور زمین مین دہنسنے اور صورت بدلنی کا اور حضرت علیؓ کی دوسری حدیث
مین ہی کہ میری امت کی ایک جماعت بندر اور سور کیصورت ہوجائیگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا ارشاد انسؓ کی حدیث مین کہ اس امت مین زمین مین دہنسنا اور پتھر برسنا
اور صورت بدلنا ہوگا اور ابوہریرہؓ کی حدیث مین ہی کہ اس امت مین سے ایک قوم آخر وقت

قردة وخنازير قالوا يا رسول الله أليس يشهدون ان لا اله الا الله قالوا بلى ويصومون ويصلون ويحجون قال فما بالهم قال اتخذوا المعازف والقينات والدفوف فباتوا على شربهم ولهوهم فاصبحوا وقد مسخوا قردة وخنازير وفي حديث جبير بن نفير يبتلى آخر هذه الامة بالرجف فان تابوا تاب الله عليهم وان عادوا اعاد الله عليهم بالرجف والقذف والمسخ والصواعق وقال سالم بن ابي الجعد ليأتين على الناس زمان يجتمعون فيه على باب رجل ينتظرون ان يخرج اليهم فيطلبون اليه الحاجة فيخرج اليهم وقد مسخ قردا او خنزيرا وقال ابو هريرة لا تقوم الساعة حتى يمشي الرجلان الى الامر يعملانه فيمسخ احدهما قردا او خنزيرا فلا يمنع الذي نجا منهما ما رأى بصاحبه ان يمضي لشأنه ذلك حتى يقضي شهوته منه وقال عبد الرحمن بن غنم يوشك ان يقعد اثنان على رحى يطحنان فيمسخ احدهما والآخر ينظر وقال مالك بن دينار

بندر اور سوروں کی شکل میں ہو جاوینگے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا وہ لوگ
شہادت کلمہ طیبہ کی نہ دیتے ہونگے آپنے فرمایا کہ شہادت بھی دیتے ہونگے اور روزہ اور
نماز اور حج ادا کرتے ہونگے عرض کیا کہ پہر اونکا کیا حال ہے کہ یہہ نوبت ہوگی آپنے فرمایا
کہ انہوں نے کہیلنے کے آلات اور دفون اور گانیوالی لونڈیونکو حاصل کیا پہر شراب خواری
پر رات بسر کی تو صبح کو جو اوٹھے تو بندر اور سور ہو گئے اور جبیر بن نفیر کی حدیث میں ہے
کہ اس امت کے پچھلے لوگ زلزلہ میں مبتلا ہونگے پس اگر وہ توبہ کرینگے تو اللہ تعالی اونپر
مہر کریگا اور اگر وہ پہر وہی حرکت کرینگے تو خدا تعالی اونپر پہر سے بہونچال اور پتہر برسانا
اور صورت بدلنا اور بجلیونکا گرنا کریگا اور سالم بن ابی الجعد کہتے ہیں کہ البتہ لوگوں پر
ایک زمانہ آویگا جسمیں وہ ایک شخص کے دروازہ پر اکٹھے ہو کر انتظار کرینگے کہ وہ شخص
نکلے تو اوس سے اپنی حاجت مانگیں تو وہ شخص اونکے پاس باہر آویگا اور بندر یا سور
ہو چکا ہوگا اور حضرت ابو ہریرہ رضی فرماتے ہیں کہ قیامت برپا نہوگی جبتک کہ دو شخص
ایک کام کرنیکو نکلیں اور اونمیں ایک زمین میں دہنسا دیا جاوے اور دوسرا جو بچ جاوے
اپنے ساتھی کا حال دیکہکر جس ضرورت کو جاتا تہا اوس سے باز نرہے یہانتک کہ اپنا مطلب
کر لے اور عبد الرحمن بن غنم کہتے ہیں کہ قریب ہے کہ دو آدمی ایک چکّی کے پاٹ پر بیٹھکر
پیسیں پہر ایک اونمیں سے صورت بدلجاوے اور دوسرا دیکھتا رہے اور مالک بن دینار

فرماتے ہین کہ ایک آندہی اور اندہیر لوگونپر آخر زمانہ مین آویگا تو لوگ اپنی عالمونکی
پاس بہاگینگے اور اونکو دیکہینگے کہ شکلین بدلگئی ہین ان احادیث کو معہ انکی سندون
کے ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم ملاہی مین بیانکیا ہی غرضکہ بندرون اور سورونکی شکل کا
ہوجانا اس امت مین ہوگا اور ضرور ہی کہ یہہ حال و حجاعتونکا اول یہی عالمونمین جو اللہ
اور اوسکی رسول پر جہوٹ بولتی ہین اور اللہ تعالی کے دین اور شریعت کو اونہون نے
بدلدیا ہی پس اللہ تعالی نے بہی اونکی صورتین بدلدین جیسی اونہون نے اوسکا دین بدلا
دوم ان لوگونمین جو کہلا کہلی بے پردہ فسق و فجور اور حرام چیزین کرتے ہین اور جو لوگ
اونہین سی دنیا مین صورت نہ بدلینگی اونکی صورت قبر مین یا قیامت مین بدلجاویگی اور ایک
حدیث مین آیا ہی جسکا حال خدا تعالی کو معلوم ہی کہ سود خوار بروز قیامت سورون اور کتون
کی شکل مین اٹہائی جاوینگی اسو جہہ سے کہ اونہون نے سود پر حیلے کئی ہونگی جیسی حضرت داود
کی ساتھی شنبہ کی دن حیلہ سی مچہلیان پکڑنیسی مسخ کئیگئی ہمارے شیخ کہتی ہین کہ مسخ جو وارد
ہوا ہی تو صرف اسجہت سی کہ حرام کو خراب تاویلون سی حیلے کرکے حلال جانا اسواسطے کہ اگر
حرام کو حلال جانتی اور تاویل نکرتے تو کافر ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی امت مین سی نہوتی اور اگر اقرار اوسکی حرام ہونیکا کرتی تو کیا عجب ہی کہ مسخ کی سزا
اونکو نملتی جیسی اور سب لوگ جو بہی گناہ کرتے ہین اور اونکی گناہ ہونیکے مقر ہین

چھٹی وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ثواب اعمال نیتون سی ہی اور ہر ایک مرد کو وہ ہی جو اوسنی نیت کی آخر حدیث تک اور یہہ اصل ہی حیلونکی باطل کرنے مین اور اسی سی بخاری نے حیلہ کے باطل ہونے پر حجت پکڑی ہی اسلئی کہ اگر کوئی شخص ایسا معاملہ کرنا چاہی کہ اوسمین دوسرےکو ہزار بعوض پندرہ سو کے ایک میعاد پر دیوے پس نو سو تو اوسکو قرض دی اور سو کا ایک تھان اوسکو ہاتھ چھہ سو کو فروخت کر دیوے تو وہ نو سو کی قرض دینی سی نفع زائد لینی کی نیت کرتا ہی اور چھہ سو کو جو ظاہر مین قیمت بتلاتا ہی اون سی نیت سود کی ہی اور اوسکی نیت کو خدا تعالی بھی جانتا ہی اور جس شخص سی اسنی معاملہ کیا ہی یا اوسکی حقیقت حال سی واقف ہی وہ بھی جانتا ہی ساتوین وجہ وہ ہی جسکو عمرو بن شعیب نے اپنی باپ سے اور اسنی اپنی دادی سی روایت کی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو خرید فروخت کرنیوالونکو اختیار ہی جبتک کہ ایکدوسرے سی جدا ہوں مگر یہہ کہ معاملہ جا کڑکا ہوا اور اونمین سی کسیکو حلال نہین کہ اس خوف سی علیحدہ ہو جاوے کہ کہین دوسرا اپنی چیز نہ پھیر لے روایت کیا ہے اس حدیث کو سنن والون نے اور ترمذی نے اوسکو حسن کہا ہی اور امام احمد رح نے اوس سے حیلہ کی باطل ہونے پر حجت پکڑی ہی اسواسطیکہ شارع نے اختیار کو اس جدا ہونیکے وقت تک ثابت رکھا ہی جسکو دونو معاملہ والے اپنی طبیعتونکی خواہش سے کرین اور یہہ دلیل کمال رضامندیکی ہی دونو کی طرف سے

ثم صلى الله عليه واله
وسلم ان يفصل المفارق
المتفرق من الاستقالة لانه
فصل بالتفرق غير
ما جعل التفرق فرضه
العرف له اذ قصد
به ابطال حق اخيه من الخيار
وانما جعل التفرق للذهاب حيث
مما في حاجته او كحاجة الناس فاروى محمد
بن عمرو عن ابي سلمة عن ابي هريرة ان رسول
الله صلى الله عليه واله وسلم قال لا ترتكبوا
ما ارتكبت اليهود وتستحلوا محارم الله بادنى
الحيل رواه ابن بطة الوجه التاسع ما روي
عن ابن عباس قال بلغ عمر ان فلانا باع
خمرا فقال قاتل الله فلانا الم يعلم ان
رسول الله صلى الله عليه واله وسلم
قال قاتل الله اليهود حرمت عليهم الشحوم
فجملوها فباعوها قال
الخطابي جملوها اذابوها حتى تصير ودكا فيزول
عنها اسم الشحم والجميل الشحم المذاب قال
وفي هذا ابطال كل حيلة يحتال
بها للتوصل الى المحرم وانه لا يتغير حكمه
بتغير هيئته وتبديل اسمه انتهى
وقد مثلت حيلة اصحاب

ترضیکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس امر کو حرام فرمایا کہ جدا ہونیوالا دوسرے
کی بیع توڑنیکو رکے اسلئے کہ اوسنے جدا ہونیسے وہ قصد کیا جو عرف مین جدائی سے نہین
ہوا کرتا کیونکہ اوسنے جدائی سے اپنے بہائی کا اختیار باطل کرنا چاہا حالانکہ جدائی اسلئے
مقرر تھی کہ اونمین سے ہر ایک اپنے اپنے کام کو چلا جاوے آٹہوین وجہ وہ ہے کہ محمد بن عمرو نے
ابو سلمہ سے اور اوسنے حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ تم اوس امر کے مرتکب نہو جسکے مرتکب یہودی ہوتے ہین کہ تم اللہ کی حرام چیزونکو
ادنی حیلون سے حلال جاننے لگو اسکو روایت کیا ہے ابن بطہ نے نوین وجہ وہ ہے جو حضرت
ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضہ کو خبر پونہچی کہ فلان شخص نے شراب بیچی ہے آپ نے
فرمایا کہ اللہ تعالی قتل کرے فلان کو کیا اوسے معلوم نہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ قتل کرے اللہ یہود کو کہ حرام کی گئی اونپر چربی پس اونہون نے اُسکو پگلایا
پہر بیچا خطابی نے کہا ہے کہ اِس حدیث مین لفظ جملوہا کے معنی یہہ ہین کہ اوسکو
پگلایا تاکہ پگلکر چکناہٹ ہو جاوے اور اوسسے نام چربی کا جاتا رہے اور جمیل پگلی ہوئی
چربی کو کہتے ہین اور یہہ بھی خطابی کا قول ہے کہ اِس حدیث مین ہر ایک حیلہ کا باطل
ہونا ہے جس سے حرام کیطرف پونہچنے والا حیلہ کرتا ہے اور یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ چیز کا حکم
اوسکی صورت اور نام بدلنے سے نہین بدلا کرتا اور چربی والونکی حیلہ کی مثال ایسی ہے

جیسے کسی سی کہا جاوی کہ مال یتیم کے گرو نہ پہنکنا پس وہ مال کو بیچکر اوسکا دام
وصول کرکے کہالے اور کہی کہ مین نے خود مال یتیم کو نہین کہایا بلکہ ایک چیز
اپنی ذمہ مول لی اور اوسکا مالک ہوگیا اور اوسکا عوض میری ذمہ رہا تو مین نے
صرف اپنا مال کہایا ہی اور اگر خداوند پاک اس امت پر رحم نکرتا یعنی بڑا فضل اوسکا
ہوا کہ نبی کریم نے جس باعث سی کہ یہود ملعون ہوئی اوسپر واقف فرمایا اور امت
مین سی پہلے لوگ پرہیزگار اور عالم ہوئی کہ مقصود شارع کو اونہون نے جان لیا جس سے
حرمت حرام چیزونکی یعنی مردار اور خون اور سور کے گوشت کی قائم رہی اگرچہ انکی صورتین
بدلجاوین اور حرمت انکی قیمتونکی بھی ثابت و مستحکم رہی ورنہ شیطان حیلہ والون کے
لئی وہی راہ چلتا جو قسمون وغیرہ مین چلا ہی کیونکہ دونو باتین ایک ہی ہین دوسری
وجہ یہ ہی کہ حرام حیلون کی جنس کا مدار اسبات پر ہی کہ چیز کا نام اوسکی نام کے
سوا کچھ اور کہا جاوے اور اوسکی صورت بدلدیجاوی اور حقیقت بدستور قائم رہی جیسے
حلالہ کرنیوالا کہ تحلیل کے نام کو نکاح سی اور محلل کو خاوند کے نام سی بدلتا ہی اور یہہ
ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اوسکی کرنیوالیکو لعنت فرمائی تو اوسکی وجہ
یہی ہی کہ اوسکی اندر ایسا بگاڑ ہی جسمین نام کو کچھہ اثر نہین اسلئی کہ فساد اور خرابی
حقیقت کی تابع ہوتی ہی نہ لفظونکی اور نہ صرف صورت ظاہری کی اور ایسی ہی بڑا

فساد جسپر سود مشتمل ہی سود کا نام معاملہ کہنی سی نہین جاتا ہے اوسکی صورت بدلنی سی بلکہ اوسکی حقیقت جسپر کہ عقد سی پہلے دو نو معاملہ کرنیوالون نے اتفاق کرلیا ہی موجود ہے اور اللہ تعالی اُن دونو کے دلون سی اوس حقیقت کو جانتا ہو گوا ونہون نے خدا تعالی کے فریب بنی کیواسطی اوسکا نام معاملہ کردیا اور اوسکی صورت کو حیلہ و مکر سی خرید و فروخت بنادیا اور اس معاملہ مین اور جو کام یہودیون نے کیا تہا کیا فرق رہا او نہون نے بھی چربیان جو اللہ تعالی نے اُنپر حرام کی تہین اُنکا نام اور صورت بدلکر حلال جانی تہین اور اسیطرح ہی وہ شخص جو شراب کا نام نبیذ رکہکر اوسکو حلال جانے چنانچہ بحدیث ابو مالک اشعری رض مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کچھ لوگ میری اُمت کی شراب پیوینگے اور اوسکا نام کچھ اور شراب کی سوا رکہینگے اونکی سرون پر آلات لہو اور گانیوالیونکی آواز ہوگی اللہ تعالی اونکو زمین مین دہنسا دیگا اور اونمین سی بندر اور سور بنا دیگا روایت کیا ہی اسکو نسائی نے صحیح اسناد سی اور ابن ماجہ نے عبادہ بن صامت سی اور امام احمد نے بھی اور ابن ماجہ نے اوسکو ابو امامہ کی حدیث سی روایت کیا ہی اور یہہ ایسی حدیث ہی جیسی ابن بطہ نے اپنی اسناد کے ساتھہ اوزاعی سی اور اُنہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کی ہی کہ لوگون پر ایک زمانہ آویگا کہ سود کو بیع سی حلال جانینگے یعنی بیع عینہ کے باعث اور یہہ حدیث

فانهما ومن غير اسمه الى المعاملة وصورته الى التبايع حيلة ومكرا وخداعا لله سبحانه واي فرق بينها وبين ما فعلته اليهود من استحلال ما حرم الله عليهم من الشحوم بتغير اسمه وصورته وكان من استحلال الخمر باسمه النبيذ

قبل العقد يعلمها الله من
يتفق عليها بين المتعاملين
ثم تكون الحقيقة حاصلة
الى المعاملة ولا بتغير صورته
عليهما الربا لا يزول بتغير اسمه الربا
النفس العظيمة التي تشتمل

حدیث ابو مالک

كما جاء في حديث ابي مالك الاشعري عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه قال ليشربن ناس من امتي الخمر يسمونها بغير اسمها يعزف على رؤسهم بالمعازف والقينات يخسف الله بهم الارض ويجعل منهم القردة والخنازير رواه النسائي باسناد صحيح وابن ماجة من حديث عبادة بن الصامت ورواه الامام احمد ايضا وابن ماجة من حديث ابي امامة وهذا كما رواه ابن بطة باسناده عن الاوزاعي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يأتي على الناس زمان يستحلون الربا بالبيع يعني العينة وهذه

اگرچه مرسل ہی مگر بسند احادیث سی وہ ہین جو اسکی شاہد ہین اور وہ ایسی حدیثین
ہین جنسی بیع عینہ کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور ظاہر ہی کہ نام کا بدلنا حرمت کو بدلتا
نہین اور نہ اوس خرابی کو دور کرتا ہی جسکی وجہ سی سود حرام ہی بلکہ کئی وجہون سی اسکی
قوت زیادہ کرتا ہی اول یہہ کہ حیلہ سی سود خوار محتاج قرضدار سی اس زور سی مطالبہ
کرنیکی جرات کرتا ہی کہ ویسی صریح سود خوار نہین کیا کرتا اسلئی کہ اوسکو تو اعتماد ظاہری
صورت عقد اور نام پر ہی دوسرے یہہ کہ قرضدار سی ایسا مطالبہ کرتا ہی جیسی کوئی زیادتی
کے حلال و پاک ہونیکا معتقد مطالبہ کری تیسرے یہہ کہ اسکا اعتقاد یہہ ہوتا ہی کہ یہ معاملہ
تجارت ہی تو اسکا بعینہ اوسکی مثال ایسی ہی جیسی کوئی شخص کسی عورت سے سخت محبت
رکھی اور اس وجہ سی کہ وہ عورت اوسپر حرام ہو اوسکی وصال سی محروم رہے اسلئی حیلہ کری کہ
اپنی آپمین اور اوسمین کوئی صورت عقد کی ظاہر مین ہوجاوے جسکی کچھہ حقیقت نہو تا کہ بظاہر حرام
ہونیکی قباحت جاتی رہی پس بے خوف اوسکی پاس جانے لگی حالانکہ ان دونو کا دل جانتا ہی
کہ عورت واقع مین اوسکی زوجہ نہین - اور ظاہر ہی کہ اس حیلہ سی وہ خرابی جسکی لئی حکیم برحق
نے سود کو حرام فرمایا ہی اور زیادہ ہوجاویگی اسلئی کہ اللہ تعالیٰ نے سود کو اس نظر سی حرام فرمایا
ہی کہ اوسمین محتاج کا ضرر اور اوسکا ہمیشہ کو مفلس بنا رہنا اور دین لازم کا بدلتو رہنا اور اس درجہ
کو پہنچ جانا ہوتا ہی جس سی اوسکی پونجی اور سامان خانہ داری اور مکان کا استیصال ہوجاتا ہی

وان کان مرسلا فمن المستند
بما یشهد له وهی الاحادیث التی
علم بها تحریم العینة ومعلوم ان
تغایر الاسم لا یرفع التحریم
لا یرفع المفسدة التی حرم الربا
لاجلها بل تزیدها قوة من
وجوه احدها انه یقدم علی مطالبة المرابی
العین بصورة الخیانة یقدم لا یقدم بمثلها المرابی
صریحا لانه واثق بصورة العقد واسمه الثانی
انه یطالبه مطالبة من یعتقد حل الزیادة
وطیبها الثالث اعتقاده ان الربا تجارة
انه بمنزلة من احب امراة
فهو فی ذلك
ومنعه من وصالها کونها محرمة علیه فتحیل
الی ان اوقع بینه وبینها صورة عقد
لا حقیقة له لتزول شناعة الحرام
فی الظاهر فصار یاتیها امنا ومعتقدا
بعلمان فی الباطن انها لیست زوجته
ومن المعلوم ان هذا یزید المفسدة
التی حرم الحکیم الخبیر لاجلها
الربوا فان الله تعالی حرم
الربوا لما فیه من ضرر المحتاج
وتعریضه للفقر الدائم والدین اللازم
ووصوله الی غایة تجتاح تستاصل
متاعه واثاثه فاذا

تو شارع کی کمال حکمت جو بندونکی درستی کی منتظم ہی اسمین ہوئی کہ سود کو بھی حرام
فرمایا اور جو ذریعہ سود تک پہونچانیکے تھی انکو بھی حرام فرمایا مثلاً قبضہ سی پہلی جدا ہونیکو حرام فرمایا
اور یہہ بھی حرام کیا کہ ایکدرم کو دو درموںکے بدلہ مین مدت پر بیچی اگرچہ اس جگہہ
زیادتی کچھہ نہین تو اب شارع پر کیونکر گمان ہوسکتا ہی کہ باوجود اپنی کمال حکمت کے
اس خرابی کے حاصل ہونیکے لئے حیلہ اور مکر مباح فرمادے اور وہ اتنا زائد دوگنا چوگنا
ہوا کرے کہ حیلہ گر اس سی مال محتاج کا کہا جاوے اور اللہ تعالیٰ نے حرام چیزونکو اسلئے
حرام فرمایا ہی کہ دل پرہیز کرین اور اوسکی ایمانکی تندرستی اور قوت بنی رہی جیسی کہ طبیب
مریض کو مضر چیز سی منع کردیا کرتا ہی تو اگر اس مضر چیز کے کہانے پر اوسکی صورت یا
نام بدلنی سی حیلہ کریگا اور اس شی کی حقیقت اور طبیعت بدستور رہیگی تو بیشک مرض زیادہ
ہوجائیگا اور بڑا اندیشہ ہوگا امام احمدؒ فرماتے ہین کہ حیلونمین سے کوئی بھی درست
نہین اور حیلہ کا باطل ہونا اس حدیث کی رو سے کہ دو خرید و فروخت کرنیوالون کو
اختیار ہی اور کسیکو انمین سی جائز نہین کہ اپنی ساتہی سی اس ڈر سی جدا ہو کہ وہ معاملہ
کو توڑ دیگا پہلے گذر چکا اسیطرح یہہ حدیث کہ لعنت کری اللہ تعالیٰ یہود لوگونکو کہ اونپر
چربیان حرام ہوتین تو اونہون نے اونکو گلایا اور یہہ کہ لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنیوالی اور محلل لہ کو پہلے مذکور ہوتین اور امام احمدؒ نے اپنی صاحبزادے

فمن تمام حكمة الشارع الكامل
المتضمنة لصلاح العباد
تحريمه وتحريم الذرائع
الموصلة اليه كما حرم
التفرق قبل القبض
وان يبيعه درهما بدرهم

جلد ثانی ۱۳

کی روایت مین فرمایا ہی کہ قسمونکو حیلون سے توڑتے ہین حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ھے
وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِهَا اور یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ اور عدت کے ساقط کرنیکی لئے
اور نہ توڑو قسمین پکی کئے پیچھے ۱۲ — پوری کرو منت ۱۲
حیلہ کرنیمین یہہ فرمایا ہی کہ یہہ امر کتنا عجیب ھے لوگون نے کتاب اللہ کو باطل کردیا اللہ تعالی
نے عدت ازاد عورتونپر حمل کے باعث مقرر فرمائی ہی تو اگر ایک لونڈی سی صحبت کری
پھر اوسکو اوسی جگہہ آزاد کرکے اوسکا نکاح کردی اور شوہر اوس سی صحبت کرنے
لگے اسصورتمین اگر وہ حاملہ ہوگی تو کیا کیا جاویگا آج اوس سی ایک صحبت کرتا ہی اور کل کو
دوسرا یہہ امر خلاف کتاب و سنت کے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہین
کہ حاملہ عورت سی صحبت نکیجاوی جب تک جن نہ چکی اور نہ بے حمل والی سے جبتک حائض
نہولے اور امام احمدؒ کی تقریر سوگندون وغیرہ مین حیلے کرنیکے بابمین ایسی ہی اور
بہی ہی آور جو شخص شریعت کو سوچے اور اوسکی باب مین نفس کی سمجھہ اوسکو روزی ہو تو
دیکھیگا کہ شریعت حیلہ والونکی مقصود باطل کردیتی ھے اور اونکی مقصود کے خلاف
اونسی پیش آتی ہی مثلا جو شخص میراث کے حیلہ سی مورث کو قتل کردے تو شارع
قاتل کو میراث بالکل نہین دلاتا اِسوجہ سی کہ باطل طور پر اوسکی لئی حیلہ کیا یا جو شخص
کسیکے واسطی مال کی وصیت کرے اور وہ وصیت کرنیوالے کو مار ڈالے تو اُسکے
حق مین وصیت باطل ہوجاتی ھے اور اگر آقا اپنے غلام کو مدبر کرے

اور وہ جلد آزاد ہو جانیکے مارے آقا کو مار ڈالے تو اوسکے حق مین مدبر ہونا
باطل ہوگا اور ایک یہہ صورت ہی کہ بیمار اپنی بیبی کو میراث نملنی کے حیلہ سی طلاق
دیدی تو یہہ حیلہ پیش نجاویگا اور عورت جبتک عدت مین رہیگی مرد کی وارث
ہوگی اور بعضونکی نزدیک عدت کے گذرنیکے بعد جب تک نکاح نکریگی تب تک وارث
ہوگی اور بعض کے نزدیک گو نکاح بہی کرلے وارث ہوگی اور ایکصورت یہہ ہی کہ مریض
اپنی وارث سی اگر مال کا اقرار کرلے تو یہہ امر باطل ہوگا اسلئی کہ وہ اس اقرار کو
وصیت کا بہانہ کرتا ہی غرضکہ اسطرحکی صورتین بہت ہین اور اللہ تعالی نے اُن
لوگونکو جنہون نے حرام شکار پر حیلہ کیا تہا صورت بدلنی کی سزا دی اور جس شخص نے
لوگونکی مال پر سود سی حیلہ کیا اوسکی سزا مال کے کہو دینی سی کی چنانچہ فرماتا ہی
یمحق اللہ الربوا و یربی الصدقات تو ضرور ہی کہ وہ سود خوار کے مال کو تلف کردی
یعنی مٹاتا ہی اللہ سود اور بڑہاتا ہی خیرات ۱۲
گو کتنا ہی ہو جاوی اور اصل اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے گنہگارونکی عقوبت
اونکی مقصود کی خلاف سی مقرر فرمائی ہی مثلاً جہوٹ بولنی والیکی سزا یہہ ہی کہ اوسکی
کلام لغو ہو اور اوسی پر واپس کیجاوی اور غنیمت مین سی خیانت کرنیوالیکی سزا یہہ
ہی کہ اپنی حصہ سی محروم رہی اور اوسکا مال جلا دیا جاوی اور جو شخص حرم مین
شکار کری اوسکی سزا یہہ ہی کہ اوسکی شکار کا کہانا حرام ہی اور اوس جیسی جانور

ما دامت في العدة وعند احمد وان انقضت عدتها ما لم تتزوج وعنه ترث ولو تزوجت ومن ذلك بطلان اقرار المريض لوارثه لانه يتخذ حيلة على الوصية له ونظائر ذلك كثيرة وقد عاقب الله من احتال على الصيد المحرم بالمسخ قردة ومن احتال على اموال الناس بالربا بالمحق قال تعالى يمحق الله الربوا ويربي الصدقات فلا بد ان يمحق مال المرابي وان كثر واصل هذا ان الله تعالى جعل عقوبات اصحاب الجرائم بنقيض ما قصدوا فجعل عقوبة الكاذب اهدار كلامه ورده عليه وجعل عقوبة الغال من الغنيمة حرمانه سهمه واحراق متاعه وجعل عقوبة من اصطاد في الحرم تحريم اكله وضمانه

ومن ذلك بطلان

کاٹا وان اوس سی لیا جاتا ہی اور جو شخص اوسکی بندگی اور طاعت سی تکبر کری
اوسکی سزا یہہ مقرر کی کہ اوسکو اپنی بندگی اور طاعت والونکا غلام بنایا اور جو
شخص راہ کو پر خوف کرکے رہزنی کرتا ہی اوسکی سزا یہہ ٹہرائی کہ اوسکو ہاتھہ
پانو کاٹے جاوین اور جلاوطن کرکے اوسپر سب راستی بند کر دئی جاوین کہ جہان
نکلے وہان خوف زدہ نکلی اور جس شخص کا بدن اور روح حرام صحبت سی لذت پاوے
اوسکی سزا یہہ ٹہرائی کہ اوسکے بدن اور جان کو کوڑی سی درد پونہچایا جاوے
تاکہ تکلیف وہان پونہچی جہان لذت پونہچی ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اوس شخص کی سزا جو دوسری کے گہر مین جہانکے یہہ مشروع کی کہ اوسکی آنکہین
لکڑی وغیرہ سی پہوڑ دیجاوین تاکہ جس عضو سی خیانت کی تہی اور دوسرے کے گہر مین
بدون اجازت داخل کیا تہا وہی بگاڑ دیا جاوی اور ہر خیانت کرنیوالے کی سزا
یہی ہی کہ اوسکی مکر کو باطل اور نکما کر دیا کہ اللہ تعالی خیانت والون کے فریب
کو نہین چلنی دیتا اور جس شخص نے حاکم اور امیر اور قاضی ہونیکی حرص کی اوسکی
سزا یہہ رہی کہ جس چیز کی اوسنی حرص کی اوس عہدہ کا اوسکو ملنا مشروع فرمایا
اور یہی وجہہ تہی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب درخت مین سی کہانیکے باعث
نافرمانی کی تو انکو جنت مین سی نکالدینے کی سزا ہوئی اسلئے کہ انکو اوس کے

کہانے سی جنت مین ہمیشہ رہنی کی طمع تہی اور ناپ اور تول کی کمی پر یہہ سزا
مشروع فرمائی کہ بادشاہ زبردستی کم کرنیوالون سی جسقدر کم کیا ہوا وسکا دونا
لے لے اور جو شخص زکوٰۃ ندی اوسکی سزا یہہ ٹھہرائی کہ مینہ روکدیا جاوی اور جو
کوئی اوسکی کتاب اور اوسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سی مُنہ پہیرے
اور ہدایت کو اونکے سوا کہین اور تلاش کری تو اوسکی سزا راہ سی بیراہ کردینا
اور ہدایت کی دروازی بند کردینا مقرر کی چنانچہ حضرت علی رض کی حدیث مین ترمذی
وغیرہ کے نزدیک یہ مضمون آیا ہی کہ جو شخص ہدایت چاہی اوسکے غیر مین تو اللہ تعالے
اوسکو گمراہ کرتا ہی **فصل** اور جب تم شریعتونکو سوچو تو معلوم کروگے کہ یہہ
ذریعونکی بند کرنیکے لئے آئی ہین اور انکا بند کرنا حیلونکے دروازیکی کہولنی کی خلاف
ہی اسلئی کہ حیلی وسیلے اور دروازے ہین حرام چیزونکی اور ذریعونکا بند کرنا اسکی خلاف ہی غرضکہ
دونو بابو نمین بہت بڑا اختلاف ہی اور شارع نے ذریعونکو حرام فرمایا ہی اگرچہ اوس سے
حرام کا قصد نکیا جاوی اسلئی کہ ذریعی حرام کیطرف پہنچاتے ہین تو جس حالمین ذریعہ سے
قصد خود حرام کا ہو تو کیسی حرام نہوگا دیکہو خدا تعالی نے مشرکونکے معبودونکو گالی
دینی سی منع فرمایا کیونکہ اونکو گالی دینا اسبات کا ذریعہ ہی کہ مشرک دشمنی اور کفر
کی جہت سی خدا تعالی کو گالی دینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ سب سے بڑا کبیرہ یہہ ہی

من أعرض عن كتابه وسنة رسوله صلى الله عليه وآله وسلم وطلب الهدى من غيرهما بالإضلال وسد أبواب الهدى كما جاء في حديث علي عند الترمذي وغيره ومن ابتغى الهدى في غيره أضله الله **فصل** وإذا تدبرت

الزكاة بحبس القطر عنهم وعاقب

بما بخسوا به وعاقب من منع

أموال الباخسين أضعاف

بمحق السلطان بأخذ من

على البخس في الكيل والوزن

طمعا في الخلد فيها وعاقب

الشرائع وجدتها وارد قد لسد الذرائع
فهو باب الحيل فالحيل
وسائل وأبواب إلى المحرمات وسد الذرائع عكس
وذلك فبين البابين أعظم
تناقض والشارع حرم الذرائع
وإن لم يقصد بها المحرم
لإفضائها إليه فكيف إذا قصد
بها المحرم نفسه فنهى
أنه عن سب آلهة المشركين
لكونه ذريعة إلى أن يسبوا
الله سبحانه عدوا وكفرا
وأخبر صلى الله عليه وآله وسلم أن من أكبر الكبائر

تشتم الرجل والديه قالوا
وهل يشتم الرجل والديه
قال نعم يسب ابا الرجل
فيسب اباه ويسب امه فيسب امه
صلى الله عليه وآله وسلم عن قتل المنافقين مع انه
مصلحة لكونه ذريعة الى التنفير
وقول الناس ان محمدا يقتل اصحابه وحرم من
الخمر القليل لكونه ذريعة الى الكثير
وحرم امساكها للتخليل وجعلها نجسة ونهى عن الخليطين
وشرب العصير والنبيذ بعد ثلاث
وعن الانتباذ في الاوعية وحرم الخلوة بالاجنبية والسفر بها
والنظر اليها لغير حاجة ومنع النساء اذا خرجن الى المساجد
من الطيب والبخور

کہ آدمی اپنے ماں باپکو گالی دے لوگوں نے عرض کیا کہ کیا کوئی اپنے ماں باپ کو بھی گالی
دیتا ہے آپنے فرمایا کہ ہاں دوسرے شخص کے باپکو گالی دیتا ہے وہ اوسکے باپکو برا
کہتا ہے اور دوسرے کی ماں کو برا کہتا ہے تو وہ اسکی ماں کو برا کہتا ہے یعنی ماں باپ کے
گالی کا ذریعہ یہہ شخص خود ہوتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقونکی مارنے
سے ہاتھہ روکا باوجودیکہ مصلحت اونکی مارنے مین تھی اسجہت سے کہ اونکو مارنا لوگون
کے بہکانے کا ذریعہ تھا اور لوگ یہہ کہتے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے یارون کو
قتل کرتے ہین - اور شراب کا ایک قطرہ حرام فرمایا گو اوس سے بہت سی شراب کی سی
خرابی نہین ہوتی مگر اسجہت سے کہ تہوڑی کا پینا ذریعہ بہت کے پینے کا ہوتا ہے اسیطرح
اوسکو سرکہ بنانیکے لئے روک رکہنا حرام فرمایا اور اوسکو نجس ٹھہرایا اور خلیطون
سے منع فرمایا اور عصیر اور نبیذ کے پینے سے تین دن کے بعد اور برتنون مین نبیذ بنانے
سے نہی کی اور اجنبی عورت سے تنہائی اور اوسکے ساتھہ سفر کرنے اور بدون حاجت
کے اوسکی طرف دیکھنے کو حرام کیا اور عورتونکو مسجد کیطرف جانیکے وقت خوشبو لگانے
اور کپڑے بسانے سے منع فرمایا اور مصیبت کیوقت نماز مین اونکو سبحان اللہ کہنے سے منع
فرمایا اور اوسکی جگہہ اونکی واسطے تالی بجانا مقرر کیا اور جو عورت خاوند کے مرنیکی عدت مین
ہو اوسکو زینت اور خوشبو اور زیور سے منع فرمایا اور عدت مین مرد کو اوس سے کہلا

ومنع الرجل من التصريح
الزينة والطيب والحلي
من المعتدة من الوفاة
لهن التصفيق و
لن بدل التسبيح في الصلاة

پیغام نکاح کا دینے سے منع فرمایا گو نکاح بعد عدت گذرنے کے ہی ہو جاوے
اور عورتکو نہی فرمائی کہ اپنے خاوند سے دوسری عورتکو ایسی طرح بیان کرے کہ
گویا وہ اوسکو دیکھ رہا ہے اور قبروں پر مسجدین بنانیسے منع فرمایا اور اوسکے مرتکب
کو لعنت کیا اور قبرونکے اونچا کرنے اور کنگرہ دار بنانیسے منع کیا اور اونکی برابر
کرنیکا حکم فرمایا اور اوپر عمارت بنانی اور گچ کرنے اور لکہنے سے اور اونکی طرف کو
اور اونکے پاس نماز پڑہنے اور چراغ جلانے سے منع فرمایا یہہ سب اسلئے کیا کہ اونکی
بت ٹھہرانیکا وسیلہ بند ہو جاوے اور آفتاب نکلنے اور ڈوبنے کیوقت نماز پڑہنے سے نہی
فرمائی اسلئے کہ ان دونو وقتونمین کافر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں تو اسوقت نماز
پڑہنے مین بظاہر کچہہ ایک کفار کی مشابہت ہے اور یہہ ظاہری مشابہت موافقت اور
مشابہت باطنی کا ذریعہ ہے اسلئے نماز سے نہی فرمائی اور اسکی یہانتک تاکید کی کہ عصر
اور فجر کے بعد نماز نفل پڑہنے سے منع فرما دیا گو کہ فرد انکی آفتاب پرستی کا وقت نہوا ہو
مگر اسی غرض سے کہ جانب توحید کی اچھی طرح محفوظ رہے اور جس قدر ممکن ہو شرک کا ذریعہ
مسدود ہو جاوے۔ اور بیع صرف مین باہم قبضہ کرنے سے پہلے جدا ہونیکو منع فرمایا
اور اسیطرح ایک ربو کی چیز جب دوسری ربو والی چیز کے عوض بیچی جاوے جو اوسکی
جنس سے نہووے مثلا گیہون چنے کے بدلے مین بیچے جاوین تب بھی قبضہ

طرفین کے ہونے سے پیشتر جدا ہونا ممنوع فرمایا تاکہ اودہار کا ذریعہ بند ہو
جو سود کا بہانہ اور اوسکا گہر ہے بلکہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے
مین نقد بیچنا منع فرمایا اور بدلی اور بیع کو ایک ساتہہ کرنا حرام ٹھہرایا اسلیے
کہ اوسمین نفع کا ذریعہ ہی کہ بدلی مین جس قدر دیا ہو اوس سی زیادہ لے لی اور بیع سلم
اور اجارہ کو اس نفع کا وسیلہ کرے جیسا ہوا کرتا ہی اور بیچنے والیکو منع فرمایا
کہ مبیع کو اوسکے خریدار سے جتنے کو اوسنے بائع سے لی ہے کم دام پر
خریدے اور یہہ مسئلہ بیع عینہ کا ہے اگرچہ بائع کا قصد سود کا نہو مگر
وسیلہ ہونیکی جہت سے ممنوع ٹھہرا اور دو شرطونکا بیع مین اکٹھا کرنا حرام
فرمایا کہ یہہ بھی وسیلہ سود کا ہی تو یہہ مسئلہ بیع عینہ کے مسئلہ پر منطبق ہے
اور اوس قرض سے منع فرمایا جس سی نفع حاصل ہوا اور اوس نفع کو سود
ٹھہرایا اور قرض دینے والیکو قرض لینی والے کا ہدیہ قبول کرنے سے منع
فرمایا بشرطیکہ پہلے سے دونو مین یہہ عادت جاری نہو چنانچہ سنن ابن
ماجہ مین یحیی بن ابی اسحاق ہنائی سی مروی ہی کہ مینے انس بن مالک رض سے
پوچھا کہ ایک آدمی ہم مین سی اپنی بہائی مسلمانکو مال قرض دیتا ہی پہر وہ
قرضدار اوسکی پاس ہدیہ بہیجتا ہے آپنے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

منع عن جلسه حتی [illegible] النسیئة
[illegible] الربوا ومنع بیع
[illegible] وحرم الجمع بین السلف والبیع
[illegible] الذریعة الی الربح فی السلف باخذ
اکثر مما اعطی والتوسل الی
ذلک بالبیع والاجارة کما هو الواقع ومنع
البائع من شراء السلعة من مشتریها
بانقص مما اشتراها به وهی مسئلة
العینة وان لم یقصد الربوا لانه
وسیلة وحرم جمع الشرطین فی البیع
لکونه وسیلة الی ذلک فهو منطبق علی
مسئلة العینة ومنع من القرض الذی
یجر النفع وجعله ربوا ومنع المقرض
من قبول هدیة المقترض ان لم یکن
بینهما عادة جاریة بذلک قبل
القرض ففی سنن ابن ماجه عن
یحیی بن ابی اسحاق الهنائی
قال سألت انس بن مالک
الرجل منا یقرض اخاه
المال فیهدی الیه فقال قال
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم

حاشیہ ۱۲

کہ جب تم مین سی کوئی قرض دی پہر قرضدار اوسکے پاس ہدیہ بہیجی یا سواری پر
چڑہا دی تو اوس پر نہ چڑہی اور نہ ہدیہ قبول کری مگر اوس صورت مین کہ پیشتر سی اُن دونو مین
یہہ معاملہ جاری ہوا اور بخاری نے اپنی تاریخ مین بریدہ بن ابی یحیی ہنائی سے
اور اوسنی انس بن مالک رض سی روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ جب تم مین سی کوئی قرض دی تو چاہیی کہ ہدیہ نہ لیوی اور صحیح بخاری مین ابو بردہ وابو موسی
سے روایت کرتے ہین کہ اونہون نے فرمایا کہ مین مدینہ منورہ مین آیا اور عبد اللہ
بن سلام رض سے ملاقات کی اونہون نے مجکو فرمایا کہ تم ایسے ملک مین ہو جہان سود پہیلا
ہوا ہی تو جب تمہارا حق کسی شخص پر ہو اور وہ تمکو گہاس کا گٹھا یا جو کی گٹھری یا
قت کا بوجہہ ہدیہ بہیجی تو مت لینا کہ وہ سود ہی اور یہی مضمون حضرت ابن مسعود رض
اور ابن عباس رض اور ابن عمر رض سی آیا ہی اور کالی کو بدلے کالی کے بیچنی سی منع فرمایا
یعنی جو اودہار بعد کو ہوا وسکو ویسی جیسی قرض کی عوض مبادلہ سی نہی فرمائی اسلئی
کہ وہ اودہار کے سود کا ذریعہ ہی لیں اگر دونو قرض اوسیوقت ہون تو منع نہین
اسلئی کہ دونو قرض ایکبارگی دونو شخصون کے ذمہ سی ساقط ہو جاوینگی اور جو صورت
منع کی ہی اوسمین بمقابلہ مدت کی ہر ایک کی ذمہ دین کے دونا ہو جانیکا ذریعہ ہے
اور یہہ خرابی بعینہ اودہار کے سود کی ہی اور عورتونکو منع فرمایا اس سی کہ پانو مارین

بریدۃ بن ابی یحیی ... البخاری فی تاریخہ عن ... عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقرض احدکم قرضا فاہدی الیہ او حملہ علی الدابۃ فلا یرکبہا ولا یقبلہ الا ان یکون جری بینہ وبینہ قبل ذلک

وفی صحیح البخاری عن ابی بردۃ عن ابی موسی قال قدمت المدینۃ فلقیت عبد اللہ بن سلام فقال انک بارض الربا فیہا فاش فاذا کان لک علی رجل حق فاہدی الیک حمل تبن او حمل شعیر او حمل قت فلا تاخذہ فانہ ربا وجاء ہذا المعنی عن ابن مسعود وابن عباس وابن عمر ونہی عن بیع الکالی بالکالی ...

تاکہ جو سنگار چھپاتی ہین وہ ظاہر ہوجاوے اسلئے کہ پانوکی دہمک پایل کی آواز کے ظاہر ہونیکا ذریعہ ہی اور آواز کا ظاہر ہونا مردونکے میل کا وسیلہ ہی عورتونکی طرف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردون اور عورتون کو نیچی نگاہ رکہنی کا حکم فرمایا اسوجہ سے کہ دیکہنا ذریعہ ہی میل ومحبت کا اور وہ ذریعہ ہی ممنوع باتمین پڑنے کا اور رمضان شریف کا استقبال ایک یا دو روزہ پیشتر رکہنی سے منع فرمایا تاکہ واجب روزہ مین زیادہ ہوجانیکا ذریعہ نہو جیسا کہ اہل کتاب نے زیادہ کرلیے اور نکاح مین جمع کرنا بیبی کا اور اوسکی پہوپہی کا یا خالہ کا منع فرمایا اسلئے کہ یہہ صورت قرابت کی ٹوٹجانے کی ہوگی اور اسیوجہ سے آپنے اولاد کو برابر دینی کا حکم فرمایا اور خبر دی کہ جو شخص بعض اولاد کو دینے مین خاص کرے تو اوسکی یہہ حرکت ظلم نازیبا ہی اور ایسی امر پر گواہی کرنی نچاہئیے اور لونڈی سے نکاح کرنیکو منع فرمایا کہ انجام کو اولاد غلام ہوگی اور منع فرمایا کہ کوئی عورت اپنی نفس کو کسیکو سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہبہ کرے اور یہہ کہ عورت مالک ہو مرد کی اسلئے کہ اسکی خلاف کرنیمین نکاح کیصورتمین زنا کے ہونیکا ذریعہ ہی اور یہین وجہ نکاح کا ظاہر کرنا آواز اور دف اور ولیمہ سے مستحب ہی تاکہ ہر طرحسے زنا کی مشابہت سے دور ہوجاوے اور انہین وسیلونکی روکنی مین سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منع فرمانا

ان یقام الحدود فی دار الحرب وان تقطع الایدی فی الغزو لئلا یکون ذلک ذریعة الی لحوق المحدود بالکفار ومن ذلک ان المسلم اذا احتاج الی التزوج فی دار الحرب وخاف علی نفسه الزنا عزل عن امرأته نص علیه احمد لئلا یکون ذریعة الی ان یبقی ولده کافراً ومن ذلک اتفاق الصحابة علی قتل الجماعة بالواحد لئلا یکون ذلک ذریعة الی

حدود کی تعمیل سے دار الحرب مین اور ہاتھ کاٹنے سے لڑائی مین اسوجہ سے کہ یہہ اسوقت اسبات کا ذریعہ نہوں کہ جسکو سزا ملی ہی وہ کافرون مین جا ملے اور انہین مین سے یہہ ہی کہ مسلمان اگر دار الحرب مین نکاح کا محتاج ہو اور اپنی نفس پر زنا کا خوف کر کے نکاح کرے تو اپنی بی بی سے صحبت مین انزال کیوقت علیحدہ ہوجاوے اسپر امام احمد نے نص کی ہی اور وجہ انزال کے علیحدہ کرنیکی یہہ ہی کہ کہین نطفہ رہجانے سے اولاد کافر نہو اور انہین مین سے ہی صحابہ رض کا متفق ہونا اس مسئلہ پر کہ ایک مقتول کے بدلہ مین جتنے اوسکے قاتل ہون سب کو مارنا چاہیے تاکہ ایسا نہو کہ جماعت ملکر خون مفت کرلیا کرین اور انہین مین سے یہہ ہی کہ خدا تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمنون کے سامنے پکار کر قران پڑھنے سے منع فرمایا کیونکہ پکار کر پڑھنا اسبات کا ذریعہ تہا کہ دشمن قران کو اور جسنے اوسکو اتارا ہی اوسکو گالیان دیتے تہے اور اسمین سے ہی یہہ ارشاد خداوندی یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا (اے ایمان والو تم نہ کہو راعنا ۱۲) اور انہین مین سے ہی حکم فرمانا مقتدیونکو کہ بیٹھکر نماز پڑہو واسطے بند کرنے مشابہت فارس اور روم والون کے کہ وہ اپنی بادشاہونکی سامنے کہڑے رہتے ہین اور بادشاہ بیٹھے رہتے ہین اور انہین مین سے ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ جس آدمی کے حق کا کوئی منکر ہو یا خیانت سے بے لیوے تو وہ اوس

التعاون علی سفک الدماء ومن ذلک ان الله سبحانه نهی النبی صلی الله علیه وسلم عن الجهر بالقرآن بحضرة العدو لئلا یکون ذریعة الی سبهم القرآن ومن ذلک ان الله تعالی نهی الذین آمنوا ان یقولوا راعنا ومن ذلک انه امر المصلین خلف الامام ان یصلوا جلوساً اذا صلی جالساً لئلا یکون ذریعة الی التشبه بفارس والروم ومن ذلک ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی ان یاخذ من مال من خانه

اپنی حق کی مثل خیانت کے طور پر لے گو اول شخص صرف اپنا ہی حق لے یا اوس سے
کمتر لے چنانچہ ایک شخص نے جو اس مسئلہ کو آپ سے پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ جسنے
تیرے پاس امانت رکہی ہی اوسکی امانت ادا کر اور جسنے تیرے ساتھہ خیانت کی تو
اوسکے ساتھہ خیانت نکر یہہ اسلیئے فرمایا کہ ایسا کرنا دوسرے شخص کے ساتھہ بدگمانی
کرانی اور اوسکی طرف خیانت لگانیکا ذریعہ ہی علاوہ ازین ایسی صورتمین چونکہ
نفس حریص ہی اسلیئے آدمی صرف اپنی حق کی مقدار اور صفت پر کفایت نہین کرتا ہی
زیادہ اور عمدہ دبا لیتا ہی اور انہین مین سے یہہ ہے کہ ساجہی کو مختار کردیا کہ مشتری
کے ہاتھہ سے جس چیز مین شفعہ پہنچتا ہو نکال لیوی تا کہ شرکت اور میل کے فساد کا ذریعہ بند ہوجاوے
اور بیچنی سے پہلی دونو شریکونمین سے کسیکو نہین پونہچتا کہ اپنی ساجہی کا حصہ اوسکی قبضہ
سے نکال لے مگر جب بائع کو اپنی حصہ کی رغبت نرہی اور فروخت کی لیئے اوسکو پیش کیا تو
بائع کا شریک اس چیز کا مستحق زیادہ ہی اسلیئے کہ اسصورت مین شریک کا نقصان نہوگا
اور بائع کا بھی جو دکھہ ضرر نہین کیونکہ شریک اوس چیز کو اوتنی ہی دام کو لیگا جتنے کو
اجنبی لیتا اور اسیوجہ سے ٹھیک یون ہی کہ شفعہ کے دور کرنیکی لیئے حیلہ کرنا جائز
نہین اور حیلہ کرنے سے شفعہ ساقط نہین ہوتا اسلیئے کہ اوس کے ساقط کرنے
پر حیلہ کرنا اوس حکمت کو توڑنا اور باطل کرنا ہے جسکے لیئے شفعہ مشروع ہوا ہے

ومن ذلك انه لا تقبل شهادة العدو على عدوه ولا الشريك لشريكه فيما هو شريك فيه ولا الوصي فيما هو وصي فيه ولا الولد لوالده ولا يحكم القاضي بعلمه ومن ذلك ان السنة مضت بكراهة افراد رجب بالصوم وكراهة افراد يوم الجمعة بالصوم سدا لذريعة ان تخصص بعض الايام بعبادة لم يشرعها الشرع

اور انہیں مین سی ہی یہہ کہ دشمن کی شہادت اور شریک کی گواہی جس چیز مین کہ
وہ شریک ہوا اور وصی کی گواہی اوس معاملہ مین کہ وہ وصی ہو مقبول نہیں اور نہ
لڑکے کی گواہی اور سکی ماں کی نسبت پر اور نہ قاضی کا حکم خود اپنی علم پر مانا جاتا
ہی اور انہیں مین سے یہہ ہی کہ سنت اسباب پر جاری ہوئی کہ حضرت ماہ رجب کا روزہ
اور اکیلے جمعہ کا روزہ رکہنا مکروہ ہی تاکہ کہیں بعض اوقات کو عبادت کے لئے
خاص کرنیکا ذریعہ نہو جاوے جو شریعت مین وارد نہیں غرضکہ حیلوں کا جائز رکہنا
ذریعوں کی بند کرنیکا مخالف اور ضد ہے شفعہ ہی کو دیکہو کہ شارع نے خریدار کے
پاس سے حصہ فروخت شدہ کا نکل جانا مصلحت اور خرابی کے دور کرنیکو مباح کیا ہی
اور فرمایا کہ ایک حصہ کا مالک اپنا حصہ بیچے جبتک کہ اپنی شریک کو اطلاع نکرے پہر شریک
چاہی لے لے اور چاہی چہوڑ دے اور حیلہ کرنا لیہ کو یہی کہتا ہی کہ اقسام کے حیلے کر
جس سے شریک لینے پاوے اور بڑی مصیبت یہ ہی کہ حیلہ کرنیوالا ظاہر یہہ کرتا ہی کہ مین نے
وہی کام کیا جسکی اجازت شارع نے دی ہی اور مباح کیا ہی اور یہہ کہ شارع نے
اختیار دیا ہی کہ مکر و فریب اور حیلہ سے شریک کا حق دور کردے اور مقصود یہہ کہ حیلوں کے
حرام ہونیکا بیان کرتا ہی اور یہہ کہ حیلہ گر دین کے مقصود کے خلاف حکم ہوا کرتا ہی
پس حیلہ دو حال سے خالی نہیں یا ایک طرف سے ہو یا دو اور زیادہ طرف سے

ابطال الحیل

فان الشارع اباح انتزاع الشقص من يد المشتري دفعا لضرر الشركة والمقاسمة ودفع المفسدة وقال فان شاء اخذ وان شاء ترك والمحتال يحتال على منع الشريك من الاخذ ويزعم ان الشارع اباح له ذلك وهذا مناقض لمقصود الشارع والحيلة نوعان

فان کان من اثنین فان
کان عقد بیع تواطأ علیه ح
شخص اجل الربوا کما فی
العینة ...
العقدین ویرد
الاول راس ماله کما قالت
ام المؤمنین عائشة وکان یحرم
المقبوض بعقد الربوا الانتفاع به بل
یجب رده ان کان باقیا وبدله ان کان
تالفا ...

پس اگر دو کیطرفسے ہو مثلا عقد بیع ہو جسپر سود کے لئی دونو نے موافقت کی ہو جیسے بیع عینہ مین ہی تو یہہ حکم دیا جاویگا کہ دونو عقدین فاسد ہین اور اول شخص کو اوسکا اصل مال واپس دلایا جاویگا جیساکہ حضرت ام المومنین عایشہ رضہ نے فرمایا ہی اور جو چیز قبضہ مین آئی اوسکا حال اوس چیز کا سا ہوگا جو سود کے عقد سے قبضہ مین آوی کہ اُسسی نفع لینا حلال نہوگا بلکہ اوسکا پہیر دینا واجب ہوگا اگر قابض کے پاس موجود ہوگی اور اگر جاتی رہی ہوگی تو اوسکا عوض دینا ہوگا اور یہی حال ہے اگر دونو نے اکٹہا کیا عقد بیع اور قرض کو یا اجارہ اور قرض کو خواہ مضاربت یا شرکت یا مساقات یا مزارعت کو قرض کے ساتہہ کیا تو اسصورت مین دونو معاملے خراب ہونگی اور واجب ہوگا کہ جس مال کو قرض ٹہرایا تہا اوسکا بدل پہیر دیا جاوی اور دوسرا معاملہ فاسد ہی اور ایسا ہی اگر نکاح ہو جسپر دونو متفق ہوجاوین تو اوسکا حکم مثل فاسد عقد ونکی ہوگا۔ اور اسیطرح اگر ہبہ پر یا بیع پر زکوۃ کے ساقط ہونیکی لئی متفق ہوجاوین یا ہبہ پر نکاح فاسد اور وقف فاسد کے درست کرنیکی لئی اتفاق کرین تو یہہ عقود فاسد ہونگی مثلا عورت اپنی غلام سی صحبت کرنی چاہی اس مطلب کی لئی اوسکو کسی مرد کو دیڈالے اور وہ شخص اُس غلام کا نکاح اوس عورت سے کردی جب وہ اپنا مطلب غلام سی نکال چکی تو اوسکو مرد مذکور سی مانگ لے اور وہ شخص

وقرض او اجارة وقرض او مضاربة
او مساقاة او مزارعة
وقرض حرم بفسادهما فیجب
رد القرض ...
ان العقد الآخر فاسد وکذا
علیه کان حکمه حکم العقد
الفاسدة وکذا ان تواطأ علی هبة
او بیع لاسقاط الزکوة او علی
هبة ... نکاح فاسد او
وقف فاسد مثل ان یرید
مواقعة مملوکها فتهبه لرجل
فیزوجها فاذا قضت وطرها
منه استوهبته من الرجل

غلام کو عورتکو دیدے اور عورت کے مالک ہونیسے نکاح جاتا رہی اور اگر حیلہ ایک طرفسے ہو تو اوس حیلہ مین اگر صرف حیلہ گر ہی مستقل ہو تو اوس سے اوسکی غرض حاصل نہوگی اور عقد فاسد ہوگا مثلا اپنے بیٹے کو مال ہبہ کرکے چاہتا ہی کہ پہر لیلون تاکہ مجہپر زکوۃ واجب نہو تو اسپر سے زکوۃ ساقط نہوگی کیونکہ اس ہبہ کا ہونا اور نہونا برابر ہی لیکن اگر مقصود ظاہر ہوگا تو اوسپر حکم ظاہر و باطن دونوںمین مترتب ہوگا ورنہ صرف باطن مین حیلہ فاسد رہیگا اور اگر حیلہ ایسا ہی کہ اوسمین خود مستقل نہین دوسرے کا بہی لگاؤ ہی مثلا حلالہ کرنیکی نیت کرے اور عورت سی ظاہر نکرے یا عورت سی رجعت اوسکی ستانیکو کری یا اپنا مال وارثونکی نقصان کے لئی ہبہ کردیا اور اسطرحکا معاملہ ہو تو اسطرحکے عقود اور ہبہ اُن شخصونکی نسبت کرجو اونکے مقصود سی واقف ہین باطل ہین اور مرد کو جائز نہین کہ عورت سے صحبت کری اور اگر وہ مرجاویگی تو اوسکا وارث بہی نہوگا اور اسطرحکی عقد مین اگر جسکے واسطی ہبہ کیا ہی اور جسکی لئی وصیت کی ہی اونکو اس شخص کی غرض معلوم ہو جاویگی تو اونکو باطن مین ملک حاصل نہوگی اور نہ نفع لینا ہبہ اور وصیت کی چیز سے درست ہوگا بلکہ اوسکو پہیر دینا واجب ہوگا ـــ رہا دوسرا شخص جسکو اوس عقد کی غرض معلوم نہین تو اوسکی نسبت کر عقد بندکو درست ہی اور اوس سی صحیح عقد کا سا مقصود حاصل ہوگا

اور اگر حیلہ حیلہ گر کے فائدہ کے لئے ہو مثلا بیمار آدمی طلاق دیوے تو طلاق درست ہوگی اسنظر سے کہ اوسنے اپنی ملک اٹھادی اور اسوجہ سے درست نہوگی کہ اوسنے عورت کو میراث سے روکدیا اسلئے کہ بیمار کو وارث کے علحدہ کرنیکی ممانعت ہے ملک صحبت کے دور کرنیکی ممانعت نہین۔ اور اگر حیلہ ایسا فعل ہو جس سے انجام کو حیلہ گر کی غرض نکلتی ہو مثلا ایام گرما مین اس لئے سفر کرے کہ روزہ جاڑو نمین رکہنا پڑے تو اس سے اوسکی غرض حاصل نہوگی بلکہ اوسکو سفر ہی مین روزہ رکہنا واجب ہوگا۔ مین کہتا ہون کہ اسکی نظیر ہے جو مالکی کہتے ہین کہ موزون پر مسح کرنیکی اجازت مباح نہین بشرطیکہ اونکو خود مسح کے لئے پہنا ہو اگر اس صورت مین مسح کریگا تو درست نہوگا اور سب نمازونکا قضا پڑہنا اوسپر واجب ہوگا جو اس طرحکے مسح سے پڑہی ہونگی اور مسح کی اجازت اوسی شخص کے حق مین ثابت ہے جو موزون کو حاجت کے لئے پہنے یعنی سردی خواہ سواری وغیرہ کی ضرورت سے پہنے تو وہ اون پر مسح کرے کیونکہ اوسکو اونکا نکالنا دشوار ہے۔ ہمارے شیخ کہتے ہین کہ حیلہ کا فعل اگر ایسا ہو جو دوسرے کے حق کے ساقط کرنیکی طرف پہنچاوے جیسے اپنے باپ یا بیٹے کی بیبی سے صحبت کرے تاکہ انکا نکاح ٹوٹجاوے یا عورت اپنی خاوند کے بیٹے یا باپ سے مباشرت کرے

جن لوگونکے نزدیک یہ فعل موجب حرمت کا ہی تو اسطرحکے حیلے ایسے ہین جیسے
قتل یا چھیننے سی ملک کہو دیجا دی ان حیلونکا بیکار کرنا ممکن نہین اسلئی کہ اِس
ذریعہ سی عورت کا حرام ہونا خدا تعالی کا حق ہی اور ضمنا اوسپر نکاح کا ٹوٹنا
مترتب ہوتا ہی اور جو افعال کہ حرام کرنیکے موجب ہین اونمین فعل کا بہی اعتبار نہین
ہوتا نہ جانئی کہ قصد کا اور یہہ صورت بمنزلہ اسبات کی ہی کہ بہنی والی چیز کے نجس
ہو جانیکی لئی حیلہ کری کہ بہنی والی چیزونکی نجاست خلط ہونے سی ہوتی ہی اور
مصاہرت کی حرمت حرام طور پر مباشرت سی ثابت نہین ہوتی اور اسوقت مین
قرابت رضاعی
صورت اسکی یہہ ہی کہ مرد کی بڑی بی بی یا اوسکی مان اوسکی صغیر سن بیبی کو دودہ
پلا دی تاکہ اوسکا نکاح جاتا رہی کیونکہ نکاح کا ٹوٹنا یہان نہ فعل پر موقوف ہی نہ قصد
پر بلکہ اگر دودہ پلانیوالی مجنون ہو تب بھی حرمت ثابت ہوگی جیسی پانی مین کوئی چیز
اوسکی نجس کرنیوالی ڈالدیجاوے کہا اور اگر حیلہ ایسا فعل ہو جس سی اپنی لئی خواہ غیر کے
لئی حلال ہو جانیکی صورت ہو مثلا کسی شخص کو مار ڈالے تاکہ اوسکی بی بی کو خود
نکاح کری یا دوسری سی نکاح کردی تو یہان وہ عورت اوس شخص کے لئی حلال نہوگی
جسکے لئی اوسکی نکاح کا ارادہ کیا گیا ہی بلکہ اوسکی سوا دوسری کی لئی حلال ہو جاویگی
اسلئی کہ دوسری کی نسبت کروہ عورت ایسی ہی جسکا خاوند مرگیا ہو یا کسی حق مین

خواه جہاد مین مارا گیا ہو اور اُس شخص کی نسبت کر جسکے لئی نکاح کا قصد کیا گیا ہی خواہ عورت سی بھی سازش ہو گئی ہو یا نہوئی ہو تو یہ صورت بعض وجوہ سی اِس صورت کے مشابہ ہی کہ شراب کو ایک جگہہ سی اوٹھاکر دوسری جگہہ سرکہ بنالیا بدون اسکے کہ اوسمین کچھہ ڈالا ہو اور صحیح اِسنا مین یہہ ہے کہ وہ شراب پاک نہین ہوتی اگرچہ وہ خداتعالی کے فعل سے خود سرکہ ہو جاتی ہے اِسیطرح اُس عورت کا شوہر اگر بدون اس مرد کے قصد کے مرجاتا تو عورت حلال ہو جاتی اور یہہ صورت ایسی ہی جیسی کوئی حلال شخص شکار پکڑے اور مُحرم کے لئی اُسکو ذبح کرے تو وہ شکار اوس احرام والے پر حرام ہوگا اور حلال شخص پر حلال اور اسکا حال مثل قاتل کے ہی کہ ترکہ اوسکو نہین دیا جاتا مگر ازانجاکہ مال کیطرف وارثون کے نفس میل کرتے ہین بخلاف زوجہ کے کہ مرد کی التفات دوسرے کی بیبی کیطرف اتنی نہین ہوتی جتنی وارث کو مورث کے مال پر ہوا کرتی ہے اِسلئی یون مشروع نہوا کہ جو شخص کسیکو مار ڈالے تو قاتل پر مقتول کی بیبی بھی حرام ہو جاوی جیسے یہہ مشروع ہوا کہ جو مورث کو مار ڈالے تو اوسکو اوسکا ترکہ نہ ملی ورنہ یہہ سب باتین اونہین چیزونمین سی ہین جنمین معاملہ کی حکمت خلاف مقصود کے پائی جاتی ہی اور نہایت درجہ جو اسکی رد مین کہا جاتا ہی یہہ ہی کہ جو افعال خدای پاک کے حق کیواسطے

الفعل المشروع لثبوت الحكم بشرط فيه ووقوعه على الوجه المشروع كالذكاة والقتل لم يشرع لحل المرأة وإنما يفضي إليه بانقضاء الأجل فحصل الحل ضمنا وتبعا ويمكن أن يقال في جوابه الحل أو يقال إن المغصوب فإنه يفيد حق الآدمي كذبح في غير المحل فالعذر ومن قبيل الثمن والنهي لا يفيد الحل كذبح الصيد

حرام کرتے ہین وہ حلال کرنیکو مفید نہین ہوتے جیسے ذبح کرنا شکار کا اور
شراب کا سرکہ بنانا اور نئے جگہہ ذبح کر دینا مگر جو افعال آدمی کے حق کی جہت سے
حرام کرتے ہین جیسے چھینی ہوئی جانور کو ذبح کرنا تو وہ حلال ہونیکے مفید ہین
یا یہہ کہا جاوی کہ جو فعل حکم کے ثبوت کے لئی مشروع ہے اوسمین یہہ شرط ہے
کہ مشروع طور پر واقع ہو جیسے ذبح کرنا کہ حلق مین ہونا چاہئیے نئے جگہہ نہو ویو اور
مار ڈالنا عورت کے حلال کرنیکی لئی مشروع نہین مگر چونکہ نکاح اجل کے پورا ہوجانے
سے جاتا رہا تو حلال ہونا ضمنا اور تبعا حاصل ہوا اور ہوسکتا ہی کہ اسکے جواب
مین یہہ کہا جاوے کہ آدمی کا مار ڈالنا خدا تعالی اور آدمی کے دونو کے حق کی
جہت سی حرام ہی اور اسیوجہ سی اگر آدمی اوسکو مباح کردی تو حلال ہو جاوی تو
معلوم ہوا کہ حرام وہان مالک پر مالیت کا تلف کرنا ہے زوج کا نکال لینا۔ اور اختلاف
کیا ہی أئمہ نے جیسی ہوئی چھری وغیرہ سی ذبح کرنیمین اور اس باب مین امام احمد سے دو
روایتین ہین اور علماء کو اختلاف ہی آپس غصب جانور کے ذبح مین جو چھینا ہوا ہو اور امام احمد
نے تصریح فرمائی ہی کہ وہ حلال ہی اور رافع بن خدیج کی حدیث مین جو لوٹی ہوئی بکری کے
ذبح مین ہے اور دوسری حدیث مین جو اوس عورت کی بابمین ہے جسنے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ضیافت کی اور آپکے لئی ایک بکری ذبح کی جسکو بدون اوسکے مالک کی اجازت کے

هذا لأن قتل الآدمي حرام لحق الله والعبد
حق الآدمي وهذا لو أباح صاحبه له حل
إنما هو تفويت المالية وقد اختلف
هنا لا لأنه في الذبح والزوج وقد اختلف
في الذبح بآلة مغصوبة وفيه عن أحمد روايتان
واختلف العلماء في ذبح المغصوب
وقد نص أحمد على أنه ذكي
حديث رافع بن خديج في الأغنام وحديث
المنتهبة وحديث الأخرى التي
ضيفت النبي صلى الله عليه وسلم فإن بحث
من غير إذن أهلها

لیلیا تہا مذکور ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس بکریکو قیدیونکو کہلا دو اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ جو جانور بدون اذن مالک کے ذبح کیا جاوی تو جسکے لئی ذبح ہوا
اوسکو اوسکی کہانے سی منع کیا جاوی نہ اوسکی سوا اور ونکو جیسے شکار کو حلال اوس احرام
والے کیواسطی ذبح کری اور صالح نے اپنی باپ سی یعنی امام احمدؒ سی نقل کی ہی کہ
اگر کوئی شخص بکری چورا کر ذبح کری تو اوسکا کہانا چور کو حلال نہیں صالح کہتی ہیں کہ مینے
پوچہا کہ اگر اوسکو مالک کو واپس کر دی فرمایا کہ کہائی جاوی تو اس روایت سی یہہ نکلتا
ہی کہ وہ ذبح کرنیوالے پر حرام ہی بلا قید اسلئی کہ امام احمدؒ کا قصد حرام کرنیکا اگر اس جہت سی تہا
کہ مالک نے اوسکی کہانیکی اجازت دی تو ذبح کرنیوالے پر حرام کرنیکی تخصیص نفرماتے
تو یہہ قول جسپر حدیث حقیقت مین دلالت کرتی ہی اسبات پر بطریق اولی حجت ہی کہ وہی
عورت اوس مرد پر حرام ہووے جسنے اوس سی نکاح کی غرض سی اوسکی شوہر کو مار ڈالا نہ
اوسکی سوا دوسرے مرد پر یہہ سب تقریر ہمارے شیخ ابن تیمیہ کی ہی اور اب یہہ معلوم کرنا چاہیے
کہ امام احمد اور مالکؒ کی قاعدہ پر حرام ہونا کئی وجہوں سی عام ہے اول اسوجہ سی کہ
جو حیلہ کیا کرتا ہی اوسکے مقصود کے خلاف ہوا کرتا ہی جیسی طلاق دینا اوس شخص کا جو
عورتونکو ترکہ سی محروم کرنیکی جہت سی مرض موت مین طلاق دیدی یا وارث اپنی مورث کو
مار ڈالے یا وصیت کرنیوالیکو موصی لہ مار ڈالے یا غلام بر اپنی آقا کو مار ڈالے اور مدبر ونکی بند کرنیکی جہت سی

طلاق الفار

مقابلة الفاعل بنقيض قصده

سوم حیلونکے حرام ہونیسے چہارم شراب کے سرکہ بنانیکی قاعدہ سی جیسا کہ ہمارے شیخ نے ذکر کیا ہے واللہ اعلم فرمایا کہ خلاصہ یہ ہے کہ حیلے دو طرح کے ہین قول اور فعل جو حیلے قول کے ہین تو اونکی احکام کے ثبوت کی لئی عقل شرط ہی اور قصد معتبر ہے اور وہ کبھی صحیح ہوتے ہین اور کبھی فاسد پہر جنکا حکم ثابت ہوتا ہی اونمین سے بعض ایسی ہین کہ انکا توڑنا اور اُٹھانا بعد واقع ہونیکی ممکن ہے جیسی بیع اور نکاح اور بعض ایسے ہین کہ اونکا توڑنا اور باطل کرنا ممکن نہین جیسے آزاد کرنا اور طلاق دینا ہی تو اس قسم کے حیلہ سی اگر فعل حرام کا قصد کیا جاوی یا واجب کے ساقط کرنیکا ارادہ کیا جاوی تو ہوسکتا ہی کہ اوسکو سب جہون سی باطل ٹھہراوین یا ایسی وجہ سے باطل کرین جس سی حیلہ گر کا مقصود باطل ٹھہری اسطرح کہ جس غرض سی اوسنے وہ حیلہ کیا ہو وہ اوسپر مترتب نہو جیسے صحابہؓ نے مریض کی طلاق مین حکم دیا کہ طلاق ہوئی مگر عورت ترکہ سی محروم نہوگی۔ اور حیلے کی افعال اگر حیلہ گر کے لیے رخصت کی مقتضی ہونگی تو اجازت حاصل نہوگی مثلاً سفر کرنا نماز کی کمی یا روزہ کے افطار کے لئی اور اگر غیر کے حقمین حرمت کے مقتضی ہونگی تو وہ کبھی ہوجاویگی اور بمنزلہ نفس اور مال کے ضائع کرنیکی ہوگی اور اگر حلت عام کی مقتضی ہون خواہ بذات خود یا بذریعہ ملک کی جائز ہونی کے تو یہہ مسئلہ قتل کا اور شکار کے ذبح کرنیکا حلال ہونا مخصص کیواسطی اور چھینی ہوئی چیز

ومنها تحريم الحيل ومنها الاحتيال التي كما ذكره شيخنا والله اعلم قال فتلخص ان الحيل نوعان اقوال وافعال فالاقوال يشترط لثبوت احكامها العقل وبعضها يعتبر فيها القصد وتكون صحيحة تارة وفاسدة اخرى فيثبت حكمه منه ما يمكن فسخه ورفعه بعد وقوعه كالبيع والنكاح ومنه ما لا يمكن فسخه بعد ذلك كالعتق والطلاق فهذا الضرب اذا قصد به الاحتيال على فعل محرم او اسقاط واجب امكن ابطاله [illegible] يبطل مقصوده من الاحتيال [illegible] واما الافعال فان قصدت [illegible] حكم الصحة بالاحتيال بحيث لم يحصل الغرض [illegible] تارة في النفس والمال وان قصدت حل [illegible] من قتل نفس [illegible] زوال الملك فهذا مشكل [illegible] القتل وذبح الصيد [illegible] وذبح المغصوب

کے ذبح کرنیکا چھیننے والیکے لئی ہی حاصل یہہ کہ حیلہ کے فعل سی اگر مباح کرنا
کسی حرام چیز کا مقصود ہوگا تو وہ اوسکی حق مین حلال نہوگی اور اگر غیر کے ملک کے
زائل کرنیکا قصد کیا جاویگا تاکہ فاعل کیواسطے حلال ہوجاوے تو قیاس یہی چاہتا ہے
کہ اوسکی لئی حلال نہو گو غیر کے لئی حلال ہوجاوے اور قسم اولین داخل ہی عورت کا
حیلہ کرنا نکاح توڑنے کے لئی مرتد ہونے سی کہ وہ ایسی ہی شخص کیطرف جاویگی جو
کہتا ہی کہ جدائی مرد اور عورت مین صرف مرتد ہونے سی فوراً ہوجاتی ہی یا جو ایسے
کہتا ھے کہ عورت کو قتل نکیا جائے تو واجب اس جیسی حیلہ مین یہہ ہے کہ اوسے
نکاح نجاوی بلکہ عذاب اور قتل کی جہت سی تو مرتد شمار ہو اور نکاح کی جانیکی اعتبار
سی غیر مرتد گنی جاوی یہانتک کہ اگر حالت مرتدی سی رجوع ہونے سی پہلی مر جاوی یا
ماریجاوی تو مرد اوسکی میراث کا مستحق ہوگا مگر اوسکو اوس عورت سی حالت مرتدی
مین صحبت کرنا جائز نہین اسلئی کہ بیبی کی صحبت بعض اوقات اوسکے طرفکے سبب ہونے
سی حرام ہوجاتی ہی جیسی مثلاً عورت احرام باندھ لے مگر جب ثابت ہوجاویگا کہ وہ
مرتد ہوگئی اور کہیگی کہ مین تو نکاح توڑنیکی لئی مرتد ہوئی ہون تو اوسکا قول مقبول
نہوگا اسلئی کہ یہہ صورت ہر ایک مرتدہ کی نکاح کی ازسر نو ہونیکا ذریعہ ہوجاویگی
یعنی اوسکو سکھلا دیا جاویگا کہ کہدی کہ مین نکاح توڑنیکو مرتد ہوئی ہون اور یہہ

وجہ بھی ہے کہ عورتوں کو اسبابمین تہمت ہو چکی اور نیز اسجہت سی کہ کلیہ یہی ہی کہ
عورت سب احکام مین مرد ہی **فصل** اور بخاری نے اپنی صحیح مین حیلونکی باطل ہونے
پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سی استدلال کیا ہی کہ چاہیئے کہ متفرق مال اکٹھا
نکیا جاوے اور نہ اکٹھا مال ادہر اودہر کیا جاوے صدقہ کے خوف سے یعنی زکوۃ کے ڈرسے
ایسا حیلہ نکیا جاوے تو یہہ نہی عام ہی سال کے پیشتر اور اوسکے بعد کو اور اس
ارشاد سے جو طاعون کے بابمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ
جب وبا کسی جگہہ مین پڑے اور تم وہان موجود ہو تو وہان سے بھاگ کر نکلو
اور اس حدیث سی بخاری کا استدلال کرنا اونکی باریک بینی سے ہی اسلئے
کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ فرمایا ہو کہ بندہ پر اگر تقدیر الہی نازل
ہو تو قضاء الہی پر راضی اور اوسکے حکم کو مانکر اوسکی تقدیر سے نہ بھاگے تو
خدا تعالی کا امر اور دین اگر بندہ پر آوے او سی بھاگنا کیسے جائز ہوگا اور ایک
استدلال اسطرح کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ بچی ہوئے
پانی کو اس غرض سی بیچے کہ اوس سی گہاس روکدی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جو
چیز بذات خود حرام نہین ہوتی جب اوس سی امر حرام مقصود ہوتا ہی تو وہ حرام
ہوجاتی ہی اور امام احمدؒ نے حیلونکی باطل اور حرام ہونے پر اس سی حجت نکالی ہے کہ

انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنیوالیکو لعنت کیا ہی اور اس حدیث سی کہ ایسا
نکرو جیسا یہود یون نے کیا ہی کہ ادنی حیلون سی خدا تعالی کی حرام کی ہوئی چیزونکو حلال
جانو اور شفعہ کے ساقط کرنیکی لئی حیلہ کے حرام ہونے پر اس حدیث سی سند کی ہی کہ ایک
شریک کو فروخت کرنا اپنی حصہ کا جائز نہین جبتک کہ اپنی شریک کو اطلاع نکر ہی اور جو شخص
قران اور حدیث کو سوچے وہ حیلونکی حرام اور باطل ہونیکا یقین کریگا اسلئے کہ قران دلالت
کرتا ہی اسبات پر کہ مقصود اور نیتین تصرفات اور عادات مین معتبر ہین جسطرح کہ عبادات اور تقرب
کی چیزون مین معتبر ہین جیسے اللہ تعالی رجعت کی آیت مین ارشاد فرماتا ہے
وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا یہ صریح ہی اسباب مین کہ رجعت اوسی شخص کے لئی ثابت ہوگی
اور مت بند کر رکھو انکو ستانیکو تا زیادتی کرو ۱۲
جو قصد درستی کا کرے نہ ضرر کا اور آیت خلع مین ارشاد ہی وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَأْخُذُوا
اور تمکو روا نہین کہ لیلو کچھ
مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَن يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا
اپنا دیا ہوا عورتون کو مگر کہ وہ دونو ڈرین کہ نہ ٹہیک رکھین گی قاعدی اللہ کی پہر اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ نہ ٹہیک رکھینگی
حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ اس سی یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جبن خلع
قاعدی اللہ کی تو نہین گناہ دونون پر جو بدلا دیکر چھوٹی عورت ۱۲
کی اجازت دی گئی ہے وہ اوسی صورت مین ہے کہ خاوند بی بی کو یہہ ڈر
ہو کہ اللہ تعالی کی حدود کو قائم نرکہین گے اور یہہ کہ دوبارہ نکاح اوس
صورت مین مباح ہوتا ہی جب دونو اسبات کا گمان کرین کہ خدا تعالے کے حدود
کو قائم رکھین گے اسلئی کہ اللہ تعالی نے خلع کی بابین شرط حدود کے قائم رکھنی کی فرمائی ہے

اور نکاح مین دوبارہ آنیکی شرط حدود الہی کے قائم رکھنی کے گمان کو فرمایا۔

اور آیت فرائض مین ارشاد ہی مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ
بعد وصیت کی جو ہو چکی ہو یا قرض کے جب بد کا نقصان نکیا ہو ۱۲

اور فرمایا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ
اور نہ اونکو بند کرو کہ لے لو اونسے کچھہ اپنا دیا مگر کہ وہ کریں بے حیائی صریح ۱۲

اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر عورت پر زبردستی کریگا کہ وہ کچھہ دیکر اپنی آپکو مرد سے
چھوڑا لے اور خاوند اوسکی واسطی عورت پر ظلم کرتا ہو تو جو کچھہ عورت اوسکو دیگی وہ
خاوند کو حلال نہوگا اور نہ اوسکی ملک مین آویگا چنانچہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی
لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ - اور اسی
حلال نہین تمکو کہ میراث مین لے لو عورتین نکو زبردستی اور نہ اونکو بند کرو کہ لے لو اون سے کچھہ اپنا دیا ۱۲
مین ہی یہہ کہ خرما کا توڑنا ہر ایکوقت مین مباح ہی مگر چونکہ باغ والون نے
رات مین توڑنے سے فقیرونکا محروم رکہنا قصد کیا تو اللہ تعالی نے اونکی سزا
یہہ کی کہ باغکو تباہ کر دیا پہر فرمایا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ و پہر حدیث مین رات
اور آخرت کی آفت سو سب سے بڑی ہے ۱۲
خرما توڑنے کی کراہت آئی اسوجہ سے کہ رات کو توڑنا ذریعہ اوس بڑی خرابی کا
اسپر امام احمدؒ وغیرہ نے نص کی ہی حیلے والے یون کہتی ہین کہ تمنے ہمکو
وہ دلیلین سنائین جنسے کل حیلونکا بطلان معلوم ہوتا ہی اب تم وہ امور سنو
جنسے کہ حیلونکی جائز اور مستحب ہونے پر ہمارا عذر درست ہوتا ہی اللہ نے فرماتا ہی
إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ یہانتک کہ فرمایا لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً
جن لوگونکی جان کھینچتے ہین فرشتے اوس حالین کہ وہ برا کر رہی ہین اپنا ۱۲ نکر سکتے مین تلاش

الا ان یأتین بفاحشة مبینة فهذا دلیل علی انه اذا عضلها لتفتدی نفسها منه وهو ظالم لها بذلک لم یحل له اخذه بل لا یملکه بذلک وقوله تعالی لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرها ولا تعضلوهن لتذهبوا ببعض ما آتیتموهن

ومن ذلک ان جذاذ النخل مباح ... فی اللیل ...

... علی بطلان الحیل فاسمعوا ... ان علاج ازهما واستخناها ... قال تعالی الا ان ... ظالمی انفسهم ... لا یستطیعون حیلة

وَلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ۝ فَاُولٰٓئِكَ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ دیکھو اللہ تعالی نے ان
اور بچا نہیں سکتے ہیں راہ سو ایسوں کو امید ہے کہ اللہ معاف کرے الخ
لوگونکا عذر مانا جبکہ ان سے کوی حیلہ نہ بن سکا جسکے باعث حرام سے بچتے یعنی
کافرونکے درمیان رہتے اس سے معلوم ہوا کہ جو حیلہ حرام سے بچا دے اوسکا کرنا
مستحب ہے اور اوسکے کرنیکی اجازت ہے اور اکثر حیلے جو تمنے منع کیے اسی قسم کے ہین
کہ وہ حرام سے بچاتے ہین اور اسی وجہ سے بعض لوگون نے جو حیلہ کے جواز مین کتاب
لکھی ہے اوسکا نام المخارج من الحرام والتخلص من الاثام رکھا ہے مثلا بیع عینہ کہ ربا سے
چھوڑا دیتی ہے اور عقد اجارہ اور مساقات کو اکٹھا کرنا اسبات سے بچاتا ہے کہ پھل
کو گدرانے کے پیشتر فروخت کرے اور آدمی اگر اپنا مال برس روز سے پیشتر اپنی
اپنی لڑکی یا بیبی کو ہبہ کردے تو زکوۃ نہ دینے کے گناہ سے بچاتا ہے جیسے زکوۃ کا نکالنا
اوس گناہ سے بچاتا ہے کیونکہ گناہ سے بچنے کے دو طور ہین اور اللہ تعالی نے تنگی کو
دور کردیا اور اس سے بچنے کیطرف ہمکو بلایا ہے اور بچنا بعض اوقات حیلہ سے ہوتا ہے
مثلا اگر کوئی شخص طلاق کی قسم کہاوے کہ مین اپنے باپکو مار ڈالونگا یا شراب پیونگا تو ایسی
صورتمین حیلہ کرنے سے شرابخواری کے گناہ سے بھی بچیگا اور اپنے باپکے مار ڈالنے اور
بیبی کے جدا ہونیکی خرابی سے بھی محفوظ رہیگا اور جو لوگ حیلہ کو معتبر نہین سمجھتے اونکے
نزدیک اوس شخص کے لئے کوئی نکلنے کی راہ نہین بجز اسکے کہ طلاق پڑجاوے۔ اور

ولا یهتدون سبیلا فاولئك عسی الله ان یعفو عنهم فانه سبحانه عذرهم اذ لم یستطیعوا حیلة یتخلصون بها من ایدی الکفار الذی هو المقام بین اظهر الکفار فعلم ان الحیلة المخلصة من الحرام مستحبة ماذون فیها وعامة الحیل التی انکرتم من ذلك فانها تخلص من الحرام ولهذا سمی بعض من صنف فی ذلك کتابه المخارج من الحرام والتخلص من الاثام فان العینة تخلص من الربا والجمع بین الاجارة والمساقاة تخلص من بیع الثمر قبل بدو صلاحها وهبة الرجل ماله قبل الحول لولده وامرأته مخلصة من اثم منع الزکوة کما یخلصه اخراجها فهما طریقان للتخلص والله تعالی قد نفی الحرج وندبنا الی التخلص منه وقد لا یکون الا بالحیل فان الرجل اذا حلف بالطلاق لیقتلن اباه او لیشربن الخمر کان فی الحیلة المخلصة من مفسدة قتل الاب او شرب الخمر ومن مفسدة فراق اهله ومن التی ینهیهم عن مفارقة اهله ومن لا یری الحیلة لیس له عنده تخلص الا بوقوع الطلاق

اسیطرح اگر کسی شخص کی بیبی پر تین طلاقین پڑگئی ہون اور اوسکو اپنی بیبی کے بدون صبر نہو تو اوسکے لئی ہم یہہ حیلہ کرینگے کہ اُسعورت کا نکاح ایک غلام سے کرینگے جب وہ اُس سے صحبت کرلیگا تو اُس غلام کو عورت کے نام ہبہ کردینگے اِس سے اُسکا نکاح ٹوٹجاویگا اور وہ عورت اپنی خاوند پہلے جسنے طلاق دی تھی عدت گذرنیکے بعد حلال ہوجاویگی اور اللہ تعالی نے حضرت ایوبؑ کو فرمایا وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ یعنی جب

اور پکڑ اپنے ہاتھ میں سینکوں کا مٹھا پھر اوس سے مار لے اور قسم میں جھوٹا نہو

حضرت ایوب کی بیبی نے آپکی سامنے وہ بات کہی جو شیطان نے اُن سے کہی تھی کہ اگر تیرا خاوند ایک بول بولے تو اوسکا سب مرض دور ہوجاوے تو آپنے اپنی بیبی سے بقسم فرمایا کہ اگر اللہ تعالی مجھکو اِس بیماری سے کہڑا کریگا تو مین تجھکو سو کوڑے مارونگا پس اللہ تعالی نے حضرت ایوبؑ کو اونکی قسم سچی کرنیکو یون حکم دیا کہ ایک جہاڑو لے یعنی ایک مٹھا مثل خرما کی ٹہنیون کی شاخونکی لیکر اوسکو ایکدفعہ مار دو اور حضرت ابوسعید خدریؓ کی حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ربوا سے بچنے کے لئی ارشاد فرمایا ہے حضرت ابوسعید فرماتے ہین کہ حضرت بلالؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے پاس برنی خرما لائے آپنے اون سے فرمایا کہ یہہ کہان سے لائی اونہون نے عرضکیا کہ ہمارے پاس خراب خرما تھی اونمین سے دو صاع مین سے ایک صاع کے عوضمین آپکی کہانیکے لئی بیچ لیے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا کہ آہ نرا سود ہے ایسا نکرو اگر تم مول لینا چاہو

تواپنی خرما کو دوسری بیع سی بیچڈالو پہر اونکی داموں سی اچہی مول لے لو اور ایک روایت

مین یون ہی کہ جمع یعنی خراب خرما کو درہموں کے بدلے مین بیچ ڈالو اور درموں سی جنیب

یعنی عمدہ خرما مول لے لو اور جمع اور جنیب خرما کی دو قسمین ہین اور یہہ ایک قسم حیلہ کی ہی

اسلئی کہ جس سی خرما خریدتا ہی اوسکی ہاتھہ بیچی یا غیر کے ہاتھہ دونو مین کچہہ فرق نہین فرمایا

تو یہہ ارشاد بیع عینہ وغیرہ کی حیلہ کیطرف راہ بتاتا ہی اور حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہی

کہ جس قول سی گناہگار ہوتا ہو اوس سی خوف کیوقت کنایہ اور اشارہ سی بچنا جائز ہی

اور یہہ قول مین حیلہ ہی جیسا اول حیلہ عمل کا تہا قول کے حیلہ کی مثال یہہ ہی کہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکونکی ایک طلایہ سی ملے (لشکر جو دشمن کی خبر کو بہیجا جاوے ۱۲) آپکے ہمراہ رکاب چند اصحاب تھی مشرکون نے

پوچھا کہ تم کن لوگونمین سی ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ماء سی ہین (پانی ۱۲)

اور اس سی مراد آپکی خدا تعالی کا یہہ قول تہا خلق من ماء دافق پس مشرکون نے ایک

دوسرے کیطرف دیکہا اور کہا کہ یمن کے قبیلے بہت ہین شاید یہ لوگ اونمین سی ہونگے (بنا ایک اوچھلتے پانی سی)

اور یہین وجہ حضرت عمر رض نے فرمایا ہی کہ مجکو تعجب ہی کہ جو شخص کنایونکو جانتا ہی وہ جہوٹ

کسطرح بولتا ہی اور اللہ تعالی نے حضرت یوسف ع کو اپنی بہائی کے لینی کا حیلہ سکہلایا

کہ اونکی کجاوہ مین کٹورہ رکہکر اونکو چور ظاہر کر دیا **حیلونکی** منکر کہتی ہین کہ حیلے تین

طرحکے ہین ایک قسم تو ثواب اور طاعت ہی اور ایک قسم مباح اور جائز ہے

فبع التمر ببيع آخر ثم اشتر به جنيبا

وفي لفظ ... بالدراهم ثم ابتع بالدراهم جنيبا ...

ارشاد الى الحيلة العينة ...

فقال المشركون ... فقال صلى الله عليه وآله وسلم نحن من ماء ... خلق من ماء دافق فنظر بعضهم الى بعض فقالوا احياء اليمن كثير ...

قال عمر عجبت لمن يعرف المعاريض كيف يكذب وقد علم الله يوسف ...

کہ اوسکا کرنا نکرنیکی نسبت کر غالب ہی یا اوس حیلہ کا خلاف اوسکی مصلحت کے تابع ہے اور ایک قسم حرام اور اللہ پاک کو فریب دینا ہی اور اوسکو واجب کے ساقط کرنے اور مشروع امر کے باطل کرنے اور حرام کی ہوئی چیز کے حلال کرنیکو متضمن ہے ائمہ سلف اور حدیث والے جو حیلہ کا انکار کرتے ہین وہ یہی قسم ہی اسلئے کہ حیلہ خود تعریف اور مذمت کیا نہین جاتا بلکہ جس امر پر حیلہ کیا جاتا ہی وہ اگر اچھا ہی تو حیلہ اچھا ہی اور اگر وہ برا ہے تو حیلہ بھی برا ہی اگر وہ طاعت ہی تو وہ بھی طاعت ہی اور معصیت ہی تو وہ بھی معصیت ہی اور ازانجا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ایسا نکرو جیسا یہودیون نے کیا کہ ادنی حیلون سے خدا تعالی کی حرام کی ہوئی چیزونکو حلال جانو اسلئے فقہا کی اصطلاح مین حیلہ جب مطلق بولا جاتا ہی تو اس سے ایسے ہی حیلے مقصود ہوتے ہین جنسے محرمات حلال سمجھی جاوین جیسے یہودیون کے حیلے اور ہر ایک حیلہ جو متضمن خدا تعالی کے حق کے دور کرنیکا ہو اور حیلہ کا حال مثل فریب دینے کی ہی کہ اوسکی دو قسمین ہین اچھا اور برا اگر حق کے ساتھ ہو تو اچھا ہوتا ہی اور اگر باطل طور پر ہو تو برا اچھی قسم کے فریب مین سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مین کہ لڑائی فریب ہی اور بری قسم مین سے ہی حدیث عیاض بن حماد مین جو مسلم کی نزدیک ثابت ہی آپکا ارشاد کہ دوزخ والے پانچ ہین اور

ذكر منهم رجل لا يصبح ولا يمسي الا وهو يخادعك عن اهلك ومالك وقوله تعالى يخادعون الله والذين آمنوا وان يريدوا ان يخدعوك ومن الخداع المحمود خداع كعب بن الاشرف وابي رافع عدوي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وخداع نعيم بن مسعود بني قريظة والاحزاب حتى القى بينهم ما كان سبب التفرقهم ورجوعهم وكذلك المكر منه محمود ومذموم قال الله تعالى ومكروا ومكر الله ومكروا مكرا ومكرنا مكرا وكذلك الكيد كقوله تعالى انهم يكيدون كيدا واكيد كيدا

اونمین سی ایک اسکو ذکر فرمایا کہ صبح اور شام تمکو تمہارے اہل اور مال کی طرفسی فریب ہی دیتا رہی اور ان آیتونمین بھی بری قسم مذکور ہی یُخَادِعُونَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور وَاِنْ یُّرِیْدُوْا اَنْ یَّخْدَعُوْکَ اور اچھی قسم مین سی ہی
(دغابازی کرتی ہین اللہ سی اور ایمانداروں سی ۱۲ — اور اگر وہ چاہین کہ تجکو دغا دین ۱۲)
فریب دینا کعب بن اشرف اور ابو رافع کو جو دو دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھی اور فریب دینا نعیم بن مسعود کا بنی قریظہ اور احزاب کو کہ اونمین ایک ایسی بات ڈالدی جو سبب اونکی جدائی اور پھر جانیکا ہو گئی اسیطرح مکر بھی دو قسمون پر منقسم ہی اچھا اور برا اور اچھی قسم مین سی ہی خدا تعالی کا مکر اصحاب مکر سے اونکی فعل کے مقابلہ مین جیسا قران مجید مین ہے وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ اور وَمَکَرُوْا مَکْرًا وَّمَکَرْنَا مَکْرًا اور یہی حال کید کا ہی جیسا اس آیت مین ہی اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا
(اور وہ بھی فریب کرتی تھی اور اللہ بھی فریب کرتا تھا ۱۲ — اور انہون نے بنایا ایک فریب اور ہمنی بنایا ایک فریب ۱۲ — البتہ وہ لگی ہین ایک داؤ کرنے مین اور مین لگا ہوا ایک داؤ کرنے مین ۱۲)

فصل جب یہ جان چکے تو کچھ دشوار نہین کہ آدمیکو ایسے قول یا فعل کرنا درست ہو جس سی مقصود عمدہ مطلب ہو گو قول و فعل ظاہر کی رو سے خلاف مقصود ہو مگر جب اوسمین مصلحت او ر نیت ظلم کی دور کرنے اور کسی حرام حیلہ کے باطل کرنیکی ہو تو جائز ہو سکتا ہی اور حرام یہہ امر ہی کہ معاملات شرعی سی وہ چیز قصد کری جو خدا تعالی نے اوسکی لئے مشروع نہین فرمائی کیونکہ اسصورت مین خدا تعالی کے دین سی فریب کرنیوالا اور اوسکی شریعت کا جل دینے والا ہو جاویگا

فصل اذا عرف ذلك فلا اشكال انه يجوز للانسان ان يظهر قولا او فعلا مقصوده به مقصود صالح وان كان ظاهره خلاف ما قصد به اذا كان فيه مصلحة دينية مثل دفع الظلم او ابطال حيلة محرمة وانما الحرام ان يقصد بالعقود الشرعية غير ما شرعها الله له فيصير مخادعا لله كائدا لدينه ماكرا بشريعته

کیونکہ اوسکا مقصود حاصل ہونا اوس بات کا ہی جسکو اللہ تعالی نے اِس حیلے سے لینا حرام کیا تہا یا یہہ غرض ہی کہ جو چیز اللہ تعالی نے واجب کی ہی اوسکو دور کرے اور ان دونو قسمونکی مثال قسم ہی پس اگر حق اوسکے ذمہ پر ہی اور یہہ اوسکا انکار کرے یا انکار پر تاویل کی رو سے قسم کہا وے تو اوسکی تاویل جہوٹی قسم کے گناہ کو دور نکریگی اور ایسا بمین قسم کہانیوالے ہی کی قسم کا اعتبار ہوتا ہی اور مظلوم محتاج کو البتہ تاویل مفید ہی اور گناہ سے بچاتی ہی اور قسم اوسکی نیت کی موافق ہوجاتی ہی مثلا جب وس سی کوئی ظالم ایمان چاہی اور وہ ایمان کے معنی جمع یمین بمعنی ہاتھ کے ٹہہرا لے اور طلاق کے معنی یون بتا لے کہ اوسکی بیبی قید سی چہٹی ہوئی ہے یا غیر کے نکاح سی آزاد ہی اور حر اور عتیق کے معنی یون بدلدے کہ اوسکی مملوکہ یا اسباب اور کریم ہین یا اور اسیطرحکی تاویل کرے تو اوسکو یہہ تاویل بچا دیگی **فصل** اور جس مظلوم سی قسم لیجاتی ہی اوسکی لئی دو نکلنے کے رستے ہین ایک تو قسم کے وقت تاویل سی اور اگر یہہ اوس سی نہ بن سکی تو دوسرا اور طریق نکلنی کا ہی جس سی بعد کو چہٹتا ہی مثلا جب مظلوم سی راہزن غیرہ اسباب کی قسم لے لین کہ ہمارا حال کسی سی نہ کہی تو اسکا حیلہ یہہ ہی کہ حاکم اوس شخص سی پر تہمت والونکا حال پوچہی اور وہ بیگناہ کو تو بری کردے اور تہمت والکی حالین سکوت کرے اور جب اوس سی کوئی ظالم قسم لے

که اپنی قرضدار کا شکوه نکری نه اوس سی اپنا حق مانگے اور اوسنے قسم کہالی اور تا دیلی
نکی تو قرض کا حواله کسی اور شخص پر کر دی جو قرضدار سی مطالبه کری اور اسطرح اگر
کوئی ظالم اوس سی قسم لے که میری ہاتھه فلان چیز بیچیگا تو اوسکو چاہیی که اوس
شی کا مالک اپنی بیبی یا اولاد کو کر دی پہر جب اسکے بعد ظالم اوس سی وه چیز خریدی تو یہه اپنی
قسم کو پورا کر دی مگر جسکو اوس چیز کا مالک کر دیا ہی وه اوس چیز کی حواله کرنیسی باز رہے

فصل اور اُن حیلونکی جنکی باعث آدمی مکر سے بچی بہت سی مثالین ہین اول یہه
که کسی زمین کو کئی برس کے لئی اجارے لے پہر جب بین درست ہو جاوے تو ڈری که مالک کچہه
نه کچہه فریب ور دغا کریگا اور نہین تو یہی سہی که اسوقت زمین کا اجاره اسقدر نہین یا زیاده
ہی جو پہلی کہدیا ہی تو اس مکر سی بچنی کا حیله یہه ہی که ہر برسکا اجاره مقرر کر دی اور پچھلی برسون
کا اجاره زیاده کری اور پہلونکا کم تو اس تدبیر سی اسکو دغا کرنی آسان نہوگی اور اسکی برعکس اگر
مالک کو مستاجر کے دہوکے اور دغا کا خوف آئنده کو ہو تو وه شروع کی برسونمین
زیاده اجاره مقرر کری دوسری مثال یہه ہے که آدمیکو یہه خوف ہو وی که
زمیندار اجاره مین مجکو وه زمین دیگا جو اوس کی ملک نہین یا بائع
میرے ہاتھه غیر کی چیز بیچ لیگا اور مالک آویگا تو معامله جاتا
رہیگا تو اس کی تدبیر یہه ہے که زمیندار خواه بائع سے اجاره

ان یضمن المؤجر او البائع درک المؤجر او المبیع وان ضمن من یخاف منه الاستحقاق والمطالبة فهو اقوی المثال الثالث اذا ارادوا ان یستاجروا اشجارا او نخلا قالوا لا یجوز اجارتها لان المقصود منها الثمر فیؤدی الی ان یکون من بیع الثمر قبل بدو صلاحها والحیلة فی الجواز ان یؤجره الارض ویساقیه علی الشجر بجزء معلوم قال شیخ الاسلام وهذا لا یحتاج الیه بل الصواب جواز اجارة الشجر کما فعل عمر بن الخطاب بحدیقة اسید بن حضیر فانه اجرها سنین وقضی بها دینه قال واجارة الارض للمغل حتی یحصل الثمر کما یقوم علی الارض بالسقی والاصلاح حتی یحصل المغل فثمرة الارض بمنزلة مغل الارض فان قیل ان المستاجر ... وهو مال المستاجر والمعقود ...

کی زمین یا مبیع کا ضامن لے لیوے کہ دوسرے کے استحقاق کی صورتمین جوابدہی ہمارے ذمہ ہے اور اگر اوس شخص کو ضامن لیوے جسکے استحقاق یا مطالبہ کا خوف ہو تو یہہ بڑی پکی بات ہے تیسری مثال یہہ ہے کہ درختونکی اجارہ لینی کا ارادہ کرے لوگ کہتے ہین کہ اونکا اجارہ جائز نہین اسلئے کہ مقصود درختون سے میوے ہین تو اونکا اجارہ کے یہہ معنی ہوئے کہ میوونکی بیع پہلے گدر آنسے درست ہے تو درختون کے اجارہ کے جواز کا حیلہ یہہ ہے کہ زمیندار سے زمین اجارہ لے اور درختون پر اوس سے عقد مساقات (پانی دینا) ایک حصہ مقرری پر کرلے شیخ الاسلام فرماتے ہین کہ اسکی کچھہ حاجت نہین بلکہ صواب یہی ہے کہ درخت کا اجارہ درست ہے چنانچہ حضرت عمر بن خطاب نے اسید بن حضیر کے باغکو چند سال اجارہ دیکر زر اجارہ سے اوس کا قرض ادا کیا تہا اور یہہ بہی شیخ الاسلام کا قول ہے کہ درختونکا اجارہ لینا پہلون کے لئے ایسا ہی جیسا زمین کا اجارہ لینا غلہ کے لئے کیونکہ مستاجر درختونکی خدمت پانی دینے اور درست کرنے سے کرتا ہے یہانتک کہ پہل حاصل ہون جیسے مستاجر زمین کا زمین کی خدمت جوتنے بونے اور پانی دینے سے کرتا ہے تاکہ غلہ حاصل ہو پس درختونکا پہل بمنزلہ زمین کے غلہ کے ہے اب اگر کہا جاوے کہ فرق دونو صورتونمین یہہ ہے کہ زمین کے اجارہ مین بیج کا غلہ مستاجر کی ملک ہوتی ہے اور معاملہ اسپر ہوا ہے کہ اوسکو

زمین مین ڈالکر پانی دینے اور خدمت کرنے سے فائدہ اوٹھاوے بخلاف درختونکے
اجارہ لینے کے کہ اسصورت مین پھل درخت مین سے نکلتا ہے اور وہ ملک زمیندار
کی ہے تو اسکا جواب کئی وجہ سے ہے اول یہہ کہ اس فرق کو معاملہ کی درستی مین
کچھہ اثر نہین دوسرے یہہ کہ اس فرق سے زمین کا اجارہ لینا گھاس پھوس کیواسطے
باطل ٹھہرتا ہے جسکو خدا تعالی بدون توجہ مستاجر کے اگاتا ہے اور یہہ گھاس
وغیرہ نظیر درخت کے پھل کی ہے تیسرے یہہ کہ پھل جو حاصل ہوا ہے تو صرف پانی دینے
اور خدمت کرنے اور خبر گیری سے ہوا ہے تو وہ مستاجر کے عمل اور درخت سے پیدا
ہوا ہے یعنی اوسکے حاصل ہونے مین مستاجر کا بھی اثر اور کام ہے چوتھی یہہ کہ کھیتی
کا پیدا ہونا صرف تخم سے نہین بلکہ تخم اور مٹی سے ہے اور مٹی ملک زمیندار کی ہے
جیسے پھل درخت سے حاصل ہوا اور وہ ملک مالک کی تھی اور زمین مین تخم ڈالنا قائم مقام
درخت مین پانی دینے کے ہے اتنا ہی ہے کہ مستاجر نے زمیندار کی زمین مین ایک
بستہ چیز رکھی اور درخت کے مستاجر نے درخت مین ایک بہتی چیز رکھی پھر مالک
کی اصل اور مستاجر کے پانی اور کام سے پھل پیدا ہوا جیسے غلہ زمیندار کی زمین اور
مستاجر کے بیج اور خدمت سے حاصل ہوا اور یہہ نہایت صحیح قیاس روے زمین پر
ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ امت مین سے فقیہ تر اور عالم تر اُن باتونکے تھے

جو حکم نہین تاثیر کرتی ہین اور کسی نے صحابہؓ مین سے حضرت عمر رضہ پر باغ کے اجارہ دینے
مین انکار نکیا تو اسپر انکا اجماع پایا جاتا ہی علاوہ ازین جو حیلہ کہ اسباب مین
لوگون نے ذکر کیا ہی وہ سب جگہہ نہین چلتا مثلاً باغ اگر کسی یتیم کا ہو تو اوسکی اجارہ
دینے والیکو جائز نہین کہ اسصورتمین مساقات مین فروگذاشت کرے جو بھی شامل ہے
کہ جس صورتمین ایکعورت معین سے نکاح کرنیکو یا ایک معین لونڈی کے خریدنیکو
دوسرے شخص کو وکیل کرے اور پہر اسبات کا ڈر ہو کہ کہین وکیل کو وہ پسند نہ آجاوے
اور اُس سے خود اپنی شادی کرلے یا لونڈی اپنے لئے مول لے لے تو لونڈی کے
بابمین یہہ حیلہ ہی کہ وکیل سے کہدے کہ اگر تو اوسکو اپنے لئے خریدے تو وہ آزاد ہے
اور عورتکی بابمین یہہ کہدینا کہ اپنے آپ اگر اوس سے نکاح کرے تو اوسکو طلاق ہی تو
اُن لوگونکے نزدیک مفید ہی کہ عورت کے بابمین طلاق مشروط کو صحیح کہتے ہین جیسے امام
مالک اور امام ابو حنیفہؒ مگر امام شافعیؒ اور احمدؒ کے قول کے بموجب یہہ کارآمد نہین اب
اگر وکیل اسعورت سے اپنا نکاح چاہے یا لونڈی خاص اپنے واسطے لیا چاہے اور منظور
یہہ ہو کہ اپنے اور خدا تعالیٰ کے درمیان کے معاملہ مین گناہگار نہو تو اوسکا حیلہ
یہہ ہی کہ اپنے آپکو وکالت سے برطرف کردے پہر اوس عورت کا معاملہ اپنے لئے کرے اور اگر
اوسکا معاملہ اپنے لئے کرلیگا تو اس حرکت سے بھی وکالت سے معزول ہو جاویگا لیکن

فان خاف ان لا يمضيه ذلك بان يترافع الى حاكم حنفي يرى انه ليس للوكيل ان يعزل نفسه في غيبة الموكل فالحيلة ان يشتريها لنفسه بغير جنس ما اذن له فيه فاذا فعل ذلك فيملكها الشراء

اگر وکیل کو یہہ خوف ہو کہ یہہ بیل منڈہے نہ چڑہیگی اسطرح کہ موکل ایک حنفی حاکم کی یہان مرافعہ کریگا جسکا مذہب یہہ ہی کہ وکیل اپنی آپکو موکل کی غیبت مین معزول کر لینی کا مالک نہین تو اوسکی تدبیر یہہ ہی کہ اوس لونڈی کو ایسی چیز کے عوض مین اپنی لئی مول لے کہ جس چیز کے عوض مین موکل نے اجازت دی ہی اوسکی جنس سے نہو تو اسوقت یہہ خرید اسکی ہو جاویگی پانچوین مثال یہہ ہی کہ ایک شخص کا دوسرے کے ذمہ قرض ہی اور قرضخواہ نے سفر کرنا چاہا اور یہہ ارادہ کیا کہ قرضدار سے کچھہ کم کرکے باقی کو اوسیوقت لے لی تو اس مسئلہ مین علما کا اختلاف ہی ابن عباس اسکو جائز فرماتی ہین اور ابن عمرؓ حرام اور امام احمدؒ سے دو روایتین ہین مشہور تر روایت اس منع کی ہی اور دوسری روایت جواز کی اور یہی روایت ہمارے شیخ نے اختیار کی ہی اور ابن عبد البر نے جو امام شافعیؒ سے استذکار مین جواز کی صورت نقل کی ہی تو وہ اوسی صورت مین ہی کہ یہہ معاملہ بدون شرط کی ہوا ہو یعنی قرضدار نے قرضخواہ کو کچھہ قرض ادا کر دیا اور باقی قرض سے قرضخواہ نے اوسکو بری کر دیا یہانتک کہ اگر پہلے ادا کرنے اور معاف کرنے باقی کی شرط بھی کر لی ہو اور پھر اس شرط کی بموجب عمل کیا ہو تو امام شافعی کے نزدیک درست ہوگا اسلئے کہ اونکے مذہب مین شرط موثر وہی ہوتی ہی جو معاملہ کے ساتھہ ہو اور امام مالکؒ اس صورت کو نہ شرط کے ساتھہ جائز رکھتے ہین نہ بدون شرط کے تاکہ ذریعہ مسدود ہو وے

المثال الخامس اذا كان له على رجل دين مؤجل واراد رب الدين ان يسافر ان يضع عنه البعض ويعجل له باقيه اختلف في ذلك فاجازه ابن عباس وحرمه ابن عمر وعن احمد روايتان اشهرهما المنع والثانية الجواز وهو اختيار شيخنا و اما ما حكاه ابن عبد البر في الاستذكار عن الشافعي فانما هو حيث جرى ذلك بغير شرط بل عجل له بعض دينه فابرأه عن الباقي حتى لو كان قد شرط ذلك قبل الوضع والتعجيل ثم فعله على الشرط المتقدم صح عنده لان الشرط المؤثر في مذهبه هو الشرط المقارن واما مالك فانه لا يجوز مع الشرط ولا دونه سدا للذريعة

جو لوگ اس صورت سی منع کرتے ہین وہ اپنی دلیل احادیث اور غرض سی کرتے ہین احادیث تو یہہ ہین کہ سنن بیہقی مین مقداد بن اسود سی روایت ہی کہ مین نے ایک شخص کو سو دینار قرض دئی پہر میرا قرعہ ایک لشکر مین نکلا جسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہیجا تہا تو مین نے اوس شخص سی کہا کہ تو مجکو ابہی نوّے دینار دیدے دس دینار تجکو مین چہوڑ دونگا اوسنی کہا اچہا پہر اسکا ذکر اوس شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کیا آپنے فرمایا کہ تو نے مقداد کا سود کہایا اور اوسکو کہلایا اور اس حدیث کی سند مین ضعف ہی اور ابن عمر رض سی صحت کو پہونچا ہی کہ جس صورت مین ایک شخص کا قرض دوسرے کے پاس ہو اور مال والا اوس سی کسیقدر کم کر دی اور دوسرا شخص باقی مال اوسکو اوسیوقت دیدی تو اسبا کو حضرت ابن عمر رض نے مکروہ جانا اور اوس سی منع فرمایا اور ابو منہال سی صحیح روایت ہی کہ اوسنی حضرت ابن عمر رض سی یہہ سوال کیا کہ ایک شخص کا میرے اوپر قرض ہے اور وہ مجہہ سی کہتا ہی کہ تم مجکو ابہی دیدو تو مین تم سی کچہہ کم کر دونگا حضرت ابن عمر رض نے مجکو اس امر سی منع فرمایا اور فرمایا کہ امیر المومنین حضرت عمر رض نے ہمکو منع فرمایا ہی کہ نقد چیز کو قرض کے بدلے مین بیچین — اور ابو صالح مولی سفاح جنکا نام عبید ہی کہتی ہین کہ مین نے بازار والون کے ہاتہہ گیہون کچہہ مدت پر بیچے تہے پہر مین نے کوفہ کو جانا چاہا اُن لوگون نے مجہہ سی کہا کہ تم

واحتج المانعون بالآثار والمعنى اما الآثار ففي سنن البيهقي عن المقداد بن اسود قال اسلفت رجلا مائة دينار ثم خرج سهمي في بعث بعثه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقلت له عجل لي تسعين دينارا واحط عنك عشرة دنانير فقال نعم فذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال اكلت ربوا يا مقداد واطعمته وفي سنده ضعف وصح عن ابن عمر انه يكون الدين على رجل الى الاجل فيضع عنه صاحبه ويعجل له الآخر فكره ذلك ابن عمر ونهى عنه وصح عن المنهال انه سال ابن عمر فقال لرجل علي دين فقال لي عجل لي لاضع عنك قال فنهاني عنه وقال نهى امير المؤمنين عمر ان نبيع العين بالدين وقال ابو صالح مولى السفاح واسمه عبيد بعت بزا من اهل السوق الى اجل ثم اردت الخروج الى الكوفة فعرضوا علي

ہمکو کچھہ چھوڑ دو تو ہم ابہی نقد حوالہ کرین مینے اس امر کو حضرت زید بن ثابت سے
پوچہا آپ نے فرمایا کہ مین تجکو حکم نہین کرتا کہ اس مال کو کہا دے یا کہلا وے روا
کیا ہی اسکو مالک نے موطا مین اور غرض کی جہت سے یہہ دلیل ہی کہ جب بعض قرض
نقد لیلیا اور باقی کو چہوڑ دیا تو اس سے یہہ غرض ہوئی کہ مدت کو اوس مال کی عوض
جو چہوڑ دیا ہی بیچڈالا اور یہہ بعینہ سود ہی جیسے مدت کو اوس مقدار کی عوض بیچدے
جو قرضدار پر بڑہا دے یعنی جسوقت قرض کی مدت پوری ہو جاوے تو قرضدار سے
کہے کہ تو قرض مین زیادتی کردے مین مہلت مین بڑہا دونگا تو ان دونو صورتون
مین کیا فرق ہی خواہ یہہ کہے کہ مدت کم کردے قرض کم کردونگا یا یہہ کہے کہ مدت بڑہادے
مین قرض زیادہ کردونگا زید بن اسلم کہتے ہین کہ جاہلیت کا سود یہہ تہا کہ ایک شخص
کا حق دوسرے پر ایکمدت کے لئے ہوتا تہا جب اوس حق کی مدت پوری ہو جاتی تہی تو قرضخواہ
قرضدار سے کہتا تہا کہ تو میرا حق ادا کرتا ہی یا سود دیگا اگر وہ دیدیتا تو لے لیتا ورنہ
حق مین زیادہ کرکے مدت بڑہا دیتا روایت کیا اسکو امام مالک نے اور اس سود
کی حرمت پر اتفاق ہی بلکہ دین اسلام مین اوسکی حرمت ظاہر ہی اس معاملہ کی منع کرنیوالے
کہتے ہین کہ مدت کا ناقص کرنا بعوض مال کے کم کرنیکے ایسا ہی جیسا مدت کا بڑہانا بمقابلہ
مال کے بڑہانیکے تو جسطرح دوسری صورت باتفاق سود ہی اسیطرح اول بہی سود ہوئی

ان اضع عنهم وينقدوا لي فسألت عن ذلك زيد بن ثابت فقال لا آمرك ان تأكل هذا ولا تؤكله رواه مالك في الموطأ وانما المعنى فيه انه اذا تعجل البعض واسقط الباقي فقد باع الاجل بالقدر الذي اسقطه وذلك عين الربوا كما لو باع الاجل بالقدر الذي يزيد اذا حل عليه الدين فقال زدني في الدين وازيدك في الاجل فاي فرق بين ان يقول حط من الاجل واحط من الدين ويقول زدني في الاجل وازيد في الدين قال زيد بن اسلم كان ربوا الجاهلية ان يكون للرجل على الرجل الحق الى اجل فاذا حل الحق قال له غريمه اتقضي ام تربي فان قضاه اخذ والا زاده في حقه واخر عنه في الاجل رواه مالك وهذا الربوا مجمع على تحريمه بل تحريمه معلوم من دين الاسلام قالوا فنقص الاجل في مقابلة نقص العوض كزيادته في مقابلة زيادته فكما ان هذا ربوا فكذلك الآخر

یا رسول اللہ انک امرت باخراجہم ولہم علی الناس دیون لم تحل فقال صلی اللہ علیہ والہ وسلم ضعوا وتعجلوا قال ابو عبد اللہ ہو علی شرط السنن و ضعفہ

من المدینۃ جاء ناس منہم فقالوا لما امر باخراج بنی النضیر صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہو الذی روی ان النبی ان یقول اعجل الدین ضع عنی عباس انہ کان لا یری باسا قال البیہقی عن ابن

چاہئے اور جو لوگ اسمعاملہ کے جواز کیطرف گئی ہین وہ یہہ کہتی ہین کہ حضرت
ابن عباسؓ سے صحیح ہوا ہے کہ وہ اسصورت مین کچہہ مضائقہ نہین دیکہتی تہی
کہ قرضدار کہی کہ مین تجہی نقد ابہی دیدونگا اگر تو کم کردی اور یہی صورت آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سی مروی ہی کہ جب آپنے بنی نضیر کو مدینہ منورہ مین سی نکالدینی کا حکم فرمایا
تو کچہہ لوگ اونمین سی آپکی خدمتمین حاضر ہوئی اور عرضکیا کہ یا رسول اللہ آپ نے
بنی نضیر کے نکالدینی کا ارشاد فرمایا ہی اور اونکا قرض لوگونکی ذمہ ہی کہ ابہی اوسکا
وقت ادا کا نہین آیا آپنے فرمایا کہ کچہہ کم کرکے نقد اسیوقت لیلو ابو عبداللہ حاکم
کہتی ہین کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہی مین کہتا ہون کہ یہہ اسناد سنن کی شروطکی بموجب
ہی مگر بیہقی نے اس اسناد کو ضعیف کہا ہی اور اسناد مین معتبر لوگ ہین الا بیہقی نے مسلم بن
خالد زنجی کی جہت سی ضعیف کہا ہی حالانکہ وہ شخص معتبر اور فقیہ ہی امام شافعیؒ اوس
سی روایت کرتے ہین اور اوسکی روایت سی حجت کرتے ہین اور بیہقی نے اسمعاملہ کا عنوان
یہہ لکہا ہی باب ہی اوس شخص کا جسکو اوسکی حق سی کمتر دیا جاوے پیشتر وقت کی آنیسی اور
وہ قرضدار سی کم کردی اور دونوکا دل اس سی راضی ہوا اور شاید مراد انکی یہہ ہی کہ یہ معاملہ
نے شرط ہوا ہو کہ اپنی جلد ادا کیا اور اوسنی حق کم کردیا اور اسمین کچہہ ممنوع امر نہین ہی
اباحت والے یہہ بہی کہتی ہین کہ یہہ صورت سود کی صورت کے خلاف ہی اسلئی کہ سود کی صورت

البیہقی فی اسنادہ ثقات وانما ضعف بمسلم بن خالد الزنجی وہو ثقۃ فقیہ روی عنہ الشافعی واحتج بہ وقال البیہقی باب من عجل لہ ادنی من حقہ قبل محلہ فوضع عنہ ورضیا

تو مدت اور قرض دونوں کی زیادتی کو متضمن ہی جسمین قرضدار کا ضرر ہے اور
ہمارا مسئلہ اس امر کو متضمن ہی کہ قرضدار کا ذمہ قرض سی پاک ہو جاوے اور مالک
مال جو مال جلد پاوی تو اوس سی فائدہ اوٹھاوی غرضکہ اس صورت مین دونو شخصوں کا
فائدہ ہی اور ضرر کچھہ نہین بخلاف سود کی صورت کے جسپر اتفاق ہی کہ اوسمین مدیون کا
ضرر ہی اور قرضخواہ کا فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ یہہ صورت سود کی صورت کے ظاہر و باطن
مین خلاف ہی اور یہہ بھی اونکا قول ہی کہ مدت کی عوض مین سود بڑہا دینا ایک بڑی
ضرر کا ذریعہ ہی کہ ایکدرم کے ہوتے ہوتی ہزارون ہو جاوینگی قرضدار کا ذمہ بیفائدہ مشغول
رہیگا اور کم کرنے اور جلد لے لینی کی صورت مین قرضدار کا تو ذمہ پاک ہوتا ہی اور قرضخواہ
جلد مال لیکر فائدہ اوٹھاتا ہی اور نیز شارع کو دین سے ذمونکی بری ہونے کیطرف نظر
ہے اور قرضدار مدیون کا نام اسیر رکھا ہی تو اوسکے ذمہ کے پاک کرنے مین اوسکو
قید سی چھوڑانا ہی اور یہہ امر ضد ہی اوسکی ذمہ کو زیادتی مین مشغول کر دینی کا۔
چھٹی مثال یہہ ہی کہ بری کرنیکو شرط سے معلق کرنا درست ہی اور اوسکو امام احمدؒ
نے کیا ہی اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ درست نہین مثلاً جب کہا کہ اگر مین مر جاؤن
تو جو مال میرا تیری ذمہ ہی اوس سی تو بری ہی تو اگر برات کو خود اپنی مرنے پر معلق کریگا
تو درست ہوگا اسلئی کہ یہہ صورت وصیت کی ہی اور اگر یہہ کہیگا کہ تو مر جاوی تو بری ہے

یعنی بری ہونیکو مدیون کے مرنے پر معلق کریگا تو درست نہوگا اسلئے کہ اس صورت
مین بری ہونیکو شرط پر معلق کیا ہی اور وہ درست نہین جیسے کہ ہبہ کا شرط پر معلق
کرنا درست نہین پس جو لوگ تعلیق کو درست کہتے ہین وہ اول تو یہ کہتے ہین کہ عدم
جواز اصل مین یعنی ہبہ مین نہ نص سے ثابت ہی نہ اجماع سے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے جابرؓ کی حدیث مین ثابت ہوا ہی کہ آپنے ہبہ کو شرط پر معلق کیا ہی یعنی یہہ فرمایا
کہ اگر بحرین کا مال آویگا تو مین تجکو اتنا بہر اتنا تین لپ بہر دونگا اور حضرت صدیقؓ
نے جابرؓ کو بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بحرین کے مال مین سے وہ تمامی
پورا دیا - اب اگر کوئی کہے کہ یہہ تو وعدہ تہا ہبہ کہان ہی تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ یہ بہی
وعدہ تہا اور ہبہ جو شرط سے معلق ہوتا ہی وہ بہی وعدہ ہی ہی اور اسیطرح فعل آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسوقت کہ نجاشی کو مشک کا ہدیہ بہیجا اور ام المومنین ام سلمہؓ
سے فرمایا کہ مین نے نجاشی کو ایک حلہ اور مشک کی برتن ہدیہ بہیجی اور مجکو لون ہی سوجہتا ہے
کہ نجاشی مرگیا اور مجہے معلوم ہوتا ہی کہ میرا ہدیہ واپس آویگا تو اگر میرے پاس آویگا تو وہ
تیرا ہی ہوگا ذکر کیا حدیث کو روایت کیا اوسکو امام احمد نے اور صحیح یہہ ہی کہ ان دو نو حدیثون
پر عمل کرنے سے ہبہ کا معلق کرنا شرط سے درست ہی اور نیز وصیت مالک کرنا ہی تو حقیقت مین
وصیت یہہ ہی کہ مالک کر دینے کو موت پر معلق کر دے یعنی جب یہہ کہے کہ اگر مین اس مرض مین

وإن علقه بموت من عليه الدين لم يصح لأنه تعليق البراءة بالشرط ولا يصح [illegible] أقول تعليق الهبة فيقول [illegible] علم في الأصل غير ثابت بالنص ولا إجماع بل قد صح أنه صلى الله عليه وآله وسلم علق الهبة بالشرط في حديث جابر فقال لو قد جاء مال البحرين لأعطيتك هكذا وهكذا ثلاث حثيات وأنجز ذلك الصديق بعد موته صلى الله عليه وآله وسلم فإن قيل كان ذلك وعدا قلنا والهبة المعلقة بالشرط وعد وكذلك فعل النبي صلى الله عليه وآله وسلم لما بعث إلى النجاشي [illegible] وقال لأم سلمة إني قد أهديت إلى النجاشي أواقي من مسك وحلة وإني لا أرى النجاشي إلا قد مات ولا أرى هديتي إلا مردودة فإن ردت فهي لك [illegible] رواه أحمد وذكر الصحابي [illegible] صحة تعليق الهبة بالشرط [illegible] وأيضا فالوصية تمليك وهي في الحقيقة تعليق التمليك بالموت [illegible] فإنه إذا قال إن مت

مر جاؤن تو فلان شخص کو اپنے مال کی وصیت کرتا ہون تو یہہ صورت مالک کر دینا ہی جو موت سے وابستہ ہی اور اسیوجہ سے صحیح یہہ ہی کہ وقف کا معلق کرنا شرط سے درست ہے میمونی کی روایت مین وقف کے معلق کرنیکی موت پر تصریح کی گئی ہی اور تمام تعلیقین اسکے معنون مین ہین ہرگز کچھہ فرق نہین اور اسلئے ابو الخطاب نے سب تعلیقونکا عام قاعدہ کیا ہی اور کہا ہی کہ وقف کا معلق کرنا موت پر درست نہین اور بہتر یہہ ہی کہ نص کو عام کیا جاوے اور کہا جاوے کہ وقف کی تعلیق موت وغیرہ پر درست ہے اور یہہ ایکوجہ ہی امام احمد کے مذہب مین کی دو وجہون مین سے اور یہی مذہب مالکیہ کا ہی اور امام احمد سے تصریح اسکی درست ہونیکی معلوم نہین ہوتی بلکہ درست نہونا قول قاضی اور اوسکے ساتھیونکا ہی اور مسئلہ مین ایک تیسری صورت ہی کہ اوسکا معلق کرنا موت کی شرط پر درست ہی نہ اوسکی سوا اور کسی شرط پر اور یہی اختیار کیا ہی شیخ موفق الدین نے اور فرق یہہ بیان کیا ہی کہ وقف کو موت پر معلق کرنا وصیت ہی اور وصیت مین گنجایش نسبت زندگی کے تصرف کی زیادہ ہی اسوجہ سے کہ وصیت مجہول اور معدوم اور حمل کی بھی ہوا کرتی ہی اور صحیح یہہ ہی کہ وقف کی تعلیق مطلقا درست ہی اور اگر موت پر اوسکو معلق کرنا وصیت ہوتا تو چاہئے تھا کہ وارث پر ممتنع ہوتا جیسے وصیت اوسکے حق مین نہین ہوسکتی اور اسمین کچھہ خلاف نہین کہ وقف کا معلق کرنا شرط

من يمضي هذا فقد اوقف
لفلان فيكون بمنزلة ما تمليكات
تعليق بالموت وكذلك
الصحيح انه يصح تعليقه بالموت نص عليه في رواية
الميموني وتعليقه بالموت في معناه و
وبناه على التعليق وهذا اختيار ابو الخطاب
وفرق الشيخ بين تعليقه بالموت والصفة لان النص ورد فيه
وقال لا يصح تعليقه بالموت واجيب بانه تصحيح هو ما لا
تعليقه بالموت وعليه يحمل النص على عدم صحته وانما
ولا يعرف عن احمد نص على عدم صحته بعد
و عدم الصحة في قول القاضي واصحابه
وفي المسألة وجه ثالث انه يصح تعليقه
بشرط الموت دون غيره من الشروط
وهو اختيار الشيخ موفق الدين و
فرق بان تعليقه بالموت وصية
والوصية اوسع من التصرف في
الحياة بدليل جواز الوصية
بالمجهول والمعدوم
والحمل والصحيح
انه يصح تعليقه مطلقا ولو كان
تعليقه بالموت وصية
لامتنع على الوارث ولامتنع
انه يصح تعليقه بالشرط

سے کئی بطنون تک بطنا بعد بطن درست ہے اور ظاہر ہے کہ دوسرے بطن پر وقف ہوجانے
کی شرط یہی ہے کہ پہلا بطن جاتا رہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
(اے ایمان والو)
اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (پورا کرو اقرار کو) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان اپنی شرطون پر
رہتے ہین اور قیاس اسکو معلق کرنیکی درستی کا مقتضی ہے اسلیے کہ وقف تملیک کی
نسبت آزاد کرنے سے زیادہ مشابہ ہے اور اسیوجہ سے اوسمین قبول کرنا بالاتفاق شرط نہین
بشرطیکہ اسقاط کی جہت پر ہو اور اسیطرح جبکہ ادا معین پر ہو وہ وجہین سے زیادہ
قوی ہین اور ہبہ باتین صرف آزاد کرنیکی مشابہت کی ہین غرضکہ معلق کرنا بری کرنیکا
شرط پر ان سب امور سے اولی ہے پس اوسکو ناجائز کہنا اور اوس سے روکنا مخالف
دلیل اور مذہب کے ہے اور دوم یہہ کہتے ہین کہ ہبہ کی تعلیق کے باطل ہونے سے بری کرنیکی
تعلیق کا باطل ہونا لازم نہین آتا بلکہ قیاس صحیح اوسکی تعلیق کے درست ہونے کا
مقتضی ہے اسلیے کہ بری کرنا محض حق کا ساقط کرنا ہے اور یہین وجہ جسکو بری کیا جاتا ہے
اوسکے قبول کرنے اور راضی ہونیکا محتاج نہین تو وہ آزاد کرنے اور طلاق دینے سے زیادہ
مشابہ ہے بہ نسبت مالک کردینے کے اور اس بنا پر ان سب مین صحت کی سبب سے حیلہ کی
کچھ حاجت نہین پس اگر معلق کرنیکی ضرورت پڑے اور اس بات سے ڈرے کہ کہین یہہ معاملہ
توڑ ندیا جاوے تو اوسکا حیلہ یہ ہے کہ یون کہے کہ اس مہینے یا برس کے بعد میرا اس شخص پر کچھ

حق نہین یا زید کے آنے پر سیر اُسکی ذمہ کچھہ نہین یا فلان مہینے کے بعد یا زید کی آنے
پر جو دعوی ہین اوسپر فلان سبب سے کردن وہ جہوٹا دعوی ہے ساتوین مثال یہہ ہی کہ جب
اپنی دختر کا نکاح اپنی غلام سی کردی پہر اوسکو موت آوی تو ڈری کہ اگر یہہ لڑکی اس
غلام کی کسی حصہ کی مالک ہو جاویگی تو نکاح ٹوٹجاویگا تو اسکا حیلہ یہہ ہی کہ غلام کوسی
اجنبی کی ہاتہہ بیچڈالے اچاہی اوسکادام لے یا اوسکی ذمہ باقی رکہی تو ان دامونکا حال اوسکی اور
قرضونکا سا ہوگا یعنی اگر اوسکی لڑکی اُس قیمت مین سی کسی حصہ کی وارث ہوگی تو نکاح
نہ ٹوٹیگا اور اگر نکاح کرنے سے پہلی ہی غلام کو دوسیرکے ہاتہہ بیچدی پہر اوس سی اپنی لڑکی
کا نکاح کری تب بھی نکاح ٹوٹنی سی مامون رہیگا اور اسیطرح اگر اپنی لونڈی کا نکاح اپنے
بیٹے سی کردی اور ڈری کہ مرنے پر لڑکا اپنی زوجہ کا مالک ہو جاویگا تو نکاح جاتا رہیگا تو
اُس لونڈی کو اجنبی کے ہاتھہ بیچدی پہر اوس سی اپنی پسر کا نکاح کردی یا عقد نکاح کی بعد بیع
کردی آٹھوین مثال یہہ ہی کہ مثلا زید پر عمرو کا قرض ہی زیدنے اوسکو بکر پر حوالہ کردیا کہ اوس سے لے
اب عمرو کو خوف ہوا کہ کہین بکر کی پاس سی مال جاتا رہی اور اس نظر سی اپنی مال کو پختہ کرنا چاہی تو
حیلہ یہہ ہے کہ زید سی کہی کہ تو مجہی مال کا حوالہ مت کر بلکہ بکر سی وصول کرنیکا وکیل کردی اور مین جو کچہہ اُس سی
وصول کرونگا اوسکو اپنی ذمہ قرض لونگا۔ اِس تدبیر سی دونو قرضونکی ایکدوسرے سی مجرا
ہو جانے سے دونو شخص بری ہو جاوینگی اب گر حوالہ کرنیوالی یعنے زید کو خوف ہووے

کہ مبادا مال وکیل یعنی عمرو کے ہاتھہ مین آکر پیشتر اس سے کہ وہ اپنی ذمہ قرض کرلے تلف ہو جاوے تو وہ پہر مجہسے اپنا قرض مانگیگا تو اوسکی لئی یہہ تدبیر ہے کہ وہ محال علیہ یعنی بکر سے کہی کہ تو میری طرفسے میرے ذمہ کو قرضکا اس طالبکیواسطے ضامن ہو جا تو وہ اگر ضامن ہو جاویگا تو پہر جو کچہہ عمرو اوس سے وصول کریگا وہ اپنی ہی واسطے قبض کریگا اور تلف ہونیکی صورتمین اوسیکا نقصان ہوگا نہ زید کا نوین مثال یہ ہی کہ اگر کسی شخص کا قرض دوسریکے ذمہ ہوا اور دوسرا شخص قرضکی عوض مین اپنا غلام اسکی پاس گرو رکہدی اور وہ ڈری کہ ایسا نہو کہ یہہ غلام مرجاوے تو قرضدار ایسے حاکم کے یہان نالش کری جسکے نزدیک گرو چیز کے جاتے رہنے قرض جاتا رہتا ہی تو اسکا حیلہ یہ ہی کہ قرضدار سے غلام مذکور اپنی قرض کے عوض مول لیلے اور غلام کو قبضہ نکری قرضدار ہی کے پاس رہنے دی پہر اگر وہ قرض اوا کر دی تو غلام کی بیع توڑ دی اور اگر وہ قرض نہ دی تو اوس سے غلام کا مطالبہ کری کہ میری چیز مجہے دو اور اگر غلام جاتا رہی تو بائع کے مال سے جاویگا اور مشتری اپنا دام جو اصل قرض تہا اوس سے واپس لیگا دسوین مثال یہہ ہی کہ خوف اسبات کا ہو کہ اگر رہن دوسریکا حق نکلیگا تو رہن نامہ نکما ہو جاویگا تو حیلہ یہ ہی کہ جس شخص کے استحقاق کا خوف ہو اوسکو ضامن کرالے کہ اگر دوسریکا حق نکلیگا تو مین دونگا

یا رہن نامہ پر اوسکی گواہی کرالے کہ میرا اسمین کچھہ حق نہین اور جب اوسمین کسی حق کا دعوی کرون تو وہ دعوے جھوٹا ہوگا گیارہوین مثال یہہ ہی کہ جب ایک شخص کے دوسرے پرسو دینار ہون پچاس تو تمسک کی بنا پر اور پچاس بدون دستاویز کے اور ڈر ہی کہ کہین اُن پچاس کا انکار نکر بیٹھی جنکی دستاویز نہین تو اسکا حیلہ یہہ ہے کہ ایک مسافر شخص کو تمسکی مال کے لینی کے لئی وکیل کری اور اوسکی وکالت پر علانیہ گواہی کرا دی اور پھر اور گواہ اِسبات پر کر دی کہ مینے وکیل کو وکالت سی معزول کیا پھر وہ وکیل اوس قرضدار سی وہ پچاس دینار مانگی اور اپنی وکالت کی گواہو نسے وکالت ثابت کر دی اور جب پچاس دینار لیلے تو مالک کو حوالہ کر کے چلدی پھر مالک اوس قرضدار سے اونہین پچاس کا مطالبہ کری اگر وہ جواب دے کہ مین یہہ دینار اسکے وکیل کو دیچکا ہون تو مدعی گواہ گذرانے کہ مین اوسکو لینی سی پیشتر وکالت سی معزول کر چکا ہون اسصورتمین حاکم مدعا علیہ پر مال لازم کریگا اور کہیگا کہ تونے جسکو پچاس دینار دئی ہین اپنے اوس سی جا کر وصول کر لیکن اگر قرضدار ہوشیار ہو تو وکیل کو ایسی جیسے معاملہ کے ڈر سی کچھہ ندی اور کہی کہ مین تجکو بدون موکل کے سامنی ہونے اور تیری وکالت کے اقرار کرنیکے کچھہ دونگا تو پھر یہہ حیلہ بیکار ہوجاویگا بارہوین مثال یہہ ہی کہ ایک شخص نے اپنی بیبی سے کہا کہ اگر تو مجھہ سی

اوتشهد عليه انه لا حق له فيه ومتى ادعى فيه حقا فدعواه باطل المثال الحادي عشر اذا كان له على رجل مائة دينار خمسون منها بوثيقة وخمسون بغير وثيقة وخاف ان يجحده الخمسين التي بغير وثيقة فالحيلة ان يوكل رجلا غريبا بقبض المال الذي بالوثيقة ويشهد على وكالته ثم يشهد بعد انه عزله عن الوكالة ثم يطالب الوكيل الغريم بالخمسين فاذا قبض الخمسين ... دينار ادفعها الى مستحقها وفات ثم يطالبه المستحق بهذه الخمسين فان قال دفعتها الى وكيلك اقام البينة انه كان قد عزله عن الوكالة فيحكم الحاكم بالمال ويقول له اتبع القابض فخذ ما لك منه فان كان الغريم حذرا لم يدفع الى الوكيل شيئا خشية هذا ويقول لا ادفع اليك الا بحضرة الموكل واقراره انك وكيله فتبطل هذه الحيلة المثال الثاني عشر اذا قال لامرأته ان سألتني

خلع کا سوال کریگی تو تجکو تین طلاقین ہین اگر مین خلع نکرون اور عورت نے یہہ کہا کہ میرے سب غلام آزاد ہین اگر مین تجہ سی آج خلع کا سوال نکرون پس یہہ مسئلہ امام ابوحنیفہ سے پوچہا گیا آپ نے عورتکو ارشاد فرمایا کہ اپنی شوہر سے درخواست خلع کی کر اوسنے شوہر سی کہا کہ مین تجہ سی درخواست خلع کی یعنی مال کے عوضمین طلاق کی کرتی ہون پہر آپ نے خاوند کو فرمایا کہ تو کہہ کہ مین ہزار درم پر تجہہ سی خلع کرتا ہون اوسنے ویسا ہی کیا پہر آپ نے عورتکو فرمایا کہ تو کہہ کہ مین قبول نہین کرتی اوسنے کہہ یا کہ اتنی پر مین نہین مانتی آپ نے اُسکو فرمایا کہ اب اپنے خاوند کی ساتہہ چلی جا کہ تم دونو کی قسم سچی ہو گئی تیرہوین مثال یہہ ہی کہ حضرت امام ابوحنیفہ سی ایک مسئلہ پوچہا گیا کہ دو بہائیون نے دو بہنوں سی نکاح کیا اور زفاف کیوقت ایک کی منکوحہ دوسری کے پاس چلی گئی اور دونو نے صحبت کی اور صبح تک اس حالکو نجانا آپ نے پوچہا کہ اب دونو کیا اوہی سی راضی ہین جس سی صحبت کی ہی لوگون نے کہا ہان آپ نے فرمایا کہ تو ہر واحد اُنمین سی اپنی بیبی کو ایک طلاق دیدے اُن دونو نے ایسا ہی کیا پہر فرمایا کہ ہر ایک اونمین سی اوس عورت سی نکاح کرلے جس سی صحبت کی ہے اُن دونو کی جی خوش ہو گئی چودہوین مثال یہہ ہی کہ جس صورت مین آدمی اپنی مال مین اچہی طرح صرف کرتا ہوا اور اسراف نکرتا ہوا اور حاکم کے یہان ناشر ہو کہ یہہ مسرف ہی اور گواہ گذر جاوین اور اُسکو خوف ہو کہ حاکم کہین مجکو صرف سے

روک نہ ہی تو اسکی تدبیر یہہ ہی کہ حاکم سی یون کہی کہ اگر تم مجہپر روک کروگے تو میری غلام ازاد ہین اور میرا مال مساکین پر خیرات ہی اسصورتمین قاضی اوسپر روک نکرسکیگا اسلئی کہ قاضی جو اوسپر مال کی روک کرتا ہی تو صرف اوسکی مال کی حفاظت کیلئی ہوتی ہے اور صورت مذکورہ مین روکنا مال کا برباد کرنا ہی تو جو بات روکنی سی مقصود ہوا کرتی ہے وہ نہ روکنی سی حاصل ہوگی ~~بندرہوین~~ پندرھوا مثال یہہ ہی کہ باوجود انکار کے صلح کرنا ہماری نزدیک اور امام ابو حنیفہ اور امام مالکؒ کے نزدیک درست ہی مثلاً ایک شخص نے کسی پر کسی چیز کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اُسکا انکار کردیا پہر مدعی سے تہوڑی سی چیز پر صلح کی تو یہہ صلح درست ہی اور امام شافعی اس صلح کو درست نہین فرماتے انکی دلیل یہہ ہی کہ جب مدعیکی نزدیک کوئی چیز مدعا علیہ پر ثابت نہین ہوئی تو پہر کونسی چیز سی جسپر صلح کرتا ہی اوسکو مدعا علیہ سی لیتا ہی بخلاف اقرار پر صلح کرنیکی کہ جب مدعا علیہ نے مدعیکی دین کا یا کسی چیز کا اپنی ذمہ اقرار کرلیا پہر اُس سی کسیقدر پر صلح کی تو یہہ معنی ہونگا کہ بقیہ کو مدعی نے یا اسکو ہبہ کردیا یا معاف کردیا اور سب لوگ جو صلح مذکور کو درست کہتی ہین وہ یہہ کہتی کہ اس صلح کی صحت پر کتاب اور سنت اور قیاس دلالت کرتے ہین اسلئی کہ اللہ تعالی نے لوگونکی درمیانمین میل کرنیکی طرف بلایا ہی اور خبردی کہ اَلصُّلْحُ خَیْرٌ اور فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ اور
صلح خوب چیز ہی
مسلمان جو ہین سو بہائی ہین سو ملاد و اپنی دو بہائیو نکو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صلح کرنی مسلمانون کے درمیانمین درست ہی

مگر وہ صلح کرے حلال کرے کسی حرام کو یا حرام کرے کسی حلال کو اور قیاس یہہ ہے کہ مدعا علیہ
اپنا تہوڑا سا مال اسباب کی عوض مین دیتا ہی کہ مجہہ سے قسم کا مطالبہ ہو اور گواہ وغیرہ
لوازم نہ قائم کرنے پڑین اسکے بدلہ مین کچھہ دیکر دعوی سے چہوٹ جاؤن تو یہہ بات
ایک غرض صحیح ہی غایت یہہ ہی کہ مدعی جہوٹا ہوتا ہم مدعا علیہ اس امر سے چہوٹتا ہی
کہ مدعی اوسکو قسم دلا دے اور مدعا علیہ قسم سے انکار کرے تب اسی انکار کے سبب
اوسپر دعوی ثابت ہوجاوے یا قسم کہانی جاوے اور مدعیکا دعوی دینا پڑے —
بلکہ جوینی کے نزدیک صلح انکار ہی پر درست ہی اقرار پر صحیح نہین وہ یہہ کہتی ہین کہ اقرار
کیصورت مین حق کا توڑنا اور ناقص کرنا لازم آتا ہی غرضکہ جب کسی سے انکار کے ساتھہ
صلح کرے اور اسبات کا خوف ہو کہ کہین دوسرا شخص آکے حاکم کے یہان مقدمہ پیش
کرکے جو اس صلح کو باطل کردے تو اوسکی تدبیر یہہ ہی کہ انکار کرنیوالے سے ایک شخص
اجنبی صلح کرے اور وہ اجنبی مدعیکے لئے اوسکے دعویکا اقرار کرے پہر اس دعوی
سے کسیقدر مال پر صلح کرے اور اس امر مین حاجت مدعا علیہ کی اجازت اور اوس
اجنبی کو وکیل کرنیکی نہین بشرطیکہ دعوی کی چیز قرض ہو یعنی روپیہ پیسا ہو اسلئے
کہ وہ اجنبی یہہ کہیگا کہ اگر مدعی جہوٹا ہی تو مین مدعا علیہ کو اس دعوی سے چہڑاتا ہون
اور یہہ چہوڑانا بمنزلہ قیدی کے چہوڑانیکے ہی اور اگر وہ سچا ہی تو مین مدعا علیہ کیطرف سے

بعض قرض ادا کر دیا اور باقی سے اوسکو مدعی نے بری کر دیا اور اسباب مین
حاجت مدعا علیہ کی اجازت کی نہین اور اگر دعوی شے معین کا ہے تو درست
نہین جب تک کہ اجنبی یہہ نہ کہے کہ مجکو منکر نے وکیل کیا ہے اسلیئے کہ وہ یہہ کہیگا
کہ مین نے اس شی کو اوس مال کے بدلے مین جسپر تجہہ سے صلح کرتا ہون منکر کیواسطے
مول لی ہے یا اجنبی خود اپنے واسطے صلح کریگا تو ایسا ہوگا کہ گویا چہینی ہوئی چیز
کو خریدتا ہے پس اگر مدعی اوس چیز کا اقرار اوسکے لئے باطن مین کرے تو خود مدعا علیہ
ٹھہرتا ہے اور اگر اقرار نہین کرتا تو اوسکو گنجایش نہین کہ مدعا علیہ سے اوسکی بابت مین
جھگڑے اور ظاہر مین اوسکے کہنے سے صلح کی درستی کا حیلہ ہو جاویگا سولہوین مثال یہ
ہے کہ مزدور سے کہانے کپڑے پر محنت لینی اور جانور سے گہاس کہلانے کی عوض
کام لینا اور دایہ و دودہ پلائی سے روٹی کپڑے پر دودہ پلوانا ہمارے نزدیک درست ہے
اور یہی مذہب امام مالک رح کا ہے امام شافعی رح نے اسمین خلاف کیا ہے اور امام اعظم رح اسکو
صرف دایہ مین جائز فرماتے ہین اور دو مین نہین پس اگر کوئی شخص اس طرح کی اجرت کا
معاملہ کرے اور ڈرے کہ کہین ایسے حاکم کے یہان مقدمہ پیش ہو جو اس معاملہ کو باطل
سمجہتا ہے تو حاکم معمولی اجرت مجہہ سے دلا دیگا تو اوسکا حیلہ یہہ ہے کہ مزدور کو ایک
معین نقدی کے عوض مین نوکر رکہے جسکی مقدار کہانے اور کپڑے کی برابر ہو پہر اوسکا

گواہ لوگونکو کردے کہ اس نوکر نے اپنی تنخواہ کو اپنے کہانے اور کپڑے مین صرف کرنیکے
باب مین مجکو وکیل کیا ہے اور یہی حال جانور کے باب مین ہے سترہوین مثال یہہ ہے کہ جب کسیکو
وصیت کی اور خوف ہوا کہ وہ قبول نہین کریگا اور یہہ کہا کہ اگر وہ نمانے تو فلان شخص
وصی ہے تو یہہ کہنا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درست ہے اسلیے کہ آپنے امارت کو شرط
پر معلق فرمایا تھا تو وصیت کا معلق کرنا بطریق اولی درست ہوا کیونکہ آدمی جسقدر امارت
سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ وصیت کے فائدہ کی نسبت کر زائد ہے اور بعض فقہا اسکو باطل
کہتے ہین تو اسکا حیلہ یہہ ہے کہ مریض گواہ کرے کہ وہ دونو شخص میرے وصی ہین اس
صورتمین اگر ایک قبول نکریگا اور دوسرا کرلیگا تو جو قبول کریگا وہی صرف وصی ہوگا اور
اگر دونو قبول کرلینگے تو اونمین سے ہر ایک کو تنہا تصرف پہنچ سکتا ہے اسلیے کہ وصیت
کرنیوالا ان دونومین سے ہر ایک کے تصرف پر راضی تہا یہہ قول قاضی کا ہے پس اگر مریض کو
خوف ہو کہ جس شخص کے نزدیک اونمین سے ایک کا تصرف درست نہین وہ اکیلے کو تصرف
نکرنے دیگا اور کہیگا کہ مریض نے تو ان دونو کو شریک کیا ہے اور دونو کو بجاے ایک کے
قرار دیا ہے تو حیلہ جائز ہونیکا یہہ ہے کہ مریض یہہ کہے کہ مین ان دونو کو اکٹھا بھی وصیت
کرتا ہون اور جدا جدا بھی وصی کرتا ہون اٹھارہوین مثال یہہ ہے کہ جس صورتمین
وصی یتیم کے مال مین تصرف کرتا ہے اور خرید و فروخت اور اوسپر نفقہ کرتا ہے تو

فعليه انه وكله في انفاق ذلك على نفسه وكسوته وكذلك في الدابة المثال السابع عشر اذا وصى الى رجل فخاف ان لا يقبل فقال ان لم يقبل فقال ان وصي فلان ذا وصية رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اسامة الامارة باشتراط تعلق الوصية اولى لانه يستفيد بالامارة اكثر مما يستفيد بالوصية وبعض الفقهاء يبطل ذلك فالحيلة ان يشهد المريض انهما وصياه فان لم يقبل احدهما وقبل الآخر فانه وصي وحده فان قبلا جميعا فان كل واحد منهما ان ينفرد بالتصرف لانه رضي بتصرف كل منهما ان ينفرد بالتصرف فان خاف ان يمنعهما القاضي بالانفراد لانهما ان عند العين يجعلهما كشريك بينهما واحد فالحيلة ان يقول ونصول قد شرك بينهما وجعلهما وصيين وانهما في انفراد اذن نعما على الاجتماع والانفراد المثال الثامن عشر اذا تصرف الوصي وباع واشترى وانفق على اليتيم

فالحاكم ان يحاسبه و
ليسأله عن وجوه ذلك
ولا يمنعه من محاسبته
كونه امينا فان النبي صلى
الله عليه وآله وسلم قد
حاسب عماله ففي صحيح
البخاري انه صلى الله عليه
وآله وسلم بعث ابن اللتبية على
الصدقة فلما جاء حاسبه فان اراد الوصي
التخلص فالحيلة ان يجعل غيره وكيلا على
بيع التركة وقبض الديون والانفاق والتصرف
نفسه بوصول شئ من ذلك اليه فان كان محسنا للتصرف

حاکم کو پونہچتا ہے کہ وصی سے حساب لیوی اور اوسکی معاملات کی وجہین پوچھی اور وصی کا امانت دار ہونا حاکم کے حساب کتاب لینی کا مانع نہین اسلئی کہ آنحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عاملون سی حساب لیا ہی چنانچہ صحیح بخاری مین ہی کہ آنحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے ابن لتبیہ لڑکے کو خیرات پر بہیجا اور جب وہ آیا تو اُس سے حساب لیا پس اگر وصی اس حساب سی چہوٹنا چاہی تو حیلہ یہہ ہی کہ اپنی سوا کسی اور کو مقرر کر دی جو ترکہ کی خرید و فروخت اور قرضہ کا وصول کرنا اور خرچ کرنا کیا کری اور اپنی آپ کسی چیز کے وصول ہونیکا اوس شخص کو گواہ نہ بنی پس اگر وہ شخص تصرف اچہی طرح کریگا اور حق طور پر کرتا ہوگا تو اُسکو درست ہی کہ اپنی قسم مین تاویل کری کہ مینے نہ قبضہ مال کا کیا نہ وکیل کیا اور اگر ظالم ہوگا تو تاویل اُسکی کچہہ کام نہ آویگی

انیسوین[19] مثال یہہ ہی کہ ضامن ہوجانا کسیکی طرفسی خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ قرضدار ذمہ کو بری نہین کرتا اور ایک روایت مین یہہ ہے کہ جسکی طرف سے ضمانت ہوتی ہے اگر وہ مردہ ہووی تو اُس کا ذمہ بری ہوجاتا ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے اور اسمین یہہ قول ہی کہ ضامن ہونا ایسی طرح کہ جسکی طرف سی ضمانت کی ہے اوسکا پلہ پاک ہو اوسکا حیلہ یہہ ہی کہ ضامن یون کہے کہ مین اوس کے قرض کا ضامن نہین ہوتا ہون مگر اس شرط سی کہ تو قرضدار کو بری کردی

تحقق فيه جاز له ان يتأول في يمينه
انه ما قبض ولا وكل وان كان
ظالما لم ينفعه تأويله المثال التاسع
عشر الضمان لا يبرئ ذمة المضمون عنه
كان المضمون عنه حيا او ميتا وفي رواية تبرئ
ذمة الميت وهي مذهب
ابي حنيفة وفيه قول
انه يرى ... ضمانه
بريئا الذمة المضمون
عنه فالحيلة ان
يقول لا اضمن حتى
الا بشرط ان تبرئه

جب تو اسکو بری کردیگا تو مین اوسکا ضامن ہون اور ضمانت کو کسی شرط پر
معلق کردینا دو وجہون مین سے قوی تر مین درست ہی بیسوین مثال یہہ ہی کہ
جب عورت خاوند پر غالب ہو اور خاوند اوس سی کہی کہ طلاق مجکو تجہہ سی لازم
ہوگی اگر جو کچہہ تو مجہہ سی کہیگی ویسا ہی مین تجکو نکہدونگا پس عورت نے کہا کہ انت
طالق ثلاثا یعنی تجکو تین طلاق ہین تو حیلہ یہہ ہی کہ عورت سی یون کہی کہ اَنتَ
طالِقٌ ثلاثاً تَ کے زبر سے اسصورت مین طلاق نہوگی کیونکہ عورت مین لیاقت
خطاب کی نہین اسلئی کہ تَ کے زبر سی خطاب مذکر کا ہوا کرتا ہے اور یہہ حیلہ ضعیف
ہے اسلئے کہ اگر عورت تِ کے کسرہ یعنی زیر سی کہیگی تو پہر مرد کا تَ کی زبر سے
کہنا ویسا کہان ہوگا جیسا عورت نے کہا تہا اور بعضون نے یہہ حیلہ کیا ہی کہ عورت
سی یون کہی کہ انت طالق ان لم افعل اور یہہ بہی ضعیف ہی اسلئی کہ کلام مین
تجکو طلاق ہی اگر مین نکرون ۱۲
بڑہا دینا کلام کو توڑتا ہی اور کلام زیادتی کے ساتھہ وہی کلام نہین ہوتا جو بدون
زیادتی کے ہو تو بہتر یہہ ہی کہ یون کہا جاوے کہ یہہ کلام جو عورت سی صادر ہوا
یہہ مرد کی قسم مین داخل نہین اسلئی کہ اوسنی نہ اسکو ارادہ کیا نہ اوسکے دلمین
گذرا اور لفظ عام نیت اور عرف کے باعث خاص ہو جایا کرتا ہی اور یہہ صورت
امام مالک اور احمدؒ کے قواعد پر بن سکتی ہے کہ وہ قسم کہانیوالی میں اسکی عرف

فهي براءة منه فانا ضامن
له وبهذا تعليق الضمان
بالشرط اقوى الوجهين
المثال العشرون اذا تسلطت
الزوجة على الزوج فقالت
قل الطلاق يلزمني منك
لا تقولين لي شيئا الا قلت
لك مثله فقالت انت طالق
ثلاثا فالحيلة ان يقول لها انت طالق
ثلاثا بفتح التاء فلا تطلق لعدم صلاحية
الخطاب لها وهذا ضعيف لانه مع العلم
ثم يقال لها مثل ما قالت انما قالت كسر التاء
وقيل يقول لها انت طالق ان لم افعل
وهذا ضعيف ايضا لان الزيادة تنقض
الكلام ولا يبقى الكلام معها عين
الكلام الذي هو بدونها فالاحسن ان
يقال هذا الكلام الذي صدر منها غير داخل
تحت قصده منها في يمينه لانه لم يرده
ولفظ عام يتخصص بالنية
والعرف وهذا مطابق
على اصول مالك و
احمد في اعتبارهم النية في الحالف

اور نیت اور قسم کے سبب کا اعتبار کرتے ہین اکیسوین مثال یہہ ہی کہ کرایہ لینا
گائی اور بکری وغیرہ کا مدت معین تک دودہ کے لئے گہاس دانہ کے عوض یا معین
داموں کے عوض کہ گہاس دانہ اوسکے ذمہ رہی درست ہی یہہ مذہب امام مالک کا ہی اور
اوسکو ہمارے شیخ نے اختیار کیا ہی اور وہی صحیح ہی اسلئے کہ اسکی طرف حاجت ہوا
کرتی ہی اور مثل دایہ دودہ پلائی کے ہی اور اسوجہ سے کہ دودہ اگرچہ ایک عین یعنی
چیز ہے مگر باین لحاظ کہ تہوڑا اب ہوا اور تہوڑا بعد کو ہوا مثل منافع کے ہی اور
زمین کے اجارہ کیطرح ہی کیونکہ اوسمین بھی گہاس وغیرہ کانٹا پیدا ہوتا ہی اور ایکوجہ
یہہ ہی کہ دودہ گہاس اور خدمت سے ایسا حاصل ہوتا ہی جیسی کہیتی بیج سے اور خدمت
سے ہوتی ہی دونو مین کچہہ فرق نہین کیونکہ گہاس سے دودہ ایسا ہی پیدا ہوتا ہے
جیسے بیج سے کہیتی اور یہہ صحیح تر قیاس مین سے ہی اور نیز جانور کا وقف کرنا درست ہے
کہ جسپر وقف کری وہ اوسکی دودہ سے نفع لے اور وقف کرنیوالے کا حق وقف چیز کے
نفع ہی مین ہوتا ہی اوسکی ذات قائم رہتی ہی اور یہی جانور دوسرے شخص کو ایکمدت
معین تک دودہ کیواسطے دیڈالنا جائز ہے اسطرح کہ وہ ملک دینے والے کی رہی تو
جانور کا دیڈالنا ایسا ہوگا جیسا جانور کو مانگا دینا اور مانگا دینے نفع ہی کا مباح کرنا ہوتا ہی تو چونکہ دودہ
وقف اور عاریت مین قائم مقام نفع کے ہوتا ہے اجارہ مین بھی اوسی کے جگہہ ہوا

وقد قال الله سبحانه فان ارضعن لكم فآتوهن اجورهن فسمى ما تأخذه المرضعة اجرا ولم يسمه ثمنا وايضا فيجوز ان يستاجر بئرا ليسقي منها بماء بعينها والماء لم يحصل بعمله فلان يجوز استيجار الشاة للبن بما يحصل بعلفها والقيام عليها اولى وايضا فانه يجوز ان يستاجر ارضا بعشش فيها السمك لاجل صيده اولى بالجواز لانه متعارف بالعرف ومشهور حاصل بعلفه

اور اللہ تعالی فرماتا ہے فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ تو دیکھو کہ جو چیز
پھر اگر دودھ پلا دیں تمہاری خاطر تو دو انکو انکی نیگ ۱۲
دودہ پلانیوالی لیتی ہے اوسکو خدا تعالے نے اجرت فرمایا ہی مول نہین فرمایا۔ اور بہی کسی کنوئین کا کرایہ لینا ایک مدت معین کیلئے اوسمین سے پانی بہرنیکو درست ہی حالانکہ پانی اوسکی عمل سے حاصل نہین ہوا تو اب اگر بکری کو دودہ کیواسطے اجارہ لے جو اوسکی گہاس دینے اور خدمت سے حاصل ہوگا بطریق اولے درست ہونا چاہئی اور بہی کسی حوض کا ٹہیکہ لینا جسمین مچہلیان ہتی ہین مچہلیونکی خاطر درست ہی تو یہہ صورت جانور کے ٹہیکہ کی بہی بطریق اولی درست ہونی چاہیئے اسواسطے کہ یہہ صورت عرف مین مشہور ہی اور دودہ اوسکے گہاس دینے اور جانور کی خدمت سی حاصل ہوتا ہی اور جو لوگ اس مسئلہ کو اسپر قیاس کرتے ہین کہ دودہ کا جانور کے تہنو نمین فروخت کرنا حرام ہے تو یہہ قیاس خراب ہی اسلئے کہ تہنون کی صورت مین دودہ نامعلوم ہی اوسکی مقدار معلوم نہین تو فروخت معدوم کی ہوئی اور اجارہ مین بیع کی نسبت کر زیادہ گنجایش ہی اور اسوجہ سے اجارہ ان منافع کا درست ہی جو تہوڑی تہوڑی ایک دوسرے کے بعد ہوا کرتے ہین غرضکہ دودہ اس صورت مین ٹہیک مثل منفعت کے ہی اگرچہ عین ہے۔ پس اگر جانور کے اجارہ لینے پر خوف ہوا کہ طرفثانی کہین ایسے حاکم کے یہان مقدمہ

والقياس على الحيوان والقياس على خرم
بيع اللبن في الضرع وقياس بيعه اذا
يجوز لا يعرف قدره ويعلم مبيع ولانا
والاجارة اوسع من البيع والعقد وتمامه
يجوز على المنافع شيئا فشيئا والبن
المستخلف شيئا فشيئا
في ذلك المنفعة
سواء وان
عليه فان اجرها وان
بيد رفعه الى حاكم

پیش کری جو یہہ معاملہ باطل کردی تو اسکے باقی رہنی کا حیلہ یہہ ہی کہ جانور
کوایکمدت کے لئی درمون کے عوض اجارہ دے پہر اجارہ لینیوالیکو
اجازت دے کہ ان درمونمین سے اوسکو گہاس دیا کرا اور دودہ کو اوسکی
لئی مباح کردی اور یہہ حیلہ گاے اور اونٹنی اور بہینس مین چلتا ہے کہ
اونسے کہیتی کرنی اور اونپر سواری ممکن ہے مگر بکری سے توغرض دودہ اور
بچے ہوتے ہین تو اوسکے نفع پر اجارہ کی صورت نہوگی اوسکی تدبیر یہہ ہے کہ
اوسکو اپنی بکری کے بچہ کے دودہ پلانے کو ایک مدت معلوم تک اجارہ
لے اور مالک بکری کا لینے والے کو وکیل کردے کہ ان اجرت کے
دامون سے یا اونمین سے کسیقدر دامون سے اوسکا گہاس دانہ دیا
کرے اور دودہ اوسکو مباح کردے بائیسوین [۲۲] مثال یہہ ہے کہ کسی
شخص نے دوسریکو اپنا کپڑا دیا اور کہدیا کہ اسکو دس کو بیچنا اور جو
زیادہ ہو وہ تیرا ہی تو اسصورت کے درست ہونے پر امام احمدؒ نے نص کی
ہی بسبب پیروی حضرت ابن عباسؓ کے اور اسحق نے امام احمد کی موافقت کی
ہے اور اکثر لوگون نے اسصورت سی منع فرمایا ہی اور خلاف کی وجہہ یہہ
ہے کہ اس معاملہ مین وکالت اور اجارہ اور مضاربت کا میل ہے

تو جس شخص نے وکالت کی جانب کو غالب کیا ہی اوسنے اس معاملہ کو درست کہا ہے اور جسنے اجارہ یا مضاربت کی جانب کو غلبہ دیا ہی اوسنے اسکو باطل ٹھہرایا ہی اسلیے کہ اجرت اور منفعت دونوں نامعلوم ہین اور صحیح یہہ ہی کہ یہہ صورت جائز ہی اسلئے کہ دس قائم مقام اصل مال کے ہین مضاربت کی صورتمین اور جو مقدار زیادہ ہو وہ مثل نفع کے ہی اور تمام نفع کو جو دوسرے شخص کے لئے کر دیا تو یہہ معاملہ نقصان اوٹھانیکا ہوا جیسے ایسا مال مضارب کو دیدے جسمین مضاربت نکرے اور کہدے کہ جو فائدہ ہو وہ تیرا ہی حاصل یہہ کہ یہہ معاملہ اجاروں کے اقسام سے نہین بلکہ شرکت کے معاملون سے مشابہتر ہی پس اگر معاملہ والا ڈرے کہ مبادا طرف ثانی ایسے شخص کے یہان مقدمہ دائر کرے جو اوسکے باطل ہونیکا حکم کرے تو حیلہ یہہ ہی کہ یون کہے کہ مین تجکو اس کپڑے کو دس کی عوض بیچڈالنے کا وکیل کرتا ہون پس اگر تو اسکو زیادہ کی عوضمین بیچیگا تو زیادتی مین میرا کچھہ حق نہین اسصورتمین زیادتی وکیل ہی کی ہوگی تیئیسوین مثال یہہ ہی کہ امام احمد یہہ فرماتے ہین کہ اسکا کچھہ مضائقہ نہین کہ کہیتی کو کاٹے اور درخت کے پہل توڑے بعوض چھٹے حصہ غلہ خواہ میوہ کے اور یہہ صورت مجکو ٹہیکے کی نسبت کہ زیادہ پسند ہی اور اسیطرح جو شخص اپنا جانور کسی دوسرے کو دیکر اوسپر کام کرے اور جو کچھہ خدا تعالی دیگا وہ آدہون آدہ لینگے

اور اسکے درست ہونے کی وجہ حضرت جابرؓ کی حدیث ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے خیبر کو نصف پر دیا تہا اور یہی حال ہی اگر کوئی شخص اپنا گھوڑا دوسرے کو
جہاد کیواسطے دی اس شرط پر کہ لوٹ آدہی نے لونگا یا اپنا غلام دوسرے کو دی کہ
وہ اوس سے کمادے اور کمائی کی تہائی یا چوتہائی لونگا اور اسیطرح اگر ایک تہان
درزی کو دی اور کہے کہ اسکی کرتے سیدے آدہا نفع تجہکو دونگا یا سوت بننے والیکو
اسی شرط سے دی اسیطرح کہا ہی مغنی میں اور امام احمدؒ کے قیاس کی بموجب یہہ
صورت بہی جائز ہے کہ پیسنے والے کو چند پیمانے اناج دے کہ اونکو اوسی میں سے ایک
پیمانہ کے عوض پیسدے اور ابن عقیل سے اس معاملہ کی ممانعت مروی ہی اور حجت یہہ
بیان کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیسنے والیکے پیمانہ سے منع فرمایا ہی شیخ
ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ہم نہیں پہچانتے اور ہمارے نزدیک اوسکی صحت ثابت
نہیں ہوئی اور اسیطرح مچھوے کو جال دینا کہ اوس سے مچھلیاں پکڑے اور جتنی مچھلیاں
اوس سے مارے اونمیں سے آدہی دیوے اور ایسا ہی اگر آدمی سے کوئی چیز چھین جاوے
اور دوسرے سے کہے کہ تم اوسکو چہڑا دو تو آدہی تمہاری ہی اور جب اسباب ڈوبجاوے تو
کسی شخص سے کہے کہ جسقدر تم نکالدوگے اوسکا آدہا تمہارا ہے یا اوسکا غلام بہاگ جاوے
اور کہے کہ جو اوسکو میرے پاس ہٹالاویگا تو وہ اسکی آدہی کا شریک ہی اور جو اوسکی مشابہ ہو

لحدیث جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعطی خیبر علی الشطر وکذا من یعطی فرسہ علی النصف من الغنیمۃ او یدفع عبدہ الی الرجل لیکتسب علیہ ویکون لہ ثلث الکسب او ربعہ وکذا من دفع ثوبا الی الخیاط لیفصلہ قمیصا نانا ولہ نصف الربح او دفع غزلا الی من ینسجہ وکذلک قال فی المغنی وعلی قیاس قول احمد یجوز ان یعطی الطحان اقفزة معلومة یطحنہا بقفیز منہا وحکی عن ابن عقیل المنع لحدیث نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن قفیز الطحان قال الشیخ وہذا الحدیث لا نعرفہ ولا یثبت عندنا صحتہ وکذا دفع الشبکۃ الی الصیاد لیصید بہا علی النصف من السماک الذی یصاد بہا وکذا لو غصبت منہ عین فقال لرجل خلصہا لی ولک نصفہا واذا غرق متاعہ فقال لرجل من اخرجہ فلہ نصفہ او ابق عبدہ فقال من ردہ علی فلہ نصفہ وما اشبہ ذلک

فيما لقطت فلك نصفه ولو قال القط زيتوني جاز عند ابن القاسم و روى سحنون انه لا يجوز احصدت فلك نصفه وان قال احصد اليوم

عند ابن القاسم واختار عبد الملك ابن حبيب فان قال اقبض لي المائة الدينار التي على فلان ولك عشرها جاز عند ابن القاسم وابن وهب ومنع اشهب لانه لم يبين فان قال اقبض حقي الذي على فلان ولك من كل عشرة واحد

اور اگر یون کہی کہ تو کہیتی کاٹ جسقدر تو کاٹیگا تو اُسکا آدہا تیرا ہی تو یہہ صورت ابن قاسم کے نزدیک جائز ہی اور سحنون روایت کرتے ہین کہ درست نہین ہی اور اگر کہی کہ میرا زیتون جہاڑ دی جسقدر تو اوٹہاویگا تو تجکو اوسکا آدہا ہی تو یہہ عقد ابن قاسم کے نزدیک درست نہین اور اسکو عبد الملک بن حبیب نے اختیار کیا ہی۔ پس اگر یون کہے کہ میرے سو دینار جو فلان شخص کے ذمہ ہین انکو تو وصول کر دی تو اُنکا دسوان حصہ تیرا ہی ابن قاسم اور ابن وہب کے نزدیک درست ہی اور اشہب کے نزدیک ناجائز ہی اور اگر یہہ کہی کہ میرا قرض جو فلان شخص پر ہے وہ وصول کر دی تجکو دہائی دونگا اور مقدار قرض کی بیان نکری تو ابن وہب کی نزدیک جائز ہوگا اور ابن قاسم اور اصبغ نے اوسکو جائز کہا ہے جو لوگ اسکو ناجائز کہتی ہین اونہون نے اسکو اجارہ ٹہرایا ہی اور اجرت اسمین مجہول ہی اور صحیح یہہ ہی کہ یہہ صورت اجارہ کی جنس سی نہین بلکہ مشارکتون کی قسم سی ہی اور اسپر امام احمدؒ نے نص کی ہی اور سنت اسپر دلالت کرتی ہی چنانچہ مسند اور سنن مین رویفع بن ثابت سی مروی ہی کہ اونہون نے فرمایا کہ ہم مین سی کوئی زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اپنی بہائی مسلمان کا لاغر گہوڑا لیتا تہا اِس شرط پر کہ جو مال غنیمت اوسکی ہاتہ لگی ہمین سے آدہا وہ لے اور آدہا مالک۔ اور ہم مین سی کسیکے حصہ مین پہال اور پر ہوتے اور دوسری کے لئی تیر کا نیزہ یعنی تیر مین نصف کی تقسیم اسطرح ہوتی اور اسکی اصل یہہ ہے

فلم يبين جاز عند ابن وهب واجازه ابن القاسم واصبغ والمنع ... وهذا هو الصحيح ... من باب الاجارة بل هو من باب المشاركات وقد نص احمد على ذلك وقد دلت عليه السنة كما في المسند والسنن عن رويفع بن ثابت قال انه كان احدنا في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم ... فيكون لاحدهما النصل والريش وللاخر القدح واصل ...

اعلام الموقعین

ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دفع ارض خیبر الی الیهود یعملونها بشطر ما یخرج منها من ثمر او زرع واجمع المسلمون علی جواز المضاربة وانها دفع ماله لمن یعمل علیه بجزء من ربحه والذین منعوا ذلک لیس معهم الا ظن انها من باب الاجارة بعوض مجهول ولذا ابطلوا المساقاة والمزارعة وقالوا المضاربة علی خلاف القیاس لانها اجارة بعوض لا یعلم قدره

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین خیبر کو یہودیونکو دیا کہ اوسمین کام دین اور جو کچھ
میوہ یا غلہ پیدا ہو اوسکا آدہا دیوین اور مسلمانونکا اتفاق ہی مضاربت کے جائز ہونی پر
اور اسمین یہی ہوتا ہی کہ مال اُس شخص کو دیا جاتا ہی جو اس سے تجارت کرے اور اوسکی نفع
مین سے کوئی حصہ مالک کا ہوتا ہی اور جو لوگ اس معاملہ کو ناجائز کہتی ہین اونکی پاس
کوئی دلیل نہین بجز اسکی کہ اسصورتکو اجارہ کی جنس مین سے گمان کرلیا ہی مجہول اجرت
کے عوض مین اور یہین وجہ مساقات اور مزارعت کو باطل ٹھہرایا ہی اور مضاربت
کو خلاف قیاس کہتی ہین اس گمان سے کہ وہ بھی اجارہ ہی جسکی اجرت کی مقدار معلوم
نہین اور امام احمدؒ کے نزدیک یہہ سب معاملات اجارہ کی نسبت کر پاک اور حلال زیادہ
ہین اسواسطی کہ اجارہ مین اجارہ دینے والے کی اجرت یقینا سلامت رہتی ہی اور اجارہ
لینے والا عوض کی سلامت رہنی اور ہلاک ہونیمین متردد رہتا ہی تو وہ خطرہ مین ہی حالانکہ
عدل کا قاعدہ معاوضونمین یہہ ہی کہ دونو معاملہ کرنیوالے بیم ورجا مین برابر رہین
اور یہہ بات مزارعت اور مساقات اور مضاربت اور تمام معاملات مین جو ان سے ملتی ہین
حاصل ہے اس لئے کہ اگر نفع بچا رہیگا تو دونو کے واسطے بچا رہیگا
اور جاتا رہیگا تو دونو کے واسطے جاتا رہیگا اور یہہ بہت عمدہ عدل ہے۔
اور منع کرنے والون مین سے پچھلے لوگ ابو سعید خدریؓ کی حدیث کو حجت لاتے ہین

واحمد عنده هذا الباب کله اطیب واحل من المواجرة لانه یحصل المؤجر علی سلامة العوض قطعا والمستاجر لا یدری ایحصل له سلامة العوض ام لا وهو علی خطر والعدل فی المعاوضات ان یستوی العاقدان فی الرجاء والخوف وهذا حاصل فی المزارعة والمساقاة والمضاربة وسائر الصور الملحقة بذلک فان المنفعة ان سلمت سلمت لهما وان تلفت تلفت علیهما وهذا من احسن العدل وحجة المتاخرین من المانعین بحدیث ابی سعید

الذي رواه الدارقطني عن
قفيز الطحان وهذا الحديث
لا يصح وسمعت شيخ الاسلام
يقول انه موضوع وحمله بعض
اصحابنا على ان المنهي عنه طحن
صبرة معلومة بكيلها بقفيز
منها لان ما عدا المجهول فيكون
لا قفيز منها فانكانت معاوضة
فقال اطحن هذه العشرة القفزان
ودقيقها اما اذا كان
طحن تسعة اقفزة بقفيز منها صحيحا
دقيقا فقد شارك ... بقفيز حنطة واما اذا كان
فهذا على ان
العشر للعامل وتسعة الاعشار
الاخر فان قيل الشركة عندكم لا تصح
بالعوض قيل له صحت في احدى الروايتين
ان قلت بالرواية الاخرى الحق
فالحق هذه بالمساقاة والمزارعة او
شبهها بالمضاربة على
بعض ... لان المضاربة
بالعوض تتضمن التجارة
والتصرف في ...
المال ... ابدال ...
بغيره بخلاف
هذا فان قيل

جسکو دارقطنی نے روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیسنے والیکے پیمانہ
سے منع فرمایا اور یہہ حدیث صحیح نہین ہوتی اور مین نے شیخ الاسلام سے سنا ہی کہ وہ کہتی
تہی کہ یہہ حدیث موضوع ہی اور ہماری بعض اصحاب نے اس حدیث کی یہہ معنی کہی ہین کہ یہہ ان
نہی ڈہیری کے پیسنے سی ہی جسکے پیمانے معلوم ہون کہ ڈہیری کو اوسمین سی ایک پیمانہ
کے عوض میں اسوجہ سے کہ باقی مجہول رہتی ہے تو یہہ صورت ایسی ہوئی
جیسے ڈہیری کو فروخت کری اور ایک پیمانہ کو نہ بیچی پس اگر پیمانے معلوم ہون اور کہی کہ
ان دس پیمانونکو انہین سی ایک پیمانہ کے عوض پیسدی یہہ پیمانہ دانونکا ہو خواہ آٹے کا اگر
دانونکا ہوگا تو یہہ صورت ہوئی کہ نو پیمانے گیہون پیسنے کو ایک پیمانہ کے عوض ٹہیکہ
لیا اور اگر آٹے کا ہوگا تو یہہ ہوا کہ آٹے مین شرکت ہوئی کہ دسوان حصہ پیسنے والیکا
اور نو حصے مالک کے ۔ اب اگر کوئی کہے کہ تمہارے نزدیک شرکت عوض کے بدلہ مین درست
نہین تو اوسکا جواب یہہ ہی کہ صحیح نزد دو روایتون مین سی یہہ ہی کہ اسطرحکی شرکت صحیح ہے
اور اگر ہم دوسری روایت کی بموجب کہین تب بھی اسصورتکو مساقات اور مزارعت مین
ملانا اسباب کی مضاربت مین ملانیکی نسبت اولی ہی اسلئے کہ اسباب سی مضاربت کرنی
شغل ہی تجارت کو اور اوس مال مین تصرف کرنیکو اسطرح کہ اوسکو دوسرے مال سے
بدلی بخلاف اسصورت کی کہ اسمین یہہ بات نہین پائی جاتی اب اگر یہہ کہا جاوی کہ

غلہ کو ایسے شخص کو دیا جو اوسکو پیسدے اور پیسے ہوئے آٹے مین سے کوئی حصہ اجرت مین لے یا سوت بننے والیکو دی کہ اوسکو بنکر اجرت کپڑے مین سے کوئی حصہ لے تو اس سے دو خرابیان لازم آوینگی اول یہہ کہ مقدار اجرت کا پیسنا اور بننا اجارہ کی رو سے تو عامل کو دینا چاہیئے اور اجرت ہونیکے حکم سے عامل اوسکے لینے کا مستحق ہے اور یہہ دونو باتین ایکدوسرے کے خلاف ہین اسلئے کہ اول صورت مین مستاجر سے اوسکا مطالبہ ہونا چاہیئے اور دوسری صورت مین مستاجر کا مطالبہ اجارہ دینے والے سے ہونا چاہیئے دوسری خرابی یہہ ہے کہ جس چیز پر عقد ہوا ہے اوسمین کا کچہہ حصہ خود ہی عوض بھی ہے اور یہہ نہین ہوسکتا تو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ خرابیان اس سے پیدا ہوتی ہین کہ اس صورتکو اجارہ گمان کرلیا حالانکہ ہم بیان کر چکے کہ یہہ معاملہ باہم شرکت کی قسم سے ہے اور اگر مان لیا جاوے کہ یہہ اجارہ ہی کی قسم سے ہے تب بھی کچہہ تناقض نہین اسلئے کہ استحقاق کی جہت مختلف ہے یعنی جس جہت سے کہ مستاجر پانیکا مستحق ہے وہ اور ہے اور جس جہت سے دینے کا مستحق ہے وہ اور ہے تو اسمین کیا خرابی ہے اور یہہ جو کہتے ہو کہ جس چیز پر عقد ہوا اوسیکا حصہ عوض ہے یہہ بھی نہین اسلئے کہ عقد تو مستاجر کے کام پر ہوا ہے پس معقود علیہ کام ہے اور چیز کے کسی حصہ سے فائدہ اور یہہ بات شرع اور قیاس کی رو سے متصور ہے

تو ظاہر ہوا کہ اِستباب کی صحت بموجب نص اور قیاس کے ہی مگر جب خوف ہو کہ مالش
ایسے حاکم کے یہان پیش ہو جو اسصورت کو باطل ٹھہراوی تو حیلہ یہہ ہی کہ مستاجر
کو مثلاً چوتہائی سوت خواہ غلہ دیدی اور کہی کہ باقی اسقدر کے بدلے مین بُن دے
یا پیسدی اسصورت مین سوت اور غلہ مین دونو شریک ہو جاوینگے تو جب آدس مین
شریک ہووینگی تو بعد کا معاملہ درست ہوگا اور جس قدر پر دونو نے شرط کرلی ہوگی
دونو مین اوسیطرح ہوگا۔ اور تعجب یہہ ہے کہ مانعون نے اسصورت کو اسوجہ پر جائز
رکہا ہی اور اسکو مشارکت ٹھہرایا ہی نہ اجارہ تو بہلا اصل صورت ہی سے مشارکت
کہکر کیون نہ جائز بتایا معاملات مین تو اعتبار مقصودون اور حقیقتون کا ہی ہوتا ہے صورتون
اور لفظونکا چوبیسوین مثال یہہ ہی کہ جس صورت مین کسی شخص کا قرض دوسرے پر ہو اور جسپر
مال ہو وہ غائب ہو جاوے تو صحیح تر امام احمدؒ کے دو قولون مین سے یہہ ہی کہ حاکم غائب
شخص پر حکم کر دے باوجود اوسکی اپنی حجت پر باقی رہنے کے اور یہی مذہب امام
مالک اور شافعیؒ کا ہی پس اگر حاکم حنفی ہو جسکے نزدیک غائب پر حکم کرنا درست نہو
تو حیلہ یہہ ہی کہ ایک شخص آکر مدعی کے لئے اوس قرض کا جو غائب پر ہے ضامن ہو جاوے
اور اپنی ضمانت کا اقرار حاکم کے سامنے کر دے مگر یون کہے کہ مین نہین جانتا کہ اوسکے
ذمہ اسکا کتنا قرض ہے اور نہ یہہ جانون کہ ہی بہی یا نہین لیکن جسقدر ثابت ہو جاویگا

کہ اوسکے ذمہ ہے اوسقدر کا مین ضامن ہون اِسصورتمین قاضی مدعیکو حکم
کریگا کہ اپنا قرض اور اوسکی مقدار ثابت کرا ور قاضی ضامن کو غائب کیطرف سی جوابدہ ٹھراوے
اسلئے کہ وہ اُسکی ذمہ کے قرض کا ضامن ہوا ہی اور ضامن پر حکم جائز نہین جب تک
کہ اوس شخص پر نہووے جسکی طرف سی ضمانت ہوئی ہی پہر دہی حکم ضامن پر ہوگا اِسلئے
کہ ضامن اوسکی فرع ہی تو جبتک مال اصل پر نہ ثابت ہوگا فرع پر بھی نہوگا پچیسوین[۲۵]
مثال یہ ہی کہ ایک شخص کا مال دوسرے نے بزور چہین لیا اور خفیہ تو اُسکی چیز کا اقرار
کرتا ہی اور ظاہر مین انکار کرتا ہی تو حیلہ یہ ہی کہ مالک اُس چیز کو کسی معتبر شخص کی ہاتہہ بیچدے
اور اس بیع پر گواہ کردے پہر کچہہ مدت کے بعد اُس چیز کو غاصب کے ہاتہہ فروخت کردے
مگر مدت اتنی ہو کہ گواہ اوسکو جان لین تاکہ ادا شہادت کیوقت اُسکا یقین کرین
اب غاصب گواہ گذرانیگا کہ میری ہاتہہ فروخت کردی ہے تو جس شخص کے ہاتہہ اوس شی
کو پہلے فروخت کردیا تہا وہ اپنی گواہ پیش کرے چہبیسوین[۲۶] مثال یہہ ہی کہ جس صورت
مین ایک شخص کو کسی نے قرض دیا اور اوسکی میعاد ٹھہرادی تو یہہ میعاد مہلت کی
لازم ہوگی دو مذہبون مین سے صحیح تر کے بموجب اور یہی مذہب ہی امام مالک
کا اور ایک قول ہے امام احمد کے مذہب مین اور جس امر پر نص ہے وہ یہ
ہے کہ میعادی نہین ہوتا ہی چنانچہ یہی قول امام شافعی اور امام اعظم کا ہے

فان ضامن به فان القاضي يكلف المضمون له ان يثبت [illegible] وقال له وجعل القاضي الضمان خصما عن الغائب لانه قد ضمن ما عليه ولا يجعل الحكم على الضمان حتى يحكم على المضمون [illegible] عنه ثم يحكم عليه بذلك [illegible] فما لم يثبت المال على الاصل لا يثبت على الفرع

المثال الخامس والعشرون اذا غصبه [illegible] [illegible] ويجحد في العلانية [illegible]

[illegible] من الغاصب ويكون بين البيعين من المدة ما يعرفه الشهود [illegible] عند الاداء فاذا اشهد الغاصب بالبيع المغصوب [illegible] والعشرون اذا اقرضه [illegible] [illegible] المذهبين وهو مذهب مالك وقول في مذهب احمد والمنصوص عليه انه لا يتأجل [illegible] وهو قول الشافعي وابي حنيفة

ويدل على التاجيل قوله تعالى يا ايها الذين امنوا اوفوا بالعقود وقوله يا ايها الذين امنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون وقوله واوفوا بالعهد وقوله صلى الله عليه وآله وسلم المؤمنون عند شروطهم وقوله آية المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا ائتمن خان واذا وعد اخلف وقوله ينصب لكل غادر لواء عند استه يوم القيامة بقدر غدرته وقوله لا تغدروا وقوله في صفة المنافق

اور مہلت کے ہونے پر اللہ تعالی کا یہ قول دلالت کرتا ہی یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
ای ایمان والو
اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اور یہہ قول یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ
پورا کرو قرار ۱۲ ای ایمان والو کیون کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے بڑی
مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اور یہہ ارشاد وَاَوْفُوْا بِالْعَہْدِ اور یہہ
بیزاری ہی اللہ کے یہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو ۱۲ اور پورا کرو قرار کو ۱۲
قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ ایماندار اپنی شرطون پر رہتی ہین اور یہہ حدیث
کہ منافق کی نشانیان تین ہین جب بات کہی تو جہوٹ بولے جب عہد کرے تو وفا
نکرے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور یہہ حدیث کہ قیامت کے روز ہر بیوفا
کے لئے ایک جہنڈا اوسکی بیوفائی کی برابر اوسکے سرین کے پاس کہڑا کیا جائیگا اور
آپکا یہہ ارشاد کہ بیوفائی مت کرو اور یہہ ارشاد کہ بیوفائی زیبا نہین اور منافق
کی صفت مین یہہ فرمایا کہ جب وعدہ کرتا ہی خلاف کرتا ہی اور وعدہ کے خلاف کرنا ان
اشیا مین سے ہی جنکی برائی اور قبیح جاننے پر خدا تعالی نے بندونکی سرشت بنائی ہی اور اگر
کبہی اگر حاکم ایسا ہو جو میعاد کو جائز نہ سمجہتا ہو تو حیلہ کرنا درست ہی اسطرح کہ قرضدار
مال والے کے مال کا حوالہ برس روز یا اوسکی مثل تک جتنی مہلت دونو کو منظور ہو دوسرے
شخص پر کردے اسصورت مین مال جس شخص پر حوالہ ہوا ہے اوسپر میعاد مذکور تک رہیگا اور
مانگنے والیکو قرضدار پر کچہہ سبیل نرہیگی اسلئے کہ حوالہ حق کو بدلدیتا ہی اسکا ۱۲ اسکی مثال
یہہ ہی کہ امام مالک فرماتے ہین کہ قرض کی مقدار مین قول مرتہن کا معتبر ہی بشرطیکہ
یہ قسم ۱۲

قال مالك قول المرتهن في قدر الدين

بشرطیکہ رہن کی قیمت سی زیادہ کا دعوی نکری یعنی مرتہن اگر قسم کہے کہ رہن کے
بدلہ مین مین نے اتنا قرض دیا ہی تو وہی معتبر ہوگا اگرگرو چیز کے مول سی زیادہ نکہیگا
اور امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ اونکی خلاف پرہین اور غلبہ امام مالکؒ
ہی قولکو ہی اور وہی ہمارے شیخ کو پسند ہی اور اوسکی وجہہ یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے رہن
کوا وس نوشتہ کا عوض اور قائم مقام ٹھہرایا ہی جو مقدار حق کا شاہد ہوتا ہی اسصورت
مین اگر مرتہن کا قول قبول نکیا جاوے تو رہن سی دستاویز کرنی نکمی ٹھہریگی اور راہن
دعوی کریگا کہ میری چیز ایک ادنی چیز کے عوض رہن ہی تو رہن مین کچہہ فائدہ نہوا
حالانکہ اللہ تعالی نے بندونکو آیت مداینت مین یعنی سورہ بقر کے اونیسوین رکوع
مین جسمین لین دین کا ذکر ہی ارشاد فرمایا کہ حقوق کی یادداشت لکھکر کرین اور لکھنی والیکو
لکھنی کا حکم فرمایا پھر دوبارہ اوسکو لکھنی کا امر فرمایا اور جسپر حق ہوا وسکو حکم فرمایا
کہ لکھوادی اور خدا کا خوف کری اور حق مین سی کچہہ کم نکری یہہ باتین جو ہدایت فرمائین
تو انمین کامل یادداشت ہی کہ اونکی ہوتے ہوئی حق والیکو قسم کی ضرورت نہین اور گواہ
کو بلائی جانے پر انکار کرنیسی منع فرمایا اور اس سی کہ چھوٹی اور بڑی کے لکھنی سی ملال
و عاجزی کے باعث رکی رہین اور خبر دی کہ یہہ بات ہماری نزدیک بہت ٹھیک اور
نہایت درست ہی گواہی کے حق مین کہ گواہ جب اپنا خط دیکھیگا تو یاد کرلیگا اور گواہی

ادا کریگا اور اسمین تنبیہ ہی اسبات پر کہ گواہ کو چاہیے کہ جب اپنا خط دیکھے گواہی
ادا کرے اور یقین سے کہے ورنہ خدا تعالی نے جو وجہ لکھنے کی اقوم للشہادۃ یعنی
گواہی کے لئے یہہ بات بہت درست ہی فرمائی ہے اوسکا کچہہ فائدہ نہوگا اور خبر دی کہ
یہہ لکھہ لینا یقین سے قریب ہی پہر جب بیع موجود ہو جسمین ایک ہاتہہ لینا اور ایک
ہاتہہ دینا ہو تو اوسکے نہ لکھنے سے گناہ کو دور فرمایا یعنی اسطرحکے معاملات کے
نہ لکھنے کا کچہہ مضائقہ نہین اسکے بعد وہ چیز بیان فرمائی جس سے حقوق کی
یادداشت رہے اوسصورتمین کہ آدمی لکہنے اور گواہی کرانے پر قادر نہو اور یہہ بات
اکثر سفر مین ہوتی ہی اسیلئے فرمایا وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ
اور اگر تم سفر مین ہو اور نہ پاؤ کو لکھنے والا تو گرو ہاتہہ مین
تو یہہ آیت صاف دلالت کرتی ہی کہ رہن قائم مقام قبالہ اور گواہونکے ہی اور حق
کا گواہ اور خبر دینے والا ہی جیسے قبالہ اور گواہ حق کو بتلاتے ہین پس اگر مرتہن
کا قول قبول نکیا جاوے تو رہن وثیقہ نرہیگا نہ اوسکی قرض کا نگاہبان نہ
قبالہ اور گواہونکا عوض ہوگا اسلئے کہ راہن اوسکو مرتہن کے ہاتہہ سے نکال لیگا اور
کہیگا کہ مینے تو ایکدرم اور اسکی مثل اور کسی ادنی قرض کے عوض مین کیا تہا غرضکہ
جسبات کا ہم اعتقاد رکہتے ہین اور اللہ تعالی کی اطاعت اوس سے ہوتی ہی وہ اہل مدینہ
کا قول ہی اب اگر مرتہن کو خوف ہو کہ مقدمہ ایسی حاکم کے جاوے جو مرتہن کا قول

معتبر نجانتا ہو تو حیلہ رہن رکھنی کا یہہ ہی کہ راہن سی رہن کی قیمت پر اوسکو رہن رکھی اور
جس مقدار پر دونو متفق ہوئی ہین اوسقدر راہن کو دیدی اور راہن گواہ کر دی کہ باقی
قیمت اس شی کی مرتہن کے پاس امانت ہی یا اوسکی ذمہ قرض ہی جب مین چاہونگا اوس سے
لے لونگا اسصورت سی دونو شخص اپنا اپنا حق لے سکین گے اور ایکدوسرے کے ظلم سے
محفوظ رہین گے اٹھائیسوین مثال یہہ ہی کہ جب ایک شخص کے ہزار درم دوسرے پر ہون
اور اونکی بدلے مین کوئی چیز اوسکے پاس رہن ہو اور مال والا قرضدار سی درہونکا مطالبہ
کرے اور رہن ظاہر کرنے سی ڈرے کہ راہن یون کہدیگا کہ میری ذمہ مرتہن کا قرض نہین
اور جس چیز کو یہہ اپنی پاس رہن بتلاتا ہے وہ اوسکی پاس میری امانت ہی یا اور کسیطرح
ہی تو حیلہ اس سی بچنی کا یہہ ہی کہ اول ہزار کا دعوی کری اگر راہن اوسکا اقرار کری
اور رہن کا دعوی کری تو اوس سی اپنا قرض بھر لے اور رہن حوالہ کر دے اور اگر قرض کا
انکار کرے اور رہن کا مدعی ہو تو مرتہن حاکم سی کہی کہ اس سی پوچھو کہ جس چیز کا دعوی کرتا ہی
وہ میرے پاس کسو جہ سی ہی زبردستی چہین لی ہی یا منگنی ہی یا امانت ہی یا رہن ہی پس اگر
راہن دعوی کری کہ اوسکی قبضہ مین رہن کی وجہ سی نہین ہی تو مرتہن سی قسم لیجاوے کہ
راہن کا دعوی جہوٹا ہے اور قسم مین سچا ہوگا رہن ثابت ہو جاویگا اور اگر راہن اقرار کری کہ رہن کے
طور پر اوسکی پاس ہی تو قاضی سی کہی کہ اس سی پوچھو کہ کتنی پر رہن ہے پس اگر مقدار حق اقرار کری تو مرتہن بھی اوسکی چیز کا اقرار کری

وطالب بحقه ... على نفي ما ادعاه وكان صادقا
المثال التاسع والعشرون اذا
ادعت المرأة على الزوج انه
لم ينفق عليها ولم يكسها
مدة مقامها معه او سنين
كثيرة والحس والعرف يكذبها
لم يسمع الحاكم دعواها ولم يطالبه بجواب
فان الدعوى اذا ردها الحس
والعادة المعلومة كانت كاذبة وفيها
مثل هذه الدعوى احالات المدعى عليه
سماعها على ما يكذبه الحس والعادة

اور اپنے حق کا طالب ہوا اور اگر وہ مقدار حق مین سے کسیقدر کا منکر ہو تو مرتہن اوسکے
دعوی کے نہونے پر قسم کہا وے اور اس قسم مین یہہ سچا ہوگا انتیسوین[۲۹] مثال یہہ ہے
کہ جب عورت اپنے شوہر پر دعوی کرے کہ اسنے جب سے مین اسکے نکاح مین رہی ہون تا بہت برسون
سے مجکو نہ کہانا دیا نہ کپڑا اور بظاہر اور عرف کی رو سے وہ جہوٹی معلوم ہوتی ہو تو حاکم
کو حلال نہین کہ اوسکے دعوی کو سنے اور اوسکے شوہر سے جواب طلب کرے اسلئے کہ دعوی
کو جب ظاہر حال اور عادت معروف رد کردیتے ہین تو وہ جہوٹا ہوتا ہے اور ایسے دعوی
کو سننے اور مدعا علیہ سے قسم لینے مین اوس بات کی پشتی دینی ہے جسکو ظاہر اور عادت
جہٹلاوین اور شوہر کو اس بات پر مجبور کرنا ہے کہ ہر وقت خرچ دینے پر گواہ کیا کرے۔
اور اگر شوہر حاکم سے کہے کہ اس سے پوچہو کہ یہہ کہان سے کہاتی پیتی پہنتی تہی تو حاکم
کو نہین پہنچتا کہ کہے کہ عورت کے ذمہ جواب دینا لازم نہین پہر اگر وہ عورت کسی اجنبی کا
نام نفقہ دینے مین لیوے تو حاکم اوس سے گواہ طلب کرے اور اگر کہے کہ مین اپنے آپکو خود
کہلاتی تہی تو اوسکا جہوٹ ظاہر ہے اسصورت مین حق وہی ہے جو امام مالک اور مدینہ
منورہ کے فقہا فرماتے ہین کہ نفقہ کیواسطے بیبی کا دعوی ظاہر کے بہی مخالف ہے اسلئے کہ
نفقہ کا وجوب خاوند پر ہے اور وہی اوسپر قائم ہے اور عورت اسبابین شوہر کی تنہا
کا دعوی کرتی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین برس مکہ معظمہ اور دس برس

الانفاق وليس للحاكم ان يقول قد يكون ... الزوج ... وقتا على
... ولا ... والشرع ... الحاكم
الزوج ... بسببها ... نفسي
لا يليق ... الحاكم ... كنت ... حالات
البينة وان قالت انا الذي كنت ... بل
كان ... معاو ... المحق ... ما قاله مالك
وفقهاء المدينة من ان دعوى الزوجة
للنفقة ... مخالف الظاهر ... الحق
... الاصل ... الوجوب على الزوج
... القائم ... وهي تدعي ... النبي
... عنده ... رسول الله صلى الله
عليه واله وسلم ... بمكة وعشر

فما الامر وجا فقط نفقتها
وكسوتها فاضية وكذلك
خلفاءه الراشدون
من بعده وعصر الصحابة

مدینہ منورہ مین تشریف رکہی مگر کسی خاوند کے ذمہ کبہی خرچ اور لباس ایام گذشتہ
کا لازم نہین فرمایا اسیطرح آپکی خلفاء راشدین نے آپکی بعد اور صحابہؓ اور تابعینؒ
کے زمانہ مین کسی پر لازم نکیا نہ کوئی شوہر اسمقدمہ مین عہد مبارک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور آپکی اصحاب و تابعینؒ کے عہد مین قید ہوا نہ اپنی بیبی کے مہر مین
محبوس ہوا سب عورتین محفوظ اپنی اپنی گہرونمین بیٹہی رہتی تہین حاصل یہ کہ دعوے
اگر ایسا ہو جسکو عرف او عادت رد کرتی ہون تو اوسکی شنوائی درست نہین اور اسیوجہ
سے امام مالک کی تابعین کہتی ہین کہ جب ایک شخص ایک گہر پر قابض ہوا اور مدت سے
بنانے اور بگاڑنے اور کرایہ دینے اور آباد کرنے کا تصرف کرتا ہوا اور اوسکو اپنا
کہتا ہوا اور دوسرا شخص اسحال سے واقف ہوا اور برابر اوس مدت تک دیکہتا رہا ہو
اور کبہی نکہا ہو کہ میرا بہی اس گہر مین کچہہ حق ہے اور نہ کبہی اول شخص سے اوسکی باب
مین جہگڑا ہو باوجودیکہ کوئی مانع بہی نہو کہ مثلا حاکم کا خوف ہو یا کسی ضرر کی توقع
ہو یا قابض کی ساتہہ کچہہ اپنی قرابت ہو یا شرکت ہو یا کوئی اور ایسا ہی سبب ہو
جس سے آدمی چشم پوشی کیا کرتے ہین پہر یہہ دوسرا شخص اگر اوس گہر کا دعوی کرے
اور گواہ قائم کرنیکا ارادہ کرے تو اوسکا دعوی مسموع نہوگا گواہونکا قبول ہونا تو
درکنار رہا مین کہتا ہون کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو ظن اس ظاہر حال سے حاصل ہوتا ہے

وتنسبها الى نفسه والسكان اخر ظالم
على ذلك وكشاهد طول هذه المدة
مع ذلك لم يذكر ان له فيها حقا ولا ينازعه
مع عدم المانع من خوف سلطان او توقع
ضرر ولا قرابة بينهما وبين ذلك التصرف

قلت وهما يدل على ان
فقد ما
البينة لم يسمع
الظن المستفاد من الظاهر

وہ اوس ظن کی نسبت کہ بہت قوی ہی جو شہادت سی یا گواہی سے قسم سی یا صرف قسم کے انکار سے حاصل ہوتا ہی اور نیز مرد کو اپنی بیبی پر خرچ کرنیکا اختیار اور حکومت حاصل ہی تو عورت مرد کے ساتھہ ایسی ہی جیسا لڑکا اپنے ولی کے ساتھہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ
اور مت پکڑاؤ بیوقوفونکو اپنے مال بنائی اللہ نے تمہاری گذران اور اونکو اوسمین کہلاؤ اور پہناؤ ۱۲
حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ ایسا نکر کہ جو مال تجکو خدا تعالی اسنے عطا فرمایا اور اسکو تیری معاش ٹھہرائی تو اسکو اپنی بیبی اور بیٹیونکو دیدے اور وہی لوگ پہر اپنی لباس اور روزی اور مشقت مین تیرے سر ہون اس روایت سی معلوم ہوا کہ بیوقوف عورتین اور لڑکے ہین اور اللہ تعالی نے خاوندونکو عورتونپر حاکم مقرر فرمایا ہی جیسی لڑکی کے ولی کو لڑکی پر حاکم بنایا ہی اور حاکم اوسپر امین ہی تو جو شخص عورت کا قول خواہ لڑکی کا قول بعد بالغ ہونیکے اسباب مین قبول کرتا ہی کہ خرچ انکو نہین پہونچا تو وہ عورت اور لڑکے کو خاوندون اور ولیونپر حاکم بناتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتکو اور غلامونکے نفقہ مین برابری فرمائی اور عورت کو عانی ٹھہرایا عانی کے معنی قیدی کے ہین اور وہ ایک قسم کی غلامی ہے چنانچہ عورت کے بابمین ارشاد فرمایا کہ اوسکو جس چیز مین سی خود کہاوی اوسمین سے کہلاوی اور جو خود پہنے اوسمین سی اوسکو پہناوی اور ایسی جیسا ارشاد غلام کے بابمین فرمایا ہی

تو معلوم ہوا کہ مرد اپنی بیبی اور غلام اور اولاد کے نفقہ دینی مین امین ہی اسجہت
سی کہ وہ اونکا خدمتگذار ہی اور اللہ تعالی نے خاوند پر ہرگز واجب نہین فرمایا کہ
عورتونکو کہانے اور سالن اور دراہم کا مالک کردیا کرین بلکہ اُنکو کہانا اور کپڑا اچہی
طرح کہلانا پہنانا واجب کیا ہی اور مالک کردینی کا واجب کرنا اُن باتونمین سی ہے
جنپر کتاب دلالت کرتی ہی نہ حدیث نہ کسی صحابی اور تابعی کا ارشاد نہ چارون امامون
مین سے کسیکا قول اسلئی کہ ان چارونمین بعضے غلہ سے نفقہ کا اندازہ کرنیکی
قائل ہین جیسے امام شافعیؒ اور بعضی عرف پر چہوڑتے ہین اور یہہ لوگ جمہور ہین
مگر سلف سے کسی سی ثابت نہین ہوتا کہ نفقہ کا اندازہ درہمون سی کیا ہو پہر اسمین
یہہ بہی ہی کہ جو چیز عورت کی لئی واجب ہی یعنی غلہ خواہ جو عرف مین ٹہہری اوسکو
چہوڑکر اوسکی بدلہ کا واجب کرنا ہوتا ہی اس سی معلوم ہوا کہ دراہم کا مقرر کرنا تمام
سلف کے لوگون اور امامون کے قول کے مخالف ہی خلاصہ یہہ کہ دعودن مین
حکم کی بنا ر گمان غالب پر ہوتی ہی جو کبہی تو اصل کے بری ہونیسی حاصل ہوتا کبہی
اقرار سی کبہی گواہون سے کبہی قسم کی انکار سی اس انکار کے ساتہہ طالب کی قسم ہو کر نالی
گئی ہو یا قسم نہوئی ہو اور یہہ سب امور اس طرح کی ہین کہ حق کو کہلا بیان کردیتے ہین
تو یہہ بینہ ہین اور بینہ کو گواہون کے لئے خاص کر لینا عرف خاص ہے

فهو امر من الله على نفقة امرأته وزوجته واولاده مما يكسبه فيما يجب عليهم ولم يوجب الله على الازواج تمليك النساء طعاما وادما ولا دراهم اصلا وانما اوجب اطعامهن وكسوتهن بالمعروف واوجب عليهم بما المعدل عليه والتمليك لم يدل عليه الكتاب ولا السنة ولا قول صحابي ولا تابعي ولا احد من الائمة الاربعة فانهم بين قائل بتقديرها بالحب كالشافعي وقائل بالعرف وهم الجمهور ولا يعرف عن احد من السلف تقديرها بالدراهم ان فيه ايجاب المعاوضة على الواجب بها من الحب والواجب بالعرف ففرض الدراهم مخالف لاقوال السلف جميعا والائمة وبالجملة فيبنى الحكم في الدعاوى على غلبة الظن المستفاد من براءة الاصل تارة ومن الاقرار تارة ومن البينة تارة ومن النكول مع يمين الطالب المردودة او بردها وهذا كله سماه بيّنه اهل الحق ظاهرا فهو بينة وتخصيص البينة بالشهود عرف خاص

منہ ایضاً بس

ورنہ بینہ اوسی چیز کا نام ہی جو حق کو بیان کر دی اسصورت مین سچ کا گمان جس
شخص کیطرف سی قوی تر ہوگا اوسیکی لئی حکم کا ہونا بہتر ہے اور اسی بنا پر جسجگہہ گواہ
ہون نہ اقرار نہ قسم سی انکار نہ کوئی وقت کا حاضر اوسجگہہ ہم مدعا علیہ کی جانب کو اصل
مین بری ہونیکی گمان پر مقدم رکھتی ہین اور اسیطرح اگر اوسکی جانب مین جد ہو اور قسمسی
اُسکا بیکار کر دیا ہو اور لوگونکا اتفاق ہی کہ جو عورت تخت کی رات مین مرد کے
پاس بہیجدی جاوے اگرچہ مرد نے اوسکو پہلے نہ دیکہا ہوا ور نہ کسی نے اوسکی پہچان اوسکو
بتلائی ہو بدون شرط لگانے دو گواہون عادل کی گواہی کے اسبات پر کہ یہ وہی
عورت ہی جسکی ساتھہ نکاح ہوا ہی مرد کو اوس سی صحبت کرنی درست ہی ظن غالب پر کفایت
کرنی کے اعتبار سی بلکہ اوس یقین پر اکتفا کرنیکی رو سی جو شاہد حال سی حاصل ہوتا ہی
اسیطرح فقیر کو ایسی چیز کا کہانا جو لڑکا اوسکو گہر مین سی نکالکر ٹکڑا وغیرہ دیدے
شاہد حال کے اعتبار پر درست ہی۔ اسیطرح حال موجود پر حقیر چیزون کی بیع مین
اکتفا کر لیجاتی ہی کہ بدون زبان سی کہی خرید و فروخت ایسی اشیا کی دینے اور لینی
سی ہو جاتی ہی اور حال ہی کو دیکہکر کنواری عورتکی سکوت پر اجازت لینی کیوقت کفایت
کیجاتی ہی اور سکوت ہی کو دلیل رضامندی کی ٹہرائی ہی۔ اور ایسا ہی حال معاملات
ہدیون اور جیسا تو نہین ہی کہ لوگ صرف تقسیم کرنیوالیکے قول پر یا دو شخصون کے

قول پر کفایت کرلیتے ہین اور یہی حال قیافہ شناس اور دو قیافہ والونکی قول کا ہے اور جس شخص کا حال ازادی اور رشد کا معلوم نہوا وسکا معاملہ اور اسکی کہانے اور ہدیہ کے قبول کرنے اور اوسکی گہر مین جانیکا حال بھی یہی ہی اور شارع نے ایک اندازہ کرنیوالیکے قول پر گمان کی جگہہ کفایت کی اور شکار کے بدلہ مین دو شخصونکی قیمت مقرر کرنے پر اور رمضان مبارک کے چاند دیکہنے مین ایک کے قول پر اور افطار کے بابمین موذن واحد کے قول پر اور بہت سی فقہانے چھوٹے لڑکے کی نسب لگانے مین جب دو مرد یا زیادہ اوسکی مدعی ہون اوسکی طبیعت کی خواہش پر کفایت کی بسبب اعتماد کرنے اوس ظن کے جو رغبت سی حاصل ہوتا ہی اور یہہ ظن نہایت کم درجہ کا ہی اور بہمین جہت اسکا رتبہ نسب لگانے مین فقہا کے نزدیک آخر مین ہے جب قیافہ شناس نہو اور اسیطرح پائی ہوئی چیز کے اوصاف اگو کوئی بتلاوی تو اوصاف بتانے کے گمان پر چیز کو اوسکے حوالہ کرنا اور دیدالنی کے واجب یا جائز ہونے پر تکیہ کرنا ہی اور اسیطرح طہارت اور نجاست کی علامات پر اور قبلہ پر اور ناپنے تولنے والی کی قول پر اور بہت سی فقہانے مدعا علیہ کی حبس کرنیکو دو مستور الحال شخصونکی گواہی سی کہا ہی جبتک کہ اونکی عدالت ثابت ہو اسلئی کہ غالب یہی ہے کہ مستور الحال عادل ہی ہوگا تو دیکھو ایکمرد مسلمان کا حبس کرنا اِس جیسی گمان سی جائز

وكذا القائف والقائفان وفيما له بجميع المختبرة والتسد واكل طعامه وقبول هديته الى غايته وكذا الشارع تقويم المتلفات في تحمل الخارص وتقويم اثمان في جزاء الصيد وبقبول الواحد في رؤية هلال رمضان وبقبول المؤذن الواحد في [illegible] وكثير من الفقهاء في انتساب الصغار [illegible] الاستفاد من شاهد الطبع [illegible] وكذا ان كان في آخر رتبة الالحاق عند عدم القائف وكذا الاعتماد في دفع اللقطة وجوازه على الظن المستفاد من وصف الواصف لها وكذا الاعتماد على امارات الطهارة والنجاسة والقبلة وقبول قول الكيال والوزان وقال كثير من الفقهاء بحبس المدعى عليه بشهادة المستورين الى ان يعرف عدالتهما الغالب من المستورين العدالة فاستجازوا عقوبة الرجل المسلم بمثل هذا الظن

رکہا اور فقہا یہہ بہی کہتے ہین کہ اقرار کرنیوالے کے مقابل مین گواہی مسموع ہونی چاہیئے گو دونو گواہ یہہ نہ بیان کرین کہ مقر اپنے اقرار کیوقت اہل اور لائق اقرار کے تہا اسلیئے کہ ظن یہی ہے کہ عاقل اور خود مختار ہوا اور اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین اُس گواہ کا حال نقل فرمایا ہے جسنے قرینہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کے بری ہونے پر گواہی دی تھی اور یہہ کہا تھا اِن کَانَ قَمِیصُهُ قُدَّ مِن قُبُلٍ فَصَدَقَت وَهُوَ مِنَ الکَاذِبِینَ

اگر ہے اسکا کرتا پہٹا آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ ہے جہوٹہا

وَاِن کَانَ قَمِیصُهُ قُدَّ مِن دُبُرٍ فَکَذَبَت وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِینَ - آخر قصہ تک اور اللہ تعالی نے

اور اگر ہے اسکا کرتا پہٹا پیچہے سے تو یہہ جہوٹھی اور وہ ہے سچا

اسکا نام علامت رکہا اور یہہ بینہ کی نسبت کامل تر ہے اور نقل جو فرمایا تو اسی جہت سے کہ ثابت اور مقرر ہو جاوے اور اِسی قسم سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم اُس لڑکے کے باب مین جسمین دو عورتون نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس جہگڑا کیا اور آپ نے لڑکا بڑی عورتکو دلوا دیا وہ دونو وہانسے نکلکر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئین اور اون سے ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ایک چہری لاؤ کہ اس لڑکے کے دو کرکے دونو کو آدہا آدہا دون اور اسطرح فرمایا کہ انہون نے وہم کرلیا کہ ایسا ہی کرینگے پس چہوٹی عورت نے کہا کہ آپ ایسا نکیجئے یہہ لڑکا بڑی عورت کا ہے آپ نے وہ چہوٹی عورتکو دلوایا اسلیئے کہ دیکہا کہ بڑی عورتکو اطمینان اور تسلی ہوگئی کہ جیسا میرا لڑکا گیا اسکا بہی جاتا رہیگا اور چہوٹی مین شفقت مادری ملاحظہ فرمائی کہ لڑکے

زندہ رہنی اور دیکھنی پر مطمئن ہوئی گو دوسری کے پاس ہوا و حضرت سلیمان علیہ السلام کے
حکم کو سوچو کہ لڑکا چہوٹی کو دلوا دیا باوجودیکہ وہ بڑی کے لئی اُسکا اقرار کر چکی تھی تو
اس سی یہہ ثابت ہوتا ہی کہ اگر اقرار کے جھوٹا ہونیکی علامتین ظاہر ہون تو اوسکی طرف التفات
نہین کیا جاتا اور ایسے اقرار کا ہونا نہونا برابر ہی اور ایسا ہی اگر اقرار کرنیوالا غلطی کرے
یا بہول چوک جاوی یا ایسا اقرار کری جسکا مضمون نہ سچا پایا جاوے تو اس اقرار پر پکڑا
نجاویگا اور ایسا ہوگا جیسی زبردستی اقرار کیا اور اللہ تعالی نے لغو قسم پر گرفت
دور فرمائی اِسلیئی کہ قسم کہانیوالے نے اُسکی علت غائی مراد نہین لی اور خبر دی کہ وہ
گرفت دلکی فعل کی فرماتا ہی اور ظاہر ہی کہ خطا کرنیوالی اور بہولنے والے اور جاہل اور مجبور آدمی
کے الفاظ کا مضمون دلمین کچھہ بھی حاصل نہین ہوتا اور مقصود یہہ ہے کہ جس شوہر پر جھوٹا
دعوی ہوا ہو کہ اوسنی اُن برسونکا خرچ اور لباس نہین دیا مثلا ایسی طرح کہ معلوم ہوجاوے
کہ عورت اُسپر جھوٹ بولتی ہی تو حاکم کو جائز نہین کہ عورتکی دعویکو سنی اور مردسی جوابدہی کا مطالبہ
کری اور اِس دعوی کی جہوٹہنی کی تدبیرین مرد کے لئی کئی ہین اول یہہ کہی کہ جس دعویکو عادت اور
عرف اور ہمسایونکا معاینہ جھوٹ کہی وہ کیسی صحیح ہوسکتا ہی دوم یہہ کہ حاکم سی کہی کہ اس
سے پوچھو اسپر کون خرچ کرتا تہا پس اگر عورت دعوی کری کہ شوہر کی سوا دوسرا خرچ کرتا
اور شوہر کیطرف نسبت یا کرتا تہا تو عورت کا دعوی سنا نجاویگا بلکہ دعوی اُس مرد کا ہونا چاہیئے

جو شوہر کیطرف سے دیتا تہا اور اگر کہی کہ مین اپنی آپ اپنی نفس پر خرچ کیا کرتی تہی تو شوہر کہی کہ اس سی پوچہو کہ یہہ خود ہی باہر آمد و رفت کر کے کہانا اور سالن مول لیا کرتی تہی اگر عورت کہی کہ ہان تو اسکا جہوٹ ظاہر ہے خصوصًا اوس صورت مین کہ وہ شریف اور عزت والی ہو اور اگر کہی کہ مین دوسریکو وکیل کر دیا کرتی تہی تو شوہر کے بیان سے اوسکو الزام دیا جاوے لیکن اگر حاکم ایسا ہو جو شوہر کا قول ایسا مین کچہہ نمانے تو شوہر کو جائز ہی کہ حیلہ کر کے عورت کے استحقاق کا انکار کرے اور مفصل جواب کی طرف میل نکرے اس صورت مین عورت استحقاق کی لئے گواہ گذرانے کی محتاج ہو گی پہر جب گواہ گذرانے تو شوہر دعوی کرے کہ مجکو اسنے صحبت کرنے پر قابو ندیا اور اس بابمین قول شوہر ہی کا معتبر ہوگا اسلئے کہ اصل قابو کا ندینا ہے اور یہہ صورت نشوز کے دعوے سے مخالف ہے اسواسطے کہ نشوز نافرمانی کو کہتے ہین اور اصل نافرمانی کا نہونا ہے اسلئے نشوز کے دعوے مین شوہر کا قول معتبر نہین اور اس صورت مین شوہر اپنے حق کے پورا کرنیکا منکر ہے اور اصل اسمین اوسکا نہونا ہے اسلئے قول معتبر ہوا۔ اور ایک حیلہ یہ ہے کہ دو گواہوں عادل کو در پردہ کہڑا کر دے کہ وہ عورتکی بات سنین اور عورت اونکو نہ دیکہے بعد اسکی شوہر اوسکو کچہہ مال یا جس چیز سے وہ خوش ہو دیوے پہر کہے کہ مین یہ چاہتا ہون کہ ہر ایک ہم مین سے ایکدوسریکو معاف کر دے

ولاسيما ان كانت من ذوات الشرف والاقدار وان قالت كنت اوكل غيري الزمت ببيانه فان كان لها ... لا يقبل منه شيئا من ذلك ... استحقاقها ولا يعدل الى الجواب المفصل فتحتاج هي الى بينة الاستحقاق فان

فان قالت نعم ظهر كذبها تشتري الطعام والادام هي التي تدخل وتخرج بهم الزوج بسؤالها هل كانت انا كنت انفق على نفسي فان ذلك الغير وان قالت

بينت ادعى عدم تمكينها له من الوطء والقول قوله لان الاصل عدم التمكين وهذا بخلاف دعوى النشوز لان النشوز هو العصيان والاصل عدمه ...

کہ دونوں کا دل خوش ہو جاوے یا اور کوئی اسیطرح کا قول کہے اور عورت سے اوسکا جواب مانگے کہ یون کہدے کہ اسوقت کوئی حق میرا خرچ اور لباس کے بابمین تجھپر نہین **فصل** جب یہہ معلوم ہو چکا تو معلوم ہوا کہ وہ تدبیرین جنمین مسلمانون کا فائدہ اور دین کیطرف سے برائی کو دور کرنا اور مظلومونکی مدد اور ناتوانونکی فریادرسی اور حیلہ گرونکا مقابلہ اور کافرون بدکارون ظالمون صاحبان مکر وحیلہ کا فریب دینا پایا جاتا ہے وہ اُن تدبیرون کے مخالف ہین جنمین قواعد شرعی پر حیلہ کرنا اور خدا تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال جاننا اور جو چیز اوسنے واجب کی ہے اوسکو گرا دینا پایا جاوے اور ان قسمونمین فرق ایسا ہی جیسا قسم کے سچا کرنے اور جھوٹا کرنےمین ہے یا جیسا عدل اور ظلم مین ہے اور حیلے چند قسمونپر ہین اول وہ خفیہ تدابیر ہین جنسے ایسی چیزونکی طرف پونہچتے ہین جو خود اپنی ذات سے حرام ہین مثلاً جانون کے مارنیکے لئے حیلہ کرنا اور مالونکے لینے اور زمین بگاڑ ڈالنے کا بہانہ کرنا اور اس قسم کا خفیہ حیلہ اوس تدبیر سے بڑھکر ہے جو حرام پر ظاہری تدبیر سے پہنچاوے اور اسیوجہ سے چور کا ہاتھہ کاٹا جاتا ہے نہ غارتگر کا اور اسیوجہ سے امام مالک اسطرف گئے ہین کہ جو شخص اچانک مار ڈالے اوسکو مار ڈالا جاوے گو اوسنے ایسے شخص کو مارا ہو جسکا قصاص نہوتا ہو مگر اس جہت سے کہ اوسکی حرکت کی خرابی بڑھی ہے اور اس سے بچنا ممکن نہین اور اسی مین سے ہے تجویز حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ گٹھہ کتری کی ہاتھہ کاٹنے کی

یا بهین یا بوجہ کہ اوسکا ضرر مالونپر بہت ہی اور اوس سے بچنا ممکن نہین تو چور کے
ہاتھہ کاٹنے کی نسبت کر ایسے شخص کا ہاتھہ کاٹنا بہتر ہی اور انکا قول یقینا قوی ہی اور امام
سے ہی امام احمدؒ کی تجویز عاریت چیز کے منکر کے ہاتھہ کاٹنے کے یا بہین بخلاف امانت
کے منکر کے اسلئے کہ اول شخص سے تو بچنا ممکن نہین اور امانت کے منکر کو تو امانت رکھنے
والے نے امین جانا تہا دوسری قسم حیلونکی وہ ہی کہ اوس سے بہی حرام کیطرف
پونہچتے ہین مگر حیلہ گر ظاہر یون کرتا ہی کہ میرا قصد خیر کا ہی حالانکہ اوسکا مقصود بجز
حد سے بڑہنے اور بدی کے اور کچہہ نہین مثلا بیمار آدمی وارث کے نقصان کی خاطر
کسی دوسرے شخص کے لئے اقرار کردے کہ اسکا میرے ذمہ اتنا ہی اور درحقیقت اوسکی کوئی چیز
بیمار کے پاس نہین یا کسی اجنبی کو اپنا وارث کہے اور وہ اوسمین وارث نہین اس قسم
کا حیلہ حرام ہے اور اوسپر گواہی بہی حرام اور حیلہ بذات خود جہوٹ اور فریب ہوتا ہی مگر
ازانجا کہ اسکا سچ ہونا بہی ممکن ہی اسلئے علما کو اختلاف ہی کہ اگر مریض کسی وارث کا اقرار
کردے تو یہ اقرار بوجہ ذریعہ کی بندکرنے اور اقرار کے رد کرنیکی باطل ہے اسلئے کہ یہ صورت
اپنے نفس پر گواہی دینے کی ہی اور مریض اسمین تہمت لگایا ہوا ہے تو تہمت کی جہت سے
اوسکا قول نمانا جاویگا جیسے غیر پر گواہی دینی یا یہہ اقرار مقر پر اچہا گمان کرنیکی جہت سے
خصوص حاجت کیوقت مقبول ہی اور اسمین سے عورت کا حیلہ کرنا جاوندکے نکاح توڑنیکو

باوجود اسکی اچھی طرح رکھنی کی اسطرح کہ کہدی کہ مین نے ولی کو اجازت نہین دی یا خاوند بری طرح مجکو رکہتا ہی یا اور اسیطرح کا حیلہ اور بالغ شخص کا حیلہ کرنا بیع کی توڑنیکو اسطرح کہ دعوی کری کہ بیع کیوقت مین حاکم کیطرف سے روک مین تہا اور خرید و فروخت کا مجاز نہ تہا اور حیلہ کرنا خریدار کا بیع کی توڑنے پر کہ مین نے بیع کو نہین دیکہا اور مثل اسکی تیسری قسم حیلہ کی وہ ہی کہ بذات خود مباح ہی مگر حرام کی ارادہ کرنیکے باعث حرام ہو جاوے مثلا سفر کرنا رہزنی کیواسطے کہ مقصود یعنی رہزنی حرام ہی تو اوسکا وسیلہ یعنی سفر اگرچہ بذات خود حرام نہ تہا مگر حرام کا وسیلہ ہونیکی باعث حرام ہو گیا چوتھی قسم حیلہ کی وہ ہی کہ اُس سی کسی حق کا لینا یا باطل کا دفع کرنا مقصود ہو مگر اسکی لینی کا طریق حرام ہو مثلا اس شخص کا حق دوسرے کے ذمہ ہو اور وہ انکار کر جاوی تو یہ دو گواہ کہڑے کرے جو قرضدار کو نجانتی ہوں نہ اسکو دیکہا ہو اور اسکی دعوی کی گواہی اُسکی مرضی کے موافق جہوٹی دیدین تو یہ گواہی لوانی حرام ہی اسلئے کہ اس سی گواہون کو حرام پر برانگیختہ کرنا ہی اور اسیطرح ہی اگر ایک آدمی کا دوسرے کی پاس قرض ہی اور وہ قرض کا منکر ہو جاوے یا امانت تہی اور اسکا انکار کر دیا اور بدون تاویل قسم کہالی کہ میری پاس امانت نہین رکہی یا عورت نے اوسپر دعوے کیا کہ اوسنے مجکو خرچ نہین دیا اور وہ اپنے دعوی مین جہوٹی ہی تو اوسنے بالکل اوسکی نکاح کا انکار کر دیا اور قسم مین تاویل کی — اب اگر یہہ کہا جاوے کہ ایک شخص نے سود کا معاملہ کیا اور قرضدار سی اصل مال سب وصول کر لیا

پہر اوسپر حرام زائد کا دعوی کیا تو قرضدار کو جائز ہے کہ معاملہ کا انکار کرے یا اوسپر قسم کہالی تو بعضون نے کہاہی کہ زیادتی کے استحقاق نہونے کی قسم کہا لیوی اور یہہ کہ دعوی زیادتی کا جہوٹا ہی پس اگر حاکم اوس سی یہہ جواب نے تب البتہ اوسکو قسم مین تاویل کرنی جائز ہی اسلئی کہ وہ مظلوم ہی مگر انکار اور قسم بدون تاویل کے درست نہین کہ وہ تو کہلا جہوٹ ہی غرضکہ آدمی کو جائز نہین کہ گناہ کے بدلہ مین خود بہی ویساہی گناہ کرے مثلاً اگر کوئی اوسپر جہوٹ بولے تو یہہ بہی اوسپر جہوٹ بولے یا جو اسکو گالی دے تو یہہ اسکو گالی دے یا کوئی اسکی زوجہ کے ساتہہ بدفعلی کرے تو یہہ بہی اوسکی بیبی سے بدفعلی کرے یا اسکی لڑکی سے بدکاری کرے تو یہہ اوسکی لڑکی سے کرے اب اگر یہہ کہو کہ پہر قابو پانے کے مسئلہ مین تمہارا کیا قول ہے آیا وہ اسی حیلہ کی قسم سے ہے یا مباح قصاص کی جنس سے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ عالمونکا اسباب مین اختلاف یا پانچ قولون سے ہے اول تو یہہ کہ یہہ مسئلہ بہی اسی قسم کے حیلہ سے ہے اور آدمی کو جائز نہین کہ جو اس سے خیانت کرے تو یہہ اوس سے کرے اور جو اسکے حق کا منکر ہو تو یہہ اوسکے حق کا منکر ہو اور جو اسکا مال زبردستی چہین لے تو یہہ اوسکا مال چہین لے اور یہہ قول ظاہر امام احمد اور مالک رحمہ اللہ کا ہے دوسرا قول یہہ ہے کہ جب آدمی دوسرے کے مال پر قابو پاوے تو جتنا اسکا حق اوسکے ذمہ ہو اوسقدر لیلے خواہ اپنے حق کی جنس پر قابو ہوا ہو یا غیر جنس پر اور

غیر جنس کیصورت مین وہ مال حاکم کو دیدے کہ اوسکو بیچڈالے اور اوسکی قیمت سے اپنا حق لے لے یہہ قول شافعیونکا ہی تیسرا قول یہہ ہی کہ جب قابو اپنی حق کی جنس پر ہوا وسصورتمین اپنا حق بہرلے مگر یہہ درست نہین کہ جب اپنی حق کی غیر جنس پر قابو پاوہی تب بہی اپنا حق لیوے اور یہہ قول حنفیونکا ہی چوتہا قول یہہ ہی کہ اگر دوسرے شخص کے ذمہ کسی اور کا قرض ہو تو قابو پانیوالیکو لینا درست نہین اور اگر کسی کا قرض اوسکے ذمہ نہو تو درست ہی اور یہ ایک روایت ہی مالک سے پانچوان قول یہہ ہے کہ اگر حق کا سبب ظاہر ہو جیسے نکاح اور قرابت اور مہمان کا حق ہی تو حقدار کو اپنی حق کی مقدار لینی درست ہی چنانچہ اسقدر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسماۃ ہند کو اجازت فرمائی کہ ابوسفیان اپنی شوہر کے مال مین سے اوسقدر لیلے کہ اوسکو اور اوسکی اولاد کو کافی ہو اور جو شخص کسی قوم مین اُترے اور وہ اوسکی دعوت نکرین تو اوسکو اجازت دی کہ اپنی مہمانی کے قدر اونکی مال مین تدارک کرے چنانچہ بخاری اور مسلم مین عقبہ بن عامر سے مروی ہی کہ اونہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین عرضکیا کہ آپ ہمکو بہیجتے ہین تو ہم ایسے لوگو نمین اُترتے ہین کہ وہ ہماری دعوت نہین کرتے اسمین آپکا کیا ارشاد ہی آپنے ہمسے فرمایا کہ اگر تم کسی قوم پر اُترو اور وہ جو کچھہ مہمان کیواسطے چاہیے اُسکو تمسے کہین تو تم قبول کرو اور اگر وہ ایسا

نکرین تو تم اُن سے حق مہمان کا لے لو جو اونکو شایان تہا اور مسند امام احمد مین مقدام بن ابی کریمہ کی حدیث ہی کہ اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنا کہ ارشاد فرماتے تھے کہ جو شخص کسی قوم کے پاس اُترے تو اُنپر واجب ہی کہ اُسکی دعوت کرین پس اگر وہ دعوت نکرین تو اُسکو جائز ہی کہ وہ اپنی دعوت برابر اونکو سزا دے اور بہی اُسی مسند مین ابوہریرہؓ کی حدیث مروی ہی کہ اُنہون نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مہمان کسی قوم کے پاس اُترے اور صبح کو محروم اُٹھے تو اُسکو درست ہی کہ اپنی دعوت کی مقدار لے لے اور اوسپر کچھہ حرج نہین — اور اگر حقدار کے حق کا سبب پوشیدہ ہو اسطرح کہ لینے کی صورت مین خیانت کی تہمت اوسپر لگیگی اور خائن کہلاویگا تو اسصورت مین اوسکو لینا اور اپنے آپ کو تہمت پر پیش کرنا نچاہیے گو باطن مین وہ اپنا حق ہی لیگا جیسے اِسکی سوا اور مقدمہ مین اوسکو اپنے نفس کو ایسی تہمت کی لئے پیش کرنا جائز نہین جس سے لوگ اُسکی آبرو پر مسلط ہو جاوین اور یہہ قول سب قولونمین صحیح تر اور قواعد شرعی کے بہت موافق ہے اور اِس سے سب حدیثونکا اتفاق ہو جاتا ہی اسلئے کہ ابوداؤد نے یوسف بن مالک کی حدیث روایت کی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مین فلان شخص کیواسطے یتیمونکا خرچ لکہا کرتا تہا کہ وہ اُنکا ولی تہا پس لوگون نے اوسکو ہزار درم کا دہوکا دیا اُسنے اُنکو ہزار

ادا کر دی پہر اونکی مال مین سی میرے ہاتھہ ہزار لگ گئی مین نے اُس سی کہا کہ یہہ ہزار وصول کر لو جو تم سی لوگ لیگئے ہین اوسنی کہا کہ نہین میرے باپ نے مجہہ سی حدیث بیان کی کہ انہون نے آنحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم کو سُنا کہ فرماتے تھی کہ امانت ادا کر اوس شخص کو جو تیری پاس امانت رکھی اور خیانت نکر اوسکی جو تجہہ سی خیانت کری اور یہہ حدیث اگرچہ منقطع کے حکم مین ہی مگر اوسکی شاہد دوسری حدیث طلق بن غنام کی ہی وہ یہہ ہی کہ خبر دی ہمکو شریک اور قیس نے ابو حصین سی اوسنی ابو صالح سی اوسنی حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ادا کر امانت اُسکو جسنی تیرے پاس امانت رکھی اور خیانت نکر اوس سی جسنی تجہہ سی خیانت کی اس روایت مین قیس ربیع کا بیٹا ہی اور شریک معتبر ہی اور اسکی حدیث اِسوجہ سی کہ قیس نے اوسکی پیروی کی قوی ہو گئی اگرچہ اُسمین ضعف تہا اور اسکا ایک اور شاہد حدیث ایوب بن سوید کی ہی ابن شوذب سی اور وہ راوی ہی ابو التیاح سی اور وہ حضرت انس رض سی اور وہ آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم سی مثل مذکورہ بالا کے۔ اور حدیث ایوب بن سوید کی اگرچہ اُسمین ضعف ہی الا اسکی حدیث شاہد لانیکی لیاقت رکھتی ہی اور اسکا ایک اور شاہد ہی ہرچند ضعیف ہی مگر ان حدیثو نکو اسمین ملانے سی قوی ہو جاتا ہے روایت کیا اوسکو یحیی بن ایوب نے اسحق بن اسید سی اوسنی ابو حفص دمشقی سی اوسنی مکحول سی کہ ایک شخص نے حضرت ابو امامہ باہلی سی پوچہا کہ مین ایسے شخص کے پاس امانت رکھتا ہون

ائتمن وادركني ... فجعلها فقلت أفضل ما عرف من ابن عمي ذهبوا به منا فقال رجاء بن ابي انه سمع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول أد الامانة الى من ائتمنك ولا تخن من خانك وهذا وان كان في حكم المنقطع فله شاهد وهو حديث طلق بن غنام اخبرنا شريك وقيس عن ابي حصين عن ابي صالح عن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال أد الامانة الى من ائتمنك ولا تخن من خانك وقيس هو ابن الربيع وشريك ثقة وقد قوي حديثه بمتابعة قيس له وان كان فيه ضعف وله شاهد آخر من حديث ايوب بن سويد عن ابن شوذب عن ابي التياح عن انس عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم مثله وايوب بن سويد وان كان فيه ضعف فمثله يصلح للاستشهاد وله شاهد آخر وان كان فيه ضعف فهو يقوى بانضمام هذه الاحاديث اليه رواه يحيى بن ايوب عن اسحاق بن اسيد عن ابي حفص الدمشقي عن مكحول ان رجلا قال لابي امامة الباهلي الرجل استودعه الوديعة ...

١٢ منه

ستہم دہم

یا میرا حق اوسکی ذمہ ہوتا ہی اور وہ منکر ہو جاتا ہی پہر وہ میرے پاس امانت رکہتا ہی یا اوسکا
میرے ذمہ کچہہ ہو جاتا ہی تو مین بھی انکار کر دون کہ نہین اونہون نے فرمایا کہ نہین
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنا ہی کہ فرماتے تہے ادا کر امانت اوسکو جو تجکو
امین جانے اور خیانت نکر اوس سے جو تجہہ سے خیانت کرے اور اسکا ایک اور شاہد مرسل ہے
یحیی بن ایوب ابن جریج سے اور وہ حسن سے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا ادا کر امانت اوسکو جو تجکو امین جانے اور خیانت نکر
اوس سے جو تجہہ سے خیانت کرے اور اسکا ایک اور شاہد ہی جو ترمذی نے مالک بن نضلہ
کی حدیث پر روایت کی ہی راوی کہتا ہی کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول مین ایک شخص کے پاس کو
گذرتا ہون تو وہ نہ میری دعوت کرتا ہی نہ مہمانی پہر وہ میرے پاس کو گذرتا ہی تو مین اوس
سے اپنا عوض لون یا نہین آپنے فرمایا کہ عوض مت لے بلکہ اوسکی دعوت کر ترمذی کہتے
ہین کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اور اسکا ایک اور شاہد ہی جو ابو داؤد نے حدیث بشیر بن
خصاصہ کی روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین
عرض کیا کہ زکوۃ لینے والے ہم پر زیادتی کرتے ہین تو ہم اپنے اوسقدر مال کو چہپا لیا کرین
جسقدر وہ ہم سے زیادہ لیا کرتے ہین آپنے فرمایا کہ نہین اور اسکا ایک اور شاہد بہی
بشر کی حدیث ہی کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے پڑوسی ایسے ہین

ادى كل ذي حق عليه فجحده
فخر ليسود عنى او يكون له
عندي اذا ان اجحد فقال لا سمعت
رسول الله صلى الله عليه واله
وسلم يقول ادّ الامانة الى
من ائتمنك ولا تخن من
خانك ولهم شاهد اخر مرسل
قال يحيى بن ايوب عن ابن جريج عن الحسن
عن النبي صلى الله عليه واله وسلم
ادّ الامانة الى من ائتمنك ولا تخن من
خانك ولهم شاهد اخر وهو ما رواه
الترمذي من حديث مالك بن
نضلة قال قلت يا رسول الله الرجل
امرّ به فلا يقريني ولا يضيفني
ثم يمرّ بي افاجزيه قال لا اقره قال الترمذي
هذا حديث حسن صحيح وله شاهد
اخر وهو ما رواه ابو داود من
حديث بشير بن الخصاصية
قال قلت يا رسول الله
ان اهل الصدقة يعتدون
علينا افنكتم من اموالنا
بقدر ما يعتدون علينا فقال لا واخرجه
ايضا من حديث بشير هذا الخصاصية
قال قلت يا رسول الله ان لنا جيرانا

کہ ہماری گری پڑی چیز کچھہ نہین چھوڑتے اوسکو لے لیتے ہین تو جب ہمکو اونکی
کسی چیز پر قابو ہو تو ہم بھی لے لین آپنے فرمایا کہ ادا کر امانت اوسکو جو تجھکو
امین سمجھی اور خیانت مت کر اوس سی جو تجھہ سی خیانت کری ذکر کیا اوسکو ہمارے
شیخ نے کتاب ابطال الحیل مین تو یہہ حدیثین جنکے طریق متعدد اور مخرج
مختلف ہین ایکدوسرکی تشفی کرتے ہین اور انمین کا لینا اوس لینی کے مشابہ نہین
جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو جگہو نمین مباح فرمایا یعنی ہند کو اپنی شوہر
کے مال مین سی اور مسافر کو بقدر اپنی دعوت کے اسلئی کہ ان دونو صورتون
مین حق کے ظاہر ہونیکے سبب سے لینی کو مباح فرمایا تو یہہ لینا خیانت کیطرف منسوب
نہوگا اور نہ تہمت کو اوسکی طرف راہ ہی علاوہ ازین حاکم سی نالش کرنا اور اپنے
حق کا مطالبہ کرنا ان دونو جگہہ مین دشوار تھے۔ اور جو لوگ قابو پانی پر لینا
جائز سمجھتے ہین وہ کہتی ہین کہ جب اپنی حق کی مقدار بدون زیادتی کے لیگا تو
خیانت نہوگی اسلئی کہ خیانت اوس چیز کا لینا ہی جسکا لینا حلال نہوا اور یہہ قول
بہت ضعیف ہی اسلئی کہ یہہ حدیث کے فائدہ کو بیکار کر دیتا ہی کیونکہ آپ کا ارشاد
ہی کہ خیانت نکر اوس سی جو تجھہ سی خیانت کری تو دیکھو حق لینی والیکی معاملہ کو دوسرےکے
ساتھہ خیانت ٹھہرایا اور اوسکو اوس سی منع فرمایا پس حدیث صحیح ہونیکی ساتھ نص تھے

تو اسکا خلاف کب درست ہے آپ اگر یہہ کہو کہ تمنے اِس صورت کو بہہ کیونکر ٹھہرایا کہ جب آدمی حاکم کے ذریعہ سے اپنا حق نہ لے سکے تو اپنی آپ لے لے مثلا جس شخص کا مال چھن جاوے اور وہ اوسکو چھیننے والیکے ہاتھہ مین دیکھے اور اوسکو زبردستی اوس سے لے لینے کی قدرت ہو تو کیا یہہ کہتے ہو کہ اسکو اپنا دیا مال لینا ظالم کے ہاتھہ سے درست نہین اور ظالم کو اپنی گھر اور زمین مین سے نکالدینا جائز نہین اور اسیطرح اگر کوئی شخص دوسرے کی بی بی چھین لے اور خاوند بیبی مین حائل ہو کر عورت سے ظاہر مین عقد کر لے کہ کوئی تہمت نکرے تو کیا شوہر اول کو تہمت کے خوف سے اپنی بیبی کا اوس شخص کے پاس سے نکالنا حرام ہے اور اسکے قائل امام شافعیؒ ہین یعنی مسئلہ والو کو غصب کیصورت کے مشابہ کرتے ہین اور حدیث ہند کی اسباب مین پہلے گذر چکی اور جب حدیث سے اور اکثر اہل علم کے اجماع سے معلوم ہوا کہ آدمی اپنا حق پوشیدہ لے لے تو معلوم ہوا کہ حق کا خفیہ لے لینا خیانت نہین اسلئے کہ خیانت اُس چیز کے لینے کا نام ہے جسکا لینا حلال نہو تو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ ہم بھی کہتے ہین کہ آدمی کو اپنے حق کی مقدار کا لے لینا درست ہے مگر مباح طور سے لینا جائز ہے خیانت اور حرام طور سے لینا جائز نہین اور یہہ جو تم کہتے ہو کہ یہہ خیانت نہین تو اسکا جواب یہہ ہے کہ بلاشک یہہ خیانت

حقیقة وشرعا وقد سماه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم خیانة مقابلة وسماها فیه الاخیانة ابتداء فکل واحد منهما ظالم للاخر فان تساوت قطعا اثمهما والمطالبة

حقیقت اور شریعت کی روسے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا نام خیانت
مقابلہ اور تدارک کی روسے فرمایا ہے نہ ابتدا مین خیانت کی جہت سے پس ہر ایک
اُن دونو مین سے ایک دوسرے پر ظالم ہے اسصورتمین اگر دونو خیانتین مقدار اور
صفت مین برابر ہونگی تو دونو کا گناہ اور آخرت کا مطالبہ جاتا رہیگا کیونکہ
ہر ایک کا دونو مین سے دوسرے پر حق یکسان رہیگا اور اگر دونو مین سے کسیکو
زیادتی ہوگی وہی دینی پڑیگی تو یہہ حال تو ثواب اور عذاب مین ہوا اگر دنیا کے
احکام مین اسطرح نہین اسلئے کہ یہانکے احکام ظاہر چیز پر مرتب ہوتے ہین
اور باطن کے حالات سپرد بخدا ہین اور اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ تم میری پاس جہگڑا لاتے ہو اور مین آدمی ہی ہون جیسا کچھہ سنتا
ہون ویسا ہی حکم دیتا ہون اور شاید تم مین سے بعض لوگ اپنی حجت مین حاضر جواب اور
خوش تقریر زیادہ ہون بہ نسبت دوسرے کی تو جس شخص کو مین کچھہ حق اوسکے بہائی کا
دلادون تو چاہیے کہ وہ نہ لیوے اور مین اوسکے لئے ایک آگ کا ٹکڑا ہی علیحدہ کرتا ہون
اس حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلادیا کہ آپ لوگونمین حکم ظاہر کے حالات
کے بموجب فرماتے ہین اور جو شخص نفس الامر مین باطل پر ہووے اوسکو
واقف کردیا کہ ہماری حکم سے اوسکو جائز نہین کہ جس چیز کا حکم کیا ہے اُسکو لے

وصفة فقد تبرأ کل منهما فی الاخرة وان بقی لاحدهما علی الآخر شیء فی الاخرة فضل رجع به علیه والثواب والعقاب واما فی احکام الدنیا فلیس کذلك لان الاحکام فیها مبنیة علی الظواهر واما السرائر فالی الله ولهذا قال صلی الله علیه وآله وسلم انکم تختصمون الی وانما انا بشر ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجته من بعض فمن قضیت له بشیء من حق اخیه فانما اقطع له قطعة من النار فاخبر صلی الله علیه وآله وسلم انه یحکم بالظاهر واعلم المبطل فی نفس الامر ان حکمه لا یحل له ما حکم له به

اور یہہ کہ باوجود اوس چیز کے دلانیکے حکم کرنیکے اوسکے حق مین ہم الگ الگ کا حکم علیحدہ کرتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ جن صورتون کہ ظاہر مین حق بجانب طرف ثانی کے ہو تو حاکم پر واجب ہی کہ اُس شی کا حکم طرف ثانی کے لئے کرے اور اوسکا قبضہ بحال رکھے اگرچہ نفس الامر مین وہ باطل پر ہو اور اوسکا قبضہ ظلم و تعدی کی راہ سے ہو تو پھر اوسکی مخالف کو کیونکر جائز ہوگا کہ آپ اپنے واسطے حکم کرلے اور ایسے حرام اور باطل طریق سے کہ اوس جیسے سے حاکم بھی حکم نکرے گو نفس الامر مین حق پر ہو اپنا حق پورا کرلے اور یہہ صورت ایسی نہین کہ کوئی شخص اپنا مال معین یا لونڈی یا بی بی ظالم کے ہاتھ مین دیکھے اور اوسکو زبردستی اوس سے چھین لے اسلئے کہ اس صورتمین تو اوس کا حق اوس معین چیز مین متعین ہی بخلاف قرض وغیرہ کے کہ اوسکا حق اُس چیز مین معین نہین ہوا جس سے وہ لیا چاہتا ہی اور ایک فرق یہہ ہی کہ ظالم سے اپنا مال چھیننے کو آدمی چھپاتا نہین بلکہ وہ قبضہ والے سے لڑتا ہی اور دھینگا مشتی کرتا ہی اور لوگون سے مدد چاہتا ہی اسلئے خیانت کیطرف منسوب نہین ہوتا اور صورت مفروض مین حقدار خائن اور چور کیطرح چھپاتا ہی پس ان دونو صورتون مین سے ایک کو دوسرے مین ملانا باطل ہی پانچوین قسم حیلہ کی یہہ ہی کہ اوس سے شارع کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال کرنیکا یا اوسکی واجب کی ہوئی چیز کے ساقط کرنیکا قصد کرے مثلاً شارع

نصبه الشارع سببا الى امر
مباح مقصود فيجعله المحتال
سببا الى محرم مقصود
اجتنابه وهذه هي
الحيل المحرمة التي ذمها
السلف وحرموا فعلها
وهي حرام من وجهين
من جهة غايتها ومن جهة سببها اما
من جهة غايتها فان المقصود بها اباحة ما حرم الله واسقاط ما اوجبه
واما السبب فانه اتخاذ آيات الله هزوا والقصد بالسبب
الى ما لم يشرع له وقد يكون اصحاب القسم الاول
احسن حالا من اصحاب هذا القسم
لانهم يحتالون نفوسهم عاملين بمقتضى
الشرع بخلاف هؤلاء فانهم يعتقدون
ان ما فعلوه مما جاءت به الشريعة وهذا
النوع من الحيل يتضمن نسبة الشارع الى
العبث فانه لم يقصد بها الحيل المفضية الى مفاسدها
الى ما شرعت لها بل توصل
بها الى ما هو ممنوع
منه واخرجها في قالب الشرع
كما اخرج اهل
البدع بدعهم
في قالب السنة فصل
وهذا القسم من الحيل انواع

نے ایک سبب کو امر مباح اور مقصود کا سبب کیا ہی اور حیلہ گر فریبی اوس کو
ایسی بات کا سبب کرے جس سی بچنا مقصود ہوا ور یہی حیلے حرام ہین جنکو سلف
والون نے برا کہا ہی اور اونکی کرنیکو نا جائز ٹہہرایا ہی اور اونکی حرمت دو وجہ
سی ہی اول تو اونکی انجام کی وجہ سی دوم سبب کی جہت سی انجام کی جہت سی حرمت
اسطرح ہی کہ ان حیلون سی علت غائی خدا تعالی کی حرام کی ہوئی چیز کو مباح کرنا اور
اوسکی واجب کی ہوئی چیز کو ساقط کرنا ہی اور سبب کی جہت سی اسواسطی حرام ہین کہ
یہہ باعث ہین خدا تعالی کی آیتون سی ٹہٹہا کرنیکے اور سبب کو قصدا ایسی چیز کا وسیلہ
کرنیکے جسکے لئی وہ مشروع نہین ہوا اور بعض اوقات اول قسم کے حیلے کرنیوالے
بہت اچھی ہوتے ہین اس قسم کے اکثر حیلہ گرون سی اسلئی کہ پہلی قسم کے حیلہ والے
اپنی آپکو شریعت کی بموجب عامل نہین ٹھہراتے بخلاف ان لوگونکی کہ ان کا اعتقاد
یہہ ہی کہ جو کچھہ ہم کرتے ہین وہ شریعت مین آچکا ہے اور یہہ قسم حیلونکی شارع کیطرف
ایک امر لغو کو منسوب کئی دیتی ہی کیونکہ حیلہ کرنیوالے نے اون سی وہ مقصود ارادہ
نکئی جنکی لئی وہ مشروع ہوئی تہی بلکہ اونکی باعث ایسی چیز کیطرف پونہچ گیا جس سے
وہ منع کیا گیا تہا اور شریعت کی سانچی مین اوسکو ڈہال لیا جیسا تمام بدعت والونے
اپنی بدعت کو سنت کی سانچی مین ڈہال لیا **فصل** اور یہہ قسم حیلونکی کئی طور پر ھے

اول حیلہ کرنا واسطے حلال کرنے اُس چیز کے جو بالفعل حرام ہے جیسے سود کے
حیلے اور حلالہ کرنیکے حیلے دوسرا حیلہ کرنا اُس شے کے حلال ہونے پر جسکی حرمت
کا سبب ہو چکا ہو اور وہ حرام ہوا چاہتی ہو مثلاً کسی شخص نے اپنی بیبی کی طلاق کو
ایسی شرط سے وابستہ کیا جو ضرور ہی ہو پہر چاہا کہ طلاق نہ پڑے تو حیلہ سے اُس سے
خلع کر لیا یہانتک کہ وہ جدا ہو گئی پہر اُس سے نکاح کر لیا تیسرا حیلہ کرنا اُس شے
کے ساقط کرنیکو جو واجب ہے مثلاً خرچ واجب کے ساقط کرنے اور قرض کے ادا
کرنیکے لئے حیلہ کرنا اِسطرح کہ مال کا مالک اپنی بیبی یا لڑکے کو کر دے خواہ جیسے کسی
رمضان آجاوے اور وہ روزے رکہنے نچاہے اور اِس غرض سے سفر کر جاوے اور افطار
کے سوا اور کوئی مطلب سفر سے نہو یا اور اسی جیسی صورت ہو چوتہا حیلہ کرنا ایسی واجب
کے ساقط کرنیکا جسکا سبب تو ہو چکا ہو اور واجب نہوا ہو مگر واجب ہونے ہی کو ہو تو
پہر ایسا حیلہ کرے کہ واجب نہونے پاوے مثلاً زکوۃ کے ساقط کرنیکو حیلہ کرنا کہ برس
کے گذرنے سے پیشتر مال کسی اپنے گہر والے کی ملک کر دے پہر بعد اسکی اوس سے
مال واپس لے اور یہہ طور دو طرح سے ہے ایک تو ساقط کرنا خدا تعالیٰ کے حق کا
بعد واجب ہونے کے یا سبب وجوب ہو چکنے کے جیسے اوپر کی مثال ہے دوسرے
مسلمان کا حق ساقط کرنا بعد واجب ہونے کے یا سبب وجوب ہو چکنے کے مثلاً شفعہ کے ساقط

کرنے پر جو شریک کا نقصان دور کرنیکے لئی مشروع ہوا ہی اوسکے واجب ہونے سے پیشتر یا بعد حیلہ کرنا پانچوان حیلہ کرنا اپنی کل حق یا بعض کے لینی کے لئے یا اوسکا عوض لینی کو خیانت سی جیسا پہلے گذرا اور اوسکی بہت سی صورتین ہین یعنی کسیکے قرض کا منکر ہو جانا جیساوہ اسکی قرض کا منکر ہوگیا یا اوسکی امانت مین خیانت کرنی جیسے اسنی خیانت کی یا اور اسیطرحکا معاملہ ہو

فصل جو کچھہ ہمنی ذکر کیا اُس سی اُن حیلونمین جنکے باعث ظلم اور تعدی سی نجات ملتی ہے اور اُن حیلون مین جنسی حرام کے مباح ہونیکے اور واجب کے ساقط کرنے پر حیلہ کیا جاتا ہی فرق معلوم ہوا گو دونو کا نام حیلہ اور وسیلہ ہی اور اُس سی یہہ بہی معلوم ہوا کہ بیع عینہ حرام سے بچاتی نہین بلکہ حرام کا وسیلہ ہوتی ہی اور اوس سی حرام ہی مقصود ہی جسپر بائع و مشتری متفق ہین اور اللہ تعالی اُنکے دلون سی اسبات کو جانتا ہی اور وہ دونو خود اور اونکی گواہ بہی واقف ہین - اور اسیطرح مال کا مالک کر دینا اپنی لڑکے کو برس روز پورا ہونیکے قریب تاکہ زکوۃ نہ دینی پڑے آدمی کو گناہ سی نہین بچاتا بلکہ اُسمین غوطہ دیتا ہے اسلئی کہ اُسنی ایسی فرضکی ساقط کرنیکا قصد کیا جسکا سبب ہو چکا تہا اور جو شخص اِن صورتوں کو جائز کہتی ہین وہ یہہ عذر پیش کرتی ہین کہ جو شخص ایسا کرتا ہی وہ واجب کو ساقط نہین کرتا بلکہ واجب ہونیکو ساقط کرتا ہی اور دونو باتو نمین فرق ہے آدمی واجب ہونے کو توروک سکتا ہی

مگر اوسکو درست نہین کہ واجب چیز کو رو کدے اور اسیطرح بیع سے پیشتر شفعہ کے
ساقط کرنیکے لئے حیلہ کرنے مین کہتے ہین کہ قبل بیع کے حیلہ کرنے سے بائع استحقاق
کا وجوب نہین ہونے دیتا یہہ نہین کہ جو حق بیع سے واجب ہوگیا اوسکو نہین دیتا یہ صورت
تو نا جائز ہے اور یہی نظیر زکوۃ نہ دینے کی بعد وجوب کے ہے کہ واجب ہونیکے بعد اوسکا نہ دینا
نہ حیلہ سے درست ہے نہ بدون حیلہ کے اسیطرح حیلہ کرنا جمعہ کے واجب نہونیکے
اسطور پر کہ کسی ایسی جگہہ جا رہے جہان اذان نہ پونہچے اور وہان سے جمعہ مین جانا اور
اوسی روز پہر آنا غیر ممکن ہو یا جمعہ کیوقت سے پیشتر سفر کر جاوے تو یہہ جائز ہے اور
جب جمعہ واجب ہو چکے تو بعد وجوب کے اوسکے نہ پڑہنے کا حیلہ جائز نہین اسیطرح اپنے
رشتہ دار پر خرچ کرنیکا واجب نہونے دینا اسطور پر کہ اتنا کماوے جسمین دوسرے کو
خرچ دینا واجب ہو اسکے لئے حیلہ جائز ہے اور واجب ہونیکے بعد نہ دینا درست نہین بس ان
دونو حیلون مین فرق کا بہید یہہ ہے جسپر حیلہ والے تکیہ کرتے ہین۔ اور جو لوگ حیلون کے
مانع ہین وہ یہہ جواب دیتے ہین کہ اگر حیلہ والونکی یہہ بات چلتی تو اللہ تعالیٰ اُن باغ
والونکو سزا نہ دیتا جنہون نے اوسکو رات مین توڑنیکا ارادہ کیا تہا اس لئے کہ انکے
پاس ساکین آوین اُن لوگون نے بہی تو وجوب کے دور کرنیکا ارادہ کیا تہا بعد اِس کے
کہ اوسکا سبب ہو چکا تہا اور وہ نظیر زکوۃ ساقط کرنیکے لیے حیلہ کرنے کی ہے جبکہ

اُسکا سبب ہو چکا ہو اور نیز اسطرحکے حیلہ کا درست ہونا خدا تعالیٰ کی واجب
کرنیکی حکمت کو بیکار کرتا ہے اسطرح کہ خدا تعالیٰ نے جو زکوۃ توانگروں کے مال
مین واجب کی تو اُن لوگونکی پاکی اور صفائی اور مسکینون پر مہر اور انکی حاجت
براری کے لئی فرمائی تو اوسکی وجوب کے نہونے کو حیلہ کرنا ان سب امور کا بیکار
کرنا ہی اور ایک یہہ کہ بعد سبب ہو چکنی کے اگر وجوب کے نہونے کی لئی حیلہ درست کہا
جاوی تو واجب کرنے مین کوئی فائدہ نہین رہتا اسواسطی کہ کوئی شخص ایسا
نہین جو ادنی حیلہ سی واجب کو دفع نکر سکے تو پہر واجب کرنا بیفائدہ ہوا اسلئی
کہ جب اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو واجب کیا اور اوسکی سبب ہو چکنی کے بعد اوسکا
ساقط کر دینا جائز فرمایا تو اسکی یہہ معنی ہوئی کہ جو قصد کیا تہا اوسکے خلاف ہوا
اور ایک یہہ کہ جب وجوب کا سبب منعقد ہو گیا تو وجوب مکلف سی وابستہ ہو چکا اور شارع
اوسکو اس تعلق کے قطع پر قدرت نہین دیتا خصوص جب وقت وجوب کا نزدیک اور
موجود ہوا اسصورتمین اُسکا حال ایسا ہوگا کہ گویا اوسمین داخل ہو چکا مثلاً جب
برس روز مین ایکدن یا ایک گھنٹہ رہجاوی تو زکوۃ کا ساقط کرنا یہان ایسا ہے
جیسا برس دن کے گذرنے کے بعد ساقط کرنا اور جو خرابی اوسمین ہی وہ اسمین
ہے غرضکہ جو مصلحت اس ساعت کی گذرنیکے بعد زکوۃ نہ دینے سے فوت ہوتی ہی

جسپر حکم شرعی ہی ۱۲

حیلہ کا بیان

۰۰ ہر ایک وجہ سے مثل اُس خرابی کے ہی جو اُس ساعت کے پیشتر ندینے سے ہوتی ہی اور ایک یہہ کہ بعد سبب کے منعقد ہونیکے حکم ایسا ہی ہی کہ ابھیم ہو چکا اور پایا گیا اور ایک یہہ کہ سبب کے ہو چکنے سے وجوب ثابت ہو چکا اور اوسکو جو مہلت برس کے روز کے پورے ہونے تک کی جائز کی گئی تو صرف اوسپر فراخی اور گنجایش کیواسطے ہے اور بہین جہت آدمی برسکے پورا ہونسے پیشتر زکوۃ واجب کا ادا کر دینا درست ہے اور اپنی موقع ہی پر ادا ہو جاویگی اور ایکو جہہ یہہ ہے کہ ایجاب سے گریز کرنا اوسلئی قصد کیا جاتا ہی کہ واجب کی ادا سے گریز ہو جاوے اور جو چیز اللہ تعالی نے اوسپر برس کے تمام ہونے پر فرض کی ہی وہ ساقط ہو جاوی اور یہہ صورت ایسی نہین جیسے کوئی وجوب زکوۃ سے گریز کر کے مال کا کمانا ہی چہوڑ دی جسمین زکوۃ واجب ہوتی یا شفیع کے لینی سے گریز کر کے اپنی حصہ کی فروخت ہی کو ترک کری یا خرچ دینی سے بھاگنی کے لئی بیاہ ہی نکری یا اور کوئی ایسی ہی صورت ہو اسلئی کہ ان صور تو نمین اُس شخص کے حق مین سبب ہی نہین ہوا کیونکہ اوسنی وہ چیز ہی ترک کر دی جو ایجاب کو پہنچاتی اور صورت مفروضہ مین سبب ہونیکی بعد اوس چیز کے ساقط کرنے پر حیلہ ہی جس سے ادا ر واجب متعلق ہی اور نیز سبب ہونیکو قطع کر دینا حکم خدا تعالی کو بدلنا اور حیلہ سے سبب ہونیکو ساقط کرنا ہی اور یہہ بات مکلف کو نہین پونہچتی اسلئی کہ اللہ

سبحانه هو الذي جعل هذه
اسبابا لحكمه ومصلحته فاذا
له ان يبطل هذه الاسباب
بالحيلة والمخادعة وهذا
بخلاف ما اذا وهبه ظاهرا
وباطنا او انفقه فانه
لم يحتل باظهار امر وابطان خلافه
فالمحتال على المحرمات واسقاط
الواجبات قصده فاسد ووسيلته باطلة
فانه توسل بالشيء الى غير مقصوده
وتوسل به الى مقصود محرم فان الله سبحانه جعل النكاح
وسيلة الى المودة والرحمة والمصاهرة
والنسل وغض البصر وحفظ الفرج و
نحو ذلك والمحلل لم يتوسل به الى شيء
من ذلك بل الى تحليل ما حرمه الله
سبحانه حرمها على المطلق ثلاثا عقوبة له
فتوسل بنكاحه الى تحليلها
...

ہی نے اپنی حکم اور حکمت سے اُس سبب کو سبب بنایا تھا تو اس بنانے کو حیلہ اور فریب
سے باطل کرنا بندہ کو درست نہین - اور یہہ صورت اسصورت کے خلاف ہی کہ اپنے
مال کو ظاہر اور باطن مین ہبہ کر دی یا خرچ کر ڈالے اسلئی کہ اوس شخص نے واجب ہونے
پر حیلہ نہین کیا کہ ظاہر کچھہ کری اور باطن مین اوسکے خلاف ہو پہر جو شخص حرام چیزون
اور واجبات کی ساقط کرنے پر حیلہ کرتا ہے اوسکا مقصود خراب ہی اور وسیلہ باطل
کیونکہ اوسنی ایک چیز کو وسیلہ اُس چیز کا کیا جو اُس سی مقصود نہو اور اوسکو ذریعہ حرام مقصود
کا بنایا مثلا اللہ تعالی نے نکاح کو دوستی اور رحمت اور سسرال اور نسل اور آنکہہ نیچی
رہنی اور ستر کی حفاظت وغیرہ کا وسیلہ مقرر کیا ہی اور حلالہ کرنیوالا نکاح کو انمین
سے کسی چیز کا وسیلہ نہین کرتا بلکہ جس چیز کو خدا تعالی نے حرام فرمایا ہی اوسکی
حلال کرنیکا وسیلہ کرتا ہی یعنی خدا تعالی نے عورتکو تین طلاق دینی والے پر اوسکی
سزا کے لئی حرام فرمایا اور حلالہ کرنیوالے نے اُس عورت سی نکاح کرنیکو وسیلہ
اوسپر حلال کر دینی کا کیا جس امر کے لئی نکاح مشروع تہا اوسکا وسیلہ نکیا اسلئی
اوسکا قصد حرام اور وسیلہ باطل ہوا اسیطرح بیع شرع مین وسیلہ اسباب کا ہی کہ
خریدار چیز سے اور بائع قیمت سی نفع لے مگر سود خوار نے اوس کو محض
سود کا وسیلہ کیا اور شفعہ شریک کا ضرر دفع کرنیکو مشروع ہوا ہے

فقصده محرم
والوسيلة باطلة
وكذلك شرع البيع وسيلة
الى انتفاع المشتري بالعين
والبائع بالثمن فتوسل به
المحتال الى محض الربا وشرع
الشفعة لدفع الضرر عن الشريك

مگر اوسکے باطل کرنیوالے نے بذریعہ کسی چیز ظاہر کرنیکے جسکی کچھہ حقیقت نہین
اوسکو باطل کردیا اسیلیے اوسکا ذریعہ باطل اور مقصود حرام ٹھہرا اسیطرح زکوۃ
مسکینوںکی لیے رحمت اور توانگروں کے لیے پاکی کیواسطے فرض ہوئی مگر اوسکے ساقط کرنیوالے
نے بذریعہ ایک عقد بےحقیقت کے اس مقصود کو باطل کردیا اسیطرح پہلونکا بیچنا تیاری
سے پہلے باطل ہی اسلیے کہ اوسکا انجام مال کو باطل کے عوض کہانا ہی توجس
صورتمین اوس بیع پر حیلہ کریگا اس طرح کہ پہلون کے توڑنیکی شرط کرلیگا پہر درختونپر
چہوڑدیگا یہانتک کہ وہ تیار ہو جاوین تو ایک شرط حرام غیر مقصود کی لیے حیلہ کریگا
حالانکہ دونو معاملہ والے اور دوسرے لوگ جانتے ہین کہ خریدار توڑنیکا نہین اور یہی
حال تمام حیلونکا ہی جو انجام کو شارع کے مقصود کو خراب کرین مثلاً عورت کا مال دینا
شوہر کو اور خلع کرلینا اللہ تعالیٰ نے اسلیے مشروع فرمایا ہی کہ زن و شوہر جس صورت
مین کہ دونو مین خلاف واقع ہوا ایکدوسرے سے چہٹی پاوین اوسکو لوگون نے قسم کے
ٹوٹنے اور نکاح کے باقی رہنے کا حیلہ ٹھہرالیا اور اللہ پاک نے نکاح ٹوٹنے کے لیے
اوسکو اوس مصلحت کی جہت سے مشروع فرمایا تہا **فصل** اور یہہ جو تم کہتے ہو کہ جو
شخص اپنی بیبی کی طلاق کی قسم کہاوے کہ مین یہہ شراب پیونگا یا اس شخص کو قتل
کرونگا اور حیلہ کرنے مین اوسکو دو تو خرابیون سے بچاتا ہی تو اسکے جواب مین

فتوسل المبطل بها باظهار ما لاحقيقة له الى ابطالها فكانت وسيلته بها باطلة ومقصوده محرمًا وكذلك فرض الزكوة رحمة للمساكين وطهرة للاغنياء فتوسل المسقط لها الى ابطال هذا المقصود باظهار عقد لاحقيقة له وكذلك بيع الثمر قبل بدو صلاحه باطل لما يفضي اليه من اكل المال بالباطل فاذا احتال عليه بان شرط القطع ثم تركه حتى يكمل صلاحه فقد احتال على [illegible] شرط محرم غير مقصود بل قد علم المتعاقدان انه لا يقطعه وكذلك سائر الحيل التي تعود على مقاصد الشارع بالنقض كالفدية من الزوجات والخلع شرعه الله ليتخلص كل من الزوجين من الآخر اذا وقع الشقاق بينهما فاحتالوا به للحنث في اليمين وبقاء النكاح والله سبحانه انما شرعه لقطعه لتلك المصلحة فصل ومما يقال لمن حلف بطلاق زوجته ليشربن الخمر او ليقتلن هذا الرجل فقيل له احتل بخلعها حتى تخلص من هذه المفسدة فتقع

ہم کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے اوسکی لئی ایسا امر مشروع کیا ہی کہ اُس سی وہ شخص
بچ بھی جاوی اور حاجت اس مکر وفریب کی نہو جو تم کہتی ہو تو یہان کئی طریق ہین
اول طرق تو اُن لوگونکا ہی جو یہہ کہتی ہین کہ یہہ قسم کسی حالمین ہوتی ہی نہین خواہ
قسم کے الفاظ سی کہی مثلا اسطرح کہ مجکو طلاق دینی لازم ہی مین ضرور یہہ کام کرونگا یا
شرط کے الفاظ سی کہی جیسی یون کہی کہ اگر آفتاب نکلیگا تو عورتکو طلاق ہی اور یہہ طریق
ابو عبد الرحمن کو پسند ہی جو اصحاب شافعی مین بزرگتر ہین اور یہی مختار اکثر ظاہر والونکا ہے
کہ اونکی نزدیک طلاق شرط کو قبول نہین کرتی مثل نکاح کے اور اونکی مخالفون نے اوپر کوئی
حجت شافی وارد نہین کی دوسرا طریق اُن لوگونکا ہی جو اس بات کی قائل ہین کہ جس طلاق
یا آزاد کرنے پر قسم کہائی ہو واقع نہین ہوتی بلکہ قسم کہانیوالے پر اگر قسم مین جہوٹا
ہو تو کفارہ قسم کا دینا لازم آویگا اور یہہ مذہب حضرات ابن عمر اور ابن عباس اور
ابوہریرہ اور ام المومنین عائشہ اور زینب بنت ام سلمہ اور حفصہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا
ازادی پر قسم کہانیکے باب مین ہی جو اللہ تعالی کے نزدیک نہایت محبوب قربتو مین سی
ہی اور غیر کی ملک مین چلتی ہے تو یہہ لوگ طلاق پر قسم کہانیکے باب مین کیا کہینگے جو
خدا تعالی کے نزدیک حلال مین سی ناخوش تر اور سلطانکی نزدیک سب چیزون سے محبوب تر
ہے اسلیے کہ اونسی ایک عورت نے سوال کیا کہ مین نے قسم کہائی ہی کہ میرے سارے مملوک

آزاد ہین اگر اپنی غلام اور اوسکی بیبی مین جدائی نڈالون تو انہون نے جوابدیا
کہ تو اپنی قسم کا کفارہ دی اور مردکو اور اوسکی بیبی کو بدستور رہنی دی اور یہہ صحابہ
اللہ تعالیٰ کے دین مین فقیہہ تر اور زیادہ تر جاننے والے تھی یہہ نہین ہوسکتا کہ آزادی
پر قسم کہانیکی بابین تو کفارہ کا فتوی دین اور اوسکو قسم سمجہین اور طلاق پر قسم
کہانیکو قسم نجانین بلکہ قسم توڑنیوالے پر طلاق کا پڑنا لازم کہین اور امام احمد
نے اس روایت کو اسلئی اختیار نکیا کہ اونکی نزدیک اُسکا ثبوت صرف سلیمان تیمی کی روایت
سے ہی اور اونکی اعتقاد مین سلیمان تیمی اس روایت مین تنہا ہی اور اس امر مین اُنکا
اتباع محمد بن عبداللہ انصاری اور اشعب حرانی نے کیا ہی اور ابو ثور کو طلاق کے لازم
ہونے پر اجماع کا وہم ہوگیا ہی اسلئی اوسپر عمل نہین کیا تیسرا طریق اُن لوگونکا ہی جو
کہتی ہین کہ طلاق پر قسم کہانا کچہہ نہین اور یہہ امر ابن طاؤس سی صحت کو پونہچا ہی اور وہ
اپنی باپ سی روایت کرتے ہین کہ وہ طلاق پر قسم کہانیکو کچہہ نجانتی تھی اور بعض متعصب
مقلدون نے اس نقل کو رد کیا ہی اسطرح کہ عبدالرزاق نے اسکو زبردستی سی قسم لینی ہوئی کے
بابمین ذکر کیا ہی تو معلوم ہوا کہ طلاق پر قسم کہانا بہی بردستی ہی مراد ہے اور یہہ بات خراب
اسلئی کہ دلیل عنوان باب مین نہین ہوتی بلکہ اعتبار اُس روایت کا ہی جو عنوان کے تلے مروی ہو
خصوصا متقدمین مثل ابی شیبہ اور عبدالرزاق اور وکیع کہ یہہ لوگ عنوان کے نیچے ایسی حادیث

لکہتی ہین کہ عنوان کے مطابق نہون گو کسی طرح کا علاقہ انکو عنوان سی ہو پہر اگر عبد الرزاق
نے اس روایت کو زبردستی سی قسم لی ہوئی کی باب مین سمجہہ لیا تو انکی سمجہہ حجت نہو گی بلکہ حجت
اُس روایت مین ہی جو بیان کی ہی پہر طلاق پر قسم کہانیکی خصوصیت مین کیا فائدہ ہی اسلئی کہ
زبردستی کے ساتہہ ہر ایک قسم کہانیوالیکی قسم کچہہ نہین ہوتی اور سُنید بن داؤد نے
اپنی تفسیر مین روایت کیا ہی کہ حدیث کی ہمسے عباد بن عباد مہلبی نے عاصم احول سی اور
اونسی عکرمہ سی اس مسئلہ مین کہ ایک شخص نے اپنی غلام سی کہا کہ اگر مین تیری سو کوڑی نمارون
تو میری زوجہ پر طلاق ہی تو عکرمہ نے فرمایا کہ نہ اپنی غلام کے کوڑی مارے نہ اوسکی بیبی
کو طلاق ہوئی یہ قول اُسکا شیطانکی خطرات مین سی ہی بس جب اس روایت کو اُس روایت
مین ملاؤ جو ابن طاؤس نے اپنی باپ سی کی ہی اور اوسمین جو حضرت ابن عباسؓ سی مروی ہے
اُس عورتکی باب مین کہ اپنی غلام سی کہا کہ اگر مین تجہہ مین اور تیری بیبی مین جدائی نڈالون
تو میرا ہر ایک مملوک آزاد ہی اور دوسری آثار جو حضرت ابن عباسؓ سی زوجہ کی حرام
کر لینی پر قسم کہانیکی باب مین مروی ہین کہ اسطرح کے حلف قسم مین اونکا کفارہ دیدے
اوسپر اضافہ کرو تو تمکو معلوم ہو جاویگا کہ حضرت ابن عباسؓ اور اونکی اصحاب
کا اسباب مین کیا مسلک تہا اور جب ان آثار کو صحابہ کے آثار مین ملا دکہ تعلیقات
پر قسم کہانا مثلاً حج اور روزہ اور صدقہ اور قربانی اور مکہ معظمہ تک پیادہ جانا وغیرہ

کر یہ سب امور قسمین مین کفارہ دینا چاہیے تو تمکو معلوم ہو جاویگا کہ صحابہؓ کی اس باب مین کیا رائے تھی اور جب اسکو اوس قیاس پر اضافہ کرو جسمین اصل و فرع کا حکم برابر ہوتا ہی تو معلوم کرلوگے کہ غالب کون ہی اور مغلوب کیا ہی اور باوجود اسکے تمکو وسترس نہین کہ شیطان سے اور اوس شخص سے کہ یون کہی کہ مین نے حکم کیا اور میرے نزدیک ثابت ہوا نزور کرو اور اللہ سے مدد کی خواہش ہی چوتھا طریق اُن لوگونکا ہی جو اپنی بیبی کے فعل پر یا خود اپنے فعل پر یا غیر زوجہ کے فعل پر حلف کرنیمین فرق کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر اپنی بیبی سے کہا کہ اگر تو گھر سے نکلیگی یا فلان شخص سے بولیگی تو تجکو طلاق ہی تو اوسپر اس کام کرنے سے طلاق نہ پڑیگی اور اگر اپنے آپ پر یا بیبی کے سوا اوپر قسم کی اور حانث ہوا تو طلاق لازم ہوگی اور یہہ قول اشہب بن عبدالعزیز کا ہے جو امام مالک کی سب اصحاب مین سے فقیہ تر ہین اور اسکا ماخذ یہ ہی کہ عورت جب یہہ کام اسغرض سے کریگی کہ مجکو طلاق ہو جاوے تو اوسکو طلاق نہ پڑیگی اوسکی سزا کی جہت سے اوپر اس نظر سے کہ جو قصد اوسنے کیا اوسکی خلاف معاملہ کیا جاوے اور یہہ امام مالک اور احمد اور اونکی موافقین کی اصول پر چلتا ہی کہ جو شخص عورت کے وارث کرنیسے بھاگتا ہی اور زکوٰۃ کی دینے سے گریز کرتا ہی اور مورث اور وصیت کرنیوالے اور مدبر کرنیوالیکو قتل کرتا ہی اُن سبکی سزا اونکی نزدیک یہہ ہی کہ جو کچھہ اونہون نے قصد کیا ہوا اوسکی خلاف

ہونا چاہئیے اور یہی نفقہ ہے خصوص ایسے حال مین کہ شوہر نے عورت کی طلاق کا
ارادہ نکیا ہو بلکہ اوسکو برانگیختہ کرنا خواہ روکنا کسیکام سے ارادہ کیا ہو اور یہہ
کہ ایسا کام نکرے جسمین شوہر کو ایذا نہو تو اوسکا فعل شوہر کی سب سے بڑی ایذا کا سبب
کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ اوسنے عورتکو اپنی ایذا دینے کا وکیل کرکے مالک نہین کیا
نہ خدا تعالی نے اوسکو اختیار دیا کہ شوہر کو نکاح توڑنے سے ایذا دے تو جدائی
عورت کے اختیار مین کسطرح ہوگی پانچوان طریق اُن لوگونکا ہے جو حلف مین شرط و جزا کے
الفاظ سے اور التزام کے الفاظ سے فرق بتلاتے ہین یعنی اگر یون کہے کہ اگر مین
ایسا کرونگا تو یہہ ہے تو ایسے الفاظ سے حلف کرنے مین طلاق لازم آویگا اور اگر
ان الفاظ سے کہیگا کہ میرے اوپر فلان چیز لازم ہے اگر مین ایسا کرون تو اسصورت
مین طلاق لازم نہین اور اصحاب شافعی سے جو صورتین مروی ہین اونمین کی یہہ ایک
صورت ہے اور امام ابوحنیفہ رح سے بھی یہی منقول ہے چھٹا طریق یہہ ہے کہ جسبات کے
لئے قسم تھی وہی جاتی رہے اسکے بعد جس چیز پر قسم کھائی ہے اگر اوسکو کریگا تو قسم مین
جھوٹا نہو گا اسلئے کہ اُسکام کا نکرنا قسم کے ساتھہ ایک علت کی جہت سے تہا جب
علت جاتی رہی تو کام سے باز رہنا بھی جاتا رہا اور یہہ بات شریعت کے اصول اور
امام احمد رح اور اُن لوگونکے مذہب کے قواعد پر عام ہے جو قسم کے عام در خاص ہونے اور مطلق اور مقید

الطلاق في الاول لا الثاني وهو احد الوجوه لاصحاب الشافعي والمنقول عن ابي حنيفة الطريق السادس ان يزول المعنى الذي كانت اليمين ... فاذا فعل المحلوف عليه بعد ...

بعمومها وخصوصها واطلاقها وتقييدها ... والقضية في اليمين ... الشرع وقواعده ... احمد وغيره ... وهذا المطرد على اصول ... باليمين انما كانت لعلة فزوال ذلك ...

ہونے مین نیت اور قصد کا اعتبار کرتے ہین پس اگر قسم کہا جاوے کہ مین فلان عورت سے نبولونگا اور سبب قسم کا یہہ تہا کہ وہ عورت اجنبی تہی اور اُس سے بولنے مین خوف تہا کہ کہین میری آبرو مین بٹا لگے پہر اوس سے نکاح کر لیا تو اب اگر اوس سے گفتگو کریگا تو قسم مین جہوٹا نہوگا یہہ اوس صورت مین ہے کہ اوس شخص کو قسم کہوتے وقت کچہہ نیت نہو اور اگر اوسنے نیت بہی کرلی تہی کہ جبتک اجنبی رہیگی تبتک نہ بولونگا تب تو کچہہ دقت ہی نہین کہ قسم نیت سے مقید ہو جائیگی اور اسی پر امام ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ نے فتوی دیا ہے اس مسئلہ مین کہ کوئی شخص قسم کہاوے کہ مین فلان شخص کے اس گہر مین نجاونگا اور نہ اُسکی غلام سے بولونگا اور وہ شخص اپنا غلام اور گہر بیچڈالے اور اسکی نظیر یہہ صورت ہے کہ کوئی قسم کہاوے کہ مین فلان شخص سے گفتگو نکرونگا اور باعث اس قسم کا اسکو یہہ ہو کہ دوسرا شخص نماز نہ پڑہتا ہو یا کوئی اور اسیطرح کا عیب ہو پہر وہ توبہ کرلے اور جس بات کے لئے قسم ہوئی تہی وہ آدمی سے جاتی رہے حاصل یہہ کہ اگر قصد قسم کہانیوالے کا ظاہر ہوگا تو اوسی کیطرف رجوع کیا جاویگا اسلئے کہ الفاظ اسی جہت سے معتبر ہین کہ مقصود و پر دلالت کرین تو جس صورتمین مقصود ظاہر ہوگا تو اوسیکا اعتبار ہوگا اور اسیوجہہ سے اگر قسم کہاوے کہ اسکا حق کل کو دونگا اور مقصود یا سبب یہہ ہے کہ کل سے نہ بڑہونگا اور کل سے پیشتر ادا کردے تو جہوٹا نہوگا اور اسیطرح اگر قسم کہاوے کہ مین

اپنا غلام ہزار ہی کو بیچونگا اور پہر اُس سی زیادہ کو بیچدی اور بہت سی علمانے
جنمین سی ابن عقیل اور ہماری شیخ ہین اسی پر فتوا دیا ہی اسصورتمین کہ کسی
شخص سی کہا گیا کہ تیری بیبی گہر سی نکلگئی یا اُسنے فلان مرد سی زنا کیا اُسنے
سنتے ہی کہا کہ اوسکو طلاق ہے پہر اوسکو ظاہر ہوا کہ عورت گہر سے نہین
نکلی اور جس مرد سی اوسکو تہمت لگائی گئی وہ اِتنی فاصلہ پر ہے کہ اسکا پونہچنا
عورت تک یقینا ناممکن ہی یا معلوم ہوا کہ وہ شخص مر گیا ہی اور یہہ وہی امر ہے
کہ قواعد فقہ اسکی سوا کے مقتضی نہین حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہین کہ انما الاعمال بالنیات یعنی اعمال کا مدار نیتون پر ہے
اور اگر ان طریقون کو تم تامل کرو تو اُنکا چلنا تمکو حیلونکی طریقونکی چلنی سی بہتر
معلوم ہوگا کہ عورتکو چہوڑ دے یا خلع کرے یا نکاح کے خراب اور باطل
ہونے کا دعوی کرے اِسطرح کہ ولی نے وہ کام کیا تہا جس سی وہ فاسق
ہوگیا تہا یا گواہان نکاح حریر پر بیٹھے ہوئے تھے یا اور اسی طرحکا معاملہ
تھا جس سے نکاح باطل ہوا اور جب انمین سے کوئی بات نہین بن پڑتی
تب عاریتی بکری سے التجا کرتے ہین اور جفتی کے واسطے اوسکو کرایہ لیتی ہین
کہ جفتی کری اور اپنی مزدوری لے **فصل** اور یہہ آیت جو حیلی کی بابمین لکہی ہی

کہ اللہ تعالی نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ [اور پکڑ اپنے ہاتھ میں سینکوں کا مٹھا پھر مار] بِهٖ وَلَا تَحْنَثْ [اس سے اور قسم میں جھوٹا نہو] تو تعجب ہی کہ اس آیت کو وہ لوگ حجت پکڑیں جو اس مسئلہ کے قائل ہیں کہ اگر ایک شخص نے قسم کہائی کہ دوسرے کے دس کوڑی ماروںگا اور اوسنے دسوں کو اکٹہا کرکے ایک چوٹ اُسکو لگا دی تو اُسکی قسم سچی نہوئی اور اسکی قائل امام ابو حنیفہ اور مالک اور احمد کے اصحاب ہیں اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر مارنیوالیکو یقینا معلوم ہو کہ دسوں کوڑی اُسکی بدنکو لگ گئی ہیں تب تو قسم میں سچا ہوگا اور اگر یقینا جانے کہ سب نہیں لگی تو قسم میں سچا نہوگا اور اگر شک ہو کہ لگی ہیں یا نہیں تو جہوٹا نہوگا اور اگر بالفرض یہہ طور قسم کہانیوالیکے سچا ہونیکا موجب ہوتا تو زنا کرنیوالی اور تہمت زنا لگانیوالے اور شراب پینیوالے سی گنتی ضرب کی دور ہو جاتی یعنی سو کوڑوں یا اسّی کوڑوں کو ایکجا کرکے اون سی ایک چوٹ ایسی شخص پر لگا دیجاتی اور یہہ صورت صرف مریض کے حقمیں چلتی ہی چنانچہ امام احمدؒ نے اوسکو ابو امامہ بن سہیل سی اور اُنسی سعید بن سعد بن عبادہ سی روایت کیا ہی کہ ہمارے گہروں میں ایک چہوٹا سا مرد ضعیف تجربہ کار تہا اوسنی قوم کا کچہہ پاس نکیا کہ اونکی ایک لونڈی سی زنا کر بیٹہا آدمی کہتا ہی کہ اس خبر کو سعد بن عبادہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنی ذکر کیا اور وہ مرد ضعیف مسلمان تہا آپ نے

واما قوله تعالى لايوب وخذ بيدك ضغثا فاضرب به ولا تحنث فالعجب انه يحتج به من يقول انه لو حلف ليضربنه عشرة اسواط فجمعها وضربه بها ضربة واحدة لم يحنث عند اصحاب ابي حنيفة و مالك واصحاب احمد وقال الشافعي ان علم انها مسته كلها بر وان علم انها لم تمسه حنث وان شك لم يحنث ولو كان هذا صحيحا لكان الحد يسقط عن الزاني والقاذف والشارب بان يجمع لهم مائة سوط او ثمانين فيضربه بها ضربة واحدة وهذا انما يجري في المريض كما رواه احمد عن ابي امامة بن سهل بن حنيف عن سعيد بن سعد بن عبادة قال كان بين ابياتنا رجل ضعيف مخدج فلم يرع الحي الا وهو على امة من امائهم يخبث بها فذكر ذلك سعد بن عبادة لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وكان ذلك الرجل مسلما فقال

فرمایا کہ اوسکو واسطی ایک شاخ خرما کی لو جسمین سو قمچیان ہون پہر اوس سے اوس شخص کو
ایکدفعہ مارو لوگون نے یہی کیا باقی رہا قصہ حضرت ایوب علیہ السلام کا تو اوسکی
ایکوجہہ باریک ہی کہ آپکی بیبی چونکہ آپکی شفایابی اور درستی رہا پانے پر نہایت حریص
تھی اسیلئے اپنی مقدور کے موافق آپکا علاج ڈہونڈہتی تہی پس جب شیطان آپکی
بیبی کو ملا اور اپنا قول کہا تو آپ کی بی بی نے اُسکی قولکو آپکے سامنی کہا آپنے
فرمایا کہ وہ شیطان ہی پہر قسم کہائی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجکو شفا دیگا تو بیبی کو سو کوڑی
مارونگا حالانکہ وہ بیچاری معذور تھی اور آپکی حق مین اچہا کرتی تہی اور اُنکی شریعت
مین قسم کا عوض کچہہ نہ تھا اسلئی کہ اگر ہوتا تو حضرت ایوبؑ کفارہ کیطرف جُہکتی اور مارنے
کے محتاج نہوتے اِس سبب سے اونکی نزدیک قسم مثل حدود کے واجب تھی اور یہ بات
ثابت ہوچکی ہی کہ جس شخص پر حد لگائی جاتی ہی اگر وہ معذور ہو تو اوسکی لئی حد مین تخفیف
کردی جاتی ہے یعنی سو قمچیان یا سو کوڑی اکٹہی کر کے اوسکو ایکدفعہ مار دئی جاتے
ہین اور حضرت ایوبؑ کی بیبی معذور تہین اُنکو معلوم تہا کہ جس شخص نے اُن سے کلام
کیا وہ شیطان ہی اسیلئی مستحق سزا نہ تہین پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ایوبؑ کو حکم فرمایا
کہ آنسے معذور کا سا معاملہ برتین اور خدا تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ کی لئی دونو باتین
اکٹھی کر دین کہ اپنی قسم مین بھی سچے رہین اور اپنی بیبی معذور اور سلوک کرنیوالیکی ساتہہ نہی

نرمی کرین تو اب نص قران کا موافق ہونا حدیث کی نص کے اس ضعیف کی بابہر
جسنے زنا کیا تہا ظاہر ہو گیا پس اس آیت کا حکم اپنی جگہہ سے زیادہ نہ بڑہیگا اور
اس امت مین سے اگر کوئی شخص قسم کہا لیگا کہ مین اپنی بیبی یا لونڈی کے سو کوڑے
ماردنگا تو ویسا حکم لازم نہوگا گو بیبی اور لونڈی معذور ہون اسلئے کہ اللہ تعالی
نے مرد کے لئے نکلنے کی راہ کفارہ سے مقرر فرمائی ہے اب اگر یہہ کہو کہ جب مار زنا
واجب ہو مثلا حد مارنی ہو تو اسوقت بہی معذور ہونا مفید ہے یا نہین تو اوسکا
جواب یہ ہے کہ اگر عذر ایسا ہو جسکے دور ہونیکی توقع ہو مثلا گرمی اور سردی شدت سے ہو
یا تہوڑا سا مرض ہو تو اوسکے دور ہونیکا انتظار کیا جاویگا اور اوسکے جاتے رہنے کے
بعد حد واجب لگائی جاویگی جیسے مسلم کی حدیث حضرت علی رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لونڈی نے زنا کیا آپنے مجکو ارشاد فرمایا کہ اسکی کوڑے لگاؤ
مین جو اوسکے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ تہوڑے ہی دنون سے نفاس مین ہے مجکو ڈر ہوا کہ اگر کوڑے
مارون تو کہین اسکو جان سے نمار دون مین نے یہہ ماجرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمتمین عرض کیا آپ
نے فرمایا کہ تمنے خوب کیا نمارا اسکو چہوڑ دو جبتک اچہی ہو

فصل اور بلال کی حدیث خرما کے
بابمین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اونکو فرمانا کہ خرما کو درمونکے بدلے بیچکر ان درمونسے
اچہی خرما مول لے لو اسکا حال یہہ ہے کہ ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ ہہ حدیث مین ایسی معلوم

عامل الاحتيال بالعقد الذي
لا يثبت مقتضاه ... وجهها احدها
ان النبي صلى الله عليه وسلم امر ان يبيع سلعته
وسلم امر بلالا ان يبيع التمر ثم يبتاع بثمنه ... سلعة
اخرى ومعلوم ان ذلك انما
يقتضي البيع الصحيح فجاز ذلك بلا ريب لكن
البيعتان على الوجه الصحيح والنبي دل السنة واقوال الصحابة ان هاهنا

جو مقصود نہین ہوتے حیلہ کرنیکی دلالت کئی وجہون سے نہین اول تو یہہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم فرمایا کہ اپنا پہلا مال بیچ ڈالو اور اوسکی قیمت سے دوسرا مال خرید لو اور ظاہر ہی کہ یہہ امر صحیح بیع کو چاہتا ہی اور جب دونو بیع درست طور پر پائی جاوینگی تو بلا شک معاملہ درست ہوگا اور ہم بیان اُن بیعونکا کرتے ہین جو حدیث اور صحابہؓ کے اقوال کی روسے معلوم ہوتے ہون کہ سو ہین گو ظاہر مین بیع ہوان اور اسطرحکی بیع خراب ہے تو اس حدیث کے لفظو مین سوا بیع صحیح کے اور کوئی داخل نہوگی ورنہ اسی حدیث سے کوئی حجت کرنیوالا یہہ بھی حجت کرسکتا ہی کہ عیبدار چیز کا بیچنا یا شرط خیار یعنی جا کرکی مدت تین دن سے زیادہ کرکے بیچنا یا عیب سے پاک ہونیکی شرط لگا کر بیچنا یا اور اسی طرحکی بیع جنکی صحت مین اختلاف ہی سب درست ہین دوسری وجہ یہہ ہی کہ حدیث مین عموم نہین اسلئے کہ یہہ ارشاد فرمایا کہ درمونکی عوض مین اچھی خرما مول لیلو اور مطلق حقیقت کا امر کسی قید کے ساتھہ امر نہین اسلئے کہ حقیقت سب فردونمین مشترک ہی اور مقدار مشترک ایسی نہین جس سے ہر ایک فرد دوسرے سے جدا ہوجاوے اور اُس سے یہہ لازم بھی نہین آتا تو مشترک کا امر فرمانا کسی حالمین علیحدہ کا امر نہوگا ہان اوسقدر مشترک ہی سے بعض ان قیدونکی لازم آتی ہین مگر وہ قیدین معین نہین اسلئے اُن قیدونکی بابمین حدیث بطور بدلیت عام ہی مگر یہہ اس بات کا مقتضی نہین کہ افراد پر عموم جمع کے طور پر ہو جو مقصود ہے

الشيئان في البيع ... واقوال الصحابة ... وقوله هذا
وانكان بيعا فاسدا ... فاسد فلا يدخل ولفظ البيع
البياعات ... شرط الخيار ... على جواز البيع
العيب او على البيع بشرط البراءة ... من ذلك ... وعلى
البيع بشرط البراءة وغير ذلك من البيوع المتنازع
في صحتها الثاني ان الحديث ليس فيه عموم لانه قال
وابتع بالدراهم جنيبا والامر بالحقيقة المطلقة ليس امرا
بشيء من قيودها لان الحقيقة مشتركة بين الافراد
والقدر المشترك ليس هو ما يميز كل واحد من الافراد
عن الآخر ولا هو مستلزم له فالامر بالمشترك ليس امرا بالمميز بحال نعم هو
مستلزم لبعض تلك القيود
لا بعينه فيكون عاما لها
على سبيل البدل لكن
ذلك لا يقتضي العموم
للافراد على سبيل الجمع وهو المطلوب

فليس في الحديث انه امره ان يبتاع من المشتري او له امره ان يبتاع من غيره او ما ينقض البلد او لا غيره ولا بثمن حال او مؤجل او نقول من قال لو كان الابتياع من المشتري حراما لنهى عنه شرع في بيان مقصود النبي صلى الله عليه و آله وسلم انما هو بيان الطريق التي يحصل بها

یعنی حدیث مین یہہ نہین ہی کہ حضرت بلال کو فرمایا ہو کہ مشتری ہی سی خریدین یہہ
حکم ہے کہ اوسکی غیر سی خریدین نہ یہہ کہ شہر کے رائج سکہ کے عوض لین اوسکی غیر کی
عوض کا ارشاد ہی نہ قیمت نقد کا امر ہی نہ اُدہار کا اسی طرح جو لوگ یہہ کہتی ہین کہ اگر
مشتری سی خریدنا حرام ہوتا تو آپ منع فرما دیتی مردود ہی اسلئی کہ مقصود آنحضرت
صلے الله علیه وآله وسلم کا اُس تدبیر کا بیان ہی جس سی وہ شخص جسکے پاس خراب خرما ہون اچھے
خرما لے سکی بیع کی شرطون اور اوسکی موانع کا ذکر فرمانا مقصود نہین ورنہ اِس قول
خداوندی سی كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ
یہہ حجت کرنی درست ہونی چاہیی کہ درندون سی کچلی والیکا اور پرندون سے
چنگل والیکا کہانا جائز ہے اور جن پینی کی چیزون مین اختلاف ہی اونکا پینا حلال
ہے حالانکہ یہہ باطل ہی اسلئی کہ آیت مذکور مین صرف کہانے اور پینی کا وقت
اور اوسکی تمام ہونیکا بیان مقصود ہی اور اشیاء کی حلت و حرمت کا ذکر نہین اور اسیطرح
اِس آیت سی وَانْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ حجت پکڑنا کہ زناکار عورت کا نکاح توبہ سی پہلے
درست ہی اور حلالہ کرنیوالیکا نکاح اور پانچوان نکاح اور متعہ کا نکاح اور شغار
کا نکاح یا اور ایسا ہی صحیح ہی اور اسیطرح الله تعالی کے ارشاد وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ
سی کتی کی بیع کی حلت پر اور اسیطرح کلی اور بیعونکی حلت پر دلیل لانی ہی جب یہہ

الاختلاف في جواز نكاح الزانية قبل التوبة ونكاح المحلل ونكاح المتعة والشغار وكل ما احل الله البيع على ... الكلب ...

معلوم ہوا تو حدیث سے کسیطرح معلوم نہین ہوتا کہ بیع عینہ جائز ہوا اور یہہ غالب نہین کہ خرما کو درمون کے عوض بیچے والا مشتری ہی سے اچھے خرمے مول لے تاکہ یہ کہا جاوے کہ یہی صورت غالب ہے اسواسطے کہ غالب تو یہی ہے کہ اسباب ایسے شخص کے ہاتھہ بیچتے ہین جو دام دیدے اور مول اوس سے لیا کرتے ہین جسکے پاس اپنی مرغوب چیز پائی جاوے تیسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ جمع کو درمون کے عوض بیچڈالو اُس سے بیع مقصود ہی سمجھی جاتی ہے جو ایسی شرط سے خالی ہو کہ بیع کے مقصود ہونیکی مانع ہو بخلاف اُس بیع کے جو مقصود نہو کیونکہ اگر مثلاً یہہ کہا کہ اِس کپڑے کو بیچدے یا مین نے یہہ کپڑا بیچا تو اوس سے نہین سمجھا جاویگا کہ بیع زبردستی سے کی ہے یا ہنسی سے یا اور اسیطرح کی ممنوع بیع کی ہے چوتھی وجہ یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بیع مین دو بیعون سے منع فرمایا اور جس صورتمین کہ دونون اسبات پر متفق ہونگے کہ ایک شخص دوسرے کے ہاتھہ مول کے بدلے بیچے پھر اوسی مول کے عوض اوس سے کوئی چیز خریدلے تو ظاہر ہے کہ یہہ دو بیعین ایک بیع مین ہونگی تو یہہ صورت اُس حدیث مین داخل ہوگی اسلئے کہ جس معاملہ کی اجازت دیگئی وہ اوس معاملہ کو شامل نہوگا جس سے منع کردیا گیا ہے پانچوین وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمع کو درمون کے عوض بیچو پھر درمون کے عوض جنیب خریدکرو یہہ ارشاد ایسی بیع کو چاہتا ہے

جسکو بائع اول بیع کے ہو چکنے کے بعد انشا اور ابتدا کرے اور جب اول ہی سے دونوا وسپر متفق ہو جاوینگے تو دونو کا اتفاق دو عقد و نپر ایک ساتھہ بلا ترتیب ہو جاویگا تو یہہ صورت اجازت کی حدیث مین داخل نہوگی بلکہ نہی کی حدیث مین داخل ہوگی جسکی وجہ یہہ ہی کہ اگر فرض کیا جاوے کہ حدیثین عموم لفظی ہی تب بھی وہ بشمار صورتوسے مخصوص ہوگی اسلئے کہ ہر ایک بیع فاسد تو اوسمین آہی نہین گئی اسصورتمین اسکی دلالت ضعیف ہوگی اور جو صورت کہ ہمنے ذکر کی ہی اوسکو ان دلیلون سے خاص کیا جاویگا جو نص ہین یا مثل نص کے ہین

فصل اور اس سے ظاہر ہوا کہ باطل حیلونکی جائز ہونے پر اللہ تعالی کے ارشاد اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ سے دلیل لانا باطل
مگر ایسا کہ سودا ہو دست بدست جسکو پہیر لیتے ہو آپس مین
اور یہہ کہنا کہ یہہ آیت شامل ہی عینہ وغیرہ کو اسلئے کہ بائع و مشتری اسبابکو آپس مین لوٹ پہیر کرتے ہین اور وجہ باطل ہونیکی یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے جن بیعون کو اپنے بندون کے واسطے مشروع فرمایا ہی اونکو دو قسم کیا ہی کہ نسیئے مدت ہون یا بدت ہون اور ارشاد فرمایا کہ مدت والی یعنی ادہار بیعونمین دستاویز کر الیں اور بے مدت یعنی نقد معاملہ جسمین خرابی انکار کرنے طرفین کا اندیشہ نہو اسکو دستاویز نکر لینے کے بابمین خاص کیا اور کسی نے صحابہؓ اور اونکے بعد کے لوگونمیں سے اس آیت مین سودی معاملہ کا داخل ہونا نہ سمجہا بلکہ اس سے یہی سمجہی مقصود شرعی بیعین جو سود سے خالی ہون

فصل اورکنایون سی جو تم حیلونکی درست ہونے پر دلیل لاتی ہو تو یہہ بڑی ہی
باطل دلیل ہی اسلئی کہ کہان وہ کنایات جنسی آدمی ظلم اور جھوٹ سی رہائی پاوی اور
کہان وہ حیلی جنسے اللہ تعالی کی فرض چیز کو ساقط کری اور اوسکی حرام کی ہوئی
شے کو حلال جانے کیونکہ کنایہ والا حق کہتا ہی اور سچ بولتا ہی اور لفظونسی اُنکے
معنی لغوی مراد لیتا ہی اور اِس کنایہ کرنے سی لغت کی حد سی باہر نہین جاتا کہ لغت مین
حقیقت اور مجاز اور عام اور خاص اور مطلق اور مقید اور مشترک اور متباین سب کچھہ
ہوتے ہین انکو اُن حیلونسی کیا نسبت جنمین عقد سی وہ بات مقصود ہو جسکے لئی نہ عقد
مشروع ہی نہ وہ عقد کا مقتضا شریعت اور حقیقت کی روسی ہی اور نیز ایک فرق یہہ ہے
کہ اگر کنایہ والا اپنی قصد کو ظاہر کردی تو وہ باطل و حرام نہو گا بخلاف حیلہ گر کے کہ اگر وہ
چیز جو اوسکو عقد ظاہری سی مقصود ہی اوسکی تصریح کردی تو وہ حرام باطل ہو گی مثلاً سود کے
لئی حیلہ کرنیوالا اگر یون کہی کہ مین تیری ہاتھہ سو نقد ایکسو بیس کے عوض برس روز کے وعدہ پر
بیچتا ہون یا یہہ کہی کہ مین تجکو ہزار اِس شرط سی قرض دیتا ہون کہ تو مجکو اسقدر زیادہ
ملاکر ادا کردینا تو حرام اور باطل ہو گا حالانکہ یہہ اوسکا عین مقصود ہی اسیطرح اگر
حلالہ کرنیوالا کہی کہ مین عورتکو اس شرط پر نکاح کیا کہ اوسکو پہلی شوہر طلاق دینی والے
پر حلال کردون تو حرام ہو گا اور ایک فرق اور ہی کہ کنایہ کرنیوالیکا مقصد صحیح اور وسیلہ درست ہے

اور اسکے مقصود مین کچہہ شریعت کی روک اوسپر نہین ہے اوسکے وسیلہ مین کچہہ مخالفت ہے نہ کنایہ مین خدا تعالی کو کسی چیز مین دہوکا دینا ہی غایت یہہ ہی کہ کنایہ سے خلق کو فریب دینا ہی جسکا فریب دینا ظلم کے باعث شارع نے مباح فرمایا ہی پہر کنایہ کرنیوالا شر کو دفع کرتا ہی اور حیلہ گر امر باطل سے حق کو دفع کیا چاہتا ہی۔ اور کنایہ کرنا جیسا قول سے ہوتا ہی ویسا ہی فعل سے بہی ہوتا ہی مثلا لڑائی کرنیوالا اپنا سفر ایسی طرفکو بتا دے جو دشمن کیطرف سکے خلاف ہوتا کہ دشمن یہہ جانے کہ یہہ میرے اوپر چڑہنا نہین چاہتا یا اپنے مقابل ایسی تدبیر کرے کہ اوسکو یہہ وہم ہو کہ یہہ بہاگ چلا پہر اوسکی طرف پہر پڑے یا ظاہر کرنا بہرے پن اور بینا اور شکم سیری اور تونگری وغیرہ کا

فصل اور حیلہ والے یہہ دلیل جولاتے ہین کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی یوسف علیہ السلام کو وہ حیلہ سکہایا جس سے وہ اپنے بہائی کے رکہہ لینے پر پہنچ گئے تو بعض حیلہ والون نے گمان کیا ہی کہ یہہ قصہ اونکے لئے حیلہ کے باب مین مفید ہے حالانکہ جیسا وہ گمان کرتے ہین ویسا نہین اسلئے کہ ایسا حیلہ ہماری شریعت مین کسیطرح درست نہین تو حجت کرنیوالا ایسی چیز سے کیسے حجت کرتا ہے جس پر عمل حرام ہوا اور اللہ تعالی نے جو اس حیلہ کو اپنے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے مشروع فرمایا تہا تو اوسکی وجہ اونکے بہائیونکی سزا اور تدارک اور حضرت

ونصر الله عليهم وتصديقا لرؤياه وفي قصته ضروب من الحيل المستحسنة احدها قوله لفتيانه اجعلوا بضاعتهم في رحالهم لعلهم يعرفونها اذا انقلبوا الى اهلهم لعلهم يرجعون فانه تسبب بذلك الى رجوعهم وفيه اقوال فذلك انه تخوف ان لا يكون عند ابيهم وفي ان يجعلوا ما يعطيهم ومنها انه خشي ان يضر اخذ الثمن بهم ومنها انه راى ان اخذ الثمن منهم لؤم ومنها انه اراد الا يكونوا ادعى لهم الى العود

يوسف کو انپر جتانا اور اُنکے خواب کو سچا کرنا تھا اور آپ کے قصہ مین عمدہ حیلونکی بہت سی قسمین ہین اول تو حضرت یوسف کا اپنے خادمون سے فرمانا اِجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ
رکھہ دو پونجی انکی بیچ بورون اونکے شاید اسکو پہچانین جب پھر کر جاوین اپنے گہر شاید وہ پہر آوین ۱۲
یہہ اسی نظر سے فرمایا تھا کہ آپکے بھائی دوبارہ آوین مفسرین نے اسمین بہت باتین ذکر فرمائی ہین ایک یہہ کہ آپکو خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ اونکے پاس روپیہ نہو جس سے پھر آوین دوسرے یہہ کہ آپ ڈرے کہ اونسے مول لینے مین انکو کہین ضرر نہو تیسرے یہہ کہ اُنسے دام لینا ملامت سمجھا چوتھے یہہ کہ اُنکو اپنا کرم دکھلایا کہ انکا مال پھیر دیا تاکہ یہہ امر زیادہ تر اونکے پھر آنیکا موجب ہو غرضکہ یہہ حیلہ ایک عمل نیک تھا اور بھائیون سے جو اپنے آپ کو نہ بتایا تو چند دوسرے اسباب کی جہت سے جنمین بھائیونکی اور اونکے باپکی اور خود اپنی منفعت تھی اور جو چیز کہ اللہ تعالی کو اس بلا مین اونکے ساتھ منظور تھی اوسکا کمال تھا اور اونکی اور اونکے باپ کے جمع ہونیکی وقعت کا بڑا کرنا تھا جیسے خدا تعالی کی عادت ہے کہ اپنے بندہ کو کسی رتبہ کمال پر پہونچانا چاہتا ہے تو اوسکے لئے اسباب محنتون اور مشقتون کے تیار فرما دیتا ہے تاکہ بعد ان مشقتون کے اُن مراتب پر پہنچنا نہایت وقعت کا ہو اور یہہ ایسا ہے جیسے جنت والے جنت مین مرنیکے بعد اور برزخ کی اہوال

فهذا كله احتيال به عمل صالح واما كتمانه نفسه فلاسباب اخر فيها منفعة لهم ولابيهم وله وتمام لما اراد الله تعالى بهم من الخير في البلاء وتعظيم لموقع اجتماعهم وبابيه كعادة الله فيما يريد ايصاله الى عبده من الغايات جعل لها اسبابا من المحن والمشاق ليكون موقع وصوله اليها بعدها اعظم وذلك كوصول اهل الجنة اليها بعد الموت واهوال البرزخ

خلاصة البيان ۱۳

اور حشر اور نشر اور موقف اور حساب اور پل صراط اور آن ہشتون کے بہگتنی کی
بعد پہنچینگے اور جیسی رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ معاملہ ہوا کہ آپکو مکہ معظمہ مین
اُس ہوم سی داخل کیا بعد اسکی کہ کفار نے آپکو نکالدیا تہا اور مکروہات مین سی بہت
کچہہ بہگتا تہا اور اسیطرح ہی وہ معاملہ جو سب انبیا علیہم السلام کے ساتہہ کیا اور اسیوجہ
سی جنت احاطہ کی گئی ہی سختیون سی یعنی بہت سختیان بہگتی تب بہشت مین داخل ہو

فصل اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ مین جو حیلے ہین اونمین سی ایک یہہ ہے
کہ جب دوسری بار اونکی واسطی سامان تیار کیا گیا تو کٹورہ اپنی بہائی کی خرجی مین
رکہدیا اسمین اپنی بہائی کو چوری کی تہمت لگانی لازم آتی ہی بعضے کہتی ہین کہ
یہہ امر آپنے اپنی بہائی کی موافقت اور اوسکی رضا سی کیا تہا اور ایسا ہی کچہہ
اس آیت سی معلوم ہوتا ہی وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا
(اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس لے لیا اپنے پاس اپنے بہائی کو کہا میں ہون تیرا بہائی")
أَخُوكَ آخر آیت تک اور بعضی کہتی ہین کہ آپنے بہائی سے صراحۃً ذکر اپنا نہین
فرمایا اور اِنّی انا اخوک سی یہہ مراد تہی کہ جو بہائی تیرا گم ہوگیا ہے مین اُسکی
جگہہ ہون اور کٹورہ کو جو اوسکی خرجی مین رکہا تہا تو بہائی کو اوسکا علم نہ تہا
اور قرآن مجید سے اِس قول کے خلاف معلوم ہوتا ہی جیسا مذکور ہوا اور ایک
پاکیزہ حیلہ اس قصہ مین یہہ ہی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی بہائی

کلسے لینا چاہا تو اوسکی لینی کے لئی وہ بات کی کہ آپکی سوتیلے بہائی اقرار کرین کہ یہہ امر حق اور انصاف سے ہوا اور اگر آپ اپنے بہائی کو اپنی قدرت اور سلطنت کے زور سے رکہہ لیتی تو جور اور ظلم کیطرف منسوب ہوتے اور بادشاہ کے دین مین کوئی تدبیر تہی جس سے آپ بہائی کو رکہہ لیتی اسلئے اوسکی رکہنی کے لئی وہ تدبیر کی جسکو سوتیلی بہائی مقر ہون کہ یہ ظلم نہین غرضکہ کٹورہ اپنے بہائی کی اسباب سے اوسکی شلیتی مین رکہدیا اور اسلئے فرمایا فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ اور ایک اور تدبیر پاکیزہ یہ ہے کہ بہائیونکی شلیتونکی تلاشی اوسوقت نلی جب وہ آپکی پاس تہی بلکہ انکی سامان کردینے اور شہر سے نکلنے کی مہلت دی اور پہر آدمی اونکی پیچہے بہیجا اسلئے کہ اگر پہلی ہی تلاشی لیتی تو کیا عجب تہا کہ آپکی بہائی حیلہ سمجہہ جاتے اور پکارنیوالی نے آواز بلند سے انکو پکارا کہ سب سنین اسپر اکتفا نکیا کہ ایک ہی شخص سے کہدیتا اس سے یہہ جتانا منظور تہا کہ کٹورہ کا جانا مشہور ہوگیا ہی اور اوسکی تہمت بجز انکی اور کسی پر نہین اور منادی نے یون کہا کہ تم چور ہو مگر چوری کی چیز کو معین نکیا یہانتک کہ بہائیون نے اُس سے پوچہا اسلئے کہ انکی نزدیک یہہ امر جتاوی کہ تہمت کٹورہ سے متعلق ہی اگر وہ نکلیگا تو تہمت سچی ہوگی اور منادی نے یہہ کہا کہ اگر تم جہوٹے ہو تو تمہاری سزا کیا ہے یہہ اس واسطے کہا کہ آپ کو معلوم تہا کہ وہی جواب دیوین گے جو انہون نے دیا تہا۔

توجو کچہہ وہ اپنی آپ پر حکم کرینگے اوسکا مواخذہ اُن سی کیا جاویگا پہر سوتیلے
بہائیون کے اسباب کی تلاشی حقیقی بہائی کے اسباب کی تلاشی سے بیشتر کی
تاکہ وہم سازش کا دور رہی اور یہہ وہ داؤ ہی کہ جس سی آدمی خدا تعالی اور اوسکے
رسول کی طاعت اور حق والے کی مددگاری پر پونہچتا ہی اور اُنکو چور کہدینے کی دو
وجہین بیان کرتے ہین اول یہہ کہ از قسم کنایہ تہا اور یوسف علیہ السلام نے
اِس سی نیت یہہ کی تہی کہ بہائیون نے آپکو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس سے
چورالیا تہا اسلئی کہ اُنہون نے حضرت یوسف عم کو اونکی پاس سی غائب کردیا تہا
اور اونکی باپ سی خیانت کی تہی اور خائن کو چور کہا ہی کرتے ہین اسی نظر سی
چور کہا تہا دوسری وجہ یہ لکہی ہے کہ لفظ منادی ہی نے کہا تہا حضرت
یوسف علیہ السلام کے حکم سی نہین کہا تہا قاضی ابو یعلی کہتی ہین کہ حضرت یوسف
علیہ السلام نے اپنی بعض مصاحبون سی فرمایا کہ ہماری بہائی کے اسباب مین کٹورہ
رکہدو پہر جن لوگونکی وہ سپرد تہا جب اُسکو نپایا اور معلوم نہوا کہ کسنی لیا اونہین مین سی
کسی نے کہدیا کہ اى قافلہ والو تمہین چور ہو اس گمان پر کہ وہ ایسی ہی ہین اور
حضرت یوسف علیہ السلام نے اونکو نہین اجازت دی کہ یون کہو اور شاید
حضرت یوسف علیہ السلام نے منادی سی کہدیا ہو کہ ان لوگون نے چورایا ہے

اور مراد لے لی ہو کہ مجکو میرے باپ کے پاس سے چرا یا ہی اور منادی کے اس
قول کو سوچو کہ کہا تم مقرر چور ہوا اور یہہ نکہا کہ بادشاہ کے کٹورہ کے چور ہو پہر جب
گم ہوئی چیز کا ذکر ہوا تو یون کہا کہ ہمکو بادشاہی پیمانہ نہین ملتا یہ نکہا کہ پیمانہ
تمنے چرا لیا ہی اور جب حضرت یوسف علیہ السلام سے بہائیون مین سے ایکنے
یہہ کہا کہ ہم مین سے کیسکو رکہہ تو آپنے فرمایا مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا
مَتَاعَنَا عِنْدَهٗ یہہ نہ فرمایا کہ ہم اوسیکو پکڑینگے جسنے چوری کی۔ اور مقصود یہہ
(اللہ پناہ دیوے کہ ہم کسیکو پکڑین مگر جس پاس پائی اپنی چیز ۱۲)
کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ مین حیلہ والونکو مفید کوئی شبہ بہی نہین چہ جائیکہ حجت
ہو اسلئے کہ ہم اُن حیلونمین کلام کرتے ہین جو بندے کرتے ہین اور اُنکا حکم مباح کرنے
اور حرام کرنے مین ہی نہ اُن حیلونمین جو اللہ تعالی اپنے بندہ کے لئے کرتا ہی بلکہ حضرت
یوسف علیہ السلام کے قصہ مین تنبیہ ہی اس بات پر کہ جو شخص دوسرے کے ساتھہ حرام داؤ
کریگا تو اللہ تعالی ضرور اوسکے ساتھہ داؤ کھیلیگا اور یہہ کہ اللہ تعالی مظلوم کی خاطر
داؤ کیا کرتا ہی بشرطیکہ وہ اپنے داؤ کرنیوالیکے داؤ پر صبر کرے اور اوسکے ساتھہ نرمی
برتے پس ایماندار آدمی اللہ تعالی پر بہروسا رکہنے والیکے ساتھہ اگر مخلوق داؤ چلیگی
تو ضرور ہی کہ خدا تعالی اُسکی خاطر داؤ چلے اور اوسکا بدلہ لے بدون اُسکی زور و طاقت
کے اور یہہ خدا تعالی کے داؤ دونکی دو قسمونمین سے جو اپنے بندہ کی خاطر کیا کرتا ہی ایک قسم ہی

وعنى سرقته من ابيه وتأمل قول المنادي انكم لسارقون ولم يقل صواع الملك ثم لما جاء الى المفقود قال نفقد صواع الملك ولما عرض عليه ان ياخذ احدهم مكانه قال معاذ الله ان نأخذ الا من وجدنا متاعنا عنده ولم يقل الا من سرق والمقصود ان قصة يوسف ليس فيها شبهة لارباب الحيل فضلا عن الحجة فانا انما نتكلم في الحيل التي يفعلها العبد ونحكم فيها بالاباحة والتحريم لا فيما يفعله الله سبحانه بل في قصة يوسف تنبيه على ان من كاد غيره كيدا محرما فان الله سبحانه لابد ان يكيده وانه ينتقم للمظلوم اذا صبر على كيد كائده وتلطف به فالمؤمن المتوكل على الله اذا كاده الخلق فان الله يكيد له وينتصر له بغير حول منه ولا قوة فهذا احد النوعين من كيده سبحانه لعبده

عصمت بتاریخ ۱۲

النوع الثاني ان يلهمه امراً مباحاً او مستحباً او واجباً يوصله به الى المقصود الحسن ولكن هذا من الكيد الذي يتحمل به الحرام وتسقط به الواجبات فان هذا كيد لله ولكنه فمحال ان يشرعه الله سبحانه لا يتم الا بفعل ما لم يشرع ويفضي به غير مقصوده الشرعي فليس فيه شرعه الله ثم هو عام لا يختص به شخص فمن اعمال الحيلة فعقبته حرام او مباح ثم الحيلة المختصة بيوسف

دوسری قسم یہہ ہی کہ اللہ تعالی اپنے بندہ کو ایک امر مباح یا مستحب یا واجب الہام کردیتا ہے جو بندہ کو عمدہ مقصود پر پونہچا دیتا ہی اور یہہ داؤ اُس قسم کا نہین جس سی حرام چیزونکو حلال جاناجاوے اور واجبات کو ساقط کرلیاجاوے اسلئی کہ یہہ تو خدا کو دم دینا اور اوسکے دین مین داؤ کہیلنا ہی ایسی باتکو خدا تعالی کا مشروع فرمانا نہین ہوسکتا پہر یہہ داؤ بو راجب ہوتا ہی کہ کوئی کام غیر مشروع کیا جاوی اور اس سی مراد اوسکا مقصود شرعی نہو تو ایسی باتکو اللہ تعالی کسطرح مشروع فرماویگا پہر وہ داؤ عام ہی کوئی شخص اس سی خاص نہین اب اگر کوئی شخص فقہی حیلہ حرام یا مباح کرتا ہی تو یہہ حیلہ خاص اوسکی لئی نہین ہوتا حالانکہ اللہ تعا نے جو حضرت یوسف ع کی خاطر داؤ کیا تہا تو وہ داؤ خاص انہین کیواسطی تہا کہ اونکو اونکی صبر اور سلوک کا بدلہ دینا تہا اور وہ داؤ دونو قسمون سی باہر نہ تہا یعنی اول خدا تعالی کا آپکو الہام کردینا ایسا کام جسکا کرنا مباح ہو دوسرے خود اللہ تعالی کا فعل جو بندہ کی قدرت سی باہر ہو اور یہہ دونو قسمین مخالف ہین اون حرام حیلونکی جنسی واجب چیزونکی ساقط کرنے اور حرام چیزونکی مباح کرنیکا حیلہ کیا جاتا ہی فصل اور شیطان کے مکرون اور جالون مین سی وہ ہی جسمین صورتون کے عاشقونکو پہنسایا ہی اور یہہ مکر بخدا بہت بڑا فتنہ اور مصیبت سخت ہی اسی نے نفسونکو خالق کے سوا بندہ بنایا اور عاشقونکی

والله سبحانه انما كاد ليوسف كيداً تمّ به جزاء له على صبره واحسانه وليس خارجاً عن نوعين احدهما الهامه الله سبحانه له فعلاً مباحاً الثاني فعل من الله سبحانه خارج عن مقدور العبد وكلا النوعين مباين للحيل المحرمة التي يحتال بها على اسقاط الواجبات واباحة المحرمات فصل ومن مكايده ومصايده التي كاد بها فتن بها عشاق الصور وتلك لعمر الله الفتنة الكبرى والبلية العظمى التي استعبدت النفوس لغير خالقها

دلونکا مالک انکی ذلت چاہنے والونکو ٹہرایا اسی نے عشق اور توحید مین
لڑائی کا رنگ جمایا اسی نے ہر ایک شیطان سرکش کی دوستی کیطرف بلایا
یہی نفسونکی درستی اور راستی کے مانع ہوئی اور اسی نے انکو طریق مقصود سے پہرایا
پس نہایت حسرت ہے اس عاشق کے حال پر جسنے اپنی نفس کو کہوٹے دامونکی عوض معشوق
اول کے سوا دوسرے کی ہاتہہ فروخت کیا اور ایسی خواہش سروست کے بدلہ مین دیا جسکی لذت جاتی
رہی اور انجام بد باقی رہا **فصل** جہان مین ہر فعل اور حرکت کی اصل محبت اور
خواہش سے ہے تو یہ دونو چیزین تمام افعال وحرکات کا آغاز اسیطرح ہین جیسے بغض
اور نفرت ہر ایک رکہنے اور چہوڑنیکی آغاز ہین انمین سے محبت وہ ہے جو عاشق کو اپنے
معشوق کی طلب مین وہ جنبش دیتی ہے جسکے ہونیسے عاشق کا کمال ہوجاتا ہے جیسے خدا تعالی
کے عاشق کی جنبش اور قران کے عاشق اور علم وایمان کے دوست رکہنے والے
اور بتون اور صلیبون کی محبت کرنیوالے اور عورتون اور امردون کے چاہنے والے
اور وطن کے محب اور بہائیونسے دوستی رکہنے والیکی جنبش کہ ہر ایک کی دلمین سے اسکی
محبوب کیطرف حرکت اُبہرتی ہے جب ان چیزون مین اوسکی محبوب چیز کا ذکر ہوتا
ہے تو اوسیکے ذکر سے دلمین جنبش ہوتی ہے اور کسی ذکر سے نہین ہوتی اسیلئے
تم دیکہتے ہو کہ جو لوگ عورتون کو اور لڑکون کو چاہتے ہین

اور شیطانی قران آواز و نغمون سی پسند کرتے ہین وہ علم کے ذکر سننے اور قران کی تلاوت سی حرکت نہین کرتے یہانتک کہ جب انکے سامنے انکی محبوب چیز کا ذکر ہوتا ہی تو اوسکی طرف شوق اور خوشی کے مارے انکا باطن جنبش اور جوش مین اور ظاہر حرکت مین آجاتا ہی اور جتنی یہہ محبتین ہین سب باطل اور سست ہین سوا اللہ تعالی کی محبت کے اور جو اوسکی قریب ہو یعنی محبت اوسکی رسول اور اوسکی کتاب کی کہ یہہ محبت ہمیشہ کو رہتی ہی اور اسکا ثمرہ پایدار رہتا ہی اور جب سب محبوبون کے علاقے اور انکی دوستیون کے سبب جاتے رہینگے تو اس محبت کا رشتہ نہ ٹوٹیگا اللہ تعالی فرماتا ہی اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ

جب الگ ہوجاوین جنکے ساتھ ہوئے تھے اپنے ساتھ والون سے اور دیکھین عذاب اور ٹوٹ جاوین انکی طرف سے انکے علاقے

عطا نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہین کہ اسباب سے غرض دوستی ہی اور مجاہد فرماتے ہین کہ انکا ملنا جلنا دنیا مین مراد ہی اور ضحاک کہتے ہین کہ اونکے رشتے اور قرابتین ٹوٹجاوینگی اور دورحمین اونکی جگہین علحدہ علحدہ ہوجاوینگی اور ابو صالح نے کہا ہی کہ اعمال سے غرض ہی اور یہہ سب قول صحیح ہین اور حاصل یہہ کہ اسباب یعنی وسیل جو ان لوگون مین دنیا مین تہا جسوقت کہ اوسکی زیادہ تر محتاج ہونگی انسے جاتا رہیگا مگر اسباب توحید والونکا جو اللہ تعالی سے اخلاص رکھتے ہین ہمیشہ انسے ملا رہیگا جبتک کہ انکا معبود اور محبوب قائم رہیگا **فصل** جب یہہ بات معلوم ہوچکی تو اصل

فاصل المحبة المحمودة التي امر الله بها وخلق خلقه لها هي محبته وحده لا شريك له المتضمنة عبادته دون عبادة ما سواه ولا يجد حلاوة الايمان الا من كان الله ورسوله احب اليه مما سواهما ولهذا اتفقت دعوة الرسل من اولهم الي اخرهم علي عبادة الله وحده لا شريك له واصل العبادة وتمامها هو المحبة وافراد الرب سبحانه بها والمحبة نوعان محبة نافعة ومحبة ضارة فالمحبة النافعة هي التي تجلب لصاحبها ما ينفعه من السعادة والنعيم والمحبة الضارة هي التي تجلب لصاحبها ما يضره من الشقاء والالم فلا يؤثر الحي العالم الناصح لنفسه محبة ما يضره ولا يفعل ذلك الا من فساد تصوره ومعرفته او من فساد قصده وارادته فالاول جهل والثاني ظلم والانسان خلق في الاصل ظلوما جهولا ولا ينفك عن الجهل والظلم الا بان يعلمه الله ما ينفعه ويلهمه رشده

اور عمدہ محبت جسکا خدا تعالی نے امر کیا ہی اور اپنی مخلوق کو اُسکی لئی پیدا کیا ہی وہ
محبت اوسی اکیلی ذات کی ہی جسکا کوئی ساجھی نہین یہہ محبت اُسکی عبادت کو متضمن ہی
نہ غیر کی پرستش کو اور ایمان کا ذائقہ اُسی شخص کو نصیب ہوگا جسکے نزدیک خدا تعالی
اور اُسکا رسول اپنی ماسوا کی نسبت کر محبوب تر ہونگی اور اِسی جہت سی اول سی لیکر آخر
تک تمام انبیا علیہم السلام نے خلق کو خدا تعالی وحدہٗ لاشریک کی عبادت کیطرف بلایا
اور عبادت کی اصل اور تمامی محبت ہی اور خدای پاک کو اُس محبت مین یکتا کرنا اور
محبت دو قسم کی ہے ایک نفع دینی والی دوسری ضرر دینی والی محبت مفید وہ ہے
جو محبت والیکے واسطے اوسکی مفید چیزین یعنی سعادت اور نعمت پیدا کرتی ہی
اور محبت مضر وہ ہی جو اوسکی لئی ایسی چیزین کھینچ لاوی جو اوسکو ضرر پونہچا دین
یعنی بیماری اور رنج وغیرہ اب جو شخص زندہ اور عالم اور اپنی نفس کا خیر خواہ ہے
وہ محبت ایسی چیز کی اختیار نکریگا جو اوسکو ضرر دے اور اگر ایسا ہوگا تو اوس
شخص کے تصور اور معرفت کی خرابی سی یا قصد و ارادہ کے بگاڑ سے ہوگا اول تو
جہالت ہی اور دوسرا ظلم اور انسان اصل مین جاہل اور ظالم پیدا ہوا ہی اور انسان
سی جہالت اور ظلم علیحدہ نہین ہوتا بجز اسطور کے کہ خدا تعالی اسکو وہ چیز سکہا دے
جو اوسکو مفید ہو اور اُسکی راستی اور درستی جس بات مین ہو وہ اوسپر الہام کردے

کیونکہ جس شخص کی اللہ تعالیٰ بہتری چاہتا ہی اوسکو اوسکی مفید باتین سکہلاتا
جنکے باعث وہ جہل سی باہر ہو جاتا ہی اور جو کچہہ اوسکو سکہاتا ہی اوسکو اوس سی
فائدہ دیتا ہی اس سی وہ شخص ظلم سے نکلجاتا ہے اور جس شخص کی بہتری نہین
چاہتا اوسکو اوسکی اصل پیدائش ہی پر باقی رکہتا ہے چنانچہ مسند مین
عبداللہ بن عمرو کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا
کہ اللہ نے اپنی خلق کو اندہیرے مین پیدا کیا پہر اونپر کچہہ نور ڈالا تو جس شخص کو وہ نور پہنچا
اوسنے ہدایت پائی اور جسکو نہ پونہچا وہ گمراہ ہوا اور مقصود یہہ ہی کہ ظلم اور حد سے
بڑہنے کی محبت کو علم کا فساد یا قصد کی خرابی یا دونو کا بگاڑ پائدار کر دیتا ہی اور
کہتے ہین کہ قصد کا فساد علم کے فساد سی ہی ورنہ اگر آدمی مضر کے ضرر اور لوازم کو
جیسا چاہئے ویسا جانتا تو کبہی اوسکو اختیار نکرتا مثلاً اگر کوئی شخص کسی کہانے کو
جانے کہ اسمین زہر پڑا ہوا ہی تو وہ اوسپر جرأت نکریگا گو بہوکا ہی ہو اس سی معلوم
ہوا کہ مضر چیز کے ضرروں کی وجہوں کو کم جاننا اور اس سے بچنے کیواسطے عزم مین ضعیف
ہو جانا آدمی کو اوسکی کر بیٹہنے مین مبتلا کیا کرتا ہی اور اسی وجہ سے ایمان حقیقی وہ
ہے جو ایماندار کو مفید کام کرنے اور مضر کام کے نکرنے پر برانگیختہ کرے
پس اگر نہ مفید کیا نہ ضرر کی چیز کو چہوڑا تو اوسکا ایمان حقیقت کے بموجب نہوا

وكل عن ... سوى محبة الله ... محبة ... وعن النبي صلى الله عليه ... قال ان الله خلق خلقه في ظلمة فالقى عليهم من نوره فمن اصابه ذلك النور اهتدى ومن اخطاه ضل والمقصود ان محبة الظلم والعدوان ينشأ فساد العلم او فساد القصد او فسادهما جميعا وقد ...

۱۲

بلکہ اوسکے ساتھہ ایمان اوسی مقدار پر ہوگا جتنا وہ مفید کو کریگا اور مضر سے بچتا ہوگا مثلاً جو شخص دوزخ پر ایمان حقیقت مین رکھتا ہی یہانتک کہ گویا اوسکو دیکھہ رہا ہی تو وہ ایسی راہ نہ چلیگا جو دوزخ کیطرف پونہچادی اسکا تو کیا ذکر ہے کہ اپنی کوشش سے اوسکی طرف دوڑے اور جو شخص جنت پر حقیقت مین ایمان رکھتا ہی تو اوسکی طلب سے بیٹھہ رہنے کو اوسکا نفس نمانے گا؛

فصل جب یہہ ظاہر ہوچکا تو بندہ کو سب سے زیادہ حاجت اپنی مضر چیز کے جاننے کی ہے تاکہ اُس سے کنارہ کرے اور اپنی فائدہ مند چیز کی ضرورت ہی تاکہ اُسکا حریص ہو پس مفید چیز سے محبت کرے اور مضر سے نفرت اور اوسکی محبت و نفرت موافق ہون اللہ تعالی کی محبت اور نفرت کے اور یہہ بات بندہ ہونیکے لوازم سے ہی کہ جس چیز سے آقا کو محبت یا نفرت ہو اُسی سے بندہ کو ہو اور مفید اور مضر عملونکی پہچاننے کی دو طریق ہین ایک عقل دوسری شریعت عقل کا طریق تو یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے اشیاء منفصلہ ذیل کی خوبی عقلونمین رکھدی ہی یعنی سچ بولنا اور عدل اور احسان اور سلوک اور عفت اور شجاعت اور عمدہ عادات اور امانتونکا ادا کرنا اور رشتہ دارونسے میل رکھنا اور خلق کی خیرخواہی کرنی اور عہد کو پورا کرنا اور ہمسایہ کی رعایت کرنی اور مظلوم کی مدد کرنی اور اہل حق کی مصیبتون پر اعانت کرنی وغیرہ اور انکی مقابل چیزونکی برائی عقل مین پیدا کردی ہی اور یہہ برائی اور خوبی عقل کی نسبت کر ایسی ہی جیسے پیاس کیوقت میٹھے پانی یا ہند کلبہ

واکل الطعام اللذیذ النافع
عن الجوع ولبس ما یدفئه
عن البرد فکما لا یمکنه
ان یدفع عن نفسه وطبعه
استحسان ذلک ونفعه
فکذلک لا بد [...] عن نفسه
وفطرته استحسان صفة الکمال
ونقصها واستقباح اضدادها ومن قال ان
ذلک لا یعلم بالعقل والفطرة وانما یعرف بالسمع
فقوله باطل قد بینا بطلانه فی کتاب المفتاح
من ستین وجها وبینا فساده بدلالة القرآن
والسنة والعقول والفطر علی فساد هذا القول

اور بھوک کیوقت لذیذ اور مفید کہانیکا کہانا اور سردی کیوقت ایسی کپڑونکا پہننا
جو گرم کردین اچہا معلوم ہوتا ہی تو جسطرح کہ آدمی سی نہین ہو سکتا کہ اپنی نفس اور
طبیعت سے اُن چیزونکے اچہا معلوم ہونے اور مفید ہونیکو دور کردی اسیطرح وہ اپنی نفس
اور پیدائش سی صفت کمال کا اچہا معلوم کرنا اور انکا منعب ہونا اور انکی ضدون کا
برا جاننا دور نہین کرسکتا اور جو لوگ یہہ کہتی ہین کہ صفات کمال کی خوبی عقل اور
فطرت سی نہین معلوم ہوتی بلکہ صرف سننی سی پہچانی جاتی ہی تو انکا قول باطل ہے
ہمنے اُسکے باطل ہونیکو کتاب مفتاح مین ساٹھ وجہون سی لکہا ہی اور اُسی جگہہ بیان
کیا ہی کہ قرآن وحدیث اور عقلون اور سرشتون سی اس قولکی خرابی پائی جاتی ہی
دوسرا طریق مضر اور مفید اعمال کے پہچاننی کا سننا ہی اور یہہ طریق پہلے طریق کی
نسبت کر زیادہ وسیع اور ظاہر اور سچا ہی اسلئی کہ اعمال کی صفات اور احوال اور نتیجی
پوشیدہ ہین اونکو تفصیلوار بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نہین جانتا اِس
سی معلوم ہوا کہ سب لوگون سی زیادہ عالم اور صحیح تر عقل اور رای اور خوبی معلوم کرنی میں وہ
شخص ہوگا جسکی عقل اور رای اور خوبی معلوم کرنی اور قیاس موافق سنت کی ہوگی
جیسے مجاہد فرماتے ہین کہ عبادت مین سب سے افضل عمدہ رای ہے اور وہ اتباع سنت ہی
اللہ تعالی فرماتا ہی وَیَرَی الَّذِینَ اُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ هُوَ الْحَقَّ
اور دیکہہ لیں جنکو ملی ہی سمجہہ کہ جو تجہپر اوترا تیرے رب سی وہی ٹہیک ہے ۱۲

الطریق الثانی معرفة الضار والنافع من الاعمال بطریق الاول
السمع وهو اوسع وابین واصدق من الطریق الاول
لخفاء صفات الاعمال واحوالها ونتائجها وان العالم بذلک
علی التفصیل لیس الا الرسول صلی الله علیه وآله
وسلم فاعلم الناس واصحهم عقلا ورایا واستحسانا من
کان عقله ورایه واستحسانه
وقیاسه موافقا للسنة
کما قال مجاهد
افضل العبادة الرای الحسن
وهو اتباع السنة قال
تعالی ویری الذین اوتوا
العلم الذی انزل الیک من ربک هو الحق

اور جن لوگونکی رای سنت کے مخالف ہی اور علم کے مسائل جزئیہ اور علمی احکام کے مسائل مین جو کچھہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہین اوسکی بھی مخالف ہے ایسی رای والونکو سلف کے لوگ شبہہ والے اور خواہشون والے کہا کرتے تھے اسلئی کہ جو رای سنت کے مخالف ہی وہ جہل ہی نہ علم اور خواہش نفس ہے نہ دین

فصل

مفید محبت مین سے بی بی کی محبت اور اُس لونڈی کی جو مرد کی ملک مین آوی اسلئی کہ یہہ محبت اُس مقصود کی مدد کرتی ہی جسکے لئی اللہ تعالیٰ نے نکاح کو اور ملک مین آجانیکو مشروع فرمایا ہی یعنی مرد کو اور اوسکی گہر والونکو زنا سے محفوظ کہنا کہ مرد کا نفس اُس عورت کی سوا حرام پر حریص نہو اور عورت کی حفاظت اسطرح کہ اوسکا نفس بھی بجز اپنی مرد کے غیر کی رغبت نکری اور جسقدر خاوند بیبی مین محبت پوری اور قوی ہو گی اوسیقدر یہہ مقصود تمام اور کامل ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا اور فرمایا

(وہی ہی جسنی بنایا تمکو ایکہی جان سے اور اوسی سے بنایا اوسکا جوڑا کہ اوسکے پاس آرام پکڑے مرد)

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً

(اور اوسکی نشانیون سی کہ بنا دئی تم کو تمہاری قسم سی جوڑی کہ چین پکڑو اونکے پاس اور رکہا تمہارے بیچ پیار اور مہر)

اور روایت صحیح مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مروی ہی کہ آپ سی پوچھا گیا کہ آپ کی نزدیک سب لوگونمین سی محبوب تر کون ہی تو آپ نی فرمایا کہ عائشہ رض

اب محبت مفید تین قسم ہی اول اللہ تعالیٰ کی محبت دوم اللہ تعالیٰ کی وجہہ سی دوسری

وكان السلف يسمون اهل الراي اعداء السنة لانها مخالفة السنن وما جاء به الرسول صلى الله عليه وآله وسلم في مسائل العلم الخبرية ومسائل الاحكام العملية وهو اهل الشبهات والاهواء لان الراي المخالف للسنة جهل لا علم وهوى لا دين

فصل

ومن المحبة النافعة محبة الزوجة وما ملكت يمين الرجل فانها معينة على ما شرع الله سبحانه له من النكاح وملك اليمين من اعفاف الرجل نفسه واهله فلا تطمح نفسه الى سواها من الحرام ويعفها فلا تطمح نفسها الى غيره وكلما كانت المحبة بين الزوجين اتم واقوى كان هذا المقصود اتم واكمل قال تعالى هو الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها ليسكن اليها وقال ومن آياته ان خلق لكم من انفسكم ازواجا لتسكنوا اليها وجعل بينكم مودة ورحمة وفي الصحيح عنه صلى الله عليه وآله وسلم انه سئل من احب الناس اليك فقال عائشة المحبة النافعة ثلاثة انواع محبة الله والمحبة في الله

محبت کا بیان ۱۴

چیز کی محبت سوم اُس چیز کی محبت جو اللہ تعالی کی طاعت پر مدد کرے اور محبت غیر
کرنیوالی بھی تین طرح کی ہے اول خدا تعالی کے ہوتے ہوئے دوسرے کے ساتھہ محبت
کرنی دوم اُس چیز کی محبت کرنی جس سے خدا تعالی کو نفرت ہو سوم ایسی چیز کی
محبت جسکی محبت آدمی کو خدا تعالی کی محبت سے بالکل علٰحدہ کردے یا محبت کو گھٹادے
انمین سے اللہ تعالی کی محبت عمدہ محبتونکی اصل ہے اور ایمان و توحید کی جڑ اور خدا
کے ساتھہ مین دوسرے سے محبت رکھنی شرک کی اور بری محبتونکی اصل ہے اور حرام صورتون
سے محبت اور عشق رکھنا شرک کی موجبات مین سے اور جسقدر کہ بندہ شرک سے قریب اور
اخلاص سے دور ہوگا اوسیقدر صورتونکی عشق کی محبت اوسکو زیادہ سخت ہوگی اور بہین سے
عزیز کی بی بی زلیخا کو شرک کے باعث عشق سے کیا کچھہ نوبت پونہچی اور حضرت یوسف علیہ
السلام سبب اپنے اخلاص کے اُس سے بچے رہے خدا تعالی فرماتا ہے کَذٰلِکَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ
وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ سو سے مراد عشق ہے اور فحشا سے زنا +

فصل اور کامل ترفریب شیطانکا یہہ ہے کہ جو لوگ حسن پرستی مین مبتلا مین اُنمین سے
بعض کو یہہ آرزو دلاتا ہے کہ مین جو اس امرد یا اجنبی عورت کو چاہتا ہون تو خدا
کیواسطے ہے کسی بدی کے لئے نہین حالانکہ یہی بات پوشیدہ یاری ہے جسکو خدا تعالی نے
حق مین اشارہ فرمایا اس آیت مین غَیْرَ مُسَافِحَاتٍ وَّلَا مُتَّخِذَاتِ اَخْدَانٍ اور مردون کے

محبت کا بیان

والمحبة مع الله اصل الشرك والمحبة لله اصل الايمان والتوحيد

فصل ومن تلبيس ابليس على بعض المفتونين

غير مسافحين ولا متخذي اخدان

حقمین اس قول مین مُحصَنِینَ غَیرَ مُسَافِحِینَ وَلَا مُتَّخِذِی اَخدَانٍ اور یہہ بڑی گمراہی
قید مین لاتے نہ مستی نکالتے نہ چھپی آشنائی کرتے ۱۲

اور دین کا بدلنا ہی کہ جس چیز کو اللہ تعالی نے مکروہ اور برا جانا ہو اوسکو محبوب
ٹھہرالین اور یہہ بھی ایک قسم شرک کی ہے اور جو محبوب کہ خدا تعالی کے سوا مقرر کرلیا
جاوی وہ شیطان ہی اور یہہ فعل شرک ہی مثل بتون کے مقرر کرنیکے **فصل** اور حسن پرست
چار قسم کے ہین اول تو وہ کہ اپنے اس فعل کو خدا کیواسطے اعتقاد کرتے ہین جیسے وہ
لوگ کہ تصوف کیطرف منسوب ہین اور اکثر ترک دوم وہ کہ اس فعل کو یقینا جانتے
ہین کہ خدا کیواسطے نہین مگر اس سے اپنی پردہ پوشی کرتے ہین اور یہہ لوگ ایک وجہ سے
مغفرت کے قریب ہین گو توقع پڑتی ہے کہ توبہ کرلین تیسرے وہ کہ انکا مقصود بدکاری
ہے اور کبھی دونو مین اسطرحکا اتصال ہوجاتا ہی کہ اسکا نام پیارہ کہتے ہین اور جو لوگ کہ
فاسق بیباک ہین انکو اسطرحکی باتین بہت ہوا کرتی ہین مثلا بیریش لڑکے کو کہتے ہین
کہ وہ اللہ کا حبیب ہی اور داڑہی والا خدا کا دشمن ہی اور لونڈے بازی کو عورتون کے
نکاح پر ترجیح دینا اور بعض حسن پرستون نے اسبامین ایک کتاب بنائی ہی اوسمین ایک
جگہہ یہ کہا ہے (کہ باب ہی مذہب امام مالک کی بیانمین) اور اسباب مین اسنے اغلام کو
ذکر کیا ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ امام مالک اغلام والیکے حق مین سب سے زیادہ سخت سزا دیتے
ہین کیونکہ انکے نزدیک سزا لوطی کی مار ڈالنا ہے خواہ کنوارا ہو خواہ بیاہا

ثم دلت عليه النصوص
واتفق عليه اصحاب الرسول
صلى الله عليه وآله وسلم
وان اختلفوا في كيفية قتله
ويتبع ذلك انه قد نقل
عن مالك القول بجواز وطي
الرجل زوجته في دبرها او
مملوكته ايضا كذب على مالك واصحابه
وكتبهم مصرحة بتحريمه ونظير هذا
الظن الكاذب ظن كثير من الجهال ان
الفاحشة بالمملوك او وطئها
الفاحشة بغيره لقولهم ان ذلك

چنانچہ نصین بھی اِسی پر دلالت کرتی ہین اور اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا اتفاق اِسی پر ہی گو کیفیت قتل مین اختلاف کیا ہی اور وجہ اُس شخص کو مغالطہ
پڑنیکی یہہ ہوئی کہ امام مالکؒ سے کسی نے نقل کر دیا ہی کہ اونکی نزدیک مرد اگر اپنی بیبی سے
اغلام کرے تو درست ہی حالانکہ امام مالکؒ پر اور اونکی اصحاب پر بھی یہہ دروغ بندی
تھے انکی کتابون مین اِس فعل کی حرمت کہلی ہوئی موجود ہی اور اِس جہوٹے گمان
کی نظیر بہت سی جاہلون کا گمان کرنا ہی کہ بدکاری اپنی غلام سے مباح ہی اِسلئے کہ
دوسریکے ساتہہ بدکاری کرنیکی نسبت کہ یہہ آسان تر ہی اور وجہ اِس بات کی یہہ
ہوئی کہ انکو وہم ہوا کہ اللہ تعالی نے جو فرمایا اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ اوس سے یہی مراد ہے
یا اپنے ہاتھ کے مال پر
یہانتک کہ بعض عورتین اپنی غلام کو اپنی نفس پر قادر کر لیتی ہین اور قرآن کے معنی
اسکے بموجب کہہ لیتی ہین چنانچہ حضرت عمرؓ کے سامنی ایک عورت پیش کی گئی جسنی
اپنی غلام سے نکاح کر لیا تہا اور اِس آیت کی معنی بنائی تہی آپنے دونون مین جدائی
کر دی اور عورتکو سزا دی اور فرمایا کہ تیرا بُرا ہو یہہ حکم مردون ہی کی لئے ہے
اور اُنمین سے کچھہ ایسی ہین کہ اِس صورتکو علما کی نزاع کی جگہہ ٹھہراتے ہین اور کہتی
ہین کہ انکا اختلاف شبہہ مین ڈالتا ہی اور کوئی اُنمین سے یہہ کہتا ہی کہ یہہ فعل ضرورت
کیوقت مباح ہی اور کسی نے جو علما کا اختلاف اغلام کی حد مین سُنا تو یہی وہم کر لیا کہ

مراد بقوله تعالى او ما ملكت ايمانهن
انهم حتى ان بعض النسا ليمكن عبده من
نفسها ويتأول القران على ذلك كما رفع الى
عمر رضي الله عنه امرأة تزوجت عبدها وتأولت
... ففرق عمر بينهما وادبها وقال
... الرجال ومنهم من
... ومنهم من
... ومنهم من
الفعال ...

کہ اسکے حرام ہونے مین اختلاف ہی اور شیطان اکثر خلق سی ایسا کھیلتا ہے
جیسے لڑکے گیند سے کھیلتے ہین اور بدکاری کے مراتب اوسکی خرابیون کے
اعتبار سے متفاوت ہین کبھی سہلتر مین ایسا گناہ ملجاتا ہے جو اوسکو اوسکے
اوپر کے مرتبہ کی نسبت کر گناہ مین زیادہ کردیتا ہے جیسے وہ عشق کہ معشوق
کے ساتھہ دل لگے مشغول ہونے اور اوسکی معبود ہو جانے اور تعظیم کرنے اور اوسکی
اطاعت کو خدا تعالی اور اوسکی رسول کی طاعت پر مقدم کرنیکا موجب ہو ایسے
عشق کو بدکاری کی طرف نسبت کرکے دیکھو تو گناہ مین بدکاری سی بڑہکر ہوگا
اسلئی کہ سوا، خدا تعالی کی جو چیزین ایسی محبوب ہوتی ہین شارع نے اونمین بندگی کا نام
ثابت کیا ہی یعنی محب کو اُن چیزونکا بندہ فرمایا چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ ہلاک ہو بندہ
درم کا ہلاک ہو بندہ چادر کا ہلاک ہو بندہ کبہو کا ہلاک ہو اور اوندہے منہ گرے اور اگر اُسکی کانٹا لگے تو نہ
نکالا جاوی اگر اوسکو دیا جاوے تو خوش ہوا اور اگر نہ دیا جاوی تو ناراض ہو روایت
کیا اسکو بخاری نے اس حدیث مین شارع نے ان لوگونکو اُن چیزونکا بندہ فرمایا
جو اونکو دیجاوین تو راضی ہون اور نہ دیجاوین تو ناراض ہون اور جب انسان خدا تعالی
کے سوا کسی صورتکی محبت مین اسطرح فریفتہ ہوتا ہی کہ اُس تک پونہچنا اور اُسکا
ملنا اوسکو اچھا معلوم ہوتا ہی اور نملنا ناخوش کرتا ہی تو اُس شخص کو اُس چیز کی بندگی

اوسیقدر ہوتی ہی اسی جہت سی محبت کیلیے مراتب مقرر کرتے ہین اول مرتبہ کو علاقہ کہتی ہین اور اُس سی زیادہ کو فریفتگی پہر عشق اور سب سی پچھلے کو تتیم یعنی معشوق کا بندہ ہوجانا کہتی ہین اس مرتبہ مین آکر آدمی اپنی معشوق کا بندہ ہوجاتا ہے اور اللہ تعالی نے صورتونکا عشق قرآن مجید مین مشرکین ہی کیطرف سی نقل کیا ہی چنانچہ عزیز کی عورت کا حال نقل فرمایا اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی حکایت مین ارشاد فرمایا لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (قسم ہی تیری جان کی وہ اپنی مستی مین مدہوش ہین) اور اخلاص والون سی اوسکو ٹالے رکہنی کی خبر دی چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حال مین فرمایا کَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ (یون ہی ہوا اسواسطی کہ ہٹا دیں ہم اوس سی برائی و بیحیائی البتہ وہ ہمارے بندے مدد دیگئی) غرضکہ ستر سی زنا کرنا اگر صغیرہ گناہ کرنے سی مثل دیدبازی اور بوا اور چہوتے کے بڑا ہی مگر عاشق کا ہٹ کرنا فعل کی محبت اور اوسکی توابع اور لوازم پر اور اوسکی آرزو اپنی لئی کرنی اور جی مین کہنا کہ اسکو نچہوڑونگا اور دل کا معشوقکی ساتہہ لگا رہنا کبہی بدکاری کرنیسی ضرر کرنیمین نہایت بڑا ہوتا ہی علاوہ ازین کبیرہ گناہ سے توکبہی توبہ سی بہی چہٹی ہوجاتی ہے مگر عشق جب جگہہ پکڑ لیتا ہی تو اوس سے چہوٹنا اوسکو دشوار ہی جیسی کسی نے کہا ہی ؎ جو پڑا قید مین آنکہونکی تمہاری بخدا + خلق کو اُسکا چہڑا دینا ہی اک کام بڑا + اور ظاہر ہی کہ اس عشق کا ضرر اور بگاڑ اُس بدکاری کی نسبت کرتا ہی جسکو آدمی برا جانکر کرتا ہو اور جس سی بدکاری کی ہو دل اُسکا بندہ نہو گیا ہو

اوله العلاقة ثم الصبابة ثم الغرام ثم العشق واخره التتيم وهو التعبد للمعشوق فيصير عبدا للمعشوقة والله سبحانه انما حكى عشق الصور في القران عن المشركين كما حكى عن امراة العزيز وعن قوم لوط فقال لعمرك انهم لفي سكرتهم يعمهون واخبر بصرفه عن اهل الاخلاص فقال في يوسف عليه السلام كذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصين

وان كان اعظم من الالمام بالصغائر كالنظر والقبلة واللمس فان اصرار العاشق على محبة الفعل وتوابعه ولوازمه وتمنيه وحديث نفسه به وان لا يتركه واشتغال قلبه بالمعشوق

اور اللہ تعالی نے خبر دی ہے کہ شیطان کا غلبہ اُنہیں لوگوں پر ہے جو اسکو دوست رکھتے ہین اور خدا
کے ساتھ اسکو شریک کرتے ہین اور اسکی سلطنت اُسی شخص پر ہے جو غاوین مین سے اوسکا تابع ہے اور
غَی خواہش نفس اور شہوات کی پیروی کا نام ہے جیسی ضلال گمانون اور شبہونکی اتباع کو
کہتے ہین اور غی کی بنا غیر اللہ کی محبت سے ہے اسلئے کہ غیر اللہ کی محبت اخلاص کو ضعیف کرتی
ہے اور شرک کو قوی تو عشق شیطانی والونکو شیطان کی محبت اور اسکو شریک ٹھہرانا
اسی مقدار عشق کی موافق ہوگا اسلئے کہ انمین اللہ تعالی کے ساتھہ شرک موجود ہے اور اخلاص
کسیقدر مفقود ہے اسلئے اُنمین خدا تعالی کے ساتھ شریکون کے ٹھہرانیکا بہرہ ہے اور اسیوجہ سے اکثر
عاشقونکو بندہ اپنی معشوق کا اور سرگشتہ پاؤ گے کہ اسکی سامنے اور پیٹھہ پیچھے کہلا کہلی
کہتے ہین کہ ہم تمہاری بندی ہین غرضکہ عاشق اپنی معشوقکی یاد اپنی رب کی نسبت کرزیادہ
کرتا ہے اور معشوقکی محبت اوسکی دلمین خدا تعالی کی محبت سے بڑہکر ہوتی ہے پس اگر بالفرض
عاشق کو اختیار دیا جاوے کہ چاہے معشوقکی خوشی پسند کرے چاہے خدا تعالی کی تو وہ اپنی رب کی رضا
پر معشوقکی رضا کو پسند کریگا اور معشوقکا ملنا اوسکو رب کے ملنے کی نسبت کرزیادہ محبوب ہوگا
اور قرب معشوقکی تمنا قرب خدا کی آرزو سے بڑہکر ہوگی اور معشوقکی ناخوشی سے گریز کرنا خدا تعالی
کی ناخوشی سے بہاگنے کی نسبت کر اوسپر زیادہ سخت ہوگا اور معشوق کی مصلحتون اور
حاجتون کو اپنی رب کی طاعتون پر مقدم جانیگا پس اگر وقت مین سے کچھہ بچ رہیگا

عشق کا بیان ۳

وقد اخبر الله سبحانه ان الشيطان انما سلطانه على الذين يتولونه والذين هم به مشركون وان سلطانه انما هو على من اتبعه من الغاوين والغي اتباع الهوى والشهوات كما ان الضلال اتباع الظنون والشبهات واصل الغي من الحب لغير الله فانه يضعف الاخلاص ويقوي الشرك فاصحاب العشق الشيطاني لهم من تولي الشيطان والاشراك به بقدر ذلك لما فيهم من الاشراك بالله ولما فاتهم من الاخلاص ففيهم نصيب من اتخاذ الانداد ولهذا ترى كثيرا منهم عبدا لذلك المعشوق متيما فيه يصرح في حضوره ومغيبه انه عبده فهو اعظم ذكرا له من ربه وحبه في قلبه اعظم من حب الله فيه فلو خير بين رضاه ورضى الله لاختار رضى معشوقه على رضى ربه ولقاء معشوقه احب اليه من لقاء ربه وتمنيه لقربه اعظم من تمنيه لقرب ربه وهربه من سخطه عليه اشد من هربه من سخط ربه عليه ويقدم مصالح معشوقه وحوائجه على طاعات ربه فان فضل من وقته فضلة

وكان عنده قليل من الايمان
صرف ما له الفضل في طاعة ربه
وان استغرق الزمان حوائج معشوقه
ومصالحه صرف زمانه كله فيها
واهمل امر الله ولا ريب فان
هؤلاء من الذين يتخذون من دون الله
انداداً يحبونهم كحب الله وعشقهم
يجمع المحرمات الاربع من الفواحش
الظاهرة والباطنة والاثم والبغي بغير الحق و
الشرك بالله ما لم ينزل به سلطاناً والقول
على الله ما لا يعلمون فان ما يوجد
في هذا العشق من الشرك الاكبر والاصغر

اور اوسکو کسیقدر ایمان بھی ہوگا تب تو اس بچی ہوئی وقت کو اپنے رب کی طاعت
مین صرف کریگا اور اگر معشوقکی حاجتین اور کام تمام وقت کے حاوی ہوجاوین
تو اپنا سارا وقت اونہین مین صرف کر دیگا اور خدا تعالے کے امر کو چھوڑ دیگا
اور اسمین کچھہ شک نہین کہ اِس قسم کے لوگ ان لوگونمین سے ہین جنھونکے خدا تعالیٰ
کے سوا شریک ٹھہرالئے ہین کہ اونسے ایسی محبت رکھتے ہین جیسی خدا تعالیٰ سے اور
اُن لوگونکی عشق مین چارون باتین حرام جمع ہین یعنی ظاہر اور باطن کی بدکاری
اور گناہ اور سرکشی ناحق اور اللہ تعالیٰ کے ساتھہ اُس چیز کو شریک کرنا جسکی حجت اوسنے
نہین اُتاری اور اللہ تعالیٰ پر وہ بات کہنی جسکا علم نہین سلئے کہ اکثر اس عشق مین بطام
یہہ خرابیان دیکھی جاتی ہین کہ چھوٹا اور بڑا شرک کرنا اور معشوقکے اوپر غیرت کرکی
جانونکو مار ڈالنا اور باطل طور پر لوگونکا مال لے لینا تاکہ معشوقکی خوشی مین اسکو صرف کرے اور جھوٹ
بولنا اور ظلم کرنا اور اِن سبکی اصل دلکا خالی ہونا اللہ کی محبت اور اُسکی خلاص سے اور محبت مین
اُسکو اور اسکی غیر کو شریک کرنا اور غیر اللہ کی خاطر کسی چیز کو محبوب جاننا ہے یہہ باتین دل مین قائم
ہوجاتی ہین اور اُنہین کے موافق اعضا عمل کرتا ہے اور یہی اہش نفس کی پیروی کی حقیقت ہے بعض حکماکا
قول ہے کہ کوئی چیز محبوب چیزون مین سے ایسی نہین جو دلکو گھیرلے بجز محبت الٰہی یا محبت کے جیسی آدمی کے
محبت الٰہی کیواسطے تو بندہ پیدا ہی ہوا ہے اور اسی سے اوسکی نہایت سعادت اور کامل نعمت ہے اور اپنی مثل

ومن قتل النفس تعالى ارحام العشق فيه واخذ
اموال الناس بالباطل المصروفة في رضى المعشوق ومن
الكذب والظلم بالاخذ والاعطاء واصلاح الله كله من
خلو القلب من محبة الله والاخلاص ومن التبري لغير الله
فيقوم ذلك بالقلب ويعمل بموجبها
بالجوارح وهذا هو حقيقة اتباع
الهوى فان بعض العقلاء قال ليس
شيء من المحبوبات يستغرق القلب
الا محبة الله وحده ومحبة مثله
فمحبة الله في التي خلق لها العباد وبها
سعادتهم وبها نعيمهم واما التي

من ذکر او انثی فان فتنة
من النسا کلاهما والمناسبة بالکتب
بابن العاشق وبینه وبابن جنس
مبتلاة تبتة وبینه وبابن جنس
اخر من الخلائق فان

فصل ومن الفتنة بعشق الصور فانها فان یکون دینه لله کله ان یکون دینه لله کلها
بل کلما تبقی له باب ینقص من کون دینه لله
فاذا حصل له من العشق فتنة
فلا یبقی له شیٔ من الدین لله قال تعالی
وقاتلوهم حتی لا تکون فتنة ویکون الدین کله لله
فان العبد مبتلی فی هذه الدار بشهواته ونفسه الامارة
وشیطانه المغوی وکما اذا شاهد ما یمنعه صبره
ویتفق مع ذلک ضعف الایمان والیقین
وضعف القلب ومرارة الصبر وذوق حلاوة
العاجل ومیل النفس الی زهرة الحیوة
الدنیا وکون العوض مؤجلا فی دار اخری
غائب عن عنه الا کالرائی هذا الخلق
وهذا المشاهد وهو مکلف بان یترک شهوته
الحاضرة المشاهدة لغیر ظاهر بغیة لا یدرکها
وقطعه فوالله لولا الله یسعد
عبد بتوفیقه والله بالعبد
ارحم لما ثبت الایمان بیوما بقلبه
ولا عن تراه الیان فالامر عظیم

آدمی کی محبت خواہ مرد ہو یا عورت اسلئے زیادہ ہوتی ہے کہ آدمی مین اور شق
مین ہمشکل ہونا اتنا ہی جتنا اوسمین اور دوسری کسی جنس مین مخلوقات سی نہین

فصل اور صورتون کے عشق مین مبتلا ہونا اسبات کی خلاف ہی کہ آدمی کا تمام
دین خدا تعالی کے لئی ہو بلکہ جسقدر اوسکو عشق مین مبتلا ہونا حاصل ہوگا اوسقدر
اوسکا دین اللہ کی لئی ہونیسی ناقص ہو جائیگا اور بعض اوقات یہ فتنہ عاشق کو بہ
امرسی باہر کردیگا کہ اوسکی پاس کچھہ دین اللہ کا باقی رہی اور اللہ تعالی فرماتا ہے
وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ اور بندہ اس دنیا مین اپنی
(اور لڑتے رہو اونکی جب تک نرہی فساد اور ہوجاوی حکم سب اللہ کا)
شہوات اور نفس امارہ اور شیطان بہکانیوالی اور جس چیز مین اوسکا صبر عاجز ہی
اوسکی دیکھنی اور مشاہدہ کرنیمین مبتلا ہوا ہی اور اسکی ساتھہ ہی ایمان و یقین کا ضعیف
ہونا اور دل کا کمزور ہونا اور صبر کی تلخی اور سردست چیز کی حلاوت کا چکھنا اور
دنیاوی زندگی کی تازگی کیطرف نفس کا خواہش کرنا اور بدلہ اعمال کا دوسرے
عالم مین مہلت سی ملنا نہ اس عالم مین جسمین پیدا ہوا اور نشو و نما پائی جمع ہوا ہے اور اسکو حکم
ہی کہ اپنی خواہش ہو وہ اور محسوس کو چھوڑ ہی بدون آنکہ اس سی اوسپر ایمانکی طلب ہو **قطعہ**

قسم ہی بندہ کو دیتا نہ گر خدا توفیق		سعادت ابدی کے لئی براہ کرم
تو دل مین اوسکی نہ ایمان ایکدن رہتا		یہ روگ دلکی نہایت مین بندہ پر اعظم

نہ نفس ہوتا مطیع اور ترک شہوت مین	بخوف آتش دوزخ جو دہکے ہے ہیم
نہ خوف کرتا کہ ٹہرا ہوے وہان اک روز	جہان کہ عدل کریگا خدا نہ جور و ستم

فصل اور فتنہ دو قسم ہے ایک شبہونکا دوسرا شہوتونکا شبہونکا فتنہ عقل کی ضعیف ہونے اور علم کے کم ہونیسے ہوتا ہے خصوص جسوقت کہ اسکی ساتہہ قصد کی خرابی اور خواہش نفس کا حاصل ہونا ملا ہو اللہ تعالی فرماتا ہی اِنۡ یَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهۡوَی الۡاَنۡفُسُ (نہین پیروی کرتے ہین مگر گمان کی اور جو خواہش کرتی ہین نفس) اور اس فتنہ کا انجام کفر اور نفاق پر ہوتا ہی اور یہہ فتنہ منافقون اور بدعت والونکا انکے مراتب کی موافق بدعت کرنیمین ہی اور اس فتنہ سی نجات کیصورت بجز اوسکی نہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی خالص کیجادی اور دین کے چہوٹے بڑے کام مین اور ظاہر و باطن مین اوسیکو حکم کیا جادی اسلئی کہ ہدایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قولون اور فعلون مین دائر ہے اور جو کچہہ آپ کے قول اور فعل سے خارج ہی وہ گمراہی ہے اور شہوات کے فتنہ کا حال یہہ ہی کہ وہ صبر سے ایسا دفع ہوتا ہی جیسا شبہات کا فتنہ یقین سے دور ہوتا ہی چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ (اور آپسمین تقید کرتے ہین حق کی) اشارہ ہی اوس چیز کیطرف جس سے شبہات کا فتنہ دفع کیا جاتا ہی اور اوس کا ارشاد وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ (اور آپسمین تقید کرتے ہین صبر کی) اشارہ اوس چیز کی طرف ہے جس سے شہوات کا فتنہ دور کیا جاتا ہی

فصل اذا استسلم العبد من فتنة الشبهات والشهوات حصل له اعظم غايتين مطلوبتين بهما سعادته وفلاحه وكماله وهما الهدى والرحمة قال تعالى فوجدا عبدا من عبادنا آتيناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما فجمع له بين الرحمة والعلم وذلك نظير قول اصحاب الكهف ربنا آتنا من لدنك رحمة وهيئ لنا من امرنا رشدا فان الرشد هو العلم بما ينفع والعمل به والرشد والهدى اذا افرد كل منهما تضمن الآخر واذا قرن احدهما بالآخر فالهدى هو العلم بالحق والرشد هو العمل به وضدهما الغي واتباع الهوى وقد يقابل الرشد بالضر والشر قال تعالى قل اني لا املك لكم ضرا ولا رشدا وقال مؤمنو الجن وانا لا ندري اشر اريد بمن في الارض ام اراد بهم ربهم رشدا والقرآن هو الهدى والرشد والشفاء والموعظة والرحمة قال تعالى يا ايها الناس قد جاءتكم موعظة من ربكم وشفاء لما في الصدور وهدى ورحمة للمؤمنين والله سبحانه هدى خلقه ولكن المحل القابل للهدى

محبت کا بیان ۱۲

فصل جب بندہ شبہوں اور شہوتونکی فتنہ سی بچ جاتا ہی تو اوسکو دو بڑی مرتبے جن سے اوسکی سعادت اور بہتری اور کمال مطلوب ہوتا ہی حاصل ہوتے ہین یعنی ہدایت اور رحمت اللہ تعالی فرماتا ہی فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اس بندہ کیواسطی رحمت اور علم کو اکٹھا فرمایا اور یہہ مثل اصحاب کہف کی قول کے ہی کہ یہہ دعا مانگی تھی رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا اسلئی کہ رشد کے معنی مفید امر کو جاننا اور اوسکی بموجب عمل کرنا ہی اور رشد و ہدایت کو اگر جدا جدا بولین تو ایک متضمن دوسری کے ہوتی ہی اور جب ایک کو دوسری کے ساتھہ ذکر کرتے ہین تو اوسصورتمین ہدایت کی معنی حق بات کے جاننی کے ہوتے ہین اور رشد کے معنی اوسکے بموجب عمل کرنیکے ہوتے ہین اور ان دونوکی ضد غی اور خواہش نفس کی پیروی ہے اور رشد کبھی بمقابل ضرر اور شر کی بھی پڑتی ہی جیسا اللہ تعالی فرماتا ہے قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا اور ایماندار جنّون کا قول نقل فرمایا وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَنْ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا اور قران مجید ہدایت اور رحمت اور شفا اور نصیحت ہی اللہ تعالی فرماتا ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ اور اللہ تعالی اپنی خلق کو ہدایت فرماتا ہے مگر جو جگہہ کہ ہدایت کو قبول کرتی ہی

منیب الی ربہ المخالف

منہ الذی یبتغی رضاہ

لب من سخطہ فاذا

قہ وصل اثرہ

قابل فانہ

ہ ویشفا ورحمۃ وعظۃ

ان ذو الفضل والفضل والنقصان واذا لم یکن

المحل قابلا وصادف الجہۃ المضی لم یؤثر فیہ

فیہ کما یصل الغذاء الی محل غیر قابل

الاغتذاء فانہ لا یؤثر فیہ شیئا بل لا یزید

الا ضعفا وفسادا الی فسادہ قال تعالی

سورۂ توبہ

وہ اُس بندہ متقی کا دل ہی جو اپنی رب کیطرف راجع ہوا اور اُس سی ڈرتا ہوا اور
اوسکی رضا کا طالب اور اُسکی ناخوشی سی گریزان ہو پس جب ایسی شخص کو اللہ تعالی
ہدایت کرتا ہی تو قران کا اثر قبول کرنیوالی جگہہ مین پونہچتا ہی اور تاثیر کرتا ہی ایسی
حق مین قران ہدایت اور شفا اور نصیحت ہو جاتا ہی ہدایت کی آنے اور تاثیر کرنے اور
محل کے قبول کرنیکے باعث اور اگر محل قابل نہین ہوتا اور اوسکی طرف ہدایت
جاتی ہے تو اسمین اثر نہین کرتی جیسے غذا ایسی جگہہ مین پونہچی جو غذا لینی کے
قابل نہو تو وہ اوسمین کچہہ تاثیر نہین کرتی بلکہ اسصورت مین سوا ضعف اور خرابی پر خرابی
کے اور کچہہ نہین بڑہاتی اللہ تعالی فرماتا ہی فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّهُمْ
سو جو لوگ یقین رکہتے ہین اونکو بڑہایا کچہ ایمان اور وہ
یَسْتَبْشِرُوْنَ وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ اور فرمایا
خوشوقتی کرتے ہین اور جنکے دلین ہے آزار سو اونکو بڑہائی گندگی پر گندگی
وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ۔ اور
اور ہم اوتارتے ہین قران مین سے جس سے روگ چنگے ہوں اور مہربانی ایمان والوں کو اور گنہگاروں کو یہی بڑہتا ہی نقصان
ایمانداروں کے حق مین رحمت دو ہین ایک سر دست اور دوسری بہلکت رحمت
سر دست تو وہی جو اللہ تعالی ایماندارونکو دنیا مین دیتا ہی یعنی خیرات اور سلوک
کی محبت اور ذائقہ ایمان کا مزہ اور اُسکی حلاوت پائی اور اس بات سی خوش ہونا
کہ خدا تعالی نے ہمکو ہدایت کیا وہ امر جس سی اور لوگ بہک گئی اور وہ حق جسمین
اوسکی حکم سی اختلاف ہو گیا اور دوسری رحمت جو دیر کر ملیگی وہ وہ ہی کہ آنکی لئی

فاما الذین امنوا فزادتهم ایمانا وهم

یستبشرون وقال واما الذین فی قلوبهم مرض فزادتهم

رجسا الی رجسهم وقال وننزل من القران ما هو شفاء

ورحمة للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا

والرحمة فی حق المؤمنین عاجلة واجلة فاما

العاجلة فما یعطیهم الله فی الدنیا

من محبة الخیر والبر وذوق طعم

الایمان ووجدان حلاوته والفرح والسرور

بما هداهم الله لما اختلف عنه غیرهم من الحق

باذنه واما الاجلة فما اعد لهم

آخرت مین نعمتین تیار کی ہین اور اِسمقام مین ایک نکتہ ہی وہ یہہ ہی کہ جو مصیبتین اکثر ایمانداروںکو دنیا مین ہوتی ہین اور ریاست اور مال وغیرہ جو اکثر بدکارونکو دنیا مین ملجاتا ہی تو آدمی انکو کبہی سُنکر اور دیکہکر یہہ اعتقاد کرتا ہی کہ نعمت دنیا مین بجز کافرون اور بدکارونکے اور کسیکو نہین ہوتی ایماندارونکا حصہ نعمت سی دنیا مین کم ہی اور اِسطرح کبہی یہہ اعتقاد کرلیتا ہی کہ عزت اور فتح دنیا مین کافرون اور منافقونکو ایماندارون پر ہوا کرتی ہے تو جب اسطرحکا شخص قران مجید مین یہہ ارشاد خداوند جلشانہ کا سنتا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ اور یہہ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ اور یہہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اور یہہ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ اور دوسری اسطرحکی آیتین سنتا ہی

(اور زور اللہ کا ہی اور اوسکے رسول کا اور ایمان والوں کا ۱۲ — اور ہمارا لشکر جو ہی البتہ وہی زبردست ۱۲ — اللہ لکھ چکا کہ مین زبر رہونگا اور میرے رسول ۱۲ — اور آخر بھلا ہی ڈر والوں کا ۱۲)

اور اُن لوگونمین سی ہوتا ہی جو قران کو سچ جانتے ہین تو ان یا تو نکو یون تصور کرتا ہی کہ انکا ہونا صرف آخرت مین ہوگا اور کہتا ہی کہ دنیا مین تو ہم کافرون اور منافقون ہی کو غالب ہوتے اور دباو دیتے دیکہتے ہین اُنہین کی جیت اور فتح ہوتی ہی اور قران مجید مین خلاف تجربہ نہین ہونیکا اور اِس گمان پر اور بھی تکیہ کرتا ہی اُس حالمین کہ کوئی دشمن کافرون اور منافقونکی جنس یا بدکار ظالمون کے گروہ کا اُسپر غالب ہوجاوے اور وہ شخص اپنے عقیدہ مین ایمان اور تقوی والونمین سی ہو تب تو بہی سمجھیگا کہ باطل والے حق والے پر غالب ہوگیا اور اگر کوئی اُس سی خدا تعالی کی وعدہ

کا ذکر کری کہ انجام اچہا متقیونکی لئی ہی تو کہتا ہی کہ یہ بات آخرت مین ہی الا دنیا مین
توحق والا مغلوب اور دبا ہوا رہتا ہی اور اگر اُس سی یہہ کہا جاوی کہ خدا تعالے
اپنی دوستون اور اہل حق کو مغلوب کیسی رکہیگا تو اگر وہ شخص اُن لوگونمین سے
ہوتا ہی جو خدا تعالی کے افعال کے لئی حکمتون اور مصلحتونکو علت نہین کہتی تو یہہ جواب
دیتا ہی کہ اللہ تعالی اپنی ملک مین جو چاہتا ہی سو کرتا ہی اور جو چاہتا ہی سو حکم دیتا ہی
اُس سی اُسکی کام کی پوچہہ نہین اور لوگونسی باز پرس ہوگی اور اگر وہ اُن لوگونمین سے ہوتا ہی
جو اللہ کے افعال کی کوئی علت ٹہہراتے ہین تو یہہ کہتا ہی کہ اپنی دوستون سی خدا نے
یہہ باتین اسلئی کرتا ہی کہ اونکو اُنپر صبر کرنیسے آخرت کا ثواب اور بلند درجی اور نہ گنتی ہوا
اجر عنایت فرما دی - اور ہمنی سُنا بہی ہی اور دیکہا بہی کہ اکثر اِس قسم کی لوگ خدا تعالی
کو ظالم ہی کہتی ہین اور اُسپر ایسی چیز کی تہمت لگاتے ہین جو دشمن ہی سے سرزد ہوا
کرتی ہی چنانچہ جہم اپنی ساتہیون کے ساتہہ نکلتا اور انکو جذام والون اور بیمار ونپر
کہڑا کرتا اور رحمت سے انکار کے لئی کہتا کہ دیکہو ارحم الراحمین ایسی کام کرتا ہی اور
یہہ شخص خدا تعالی کی حکمت کا بہی منکر تہا اسلئی جہم اور اوسکی پیرو ونکی عندیہ مین
خدا تعالی نہ رحیم ہی نہ حکیم اور انکی بعض پرکہون بکا ہی کہ خلق کے حق مین خالق
کے سوا کوئی چیز زیادہ ضرر رسان نہین اور اُنمین سی کوئی شخص مثال شی یہہ کہا کہ ا

تہا سے جس حال مین کہ دوست سے اوسکا ہویہ سلوک ہو کر تو قیاس اس سے کہ دشمن سے کیا کریگا
اور مجھسے بہت لوگون نے ذکر کیا کہ جب مین خداتعالی کے روبرو توبہ کرتا ہون اور اوسکی طرف
رجوع کرکے نیک کام کرتا ہون تو میری روزی تنگ اور زندگی تلخ ہوجاتی ہی اور جب پہر
گناہ کرتا ہون اور اپنی نفس کو اوسکی خواہش کی چیز دیتا ہون تو میری پاس روزی بفراغت
آتی ہی پس مین نے انمین سے ایک کو کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالی تیرا سچ اور صبر دیکہتا
ہے کہ آیا تو اپنی توجہ کرنیمین اوسکی طرف سچا ہی اور اوسکی مصیبت پر انجام نیک
حاصل کریگا یا تو جہوٹا ہی اور الٹی پانو پہر جاویگا اور یہہ جہوٹے گمان دو مقدمون پر
مبنی ہین اول آدمی کا اپنی ساتہہ اور اپنی دینداری کے ساتہہ گمان نیک رکہنا اور اعتقاد
ہونا اسطرح کہ جو چیز مجہپر واجب ہی اسکو بجالاتا ہون اور جس سے مجکو منع کیا گیا ہی اوسکا تارک
ہون اور اپنی طرف ثانی اور دشمن مین اسکی خلاف اعتقاد رکہنا کہ وہ حکم کی ہوئی چیز کا تارک
اور ممنوع چیز کا مرتکب ہی دوسرا مقدمہ یہہ ہے کہ اوسکو اعتقاد ہوجاتا ہی کہ خداتعالی بعض اوقات سچے دین
والیکی مدد نہین کرتا اور دنیا مین کسیطرحسے اسکا انجام اچہا نہین کرتا بلکہ ایسا شخص عمربہر مظلوم اور
مغلوب بسر کرتا ہی باوجودیکہ جس چیز کا حکم اسکو ہوا ہی ظاہر و باطن مین اوسکو بجالاتا ہی اسصورت
مین وہ شخص اپنی عندیہ مین اسلام کے طریقون اور ایمان کی حقیقت پر قائم
ہوکر ظلم اور بدکاری اور زیادتی والون کے پنجہ مین مغلوب رہتا ہی

اذا كان هذا فعاله معي فما ذا تراه يفعل باعاديه وقال لي غير واحد اذا تبت اليه وانبت وعملت صالحا ضيق علي رزقي ونكد علي معيشتي واذا رجعت الى معصيته واعطيت نفسي مرادها جاءني الرزق والعون ونحو هذا فقلت لبعضهم هذا امتحان منه ليرى صدقك وصبرك وهل انت صادق في مجيئك اليه واقبالك عليه فتصبر على بلائه فتكون لك العاقبة ام انت كاذب فترجع على عقبك وهذه الاقوال والظنون الكاذبة مبنية على مقدمتين احداهما حسن ظن العبد بنفسه وبدينه واعتقاده انه قائم بما يجب عليه تارك ما نهي عنه واعتقاده في خصمه وعدوه خلاف ذلك وانه تارك للمامور مرتكب للمحظور والثانية اعتقاده ان الله سبحانه قد لا يؤيد صاحب الدين الحق وينصره وقد لا يجعل له العاقبة في الدنيا بوجه من الوجوه بل يعيش عمره مظلوما مقهورا مع قيامه بما امر به ظاهرا وباطنا وانه عند نفسه قائم بشرائع الاسلام وحقائق الايمان وهو تحت قهر اهل الظلم والفجور والعدوان

اللہ اکبر اس دہوکے سی بہت سے نادان عابد اور بے بصیرت دیندار اور ایسی عالم جنکو دین کے حقائق کا وقوف نہین خراب ہوگئی کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ آدمی اگرچہ آخرت پر ایمان لایا ہو مگر دنیا مین ضروری چیز کی جستجو کرتا ہی ہے یعنی نفع کی حاصل کرنے اور ضرر کے دور کرنیکی اور اعتقاد رکہتا ہے کہ اسکی طلب واجب ہی یا مستحب ہے یا مباح ہی تو اگر یہہ شخص اعتقاد کرلے کہ دین حق اور پیروی ہدایت کی اور توحید پر جمار ہنا اور سنت کا اتباع اسکی خلاف ہی اور تمام زمین والونکا دشمن بنجاویگا اور ایسی باتون پر پیش ہوگا جنپر میرا بس نہین یعنی مصیبت اور محروم رہنا حظوظ اور فوائد دنیاوی سی تو اس سی یہہ لازم آویگا کہ وہ شخص اپنی دین کے پورا ہونیکی رغبت سی روگردان ہو اور اللہ تعالی اور اوسکی لئی خاص ہونے سی منہ پہیر لے اور بہتیرے مقرب لوگون کے حال سی اعراض کری بلکہ بعض اوقات میانہ رو لوگون اصحاب یمین کے حال سی روگردانی کری بلکہ ہوسکتا ہی کہ ظالمون مین بلکہ منافقین مین داخل ہوجاوے اور اگر یہہ بات اصل دین مین نہوگی تو اوسکے اکثر فروع مین اور اعمال مین ہوگی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال سی ان فتنون سے آگے بڑہجاؤ جو مثل اندہیری رات کے ٹکڑون کے ہین کہ آدمی صبح کو ایماندار ہوتا اور شام کو کافر ہوجاتا ہی اپنی دین کو متاع دنیا کے عوض بیچدیتا ہی اور یہہ اسلیے

النفع ودفع الضرر يعتقد انه واجب او مستحب او مباح فاذا اعتقد ان الدين الحق واتباع الهدى والاستقامة على التوحيد ومتابعة السنة ينافي ذلك وانه يعادي جميع اهل الارض ويعرض لما لا يقدر عليه من البلاء وفوات

في الدنيا فلابد عنه من جلب التقليد وان من بالآخرة فانه ظاهر الذين فانه من المعلوم ان العالم لمعرفة فانه بحقائق لا بصيرة له ومنتسب الى الافتراق من عابد جاهل ومتدين فلا اله الا الله كم فتن بهذا

حظوظه ومنافعه العاجلة لزم من ذلك اعراضه عن الرغبة في كمال دينه وتجرده لله واعراضه عن حال السابقين المقربين بل يعرض عن حال المقتصدين من اصحاب اليمين بل قد يدخل مع الظالمين بل المنافقين وان لم يكن كان في كتاب من هذا في اصل الدين كان في فروعه واعماله كما قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم بادروا بالاعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسي كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا

کہ جب اسباب کا اعتقاد کرلیگا کہ دین اسوقت جبہی ملیگا جب دنیا خراب ہوگی
یعنی ایسا ضرر ہوگا جو مجہہ سی برداشت نہوا اور ایسا فائدہ جاتا رہیگا جسکی ابتدا
نہین تو وہ اس ضرر کی برداشت کرنے اور اُس فائدہ کے کہونے پر جرأت نکریگا
سبحان اللہ اس فتنہ نے اکثر خلق بلکہ تمام خلق کو حقیقت دین قائم رہنی سی کتنا
روکا ہی اور اسمین شک نہین ہی کہ جن دو مقدمون پر اس فتنہ کی بنا قائم ہی اُن دونو
کی اصل خدا تعالی کے امر اور دین اور وعدہ اور وعید اور حقیقت اوس نعمت کو
نجاننا ہی جو نفوس کی نہایت درجہ کی مطلوب اور اُنکا کمال ہی اور اُسی سی اُنکی
خوشی اور لذت پالی ہے پس آدمی حقیقت دین پر قائم رہنی اور حقیقت نعمت
کی جستجو سی تو منہ پہیر لیتا ہی اور اپنی امر دین کی ناواقفیت کے باعث اعتقاد
کرلیتا ہی کہ مین دین پر قائم ہون اور ظاہر و باطن سی وہی کام کرتا ہون جسکا مجکو
حکم ہی اور ممنوع بات کا ظاہر و باطن مین تارک ہون اور اسکی وجہ یہی ہوتی ہی
کہ وہ شخص دین حق سی اور اُس حق سی جو خدا تعالی کا اُسپر ہے اور جو کچہہ اوس سے
مقصود ہی اُس سی جاہل ہوتا ہی اور جب یہہ اعتقاد کریگا کہ حق والے کو اللہ
تعالی دنیا و آخرت مین فتح نہین دیتا بلکہ انجام کار دنیا مین کبہی کافرون اور
منافقون کی لئی ہوتا ہی تو یہہ امر بہی خدا تعالی کے وعدہ اور وعید سی جاہل ہونیکے

باعث ہوتا ہی پہلی بات کا حال یہ ہی کہ آدمی اکثر ایسے واجبونکو چھوڑ دیتا ہی
کہ اونکو اور اونکی واجب ہونیکو بھی نہین جانتا اِسصورت مین تو علم ہی مین کم
ہوتا ہی اور اکثر اونکو جانتا اور اونکی واجب ہونے کی واقفیت کی بعد چھوڑتا ہی
یا تو سستی اور ماندگی کے باعث یا کسی جھوٹی تاویل یا تقلید کے سبب یا اِس
گمان پر کہ مین تو اِس سے بھی زیادہ واجب تر امر مین مشغول ہون یا اور کسی جہت
سے مثلاً دلونکی واجب باتین بدنکی واجبات کی نسبت کہ بہت سخت ہین اور تاکید
بھی اُنمین بدنی واجبات سے زیادہ ہی مگر وہ اکثر لوگونکے نزدیک گویا دین کے
واجبات مین سے نہین بلکہ وہ فضائل اور مستحب چیز مین سے ہین اسلیئے اِن لوگونکو
دیکھوگے کہ بدن کے کسی واجب کے کرنے سے تو دق ہوتے ہین حالانکہ دل کے
واجبات سے ایسے واجب کو چھوڑے ہوئے ہین جو زیادہ تر مہم تھا اور اودنی حرام
فعل کرنے سے تنگ ہوتے ہین حالانکہ دلونکی محرمات مین جو حرمت مین سخت تر
ہوتا ہی اوسکے مرتکب ہوتے ہین بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ ایک شخص اُس بات کو
چھوڑ دیتا ہی جو اللہ تعالی نے اوسپر واجب کی ہی خدا تعالی کی عبادت مین دم
بھرتا ہی مثلاً اچھی بات کے حکم کرنے اور بُری بات کی منع کرنے سے باوجود
قدرت علحدہ اور جدا ہوجاتا ہی اور جانتا ہی کہ مین اِس فعل سے خدا تعالی کا

تقرب کرتا ہون اور اللہ تعالی کے ساتہہ جمعیت خاطر رکہتا ہون اور امر
بمعروف کا تارک ہون تو یہ شخص خدا تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ دشمن
ہے باوجودیکہ وہ یہی گمان رکہتا ہی کہ مین ایمان کی حقیقت اور اسلام کے
طریقہ پر قائم ہون بلکہ اکثر اوس فعل کو جو اوسپر حرام ہوتا ہی عبادت سمجہتا ہے
اور اعتقاد کرتا ہی کہ یہ فعل طاعت ہی اور اس شخص کے باب مین اوس شخص
کی نسبت کہ برا ہی جو اوس فعل کا مرتکب ہوا اور اعتقاد رکہی کہ وہ کام معصیت
ہے جیسے شعروں کے راگ سننے والے کہ راگ سے اللہ تعالی کا تقرب
کرتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ ہم خدا تعالے کے دوست ہین حالانکہ
حقیقت مین وہ لوگ شیطان کے دوست ہین - اور بسا اوقات ایسا ہی
اتفاق ہوتا ہی کہ آدمی اپنی آپکو ظلم رسیدہ اور ہر طرح سے حق پر سمجہتا ہی
اور واقع مین ایسا نہین ہوتا بلکہ اوسکے ساتھہ ایک طرحکا تو حق ہوتا ہی
اور ایک طرحکا باطل اور ظلم اور اوسکی طرف ثانی کے پاس ایک طرحکا حق
اور عدل ہوتا ہی مگر چونکہ دوستی کسی چیز کی آدمیکو اندہا اور بہرا کر دیتی ہی
اور آدمیکی سرشت مین ہی کہ اپنی آپکو محبوب جانتا ہے اور اپنی مقابل کو
دشمن اسلئی وہ بجز اپنے نفس کی خوبیون کے اور کچہہ نہین دیکہتا

اور مقابل برائیون کے سوا اور کچہہ نہین تاکتا بلکہ کبہی اپنے نفس کی محبت اس درجہ

کو زور پکڑتی ہی کہ اسکی برائیونکو جو بیان سمجہتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہے اَفَمَن

زُیِّنَ لَہٗ سُوْءُ عَمَلِہٖ فَرَاٰہُ حَسَنًا - اور اللہ تعالی نے جو کفالت اپنی دین اور جماعت

(بہلی سوجہائی اوسکی برائی پہر دیکہا اوسنے اسکو بہلا ۱۲)

اور دوستون اور عزت اور غلبہ کی کی ہی تو ایسے ایماندارون کیلئی فرمائی ہے

جسکو لیکر اوسنے اپنی رسولونکو بہیجا ہی اور اوسپر اپنی کتابون کو اوتارا ایمان کیوجہ

سے غلبہ کو خود فرماتا ہی وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ - اسصورتمین اگر

(اور تم ہی غالب رہوگے اگر تم ایمان رکہتے ہو ۱۲)

کسی بندہ پر مصیبت اوسکی جان یا مال مین یا دشمن کے اوسپر غالب ہونیسے

پونہچی تو وہ اوسکی گناہونکی باعث ہی یا واجب کے چہوڑنیسے یا حرام کام کرنیسے

اور اس تقریر سے وہ اعتراض کہ اکثر لوگ اللہ تعالی کے اس قول پر کرتے ہین

وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا جاتا رہتا ہے اور اکثر لوگ اس

(اور ہرگز نہ دیگا اللہ کافرون کو مسلمانون پر راہ ۱۲)

اعتراض کا جواب یون دیتے ہین کہ خدا تعالی کافرون کیواسطے ایماندارون پر

آخرت مین کوئی سبیل نکریگا اور بعض لوگ یہہ جواب دیتے ہین کہ اللہ تعالے

کافرونکی لئی مومنونپر حجت مین کوئی سبیل نکریگا اور تحقیق یہی ہے کہ سبیل کا نہونا ایمان کامل والون

پر ہے اور جب ایمان مین ضعف ہوگا تو ایماندارون کے دشمن کو ان پر

نقصان ایمان کے موافق سبیل ہو جاویگی کیونکہ انہون نے خود اپنے اوپر

دشمن کو راہ دی اسجہت سے کہ خدا تعالی کی طاعت کو چھوڑ دیا **فصل** اور دوسری
بات کا حال یہہ ہی کہ بہت سے لوگ یہہ گمان کرتے ہین کہ دین حق والے دنیا مین ہمیشہ
ذلیل اور مغلوب اور دبے ہوے رہتے ہین بخلاف اُن لوگونکی جو اُن سے علحدہ ہون ایسے
خیال کا ایسا شخص خدا تعالی کے وعدہ پر اعتماد نہین کرتا کہ وہ اپنے دین کی مدد کریگا بلکہ
اس وعدہ کو یا تو خاص ٹھہراتا ہی ایک گروہ سے نہ دوسرے سے یا ایکوقت سے بدون
دوسرے کے یا اس وعدہ کو مشیت کی متعلق ٹھہراتا ہی گو اوسکی تصریح نہین ہوئی اور یہہ
بات خدا تعالی کے وعدہ کے اوپر اعتماد نکرنے اور اوسکی کتاب کے نہ سمجھنے سے ہی
کیونکہ اللہ تعالی نے خود اپنی کتاب مین بیان فرما دیا کہ ہم ایماندارونکی مدد دنیا و
آخرت مین کرینگے چنانچہ ارشاد ہی اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا
(ہم مدد کرتے ہین اپنی رسولونکی اور ایمان والونکی دنیا کے جیتے اور)
وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْہَادُ اور فرمایا وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ
(جب کہڑے ہونگے گواہ ۱۲) (اور جو کوئی رفاقت پکڑے اللہ کی اور اوسکے رسول کی اور ایمان والونکی)
اللّٰہِ ہُمُ الْغَالِبُوْنَ اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ
(تو اللہ کی جماعت وہی ہی سب کی غالب ۱۲) (جو لوگ مخالف ہوتے ہین اللہ سے اور اوسکے رسول سے وہ لوگ ہین سب سے)
کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اور یہہ قرآن مجید مین بہت ہی اور خدا تعالی نے اوسمین
(اللہ لکھہ چکا کہ مین زبردست ہونگا اور میرے رسول ۱۲)
بیان فرما دیا ہی کہ بندہ کو جو کچھہ مصیبت یا چھوٹے خواہ بڑی دشمن کا غلبہ وغیرہ
پہنچتا ہی تو بندہ کے گناہون کے باعث سے ہی غرضکہ اللہ پاک نے اپنی کتاب مین
دونو مقدمونکو بیان فرمایا پس اگر تم اُن دونو کو اکٹھا کرو تو تمکو حقیقت حال کی

فصل

تعالی انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد وقال تعالی ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ہم الغالبون وقال تعالی ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلین کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی

کثیر فی القرآن وقد بین سبحانہ فیہ ان ما اصاب العبد من مصیبۃ او ادالۃ عدو وغیرہ او کبیرہ فبغیر ذلک فبذنوبہ فبین سبحانہ فی کتابہ الموضعین فاذا تجوت بعض ما بین الدن

واضح ہوجاویگی اور اعتراض بالکل جاتا رہیگا ان سرد تکلفات اور تاویلات دور

از کار کی حاجت نرہیگی دیکھو خدا تعالی نے پہلی بات کی تقریر کئی طرح پر فرمائی ایکا

تو بیان اوپر گذر چکا دوسری طرح یہہ کہ اللہ تعالی نے اُس شخص کی مذمت کی جو

مدد اور فتح ایمانداروںکی سوا دوسرے سے طلب کرے چنانچہ ارشاد ہے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَہُوْدَ وَالنَّصَارٰی اَوْلِیَاءَ اس آیت تک فَتَرَی الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ

مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ فِیْہِمْ یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰی اَنْ تُصِیْبَنَا دَائِرَۃٌ یہانتک کہ فرمایا وَمَنْ

یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ہُمُ الْغَالِبُوْنَ اسمین جو شخص مدد

کو اوسکی جماعت کی سوا دوسرے سے طلب کرے اوسپر انکار کیا اور خبر دی کہ اسکی

جماعت ہی غالب ہے اور اسکی مانند ہے یہہ ارشاد اللہ تعالی کا بَشِّرِ الْمُنَافِقِیْنَ بِاَنَّ

لَہُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَہُمُ

الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا اور فرمایا یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لَیُخْرِجَنَّ

الْاَعَزُّ مِنْہَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔

اور فرمایا مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّۃَ فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ جَمِیْعًا اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ

الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ اور اسکے سوا اور آیات ہین اور دوسری بات کی تقریر مین جنگ احد

کے قصہ مین فرمایا اَوَلَمَّا اَصَابَتْکُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْہَا قُلْتُمْ اَنّٰی ہٰذَا قُلْ ہُوَ مِنْ

عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَانِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ
یہہ آئی تمکو اپنی طرف سے ۱۲ جو لوگ تم مین ہٹ گئے جس دن بہڑین دو فوجین سو انکو ڈگا دیا
الشَّیْطَانُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا اور فرمایا وَمَا اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَ
شیطان نے کچھہ انکے گناہ کی شامت سے ۱۲ اور جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا ہے اوسکا جو کمایا تمہارے ہاتھون نے
یَعْفُوْ عَنْ کَثِیْرٍ اور فرمایا ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ
اور معاف کرتا ہے بہت ۱۲ کھل پڑی ہی خرابی جنگل مین اور دریا مین لوگون کے ہاتھہ کی کمائی سے چکھایا چاہئے
بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ اور فرمایا وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً
انکو کچھ مزہ انکے کام کا کہ شاید یہہ پھر آوین ۱۲ اور جب چکھا دین ہم لوگون کو کچھہ مہر
فَرِحُوْا بِهَا وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ اِذَا هُمْ یَقْنَطُوْنَ اور فرمایا اَوْ یُوْبِقْهُنَّ
اوس پر پھولنے لگین اور اگر آپڑے انپر کچھہ برائی اپنے ہاتھون کے بھیجے پر تبھی آس توڑ دیوین ۱۲ تباہ کر دے انکو
بِمَا کَسَبُوْا وَیَعْفُ عَنْ کَثِیْرٍ اور فرمایا مَا اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَکَ مِنْ
لوگون کی کمائی سے اور معاف بھی کر دے بہتون کو ۱۲ جو تجھکو بھلائی پہنچے سو اللہ کی طرف سے اور جو تجھکو برائی
سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ اور اسکے سوا اور آیتین ہین **فصل** اور پورا کلام اس مقام مین
پہنچے سو تیرے نفس کیطرف سے ۱۲
چند اصلون کلی سے ظاہر ہوتا ہی پہلی اصل یہہ ہی کہ جو برائیان اور محنتین اور
ایذائین ایماندارونکو پونہچتی ہین اون سے کم ہین جو کافرونکو پونہچتی ہین اور
تجربہ اسکا شاہد ہی اسیطرح جو نیک لوگونکو اس دنیا مین پونہچتی ہین وہ اونسے کم ہین
جو بدکارون اور فاسقون اور ظالمونکو پہنچتی ہین دوسری اصل یہہ ہی کہ اللہ تعالی
کے باب مین جو کچھہ ایماندارونکو مصیبت پہنچتی ہے وہ رضا اور ثواب کی طلب کے ساتھہ
جمع ہوجاتی ہی اور اگر رضا اون سے جاتی رہتی ہی تو انکا اعتماد صبر اور طلب ثواب پر
جب بہی ہوتا ہی اور یہہ امر اون سے مصیبت کے بوجھہ کو ہلکا کر دیتا ہی تیسری اصل
یہہ ہی کہ ایماندار کو اللہ تعالی کے باب مین جب ایذا ہوتی ہی تو اوسکی طاعت اور اخلاص

عند انفسكم وقال تعالى ان الذين تولوا منكم يوم التقى الجمعان انما استزلهم الشيطان ببعض ما كسبوا وقال وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم ويعفوا عن كثير وقال ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت ايدي الناس ليذيقهم بعض الذي عملوا لعلهم يرجعون وقال اذا اذقنا الناس رحمة فرحوا بها وان تصبهم سيئة بما قدمت ايديهم اذا هم يقنطون وقال او يوبقهن بما كسبوا ويعف عن كثير وقال ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك الى غير ذلك وفصل تمام الكلام في هذا المقام العظيم يتبين باصول جامعة الاول ان ما يصيب المؤمنين من الشرور والمحن والاذى دون ما يصيب الكفار والفجار والفساق ... ما يصيب الابرار ... والظلمة الاصل الثاني ان ما يصيب المؤمنين في الله مقرون بالرضاء والاحتساب فان فاتهم الرضا فمعولهم على الصبر والاحتساب وذلك يخفف عنهم ثقل البلاء الاصل الثالث ان المؤمن اذا اوذي في الله فانه محمول عنه

کے موافق اُس سے اُٹھا لیجاتی ہی اور اسکی مدد کیجاتی ہی چوتھی اصل یہہ ہی کہ محبت
جسقدر دل مین جگہہ کرتی ہے اور مضبوط ہوتی ہی اوسیقدر عاشق کو معشوق کی رضا
مین ایذا شیرین معلوم ہوتی ہے اور عاشق اِسبات سے فخر کیا کرتے ہین جیساکسی نے
کہا ہی ؎ گو ظلم تو جو کرتا ہی مجکو ہی ناگوار * پر خوش ہون دلین تیری مری یاد تو ہوئی
پانچوین اصل یہہ ہی کہ کافر اور بدکار کو جو عزت اور فتح اور جاہ ملتا ہی وہ اُس سے
کم ہے جو ایماندار و نکو ملتا ہی بلکہ باطن کافرون اور بدکارون کی عزت کا ذلت اور
شکست ہی چنانچہ حسن بصری کا قول ہی کہ اگرچہ اُن لوگونکو خچرین لئے دوڑتی پہرین اور
انکی جوتیان کہٹاکہٹ بولین مگر گناہ کی ذلت اونکی دلونمین ہی خدا کو منظور نہین بجز
اسکے کہ اپنی نافرمان کو ذلیل کرے چہٹی اصل یہہ ہے کہ ایماندار کا مبتلا ہونا اوسکی
دوا ہی جس سے اوسکی بیماریان نکالی جاتی ہین اور ثواب کے پورا ملنے اور مرتبہ کی
بلندی کے لئے تیار ہو جاتا ہی اور ظاہر ہی کہ ایماندارون کے حق مین اسکا ہونا نہونے کی
نسبت کہ بہتر ہی اور یہی وجہہ ہی کہ سب لوگون سے زیادہ سخت مصیبت مین انبیا ہو
پہر وہ جو اُن سے قریب ترین پہر اُن سے قریب تر غرضکہ آدمی اپنی دین کے موافق
مبتلا ہوا کرتا ہی پس اگر اوسکی دین مین سختی ہوتی ہی تو اوسپر مصیبت سخت کیجاتی ہی
اور اگر اوسکی دین مین نرمی ہوتی تو مصیبت ہلکی دیجاتی ہے اور ایماندار ہمیشہ

مصیبت مین رہتا ہی یہانتک کہ زمین پر ایسی طرح پہرے کہ کوئی اوسکے ذمہ گناہ نہو

ساتوین اصل یہہ ہی کہ ایماندار پر بعض اوقات مین اس دنیا کے اندر دشمن کا مسلط اور غالب ہوجانا اوسکی لئی ایک امر لازم اور ضروری ہی اور وہ مثل سخت گرمی اور سخت جاڑے اور بیماریون اور رنجون اور غمونکی ہی کہ یہہ چیزین بھی طبیعت اور سرشت انسانی کے لئی اس دنیا مین لازم ہین حتی کہ لڑکون اور چوپایون تک کو ہوتی ہین کہ مقتضای حکمت احکم الحاکمین کا یہی ہی پس اگر دنیا مین خیر علحدہ ہوجاوے شر سی تو یہہ عالم ہی اور ہوجاوے اور پیدایش ہی یہہ نرہے اور جس حکمت کی لئی کہ خیر اور شر ملی جلی ہوئی ہین وہی جاتی رہی بلکہ خیر کی جدائی شر سے اور اوسکا علحدہ رہنا اس سے اور عالم مین ہوگا جو اس دنیا کے سوا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ أُولٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

آٹھوین اصل یہہ ہی کہ کبھی کبھی ایمانداروں کے مبتلا کرنے مین یعنی اُن پر دشمن کو غالب کرنے اور اونکو مغلوب کرنے اور کافرون کے سامنی اُنکو شکستہ رکھنے مین بڑی حکمت ہی جسکی تفصیل سوا خدا تعالی کے اور کوئی نہین جانتا منجملہ اونکے ایک یہہ کہ خدا تعالی کے سامنی بندگی اور ذلت اور شکستگی اور احتیاج ظاہر کرین اور اُس سی اپنی دشمنوں پر غالب ہونیکی درخواست کرین اور اگر ہمیشہ فتحمند اور غالب رہتے تو اترا جاتے

اسواسطی کبہی اونکو غالب کیا اور کبہی مغلوب تاکہ جب مغلوب ہون تو اپنے رب کے سامنے
تضرع اور رجوع کرین اور جب غالب ہون تو اوسکی دین اور نشانون کو قائم کرین اور
اچہی بات کا حکم کرین اور بُری بات سی منع کرین اور ایک یہہ کہ اگر ہمیشہ منصور رہتے
تو انمین وہ شخص بہی داخل ہوجاتا جسکا قصد دینداری اور پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی نہین بلکہ جسکا غلبہ اور عزت دیکہی اُنمین لگیا اور اگر ہمیشہ مغلوب رہتے تو انمین
کوئی داخل ہوتا اسلئے حکمت الہی اسبات کی مقتضی ہوئی کہ کبہی تو اُنکو غلبہ دوسرون پر
ہو کبہی دوسرونکو اونپر تاکہ اس سی وہ شخص جدا ہوجاوے جو اللہ تعالی اور اوسکی رسول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاہتا ہی اور جو شخص کہ اُسکی مراد سوار دنیا اور جاہ کے اور
کچہہ نہین وہ علحدہ ہوجاوے اور ایک یہہ کہ اللہ تعالی اپنے بندون سی اپنی بندگی کی
تکمیل خوشی اور تکلیف اور صحت اور مرض کی حالتو نمین پسند کرتا ہی پس بندون پر
دونو حالتون مین خدا تعالی کی بندگی اُس حال کے موافق واجب ہی کہ تکمیل بدون
اوسکی حاصل نہین ہوتی۔ دل بدون اوسکی سیدہا رہتا جیسے بدن بدون گرمی اور
سردی اور بہوک اور پیاس اور رنج وسختی اور اونکے مقابل امور کے قائم نہین رہتے
اور ایک یہہ کہ دشمن کو غلبہ دینے سی اُنکا امتحان کرنا اونکو پاک و خالص کرنا ہے
چنانچہ احد کے روز جو کافرونکو غالب کردیا اوسکی حکمت کی باب مین اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ اس قول تک وسیجزی
اور سست نہو اور نہ غم کہاؤ اور تمہیں غالب ہوگے اگر تم ایمان رکھتے ہو ۱۲ اور اسد

اللہ الشاکرین اللہ تعالی نے اِسمین بہت سی حکمتین ذکر فرمائین جنکے
تو اب دیگا بھلا اشکر والونکو ۱۲

سبب سے کفار کو اونپر غلبہ دیا بعد اسکے کہ اونکو ثابت رکہا اور قوت دی

اور اونکو خوشخبری دی کہ تمہین جیتوگے اِس نظر سے کہ ایمان تمکو عطا

کیا گیا ہے اور تسلی فرمائی کہ گو تمکو خدا تعالی کی طاعت اور اوسکے رسول مقبول

صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طاعت مین رنج پونہچا مگر تمہارے دشمنونکو اوسکی دشمنی اور

اسکے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دشمنی مین رنج پونہچا پہر اونکو خبر دی کہ اللہ تعالی

اپنی حکمت سے دنونکو آدمیونمین نوبت بنوبت بدلتا ہے پس انمین سے ہر ایک شخص

کو اوسکا نصیب پہونچ جاتا ہے جیسے روزیان اور موت پونہچتی ہین پہر اونکو

خبر دی کہ یہ اسلئے کیا تاکہ ہم انمین سے ایماندارونکا حال جانین حالانکہ خدا تعالی

ہر ایک چیز کو ہونیسے پہلے اور بعد جانتا ہے مگر یہہ چاہا کہ اونکو موجود اور محسوس

جانکر اونکے ایمان کو واقع جانے پہر بتایا کہ ہم ایماندارونمین سے شہید بنایا

چاہتے ہین اسلئے کہ شہادت مرتبہ بلند اور اونچا درجہ ہے وہ بدون قتل ہو جانیکے

ہماری راہ مین نہین ملتا پہر یہہ بتایا کہ ہمکو منظور ہے کہ ایمان والونکو توبہ کرنے

اور ہماری طرف رجوع کرنیسے گناہونسے پاک اور خالص کردین اور کافرون کو

اونکی بغاوت اور سرکشی اور انتقام کیوقت حد سے تجاوز کرنیکے باعث کہو جو شادین پہر ایماندارون کے اس گمان کا انکار فرمایا کہ بدون جہاد اور صبر کیے جنت مین داخل ہون اور یہہ کہ ہماری حکمت اسکو نہین چاہتی لوین اصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جو آسمانون اور زمین کو پیدا کیا اور موت اور زندگی کو بنایا اور زمین کے اوپر کی چیزون سے اوسکو اپنی بندونکی آزمایش کیواسطے آراستہ کیا تو اسلئے ہی کہ جان لے کہ کون اللہ تعالی کو اور اوسکے پاس کی چیز کو چاہتا ہی اور کون دنیا کو اور اوسکی آرایش کو ارادہ کرتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی وہو الذی خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَاۗءِ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا اور فرمایا اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَةً لَّھَا لِنَبْلُوَھُمْ اَیُّھُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا اور اسکی سوا اور آیات ہین۔ اور مومن اور کافر کیواسطے امتحان کا ہونا ضروری ہی مومن کا تو اسلئے کہ ظاہر ہو جاوے کہ وہ اپنے ایمان مین سچا ہی یا نہین اور بے ایمان کا امتحان آخرت مین عذاب سے ہوگا اور دونو امتحانون سے یہہ صورت بہت بڑی ہی اور یہہ اوسوقت ہی کہ وہ شخص دنیا کے عذاب اور مصیبتون کی امتحان سے محفوظ رہا ہو غرضکہ اس دنیا مین اور برزخ اور قیامت مین ہر ایک شخص کے لئے رنج کا ہونا ضروری ہے مگر ایماندار کا رنج ہلکا اور مصیبت سہل ہوتی ہی اسلئے کہ

اللہ تعالی ایمان کی بدولت اُس سے ٹالدیتا ہی اور صبر اور استقلال اور رضا اور تسلیم اُسقدر نصیب کرتا ہی جس سے اُسکا رنج آسان ہوجاتا ہی اور کافر اور بدکار کی مشقت سخت اور مصیبت کڑی ہوتی ہی اور ہمیشہ کو رہتی ہی دسوین اصل یہہ ہی کہ انسان اپنی طبیعت مین شہری ہی اسکو لوگون کے ساتھہ زندگی کرنی ضرور ہی اور لوگون کے ارادے اور اعتبار ہین کہ جنپر اُس سے موافقت کی خواہان ہوتے ہین اگر وہ اُن کی موافقت نہین کرتا تب تو اوسکو ایذا اور عذاب دیتے ہین اور اگر اُنکی موافقت کرتا ہی تو خود اوسکو ایک طرحکی ایذا اور تکلیف ہوتی ہی بہرحال آدمیونکا ہونا اور اُن سے ملنا آدمی کو ضرور ہی اور اُن سے ملنا دو حال سے خالی نہین یا اُنکی موافقت کر کے ملیگا یا مخالفت کر کے اول صورت مین اگر موافقت امر باطل پر ہوگی تو بھی اوسکو رنج و عذاب ہوگا اور دوسری صورت مین اگر لوگون کی خواہشونکے مطابق نہوگا تب بھی رنج و عذاب ہوگا اور اسمین کچھہ شک نہین کہ امر باطل مین اونکے مخالف ہونیکا رنج اُس رنج سے سہل تر اور زیادہ آسان ہوگا جو اونکی موافقت پر مترتب ہوتا ہی اور اسکو اُس شخص پر قیاس کرلو جس سے ظلم اور بدکاری یا جھوٹی گواہی پر موافقت کے خواہان ہون یا حرام چیز پر مدد کرنیکے طالب تو اگر وہ اُنکی موافقت نکریگا تو اوسکو ایذا دینگے اور ظلم و زیادتی اور عداوت کرینگے لیکن انجام نیک اور فتح اوسی کو

ہوتی ہی بلکہ صبر اور تقوی کرے اور اگر رنج مخالفت کے سبب سے ہی کی جہت سی اونکی

موافقت کریگا تو اوسکی پیچہے اوسپر وہ رنج آویگا جو اوس رنج سی بہت زیادہ ہوگا

جس سی بچا تہا اور غالب یہی ہی کہ وہ لوگ اوسپر مسلط کردیے جاوین اور پہر اوسکو

دوماچوگنا رنج اوس لذت کا ہو جو پہلے اونکی موافقت سی ہوا تہا پس اس امر کا پہچاننا

اور رعایت رکہنی بندہ کے لئی نہایت نافع چیز ہے اسلئی کہ تہوڑا سا رنج جسکے پیچہے

بڑی لذت ہمیشہ کو آدمی اوسکا برداشت کرنا بہتر ہی تہوڑی سی لذت سی جسکی پیچہے

رنج دائمی بہت بڑا ہو گیارہوین اصل یہہ ہی کہ جو مصیبت بندہ کو خدا تعالی کے

بابمین پہونچتی ہی وہ چار قسمون سی باہر نہین یا اوسکی جان مین ہوگی یا مال مین یا

ابرو مین یا گہر والون اور دوستو مین اور جو مصیبت کہ نفس مین ہوتی ہی وہ کبہی

اوسکی ہلاک ہونیسے ہوتی ہی اور یا اوسکی درد مین آنے سی اور ان سب قسمو مین سے

سخت تر نفس مین مصیبت کا آنا ہی اور ظاہر ہی کہ تمام لوگ مرجاوینگے اور غایت اس

ایمان دار کی یہہ ہی کہ خدا کی راہ مین شہید ہوا اور یہہ سب موتون سی اشرف اور

سہل ہی اسلئی کہ شہید کو صرف اتنا درد ہوتا ہی جتنا چٹکی کا درد ہوتا ہی تو شہید

کے مرنے مین مصیبت آدمیونکی معمولی مرنے سی بڑہکر نہین اسصورت مین جو شخص اس

قتل کی مصیبت کو بستر پر مرنیکی مصیبت سی زائد جانتا ہی وہ جاہل ہی لیکن بہاگنے والا

یہہ گمان کرتا ہی کہ بہاگنی سے میری عمر بڑہجاویگی اور اپنی زندگی سی مزی اوڑاویگا اور اللہ تعالی نے اوسکے اِس گمان کو جہوٹا فرمایا جیسا کہ ارشاد ہی قُل لَّن یَنفَعَکُمُ الفِرَارُ اِن فَرَرتُم مِّنَ المَوتِ اَوِ القَتلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ اِلَّا قَلِیلًا اسلیے کہ مرنا تو ضروری ہی مگر اس بہاگنے کر مرنے سی وہ بات جاتی رہیگی جو اس سی بہتر اور مفید تہی یعنی شہید کا زندہ رہنا اپنی پروردگار کے پاس پہر فرمایا قُل مَن ذَا الَّذِی یَعصِمُکُم مِّنَ اللّٰہِ اِن اَرَادَ بِکُم سُوٓءًا اَو اَرَادَ بِکُم رَحمَۃً وَلَا یَجِدُونَ لَہُم مِّن دُونِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیرًا اور جب یہ حال نفس مین مصیبت ہونیکا ہی تو اسیطرح مال اور آبرو اور بدن کی مصیبت مین ہی اور جو شخص اپنا مال خدا کی راہ مین اور اوسکی بول بالا کرنے مین خرچ کرنیسے بخل کرتا ہی اللہ تعالی اُسکا مال اوس سی چہین لیتا ہی یا اوسپر ایسی چیزونکی احتیاج معین کرتا ہی جو اوسکو دنیا و آخرت مین کارآمد نہون بلکہ ایسی چیزون کی جنکا وبال اور ضرر دنیا و آخرت مین اوسپر رجوع کرہی اور اگر مال کو روک رکہہ چہوڑیگا تو اللہ تعالی اوسکو اوس سی نفع لینی سی روکدیگا اور اُس مال کو کسی دوسرے کے حوالہ کریگا تو وہ مال دوسرےکو گوارا اور مبارک ہوگا اور اوسکی چہوڑنیوالے پر اُسکا وبال اور گناہ رہیگا اور اسیطرح جو شخص اپنی بدنکو یا آبرو کو آرام مین رکہیگا اور اللہ کے لیے اور اوسکی راہ مین مشقت اوٹہانے پر اپنی آرام کو پسند کریگا تو اللہ تعالی اوسکو

(زیرِ سطر:) تو کہہ کام نہ آویگا تمکو بہاگنا اگر بہاگوگے مرنے سی یا مارے جانیسی اور پہر بہی پہل نہ پاوگے مگر تہوڑے دنون ۱۲ — تو کہہ کون ہی کہ تمکو بچاوے اللہ سی اگر چاہی تمپر برائی یا چاہی تمپر مہر اور نہ پاوینگے اپنے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ مددگار ۱۲

نصب انہ لا یغفر لا یطول عمرہ فیتمتع بالعیش وقد اللذائذ عزۃ ہذا الظن حیث یقول قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم من الموت او القتل واذا لا تمتعون الا قلیلا اذ لابد من الموت فیفعل بعد الا بالقتل لا ہو خیر منہ وانفع من حیاۃ الشہید عند ربہ ثم قال قل من ذا الذی یعصمکم من اللہ ان اراد بکم سوءا او اراد بکم رحمۃ ولا یجدون لہم من دون اللہ ولیا ولا نصیرا واذا کان ہذا فی مصیبۃ النفس فکذا الامر فی مصیبۃ المال والعرض والبدن وان من بخل بمالہ ان ینفقہ فی سبیل اللہ واعلاء کلمتہ سلبہ اللہ ایاہ او قیض لہ انفاقہ فیما لا ینفعہ دنیا ولا اخری بل فیما یعود علیہ بمضرتہ عاجلا او آجلا وان حبسہ منع التمتع بہ ونقلہ الی غیرہ فیکون لہ مہنأہ وعلی مخلفہ وزرہ وکذلک من رفہ بدنہ وعرضہ وآثر راحتہ علی التعب للہ وفی سبیلہ

اُس مشقت سی ڈر گئی جو کہ اپنی راہ اور مرضی کے خلاف مین مشقت ڈالیگا اور یہ
ایک ایسی بات ہی جسکو لوگ تجربون سی جانتی ہین۔ ابو حازم کہتی ہین کہ جو شخص اللہ
سے نہین ڈرتا اوسکو خلق کے برتاؤ سی وہ حالت حاصل ہوتی ہے جو اللہ کی ڈر نیوالے
کو تقوی کے برتاؤ کی حالت سی بڑھکر ہوتی ہی اور اُسکو ابلیس کے حال پر قیاس کرلو کہ
اوسنی حضرت آدم علیہ السلام کو اِسبب سی سجدہ نکیا کہ اوسکی سامنی عاجزی اور ذلت
کرنیسی بچا رہی اور اپنی نفس کی عزت کا خواہان ہوا پس اللہ تعالی نے اوسکو سب
ذلیلون سی زیادہ ذلیل کردیا اور اوسکو آدم علیہ السلام کی اولاد مین سی فسق و فجور
والونکا خادم بنادیا تو دیکھو حضرت آدمؑ کے لئی سجدہ کرنے پر تو راضی نہوا مگر اِس
امر پر راضی ہوا کہ خود اور اوسکی اولاد حضرت آدمؑ کی فاسق اولاد کی خدمت کری
اور اسیطرح بت پرستون نے اِس امر سی غیرت کی کہ آدمیون مین سی ایک پیغمبر کی
اطاعت کرین اور اِسبات پر راضی ہو گئی کہ پتہر کے ایک معبود کی پرستش کرین۔ اور
اِسیطرح جو شخص اِسبات سے رُکے کہ اپنے آپکو خدا کیواسطے ذلیل کری یا اپنا
مال اوسکی رضا مین خرچ کری یا اپنی نفس کو اُسکی طاعت مین مشقت مین ڈالنے
اوسکی سزا قطعا یہہ ہی کہ وہ ایسی شخص کے سامنی ذلیل ہو جو اوسکی برابر کا نہو اور
اوسکی لئی اپنا مال خرچ کری اور اپنی نفس اور بدن کو اوسکی طاعت و رضا مین مشقت

مین ڈالے جیسا بعض سلف نے کہا ہی کہ جو شخص آسبات سی رکے کہ اپنی بہائی
کے ساتھہ چند قدم اوسکی حاجت مین چلے تو اُسکو الله تعالی اپنی طاعت کی سوا
اور چیز مین اُس سی زیادہ پہرا آتا ہی **فصل** اسباب کی خاتمہ کے بیانمین جو مطلب اصلی
ہے اور سب باتین جو اوپر بیان ہوئین وہ اسکی وسیلہ کیطرح ہین اور وہ یہہ ہے کہ
محبت الله تعالی کی اور اوس سے اُنس کرنا اور اوسکی ملاقات کا شوق اور اوس سے
اور اوسکے ساتھہ راضی رہنا دین کی اصل ہی اور آدمی کے اعمال اور اراده کی
اصل ہی جیسی خدا تعالی کی معرفت اور اوسکی ناموں اور صفات اور افعال کو جاننا
دین کی اصل ہی اسلئی کہ اوسکی معرفت سب معرفتوں سی بڑی ہی اور اُسکی ذات کو
اراده کرنا سب مقصدوں سے اشرف اور اوسکی عبادت سب اعمال سی عمده اور اوسکی
تعریف کرنی اوسکی نامون اور صفتوں سی اور اوسکی مدح کرنی اور بڑائی کرنی سب
قولوں سی بزرگتر ہی اور یہہ امر بنا ہی حضرت ابراہیم کی ایکطرفی ملت کی اور الله تعالے
نے فرمایا ہی ثُمَّ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔
پہر حکم بہیجا ہمنی تجکو کہ چل دین ابراہیم پر جو ایک طرف کا تہا اور نہ تہا شریک والون مین ۱۲
اسیلئے آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم اپنی اصحاب رض کو صبح کیوقت یہ کہنی کا حکم فرماتے
کہ صبح کی ہمنی اسلام کی پیدائش اور اخلاص کے کلمہ اور اپنی نبی محمد صلی الله علیہ وآلہ وسلم
کے دین اور اپنی باپ حضرت ابراہیم کی ملت پر جو ایکطرفہ مسلمان تہی اور مشرک نہ تہی

ہو غرضکہ اللہ پاک کی محبت بلکہ مطلق تمام ماسوای بندہ کے نزدیک اوسکا زیادہ تر
محبوب ہونا واجبات دین مین سبسی بڑا اور اوسکی اصول مین سبسی زیادہ اور اوسکے
قواعد مین سبسی بزرگ ہی اور جو شخص خدا تعالی کے ساتھہ کسی مخلوق سی ایسی ہی محبت
رکھی جیسی اس سی رکھتا ہی تو یہہ اوس شرک مین سی ہی جسکے کرنیوالے کی بخشش نہین
ہوتی نہ اوسکی ساتھہ کوئی عمل مقبول ہو اللہ تعالی فرماتا ہی وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّتَّخِذُ
مِن دُونِ اللّٰہِ اَندَادًا یُّحِبُّونَھُم کَحُبِّ اللّٰہِ وَالَّذِینَ اٰمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ اور اذا کان
(اور بعضے لوگ ہین جو پکڑتے ہین اللہ کے برابر اور وہ کو اونکی محبت رکھتے ہین جیسے محبت اللہ کی اور ایمان والون کو اوس سے زیادہ ہی محبت اللہ کی)
بندہ اہل ایمان سی نہین ہوتا جبتک کہ اوسکا بندہ مقبول یعنی رسول کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اوسکی نزدیک اوسکی نفس اور اہل اور فرزند و پدر اور تمام لوگون سے
محبوب تر نہو اور محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابع ہی خدا تعالی کی محبت کی تو اب
خداے پاک کی محبت کو کیا خیال کرنا چاہئی یعنی اوسکی بہی سب سی زیادہ محبوب تر نہو بہی
آدمی بطریق اولی ایمان والا نہوگا اور اللہ تعالی نے انسان اور جن کو صرف اپنی
بندگی کیواسطے پیدا فرمایا ہی اور بندگی متضمن ہی اوسکی کمال محبت اور نہایت تعظیم کو
اور اوسکی لئی ذلیل ہونیکو اور اسکی لئی اوسنی اپنی رسولونکو بہیجا اور اپنی کتابون کو
اتارا اور جسطرح کہ خداے پاک کی مانند کوئی چیز نہین اسیطرح اوسکی محبت اور تعظیم اور
خوف کی مانند بہی اوسکی مخلوق مین نہ کوئی محبت ہی نہ کوئی تعظیم نہ کوئی خوف اسلئی کہ

فمحبته سبحانه بل كونه احب الى العبد من كل ما سواه على الاطلاق من اعظم واجبات الدين واكبر اصوله واجل قواعده ومن احب معه مخلوقا مثل ما يحبه فهو من الشرك الذي لا يغفر لصاحبه ولا يقبل معه عمل قال تعالى ومن الناس من يتخذ من دون الله اندادا يحبونهم كحب الله والذين آمنوا اشد حبا لله واذا كان العبد لا يكون من اهل الايمان حتى يكون عبده ورسوله احب اليه من نفسه واهله وولده والناس اجمعين ومحبته تابعة لمحبة الله فما الظن بمحبته سبحانه وهو سبحانه لم يخلق الانس والجن الا لعبادته التي تتضمن كمال محبته وكمال تعظيمه والذل له ولاجل ذلك ارسل رسله وانزل كتبه وكما انه سبحانه ليس كمثله شيء فكذلك محبته وخوفه وتعظيمه

مخلوق سی جتنا ڈرو گے وتنا ہی اوس سی وحشت کروگے اور بہاگوگے اور خدا
پاک سی جتنا ڈرو گے وتنا ہی اُس سی مانوس ہوگی اور اوسکی طرفکو بہاگوگے او
مخلوق کے ظلم وتعدی سی ڈرا کرتے ہین اور الله تعالی کے عدل وانصاف سے
خوف معلوم ہوا کرتا ہی اسیطرح محبت کا حال ہی کہ مخلوق کی محبت اگر خدا کیواسطے
نہین ہوتی تو وہ محبت کرنیوالے کے حق مین عذاب اور اوسپر وبال ہوتی ہی اور جو کچھہ
اس محبت سی محبکو درد حاصل ہوتا ہی وہ بہت بڑا ہوتا ہی علاوہ ازین مخلوق کی محبت
مین یہ بُرائی ہی کہ عاشق سی مُنہ پہیرنا اور اوسپر ستم کرنا اور بیوفائی کرنی اسوجہ سی کہ
کوئی دوسرا اوسکی محبت کا مزاحم ہو یا خود اوسکو عاشق سی نفرت اور عداوت ہو یا
اوسکو اپنی ضرورتون مین عاشق کی پروا نہو یا کوئی دوسری چیز عاشق سی زیادہ
اوسکو محبوب ہو اسلئی بے پروا ہو یا اور کسیوجہ کی آفت سی وہ عاشق کی پروا نرکہتا
ہو مگر خدا تعالی کی محبت کا حال اس حال سی جدا ہی اسلئی کہ کوئی چیز دلون کے نزدیک اونکے
خالق سے بڑہکر محبوب نہین خالق کی محبت نفسونکی آسایش اور روحون کی جان اور
آنکہونکی ٹہنڈک اور باطن کی آبادی ہی کیونکہ سلیم دلون اور پاک روحون اور
تیز عقلونکی نزدیک خدا تعالی کی محبت اور اوسکی ساتہہ انس کرنی اور اوسکی ملاقات کے
شوق سی بڑہکر کوئی چیز زیادہ شیرین اور لذیذ اور ستہری اور آسان اور اچھی نہین

ويخافونه فالمخلوق كلما خفته تستوحش منه وتهرب والله سبحانه كلما خفته انست به وفررت اليه والمخلوق تخاف ظلمه وعدوانه والرب سبحانه انما تخاف عدله وقسطه وكذلك المحبة فان محبة المخلوق اذا لم تكن لله فهي عذاب للمحب ووبال عليه وما يحصل له بها من التألم اعظم مما يحصل له من اللذة وكلما كانت ابعد عن الله كان الم المحب بها اعظم مع الاعراض عنك والتجني عليك وعدم الوفاء لك اما لمزاحمة غيره من المحبين له واما لكراهته وعداوته واما لاشتغاله عنك بمصالحه وما هو احب اليه منك واما لغير ذلك من الآفات واما محبة الرب سبحانه فشأنها غير هذا الشأن فانه لا شيء احب الى القلوب من خالقها وفاطرها فهو الهها ومعبودها ووليها ومولاها فمحبته نعيم النفوس وحياة الارواح وقرة العيون وعمارة الباطن فليس عند القلوب السليمة والارواح الطيبة والعقول الزاكية احلى ولا الذ ولا اطيب ولا اسر ولا انعم من محبته والانس به والشوق الى لقائه

اور جو مرد ایماندار اپنی دلمین اس سی پاتا ہی وہ ہر مزہ سسی بڑہکر ہی اور جو راحت کہ اُسکو اس سسی ملتی ہی وہ سب راحتون سسی کامل تر ہی چنانچہ بعض عاشقان خدا نے اپنی حال سسی ان الفاظ سسی خبر دی ہی کہ میری دلپر ایسے اوقات گذرتے ہین کہ اُنمین مین یہ کہتا ہون کہ اگر جنت والے اِسسی جیسی حالین ہونگی تو البتہ وہ ستہرے عیش مین ہونگی اور دوسرے نے کہا ہی کہ میری دلپر ایسی وقت گذرتے ہین کہ اُنمین وہ خدا کی ساتہہ انس ہونے اور اوسکی محبت کی خوشی کے مارے جہومنی لگتا ہی اور دوسرے نے کہا ہی کہ غفلت والے غریب ہین کہ دنیا سسی نکلے اور جو چیز کہ اوسمین نہایت پاکیزہ تہی اُسکا مزہ نہ چکہا اور کسی دوسرے نے کہا ہی کہ اگر بادشاہ اور شہزادونکو خبر ہو کہ ہم کس عیش مین ہین تو وہ لوگ ہمسی تلوارون سے لڑین اور ان باتونکا معلوم کرنا اور اُنکا مزہ چکہنا موافق محبت کی اور اوسکی کمی کے اور بقدر دریافت حال محبوب کے اور اوسکی نزدیکی کے ہوتا ہی اور جسقدر محبت کامل تر اور ادراک زیادہ پورا اور اُسکا قرب نہایت درجہ کو ہو گا اوسیقدر حلاوت اور لذت اور خوشی اور آسایش قوی تر ہوگی حاصل یہہ کہ دل بدون اپنی رب کی عبادت اور محبت کے فلاح اور درستی کو نہین پہنچتا اگرچہ جتنی الفت کی چیزون سسی لذت ہوا کرتی ہے سب اُسکو ملجا دین مگر وہ اُنکی ساتہہ مطمئن نہوگا بلکہ اُسکو حاجت اور بیقراری ہی بڑہیگی

والحلاوة التي يجدها المؤمن في قلبه بذلك فوق كل حلاوة والنعيم الذي يحصل له بذلك اتم من كل نعيم حسي كما اخبر بعض الواجدين عن حاله بقوله انه ليمر بالقلب اوقات اقول فيها ان كان اهل الجنة في مثل هذا انهم لفي عيش طيب وقال آخر انه ليمر بالقلب اوقات يرقص فيها طربا بانسه بالله وحبه له وقال آخر مساكين اهل الغفلة خرجوا من الدنيا وما ذاقوا اطيب ما فيها وقال آخر لو علم الملوك وابناء الملوك ما نحن فيه لجالدونا عليه بالسيوف ووجدان هذه الاشياء وذوقها هو بحسب قوة المحبة وضعفها وبحسب ادراك جمال المحبوب والقرب منه وكلما كانت المحبة اكمل وادراك المحبوب اتم والقرب منه اوفر كانت الحلاوة واللذة والسرور والنعيم اقوى فالقلب لا يفلح ولا يصلح ولا يبتهج ولا يطمئن الا بعبادة ربه وحبه ولو حصل له كل ما يلتذ به من المخلوقات لم يطمئن اليها بل لا يزداد الا فاقة وقلقا

فائدة ۱۳

جب تک کہ جس چیز کے لئی پیدا ہوا ہی اور تیار کیا گیا ہی وہ نہ ملجاوی یعنی صرف خدا تعالیٰ اکیلا اوسکی نہایت مراد اور غایت مطلوب نہو جاوی اسلئی کہ دلمین اپنی رب کیطرف ایک احتیاج ذاتی ہی اسنظر سی کہ وہ اوسکا محبوب اور معبود ہی جیسی اوسکو اوسکی طرف احتیاج ذاتی اسوجہ سی ہی کہ وہ دل کا رب اور پیدا کرنیوالا اور رزق دینیوالا اور تدبیر کرنیوالا ہی پس جسقدر دلمین محبت اللہ تعالیٰ کی جگہہ پکڑکر مضبوط ہوگی اوسیقدر دلکو خدا تعالیٰ کے سوا دوسری کی پوجا کرنی اور بندہ ہونیسی باہر کریگی ~~

پہر تو عزت مین صیانت مین وہ ہوگا آزاد
چہرہ پر اوسکی عجب نور کا عالم ہوگا

اور کوئی ایماندار ایسا نہین جسکی دلمین خدا تعالیٰ کی محبت اور اوسکی ذکر سی اطمینان ہونا اور اوسکی معرفت سی راحت پانی اور اوسکی دیدار کا شوق اور اوسکی نزدیکی سی انس پانا نہو اگرچہ اپنی دلکی غیر کے ساتہہ مشغول ہونے اور جس امر مین دل مشغول ہی اوسکی طرف متوجہ رہنی سی اوسکو اس محبت الٰہی کی دلمین ہونیکی خبر نہوا اور اس محبت کی کمی زیادتی اور قوت اور ضعف بقدر ایمان کے قوی اور ضعیف ہونیکی ہوا کرتی ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ بندہ سی گناہ کرنے کیوقت اور دلکی طرف سی اپنی شہوت مین مشغول رہنی کیوقت یہہ لذت اور حلاوت ایمانی پوشیدہ اور مخفی ہوجاتی ہی یا گھٹجاتی ہے یا جاتی رہتی ہی کیونکہ اگر پوری موجود ہوتی تو بندہ اوسپر ایسی لذت

وشہوت کو مقدم کرتا ہیں اور حلاوت ایمانی مین کچہہ نسبت نہین بلکہ اور لذت کو اوس لذت سے وہ نسبت بھی نہین جو رائی کے دانہ کو دنیا اور اوسکی اندر کی چیزون کے ساتہہ نسبت ہی اور اسی بنا پر انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ زنا کرنیوالا جسوقت زنا کرتا ہے وہ اسکا مرتکب اوس حالمین نہین ہوتا کہ ایماندار ہو اسلئے کہ ذائقہ ایمان کی حقیقت کا اور اوسکا دلسے لگا رہنا ایماندار کو ہسبات سے روکتا ہی کہ اوس ذائقہ پر اس کمی اور کی چیز کو اختیار کرے اور اسبات سے منع کرتا ہی جو اوسکو پریشان اور ناقص کرے اور اسیواسطے بندہ جب اپنے رب کے لئے مخلص اور اوسکی طرف رجوع کرنیوالا اور اوسکی ذکر کے ساتہہ اطمینان رکہنے والا اور اوسکے دیدار کا مشتاق ہوگا اپنے دل کو ان حراموں سے پہرا ہوا پاویگا کہ اوکی طرف ہرگز بہی نہ دیکہیگا نہ اوپر اعتماد کریگا اور اپنی اس حال کو اوسسے بدلنا ایسا سمجہیگا جیسے جوہر نفیس کو ناچیز مینگنی سے بدلنا اور مشک کو گوبر کے عوض فروخت کرنا

فصل اس امر کے بیان مین کہ شیطان نے قبل فریب دینے حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کے خود اپنے ساتہہ داو کیا پہر اسی پر اکتفا نکیا یہانتک کہ خود اپنی اولاد اور اولاد آدم کو فریب دیا غرضکہ خود اپنے اوپر اور اپنی اولاد اور دوستوں پر اور جن وانسان مین جو اوسکی طاعت کرین سب پر نامبارک ہوا اور اوسکا خود اپنے ساتہہ فریب کرنا اسطرح ہی

کہ اللہ تعالیٰ نے جب شیطان کو آدم علیہ السلام کے سجدہ کیواسطے حکم کیا تو خدا کے حکم ماننے اور اوسکی طاعت کرنیمین شیطان کی سعادت اور بہتری تھی مگر اوسکو نفس نے اوسکے لئے بات بنائی کہ آدم کو سجدہ کرنیمین تیری پستی اور شکستگی ہی اسلئے کہ ایسکے سامہنے عاجزی اور سجدہ کرنا پڑیگا جو کیچڑ سے بنا ہی اور تو آگ سے بنا ہی اور آگ بہ نسبت کیچڑ کی اوسکی نزدیک اشرف ہی اور شیطان کا حسد کرنا حضرت آدم پر اضافہ اسکے اوپر ہوا اون باتون کے باعث جنکے ساتھہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو خاص کیا تہا یعنی اپنی ہاتھہ سے پیدا کیا اور اونمین اپنی روح پہونکی اور اپنے فرشتون سے اونکو سجدہ کرایا اور اونکو سب چیزون کے نام بتائے اور اس امر سے اونکو فرشتون سے ممتاز کیا اور اونکو اپنی بہشت مین رکہا اور جب حضرت آدم تہی یہہ دشمن خدا اونکی پاس جاتا اور تعجب کرتا اور کہتا کہ یہہ ایک بڑی کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اگر اسکو میرے اوپر قابو دیا جاویگا تو مین اوسکی بیشک نافرمانی کرونگا اور اگر مین اوسپر قابو پاونگا تو اوسکو ہلاک کرونگا جب حضرت آدم علیہ السلام کی پیدایش سب سے بہتر اندازے اور اچھی صورت مین پوری ہوئی اور اونکی باطنی خوبیان علم اور بردباری اور وقار سے کامل ہوئین اور اللہ تعالیٰ نے خود اونکو اپنی ہاتھہ سے بنایا اور بہت بہتر پیدایش اور کامل صورت کے ہوگئی قد اونکا ساٹہہ ہاتھہ کا اونکا حسن جمال ہیبت رونق کا لباس پہنایا ہوا

تو فرشتون نے ایسی صورت دیکھی کہ اوس سے بہتر اور خوبصورت کبھی نہ دیکھی تہی
پس اپنے رب جلشانہ کے حکم سے اوسکے لیے سجدہ مین گر پڑے اور اس جاہل نے اپنا گریبان چیر کر
پہاڑا اور حسد کی آگ اوسکے دل مین شعلہ زن ہوئی اسلیے حکم صریح کا مقابلہ اپنی عقیدہ
کے عقلی بات سے کیا جیسے اوسکے دوست باطل والے کرتے ہین اور اپنے رب کی حکمت پر
اعتراض کرنیکے لیے یہہ کہا کہ مین اوس سے بہتر ہون کیونکہ مجھکو تونے آگ سے بنایا اور اوسکو
مٹی سے پیدا کیا اور سجدہ سے باز رہا اور بہت سی باتین ایک ساتہہ کین جہالت اور
ظلم اور بڑائی اور حسد اور نافرمانی اور عقل سے نص کا مقابلہ اسلیے اپنے نفس کو خوار کیا
بوجہ اوسکی بڑائی چاہنے کے اور اوسکو پست کیا بوجہ بلندی چاہنے کے اور اوسکو
ذلت دی بوجہ عزت چاہنے کے غرضکہ اپنے نفس سے وہ کام کیا کہ اگر اوسکا بڑے سے
بڑا دشمن اوسکی ضرر دینے مین کوشش کرتا تو اس درجہ کو نہ پہنچتا تو بہلا جو شخص
اپنے نفس کے لیے یہہ کہوتا ہو اوس سے عاقل کیسے سکہ پائیگا اور اوسکی دوستی کریگا
اللہ تعالی فرماتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ
اور جب کہا ہمنے فرشتونکو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ مین گر پڑے مگر ابلیس تہا جن کی قسم سے
الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ
سو نکل بہاگا اپنے رب کے حکم سے سو اب تم ٹہہراتے ہو اوسکو اور اوسکی اولاد کو رفیق میرے سوائے اور وہ تمہارے دشمن ہین برا ہاتہ لگا
لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا **فصل** اور اوسکا جوا حضرت آدم و حوا علیہم السلام کے ساتہہ
بے انصافون کو بدلا
تو اللہ تعالے نے اوسکا ماجرا ان دونونکی ساتہہ ہم سے بیان فرمایا ہے کہ وہ ہمیشہ

المعطلين وقال انا خير منه خلقتني من نار وخلقته من طين

بالمعقول بزعمه كفعل اوليائه ... اعتذر فيما على ...

فسجدوا الا ابليس كان من الجن ففسق عن امر ربه افتتخذونه وذريته اولياء من دوني وهم لكم عدو بئس للظالمين بدلا

فصل واما كيده بالابوين ...

اُن دونوکو فریب دیتا رہا اور بہشت مین ہمیشہ رہنی کی آرزو دلاتا رہا یہانتک کہ اُنکی اُنکی اللہ کی قسم کاڑہی کہاہی کہ مین تمہارا خیرخواہ ہون حتی کہ دونوں اوسکے قول پر اطمینان کرکے جو کچہہ وہ اُنسی چاہتا تہا وہ قبول کیا پس اُنپر رنج اور جنت سی نکلنا جو کچہہ ہوا سو ہوا اور اللہ تعالی نے اُسکی داو کو باطل کیا اور اپنی رحمت اور مغفرت سی اُن دونوکی تلافی کرکے اُنکو جنت مین دوبارہ داخل کیا اور انجام اوسکی فریب کا اوسی پر رہا اور برا انکر بحجر بکاڑکے اور کسیکو تباہ نہین کرتا اور اُس دشمن خدا نے یہہ گمان کیا کہ غلبہ اور جیت اِس لڑائی مین میری ہوگی یہہ نجانا کہ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین کا گہات مین لگا ہی اور دولت ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وہدی کی اُنکو یاد رہے اور اُس مردود نے اپنی جہل سی یہہ گمان کیا کہ خدا ہی پاک ایک لقمہ کے کہانیکی باعث اپنی برگزیدہ اور پیارے سی علیحدہ ہوجاویگا جسکو اپنی ہاتہہ سی بنایا اور اپنی روح اوسمین پہونکی اور اپنی فرشتون سی اوسکو سجدہ کرایا اور ہر ایک چیز کے نام اوسکو بتاہی یہہ نجانا کہ طبیب نے مرض سی پہلی ہی بیمار کو علاج بتا دیا ہی تو جب اوسنی مرض معلوم کیا جبہی دوا کا استعمال کیا پہر اُس کمبخت نے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹون مین سی ایک کو فریب دیا اور اسکو بہلاتا رہا یہانتک کہ اُسنی اپنی بہائی

کو قتل کیا اور اپنے باپ کو ناخوش اور اپنے آقاے حقیقی کی نافرمانی کی اور اولاد کو انکی قتل کا طریق نکالا اور روایت صحیح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ جو نفس ظلم سے قتل کیا جاتا ہی اوسکے خون مین سے ایک حصہ حضرت آدم کے بیٹے پر بھی ہوتا ہی اسلیئے کہ مار ڈالنے کے طریق کو اوّل اوسنے جاری کیا۔ پھر معاملہ درستی پر ہو گیا کہ امت ایک اور دین ایک ہو گیا اللہ تعالی فرماتا ہی وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا (اور لوگ جو ہین سو ایک ہی امت ہین تھے پھر جدا ہوئے)۔ سعید قتادہؓ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت آدم اور نوح علیہما السلام کے درمیان دس قرن تھے سب کے سب ہدایت پر اور حق کی شریعت پر تھے پھر مختلف ہو گئے اور اسیکے بموجب حضرت ابن عباسؓ سے ہے اور یہی صحیح ہی آیت مین۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے یہہ بھی روایت کیا گیا ہی کہ وہ کافر تھے اور یہہ قول حسن بصری اور عطا کا ہے اور یہہ روایت حضرت ابن عباسؓ سے منقطع ہی اور روایت صحیح اونسے اوسکے خلاف ہی اور بت پرستون کو جو اوّل شیطان نے داو دیا تو قبروں پر بیٹھنے اور قبر والونکی تصویرین انکی یادداشت کے لیئے بنانے سے تھا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا (اور بولے نہ چھوڑیو اپنے ٹھاکرون کو اور نہ چھوڑیو ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو)۔ بخاری نے اپنی صحیح مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہی کہ یہہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیکبختون کے نام ہین جب وہ مر گئے تو شیطان نے اونکی قوم سے کہا کہ جن مجلسون مین یہہ لوگ بیٹھتے تھے وہان بت قائم کرو اور اونکے نام

وسخط اباه وعصى مولاه فسن للذرية قتل النفس وقد ثبت في الصحيح عنه صلى الله عليه وآله وسلم قال لا تقتل نفس ظلما الا كان على ابن آدم الاول كفل من دمها لانه اول من سن القتل ثم جرى الامر على السداد وكانت الامة واحدة والدين واحدا قال تعالى وما كان الناس الا امة واحدة فاختلفوا قال البغوي عن قتادة كان بين آدم ونوح عشرة قرون كلهم على الهدى وعلى شريعة من الحق ثم اختلفوا ومثله عن ابن عباس وهو الصحيح في الآية وقد روي عن ابن عباس انهم كانوا كفارا وهذا قول الحسن وعطاء وهو منقطع عن ابن عباس والصحيح عنه خلافه وكان اول ما كاد الشيطان لعباد الاصنام من جهة العكوف على القبور وتصاوير اهلها ليتذكروهم به قال تعالى وقالوا لا تذرن آلهتكم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا يغوث ويعوق ونسرا قال البخاري في صحيحه عن ابن عباس هذه اسماء رجال صالحين من قوم نوح فلما هلكوا اوحى الشيطان الى قومهم ان انصبوا الى مجالسهم التي كانوا يجلسون فيها انصابا

اون لوگون کے نام پر رکھو اونہون نے ایسا ہی کیا مگر اون بتونکی پرستش نہوئی یہانتک کہ جب یہہ لوگ مر گئے اور علم جاتا رہا تب پرستش ہونے لگی اور ابن جریر بروایت محمد بن قیس کہتے ہین کہ یہہ لوگ بنی آدم مین سے نیکبخت تھے اور اونکی پیرو تھے جو اونکی اقتدا کرتے تھے جب وہ مر گئے تو اونکی تابعین نے کہا کہ اگر ہم اونکی صورتین بنالین تو ہمکو عبادت کا شوق زیادہ دلاوینگے جب ہم اونکو یاد کرینگے اس نظر سے اونکی صورتین بنالی جب یہہ تابعین مر گئے اور دوسرے لوگ آئے شیطان اونکے پاس آہستہ گیا اور کہا کہ وہ لوگ تو اونکی عبادت کیا کرتے تھے اور اونہین کی باعث مینہہ دئے جاتے تھے پس اون لوگون نے اونکی پرستش کی اور ہشام بن محمد بن سائب کلبی کہتے ہین کہ مجھسے میرے باپ نے کہا ہے کہ آغاز بت پرستی اسطرح ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب وفات پائی تو اونکے بیٹے حضرت شیث کی اولاد نے اونکو اوس پہاڑ کی غار مین رکھا جسپر حضرت آدم ہند کی زمین مین اوتارے گئے تھے اور اوس پہاڑ کو نَوذ کہتے ہین وہ زمین کے سب پہاڑون مین زیادہ ارزانی رکھتا ہے ہشام کہتے ہین کہ پھر مجھکو میرے باپ نے ابو صالح سے اونسے حضرت ابن عباس رضی سے خبر دی کہ بعد اس ماجرے کے حضرت شیث کی اولاد حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کے پاس غار مین آتے تھے اور اونکی تعظیم اور اونپر دعاء رحمت کرتے تھے پس ایک شخص نے قابیل کی اولاد مین سے کہا کہ اے اولاد قابیل شیث علیہ السلام کی اولاد کا ایک بت ہے کہ اسکے گرد گھومتے ہین اور اسکی تعظیم کرتے ہین تمہارے یہان کچھہ نہین پھر اوسنے اونکے لئے ایک بت تراشا اور سب سے اول اسی شخص نے بت بنایا ہشام کہتے ہین کہ مجھسے میرے باپ نے کہا

کہ ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر نیک بخت لوگ تھے وہ ایک مہینہ مین مر گئے
اونکی اوپر اونکی اقارب کا گشت نکلا تو ایک شخص نے قابیل کی اولاد مین سے کہا کہ
لوگو اگر تم کہو تو تمہارے لئے پانچ بت اونکی صورتون کے موافق بنا دون مگر مجہہ مین
یہہ طاقت نہین کہ انمین جان ڈالدون انہون نے کہا پہر اوسنے اونکے لئے پانچ بت
تراشکر کہڑے کر دئے اور یہہ حال ہوا کہ آدمی اپنے بہائی اور چچا کے پاس آتا اور
اوسکی تعظیم کرتا اور اوسکے گرد دوڑتا حتی کہ یہہ قرن گذر گیا اور یہہ بت یرد بن
مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم کے عہد مین بنائی گئے تہے پہر اس قرن کے
بعد دوسرا قرن آیا جنہون نے اونکی تعظیم پہلے قرن کی نسبت کہ زیادہ کی پہر دوسرے کے
بعد تیسرا قرن ہوا اونہون نے کہا کہ ہمارے پہلے لوگون نے جو انکی تعظیم کی تو صرف اسنظر
سے کہ وہ خدا تعالی کے یہان انکی سفارش کی توقع رکہتے تہے اسلئے تیسرے قرن والون
نے اونکی پرستش کی اور انکا کفر بڑہ گیا تب اللہ تعالی نے حضرت ادریس کو انکی طرف
بہیجا اونہون نے اونکو دین حق کیطرف بلایا مگر اونہون نے نہ مانا تب حضرت ادریس کو مبتلا
پس اللہ تعالی نے آپکو اونچے مکان مین اوٹہا لیا اور لوگونکا حال بہت سخت ہوتا رہا چنانچہ
کلبی نے ابو صالح سے اور اوسنے ابن عباسؓ سے اسکو روایت کیا ہے یہانتک کہ حضرت
نوح علیہ السلام کا زمانہ ہوا اونکو اللہ تعالی نے پیغمبر کر کے بہیجا اوسوقت انکی عمر

چار سو اسی برس کی تہی اونہون نے اُن لوگونکو ایک سو بیس برس تک خدا تعالے
کیطرف بلایا لوگون نے اونکی نافرمانی کی اور جہٹلایا اللہ تعالی نے اونکو کشتی کے
بنانیکا حکم دیا آپ کشتی کے بنانے سے فارغ ہوکر اوسمین سوار ہوئے اوسوقت آپکی
عمر چہہ سو برس کی تہی اور جو ڈوبنے سو ڈوبنے بعد اسکے آپ تین سو پچاس برس
ٹہہرے اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی درمیان دو ہزار
دو سو برس کا فاصلہ تہا پس پانی نے ان بتونکو ایک زمین سے دوسری زمین مین
اُتارا یہانتک کہ اونکو جدہ کی زمین مین پہنچا دیا جب پانی زمین کے اندر چلا گیا تو یہ
بت کنارے پر رہگئے پہر ہوانے اُنپر یہانتک دہول اُڑائی کہ اونکو چہپا دیا۔ مین
کہتا ہون کہ ظاہر قرآن سے اسکے خلاف معلوم ہوتا ہے اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ
حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم مین ساڑہے نو سو برس رہے اور اللہ تعالی نے اُنکی قوم
کو ڈبا دینے سے ہلاک کیا بعد اسکے کہ حضرت نوح اوسمین اسمدت ٹہہرے۔ کلبی کہتے ہین کہ
عمرو بن لحی کاہن تہا اور جنون مین سے ایک اوسکا دوست تہا اُس جن نے اس سے
کہا کہ تو تہامہ سے جلد سفر اور سیر خیر و سلامتی کے ساتہہ کرکے جدہ مین جا
وہان تجکو بت تیار ملین گے اونکو تہامہ مین لے آ اور تامل مت کر پہر عرب کو اُنکی
پرستش پر بلا تیرا قول مانا جاویگا عمرو جدہ مین آیا اور اُن بتونکو کہودا پہر اُنکو

اٹھا لایا یہانتک کہ تہامہ مین اوترا اور حج مین حاضر ہو کر تمام عرب کو اوسکی عبادت کیطرف
بلایا اوسکا کہنا عوف بن عذرۃ بن زید اللات نے مانا عمرو نے اوسکو وہ بت
حوالہ کیا جسکا نام ود تہا عوف اوسکو اوٹہا لایا اور یہ وہ بت الجندل کی وادی قری
مین تہا اور عوف نے اپنے بیٹے کا نام عبدود رکہا اور ود کے نام پر اول اسیکا نام کہا گیا اور
عوف نے اپنے بیٹے عامر کو اوس بت کا خادم مقرر کیا پس اوسکی اولاد ہمیشہ
اوسکی خدمت کرتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالے اسلام کو لایا کلبی نے کہا ہی
کہ مجھسے مالک بن حارثہ نے کہا کہ مینے ود کو دیکہا ہے اور میرا باپ مجھکو دودہ
لیکر ود کے پاس بہیجا کرتا تہا اور کہا کرتا تہا کہ یہ دودہ اپنے خدا کو پلا دے
مین اوسکو پلا دیتا تہا راوی کہتا ہے کہ پھر مین نے خالد بن ولید کو دیکہا
کہ اونہون نے اوسکو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے خالد بن ولید کو اوسکے ڈہانے کے لئے بہیجا تہا عذرہ اور
عامر کی اولاد نے اونکو روکا آپ نے اونسے جہاد کرکے اونکو تہ تیغ کیا
اور ود کو ڈہا ڈالا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دئے کلبی نے کہا ہے کہ مین نے
عامر بن حارثہ سے کہا کہ مجھسی ود کا حال اسیطرح بیان کر کہ گویا مین اوسکو
دیکہ رہا ہون اوس نے کہا کہ وہ ایک نہایت بڑے مرد کی صورت تہی

جسکا دثار یعنی لباس دو کپڑون کا بنا یا گیا تہا ایک کو وہ تہمد کئی تہا اور ایک کو چادر اور اوسپر ایک تلوار تہی جسکو حمائل کئے تہا اور شانہ مین کمان ڈالے تہا اور سامنے اوسکے ایک نیزہ تہا جسمین جہنڈا تہا اور ایک ترکش جسمین تیر تہے - اور عمرو بن لحی کا کہنا مضر اور نزار نے بہی مانا اسلئے اوسنے سواع نامی بت ہذیل کی قوم مین سے ایک شخص کے حوالہ کیا جسکو حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر کہتے تھے اور یہہ بت بطن نخلہ مین سے اوس جگہہ مین تہا جسکو رہاط کہتے ہین مضر کی قوم مین سے جو اوسکے متصل تھے وہ اوسکی عبادت کیا کرتے تھے اور اسی باب مین ایک عرب کے شخص نے یہہ مضمون باندہا ہے ؎ یون گرد لپٹے قبلہ کے رہتے ہین معتکف جسطرح ہون سواع کے چارو نطرف ہذیل ؛ اور عمرو بن لحی کا کہنا مذحج نے مانا اسلئے اوسنے یغوث کو انعم بن عمرو المرادی کو حوالہ کیا یہہ بت یمن کے ایک ٹیلہ پر تہا مذحج کی قوم اور جو اونسے دوستی رکہتے تہے اوسکی پرستش کرتے تہے اور اوسکا کہنا ہمدان نے قبول کیا تو یعوق کو مالک بن مرثد بن جشم کے حوالہ کیا اور یہہ ایک گانو مین تہا جسکو خیوان کہتے ہین اور ہمدان کی قوم اور اونکے موافق لوگ یمن مین سے اوسکی پرستش کرتے تہے اور اوسکا کہنا حمیر نے مانا تو اوسنے نسر کو ذی رعین قوم کی ایک شخص کو حوالہ کیا جسکو معدیکرب کہتے تھے

اور یہہ بت سبا کی ایک جگہہ مین تہا جسکو نخلع کہا کرتے تہی اور حمیر اور اوسکی سوا قوم لوگ اوسکی پرستش کیا کرتے تہی غرضکہ یہہ لوگ اوسکی پرستش کرتے رہی یہانتک کہ ذو نواس نے اونکو یہودی بنایا اور ان سب بتونکی ہمیشہ پرستش ہوتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالی نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہیجا آپ نے اونکو ڈہایا اور توڑا اور صحیح بخاری مین حضرت ابوہریرہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکہا کہ دوزخ مین اپنی آنت کو گہسیٹتا ہی اور یہہ شخص وہ تہا جسنے اول سانڈ بنایا اور ایک روایت مین ہی کہ اوسنے دین ابراہیم کو بدلڈالا اور ابن اسحق کہتی ہین کہ مجہہ سے حدیث کی محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے کہ ابو صالح سمان نے اسسے حدیث کی کہ اونہون نے حضرت ابوہریرہ رض کو کہتی سنا کہ وہ فرماتے تہی کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثم بن جون خزاعی سے ارشاد فرماتے سنا کہ ای اکثم مین نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو دیکہا کہ دوزخ مین اپنی آنت کو کہینچتا ہی اور مین نے کسی مرد کو دوسرے سے اتنا مشابہ نہین دیکہا جتنا تو اوسکی مشابہ ہی اور وہ تیری مشابہ ہی اکثم نے عرضکیا کہ یارسول اللہ اوسکی مشابہت مجکو ضرر تو پہنچا دیگی آپ نے فرمایا کہ نہین تو تو ایماندار ہی اور وہ کافر تہا وہ ان لوگون مین سے اول ہی جسنے دین

فكان يتوضع من سبأ ... فقال له ... تعبده حمير ... عمرو لا اصنام تعبد حتى ... ذو نواس فلما بعث الله النبي صلى الله عليه وآله وسلم هدمها وكسرها

وفي صحيح البخاري عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم رأيت عمرو بن عامر الخزاعي يجر قصبه في النار وكان اول من سيب السوائب وفي لفظ فاعتبر دين ابراهيم وقال ابن اسحق حدثني محمد بن ابراهيم بن الحرث التيمي ان ابا صالح السمان حدثه انه سمع ابا هريرة يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول لاكثم بن الجون الخزاعي يا اكثم رأيت عمرو بن لحي بن قمعة بن خندف يجر قصبه في النار فما رأيت رجلا اشبه برجل منك به ولا بك منه فقال اكثم عسى ان يضرني شبهه يا رسول الله قال لا انك مؤمن وهو كافر انه كان اول من ...

عامر دين إسمعيل فنصب الأوثان وبحر البحيرة وسيّب السائبة ووصل الوصيلة وحمى الحامي قال ابن هشام وحدثني بعض أهل العلم أن عمرو بن لحي خرج من مكة إلى الشام في بعض أموره فلما قدم مآب من أرض البلقاء وبها يومئذ العماليق وهم ولد عملاق ويقال عمليق بن لاوذ بن سام بن نوح رآهم يعبدون الأصنام فقال لهم ما هذه الأصنام التي أراكم تعبدون قالوا له هذه أصنام نعبدها فنستمطرها فتمطرنا ونستنصرها فتنصرنا فقال لهم أفلا تعطونني منها صنما فأسير به إلى أرض العرب فيعبدونه فأعطوه صنما يقال له هبل فقدم به مكة فنصبه وأمر الناس بعبادته وتعظيمه

اسماعیلؑ کا بدلکر بتونکو کہڑا کیا اور بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام کو بنایا۔
ابن ہشام کہتی ہین کہ مجہسی کسی علم والے نے کہا ہی کہ عمرو بن لحی مکہ سی شام کی
طرف اپنی کسی کام مین نکلا جب زمین بلقا سی مارب مین آیا اور وہان اُن لوگون
عمالقہ کی قوم تہی اور وہ اولاد عملاق بن لاوذ بن سام بن نوح علیہ السلام کی ہین انکو
دیکہا کہ بت پرستی کرتے ہین پس اونسی کہا کہ یہہ کیسی بت ہین جنکو تم پوجتی ہو انہون
نے جواب دیا کہ ہم ان سی مینہہ کی درخواست کرتے ہین تو بارش ہوتی ہی اور اگر انکی
ذریعہ سی نصرت چاہتی ہین تو فتح ملتی ہی اونسی کہا کہ تم ایک بت انمین سی مجکو کیون
نہین دیتی کہ مین عرب کے ملک مین لیجاؤن اور وہ اوسکی پرستش کرین لوگون نے
اوسکو ایک بت دیا جسکا نام ہبل تہا وہ اوسکو مکہ معظمہ مین لایا اور نصب کر کے
لوگونکو اوسکی عبادت اور تعظیم کیواسطی کہا۔ ہشام کہتی ہین کہ مجہسی میرے باپنے
اور اور لوگون نے بیان کیا ہی کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام جب مکہ معظمہ مین رہے
اور آپکی اولاد اوسمین پیدا ہوئی اور بڑہگئی یہانتک کہ مکہ معظمہ اُنسی بہر گیا اور
انہون نے مکہ سی عمالقہ کی لوگونکو نکالدیا تو مکہ معظمہ اونپر تنگ ہوا اور اُن مین
آپسمین لڑائیان اور عداوتین ہوگئین اور بعضون نے بعضونکو نکالدیا یہہ لوگ
شہرونمین اور معاش کی جستجو مین ادہر اُدہر ہوگئی اور جس بات نے کہ انکو بتون اور

قال ابن هشام وحدثني أن بني إسمعيل ... ضاقت ... وقعت بينهم الحروب والعداوة وأخرج بعضهم بعضا فتفسحوا في البلاد والتماس المعاش ... الذي حملهم على عبادة الأوثان

پتہرونکی پرستش پر برانگیختہ کیا وہ یہہ تہی کہ جب کوئی سفر کرنیوالا مکہ معظمہ سے باہر جاتا تہا تو حرم کی عظمت اور مکہ معظمہ کے اشتیاق سے حرم شریف کا ایک پتہر اپنے ساتہ اوٹہا لیجاتا تہا اور جہان وہ لوگ ٹہرتے تہے وہان اوس پتہر کو رکہکر اوسکے گرد طواف مثل خانہ کعبہ کے اوسکی محبت اور اشتیاق مین کیا کرتے تہے اور باوجود اسکے وہ لوگ بموجب ارث حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے کعبہ اور مکہ کی تعظیم کرتے اور حج اور عمرہ کیا کرتے پہر اونہون نے جس چیز کو اچہا جانا اوسکی عبادت کی اور جس بات پر وہ تہے اوسکو بہول گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو دوسرے دین سے بدلڈالا کہ بتونکی عبادت کرنے لگے اور اوس طریق پر ہوگئے جس پر اونسے پہلی قومین تہی اور جن بتونکو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم عبادت کرتی تہی اونکو حرام جانا اور باوجود اسکے اونمین حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے وقت کی باتین یہی باقی تہی جنپر اونکا تمسک تہا یعنی خانہ کعبہ کی تعظیم کرنی اور اوسکا طواف کرنا اور حج اور عمرہ اور عرفات اور مزدلفہ مین ٹہرنا اور اونٹونکی قربانی بہیجنی ۔ اور نزار کی قوم اپنے لبیک کہنے مین یون کہا کرتے لبیک لبیک لاشریک لک لبیک الاشریک ہو لک تملکہ وما ملک اور سب سے پہلے جسنے دین حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بدلا

حاضر ہین ہم تیرے واسطے حاضر ہین تیرا کوئی شریک نہین مگر ایک ساجہی جو تیرا ہی ہے تو اوسکا مالک ہے اور وہ مالک نہین ۱۲

اور بت کہڑی کئی اور سائبہ چہوڑی اور وصیلہ اور حامی ٹہانے عمرو بن ربیعہ تہا اور
ربیعہ لحی بن حارثہ ہی اور حارثہ خزاعہ کا بیٹا ہی اور عمرو کی ماں فہیرہ عامر بن
حارث کی لڑکی تہی اور یہ حارث وہی ہی جو خانہ کعبہ کا محافظ اور متولی تہا جب
عمرو بن لحی بالغ ہوا تو حارث سی تولیت کے باب مین جہگڑا اور اسکی لئے کشت و
خون کیا اور حضرت اسماعیل کی اولاد پر چڑہائی کی اور آخر کو ان پر فتح پاکر کعبہ
سے اونکو جلاوطن کر دیا اور مکے کے شہرون مین سے نکالدیا اور بیت اللہ کی
دربانی کا متولی ہوا پہر وہ سخت بیمار ہوا تو اوس سے کسی نے کہا کہ شام کی زمین بلقا
مین ایک گرم چشمہ ہی اگر تو وہان جاویگا تو اچہا ہو جاویگا وہ اس چشمہ پر آیا اور
اسمین نہایا اور اچہا ہو گیا اوسنے وہانکی لوگونکو دیکہا کہ بت پوجتی ہین اونسے کہا کہ
یہہ بت کیسے ہین اونہون نے کہا کہ ہم ان کے ذریعہ سے مینہ کی درخواست کرتے
ہین اور دشمن پر انکی باعث فتح چاہتے ہین پہر اسنے اونسے سوال کیا کہ انمین سے
مجکو بہی دو انہون نے دیدیا وہ اونکو مکہ مین لے آیا اور کعبہ کے گرد انکو کہڑا کیا اور عرب
کے لوگون نے بت مقرر کئے اونمین سب سے پہلا بت منات تہا اور یہہ دریا کے کنارے مشلل کے
ایک طرف جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہہ ہی کہڑا ہوا تہا اور سب عرب
اسکی تعظیم کرتے تہے اور اوس اور خزرج اور جو لوگ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین آئے تہے

اور قریب کی جگہون کے لوگ اوسکی تعظیم کرتے تہے اور اوسکی واسطی ذبح کرتے اور قربانیان بہیجتی تہی اور اوس اور خزرج سی زیادہ اوسکی تعظیم کوئی نکرتا تہا ہشام کہتی ہین کہ مجہسی ایک قریش کے آدمی نے ابو عبیدۃ بن عبد اللہ بن ابی عبیدہ سے اور اوسنی محمد بن عمار بن یاسر سے روایت کی ہی کہ اوس اور خزرج اور اہل یثرب وغیرہ کی عرب جو اونکی ہمسایہ تہی حج کرتے تہے اور سب ٹہرنیکی جگہہ مین وقوف کرتے تہی مگر اپنا سر نہین منڈاتے تہی اور جب اپنی مکانونکو واپس جاتے تہی تو اوس بت کے پاس آکر وہان سر منڈاتے تہی اور اوسکی پاس ٹہرتے تہی اور اپنی حج کو بدون اس فعل کی پورا نجانتی تہی اور مناۃ ہذیل اور خزاعۃ کا تہا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فتح مکہ کے سال مین بہیجا آپنے اوسکو ڈہا ڈالا پہر ان لوگون نے لات کو طائف مین بنایا اور یہہ بت مناۃ سی نیا تہا اور ایک مربع پتہر تہا اوسکی خادم ثقیف مین سی تہی اونہون نے اوسپر مکان بنایا تہا اور قریش اور تمام عرب والے اوسکی تعظیم کرتے تہی اور اسیکی نام سی عرب والے زید اللات اور تیم اللات نام رکہا کرتے تہی اور یہہ بت اوس جگہہ تہا جہان آج مسجد طائف کا بایان منارہ ہی اور یہہ اسیطرح رہا تہا تک کہ ثقیف کی لوگ مسلمان ہوئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مغیرہ بن شعبہ کو بہیجا اونہون نے

اسکو توڑکر آگ سے جلا دیا۔ بعدہ لوگون نے عزّیٰ کو بنایا جو لات کی نسبت کرنیا تہا اسکو ظالم بن اسعد نے مقرر کیا تہا یہ مورت وادی نخلہ مین ذات عراق کے اوپر تھی لوگون نے اسکے اوپر مکان بنایا تہا اور اوسمین سے آواز سنا کرتے تہے ہشام کہتے ہین کہ میرے باپ نے ابو صالح سے اور اوسنے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ عزی ایک بھتنی تھی بطن نخلہ مین تین درختون پر رہا کرتی تہی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ معظمہ کو فتح کیا تو حضرت خالد بن ولید رض کو ارشاد فرمایا کہ بطن نخلہ مین جاؤ تمکو وہان تین درخت ملینگے اونمین سے پہلے کو کاٹ ڈالنا اونہون نے تعمیل ارشاد کی اور وہان آکر اول درخت کو کاٹ ڈالا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوئے آپنے پوچہا کہ تمنے کچھہ دیکھا اونہون نے عرضکیا کہ کچھہ نہین آپنے فرمایا کہ اب دوسرے کو کاٹو جب اسکو بھی کاٹکر وہ واپس آئے تو آپنے پوچہا کہ تمنے کچھہ دیکھا عرضکیا کہ نہین آپنے ارشاد فرمایا کہ تیسرے کو کاٹ ڈالو وہ تشریف لیگئے اور دیکھا کہ ایک حبشن بال بکھیرے اور ہاتھہ مونڈھے پر رکھے دانت بجاتی ہے اور اوسکے پیچھے اوسکا خادم ہے حضرت خالد بن ولید رض نے فرمایا کہ مین تجکو نہین مانتا تو پاک نہین مین نے دیکھا کہ خدا تعالی نے تجکو ذلیل کیا پہر ایک ضرب ماری کہ اوسکا سر چیر دیا پہر جو دیکھا تو وہ کویلہ ہوگئی پہر درخت کو کاٹا اور خادم کو مار ڈالا پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین آکر ماجرا عرض کیا

فهدمها وحرقها بالنار ثم ... اللات ... الغمير وهي ... اتخذها ظالم بن اسعد ... بواد من نخلة ... وبنوا عليها بيتا وكانوا يسمعون فيها الصوت قال هشام فحدثني ابي عن ابي صالح عن ابن عباس قال كانت العزى شيطانة تاتي ثلاث سمرات ببطن نخلة فلما افتتح رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مكة بعث خالد بن الوليد فقال ائت بطن نخلة فانك ستجد ثلاث سمرات فاعضد الاولى فاتاها فعضدها فلما جاء اليه قال هل رايت شيئا قال لا قال فاعضد الثانية فاتاها فعضدها ثم اتى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال هل رايت شيئا قال لا قال فاعضد الثالثة فاتاها فاذا هو بحبشية نافشة شعرها واضعة يديها على عاتقها تصرف بانيابها وخلفها ... سادنها ... فقال خالد ... ثم ضربها ففلق راسها فاذا هي حممة ثم عضد الشجرة وقتل ... ثم اتى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فاخبره

١٤

آپنے فرمایا کہ یہہ عزی تھی اسکے بعد عزت والون کے لئے کوئی عزی نہین ہشام کہتے ہین کہ قریش کے لئے کعبہ کے اندر اور اوسکے گرد اور بہت سے بت تھے اور ان سب مین بڑا انکے نزدیک ہبل تھا اور مین نے ایسا سنا ہی کہ وہ سرخ عقیق کا بنا ہوا انسان کی صورت داہنا ہاتہہ ٹوٹا ہوا تھا اور عرب کو ایسا ہی ملا تھا انہون نے اوسکا ہاتہہ سونیکا بنایا اور جسنے اوسکو اوّل کھڑا کیا تھا وہ خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر تھا اور یہہ خانہ کعبہ کے اندر تھا اور اوسکے سامنے تیر تھے اونمین سے ایکپر صریح لکہا ہوا تھا اور دوسرے مین ملصق لوگون کو جب کسی لڑکے مین شک ہوتا تو ہبل کے واسطے قربانی کرتے پہر تیر مارتے اگر صریح نکلتا تو لڑکے کو ملا لیتے اور اگر ملصق نکلتا تو اوسکو ٹال دیتے اور اگر کسی کام مین جھگڑتے یا سفر کا ارادہ کرتے تو اوسکے پاس جاتے اور تیر سے اوسکے سامنے بانٹے ڈالتے اور یہہ وہی بت تھا جسکو احد کی لڑائی مین ابوسفیان نے کہا تھا کہ اُعْلُ ہبل (بلند ہی وہ ای ہبل ۱۲) اور اوسکے جواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اوسکو کہدو کہ اللہ اعلیٰ واجل (اللہ نہایت برتر و بزرگ ہی ۱۲)۔ اور اوسکے بت اساف اور نائلہ تھے یہہ دو نو مرد اور عورت تھے جنہون نے خانہ کعبہ مین زنا کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اونکو پتھر بنا دیا تھا وہ دونو بیت اللہ کے پاس اسلئے رکھی گئی تھی کہ اونسے لوگ نصیحت پکڑین جب وہ مدت تک رہی اور دوسرے بت پوجے گئے وہ دونون بھی

پوجی گئی اور بہت سی بت دوس کے اور بنی جارث اور قضاعہ اور مزینہ اور طی اور خولان کے تہے اور ایک بت بنی ملکان کا تہا جسکا نام سعد تہا اور بنی ملکان کے ایک شخص کو اوسکا عجیب قصہ ہوا کہ اوس شخص نے اوسکی طرف قصد کیا اوسکا اونٹ اوسکی پاس سے ہر طرف بہاگنے لگا اوسنے غصہ ہوکر اوس بت کے ایک پتھر مارا اور یہہ قطعہ پڑہا **قطعہ**

سعد کے پاس ہم آئی تہی کہ ہو جمعیت	کر دیا اوسنے پریشان نہ کبہی ہو وہ نیک
نہ بلاتا ہی ہدایت پہ نہ گمراہی پر	ہی تنوفہ کی زمین مین وہ فقط پتہر ایک

اور ایک بت عمرو بن جموح کا تہا جسکو اوسکی گہر مین لوگون نے رکہا تہا جب اوسکی قوم کے کچہہ لوگ مسلمان ہوگئے تو رات کو اوس بت کو اوٹہا کر نجاست کی جگہ مین ڈالدیتی عمرو اوسکو ڈہونڈہتا پہر دہوکر خوشبو لگاتا جب رات ہوتی اور سوتا تو پہر لوگ کچہہ ویسی ہی حرکت کرتی ایک رات عمرو نے اوسکی گردن مین تلوار ڈالدی اور کہا کہ اگر تجہہ مین کچہہ خوبی ہی تو اس تلوار سے روکنا جب اندہیرا ہوا تو لوگ اوسپر دوڑ پڑی اور تلوار اوسکی گردن سے نکال لی پہر ایک مرا ہوا کتا لیکر اوسکو اوس بت کی ساتہہ ایک رسّی مین باندہکر ایک کنوئین مین ڈالدیا جب عمرو نے بت کو دیکہا کہ اپنی آپ کو نہین بچاسکتا تو یہی موجب اوسکی مسلمان ہونیکا ہوا اور ابیات مین اوسنے یہہ کہا ؎

کہتا ہون مین یہہ قسم سے جو تو ہوتا معبود تو چاہ مین قرن کے ہوتا نہ تو کتّے کی ساتہہ۔ آخر بیتون تک جو اوسنے کہی ہین

فصل اور بت پرستی مین جو شیطان مشرکون سی کہیلتا ہی تو اوسکی بہت سی سببین
ہر ایک قوم سی انکی عقل کے موافق کہیلتا ہی پس ایک جماعت کو تو مردونکی تعظیم کی
جہت سی جنکی مورتین اونکی قبرونپر بنا رکہی ہین بتونکی پرستش کیطرف بلایا اور اسی
جہت سی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُن لوگونکو جو قبرونپر مسجدین بناوین اور
چراغ جلاوین لعنت فرمائی اور قبرونپر نماز پڑہنی سی منع فرمایا اور اپنے رب پاک سی
درخواست کی کہ میری قبر کو بت مت بنا جسکی عبادت کیجاوی اور اپنی امت کو
اسبات سی منع فرمایا کہ آپکی قبر کو عید ٹہہراوین اور ارشاد فرمایا کہ سخت ہوا غصہ
اللہ تعالی کا ایسی قوم پر جنہون نے اپنے نبیونکی قبر کو مسجد بنایا اور حکم کیا قبرون کے
برابر کرنے اور تصویرون کے مٹانیکا مگر مشرکون نے یا تو جہالت سی یا توحید والونکی عناد
کے جہت سی آپکا خلاف ہی اُن سب امور مین کیا اور عوام مشرکونپر تو یہی وجہ غالب
لیکن اونکی خاص لوگون نے بتونکو اسلئے مقرر کیا ہی کہ وہ کہتے ہین کہ یہ بت اُن ستارونکی
صورتین ہین جو انکی عندیہ مین عالم مین تاثیر کرتے ہین اور اونکے مکان اور خادم مقرر کئے ازانجملہ
اونمین سی ایک مکان پہاڑ کی چوٹی پر اصفہان مین ہی اور تین مکان صنعا مین تہے انکو
کسی مشرک نے زہرہ کے نام سی بنوایا تہا حضرت عثمان بن عفان رض نے اونکو اجاڑ ڈالا
اور انہین سی ایک مکان تہا جسکو بادشاہ قابوس نے آفتاب کے نام پر شہر فرغانہ مین

بنا یا تہا اوسکو معتصم باللہ نے خراب کر دیا اور اس قسم مین سب قوموں سی سخت تر ہنود
ہین یحیی بن بشر نے کہا ہی کہ ہنود کے طریق کو ایک شخص نے ایجاد کیا جسکو بہر من
کہتی ہین اور اونکی لئی بت بنائی اور اُن بتونکی مکانات مین سب سی بڑا مکان سندہ
کے شہرون مین سی ایک شہر مین مقرر کیا اور اوسمین آنکا سب سی بڑا بت رکہا اور یہہ لوگ
کہتی ہین کہ وہ بت بڑی ہیولا کی صورت پر ہی اور یہہ شہر حجاج کے عہد مین مفتوح ہوا
مسلمانون نے اُس بت کا اُکہاڑنا چاہا اونسی کہا گیا کہ اگر تم اوسکو چہوڑ دوگے
تو جو کچہہ یہان مال جمع ہوا کرتا ہی اوسمین سی ہم تمکو تہائی مقرر کر دینگی عبد الملک
نے اوسکی چہوڑنیکا حکم دیا اور ہنود اوسکی زیارت کو مقدار دو ہزار فرسخ سی آتے
ہین اور جو شخص اوسکی زیارت کو آوی اوسکو ضرور ہی کہ اپنی ساتہہ جسقدر ہوسکی نقدی
سو سی لیکر دس ہزار تک لاوی اور وہان جو بڑا صندوق ہی اوسمین ڈالدی اور اس
مذہب والے مشرک صابئین ہین اور یہی لوگ ہین کہ شرک کی باطل کرنیمین اونسی حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے مناظرہ کیا تہا اور اپنی علم سی انکی حجت توڑ دی تہی اور ہاتہہ سی اونکے
بت توڑ ڈالی تہی اور یہہ مذہب پرانا ہی اور اس مذہب کے لوگ بہت فرقے ہین ایک وہ ہین
کہ آفتاب کو پوجتی ہین اور کہتی ہین کہ وہ ایک فرشتہ ہی کہ نفس اور عقل رکہتا ہی اور
وہ چاند اور ستارون کے نور کی اصل ہی اور نیچی کی موجودات سب اُس سی ہین

اور اوسکے لئے ایک بت بنایا جسکی ہاتھ مین ایک جواہر آگ کے رنگ کا ہی اور اوسکا
ایک خاص مکان ہی جسکو واسطی بہت سی گانون اور زمینین وقف ہین اور اوسکی
بہت سی خادم اور دربان ہین لوگ اوس مکان مین آتے ہین اور عبادت کرتے
ہین اور شفا مانگتی ہین اور جب سورج نکلتا ہی تو سب کے سب اوسکو سجدہ کرتے
ہین اسیطرح جب غروب ہوتا ہی یا ٹھیک دوپہر ہوتا ہی تب سجدہ کرتے ہین اور
یہین وجہ ان وقتونمین شیطان سورج سی ملا ہوا رہتا ہی تا کہ مشرکون کی عبادت
اور سجدہ اوسکی لئے ہو اور اسیواسطی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان وقتونمین
نماز پڑہنی سی منع فرمایا — اور ایک اور جماعت ہی جسنی چاند کیواسطی ایک بت بنایا ہی
اور کہتی ہین کہ وہ نیچی کے عالم کا تدبیر کرنیوالا ہی — اور بعضی اونمین سی اون بتونکی
پرستش کرتے ہین جنکو ستارونکی صورت اور اپنی زعم مین اونکی روحانیت کی شکل
پر بنایا ہی اور اگر تمکو اسپر اطلاع پانیکا قصد ہو تو کتاب سر المکتوم فی مخاطبۃ النجوم
مین جو ابن خطیب رازی کیطرف منسوب ہی دیکہو اوس سے تمکو بتونکی پوجنی کا بہید اور
اوس عبادت کی کیفیت اور شرطین معلوم ہو جاوینگی اور بتون کی عبادت کے
اسباب مین سی یہہ بہی ہی کہ شیطان بتون کے اندر گہسکر لوگون سی گفتگو کرتی
ہین اور بعضی غائب باتین اونکو بتاتی ہین تو جاہل لوگ گمان کرتی ہین کہ خود بت بولتا اور انمین سی عاقل

یعبدون تلك الارواح روحانیة الاجرام العلویة وجمهورهم اهل الارض [illegible] صلی الله علیه وآله وسلم ان بعث النار من كل الف تسعمائة وتسعة وتسعون

فصل ومن اسباب عبادة الاصنام [illegible] التعمق والغلو في [illegible] واعطاء [illegible] حتی جعل فیه حظا من الالهیة [illegible] الذي ابطله الله تعالی [illegible] التشبیه الذي [illegible] الله وبعث رسله بانكاره والرد علی اهله فهو یشبه [illegible] وینهی ان یجعل [illegible] مثلا له وندا او یشبه سبحانه مثلا [illegible] لیس في الامم المعروفة امة تجعله [illegible] وانما المعروف في طوائف اهل الاشراك الغلو فیمن یعظمونه [illegible] بالغا الی ان یجعلوه هو الاله وانه المعبود الذي یحیي ویمیت [illegible] سبحانه وان لم یشبهه به [illegible] حتی ان الذین وصفوه بالنقائص والعیوب [illegible] ان الله فقیر وان یده مغلولة وانه استراح لما فرغ من خلق العالم والذین یجعلون له ولدا او صاحبة لم یكن قصدهم ان یجعلوا المخلوق [illegible]

یہ کہتی ہین کہ اجرام علوی کی روحانیت ہی اور یہہ لوگ زمین کے باشندون مین اکثر ہین اور اسی نظر سی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی صحت کو پہنچا ہی کہ دوزخ کی ارسال ہر ہزار مین سی نو سو ننانوے ہین

فصل

اور بتون کی عبادت کا سبب ایک یہہ ہی کہ مخلوق کے بابین مبالغہ کرنا اور اوسکی رتبہ سی زیادہ مرتبہ دینا یہانتک کہ اوسکی لئی ایک حصہ معبود ہونیکا مقرر کیا جاوی اور خدا تعالی کے ساتھہ مشابہت دیجاوی اور یہہ وہی مشابہت ہے جسکو اللہ تعالی نے باطل فرمایا اور اوسکی انکار کیواسطی اور ایسی لوگونپر رد کرنیکی لئی اپنی رسولونکو بہیجا غرضکہ اللہ تعالی نفی کرتا ہی اور منع فرماتا ہی اس سی کہ اوسکی غیر کو اوسکا مثل اور مشابہہ کیا جاوی نہ یہہ کہ اوسکو خود اوسکی غیر سی تشبیہ دیجاوی کیونکہ ان مشہور قومون مین کوئی قوم ایسی نہین جسنی خدا تعالی کو اوسکی مخلوقات مین سی کسی چیز کی مثل ٹہرایا ہو بلکہ شرک والون کی جماعت مین مشہور مبالغہ اوس شخص کی شان مین جسکی تعظیم کرتے مین یہہ ہی کہ اوسکو خالق کے ساتھہ تشبیہ دیتی ہین بلکہ اوسیکو خود خدا اور معبود ٹہرا لیتی ہین جس سی خوف رجا کیجاتی ہی اور ہر ایک مشرک اپنی خدا اور معبود کو اللہ پاک سی تشبیہ دیتا ہی گو سب جہتون سی اوسکو تشبیہ خدا سی نہین دیتا یہانتک کہ جو لوگ خدا تعالی کو نقصان اور عیبون سی موصوف کہتی ہین مثلا کہتی ہین کہ خدا تعالی فقیر ہی اور اوسکا ہاتہہ بند ہی اور جب اوسنی عالم کی بنانیسی فراغت پائی تو آرام کیا اور جو لوگ اوسکی لئی لڑکا اور جورو بتاتی ہین انکا قصد یہہ نہین ہوتا کہ مخلوق کو اوسکا مثل ٹہراوین اور اسیواسطے اللہ پاک کو اون صفتون سی متصف کرنا باطل نہین ہی

اسواسطے کہ یہہ اوصاف تو خود اپ آپ نقصان اور عیب ہین ان اوصاف سے
خدا تعالی کے موصوف ہونیکا باطل ہونا اسوجہ سے نہین کہ یہہ امر تشبیہ اور تمثیل کو
پس خدا تعالی سے ان اوصاف کے نفی کرنے مین اسبات پر توقف نہوگا کہ تشبیہ کا ہونا
ثابت کیا جاوے جیسے بعض باطل کلام والے کہتے ہین یعنی انہون نے تصریح کی ہے کہ کوئی
دلیل عقلی خدا تعالی سے نقصان اور عیب اٹھانیکی نہین آس سے جو نقصان اور عیبا
کی نفی کرتے ہین تو صرف اسطرح سے کہ نقصان اور عیب سے مشابہت دیتی اور مثل کا
ثبوت لازم آتا ہے اور اس تقریر والونسے جب لوگ کہ خدا تعالی کو ان اوصاف
سے موصوف بتاتے ہین یہہ کہتے ہین کہ ہم ان اوصافکو خدا تعالی مین اسی طرح ثابت
کرتے ہین کہ اوسکی مخلوق انمین اوسکی مثل نہو جیسا ہم جو اوسکے لیے [illegible] اور جو
اور یہہ ثابت کرتے ہین تو اسطرح کہ اوسمین اوسکی مخلوق مشابہ نہو جیسے تم اسکے لیے علم و قدرت
اور زندگی اور سننا اور دیکھنا ایسا بتاتے ہو جنمین اسکی مخلوق مشابہ نہین پس ہمارا
کہنا اور تمہارا کہنا خدا تعالی کے لیے کوئی چیز ثابت کرنے مین برابر ہے تو ان سے انکا
قول باطل نہو سکیگا اور مناظرہ مین برابر ہونگے کیونکہ کلام والونکے اوپر یہہ کہنا تھا
کہ خدا تعالی سے نقصان عیب برطرف ہونیکے لیے کوئی دلیل عقلی قائم نہین ہوتی اوسکا
نہونا صرف تشبیہ اور تمثیل کے لازم آنیکی جہت سے ہے اور اوسکے لیے صفات اسیطرح

ولئن كان وصفه سبحانه عز وجل لا يمنع من ابطال الباطل كسوها فى فهم بانه نقص و يلزم التشبيه والبطلان فى اضافة بعما نحو التشبيه والتمثيل فانه موقوف

فلما عند على التعبدين انتفاء التشبيه كما يعقله بعض اهل الكلام عقلا على حجة صرح بانه لا يقوم دليل عقلى على نفى النقائص والعيوب عنه وانما يحتج على نفيه بلزوم التشبيه والتمثيل فيقول اذا قال لهم الواصفون

له بصفات النقائص انا نثبت له هذه الصفات على وجه لا يماثله فيها خلقه كما تثبتون انتم له الحياة والعلم والقدرة والسمع والبصر على وجه لا يماثله فيها خلقه

فقولنا وقولكم فى اثبات سواء لم يمكنهم ابطال قولهم ولاء ما يبطلونه فى المناظرة التعارض وانما غلطهم فى قولهم انه لا يقوم دليل عقلى على التنزيه عن النقائص والعيوب الا من جهة التشبيه والتمثيل وقد ابطل الحق

ثابت کرنے جسمین تشبیہ نہ لازم آوے - اور طرفثانی نے انکی جوابمین کہا کہ ہم بہی یہی کہتے ہین تو اب اول فریق کو کوئی جواب نرہا اور جب اول فریق کے بعض لوگونے جانا کہ یہہ اعتراض ہمپر ضرور ہی پڑیگا تو اونہونے دلیل اجماع کیطرف گریز کی اور کہا کہ ہمنے تو نقصان اور عیب کو خدا تعالی سے اجماع کی دلیل سے نفی کیا ہے اور اونکے عندیہ مین یہے کہ اجماع کی دلیلین ظنی ہوتی ہین یقین کو مفید نہین ہوتی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک یقین اور علم کا بل اسباب پر نہین کہ خدا تعالی نقصانون اور عیب سے مبرا ہے - اور اہل سنت کا یہ قول ہے کہ اللہ پاک کا نقصان اور عیب سے پاک کرنا واجب بذات خود ہے جیسے صفات کمال اور حمد کا ثابت کرنا واجب بذاتہ ہے اور یہی بات عقلون اور سرشتون اور تمام کتب الہی مین ہر چیز سے ظاہر تر ہے اور عجیب بات یہہ ہے کہ یہ لوگ جو بات خود بخود معلوم ہے کہ پیغمبر اوسکو لائے ہین اور اللہ تعالی کو اوس سے موصوف کیا ہے اور عقلین اور سرشتین اور دلیلین اسپر دلالت کرتی ہین (اسکی طرف جہکے اور اوسکی نفی کی اور کہا کہ اوسکا ثابت کرنا مستلزم خدا تعالی کے جسم ثابت کرنے اور مشابہت دینے کا ہے اس سے ثابت ہوا کہ جس چیز کو وہ خدا تعالی کے لئے ثابت کرتے ہین اور جسکو اوس سے دور کرتے ہین اسمین انکا قدم نہین جما اور ایسی بات کیطرف جو خود بخود اور سرشتون اور عقلون اور تمام کتب الہی سے ثابت تہی یعنی اللہ تعالی کا پاک کرنا

علی وجہہ لا نستلزم التشبیہ ... وقال ان ولنا وعلی بعضہم من ہذا ... الاجماع ... نفینا النقائص والعیوب عنہ ... بالاجماع وعندہم ان الاجماع ... ادلۃ ظنیۃ لا تفید الیقین ... وقطعوا بان اللہ سبحانہ منزہ عن النقائص ... وقول اہل السنۃ ان تنزیہ اللہ ... والعیوب واجب لذاتہ ... سبحانہ عن العیوب والنقائص واجب ... کما ان اثبات صفات الکمال ... والحمد واجب لہ لذاتہ وہو اظہر فی العقول والفطر وجمیع الکتب الالہیۃ من کل شیء ومن العجب ان ہولاء عمدوا الی ما علم بالاضطرار ان الرسل جاءوا بہ ووصفوا اللہ بہ وذلک علیہ العقول والفطر والبراہین فنفوہ وقالوا اثباتہ یستلزم التجسیم والتشبیہ فلم یثبت لہم قدم فیما یثبتونہ لہ سبحانہ وینفونہ عنہ وجاءوا الی ما علم بالاضطرار والفطر والعقول وجمیع الکتب الالہیۃ تنزیہ اللہ

نقصانون اور عیب سے اوسکی طرف آئی اور یہہ کہا کہ عقلی دلیلون مین کوئی نہین جو نقصان
و عیب کو خدا تعالی سے دور کرے بلکہ جن دلیلون سے تشبیہ دور ہوتی ہے اونہین سے اسکو
بہی ہم دور کرتے ہین اس سے بڑہکر رسوائی دوسری نہین - بلکہ حقیقت یہہ ہے کہ عیب
اور نقصان اوسکی کمال مقدس کے خلاف ہین اور وہ ذات پاک اونکی ضدون اور
ہر طرح سے مخالف چیزون سے موصوف ہے اور ان نقصانون کا ہونا عقلون کے نزدیک
تشبیہ کی نسبت کہ ظاہر تر اور زیادہ کہلا ہوا ہے اور ہو بہی نہین سکتا کہ ان نقصانونکو
خدا تعالی کے لئے اسطرح ثابت کیا جاوے کہ اونہین اوسکی مخلوق اوسکی مشابہہ ہو -
اور مقصود یہہ ہے کہ امتون مین کوئی ایسی نہین ہوئی جسنے خدا تعالی کو اوسکی مخلوق کے مشابہ
کیا ہو اور مخلوق کو اصل ٹہراکر پہر خدا تعالی کو اوسکے ساتہہ تشبیہ دی ہو بلکہ تمثیل اور
تشبیہ اسطرح امتون مین ہوئی ہے کہ اپنے بتون اور معبودون کو خدا ہونے مین خدا تعالی
کے ساتہہ تشبیہ دی ہے اور یہہ تشبیہ بتون کی پرستش مین اصل ہے اہل کلام نے
اس تشبیہ سے اور اوسکی باطل کرنے سے روگردانی کی اپنی توجہ کو خدا تعالی کی
مشابہت خلق کے ساتہہ انکار کرنیکی طرف مصروف کیا جسکا قائل کوئی امت
نہین معلوم ہوئی اور اوسمین یہانتک مبالغہ کیا کہ خدا تعالی سے صفات کمال کی بہی
نفی کر دی - اور یہہ مقام نہایت ہی ضروری اور مفید ہے اور فرق بتاتا ہے درمیان اون چیزون کے جنسے آئے

خود اپنی ذات کو بری فرمایا اور جو لوگ مشرک مشابہت دینے والے اور خدا تعالے کے ساتھہ اوسکی مخلوق کو برابر کرنیوالے ہین اونکو اوس سے مذمت کی اور درمیان آیات کے جسکو فرقہ جہمیہ جو خدا تعالی کو صفات کمال سے عاری بتاتے ہین نفی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ قرآن اوس پر دلالت کرتا ہی حالانکہ قرآن مجید اسبات سے بری ہی کہ مخلوقات مین مشابہت اور مثل رب کی ہونا باطل ہی غرضکہ قرآن سے مقصود یہی بات ہی کہ جس عقیدہ پر شرک کرنیوالے اور تشبیہ دینے والے خدا تعالی کے ساتھہ اوسکی غیر کو برابر کرنیوالے ہین وہ عقیدہ باطل ہی الله تعالی فرماتا ہی فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سو نہ ٹھہراؤ الله کے برابر کوئی اور تم جانتے ہو) اور فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا (اور بعضے لوگ ہین جو پکڑتے ہین الله کے برابر اور ون کو) یعنی ان لوگون نے مخلوق کو خالق کے مثل ٹھہرایا اسلئے کہ ند کے معنی مشابہ کے ہین یہہ بولتے ہین کہ فلان شخص فلان کا ند اور ندید ہی یعنی اوسکا مثل اور مشابہ ہی اور انہین معنون مین حسان رض کے شعر مین ند کا لفظ آیا ہی جسکا مضمون یہہ ہی ؎ کیا اسکی ہجو کرتا ہی جسکا تو نہین مثل ۔ تم دونون سے بہتر یہہ ہو قربان جو ہو بدتر ۔ اور اسی سے ہی آنحضرت صلی الله علیہ واله وسلم کا ارشاد اوس شخص کو جسنے آپ سے یہہ عرض کیا کہ جو الله تعالے چاہا اور آپ نے چاہا آپ نے فرمایا کہ کیا تو نے مجھکو خدا تعالے کا ند ٹھہرایا اور جریر کے شعر مین ند اور ندید دونو انہین معنون مین آئی ہین اوسکا ترجمہ یہہ ہی ؎ تم بنا چاہتے ہو میرے مثل ۔ کب تمہی تم مثل جسا لی کے اور الله تعالے نے فرمایا ہی فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ (سو مت بٹھاؤ الله پر کہاوتین) یعنی ہمین سا ہیہ منع کیا کہ خدا تعالے کیلئے اوسکی مخلوق سے کوئی مثل بناوین

فصل في معنى قوله ... فلا تجعلوا لله اندادا وقال تعالى ومن الناس من يتخذ من دون الله اندادا ... فان الند الشبيه يقال فلان ند فلان ونديده اي مثله وشبهه ومنه قول حسان ... فشركما لخيركما الفداء ... ومنه قول النبي صلى الله عليه واله وسلم لمن قال له ما شاء الله وشئت اجعلتني لله ندا ... وقال تعالى فلا تضربوا لله الامثال ... نهاهم ان يضربوا له مثلا من خلقه

اس سے منع نہیں کیا کہ خود اللہ تعالی کو اوسکی مخلوق کی مثل بناوین کیونکہ اسکا قائل
کوئی نہیں سب لوگونکی نظرونمین خدا تعالی اس امر سے بڑا اور اعظم اور اکبر ہوگا تشبیہ
دینے والے مشرک جسکی تعظیم کرتے ہین اوسکی بابت یہ کرتے ہین کہ اوسکو خالق سے
تشبیہ دیتے ہین اور اللہ تعالی تمام خلق کے سینونمین اس بات سے بڑا ہے کہ اوسکی غیر کو اوسکا مثل
ٹھہراوین ہان اوسکو اوسکی غیر سے تشبیہ دین اسلئے کہ جو شخص اوسکو اوسکی غیر سے تشبیہ دیتا
ہے دو حال سے خالی نہین یا تو اوسکی تعظیم کی قصد سے ہے تب تو اس تشبیہ مین اوسکی
تعظیم نہوگی کیونکہ مشبہ بڑونکی بڑکو ایسی چیز سے تشبیہ دی جو اوس سے کمتر ہے بلکہ عظمت اور
بڑائی مین مشبہ اور مشبہ بہ مین کچھہ مناسبت نہین اور کوئی عاقل ایسا نہین کیا کرتا یا تشبیہ
سے خدا تعالی کو گھٹانا منظور ہے تو اوسکو ناقصون اور بڑون سے تشبیہ دی ہوتی یہ کام
اور قائل کے مخصوص ہے اور اسی سے ہے اللہ تعالی کا فرمانا ولم یکن لہ کفوا احد یعنی نہین
اوسکی جوڑ کا کوئی اور یہ نکہا کہ نہین ہے وہ کسیکے جوڑ کا اور اسیطرح اللہ تعالے کا
ارشاد لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر اس سے اسبات کی نفی مقصود ہے کہ کوئی اوسکے
(نہین اوسکی طرح کا سا کوئی اور وہی ہے سننے دیکھنے والا)
ساتھہ شریک یا معبود ہو عبادت اور تعظیم کا مستحق ہو یہ مقصود نہین کہ اوسکی صفات
کمال اور خلق کی اوپر بڑا ہونا اور اپنی کتابونکو ملفوظ کرنا اور رسولون سے کلام کرنا اور
ایماندارون کا اوسکو اپنی آنکہون سے علانیہ دیکھنا جیسے آفتاب یا ماہتاب کہلے آسمان

انہونے زمین اوسکو اپنی سپر بنایا **فصل** اور شیطان کے داو اور کہیل سے جو آتش پرستی کہیلتا ہی کہ اونہون نے اگ کو اپنا خدا اور معبود ٹہرایا اور بعضی کہتے ہین کہ آتش پرستی قابیل کے عہد سے ہی کہ اوسنے جب اپنے بہائی ہابیل کو مارا اور حضرت آدم علیہ السلام اپنے باپ کی خوف سے بہاگ گیا تو ابلیس نے اوسکے پاس آکر کہا کہ ہابیل کی جو قربانی مقبول ہوئی اور اوسکو اگ کہا گئی اوسکی وجہ یہ تہی کہ ہابیل اوسکی خدمت اور عبادت کیا کرتا تہا تو بہی اگ کو قائم کر کہ تیرے لئے اور تیرے بعد کے لئے مفید ہو اوسنے اگ کا ایک مکان بنایا تو اول وہی ہوا جسنے اگ کو قائم کرکے اوسکی پرستش کی اور یہہ مذہب مجوس مین چلا گیا اونہون نے اگ کیواسطے بہت سے مکانات بنائے اور وقف اور خادم اور دربان مقرر کئے اور ایک لحظہ کو اوسکو نہ بجہنے دیا چنانچہ ایک مکان اوسکو واسطے افریدون نے طوس مین بنایا اور دوسرا بخارا مین اور بہمن نے اوسکے لئے ایک مکان سجستان مین بنایا اور ابو قباد نے ایک مکان بخارا کے اطراف مین بنایا اور آتش پرست اگ کو مٹی پر فضیلت دیتے ہین اور ابلیس کی رای کو صواب کہتے ہین اور بشار بن برد نے اس مذہب کی تائید اپنے قصیدہ مین اس شعر سے کی ہی ؎ زمین تیجی ہی کالی اور تاریک ہ اور اگ جب سے کہ پیدا ہوئی ہی ہے معبود — آتش پرست کہتے ہین کہ اگ سب عناصر سے زیادہ جگہ گہیرتی ہی اور اوسکا جرم بڑا ہی مکان مین وسیع تر اور جرم مین اشرف اور جسم مین لطیف زیادہ ہی

اور عالم مین ہونا اوسیکی وجہ سے ہی اور بڑہنا اور لیتنگی اوسیکی ملو سے ہی اور اوسمین سے بعضون کو آتش پرستی اس درجہ کو پہنچا دیتی ہی کہ اپنی جانون کو اوسپر قربان کرتی ہین اسطرح کہ ایک شخص خود آتا ہی یا اپنی لڑکیکو لاتا ہی اور اچھی کپڑی اور زیور پہناتا ہی اور عمدہ سواری پر سوار کرتا ہی اور گرد اوسکی باجے اور ڈہول ہوتے ہین اور آگ کیطرف دلہن کے سنگار سے بہی زیادہ کرکے بہیجا جاتا ہی یہانتک کہ جب وہ آگ کے سامنے پہنچا تو اپنی آپ کو آگ مین ڈالدیتا ہی اور موجود شخص اوسکی لئے دعا کا غل مچاتے ہین اور اوسکی فعل کا رشک کرنے مین تہوڑی ہی دیر ودرہتا ہی کہ اتنے مین شیطان اوسکی صورت بنکر لوگون کے سامنے آتا ہی کہ سر مو اوسمین فرق نہین دیکہتے وہ اون لوگون کو اس دین پر مضبوط رہنے کی وصیت کرتا ہی اور کہتا ہی مجہکو آگ کی ذرا تکلیف نہین ہوئی کہ راحت اور آرام مین چلا گیا

فصل اور ایک جماعت اور ہے جو پانی کی پرستش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ ہر ایک چیز کی جڑ ہے اور ہر ایک پیدایش اور بڑہنا اور پاکی اور آبادی اوسی سے ہے اور کوئی کام ایسا نہین جس مین پانی کی حاجت نہو۔ اور جانورون کی پرستش کرنیوالون سے شیطان نے بازی کی کہ بعضون نے تو گہوڑے کو پوجا اور بعضون نے گائے کو اور بعضون نے آدمیون زندون اور مردون کو

اور بعضی قوم سے اسنی یہہ کہیل کیا کہ اُنہون نے درخت کی پرستش کی اور ایک جماعت

کو کہیل مین لگایا تو اونہون نے جنونکی پرستش کی جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ویوم یحشرہم جمیعا ثم یقول للملائکۃ أہؤلاء إیاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک

أنت ولینا من دونہم بل کانوا یعبدون الجن أکثرہم بہم مؤمنون — اور فرمایا

ألم أعہد إلیکم یا بنی آدم أن لا تعبدوا الشیطان إنہ لکم عدو مبین وأن اعبدونی

ہذا صراط مستقیم اور فرمایا ویوم یحشرہم جمیعا یا معشر الجن قد استکثرتم من

الإنس وقال أولیاؤہم من الإنس ربنا استمتع بعضنا ببعض وبلغنا أجلنا الذی

أجلت لنا قال النار مثواکم خالدین فیہا إلا ما شاء اللہ إن ربک حکیم علیم

اس سے یہہ غرض ہی کہ تم اونکو گمراہ کرنے اور بہکانیکے باعث سے زیادہ ہو گئی

حضرت ابن عباسؓ اور مجاہد اور حسنؒ فرماتے ہین کہ جنون سے کہا جاویگا کہ

تمنے بہت سے انسانونکو گمراہ کیا تو اسبات کا جواب انسانون مین جو جنون کے

دوستدار ہونگے اس قول سے دیوینگے کہ ربنا استمتع بعضنا ببعض اس سے انکی مراد

یہہ ہی کہ ہم مین سے ایک قسم دوسری سے نفع اٹھاتی ہے تو جنونکا نفع لینا انسانون

سے تو یہہ ہی کہ انسان اونکی حکمونکی طاعت کرتے ہین یعنی کفر اور بدکاری اور

نافرمانی بجالاتے ہین کہ اکثر غرض جنونکی انسانون سے یہی ہی اور انسانونکا نفع اٹھانا

جنون سے یہہ ہو کہ جتنا آدمیونکی اعانت خدا تعالی کی نافرمانی اور اوسکی ساتھہ شرک کرنے مین کرتے ہین اور جتنا انسے بن سکتا ہی ان باتونکو انسانونکے سامنے زینت دیتے ہین اور انسے دعا منگواتے ہین اور انکی اکثر حاجتین پوری کرتے ہین اور جادو اور منتر وغیرہ سے ان سے خدمت لیتے ہین غرضکہ انسان تو جنونکی اطاعت شرک اور بری باتونمین کرتے ہین جو جنونکو اچھی معلوم ہوتی ہین اور جن انسانونکی طاعت ان امورمین کرتے ہین جو انسانونکو خوش لگین یعنی تاثیرون اور بعض غیب کی خبرین بتا دیتے ہین پس ان دونو فریقونمین ہر ایک دوسرے سے نفع لیتا ہی اور یہہ آیت شیطانی حال والون یعنی جھوٹے صوفیون وغیرہ کی بھی حسب حال ہی جو اپنی کشف اور تاثیرات شیطانی ظاہر کرکے جاہلون کے نزدیک خدا تعالی کے ولی بنتے ہین حالانکہ وہ شیطان کے ولی ہین جیسے جاہل فریب مین آکر خدا تعالی کی دشمنون سے محبت کرتا ہی اور جو لوگ اوسکی دوست ہین اور اوسکی طریق کے پیروان سے عداوت کرتا ہی

فصل اور ایک لوگونکی لئی فرشتونکی عبادت اچھی کر دکھائی اور فرقہ ثنویہ سے جو بازی کی تو وہ نور کو عبادت کرنے لگا اور کہا کہ بنانیوالے دو ہین خیر کا بنانیوالا تو نور ہی اور بدی کا بنانیوالا اندھیرا اور اونکی قول نہایت درجہ کو بری اور مخالف ہین اور ان لوگونکے لگبھگ مجوس ہین کہ نور اور آگ اور پانی اور زمین کی تعظیم کرتی ہین

الکشوفات والتاثیرات الشیطانیة واظهار اولیاء الشیطان بعذبهم الجاهل فیوالی اعداء الله ویعادی اولیاء الله المتبعین لسنته **فصل** ومن بعضهم عبادة الملائکة

اثنان فاعل الخیر النور وفاعل الشر الظلمة وکلهم متفقات فی غایة القبح والتناقض وقریب منهم المجوس یعظمون الانوار والنیران والماء والارض

اور وہ چند مختلف فرقے ہین صابیون سے ستیطانکی بازی کا بیان یہ قوم بہت بڑی

آنکی دو قسمین ہین ایماندار اور کافر چنانچہ اللہ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ہَادُوْا وَالصَّابِئُوْنَ

البتہ جو مسلمان ہیں اور جو یہود ہیں اور صابئین

وَالنَّصَارٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ الخ اس آیت مین ان لوگون کو اون چار

اور نصاری جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر الخ

قومون مین ذکر کیا جنمین ہر ایک کی دو قسمین ہین نجات پانیوالے اور ہلاک ہونیوالے

اور نیز اون لوگون کو اون چھہ قومون مین بہی ذکر کیا جو بہیئت مجموعی دو طرح کے

ہین یعنی نجات پانیوالے اور ہلاک ہونیوالے چنانچہ فرمایا ان الذین آمنوا والذین

ہادوا والصابئین والنصاری والمجوس والذین اشرکوا ان اللہ یفصل بینہم

یوم القیامۃ اسمین ان دو لو قومون کو بہی ذکر کیا جنکے پاس کتاب آسمانی نہین

اور وہ دو قسمون یعنی بدبخت اور نیکبخت مین منقسم نہین اور وہ دو لو مجوس اور

مشرک ہین اس آیت فصل یعنی دوسری آیت مین ابدی بہشت کی وعدہ دینے کی یعنی پہلی

آیت مین اون کو ذکر نہین کیا اور صابیون کا ذکر دونوں مین فرمایا اس سے معلوم ہوا

کہ اس فرقہ کے لوگوں مین بعضے بدبخت ہین اور بعضے نیکبخت اور یہ لوگ حضرت

ابراہیم ؑ کی قوم اور اونکی دعوت والے ہین اور یہ لوگ حران مین تہے جو صابیون کا گھر

ہے اور آنکی دو قسمین تہین ایک صابی حق دوم صابی شرک والی اور مشرکون مین سے

بعضے ساتون ستارون اور بارہ برجونکی تعظیم کرتے ہین اور اپنے عبادتخانون مین اونکی تصویرین بناکر

اور اسیطرح اونکی یہان ستارون کے خاص دیول یعنی بڑے عبادت خانی ہین
جیسی نصاری کے یہان گرجا اور یہود کے یہان معبد ہین اور اون ستارونکی انکی
عندیہ مین دعائین اور عبادتین مخصوص ہین اور اون ستارونکی تصویرین انکے
دیولون مین کھینچتی ہین اور اونکے لئے خاص مورتین بناتے ہین اور قربانیان
ذبح کرتے ہین اور رات دن مین مسلمانون کی نمازونکی طرح اون ستارونکی
پانچ نمازین مقرر ہین اور کچھ گروہ اونمین سی ماہ رمضان کے روزے
رکھتے ہین اور قبلہ کی طرف کو نماز پڑہتے ہین اور مکہ معظمہ کی تعظیم کرتے
ہین اور اوسکے حج کے معتقد ہین اور مردار اور خون اور سور کے گوشت
کو حرام جانتے ہین اور رشتونمین سی نکاح کے باب مین اون کو حرام جانتے
ہین جنکو مسلمان حرام کہتے ہین اور اس مذہب پر کچھ لوگ دولت کے
ارکین مین سے بغداد مین تھے اونہین مین سی بلال بن حسن الشاکی
کچہری کا مالک اور بہت سی مشہور رسالون کا مولف ہے یہہ شخص
مسلمانون کے ساتھہ روزہ رکھتا اور عید کرتا اور زکوۃ دیتا اور
حرام چیزون کو حرام جانتا اور لوگ مسلمانون کے ساتھہ
اوسکی ملے رہنی سی تعجب رکھتے کہ اونکے دین مین نہین اور موافق رہتا ہی

وکذلک الات الکواکب عندهم
هیاکل مخصوصة ولهم
المعبدات کالکنائس للنصاری والبیع للیهود و
لها عندهم ادعیة وعبادات
ویصورون فیها
الصور ولها فی هیاکلها
تماثیل ویتخذون لها تماثیل
ویقربون لها القرابین و
الصلوات الخمس نحو صلوات المسلمین و
فی الیوم واللیلة و منهم طائفة یصومون شهر رمضان و
یستقبلون فی صلاتهم الکعبة ویعظمون مکة و
یرون الحج الیها
ویحرمون المیتة والدم
ولحم الخنزیر ویحرمون من القرابات
فی النکاح ما یحرمه المسلمون
وعلی هذا المذهب کان جماعة من
اعیان الدولة ببغداد منهم هلال
بن المحسن الصابی صاحب الدیوان
الانشاء وصاحب الرسائل
المشهورة وکان یصوم مع
المسلمین ویعید معهم و
ویزکی ویحرم المحرمات و
کان الناس یعجبون من موافقته
للمسلمین ولیس علی دینهم و

اور اُنکی دین کی اصل اونکی قول کے بموجب ہی کہ وہ دنیا کے دینون کی باتین اور مذہب لیتی ہین اور اُنمین سی جو عقیدہ لوگونکا برا ہوتا ہی خواہ قول ہو یا عمل نکال دیتے ہین اور اِسی جہت سی اُنکا نام صابیہ ہوا یعنی نکلنی والے اسلئی کہ وہ ہر دین کے مجموعہ اور تفصیل کے بموجب عبادت کرنے سی نکلکر اوس چیز کیطرف میل کرتے ہین جو اُس دین مین حق بات سمجھتی ہین — پہر اونمین سی بعض وہ ہین کہ مجمل ہو تو اُسکا اقرار کرتے ہین اور تفصیل مین توقف کرتے ہین اور بعض مجمل اور مفصل دونو کے مقر ہین اور بعض مجمل اور مفصل دونون کے منکر ہین — پہر اونمین سی مشرک کہتی ہین کہ ہمکو خدا تعالیٰ کے جلال تک بدون ذریعون کے پونہچنا ممکن نہین تو واجب ہی کہ ہم اوسکی طرف اُن روحانیون سی تقرب کرین جو اوس سی قریب ہون اور وہ لوگ روحانی اور مقرب اور مواد جسمانی سی پاک ہین تو وہی ہماری رب اور معبود ہین پس ہم اپنی نفسونکو شہوات طبیعی سی پاک اور اخلاق کو خواہشون تعصب والی کے علائق سی مہذب کرتے ہین تاکہ ہم مین اور روحانیونمین مناسبت ہو جاوے اوسوقت ہم اپنی حاجت اُن سی مانگتی ہین اور تمام اپنی کام مین اونکی طرف میل کرتے ہین تو ہماری نفسونکو لیاقت اور مدد بدون ذریعہ پیغمبرون کے حاصل ہوتی ہی بلکہ اوسی معدن سی ہم بہی لیتی ہین جہاں سے رسولون نے لیا اور یہہ بہی اُنکا قول ہی کہ انبیا نوع مین ہماری مثل ہین اور مادہ

مین ہماری شریک جو ہم کہاتے پیتے ہین اوسیکو انبیا بہی کہاتے پیتے ہین اور وہ ہماری ہی طرح آدمی ہین ہمسی بڑہنا چاہتے ہین اور فرقہ اتحادیہ یعنی ابن عربی اور ابن سبعین اور عفیف تلمسانی کے پیرو اور انکی گروہ اِس نئی جماعت کے مرشد محمد بن عربی کے قول کے سبب اس بہی زیادہ بات کے قائل ہوتی کہ ولی رسول کے درجہ سے دو درجہ بڑہکر ہی اِسلئی کہ ولی اُس معدن سے لیتا ہی جہان سے وہ فرشتہ لیتا ہی جو رسول کیطرف وحی لاتا ہی اور اُنکی بہائی مشرکون نے اپنے نفسونکو اسبات کے سیکہنے مین انبیا کی برابر ٹھہرایا تہا یہہ دعوی نہین کیا تہا کہ ہم انبیا سے اوپر ہین

فصل بیان مین شیطانکی بازی کے دہریونسے

دہریہ وہ فرقہ ہی کہ مصنوعات کو صانع سے معطل کہتے ہین یعنی اُنکا عقیدہ ہی کہ مصنوعات کا کوئی صانع نہین وہ کہتے ہین کہ جو کچہہ خدا ہمارا حال بیان کرتا ہی وہ یہی دنیا کی ہماری زندگی ہی کہ ہم مرتے ہین اور جیتے ہین اور زمانہ کے سوا ہمکو کوئی ہلاک نہین کرتا اور دہریہ دو فرقے ہین ایک تو اسبات کی قائل ہین کہ خدا پاک نے آسمانونکو بہت بڑی حرکت سے متحرک پیدا کیا جسپر وہ گردش مین آئی اور خود اپنے صانع کو چکرادیا اور انکی ضبط کرنے اور اُنکی حرکت کے روکنے پر قادر نہوا اور ایک فرقہ وہ ہی کہ کہتے ہین کہ چیزونکا شروع یقینا نہین صرف پوشیدگی سے ظہور مین آتی ہین

تو جو چیز بالقوہ ہوتی ہے جب فعل میں آتی ہے تو اشیاء مرکبہ اور بسیطہ موجود ہو جاتی ہیں خود اپنی ذات سے نہ اور کسی چیز سے اور کہتے ہیں کہ عالم ہمیشہ سے رہا اور ہمیشہ کو رہیگا نہ بدلتا ہے نہ ڈھیلا ہوتا ہے اور یہہ نہیں ہو سکتا کہ پیدا کرنیوالا کوئی کام کرے جو باطل اور مضمحل ہو جاوے اور وہ خود اپنی فعل کے ساتھہ باطل اور مضمحل ہو اور یہہ عالم جتنی اجزا اسمین ہین اونکو تمامی ہوتی ہے ۔ یہہ لوگ حقیقت مین معطل یعنی خدا تعالی کے بیکار جاننے ولے ہین اور یہہ بیکار کرنا سب معطلہ فرقون مین پہیل گیا ہے گو بیکار کرنے مین اونکی رائین مختلف ہین جسطرح کہ شرک کا مرض تمام مشرکون کے فرقون مین باوجود اونکے مذہبون کے اختلاف کے پہیل گیا ہے اور جسطرح کہ نبوت کا انکار اون لوگومین پہیلا ہے جو نبوت یا اوسکی ایک صفت کے منکر ہین بالجمل اوسکا اقرار کرتے ہین اور اوسکے مقصود کے منکر ہین اور اس بیماری سے سوا رسول کی پیرودن کے اور کسی نے نجات نہین پائی یہہ لوگ جس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے اوسکی حقیقت جانتے ہین اور ظاہر و باطن مین اوسکو گرفت کرتے ہین نہ اوسکے سوا دوسری چیز کو غرضکہ شرکت اور تعطیل کا مرض اور رسول کی مخالفت کا روگ اور جس چیز کو آپ لائے اوسکا یا اوسمین سے کسی چیز کا منکر ہونا یہی منبع اور اصل ہر ایک شر اور خرابی کی ہے جاننا چاہیے کہ کوئی فرقہ الحاد والون اور باطل والون اور بدعت والون کا

ایسا نہین جسکا قول اور عقیدہ ان اصول سے یا اونکی بعض سے مشتق نہو ۵		
تو اگر ان سے بچے تو بڑی مشکل سے بچی		ورنہ مجھکو ہی گمان تجھکو نہوگی نجات

فصل اور یہہ مصیبتین سب فیلسوفونکو عام نہین اسلئے کہ فلسفہ یعنی حکمت اپنی ذات سے مسائل نہین چاہتی فلسفہ کے معنی تو حکمت کی محبت کے ہین اور فیلسوف حکمت کے دوست کو کہتے ہین مگر فیلسوف بہت سے لوگون کے عرف مین اوس شخص کے لئے خاص ہو گیا ہی جو انبیاء کے دین کے عقائد سے نکلکر جو بات اوسکی گمان مین صرف عقل کے بموجب ہو اوسکا معتقد ہو جاوے اور اس سے بہی خاص یہہ ہی کہ پچھلے لوگون کے عرف مین ارسطو کے پیروونکو فیلسوف کہتے ہین اور وہ وہ لوگ ہین جنکی طریق کو ابن سینا نے اراستہ کیا اور فلاسفہ کے فرقون مین سے یہہ فرقہ علیحدہ ہی یہانتک کہ بعض کہتے ہین کہ حکما مین سے آسمانون کے قدیم ہونیکا سوا ارسطو کے اور اوسکے ساتھیون کے اور کوئی قائل نہین ہوا اور ارسطو سے پہلے متقدمین آسمان کے حدوث کے اور صانع کے اثبات کے اور عالم سے اوسکے مخالف ہونیکے قائل تھے اور یہہ صانع جہان کے اور آسمانون کے اوپر ہے اپنی ذات سے جیسے ابو الولید رشید نے اپنی کتاب مناہج الادلہ مین لکہا ہی اور وہ شخص اپنی عہد مین ان لوگون کے اقوال سب سے زیادہ جانتا تہا اور اوسمین جہت کے باب مین گفتگو نقل کی ہی۔ اور اس صفات کا حال یہہ ہی کہ شریعت والے اوسکو شروع سے اللہ تعالیٰ کیواسطے ثابت کرتے چلے آئے یہانتک کہ اوسکی نفی معتزلہ نے کی

پہر اُس صنعت کی نفی پر اونکا اتباع پچہلے اشعریوں نے کیا جیسا ابو المعالی اور جو اوسکے قول پر چلنی والا ہے یہانتک کہ اوسنے کہا ہی کہ شریعتین کل اسبات پر مبنی ہین کہ خدا تعالی آسمان مین ہی اور آسمان ہی مین سے فرشتے نبیون پر وحی لیکر اُترتے ہین اور آسمانون ہی سے کتابین اُتری ہین اور اوسیطرف آنکو معراج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی اور حکما کا سبکا اتفاق اسپر ہی کہ اللہ تعالی اور فرشتے آسمان مین ہین جیسے شریعتین اسپر متفق ہین پہر اوسنے اسبات کی تقریر عقل کے موجب بیان کی ہی پہر جس شبہ کے باعث کہ جہمیہ نے اور اونکے موافقون نے جہت کا انکار کیا ہی اوسکے باطل ہونیکو بیان کیا ہی حتی کہ کہا کہ اس تقریر سے ہمپر ہویدا ہوا کہ جہت کا ثابت کرنا شرع اور عقل کی رو سے واجب ہی اور اوسکا باطل کرنا شریعتونکا باطل کرنا ہی اور اونکے ارکین رسولونکی اور شریعتونکی تعظیم کرتے تہے اور اسبات کی معترف تہے کہ جس بات کو رسول لائے ہین وہ عقل کے طور کے سوا ہی اور وہ لوگ الہیات مین کچھہ گفتگو نکرتے تہے اور اوسکی گفتگو کو رسولون پر حوالہ کرتے تہے اور کہتے تہے کہ ہمارے علوم صرف ریاضیات اور طبیعیات اور اونکی توابع ہین اور اصحاب مقالات نے نقل کی ہی کہ اول جس شخص سے عالم کے قدیم ہونیکا قول مشہور ہوا وہ ارسطو ہی اور یہہ مشرک اور بت پرست تہا اور اوسنے الہیات مین تقریر کی ہی کہ بالکل غلط ہی

ثم نقض على نفسها ما قرره [illegible] قال العقل ومن اقتدى بقوله الى ان قال والشرائع كلها مبنية على ان الله في السماء وان منه تنزل الملائكة بالوحي الى النبيين وان من السموات نزلت الكتب واليها كان الاسراء بالنبي صلى الله عليه وآله وسلم و جميع الحكماء قد اتفقوا على ان الله والملائكة في السماء كما اتفقت جميع الشرائع على ذلك ثم قرر ذلك العقل وبين بطلان الشبهة التي لاجلها نفتها الجهمية ومن وافقهم الى ان قال

فقد ظهر لك من هذا ان اثبات الجهة واجب بالشرع والعقل وان ابطاله ابطال الشرائع وقد [illegible]

[illegible]

اوسکو مسلمانونکی بہت سی جماعتون نے رد کیا ہی یہانتک کہ جہمیہ اور معتزلہ اور
قدریہ اور رافضیہ اور حکماء اسلام نے سب نے رد کیا ہی اور ارسطو نے اثبات کا انکار
کیا ہی کہ خدا تعالی موجودات مین کسی چیز کو جانے اور کہا ہی کہ اگر وہ کسی چیز کو
جانیگا تو اپنی معلومات سے کامل ہوگا بذات خود کامل نہوگا اور معلومات کی تصور سے
اوسکو مشقت لاحق ہوتی ہوگی اور اوسکی پیروی کی اُن لوگون نے جو اتباع رسولون
مین جہمپی ہین حالانکہ وہ پیغمبرونکی لائی ہوئی تمام شریعت سے جدا ہین اور ارسطو کو
معلم اول کہتے ہین اسلئے کہ وہ اول اُن لوگون کا ہی جنہون نے اونکے لئے منطقی تعلیمات بنائین
اور ارسطو اور اوسکے تابعین کہتے ہین کہ منطق معانی کی ترازو ہی جیسے عروض شعرون
کی ترازو ہی اور اسلام کے نظر کرنیوالون نے اس ترازو کی خرابی اور اوسکی کجی اور ذہنون
کے خبط کرنیکو بیان فرمایا اور اوسکے رد کرنے اور ساقط ہونیکے باب مین کتابین لکہین اور
اور سب سے پیچہے اسبابمین شیخ الاسلام ابو العباس احمد ابن عبد الحلیم معروف بہ ابن تیمیہ نے
تصنیف کی ہی اونہون نے منطق کے رد و ابطال مین دو کتابین لکہی ہین جنمین اوسکا
مخالف ہونا اور ساقط ہونا اور بہت وضعونکی خرابی کو بیان کیا ہی اور اسبابمین مین سے
ایک کتاب ابو سعید سیرافی کی دیکہی ہی اور مقصود یہہ ہے کہ ملحد بتدریج اسی معلم ارسطو کی
قدم پر چلے گئے یہانتک کہ نوبت اونکی معلم ابو نصر فارابی کی پہونچی اوسنے اونکے لئے

تعلیمات صوتیہ بنائین جیسی معلم اوّل نے اونکے لئے تعلیمات حرفیہ بنائی تہین پہر اس
معلم دوم نے فن منطق مین گفتگو کو وسعت دی ہی اور ارسطو کی حکمت کی تنقیح کر کے
اوسکو آراستہ کیا ہی۔ اور ان لوگون کے نزدیک موجب اوس تقریر کے جسکو
اونکے پچہلون مین سے افضل او پیشوا نے لکہا ہی اور اوسکو رسولون پر مقدم
جانتے ہین یعنی ابو علی ابن سینا کے قول کے بموجب خدا تعالی موجود مطلق بقید
اطلاق ہی اور اوسکو کوئی صفت ثبوتی جو اوسکے ساتہہ قائم ہو نہین اور وہ اپنے
اختیار سے کچہہ نہین کرتا نہ کسی چیز کو موجودات مین سے مطلق جانے نہ آسمانونکی گنتی
اور کوئی غائب چیز جانے نہ اوسکا کوئی کلام ہی جو اوسکے ساتہہ قائم ہو۔ اور
اور ظاہر ہی کہ یہہ ایک بات صرف خیال ذہن مین فرض کیا ہوا ہی جسکی کچہہ حقیقت نہیں
یہہ وہ پروردگار نہین جسکی طرف رسولون نے بلایا اور امتون نے اوسکو سچا جانا بلکہ وہ رب جسکی
طرف ملحد بلاتے ہین اور اوسکو ماہیت سے علیحدہ اور ہر صفت ثبوتی اور فعل اختیاری سے
جدا بتاتے ہین اور یہہ کہ وہ نہ داخل عالم مین ہی نہ عالم سے خارج نہ اوس سے متصل نہ اوسکی
مخالف نہ اوسکے اوپر نہ اوسکے نیچے نہ اوسکے آگے نہ اوسکے پیچہے نہ اوسکے داہنے نہ اوسکے
بائین اور ملحدونکا قول اونکے معلم ارسطو کی نسبت کر بہتر ہی اسلئے کہ اونہون نے ایک واجب کو
ثابت کیا اور ایک ممکن ٹہرایا کہ اوسکا معلول ہی اور جسطرح معلول علت سے صادر ہوتا ہی

اوسیطرح یہہ ممکن و اجب سی صادر ہوتا ہی لیکن ارسطو نی واجب کو اسی نظر سی ثابت کیا ہی کہ
فقط وہ کثرت کا مبداء عقلی اور آسمان کی حرکت کی علت غائی ہی اور تصریح کی ہی کہ وہ کچھہ نہیں کرتا
اور نہ اپنی اختیار سی کرتی اور وہ باتین جو اوسکی مذہب کی پچہلون کی کتابون مین پائی جاتی
ہین وہ ابن سینا کی بنائی ہوئی ہین کہ اوسنی اوسکی مذہب کو اپنی کوشش سی دین اسلام
سے قریب کردیا ہی اور جسقدر اوس سی ہن سکا اوسکی غایت یہہ ہی کہ اوسکی مذہب کو فرقہ
جہمیہ عالی کے قول کو قریب کردیا۔ اور فرشتون پر ایمان کا حال یہہ ہی کہ وہ فرشتونکو
جانتی ہی نہین نہ اونپر ایمان لاوین بلکہ فرشتی اونکی نزدیک وہ نورانی شکلین ہین جنکا
تصور نبی کرلیا کرتا ہی اور وہ اونکی نزدیک عقلین ہین جنمین مادہ نہین نہ وہ عالم کے
اندر ہین نہ باہر نہ اوپر آسمانون کے ہین نہ نیچی نہ وہ ایسی وجود ہین جو حرکت کرین نہ اوپر
چڑہین نہ نیچی اوترین نہ کچھہ بولین نہ بندون کے اعمال کو لکھین نہ اونکو کچھہ حس ہی نہ حرکت
اور بعض اوقات اونمین سی کچھہ لوگ اسلام کے قریب کرنیکو کہتی ہین کہ فرشتی بندہ مین قوتین خیر کی
اور بزرگ ہین اور شیطان قوتین شر کی خراب ہین اور اسیطرح کتابونکا حال ہی کہ اونکی
نزدیک خدا تعالی کا کوئی کلام نہین جسکو فرشتہ کی ذریعہ سی اوتارا ہو اسلیئی کہ اوسنی نہ کبھی
کچھہ کہا نہ کہی اور جو شخص اونمین سی مسلمانون کے قریب ہین کہتی ہین کہ کتابین اوتری ہوئی
ایک فیض ہی جو عقل کا رکن سی اوس نفس پر اوترتا ہی جو مستعد اور بزرگ اور صاف ہوتا ہے

وأما أرسطو فإنه أثبته الأولين
من جهة كونه مبدأ للعقليات بأنه
علة غائية لحركة الفلك
فقط وصرح بأنه لا يفعل
شيئاً ولا يفعل باختياره و
هذه الأمور التي توجد في كتب
المتأخرين [illegible] من دين الإسلام
من وضع ابن سينا فإنه قربه من دين الإسلام
بحسب إمكانه وغاية ما أمكنه أن قربه من قول
الجهمية الغالية وأما الإيمان بالملائكة فهم لا يعرفون الملائكة
ولا يؤمنون بهم وإنما الملائكة عندهم ما يتصوره النبي من الأشكال
النورانية في نفسه وهي العقول عندهم وهي المجردات ليست
داخل العالم ولا خارجه ولا فوق السموات
ولا تحتها ولا هي أشخاص تتحرك ولا تصعد ولا
تنزل ولا تتكلم ولا تكتب أعمال العباد ولا لها إحساس
ولا حركة وربما قرب بعضهم إلى الإسلام فقال الملائكة
هي القوى الخيرة التي في النفس والشياطين
هي القوى الشريرة الردية وكذلك الكتب
ليس لله عندهم كلام نزل بواسطة
ملك فإنه ما قال شيئاً ولا
يقول ومن تقرب منهم إلى
المسلمين يقول الكتب المنزلة
فيض فاض من العقل الفعال
على النفس المستعدة الزكية

پس ان باتونکا تصور نفس مین جمجاتاہی اور گنبد صدا جاتاہی اسطرح کہ اونکو آواز اور خطاب
وہم کرلیتاہی اور کبھی وہم قوی ہوجاتاہی یہانتک کہ اونکو نورانی شکلین اپنی آپ سے
باتین کرتے دیکھتاہی اور بعض اوقات وہم زور کرتاہی یہانتک کہ بعض حاضرین کے
خیالمین لاتاہی تو وہ بھی ان شکلونکو دیکھکر اونکی گفتگو سنتی ہین اور خارج مین انکی
کسیکی کچھہ حقیقت نہین اور اونکے نزدیک نبوت کی تین خاصیتین ہین جو انکو کامل
حاصل کرلیتاہی وہ نبی ہی اول قوت حدس کی اسطرح کہ حد اوسط کو جلد معلوم کرلے
دوسری قوت خیال کی اسطرح کہ اپنی نفس مین شکلون نورانی کو اپنی آپ سے بولتی
خیال کرے اور اونسے اونکی گفتگو سنے اور دوسرونکے خیالمین اونکو لاوے تیسری
قوت تاثیر کی عالم کے مادہ مین اور یہہ باتین اونکے نزدیک نفس کے خالی ہونے سے علائق سے
اور عقلون اور نفسون مجردہ سے اوسکے متصل ہونیکے باعث ہوا کرتی ہین اور یہہ
خاصیتین حاصل کرنے سے ہوجایا کرتی ہین اور اسیواسطے جو شخص ان لوگون مین سے صوفی
ہوا اوسنے نبوت کی طلب کی جیسے ابن سبعین اور ابن ہود اور اونکی مانند اور نبوت
ان لوگونکے نزدیک ایک ہیئت ہی مثل سیاست کے اور انمین سے اکثر لوگ اتنی ہی پر رجوع
نہین ہوتے بلکہ کہتی ہین کہ فلسفہ خاص لوگونکی نبوت ہی اور نبوت عام لوگونکی حکمت ہی اور قیامت
کے دن پر ایمان کا یہہ حال ہی کہ وہ آسمانونکی جرمی اور ستارونکی بکھرنے اور بدنونکی قیامت کا اقرار

نہین کرتے نہ اسبابات کا اقرار کرین کہ اللہ تعالی نے آسمانون اور زمین کو
چھہ روز مین پیدا کیا اور اس عالم کو نیستی کے بعد ایجاد کیا غرضکہ اونکے
نزدیک نہ مبدا ہی نہ معاد ہی **فصل** اور فیلسوف کسی امت کی ساتھہ خاص نہین
اگرچہ لوگون نے جنکے مقالات کی نقل کرنے کی مشقت اٹھائی ہی وہ یونان کے
حکما ہین اور وہ ایک قوم ہی کہ اونکی ایک سلطنت ہی اور اونکی علما اون کے
فیلسوف ہین اور اونکی بادشاہون مین سی سکندر مقدونیہ والا فیلقوس کا بیٹا تھا
یہہ شخص سکندر ذوالقرنین نہین جو مرد نیکبخت موحد تھا اور اوسکی خبر قرآن مین
خدا تعالی نے دی ہی ان دونو سکندرون مین بہت سی قرنونکا فاصلہ ہے یہہ
سکندر مقدونیہ والا مشرک تھا وہ خود اور اوسکی تمام رعیت بت پرستی
کرتی تھی اور اوسکی اور حضرت عیسی علیہ السلام کے درمیان زمانہ بقدر سولہ سو
برس کے تھا اور ارسطاطالیس اوسکا وزیر تھا اور یہہ وہی سکندر ہی جو دارا ابن فارس
کے بادشاہ سی لڑا اور اوسکی تخت کو لوٹ دیا اور جماعت کو پریشان کیا پھر
وہ چین اور ہند اور ترک کی شہرونمین گیا اور اوسکی عہد مین یونانیونکو بباعث اوسکی
وزیر ارسطو کے عزت اور دبدبہ تھا اور انہین لوگونمین سقراط ایکشاگرد فیثاغورس
کا پیدا ہوا یہہ شخص اونکی عابدون اور خدا پرستون مین تھا اور بت پرستی کی باکلیہ

اوسنے علانیہ مخالفت کی اور حجتون اور برہانون سے بت پرستی کے باطل کرنیکو لئے
اونکا مقابلہ کیا اوسپر عوام کہڑے ہوگئے بادشاہ کو مجبوری اوسکا قتل کرڈالنا پڑا
مگر اوسکو قیدخانہ مین بہیجدیا تاکہ عوام کو اوس سے علحدہ رکہے پہر مشرک بدون اوسکی
قتل کے خوش نہوئے اسلیئے بادشاہ نے اوسکو زہر دلوادیا بعد اسکی کہ اوسمین اور لوگون مین
خوب تقریرین لنبی چوڑی ہوئین اسیطرح افلاطون توحید مین اور بت پرستی کے انکار
کرنے اور عالم کے حدوث ثابت کرنیمین مشہور تہا اور یہہ شخص سقراط کا شاگرد تہا جب
سقراط مرگیا تو یہہ اوسکی جگہہ ہوا مگر اپنی قوم کے سامنی کبہی اونکی بات رد نکی نہ اونکے
معبود کو برا کہا اسلیئے وہ لوگ اوس سے خاموش رہے اور ملحدون کی نوبت ابن سینا تک آئی
اور یہہ شخص اپنی حال سے خود خبر دیتا ہے کہ مین اور میرا باپ رودلو حاکم کی دعوت والونمین سے
رہین غرضکہ یہہ شخص باطنی قرمطیونمین سے تہا جو مبدا اور معاد پر ایمان نہین رکہتے
اور شیعہ ہونے اور اہل بیت کیطرف منسوب ہونیسے چہپ جاتے تہے اور در پردہ الحاد کرتے
تہے اور اہل علم اور ایمان کو قتل کرڈالتے تہے اور الحاد والون کو چہوڑ دیتے تہے اور ر
اونہین کے زمانہ مین اور اونکے خاص لوگون کے اخوان الصفا کے رسالی
رہین اور جب نوبت شرک کے مددگار طوسی پر پہنچی جو ملحدونکا وزیر تہا اوسنے
رسول کی پیروی کرنیوالون سے خوب اپنی دل کی پہپہولے پہوڑے اور اونکو تلوار پر رکہا

اور جاثلیقون اور قاضیون اور فقہا اور محدثین کو مار ڈالا اور فیلسوفون اور نجومیون
اور جادوگرون کو باقی رکہا اور مسجدونکی خیرات اونکو دلوا دی اور اپنی کتابونمیں
عالم کے قدیم ہونے اور آخرت کے باطل ہونے اور رب پاک کی صفات مثل علم وقدرت
وغیرہ کے انکار کرنیکی تائید کی اور ملحدون کے واسطے مدرسے بنوائے اور ملحدون کے
پیشوا ابن سینا کی کتاب اشارات کو قرآن کی جگہہ کرنا چاہا مگر اسپر قادر نہوا اور
یہہ کہا کہ اشارات خاص لوگون کا قرآن ہی اور قرآن عوام کا قرآن ہی اور
نماز کا بدلنا اور دو نمازین کر دینا چاہا مگر یہہ مطلب اوسکا پورا نہوا اور انجام
کو اوسنے جادو سیکہا اور ان لوگونمین خدا تعالی کو بیکار جاننا فرعون کے وقت
سے چہپا ہوا تہا یہانتک کہ اللہ تعالی نے اپنی بندی اور رسول حضرت مسیح علیہ السلام کو
بہیجا آپ نے اوسکے واسطے دین کو از سر نو تازہ کیا اور اوسکی نشانیان بتائین اور
اونکو خدا ایک واحد کی عبادت کیطرف بلایا لوگون نے اونکے ساتھہ عداوت کی
اور جہٹلایا اور اونکو اور اونکی ماکو بڑی تہمتین لگائین اور اونکی مار ڈالنی کا
قصد کیا اللہ تعالی نے آپکو اپنے پاس اوٹہا لیا اور اون لوگون سے آپکو پاک
کیا پہر اللہ تعالی نے آپکے انصار کو قائم کیا اور اونکا معاملہ تین سو برس کے
قریب درستی پر رہا پہر حضرت عیسی علیہ السلام کے دین نے بدلنا شروع کیا

یہاں تک کہ نصاری کے ہاتہوں میں اس سے کچھہ نہ رہا حتی کہ اونکی مجمع اس غرض سے ہوتے تہی کہ ایکدین پر متفق ہو جاوین مگر اختلاف پر اور ایکدوسرے کو برا کہنی اور باطل اعتقادات پر علیحدہ ہوتے تہی اور حضرت عیسیٰ کے دین میں سے تہین کچھہ باتین باقی تہین مثل ختنہ کرنے اور ناپاکی سے نہانے اور شنبہ کی تعظیم کرنے اور سور کی حرمت کے اور اون چیزونکی حرمت کے جو توریت نے حرام کی تہین بجز ان امور کے جنکی حلت کی اوسمین تصریح ہو گئی ہے اور بعد کو معاملہ اسیطرح تہا یہانتک کہ لوگون نے سور کو حلال کر لیا اور شنبہ کو حلال جانا اور اسکے عوضمین یکشنبہ کو کر لیا اور ختنہ کرنا اور ناپاکی سے نہانا چہوڑ دیا اور حضرت عیسیٰ بیت المقدس کیطرف کو نماز پڑہا کرتے تہے نصاری نے پورب طرفکو پڑہی اور آپنے صلیب کی کبہی تعظیم نکی تہی جیسی انہون نے اوسکی تعظیم اور عبادت کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبہی انکا سا روزہ نرکہا اور انکا روزہ ایک مہینا چاند کا پورا تہا ان لوگون نے اس عدد پر روزے بڑہا کر اوسکو بہار کی موسم میں بدل لیا اور اس چاند کے مہینے کو رومی مہینون سے بدلنے کے عوضمین روزونکی عدد کی زیادتی کو ٹہرایا اور یہہ لوگ نجاستونمین بہری ہوتے ہین حالانکہ حضرت عیسیٰ نہایت پاکی میں تہے اور انکا مقصود اس سے یہودیونکی مخالفت ہے اور فلسفہ والون

اور بت پرستونکی طرف نزدیکی کی اِسطرح کہ بعض باتونمین اونکی موافق ہوہی تاکہ پہرلوین اُن سی مدد لین اور حاصل اونکے عقیدہ کا جسپر اکثر ونکا اتفاق اونکے بادشاہ قسطنطین کے جمع کرنیسے ہواہی وہ ہے جو عنقریب مذکور ہوتاہی اور اس جمع ہونیکا سبب یہہ تہاکہ اسکندریہ کے بطریق نے اریوش کو گرجامین جانے سے منع کیا اور بُرا کہا اریوش قسطنطین کے پاس گیاکہ بطریق کی تعدی کی اُس سے شکایت کرہی اور اوسکی سامنی اوس سی بحث کرہی بادشاہ نے اوس سی کہا کہ تو اپنی قول کا بیان کر اوسنی کہاکہ مین یہہ کہتاہون کہ باپ جب تہا تب بیٹا نہ تہا پہر بیٹا پیدا ہوا تو وہ اوسکا کلمہ ہوا مگر وہ نو پیدا ہے پہر باپ نے اوسکو کام سپرد کردیا تو آہ آسمانون اور زمین کا اور اونکی بیچ کی چیزونکا پیدا کرنے والا وہی ہوا جیسا اوسنی اپنی انجیل مین فرمایا کہ بیٹے نے کہا کہ مجکو حکومت آسمان اور زمین پر دیگیی ہے تو وہی اُن دونو کا پیدا کرنیوالا ہوا اِس جہت سے کہ اوسکو یہہ امر عطا ہوا پہر وہ کلمہ بعد کو مریم عذرا یعنی پاکیزہ اور روح القدس سے ملکر ایک ہوگیا اور وہی ایک مسیح بنگیا تو مسیح کے اب دو معنی ہین ایک کلمہ اور ایک جسم مگر وہ دونو مخلوق ہین بطریق سکندریہ والے نے کہا کہ

تیرے نزدیک اِن دونوں مین سے ہمپر عبادت کِسکی زیادہ تر واجب ہے
جسنے ہمکو پیدا کیا اوسکی یا جسنے ہمکو پیدا نہین کیا اوسکی اریوش نے کہاکہ
اوسکی عبادت واجب ہی جسنے ہمکو پیدا کیا بطریق نے کہاکہ تو بیٹے کی پرستش
جسنے ہمکو پیدا کیا اور وہ مخلوق ہے وہ ہمپر باپ کی عبادت سے زیادہ
واجب ہی حالانکہ باپ پیدا کیا ہوا نہین بلکہ باپ کی عبادت جو پیدا کرنیوالا
ہے کفر گنی جاوے اور بیٹے کی عبادت جو مخلوق ہے ایمان ہووی یہہ
قول بطریق اور اوسکے ساتہیونکا بادشاہ اور حاضرون کو اچہا
معلوم ہوا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ اریوش کو اور جو اوسکا قول کہے اوسکو
لعنت کرین پس جب بطریق غالب ہوا تو بادشاہ سے کہاکہ بطریقون اور
پادریون کو جمع کرو تاکہ ہمارا مجمع ہو اور اوسمین ہم دین کی شرح کرین
قسطنطین نے تمام اطراف سے انکو جمع کیا تو اوسکے پاس ایک برس اور دو مہینے کے بعد دو ہزار
اڑتالیس پادری اکٹھے ہوئے اور یہہ سب جدا جدا رایکے اور مختلف دین مین تہے
جب اکٹھے ہوئے تو بہت شا شور ہوا تین سو اٹہارہ پادری اونمین سے ایک رای پر
متفق ہوئے اور باقی پادریون سے مناظرہ کرکے اون پر غالب ہوئے ان
تین سو کیلئے بادشاہ نے ایک مجلس خاص منعقد کی اور خود بیچ مین بیٹہا

اور اپنی انگوٹھی اور تلوار اور چھڑی لیکر اونکو دی اور اونسے کہا کہ مین نے تمکو
سلطنت پر اختیار دیا جسمین تمہارے دین کا انتظام ہو وہ بات کرو سب نے اِس
باب مین اوسپر اتفاق کیا اور اپنی تلوار اوسکے گلے مین ڈالدی اور کہا کہ
دین نصرانی ہونیکو پشتی دے اور اوس سے برائی کو دور کر اور جو امانت کہ سب نے
بالاتفاق ملکر بنائی تھی وہ اوسکے حوالہ کی کہ اونکے نزدیک جو اوسکا اقرار نہین
کرتا نصرانی نہین ہوتا اور نہ کوئی قربانی بدون اوسکے پوری ہوا اور
وہ یہہ ہے ایمان لاتے ہین ہم الہ اکیلے باپ پر جو ہر چیز کا مالک ہے
اور جو چیز ہم دیکھتے ہین اور نہین دیکھتے اوسکا بنانیوالا ہے اور اکیلے
رب یسوع خدا کے اکلوتے بیٹے سب خلق کے کنوارے پر جو تمام جہانون
سے پیشتر اپنے باپ سے پیدا ہوا اور بنایا ہوا نہین معبود برحق ہے معبود
برحق سے اپنے باپ کے جوہر سے اور جسکے ہاتھ مین تمام جہان درست کیے
گئے اور ہر چیز کو پیدا کیا اور جو کہ ہم آدمیون کے گروہ کی خاطر اور ہماری
چھٹی کے لئے آسمان سے اترا اور روح القدس سے جسم لیکر انسان بنگیا اور حمل مین رہا
پھر مریم بتول یعنے دنیا سے منقطع سے پیدا ہوا اور الم اور درد دیا گیا
اور مارا گیا اور سولی دیا گیا اور دفن کیا گیا اور تیسرے دن اوٹھکر

آسمانپر چڑہگیا اور اپنے باپ کی داہین جانب جبیٹہا اور وہ دوسری دفعہ آنیکا
مستعد ہیکہ زندون اور مردون مین فیصلہ کرے اور ہم ایمان لاتے ہین
روح القدس اکیلی سچی روح پر جسکی محبت کی روح اوسکی باپ سے پیدا ہوتی ہے اور
ایک معمودیت پر خطاؤنکی بخشش کیواسطے اور ایک جماعت پاک جا بلنقیہ پر
اور اپنی بدنونکی قیامت پر اور دوسری زندگی پر ابدالاباد تک اور اسی
عقیدہ پر اور جو شخص اسمین اونکا مخالف ہوا اوسکو بُرا کہنے پر سب کے سب
بادشاہ سے علیحدہ ہوگئے پہر اریوش جاکر اپنے قول پر لوگونکو بُلاتا تہا
اور نصاری کو ان تین سوسے نفرت دلاتا تہا پس اپنے ساتہ ایک
بڑی جماعت اکٹہی کی اور بیت المقدس کو گیا جب اکٹہی ہوئے اریوش نے
کہا کہ ان لوگون نے مجہپر ظلم اور زیادتی کی اور جو لوگ اوس کے ساتہ
تہے بہت نے اوسکی موافقت کی مگر لوگ اوسپر گرے اور پیٹا یہانتک
کہ قریب ہوا کہ جان سے مارا جاوے پہر مجمع اوّل سے اٹھاون
برس کے بعد اونکا تیسرا مجمع ہوا اوس مین وزیرون نے
اور سردارون نے جمع ہوکر بادشاہ سے کہا کہ اوگون کا
قول خراب ہوگیا اور اونپر قول اریوش کا غالب ہوگیا

بادشاہ نے پادریونکو جمع کیا اونمین سے ڈیڑہ سو پادری قسطنطنیہ مین جمع ہوئی اور اریوس کے قول کو دیکھا تو اوسکی گفتگو مین سے ایک یہہ تھی کہ روح القدس پیدا کیا ہوا بنایا ہوا ہے خدا نہین اسپر سکندریہ کے بطریق نے کہا کہ ہمارے نزدیک روح القدس کے معنی بجز روح خدا کے اور کچہہ نہین اور خدا تعالی کی روح بجز اوسکی زندگی کے اور کچہہ نہین پس اگر ہم قائل ہون کہ روح القدس پیدا کی ہوئی ہی تو ہم اسکے قائل ہونگے کہ خدا تعالی کی روح مخلوق ہے اور جب یہہ کہین گے کہ خدا کی روح مخلوق ہے تو یہہ کہین گے کہ اوسکی زندگی مخلوق ہے اسکی یہہ معنی ہوئے کہ ہم خدا تعالی کو زندہ نہ کہین اور جو کوئی اوسکو زندہ نہین کہتا وہ کافر ہی اور جو کافر ہی اسپر لعنت کرنی واجب ہے سبنے اریوس اور اوسکے مرشدون اور چیلونکو لعنت کی پہر اس مجمع کے اکاون برس بعد اونکا ایک چوتہا مجمع نسطورس کے سامنے ہوا اور اسکا مذہب یہہ تہا کہ مریم علیہا السلام خدا کی والدہ حقیقت مین نہین مگر وہان دو ہین ایک وہ معبود جو باپ سے موجود ہے اور دوسرا وہ انسان جو مریم سے موجود ہے اور یہہ انسان جسکو ہم مسیح کہتے ہین خدا کے بیٹے کے ساتہہ متحد ہی

فيه الاساقفة فاجتمع بقسطنطنية منهم مائة وخمسون فنظروا في مقالة اريوس وكان من مقالته ان روح القدس مخلوق مصنوع ليس باله فقال بترك الاسكندرية ليس روح القدس عندنا بمعنى غير روح الله وليس روح الله شيئا غير حياته فاذا قلنا ان روح القدس مخلوق فقد قلنا ان روح الله مخلوق واذا قلنا ان روح الله مخلوق فقد قلنا ان حياته مخلوقة فقد جعلناه غير حي ومن جعله غير حي فقد كفر ومن كفر وجب عليه اللعن فلعنوا باجمعهم اريوس واشياخه واتباعه ثم كان لهم مجمع رابع بعد احدى وخمسين سنة من هذا المجمع على نسطورس وكان مذهبه ان مريم ليست بوالدة الاله على الحقيقة ولكن ثمة اثنان الاله الذي هو موجود من الاب والاخر الانسان الذي هو موجود من مريم وان هذا الانسان الذي نقول انه المسيح متحد مع ابن الاله

اور خدا کا بیٹا حقیقت مین بیٹا نہین بلکہ بر سبیل بزرگی اور دونا مون کے ایک ہونیکے
سے یہہ خبر تمام شہرون کے بطرلقون کو پونہچی وہ سب نسطورس کی غلطی ثابت
کرنے پر متفق ہوئے اور آنمین آپسمین اسباب مین خطوط جاری ہوئے اور
سب نے اجتماع کرکے نسطورس کے پاس مناظرہ کیلئے قاصد بہیجا اوسنے مناظرہ
سے انکار کیا اور اوسپر لعنت کرنا واجب کیا جب اوسکو لعنت کی تو انطاکیہ
کا بطریق اسبات سے غصہ ہوا اور اوسنے آن پادریونکو جو اوسکے ساتھ اونہی
جمع کیا اور اونسے مناظرہ کیا اور اونکو بند کردیا اور آنہون نے لڑائی
کی اور آنمین جنگ ہوئی پہر صلح ہوگئی اور نسطورس کے لعنت کرنیکو جاری کردیا
اور اونکی مجمع ہمیشہ اسیطرحکی باتونپر ہوتے رہی اور جب انکی پہلون کا یہہ حال
ہو جنکا زمانہ حضرت عیسیٰؑ سے قریب تہا اور حکومت بہی اونکی پاس تہی تو اب پچہلونپر
کیا گمان کرتے ہو اور یہہ امت دو بڑی خرابیونکی مرتکب ہوئی جنسے کوئی عقل والا راضی
نہوگا ایک تو مخلوق کے بابمین اتنا مبالغہ کرنا کہ اوسکو شریک خالق کا ٹہرا کر
اوسکا ٹکڑا اور دوسرا معبود اوسکی ساتہہ ٹہرانا دوسری خالق کو گہٹانا اور
اوسکو گالی دینا اور بری باتون کی تہمت اوس کو لگانی چنانچہ
کہتے ہین کہ اللہ تعالی عرش سے اوترا اور ایکعورت کی پیٹ یا گاہ مین گیا

اور وہان نو مہینے ٹھہرا پہر بچہ دودہ پیتا نکلا یہانتک کہ یہہ نوبت ہوئی کہ
یہودیون نے اوسکے چپت لگائی اور صلیب پر چڑہایا خدا تعالی اونکی قول سے
بہت بڑا ہے اور اسباب مین انکا غدر قول کی نسبت کرہی بہت بڑا ہی اسلئی کہ
انکا اصل عقیدہ یہہ ہے کہ پیغمبرونکی روحین حضرت آدم علیہ السلام کی خطا کے باعث
اوسوقت سی حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانہ تک دوزخ مین ابلیس کے حبس مین تہین اور
یہہ دستور تہا کہ جب کوئی آدمزاد مرتا تہا تو ابلیس اوسکے باپ کی گناہ کے عوض اوسکو
پکڑکے دوزخ مین قید کرتا تہا جب اللہ تعالی نے انکو چہوڑانا چاہا تو ابلیس پر یہہ بہانہ
کیا کہ اپنی عظمت کی کرسی سی اترکر مریم کے پیٹ مین چلا گیا یہانتک کہ پیدا ہوکر جوان
ہوا اور آدمی بنکر اپنی دشمنون یہود کو اپنا اوپر قادر کیا حتی کہ اونہون نے صلیب پر
چڑہاکر اوسکو مار ڈالا تو اوسنی اپنی انبیا اور رسولونکو خلاص کیا اور انپر اپنی نفس کو
فدا کیا بجز اوس شخص کے جو اوسکی سولی دئی جانیکا منکر ہو یا اسمین شک کری اور کہی
خدا تعالی اسسی بزرگتر ہی تو وہ شخص ابلیس کے قیدخانہ مین عذاب دیا جاویگا یہانتک
کہ اسبات کا اقرار کری تو ان باتون سی انہون نے ربکو عاجز اور قدرت سی بیکار کردیا
کہ انبیا کو نہین چہڑا سکا اور اوسکی طرف ظلم کو منسوب کیا کہ باپ کے گناہ کی عوض مین
انبیا کو قید کیا اور اوس کی طرف وہ باتین نسبت کین جو مخلوق مین

سے بھی کسیکے ثنایان نہون خالق جلشانہ کا تو کیا ذکر ہے - اور وہ لوگ صلیب کی تعظیم اس جہت سی کرتے ہین کہ اوسپر حضرت عیسی علیہ السلام اونکی عقیدہ مین چڑہائے گئے تہے اور اگر انکو عقل ہوتی تو صلیب تعظیم کے قابل تہی بلکہ اونکی قول کے بموجب ہونے پر مستحق جلانے اور ذلت کی تہی

فصل

اور اونکے راہب دینی کسی بات پر نہین اونکی امر کا مدار اسبات پر ہی کہ حیلون کے پہندی لگا دین اور عوام کی عقلیں اونمین پہنسا دین اور اونکی مال اڑا دین ایک حیلہ اونکا وہ ہی جسکو وہ اپنی عید مین جسکا نام عید النور ہی بیت المقدس مین کرتے ہین کہ ایک گہر مین جمع ہوتے ہین جسمین قندیل لٹکی ہوئی ہوتی ہے اور وہ روشن نہین ہوتی مگر جب اونکے عالم انجیل پڑہتے ہین اور اپنی آوازین بلند کرتے ہین اور دعا مین گڑگڑاتے ہین یکایک گہر کی چہت مین سے ایک آگ قندیل کی بتی پر گرتی ہے جو چمک کر جل اوٹہتی ہے اوس وقت وہ لوگ ایکبارگی چیخ مارتے ہین اور رونے اور چلانے لگتے ہین — ابو بکر طرطوسی نے ذکر کیا ہے کہ بعض برسون مین یہہ خبر بیت المقدس کے حاکم کو جو اوس سال کے لئی مقرر تہا اور اوسکو سقمان کہتے تہی پونہچی اوسنے اونکے بطریقون کو حکم بہیجا کہ مین تمہاری پاس اس عید کے دن تمہاری قول کی تحقیقات کیواسطے آؤنگا

اگر سچا ہوا اور مجکو کوئی لاگ اوسمین ظاہر نہوئی تو مین تمکو مانونگا اور جان
بوجہکر اوسکی تعظیم کرونگا اور اگر عوام کے بہکانے کا طریق ہوا تو تمپر
وہ بلا ڈالونگا جسکو تم برا جانوگے یہہ حکم اُن لوگون پر نہایت شاق
ہوا اور حاکم سے درخواست کی کہ ایسا نہ کیجئے مگر اوسنے نمانا آخر کو بہت
سا مال دیا اوسنے لیکر اونسے چشم پوشی کی طرطوسی کہتا ہے کہ یہہ
مین اسکندریہ مین ابو محمد بن اقدم سے ملا اوسنے مجہہ سے بیان کیا کہ یہہ لوگ
تانبے کا بہت پتلا تار لیکر اوس گہر کے برج کے بیچ مین قندیل کی
بتی کے سر تک رکہتے ہین اور اوسپر لبان کا تیل ملدیتے ہین اور
گہر مین اتنا اندہیرا ہوتا ہے کہ دیکہنے والے تانبے کا تار نہین
دیکہتے اور چونکہ اس گہر کی تعظیم کرتے ہین تو کسی کو اوسمین
جانے نہین دیتے اور برج کی چوٹی مین ایک آدمی ہوتا ہے
جب یہہ لوگ چیختے ہین اور دعا مانگتے ہین وہ اوپر کا شخص
تار میں پر تہوڑی سی رال کی آگ ڈال دیتا ہے وہ آگ
لبان کے تیل کے ساتھہ اگر بتی کو لگ جاتی ہے اور انکی
حیلون مین سے ایک یہہ ہی کہ روم کی ولایت مین متوکل کے عہد مین ایک گرجا تہا

جب اوسکی عید کا دن ہوتا تو لوگ اوسکی زیارت کو آتے اور اوسمین ایک بت کے
پاس جمع ہوتے اور دیکھتے کہ اوس روز اوس بت کی چھاتی مین سے دودھ نکلتا ہی اور
اس روز خادم کے پاس بہت سا مال جمع ہو جایا کرتا تھا بادشاہ نے اوسکی تحقیقات
کی تو حقیقت حال اسطرح ظاہر ہوئی کہ متولی نے ایک سوراخ دیوار کی پیچھے سے اس بت
کی چھاتی تک کر کے اوسمین ایک رانگ کی نلی رکھکر اینٹ سے اوسکو درست کر دیا تھا
کہ اوسکا حال مخفی رہی اور لوگ جانین کہ یہ علامت اونکی قربانی کے قبول ہونیکی
خدا تعالی کیطرف سے ہی جب متوکل بادشاہ کو حقیقت حال کھلی تو خادم کی گردن
مارنے اور گرجاونمین صورتون کے مٹانیکا حکم دیا - اور عجیب باتین جو اس امت
سے واقع ہوئین اونمین سے ایک یہ ہی کہ اونھون نے اپنی روزون کے شروع
مین ایک ہفتہ کے روزے ہرقل بادشاہ بیت المقدس کے لیئے بڑہائے اور سبب اسکا یہ
تھا کہ فارس والے جب بیت المقدس کے مالک ہوئے اور نصاری کو قتل کیا اور
گرجاون کو ڈھایا تو یہودیون نے اونکی مدد کی اور بہت سے نصاری کو اونکے
ساتھ ہو کر جان سے مارڈالا پس فارسیونکی نسبت کر اونکی خرابی یہودیون نے زیادہ
کی جب ہرقل چلا تو یہودیون نے بہت سے ہدیہ لیکر اوسکا استقبال کیا اور اوس سے درخواست کی
کہ ہمارے لئے ایک عہد نامہ لکھدو چنانچہ اوسنے ویسا ہی کیا جب وہ بیت المقدس مین داخل ہوا تو جو

نصاری بیت المقدس مین تہی اونہون نے اوسکی سامنی یہودیون کی حرکت کی شکایت کی اوسنی کہاکہ تم مجہسی کیا چاہتی ہو اونہون نے کہاکہ اونکو قتل کر ہرقل نے کہاکہ مین کسطرح اونکو قتل کرون مین تو عہد نامہ اونکی لئی لکہہ چکا ہون اور عہد کے توڑنیکی خرابی تمکو معلوم ہی اونہون نے کہاکہ جب تو نی اونسی عہد کیا تہا تجہکو معلوم نتہا کہ اونہون نے نصاری کو قتل کیا اور گرجاؤن کو گرایا ہی اونکا قتل اللہ تعالے کے نزدیک ہوتا ہی اور اس گناہ کو ہم تیری اوپر سی اوٹہا لیتی ہین اور مسیح علیہ السلام سی درخواست کرینگی کہ اس گناہ مین تجہکو مواخذہ نہ کری اور ہم تیری لئی ایک ہفتہ کے روزی ان روزون کے شروع مین مقرر کئی دیتی ہین اور جبتک نصرانی ہوینگا اون دنونمین ہم گوشت چہوڑ دینگی اور اس باب مین تمام اطراف کو ہم لکہدینگے ہرقل نے اونکا کہنا مان لیا اور یہودیون کو بیت المقدس کے گرد اور جبل الخلیل کے گرد اتنا مارا کہ اونکی کثرت شمار سی زائد ہی اور بیت المقدس والے اور مصر والے اس ہفتہ کے روزی رکہتے ہین اور باقی اہل شام اور روم اوندنونمین گوشت نہین کہاتے اور بدہ اور جمعہ کا روزہ رکہتی ہین اور شیطانکی بازی سی انہین عیدین ہین کہ سب کی سب بنائی ہوئی اور اونکی تجویز ونسی نئی پیدا کی ہوئی ہین ایک اونمین سے عید میکائیل ہی اوسکا سبب یہ ہے کہ اسکندریہ مین

ایک بت تہا اور سب مصر اور اسکندریہ والے اوسکی بڑی عید کیا کرتے
تھے ایک بطریق نے اوسکو توڑنا چاہا لوگون نے نمانا اوستے تب یہہ
بہانہ کیا کہ یہہ بت نہ فائدہ دیتا ہے نہ نقصان اگر تم یہہ عید اور قربانیان
میکائیل خدا کے فرشتے کیواسطی کرو تو وہ تمہاری سفارش خدا کے پاس
کریگی لوگون نے اوسکی اِسبات کو اور اپنے بت کے توڑنیکو مان لیا غرضکہ
اُسنے اُنکو ایک کفر سی دوسری مین بدلدیا - اور اسیطرح عید صلیب ہے اور وہ
اونکی قولکے بموجب اُسوقت مین ہی جسمین عیسیٰؑ کی صلیب جسپر وہ چڑہائی
گئی تھے ظاہر ہوئی اور وہ پہلی پوشیدہ تہی یہودیون نے اوسکو غلیظ کی
جا مین رکہدیا تہا اِسنظر سی کہ نصاری اوسکو پاس آتے جاتے تھی اور اوسکو
تبرک جانتی تہی اور اسباب مین وہ حکایت بیان کرتے ہین جسکی کچہہ اصل نہین
اور اوسکی خرابی پر مدت کے زیادہ ہونے کی جہت سی عقل حکم کرتی ہے
کہ لکڑی مٹی مین تین سو اٹہارہ برس نہین رہتی اس سی کمتر مدت ہی مین سڑ جاتی
ہے اور نیز اور بری باتون کی جہت سی جنپر اس حکایت کی تفصیل مشتمل
ہے اور شیطان کی بازی اونکے ساتہہ نماز کے اندر چند وجہون سے
ہے اول یہہ کہ اونمین سے اکثر کی نماز نجاست اور ناپاکی کے ساتہہ ہوتی ہے

اور حضرت عیسے علیہ السلام اس نماز سے بری ہین دوسرے یہہ کہ اونکی نماز پورب طرف کو ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام صخرہ بیت المقدس کیطرف کو نماز پڑہتے تھے تیسرے یہہ کہ نماز کے شروع کیوقت اپنی پیشانیون پر صلیب بناتے ہین

فصل

امت غضبیہ سے شیطان کی بازی کے ذکر مین اللہ تعالی فرماتا ہے ٭

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ
بڑے مول خرید کیا اپنی جان کو کہ منکر ہوئے اللہ کے اتارے کلام سے اس ضد پر کہ اتارے اللہ اپنے فضل سے جسپر چاہے اپنی بندون مین سو کما لائے غصہ پر غصہ ۱۲

اور فرمایا قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ
تو کہہ مین تمکو بتاؤن ان مین کسکی بڑی جزا ہے اللہ کے ہان وہی جسکو اللہ نے لعنت کی اور اوسپر غضب ہوا اور اون مین بعضے بندر کئے اور سور ۱۲

اور فرمایا تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُوْنَ
تو دیکہے اون مین بہت لوگ رفیق ہوتے ہین کافرونکے بڑی طیاری بہیجی ہے اپنے واسطے کہ اللہ کا غضب ہوا اونپر اور ہمیشہ وہ عذاب مین ہین ۱۲

اور خدا تعالی نے ہمکو امر فرمایا کہ اپنی نماز مین اس طرح کہین اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ
چلا ہمکو راہ سیدہی راہ اونکی جن پر تو نے فضل کیا نہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے ۱۲

اور جناب رسالت مآب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے

وعیسی بری من هذا
النصاری وقبلة صلاتهم
الی مشرق الشمس وعیسی انما کان یصلی
الی بیت المقدس
ان عیسی ... وضعهم الصلبان
علی وجوههم

فصل فی ان اعداء الله تعالی بالاتفاق فی الغضب
عند الله
قال الله تعالی بئسما اشتروا به
انفسهم ان یکفروا بما انزل الله بغیا ان
ینزل الله من فضله علی من یشاء من عباده
فباؤا بغضب علی غضب وقال تعالی
قل هل انبئکم بشر من ذلک مثوبة
عند الله من لعنه الله وغضب علیه
وجعل منهم القردة والخنازیر وقال
تری کثیرا منهم یتولون الذین کفروا
لبئس ما قدمت لهم انفسهم ان سخط
الله علیهم وفی العذاب هم
خالدون وقد امرنا الله
سبحانه ان نقول فی صلواتنا
اهدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیهم
غیر المغضوب علیهم ولا الضالین
وثبت عن النبی صلی الله علیه وسلم

کہ یہودیوں پر غصہ ہوا ہی اور نصاری گمراہ ہیں غرضکہ اول بازی شیطان کی اونسی
سیہ ہوئی کہ اونہوں نے اپنی نبی کے عہد مین کہ اُنکی نجات پائی اور فرعون کے ڈوبنی کو
تہوڑی ہی دن ہوئے تہے جب ایک قوم کو دیکہا کہ اپنی بتون کے پاس بیٹہی تہین
یہ کہا کہ ہماری واسطی ایک معبود بنا جیسی اُنکی معبود ہین پہر بچہڑے کی عبادت کرنی
لیا وجود دیکہ جو کچہ عذاب مشرکون پر ہوا تہا اوسکو دیکہ چکی تہی اور یہ بہی دیکہ لیا تہا
کہ اوس گوسالہ کا بنانیوالا اوسکو بناتا ہی اور ڈہالتا ہی اور آگ مین جلاتا ہی اور
ہتوڑی سے پیٹتا ہی اور سوہن سے اوسکو رگڑتا ہی اور اوسکو موسی علیہ السلام
کا معبود بہی ٹہہرادیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جانور کی عبادت کی طرف بلکہ
جانورونمین سی نہایت کم سمجہ جانور کی عبادت کی طرف منسوب کیا اور اونکی طرف
خطا کرنے اور خدا تعالے سی بہک جانی کو منسوب کیا اور کہا کہ هٰذَا اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى
فَنَسِيَ حضرت ابن عباسؓ فرماتی ہین کہ نسی کی معنی یہ ہین کہ بہک گیا اور رستہ چوک گیا
اور ایک روایت مین اون سی یہ ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی رب کی جستجو کو گئی مگر بہول
گئی اور اوسکی جگہہ نجانی اور سدی نی کہا ہی کہ اپنی معبود کو یہان چہوڑ کر اوسکو ڈہونڈہنی گئی
اور محمد بن جریر کہتی ہین کہ اونکی بچہڑا اپنانیکا سبب وہ روایت ہی جو ہمکو حضرت ابن عباسؓ سی
پہنچی ہی اونہوں نی فرمایا کہ جب فرعون دریا پر دوڑ لایا تو ایک مشکی گہوڑی پر سوار تہا

فهاب الحصان ان يقتحم في البحر فتمثل له جبريل على فرس انثى فاقتحم الحصان فقبض السامري قبضة من اثر فرسه

وہ گہوڑا دریا مین گہسنی سے ڈرا اوسکے لیے حضرت جبریل علیہ السلام ایک گہوڑی
سوار کی صورت بنکر پہلے دریا مین گہس گئے جب گہوڑے نے گہوڑی کو دیکہا تو
اوسکے پیچہے گہس گیا کہتے ہین کہ سامری نے جبریل علیہ السلام کو پہچان لیا
اور ایک مٹہی اونکی گہوڑی کے پانون کے نشان سے سُم کے نیچے کی لی اور یہہ شخص گای کی
پوجا کرنیوالی لوگون مین سے تہا اسی لیئے گای کی پرستش کو اپنے جی مین اچہا جانتا تہا
اور بنی اسرائیل مین اسلام ظاہر کر رکہا تہا اور ایک بازی شیطان کی اونسے اونکی نبی کی
زندگی مین وہ ہے جسکو اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین بیان فرمایا ہے کہ انہون نے
یہہ کہا لَن نُؤمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَہرَۃً یعنی دو بدو اور اسیطرح اپنی نبی سے کہا کہ
(ہم یقین نکرینگے تیرا جبتک نہ دیکہین اللہ کو سامنے ۱۲)
اِذہَب اَنتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا ہٰہُنَا قَاعِدُونَ اور بیت المقدس کے دروازہ مین
(تو جا اور تیرا رب اور تم لڑو ہم یہان ہی بیٹہے رہین ۱۲)
گہسنے کیوقت جس کلمہ کے کہنے کا اونکو حکم ہوا تہا اوسکو بدل ڈالا اور سرین کے بل
اوسمین داخل ہوتا حالانکہ حکم یہہ ہوا تہا کہ اسمین سجدہ کرتے ہوئی داخل ہون اسیطرح توریت مین کے احکام کی
بموجب عمل کرنا یہانتک کہ پہاڑ کو اونکے اوپر سایبان کیطرح اٹہا کر کہڑا کر دیا گیا **فصل** اور شیطان کی
بازی ایک اون کے ساتہہ یہہ ہے کہ وہ لوگ جنگل مین تہے اوپر ابر نے سایہ کر رکہا
تہا اور من اور سلوے اون پر اوترتا تہا تو اس سے جی بہر گئے اور لہسن
اور پیاز اور مسور اور ساگ اور کہیرے کے مزہ کو یاد کر کے انکی درخواست کی

اور یہہ امر اسجہت سے ہوا کہ اپنے نفسون کے واسطے اونکی پسند بری تہی اور مقید غذا اونکا لحاظ کم کر کے مضر غذا ونکی طرف مائل ہوئی جو بدن کا جز کمتر ہوتی ہین اور ایک بازی اوسکی اونسے یہہ ہی کہ آنکو یہہ سوجہا دیا کہ خدا تعالی پیشتر لیئیون سے نسخ کرنیمین آرکا ہی اور یہہ شیطانی شبہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے انکار کرنیکی سبب تہی اور اس شبہہ کی تقریر یون کی کہ نسخ کرنا بدا کا مستلزم ہے اور وہ اللہ تعالے پر محال ہی اور اللہ تعالی نے اونکو توریت کی صریح آیت مین جہٹلایا جیساکہ قران مجید مین انکو جہوٹا کیا چنانچہ فرمایا كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِ مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَاةُ ۗ قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ
(سب کہانے کی چیزین حلال تہیں بنی اسرائیل کو مگر جو حرام کرلی تہی اسرائیل نے اپنی جان پر توریت نازل ہونیسے پہلے تو کہہ لاؤ توریت اور پڑہو اگر سچے ہو ۱۲)
آخر آیتون تک جنمین اونکی جہوٹ کی تصریح پائی جاتی ہی تو اسمین خبر دی کہ کہانا کل توریت کے اترنے سے پیشتر بنی اسرائیل کیواسطے حلال تہا سوا اوسکے جو حضرت یعقوب ع نے اوسمین سے اپنے نفس پر حرام کرلیا تہا اور ظاہر ہی کہ بنی اسرائیل اپنے باپ حضرت یعقوب ع کی شریعت اور ملت پر تہے اور جو کچھہ اونکے لئے حلال تہا وہ خدا تعالی ہی کا حلال کیا ہوا تہا حضرت یعقوب ع کی زبانی اور اونکے بعد اور انبیا جو توریت کے اترنے تک ہوئے اونکی زبانی پہر توریت نے بہت سی کہانے جو بنی اسرائیل کو توریت کے اترنے سے پیشتر حلال تہے

حرام کردیئی اور انکو یہہ بات معلوم ہی پہر اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم کہو کہ توریت
لاکر اوسکو پڑہو اگر تم سچے ہو دیکہو تو اوسمین یہہ ہی کہ یعقوب عم نے اپنی نفس پروہ
چیز حرام کی جسکو توریت نے تمپر حرام کیا ہی یا حرمت اوس چیز کی ہی جسکو یعقوب نے
حرمت مین خاص کرلیا تہا یعنی صرف اونٹون کے گوشت اور اونکی دودہ اور جب
اوسمین یہہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے صرف اسیکو تنہا حرام کیا تہا اور اسکی سوا
سب چیزین اوسکی اولاد کی لئی حلال تہین اور توریت نے اونمین سی اکثر کو حرام
کردیا تو تمہارا جہوٹ کہل گیا **فصل** امت غضبیہ یہہ کہتی ہی کہ توریت نی بہت سی
باتونکو جو پہلی مباح تہین منع کردیا اور کسی ممنوع باتکی اوسمین اباحت مذکور نہین ہوئی
اور منسوخ ہونا جسکو ہم منع کرتے ہین وہ موجب ہوتا ہی ممنوع امر کے مباح ہونیکو
نہ پیشتر سی مباح امر کی حرمت کو اور یہہ بہی کہتی ہین کہ تمہاری شریعت مین اکثر
اُن باتونکی اباحت وارد ہی جنکو توریت نے حرام کیا ہی باوجودیکہ اونکی حرمت سی
وجہ سی ہوئی تہی کہ انمین خرابی تہی پہر مباح ہونیکی کیا وجہ ہی اور اونکی اس شبہہ
کو یہہ تقریر باطل کرتی ہی کہ برائت اصلی کا دور ہونا اور حرمت سی اباحت کا اُٹہہ جانا
ثابت ہی تو اسکی یہہ معنی ہوئی کہ جس بات پر حکم استصحابی اور شرعی تہا وہ دوسرے
حکم سی بباعث کسی مصلحت کی جو مقتضی تبدیل کے تہی بدلگیا اور اباحت کا حرمت سے

بدلنا اور حرمت کا اباحت سے متغیر ہونا دونون مین کچہہ فرق نہین اور جو شبہہ کہ اونکو دونون جگہون مین سے ایک مین پیش ہوا ہی وہی بعینہ دوسری جگہہ مین ہی اسلیے کہ کسی چیز کا شریعت مین مباح کرنا اوسکی خوبیکے ہونیکا تابع ہی اسلیے کہ اگر اوسمین کوئی خرابی غالب ہوتی تو شریعت مین اوسکی اباحت نہ آتی پہر جب اوسکو دوسری شریعت نے حرام کر دیا تو یقیناً واجب ہی کہ اوسکی حرمت ہی اوس شریعت مین مصلحت ہو جیسے کہ اوسکا مباح ہونا ہی پہلی شریعت مین مصلحت تہا تو اگر خدانخواستہ پہلی شریعت مین حرام چیز کا مباح ہونا خرابیون کے مباح ہونے کا متضمن ہوگا تو ضرور ہی کہ دوسری شریعت مین مباح کی حرمت خوبیون کی حرمت کو متضمن ہوگی اور یہہ دونو باتین باطل ہین تو جس صورت مین کہ یہہ درست ہوا کہ کسی شریعت مین حرمت اون اشیا کی ہو جنکو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپکے بعد کے لوگ مباح جانتے تو یہہ بہی درست ہے کہ دوسری شریعت مین حلت بعض اشیا کی جو توریت مین ممنوع ہین وارد ہو اور اسی شبہہ کی بنا پر ہوا ہے امت غضبیہ نے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نبوت حضرت عیسی علیہ السلام کی رد کی ہی اسکا جواب ان کو یہہ بہی دیسکتے ہین کہ حرام کی ہوئی چیز دو حال سے خالی نہین یا تو اوسکی ذات حرام ہی اسطرحکہ اوسکا مباح ہونا کسی زمانہ مین ممکن نہو یا حرمت اوسکی اس وجہ سے ہو کہ اوسمین کوئی خرابی پائی جاتی ہے پس اگر اول صورت

تو لازم آتا ہی کہ جس چیز کو توریت نے حرام کیا ہی وہ تمام انبیا پر ہر زمانہ مین اور ہر ایک جگہہ مین حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سی لیکر خاتم الانبیا جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک حرام ہوا اور اگر حرمت اور مباح ہونا مصلحتون کے تابع ہون تو مصلحتین زمانہ اور جگہہ اور حال کے اعتبار سی جدا جدا ہوا کرتی ہین ایک ہی چیز ایک ہی ملت مین حرام ہوتی ہے دوسری مین نہین ہوتی اور ایکوقت مین ہوتی ہی دوسرے مین نہین ہوتی اور ایک جگہہ مین ہوتی ہے دوسری مین نہین ہوتی اور ایک حال مین حرام ہوتی ہی دوسرے مین

اللہ تعالے فرماتا ہی مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
جو موقوف کرتے ہین ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہین تو پہنچاتے ہین اس سے بہتر یا اوسکے برابر کیا تجھکو
اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس آیت مین اللہ پاک نی خبر دی ہی اپنی قدرت اور
کیا تجھکو معلوم نہین کہ اللہ ہی کو سلطنت ہی آسمان کی اور زمین کی ۱۲
سلطنت اور اپنی ملک و مخلوق مین تصرف کرنیکا عام ہونا اسکو سبا کا مانع نہین کہ جو چاہے منسوخ کرے اور جو چاہے باقی رکھے اور تعجب یہہ ہے کہ یہود باوجودیکہ اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام غیرہم کی شریعت مین جو چاہے منسوخ کرنیکو روا رکھا ہے مگر اکثر عقاید مین اونکا تمسک اپنی علما کی شروع کی ہوئی باتون پر ہی چنانچہ ایک یہہ ہے کہ کہتے ہین کہ جو شخص ہماری دین پر نہوا اوسکے ساتھہ کہانا اٹہانا اور نکاح آپسمین کرنا اور اوسکے ہاتھہ کا ذبح کیا ہوا جانور کہانا حرام ہی اور اوسکی وجہ یہہ ہی کہ اونکے عالم جانتے ہین کہ ہمارا دین ہمارے ذلیل رہنے کے ساتھہ اسیطرح رہ سکیگا کہ ان لوگون کو تمام دینون کے لوگون سے میل جول رکہنے سی نفرت دلاوین

اور توریت مین صرف اُن لوگونکے ساتهه نکاح حرام ہی جو بت پرست اور مشرک
ہون اور جانور ذبح کئی ہوئی وہ حرام ہین جیسے بتون کیطرف تقرب کیا جاوے
کیونکہ وہ جانور اُن چیزونمین سے ہین جنپر نام خدا تعالی کا نہین لیا گیا اور جو
جانور قربانی کے طور پر ذبح نہین ہوئی اونکو توریت نے حرام نہین کیا پہر نہین معلوم
ان لوگونکو کیا ہوا ہی کہ مسلمانونکا ذبح کیا ہوا نہین کہاتے مسلمان تو اپنے ذبیحہ
پر خدا تعالی کا نام لیتے ہین اور انکی علمانے دو کتابین لکہی ہین ایک کا نام مشنا
ہی اوسکا حجم آٹهہ سو ورق کے قریب ہی اور دوسریکا نام تلمود ہی اوسکا حجم خچر کی
نصف بوجهہ کی برابر ہی اور اوسکا مولف ایک شخص نہین بلکہ اوسکو ایک جماعت نے
بعد دوسرے کے بنایا ہی اور یہہ دونو کتابین مشتمل ہین اُن باتونپر جنکو ان لوگون نے پیدا
کیا ہی اور توریت مین نہین اور ایک کتاب ذبح کے باب مین بهی تراشی ہی اوسمین وہ
سختیان اور بوجهہ رکہی ہین جنکی کچهہ اصل نہین اونمین سے ایک یہہ ہی کہ پہیپہڑا پہونکا
جاوے یہانتک کہ ہوا سے بہرجاوے اور غور سے دیکہین کہ اوسکے کسی سوراخ سے
ہوا نکلتی ہے یا نہین اگر اوسمین سے ہوا نکلتی ہی تو اوسکو حرام جانین گے اور اگر
پہیپہڑے کا کوئی کنارہ دوسرے سے لگا ہوا ہوگا جب بهی لکہا دینگے۔ اور جو شخص کہ
ذبح کی ہوئی جانورونکے حال کا جویا رہتا ہی اُس سے یہہ کہدیا ہی کہ ذبیحہ کی پیٹ

مین اپنا ہاتہہ ڈالے اور اپنی انگلیون سے ٹٹوے اگر دلکو پٹہہ سے یا دونو طرف
مین سے کسی جانب مین چپٹا ہوا پاوے اگرچہ چپٹنا باریک بال کی برابر رگ سے ہی ہو
تو اوسکو حرام جانتے ہین اور اسکا نام طریفہ رکہا ہی اس سے یہہ مراد ہی کہ وہ نجس ہی
اور اوسکا کہانا حرام ہی اور یہہ نام رکہنا اونکی مبتلا ہونیکی اصل ہی اور یہہ اسلئے کہ
توریت نے انپر طریفہ کا کہانا حرام کیا اور طریفہ وہ شکار ہے جسکو شیر یا بہیڑیا
یا اور کوئی درندہ اونکے سوا شکار کرے اور یہہ وہ جانور ہی کہ قران مجید مین
وَمَا اَکَلَ السَّبُعُ کے لفظ سے بیان فرمایا ہی اور اسپر دلیل یہہ ہی کہ توریت مین کہا
ہے کہ جنگل مین گوشت پہاڑ کہایا ہوا مت کہاؤ اور اوسکو کتے کے سامنے ڈالدو
اور لفظ طریفہ کی اصل طوارف ہی اور یہہ لفظ توریت مین حضرت یوسف علیہ السلام
شکار چہیننے والے درندے ۱۲
کے قصہ مین مذکور ہی جسوقت انکے بہائی آپکے کرتہ پر جہوٹا خون لگالائے تہے اور کہا
تہا کہ بہیڑئے نے انکو پہاڑ ڈالا اور توریت مین بہی کہا ہی کہ گوشت جنگل مین پہاڑا
ہوا مت کہاؤ اور غالب یہی ہی کہ پہاڑا ہوا شکار جنگل ہی مین ملتا ہی اور اس حکم کے
انپر اترنیکا باعث یہ تہا کہ وہ لوگ خیمون والے تہے جنگل مین رہا کرتے تہے اسلئے کہ وہ
جنگل مین چالیس برس پہرتے رہے اور کہانا بجز من اور سلوی کے اور کچھہ نملا اور
سلوی ایک چہوٹا پرند مشابہ لوہ کے ہوتا ہی اور اسمین یہہ خاصیت ہی کہ اوسکے

گوشت کا کہانا دل کو نرم کرتا ہی اسلیئی کہ یہہ پرند جب رعد کی آواز سنتا ہی مرجاتا ہی اسلیئی خدا تعالی نے اوسکو سمندر کے اون جزیروں مین رہنا تا دیا جنمین مینہہ اور رعد نہین ہوتا تو اون لوگون کا اس پرند کو کہانا گویا اونکی سختی دل کی لئے دوا کی مانند تہا اور مقصود یہہ ہے کہ اونہون نے طرثقیا کے نام رکہنے مین زیادتی کی اور اسکو بے جگہہ رکہا اس بدعت سے اونکی غرض تمام امتون سے نفرت کرنی اور یہہ وہم دلانا ہی کہ یہہ لوگ ایسی چیزین جو اور امتین نہین جانتی لئے ہین - اور جسقدر اونکا کوئی عالم تکلیف مین زیادہ ہوتا ہی اوتنا ہی اونکے نزدیک وہ عالم ربانی ہوتا ہے اور اونکی کوئی جماعت کسی شہر مین ایسی نہین ہوتی کہ جب کوئی عالم شخص اوسکے دین والون کا دور کے شہرون سے آوئے تو اونکو لئے دین لے بابین کچہہ سختی اور دقیانوین مبالغہ بتاوے اور وہ عالم ہمیشہ اونمین کوئی نہ کوئی بات بری جانا کرتا ہے اور اونکو دین مین کچانوینکی طرف منسوب کیا کرتا ہے اور اوسکی غرض یا تو اون پر ریاست حاصل کرنیکی ہوتی ہے یا کوئی اور مطلب حاصل کرنیکی اور جب اونمین ٹھہرنا چاہتا ہے تو اون کے ذبح کرنیکی چھری کو خوب غور سے دیکھتا ہے اور رکھتا ہے کہ مین تو اپنے ہی ہاتھ کا ذبح کیا ہوا

کہتا ہون اور ہمیشہ اسیطرح رہتا ہی پہر جب کوئی اور مسافر اونکے پاس
آتا ہی اور پہلی مقیم کو خوف ہوتا ہی کہ کہین آنیوالا اوسپر اعتراض نکری تو اوسکی ملاقات
کرکے اوسکی تعظیم کرتا ہی اور اوسکی موافقت اور سچا کہنی مین سعی کرتا ہی تو یہہ پہلے
شخص کا فعل دوسرے کو اچہا معلوم ہوتا ہی اور اون سی کہتا ہی کہ اللہ تعالی نے
فلان شخص یعنی اول کا ثواب بہت بڑا کیا کہ اوسنی دین کی عزت ان لوگونکی دلونمین
مضبوط کردی اور شریعت کے طریق کو اونکی نزدیک درست کیا اور جب اول
شخص سی ملتا ہی تو اوسکی تعریف اور شکر گذاری کرتا ہی اور اوسکو دعا کرتا
ہی اور اگر دوسرا شخص پہلے شخص کی باتونکا یعنی تشدد اور تنگی کا منکر ہوتا ہی تو اون
لوگون کے نزدیک اوسکی قدر نہین ہوتی بلکہ بعض اوقات اوسکو جاہل اور دین
مین ڈہیلا کہنی لگتے ہین اسلیئے کہ اونکو یہی اعتقاد ہی کہ تنگی کرنا اور حلال چیز کو حرام
کہنا ہی دین ہی غرضکہ وہ ہمیشہ صواب اور حق اوسی شخص کے ساتہہ اعتقاد کرتی
ہین جو تشدد کرے اور یہہ صورت اوسوقت ہی کہ آنیوالا اونکی فقہا مین سی ہو الا جس
صورت مین کہ وہ اونکی عابدون اور داناون مین سی ہوتا ہی تو جو قواعد کہ وہ اونپر اعتماد
کرتا ہی اور جو طریقی کہ اونکو پیدا کرکے فرضو نمین ملاتا ہی عجیب وغریب دیکہو گی اور لوگونکو پاؤگے
کہ اوسیکی فرمانبرداری کرتی ہین حالانکہ وہ اونکا مال اور روپیہ پیسہ کہینچتا ہے

فصل اور شیطانکی ایک بازی اُن سی یہہ ہی کہ جب اونپر کوئی حکم شرعی مشکل پڑتا ہی تو اوس سی بچنا بہت طرحکے حیلوں سے ڈہونڈہتی ہین پہر اگر حیلے اونکو تہکا دیتی ہین تو کہتی ہین کہ یہہ حکم تب ہی جب تہا جب ہمکو ملک و ریاست تہی انمین سی ایک یہہ صورت ہی کہ اونکی شریعتونکی احکام مین سی ہی کہ جب دو بہائی کسی گانوں مین ہون اور ایک انمین مر جاوی اور کوئی لڑکا اپنی پیچھے چہوڑی تو اوسکی بیوہ غیر شخص کے پاس نجاوی بلکہ اوسکے خسر کا لڑکا یعنی دیور اوس سی نکاح کرلے اور اول جو اوس سے لڑکا پیدا ہو وہ اوس مرے بہائی کیطرف منسوب ہو تو اگر وہ دیور اوس عورت سی ناراض ہو یا عورت اوس سے نکاح نکرنا چاہتی ہو تو ایک حیلہ کرتے ہین اور وہ یہہ ہی کہ وہ عورت حاکم کے پاس جاوی اور اوسکو سکہا دیتی ہین کہ حاکم سی کہی کہ میری دیور کو منظور نہین کہ اپنی بہائی کا مقام بنی اسرائیل مین قائم کری اور مجہہ سی نکاح نہین چاہتا پس حاکم اوسکو وہان بلاکر بزور کہلاتا ہی کہ مین اس سی نکاح نہین چاہتا پہر عورت اوسکا موزہ پکڑ کے اوسکے پانو مین سے نکال لیتی ہی اور اوسکو اپنی ہاتہہ مین رکہکر مرد کے منہ پر تہوکدیتی ہی اور آواز دیتی ہی کہ جو شخص اپنی بہائی کا گہر نبنا دے اوس سی ایسا ہی معاملہ کیا جاوے اور اوس مرد کو بعد اسکی مخلوع کہتی ہین اور اوسکی اولاد کو مخلوع کی اولاد بولتی ہین

موزہ نکالا ہوا

تو دیکھو کہ عورت سے زبردستی مرد پر جھوٹ بلواتے ہین اگر مرد نے نکاح چاہا تھا اور
عورت نے خود اوسکو ناپسند کیا ہو اور جب وسکو یہہ الفاظ سکھا دیئے اور اُنکو کہدیا تو
پھر مرد کو جھوٹ کا حکم کرتے ہین اور شاید نکاح کرنا اوسکی خواہش اور تمنا ہی ہو
مگر اُسکو جھوٹ کا حکم کرتے ہین اور اسی بات پر کفایت نہین کرتے کہ مرد پر جھوٹ بلواتے
ہین اور اوسی خود کو زبردستی جھوٹ بولنا لازم کرتے ہین بلکہ عورت کو مسلط کرتے
ہین کہ مرد کے سر پر تہوپے اور اوسکو رسوا کرے اور اس صورت کا نام مسئلہ الیناء والحالیوس
رکھتے ہین۔ اور اللہ تعالی کی حرام کی ہوئی چیزونکو مباح کرنے مین انکی حیلون پر پہلے
تنبیہ گذر چکی ہے جو تم جان چکے حاصل یہہ کہ یہہ لوگ حیلون اور فریب اور مکر اور
خیانت کی کہان ہین اور انہون ہی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ
کیا تہا کہ ایک چہت پر چڑہے اور ایک چکی کا پاٹ لیکر اوسکو آپ پر گرا دینا چاہا آپ اوس
وقت ایک دیوار کے سایہ مین بیٹھے تہے آپکو یہہ بات وحی سے معلوم ہوگئی اور ان لوگون
نے آپکے دشمنونکی مدد کرکے مخالف ہوکر کی اور زہر سے آپکا مار ڈالنا چاہا مگر خدا تعالے
نے آپکو یہہ حال بتلا دیا اور انہون نے آپ سے دغا کی اور آپ پر جادو کر دیا یہان تک
کہ آپکو یہ خیال ہو جاتا تہا کہ کوئی کام کر لیا ہے اور کیا نہین ہوتا تہا اور ہمیشہ داؤ اور
مکر مین لگے رہے اور ایک شیطان کی بازی اونسے یہہ ہے کہ وہ لوگ آل داؤد علیہ السلام

ہین سے ایسے شخص بر پا ہونیوالے کے منتظر ہین کہ جب وہ دعا کے لیے اپنے لب ہلائیگا
تو تمام امتین مرجاوینگی اور کہتے ہین کہ وہ شخص مسیح ہوگا جسکا اونکو وعدہ ہوا ہے حالانکہ حقیقت
مین وہ مسیح گمراہی کا انتظار کرتے ہین اور وہ دجال ہے اسلیے وہ لوگ دجال کے تابعون
مین ثبت ہوسنگے وہ نہ مسیح رہنمائی کے تو حضرت عیسی بن مریم صلوات اللہ علیہ
ہین جو اون کو قتل کرینگے اور اون مین سے کسیکو نہ چھوڑیگا اور تینون امتین ایک
آنیوالیکا انتظار کرتے ہین جو آخر وقت مین نکلیگا اس وجہ سے کہ اون سے اسکا
وعدہ ہوا ہے اور مسلمان حضرت مسیح عیسی بن مریم علیہما السلام کے انتظار مین ہین اور امام
مہدی علیہ السلام کے نکلنے کے منتظر ہین جو اہل بیت نبوت مین سے ہونگے زمین کو عدل سے پر دینگے
جیسے اب ظلم سے پر ہے **فصل** اور شیطان کی بازی امت غضبیہ سے ایک یہہ ہے کہ یہہ لوگ ہر ایک برس
مین سے پہلے دہے کے ہین اپنی نمازین کہتے ہین کہ متین کہتے ہین کہ اونکا خدا کہان ہے اے رب
ہوشیار ہو جا کب تک سوویگا اپنے خواب سے جاگ اوٹھ اور انکو ان کفر کے کلمات پر اسلیے جرأت ہوئی
کہ ذلت اور بندگی سے نہایت درجہ کو تنگ ہوئے اور کشادگی کے منتظر ہین جو اون سے دوری مین
پڑتی جاتی ہے اور گمان کرتے ہین کہ یہہ بات اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ مین واقع ہوگی اور ایک اونکی خرافات
سے یہہ ہے کہ اللہ تعالی کو کہتے ہین کہ اپنے فعل پر پشیمان ہوتا ہے چنانچہ جو توریت اونکے پاس موجود ہے
اوسمین یہہ قول ہے کہ اللہ تعالی آدم کے پیدا کرنے پر نادم ہوا اور اوسپر نہایت

واذا حرك شفتيه بالدعاء
مات جميع الامم ويزعمون انه
المسيح الذي وعدوا به وهم
في الحقيقة انما ينتظرون
مسيح الضلالة وهو الدجال
فهم اكثر اتباعه والا فمسيح
الهدى عيسى ابن مريم صلوات
الله جل جلاله يقتلهم ولا يبقى منهم احدا والامم
الثلاث تنتظر منتظرا الخروج في آخر الزمان فانهم
وعدوا به والمسلمون ينتظرون المسيح عيسى ابن
مريم وينتظرون خروج المهدي من اهل بيت النبوة
يملأ الارض عدلا كما ملئت جورا **فصل** ومن

(حاشیہ)

تلاعب الشيطان بهذه الامة الغضبية انهم
في العشر الاول من كل سنة يقولون في صلاتهم
لم تقول يا رب استيقظ كم تنام انتبه من رقدتك
وانما حملهم على هذه الكفريات
ما هم فيه من الذل والعبودية وانتظار
فرج لا يزدادون منه الا بعدا ويظنون
[illegible] من الله بموقع عظيم
ومن ذلك انهم ينسبون الى الله
الندامة على ما يفعل فمن ذلك
قولهم في التوراة التي بايديهم
وندم الله على خلق البشر
وشق عليه وكاد في ابه

وذلك ان عندهم في قصة نوح زعموا انه لما رأى تعالى الفساد في قومه نوح وان كفرهم وشرهم فاعظم ندم على خلق البشر ... انه بكى على الطوفان حتى ... وعادته الملئكة وانه عض على انامله حتى جرى الدم ... واصحابه بمثل هذه ...

شاق گذرا اور اپنی رای مین رجوع کیا اور یہہ قول اونکے نزدیک حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ مین ہی کہتی ہین کہ جب اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم مین فساد دیکہا اور یہہ کہ اونکا کفر اور شرارت زیادہ ہوئی تو آدمی کے پیدا کرنے پر پشیمان ہوا اور اونہین سی اکثر کہتی ہین کہ خدا تعالی طوفان پر آنسو رویا کہ آنکہہ دہندلی ہو گیی اور فرشتون نے اسکی عیادت کی اور اسنے اپنی اونگلیان دانتون مین اتنی کاٹین کہ خون چلا اور ان لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کے سامنے بہی اسطرح کی کفر کی باتین کی ہین چنانچہ ایک کہنے والے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین عرض کیا کہ خدا تعالے نے آسمانون اور زمین کو چہہ روز مین پیدا کیا پہر آرام کیا یہہ قول آپکو شاق معلوم ہوا خدا تعالی نے اونکی قول کو جہوٹا کرنیکو یہہ آیت اتاری لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ

(اور ہمنے بنائے آسمان اور زمین اور جو انکے بیچ ہے چہہ دن مین اور ہمکو نہ ہوئی کچہہ ماندگی سو تو سہتا رہ جو کہتے ہین ۱۲)

فصل اور اونکی ایک بازی اون مین سے یہہ ہی کہ انبیاء علیہم السلام کو باطعن کرتی ہین اور حضرت موسی علیہ السلام کو اونکی زندگی مین تکلیف دی اور اسی چیز کیطرف منسوب کیا جس سے خدا تعالی نے اونکو بری کیا اور مسلمانون کو اون کی سی حرکت کرنیسے منع فرمایا چنانچہ ارشاد ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا

(اے ایمان والو تم مت ہو جیسے وے جنہون نے ستایا موسی کو پہر بری عیب کیا اسکو اللہ نے اونکے کہنے سے ۱۲)

اور صحیحین مین حضرت ابوہریرہ کی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ بنی اسرائیل ننگے نہایا کرتے اور ایکدوسرے کو دیکہتے

... عليه وآله وسلم واصحابه ... فقال للنبي صلى الله عليه وآله وسلم ... فقال خلق الله السموات والارض في ستة ايام ثم استراح ... فانزل الله تكذيبا لهم وقوله ولقد خلقنا السموات والارض وما بينهما في ستة ايام وما مسنا من لغوب فاصبر على ما يقولون

فصل ومن تلاعبهم بقدحهم في الانبياء ... ونسبوه الى ما برأه الله منه وقد آذوا موسى ... فقال يا ايها الذين آمنوا لا تكونوا كالذين آذوا موسى فبرأه الله مما قالوا وثبت في الصحيحين من حديث ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال كانت بنو اسرائيل يغتسلون عراة ينظر بعضهم الى سوأة بعض

وكان موسى يغتسل وحده فقالت بنو اسرائيل ما يمنع موسى ان يغتسل معنا الا انه آدر فذهب موسى يغتسل فوضع ثوبه على الحجر ففر الحجر بثوبه فجال موسى في اثره يقول ثوبي حجر ثوبي حجر حتى نظرت بنو اسرائيل الى سوءة موسى وقالوا والله ما بموسى من بأس وقيل في تفسيره انه صعد موسى وهارون الجبل فمات هارون فاتهموه بقتله فامر الله الملائكة فحملته ومرت به على بني اسرائيل حتى عرفوا انه

فصل ۱۳

وقد بالغوا في عداوة النبي صلى الله عليه وآله وسلم بالقول والفعال وطعنوا في كثير من الانبياء ومن ذلك انهم نسبوا الى التوراة انه لما اهلك الله قوم لوط ونجا لوطا عليه السلام وابنتيه قالت احديهما للاخرى هلم نسقي ابانا خمرا ونضاجعه لنستبقي منه نسلا واعجب من ذلك ان في التوراة التي بايديهم ان يهودا ابن يعقوب زوج ابنه الاكبر ... تعالى ... فغضب الله ... فاماته

اور حضرت موسیٰؑ تنہا غسل فرماتے بنی اسرائیل نے کہا کہ وہ ہمارے ساتھ اسلئے نہیں نہاتے کہ اونکے خصیے بڑے ہیں پھر حضرت موسیٰ نہانیکو گئے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھدیے وہ پتھر آپکے کپڑے لیکر بھاگا حضرت موسیٰ اوسکے پیچھے یہہ کہتے ہوئے دوڑے کہ میرے کپڑے پتھر لئے جاتا ہے یہانتک کہ بنی اسرائیل نے آپکی برہنگی کو دیکھا اور کہا کہ بخدا موسیٰ مین تو کوئی عیب نہین اور اس آیت کی تفسیر مین بعضون نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پہاڑ پر چڑھے اور حضرت ہارون کی وفات ہوئی بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ پر اونکے قتل کی تہمت لگائی پس اللہ تعالیٰ نے فرشتونکو حکم کیا کہ حضرت ہارون کو اٹھالائے اور بنی اسرائیل کو اونکی وفات دکھلادی اور ان لوگون نے جناب رسالتمآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت مین قول اور فعل سے مبالغہ کیا اور بہت سے نبیوں کی باب مین طعن کیا اور انکی افتراآت مین سے ایک وہ ہے جسکو توریت کی نص کیطرف منسوب کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت لوطؑ کی قوم کو ہلاک کیا اور سوا حضرت لوطؑ اور انکی دو بیٹیون کے اور کوئی نہ بچا تو اونکی ایک بیٹی نے دوسری سے کہا کہ آؤ اپنے باپکو شراب پلادین اور اوس سے ہم بستر ہون تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھین اور اس سے عجیب تر یہہ ہے کہ جو توریت اونکے پاس موجود ہے اوسمین لکھا ہے کہ یہودا ابن یعقوبؑ نے اپنے بڑے بیٹے کا نکاح ایک عورت سے کیا جسکو تامار کہتے تھے اور وہ اوس سے اعلام کیا کرتا تھا پس اللہ تعالیٰ اوسکی حرکت سے غصہ ہوا اور اوسکو

ہلاک کیا یہودا نے اوس عورت کا نکاح اپنی دوسری بیٹی سے کر دیا یہہ لڑکا اسنظر سے کہ
پہلا بچہ بڑے بہائی کا کہلاویگا اوس عورت سے صحبت کرکے انزال باہر کرتا تہا اللہ تعالے
کو اوسکی یہہ بات ناخوش معلوم ہوئی اوسکو بہی وفات دی یہودا نے اوس عورتکو اپنی میکے
جانیکی اجازت دی جبتک کہ انکا ایک چہوٹا لڑکا بڑا ہو جاوے اور عقل کامل ہوجاوے اس
خوف سے کہ کہیں اوسکا بہی وہی حال نہو جو اوسکے دو نو بہائیونکا ہوا وہ عورت اپنے باپ
کے یہاں رہی ایکروز یہودا اپنی مکانپر چڑہی اونکی بہو فاحشہ عورتونکا سا لباس پہنکر
اونکے سامنے ہوئی یہودا نے اوس سے رغبت کی اور خرچی کے عوض اپنی لاٹھی اور انگوٹھی
اوسکی پاس گرو رکہکر اوس سے صحبت کی اوسکو حمل رہگیا جب یہودا کو خبر پونہچی کہ بہو کو
زنا کا حمل ہی تو اوسکی جلانے کا حکم کیا اوسنے اونکی پاس اونکی انگوٹھی اور لاٹھی بہیجدی
پس یہودا نے عذر کیا کہ مین نے اوسکو نہین پہچانا اور اوسکا دوبارہ لانا حلال
نہ سمجہا یہہ لوگ کہتے ہین کہ اس زنا سے تاماکے جو اولاد ہوئی اونکی نسل مین داؤد
پیغمبر علیہ السلام ہین اور اونکی جہوٹ باتونمین سے ایک یہہ ہی کہ خاوند اگر اپنی عورتکو طلاق
دیوے اور وہ دوسرے سی نکاح کرے اور پہلا شوہر اوس سے پہر رجوع کرے تو ان دونوکی
اولاد ولد زنا ہوگی اور کہتی ہین کہ اس واسطہ سے سلیمان اولاد زنا مین اور انکا قول ہی
کہ عبداللہ بن سلام ہین جنہونے یہہ مسئلہ تراشا ہی اور انکا قصد اس سے یہہ تہا کہ

کہ مسلمانون کی اولاد کو اولاد زنا ٹہراتے ہین اور کہتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے بہت سی خوابین دیکہی تہین جنسے معلوم ہوتا تہا کہ وہ صاحب دولت ہونگے پس آپنے
خدیجہ کبریٰ کی تجارت کیلئے شام کو سفر کر کر علماے یہودسے ملاقات کی اور اپنے خواب
اونسے بیان کیے تو اونہون نے جانا کہ یہہ صاحب دولت ہونگے اسلئے عبد اللہ بن سلام کو آپ کے
ساتہہ کر دیا آپنے علوم توریت اونسے سیکہی اور فصاحت اور معجزہ جو قرآن مین موجود ہے
اوسکو عبد اللہ بن سلام کی طرف منسوب کرتے ہین اور یہہ بات ایسے لوگون سے دور
نہین جو اپنے معبودمین طعن کرتے ہین اور انبیا پر وہ باتین لگاتے ہین جو انکی شان بزرگ کے
لایق نہین اور اکثر انبیا کی مذمت بری بری باتون سے کرتے ہین مثلاً حضرت عیسی علیہ السلام کو
ولد الزنا کہتے ہین اور اونکی ماکو بدکار کیطرف منسوب کرتے ہین اور حضرت لوط علیہ السلام کی شان مین
کہتے ہین کہ اپنی دو بیٹیون سے نشہ کی حالت مین زنا کیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کیطرف
جادو لگاتے ہین کہ وہ جادوگر بادشاہ ہین اور حضرت یوسف علیہ السلام کی شان مین
کہتے ہین کہ اونہون نے اپنی آقا کا پاجامہ کہولا اور اوسکا آسن لیا پس دیوار پہٹی اور
اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اونگلیان دانت سے کاٹتے دیکہا
مگر نہ اوٹھے یہان تک کہ اون پر حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور
فرمایا کہ اسے یوسف تم زانیون مین ہو جاؤ گے حالانکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک

صاحب دولة فاجعلوا عبد الله بن
سلام فقرأ عليهم علم التورية و
علمه الفصاحة والاعجاز الذي في
القرآن الى عبد الله بن سلام وهذه
فرية من افترائهم

تم انبیا مین شمار ہوتے ہو غرضکہ زبانی تصرف اسیواجہ سے باز رہی اور بعضی نہایت ورجہ کی مذمت کی
اور انکا یہہ کہنا کہ حضرت عیسی علیہ السلام بیمارونکا علاج دوا اون سے کرتی تہی اور لوگونکو وہم
یہہ دلاتے تہی کہ شفا آپ کی دعا سے ہوئی ہی اور تعجب یہہ ہی کہ جو توریت اونکی پاس ہی اسمین
موجود ہی کہ یہودیون سے سلطنت نجاویگی جبتک کہ مسیح علیہ السلام نہ آوینگے اور اسکی بموجب
مسیح علیہ السلام کی نبوت پر اونکو قائل ہونا چاہیے اسلئے کہ وہ لوگ صاحب دولت تہی اور حضرت عیسے
علیہ السلام کی ظاہر ہونے سے اونکا ملک جاتا رہا اور کہتے ہین کہ مسیح علیہ السلام یوسف زرگر کے بیٹے
بری طور سے ہین نہ اچھی طور کے مگر یہہ کہ اونکو اسم اعظم معلوم تہا اور یہہ بہی انکا قول ہی کہ
حضرت موسی علیہ السلام ایک لفظ بیالیس حرفونسے مرکب پر واقف تہی اوس سے اونہون نے دریا کو چیرا او تمام معجزات
ین بری اور اسکو حضرت موسی علیہ السلام کی نبوت مین خلل انداز نہین ٹہرایا جیسے کہ اسکو ذریعہ حضرت عیسی
علیہ السلام کی نبوت کی انکار کا کیا یہانتک کہ بعضون نے انمین سے کہا ہی کہ حضرت موسے علیہ السلام کو وہ کلمہ
خدا تعالی نے سکہایا تہا اور حضرت عیسی علیہ السلام نے اسکو بیت المقدس کی دیوارون سے پڑہ کر سیکہہ لیا تہا اور یہہ
اون کا خدا تعالی کے رسولون سے دہینگا دہینگی اور بہتان ہے **فصل** اور جو
توریت یہودیون کی پاس ہے اوس مین اختلاف ہے کہ وہ لفظون مین بدل
گئی ہے یا معنی مین تبدیل ہوئی ہے عبارت مین نہین اور اس اختلاف مین تین قول ہین
ایک جماعت تو یہہ کہتی ہی کہ تمام توریت یا اکثر بدلگئی ہی اور بعض لوگ مبالغہ اتنا کرتے ہین

کہ کہتے ہین کہ اس سے استنجا کرنا درست ہی اور ایک جماعت ائمہ حدیث اور فقہ اور کلام
کی یہہ کہتی ہے کہ تبدیل صرف معنی مین ہوئی ہے بخاری نے اپنی صحیح مین کہا ہی کہ
یحرفون کے معنی یہہ ہین کہ زائل کرتے ہین اور کوئی شخص کتاب کا لفظ الله کی کتابون
مین سے دور نہین کرتا مگر اوسکے جو معنی ہوتے ہین اونکے سوا دوسرے معنی کر لیتے ہین
اور رازی نے بھی یہی اختیار کیا ہی اور مین نے اپنے شیخ کو کہتے سنا ہی کہ اس مسئلہ مین
اسنا مین جھگڑا ہوا تو امام رازی نے اس مذہب کو درست رکھا اور دوسرونکو ضعیف
کیا مگر اونپر انکار کیا گیا یعنی لوگون نے نمانا تو انہون نے پندرہ نسخے اوسکے ظاہر کئے۔ اور ان
لوگونکی دلیل یہہ ہے کہ توریت پورب اور پچہم اور اتر دکہن مین پہیل گئی ہی اور اوسکے
نسخونکی شمار سوا خدا تعالی کے اور کوئی نہین جانتا تو تبدیل اور تغیر ان سب نسخون
مین برابر ایکسا ہو جانا نہین ہو سکتا کہ کوئی نسخہ زمین مین بدون تبدیل کے نرہے اور
یہہ ان باتون مین سے ہی جنکو عقل محال جانتی ہی اور یہہ جماعت یہہ بھی کہتی ہی کہ الله تعالی
فرماتا ہی قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اور ایک یہہ دلیل ہے کہ
(کہہ کہ توریت لاؤ اور پڑہو اگر سچے ہو)
یہودیون نے سنگسار کرنیکے فرض کو چہوڑنے پر اتفاق کیا مگر توریت مین سے اسکو
بدل نسکے اور اسیواسطے جب یہودیون نے توریت کو آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم کے سامنے
پڑہا تو قاری نے اپنا ہاتہہ رجم کی آیت پر رکہہ لیا حضرت عبدالله بن سلام نے اسکو فرمایا

که اپنا ہاتہہ اوٹہا جب اوسنے ہاتہہ اوٹہایا تو وہ آیت ہاتہہ کے نیچے سے معلوم
ہونے لگی۔ اور ایک جماعت ان دونو جماعتون کے درمیان ہی وہ یہہ کہتے
ہین کہ توریت مین کچہہ بڑہایا بہی گیا ہی اور کچہہ بہت ہی تہوڑی تبدیلی بہی ہوئی ہی
اور ہمارے شیخ نے اِسیکو اختیار کیا ہی اوس شخص کے صحیح جواب کے لئے جسنے دین
مسیح علیہ السلام کو بدلا اور فرمایا کہ اس زیادتی کی مثال یہہ ہی کہ توریت مین اونکے
یہان یہہ ہے کہ الله تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا کہ اپنے پہلے یا اکلوتے
بیٹے اسحق کو ذبح کرو اسمین اسحق کا لفظ ان لوگونکا بڑہایا ہوا ہے مین کہتا ہون کہ
یہہ زیادتی دس وجہون سے باطل ہی اول یہہ کہ حضرت ابراہیمؑ کا پہلا اور اکلوتا بیٹا
تینون ملت والونکے اتفاق سے اسمعیلؑ ہے دوسرے یہہ کہ الله تعالی نے حضرت ابراہیمؑ
کو حکم فرمایا کہ ہاجرا اور اونکے لڑکے اسمعیلؑ کو سارہ کے پاس سے لیجا کر مکہ معظمہ کے جنگل مین
ساکن کرین تاکہ سارہ کو رشک نہ آوے تو جب لونڈی اور اوسکے بیٹے کے دور رکہنے کا حکم
کردیا ہو تو اسکے بعد سارہ کے لڑکے کے ذبح کرنیکا اور لونڈی کے لڑکے کے باقی رکہنے کا
کیسے حکم فرماویگا یہہ بات تو ایسی ہے کہ اسکو حکمت نہین چاہتی تیسرے یہہ کہ ذبح کا معاملہ
یقینا مکہ معظمہ مین ہوا ہی اور اسی لئے خدا تعالی نے مکہ معظمہ مین قربانیون اور ہدیون
کا ذبح کرنا مقرر فرمایا کہ امت کو معاملہ حضرت ابراہیمؑ کا اپنے لڑکے کے ساتھہ

جو کچھ وہان موا ہی اور ہے چوتھی یہ کہ خدا تعالی نے حضرت اسحق علیہ السلام کی ماں سارہ کو
اسحق کی خبر خوش دی اور اسحق علیہ السلام کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری دی پس بعد
اسکی اسحق علیہ السلام کے ذبح کرنیکا حکم کیسے دیگا پہلے تو اونکا باپ کو بیٹی کے پیدا ہونیکی بشارت دی
پانچوین یہ کہ اللہ تعالی نے قصہ حضرت اسمعیل کے ذبح ہونیکا اور اپنے آپکو خدا کے لئے تسلیم کرنیکا اور ذبح
حضرت ابراہیم کی جرأت کرنیکا مذکور فرمایا اور حضرت اسمعیل کے قصے سے فارغ ہوکر بعد کو ارشاد
فرمایا وبشرناہ باسحق نبیا من الصالحین یعنی اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم کی تسلیم وانقیاد کی
اور بشارت دی ہم نے ابراہیم کو اسحق کی عوض میں جسکا نبی صالحین سے ہوگا ۱۲
اور اسکی لئے اپنے لڑکے کی رضا الہی کی شکر گزاری کی اور اسپر اپنی علامات میں سے یہ کیا
کہ اسحق کو دیا یعنی اسمعیل علیہ السلام کو ذبح سے بچایا اور اوپر اسحق کو زیادہ فرمایا چھٹے یہ کہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے درخواست کی کی تھی پس اللہ تعالی نے آپکی دعا قبول کی
اور بیٹی کی بشارت اونکو دی جب لڑکا اونکے ساتھ دوڑنے لگا تو اسکو ذبح کرنیکا حکم کیا اللہ تعالی فرماتا ہے
وقال انی ذاہب الی ربی سیہدین رب ہب لی من الصالحین فبشرناہ بغلام حلیم تو اس سے
اور بولا میں جاتا ہوں اپنے رب کی طرف وہ مجھکو راہ دیگا اے رب بخش مجھکو کوئی بیٹا نیک خوشخبری دی ہم نے اسکو ایک لڑکے کی
معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑکے کی بشارت انکو بعد آپ کی دعا اور درخواست لڑکا دینے کی اپنے رب
ہوئی تھی اور جس لڑکے کی بشارت ہوئی اسیکو ذبح کرنے کا نص قرآن سے قطعا حکم ہوا
تھا اور حضرت اسحق کی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بدون آپ کی دعا کے بڑے
بوڑھاپے مین کہ جس وقت انکی عمر کے لوگون کے لڑکا ہونا تھا ہوئی اور حضرت

اسحق کی بشارت حضرت ابراہیم کی بی بی سارہ ہی کو ہوئی اور اسیواسطے سارہ نے

اپنی پیٹ سی لڑکا ہونے کا تعجب کیا اور دونون بشارتون کے مضمون کو دیکھو کہ

اول مین تو ارشاد ہے اِنِّیْ ذَاہِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَہْدِیْنِ رَبِّ ہَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ

فَبَشَّرْنَاہُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ اور دوسری مین وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰہِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا
اور آچکے ہین ہمارے بھیجے ابراہیم پاس خوشخبری لیکر بولے سلام

قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَہُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْہِ نَکِرَہُمْ وَاَوْجَسَ
وہ بولا سلام ہے پھر دیر نہ کی کہ لے آیا ایک بچھڑا تلا ہوا پھر جب دیکھا ان کے ہاتھ نہیں آتے کہانے پر تو اوپری سمجھا اور دل مین

مِنْہُمْ خِیْفَۃً قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ وَامْرَاَتُہٗ قَآئِمَۃٌ فَضَحِکَتْ فَبَشَّرْنٰہَا
ان سے ڈرا وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے آئے ہین طرف قوم لوط کے اور اسکی عورت کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی پھر ہمنے

بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤی ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّہٰذَا بَعْلِیْ
خوشخبری دی اسکو اسحاق کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی بولی ای خرابی کیا مین جنونگی اور مین بوڑھیا ہون اور یہ خاوند میرا ہی

شَیْخًا اِنَّ ہٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اور ان دونون
بوڑھا یہہ تو ایک عجیب چیز ہی وہ بولے کیا تعجب کرتی ہی اللہ کے حکم سے

بشارتون مین سے ایک کا مخرج دوسری کے خلاف ہونے کو دیکھو اور

اور پہلی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تھی اور دوسری سارہ کو اور

پہلی ہی بشارت ہے جس مین حکم اُس لڑکے کے ذبح کا دیا ہی جس کی خوشخبری

دی ہے دوسری بشارت ایسی نہین ساتوین یہہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت اسحق کو لے کر یقیناً مکے مین نہین تشریف لائے اور نہ اون کو اُنکی

ماسے جدا کیا اور اللہ تعالے کس طرح حکم کریگا کہ اپنی بی بی کے لڑکے کو جہان

اُسکی سوت رہتی ہو اُس شہر مین ذبح کرے اور سوت کے لڑکے کو چھوڑ دی

فقالت یا ویلتی أألد وانا عجوز وهذا بعلي شيخا ان هذا لشيء عجيب قالوا اتعجبين من امر الله

ولكن مخرج احدى البشارتين غير مخرج الاخرى والبشارة الاولى كانت له والبشارة الثانية هي التي امر فيها بذبحه

آٹھوین یہہ کہ الله تعالی نے حضرت ابراہیمؑ کو خلیل بنایا تہا اور خلت اسبا کو شامل ہے کہ خلیل کا دل ہمہ تن اپنے اپسی متعلق ہو اسطرح کہ اوسمین سب غیر کی گنجایش نہو اور جب انہون نے درخواست لڑکے کی کی تو انکو حضرت اسمعیل عطا ہوئی تو آپکی دلکی ایک شاخ اونسے متعلق ہوگئی آپکے خلیل نے چاہا کہ یہہ شاخ بھی خالص ہماری ہو اسلئے آپکو لڑکے کے ذبح کرنیسے آپکا امتحان لیا جب آپنے حکم کی اطاعت کی تو وہ خلت خاص الله تعالی کیواسطے ہو گئی اور حکم اونکی ذبح کرنیکا منسوخ ہوا اسلئے کہ غرض حاصل ہو گئی یعنی پکا ارادہ کرنا اور نفس سے فرمانبرداری کو ٹھان لینا اور ظاہر ہی کہ تعلق خاطر اول ہی اولاد کے ساتھہ ہوتا ہی نہ آخر کے تو جب مقصود پہلے ہی لڑکے سے حاصل ہو گیا تو دوسرے کے ساتھ ایسے معاملہ کی حاجت نرہی اسلئے کہ اگر دوسرے لڑکے کی محبت خلت کی مزاحم ہوتی تو اوسکی ذبح کرنیکا بہی حکم دیا جاتا اسوجہ سے نہین اگر حکم دوسرے لڑکے کے ذبح کا ہوتا تو یہہ معنی ہوتے کہ حضرت ابراہیمؑ کو خلت کی مزاحمت پر بہت مدت تک قائم رکہا پہر اونکو مزاحم کے دور کرنیکی بات کا حکم کیا اور یہہ بات مقتضاے حکمت کے خلاف ہی نوین یہہ کہ حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسحق تو بڑہاپے مین مرحمت ہوئی اور حضرت اسمعیل مین شروع جوانی مین اور عادت یون ہے کہ دل پہلے لڑکے سے زیادہ متعلق ہوا کرتا ہی دسوین یہہ کہ آنحضرت

الثامن ان الله لما اتخذ ابراهيم خليلا والخلة تتضمن ان يكون قلبه كله متعلقا به لكن فيه سعة لغيره فلما سأل الولد ووهب له اسمعيل فتعلق باه شعبة من قلبه فأراد تخليصه من شائب تلك الشعبة فامتحنه بذبح ولده فلما امتثل ... تلك الخلة لله فنسخ الامر بذبحه لحصول العرض وهو العزم وتوطين النفس على الامتثال ومن المعلوم ان هذا انما يكون في اول الاولاد ... فلما حصل هذا المقصود مع الولد الاول لم يحتج الى مثله مع الولد الآخر فانه لو زاحمت محبة الولد الآخر الخلة ... فلو كان الامر متعلقا بذبح الآخر لكان اقر الاول على ... وهو خلاف مقتضى الحكمة التاسع ان ابراهيم رزق اسحق على الكبر وعقيب ... اسمعيل في زمن شبابه والعادة ان القلب اعلق بالاول ...

إن النبي صلى الله عليه وآله وسلم
كان يفتخر بأنه ابن الذبيحين
يعني أباه عبد الله وجده

صلے الله علیہ وآلہ وسلم فخر فرماتے تھے کہ مین دو ذبح کئی ہوؤنکا بیٹا ہون یہہ اشارہ تھا
اپنے باپ عبد الله اور اپنے دادا حضرت اسمعیل کیطرف حاصل یہہ کہ یہودیون نے نام حضرت
اسحٰق ع کا توریت مین بڑہا دیا اور اسکا سبب یہہ تہا کہ حضرت موسیٰ ع نے توریت کو بنی
اسرائیل سے بچایا اِس ڈر سے کہ کہین یہہ لوگ آپکی بعد اوسکی معنی مین مختلف ہوکر بہت سے
فرقے ہوجاوین اور توریت کو آپنے بنی لیوی کے اماموںکو دیا سوا ایک سورت کے
جو اُن لوگونکی طبیعتونکی مذمت پر مشتمل تہی اور یہہ کہ وہ لوگ عنقریب توریت کی شریعت
کے خلاف کرینگے اور اسکی بعد اونپر عذاب آویگا اور یہہ سورت اسوجہ سے مدت تک
ونپر شاہد ہوا اور توریت کا یاد کرنا اونپر نہ فرض تہا نہ سنت بلکہ ایک آدمی اُسکی ایک
فصل یاد کرتا تہا اور دوسرا دوسری جب بخت نصر نے ہارونی اماموں نے اُن
لوگونکو مار ڈالا جو اکثر توریت کی حافظ تھی اور اونکی عبادتخانے پہونکدئی تو عزیر نے
اپنی یادداشت کو اکٹھا کیا جس سے یہہ توریت بنی جو یہودیون کے پاس ہے اور اوس نے
غیب کیطرح توریت اُنہین لکہوائی اور یہین جہت اوسکی تعظیم مین اُن لوگون نے مبالغہ
کیا یہانتک کہ حد سے زیادہ بڑہ گئی غرضکہ یہہ توریت جو یہودیون کے پاس موجود ہے وہ عزیز
کی لکہائی ہوئی ہے اوسمین توریت مین سے بہت ہی تہوڑا اوسکو اُس قوم نے نوبت بنوبت لیا
جسکو الله تعالی نے متفرق کر دیا تہا پس توریت مین تین باتین ملگئین اول کچھہ کمی بیشی

دوسرے ترجمہ کا اختلاف تیسرے معنی کا اختلاف اور ان مین کچھہ مثالین ذکر کیجاتی ہین پہلی
مثال وہی جو پہلے گذری کہ توریت مین ہے کہ جنگل مین گوشت پہاڑا ہوا جسے کہا وار اوسکو
کتون کو ڈالدو اور جو کچھہ تحریف اونہون نے اوس مین کی ہے اوسکا بیان بہی اوپر گذرا دوسری مثال
توریت مین فرمایا ہے کہ مین ایک نبی کو اونکے بہائیون کے بیچ مین سے قائم کرونگا اونہون نے اسکے معنی
سمجھے کہ بشارت ایک نبی کی بنی اسرائیل مین سے ہے حالانکہ یہہ کہنی دو جہون سے باطل ہے اول یہہ کہ اگر
خدا تعالی کی یہی مراد ہوتی تو فرماتا کہ خود اونکے نفسون مین سے قائم کرونگا دوم یہہ کہ بہائیون سے مراد توریت
مین اونکے قول کے خلاف معلوم ہوتی ہے چنانچہ پانچوین جلد کے پہلے باب مین ہے کہ تم حدین جنکی
المقدس کو سعیر مین اپنے بہائیون بنی العیص کی سرحدون مین بستا ہے تو خبردار ایسا نہ کرنا کہ تم اونکی
کسی زمین مین طمع کرو تو جب بنی العیص اس آیت کی بموجب بنی اسرائیل کے بہائی ہین تو اسیطرح بنی اسمعیل
بہی ہین تیسرے یہہ کہ بشارت اگر حضرت شموئیل یا دوسرے نبی کی بنی اسرائیل مین سے ہوتی تو یہہ کہنا درست
ہوگا کہ بنی اسرائیل بہائی بنی اسمعیل کے ہین چوتھے یہہ کہ توریت مین فرمایا کہ مین اونکے لئے نبی تیری مثل قائم کرونگا اور
دوسری جگہہ مین فرمایا ہے کہ نہیر توریت مثل موسی کی توریت کے نازل کرونگا اور ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل مین کوئی
نبی ایسا نہین جسپر توریت مثل توریت حضرت موسی علیہ السلام کے اتری ہو بجز آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسی علیہ السلام کے کہ حضرت عیسی خود بنی اسرائیل
مین سے ہین تیسری مثال یہہ ہے کہ توریت مین فرمایا کہ خدا تعالے طور سینا سے

اور اسنے اپنی روشنی کو سعیر سے چمکایا اور فاران کے پہاڑون مین ظاہر ہوا اور اسکی ساتھہ

پاک لوگون کا دامن ہی اور یہودی جانتے ہین کہ جبل سعیر پہاڑ سراۃ ہی جسمین عیسی

علیہ السلام کی اولاد رہتی رہے اور جو حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لائے اور یہہ

پہاڑ حضرت مسیح علیہ السلام کا مقام تہا اور سینا جبل طور ہی مگر فاران کے پہاڑون کو

تحریف کی راہ سے وہ شام کے پہاڑون پر محمول کرتے ہین ورنہ وہ مکہ معظمہ کے

پہاڑ ہین اور فاران مکہ معظمہ کا ایک نام ہے اور سفر توریت مین نص ہے کہ

اسمعیل جب اپنے باپ سے جدا ہوگئے تو فاران کے جنگل مین رہے

اور اونکی مانے اونکی شادی ایک مصر کی عورت سے کردی تو دیکھو کہ توریت کی نص سے

ثابت ہوا کہ فاران کے پہاڑ اولاد اسمعیل کے رہنے کی جگہہ ہین اور جب توریت نے اشارہ کیا ایک نبوت

کبیر جو فاران کی پہاڑون پر اتریگی تو اس سے لازم آیا کہ وہ حضرت اسمعیل کی اولاد پر اتریگی کہ

وہی لوگ وہان کے باشندے ہین اور ظاہر ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے سوا اور کسی پر نہین اتری تو یہہ مختصر فضیلین ہین شیطان کے مکر مین اور متون

سے اسکی بازی کرنیکے بیان مین تاکہ مسلمان ان سے اللہ تعالے کی

نعمت کی قدر اپنے اوپر معلوم کرے اور جو کچہہ علم وایمان سے

اوسنے اسکو عطا فرمایا ہے اسکو پہچانے والحمد للہ اولاً وآخراً

خاتمہ

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ کتاب مفید خالص اتباع سنت و صفا میں ترجمہ ابنا و اذکار ہشام بن یحیی شافعی بتاریخ ۲۴ ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۰۳ ہجری کو روز یکشنبہ اختتام کو پہنچی

قطعہ تاریخ طبع از مترجم

سکا تذیہ شیطان کے جب چھپنے
ندا آئی غیب سے وہی اُس سے

ہوا پھر تاریخ بہ بوانہ قلب
کہ لکھیدو لذکری لمن کان قلب
۱۳۰۳

غلطنامہ کتاب تہذیب الایمان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	ابن یحیی	مجتبا	مجتبیٰ	۳۶۰	۲	ثوبان بن محمد	ثوبان سے اور ان سے محمد
۲۱۹	۱۰	امام جعفر ۱۲	جعفر طیار ۱۲	۳۸۵	۱۳ حاشیہ	انکرہ	انکروہ
۲۴۳	۱۰	پھر آیا	پھر ایا	۴۷۸	۱۱	اعلی	اعلیٰ

اور سوا اسکے اور جگہہ اگر غلطی اعراب یا نقطوں کی ناظرین ملاحظہ فرماوین تو از راہ کرم درست فرمالین

واسطے سند اثبات کے کہ یہ کتاب مطبع صدیقی کی چھپی ہوئی ہے سطر عنوان لوح متضمن مادہ تاریخ لکھی گئی